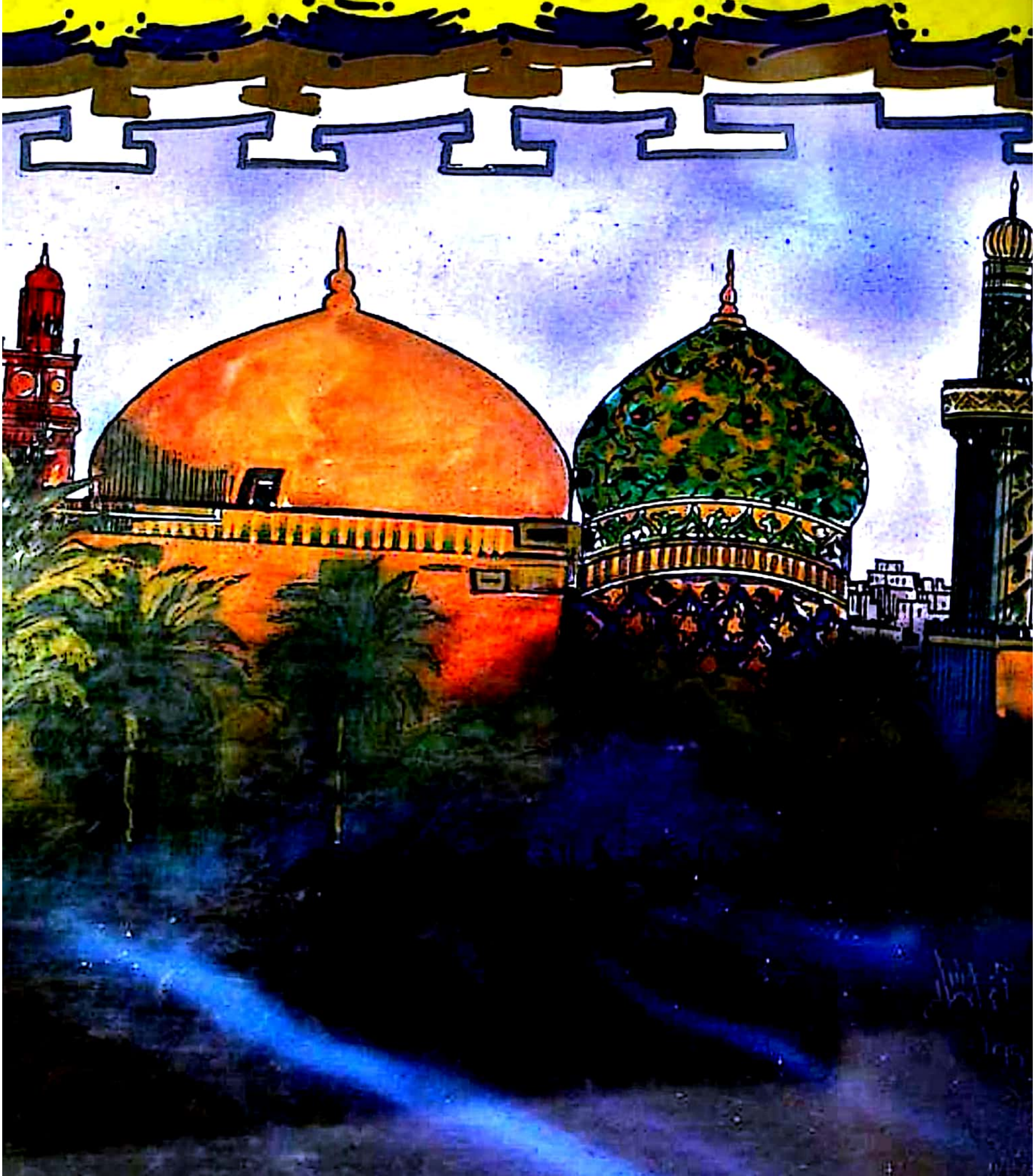
تذکرہ

سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بہجۃ الاسرار



تذکرہ

سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بہجۃ الاسرار

۹۵ء

مصنّف

امام ابو الحسن الشطنوفی الشافعی
متوفی ۷۰۳ھ / ۱۳۰۴ء

مترجم

مولانا حافظ پروفیسر سیّد احمد علی شاہ چشتی بٹالوی

ناشر

پروگریسو بکس ۴۰۔بی۔ اردو بازار۔ لاہور ۲

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب :- بہجۃ الاسرار

مصنف :- امام ابوالحسن شطنوفی

مترجم :- مولانا حافظ احمد علی شاہ چشتی بٹالوی

ناشر :- میاں غلام رسول

پروگریسو بکس - 40 بی اردو بازار لاہور نمبر2 فون : 7352795

بار اول :- جنوری 1995ء

مطبع :- گنج شکر پرنٹرز' لاہور

قیمت :- 225 روپے

فہرست مضامین

پیش لفظ

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا شمار اولیائے کبار اور صوفیائے عظام میں ہوتا ہے۔ آپ کی تصنیف، فتوح الغیب کے دیباچہ میں آپ کا اسم گرامی محی الدین ابو محمد بن ابی صالح (موسیٰ) جنگی دوست (بن عبداللہ) درج ہے امام ذہبی کے نزدیک ان کا اسم گرامی عبدالقادر بن ابی صالح عبداللہ بن جنگی دوست ہے۔ آپ کی ولادت ۴۷۰ھ /۱۰۷۸ء میں ہوئی۔ مقام ولادت کے بارے میں ابن تغری بردی (دائرۂ معارف اسلامیہ ۱۲: ۹۲۴) نے لکھا ہے کہ "آپ کا مولد جیل ہے جو واسط اور بغداد کے درمیان ایک گاؤں ہے" باقی ماخذ شیخ کو عجمی الاصل بتاتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ آپ شمالی فارس میں بحیرہ خزر (کیسپین) کے جنوبی ساحل پر گیلان نامی صوبہ کی ایک بستی نیف میں پیدا ہوئے اور اٹھارہ سال کی عمر میں علم کے حصول کے لئے بغداد آئے اور اپنی وفات تک اسی شہر میں رہے۔

آپ نے جن اساتذۂ کرام سے فیض حاصل کیا ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

عربی زبان و ادب۔ ابو زکریا یحییٰ بن علی بن الخطیب التبریزی (متوفی ۵۰۲ھ /۱۱۰۹ء)

فقہ حنبلی ۔ ابوالوفا بن العقیل (متوفی ۵۱۳ھ /۱۱۲۱ء) اور قاضی ابو سعید مبارک بن علی المخرمی حنبلی سے۔

علم حدیث ۔ ابو محمد جعفر السراج (متوفی ۵۰۰ھ /۱۱۰۶ء) سے۔

تعلیم تصوف ۔ ابوالخیر حماد الدباس (متوفی ۵۲۳ھ /۱۱۳۱ء) سے حاصل کی۔

آپ نے پہلا وعظ ۵۲۱ھ/۱۱۲۷ء میں پچاس سال کی عمر میں کیا جلد ہی آپ کے وعظ اور درس کا شہرہ بہت دور دور تک ہونے لگا۔ آپ کے وعظ کے چھ برس بعد آپ کے شیخ المخرمی نے اپنا مدرسہ آپ کے حوالے کر دیا۔ چند ہی برسوں میں دنیائے اسلام کے دور دراز علاقوں سے بے شمار طلبہ حصول تدریس کے لئے آنے لگے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے وعظ کی تاثیر سے بہت سے یہودی اور عیسائی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ اپنے وعظ کے دوران بے خوفی سے کلمہ حق بیان کرتے تھے جس سے دربار خلافت بھی متاثر ہوتا تھا۔ آپ کبھی مدرسے میں اور کبھی رباط (ایک قسم کی خانقاہ یا تکیہ) میں وعظ فرمایا کرتے تھے۔ ان کے مواعظ کا مجموعہ الفتح الربانی کے نام سے مشہور ہے جس میں ۶۲ خطبات ہیں۔

آپ کی دیگر تصانیف میں فتوح الغیب اور غنیة الطالبین بہت مشہور ہیں۔

فتوح الغیب آپ کے ۷۸ مقالات کا مجموعہ ہے جن میں آپ نے اصلاح نفس، تزکیہ قلب پر زور دیا ہے اور شریعت کی پیروی اور سنت پر کاربند رہنے کا درس دیا ہے۔ اور احکام دین کی بجا آوری کی تلقین کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سلوک و طریقت کے رموز و حقائق بتائے ہیں۔

غنیة الطالبین فقہ حنبلی کا عظیم مجموعہ ہے۔ جس میں احکام شریعت، طہارت، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے مسائل، رمضان کے فضائل اور احکام وغیرہ کا تفصیلی بیان موجود ہے۔ کتاب کے آخری حصے میں مریدین اور شیوخ کے آداب بتائے گئے ہیں۔ اس کتاب میں فقر، مجاہدہ، توکل، شکر، صبر، رضا اور صدق کے مباحث بھی ملتے ہیں۔

اس کتاب کے باب "معرفة الصانع" میں ایمان کی حقیقت اور فرق بدعت و ضلالت کا بیان ہے۔ جس میں گمراہ فرقوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے المرجئة کے

بارہ گروہ بتائے گئے ہیں جن میں نویں نمبر پر حنفیہ کو بھی شمار کیا گیا ہے۔ ایسی تحریروں کی بنا پر بعض اہل علم نے الغنیۃ کو شیخ عبدالقادر جیلانی کی تالیف ماننے میں تردد کا اظہار کیا ہے (عبدالعزیز الملتانی : النبراس' لاہور ص ۴۷۶)۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی اور شیخ عبدالوہاب شعرانی کے نزدیک یہ عبارت حضرت شیخ کی نہیں بلکہ بعض معاندین نے اپنی طرف سے داخل کی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے الغنیۃ الطالبین طریق الحق فارسی ترجمہ از مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی' دہلی ۱۳۰۰ھ ص ۲۲۷ تا ۲۳۰۔ نمبر ۲۔ شعرانی کے حوالے کے لئے مذاہب الاسلام از مولانا نجم الغنی رامپوری ص ۵۲۰ تا ۵۲۳)

مولانا محمد صدیق ہزاروی سعیدی نے غنیۃ الطالبین کے اردو ترجمہ مطبوعہ فریدیہ بک سٹال لاہور میں اپنے حاشیہ میں لکھا ہے "یہاں حنفیہ سے مراد فرقہ غسانیہ ہے جو غسان بن ابان کوفی تبع ہیں۔ غسان کا عقیدہ تھا کہ ایمان زیادہ ہوتا ہے لیکن کم نہیں ہوتا۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا منکر تھا اس کے نزدیک خدا و رسول کی معرفت اور ان چیزوں کا اجمالاً جاننا ایمان ہے جو شارع علیہ السلام سے ہم تک پہنچیں ...." یہ شخص اپنے مذہب کو رواج دینے کے لئے لوگوں سے کہا کرتا تھا کہ امام ابو حنیفہؒ کی رائے بھی یہی ہے حالانکہ یہ امام اعظمؒ پر افتراء تھا۔ اس طرح وہ لوگ اپنے آپ کو حنفیہ کہلاتے تھے اور اتباع امام کا دعویٰ کرتے تھے چنانچہ وہ اسی نام سے مشہور ہوئے جس کی بنا پر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ان کے اصولی عقائد کے پیش نظر ان کو مرجئہ میں شمار کیا ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے مذکورہ کتاب کا حاشیہ ص ۲۹۱ ۔ ۲۹۲)

شیخ عبدالقادرؒ صاحب کشف و کرامات تھے اور ان سے خرق عادت امور ظاہر ہوئے ہیں۔ بعض انتہا پسند لوگوں نے اس معاملے میں غلو سے بھی کام لیا ہے۔

مولانا عبدالنبی کوکب نے اس سلسلہ میں بہت موزوں بات کہی ہے "شیخ عبدالقادر کے تذکرہ نگاروں نے ان کی کرامات کثرت سے نقل کی ہیں یہ ضروری نہیں کہ ایسے تمام واقعات' علمی صحت کے معیار پر پورے اتریں۔ تاہم ابن تیمیہ اور عزالدین بن عبدالسلام جیسے نقاد اور مؤرخ علمائے کبار نے خیال ظاہر کیا ہے کہ شیخ کی کرامات حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں"۔ (دائرہ معارف اسلامیہ ۱۲ : ۹۳۴)

آپ کی تصانیف اور سلسلہ وعظ کے ساتھ ساتھ آپ کے سلسلہ تصوف نے جسے قادری سلسلہ کہا جاتا ہے فروغ دین کے لئے بڑا کام کیا۔ آپ کے بعد آپ کی اولاد اور خلفاء نے اس سلسلہ کو بہت آگے بڑھایا اور دیکھتے ہی دیکھتے سلسلہ قادریہ کی اشاعت عراق کے علاوہ مراکش، مصر، عربستان، ترکستان، ایشائے کوچک، قسطنطنیہ اور ہندوستان میں پہنچ گئی۔ بہ الفاظ دیگر سلسلہ قادریہ تمام اسلامی ممالک میں پھیل گیا۔ بعض ممالک میں کچھ دوسرے سلسلے جو سلسلہ قادریہ ہی سے ماخوذ ہیں زیادہ مقبول ہو گئے مثلاً" گنی میں توبہ کا قادریہ سلسلہ، ٹمبکٹو کا "کونتا" کا سلسلہ (دائرہ معارف اسلامیہ ۱/۱۶: ۱۴،۱۵)۔ شمالی افریقہ میں جو طریقہ قادریہ رائج ہے اس میں شیخ کے بارے میں انتہائے عقیدت سے بھی زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ جسے پرستش کے قریب قریب کہہ سکتے ہیں اور جو حضرت شیخ کی تعلیمات کے بالکل برعکس ہے وہاں اس طریقے کو جیلانیہ کی بجائے جلالیہ کہا جاتا ہے۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں مولانا روم کے طریقے سے شاید کچھ التباس ہو گیا ہو۔ اس طریقہ میں جاہلی دور کے اعتقادات کی آمیزش نمایاں ہے چنانچہ پتھروں کے ایک ڈھیر کو خلوۃ کا نام دیا گیا ہے جہاں عورتیں ان سرکنڈوں پر جو پتھروں کے درمیان اگائے گئے ہوتے ہیں چیتھڑے باندھتی ہیں اور لوبان اور گوند جلائی جاتی ہے۔ گنی کے حبشی لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کی زندگی مکمل طور پر شیخ عبدالقادرؒ کی مرہون منت ہے جنہوں نے بکثرت دیو اور پریاں مسخر کی ہوئی ہیں۔ شاید ایسا کرنے کی وجہ ان لوگوں تک صحیح اسلامی تعلیمات کا نہ پہنچنا ہو (دائرہ معارف اسلامیہ ۱/۱۶: ۱۴)

علامہ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں "آپ نیک ارادہ تھے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سوا خاموش رہتے تھے آپ بڑے درویش تھے اور آپ کے احوال صالحہ اور مکاشفات بھی ہیں۔ آپ کے اتباع و اصحاب کے آپ کے متعلق مقالات بھی ہیں اور وہ آپ کے اقوال و افعال اور مکاشفات کو بیان کرتے ہیں جن میں زیادہ تر غلو پایا جاتا ہے۔ اور آپ صالح اور متقی آدمی تھے اور آپ نے کتاب الغنیہ اور فتوح الغیب تصنیف کی ہیں اور ان دونوں میں اچھی باتیں موجود ہیں اور ان میں

ضعیف اور موضوع احادیث بھی بیان ہوئی ہیں۔ مختصر یہ کہ آپ سادات مشائخ میں سے تھے آپ نے ۹۰ سال کی عمر (۵۶۱ھ) میں وفات پائی اور اپنے مدرسہ میں شامل ہوئے۔ (تاریخ ابن کثیر اردو ترجمہ البدایہ والنہایہ ۱۲: ۴۶۱) ۔ مطبوعہ نفیس اکیڈیمی کراچی۔

(۲)

بہجۃ الاسرار' شیخ عبدالقادر جیلانی کی حیات مبارکہ پر سب سے قدیم کتاب ہے جو امام نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف الشطنونی الحنبلیؒ نے ساتویں صدی ہجری میں تصنیف کی۔ علامہ الشطنونی نے ان بزرگوں کو دیکھا ہے جنہوں نے شیخ عبدالقادرؒ سے فیض یاب ہونے والوں کو دیکھا ہے یہ کتاب شیخ عبدالقادرؒ کی وفات کے سو برس بعد لکھی گئی اس لحاظ سے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے قدیم ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے اگرچہ امام ذہبی نے اس کتاب پر نکتہ چینی کی ہے پھر بھی کوئی قدیم مصنف اس سے استفادہ کئے بغیر نہیں رہ سکا۔ جس طرح سیرت نگاروں نے علامہ ابن واقدی پر بعض اعتراضات کرنے کے باوجود انہی سے فیض حاصل کیا ہے امام الشطنونی کی حیثیت بھی ویسی ہی ہے حضرت غوث الاعظم کے تمام تذکرہ نگاروں نے ہمیشہ بہجۃ الاسرار سے استفادہ کیا ہے۔

بہجۃ الاسرار کے مصنف نے کوشش کی ہے کہ ہر واقعہ بیان کرتے وقت اس کے راویوں کے نام دیئے جائیں اس اقدام سے اس محنت شاقہ کا پتہ چلتا ہے جو ان واقعات کو جمع کرنے میں امام الشطنونی نے کی ہے۔ عین ممکن ہے بعض واقعات "علمی صحت کے معیار پر پورے نہ اتریں" لیکن ایسے اکا دکا واقعات کے پیش نظر کسی اہم تالیف کی افادیت سے انکار کر دینا سراسر زیادتی ہے۔ اس کتاب کا جائزہ لیتے وقت ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ ساتویں صدی ہجری کی تذکرہ نگاری کو آج کی طرح سائنسی خطوط پر نہیں پرکھا جا سکتا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں یہ کتاب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی شخصیت پر پہلی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے اور اسے ایسے دور میں احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے۔ جب معاشرتی زوال کی وجہ سے روحانی داستانوں سے تسکین قلب حاصل کی جاتی تھی چنانچہ کشف و کرامات کے شیریں تذکروں میں بعض راویوں سے غلو آمیز باتوں کا شامل

ہو جانا ایک فطری امر ہے۔

اس کتاب کی افادیت کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ اگر یہ کتاب آج ہمارے پاس نہ ہوتی تو ہم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے صاحبزادگان کی علمی اور دینی خدمات سے محروم ہوتے۔ ان سے فیض یاب ہونے والی شخصیات سے بے خبر ہوتے۔ شیخ کے فیض نظر سے آسمان ولایت پر کتنے ستارے روشن ہوئے ہیں۔ ان سب کی زندگیوں کا ہر لمحہ امام الشنطوفیؒ نے اس کتاب میں محفوظ کر دیا ہے اور ایسا کر کے مستقبل کے مورخین کے لئے ایسی مشعل روشن کی ہے جس سے اہل علم ہمیشہ فیض یاب ہوتے رہیں گے۔

(۳)

بہجۃ الاسرار کے مترجم' پروفیسر مولانا حافظ سید احمد علی شاہ چشتی بٹالوی مرحوم (متوفی ۱۹۲۶ء) اسلامیہ کالج لاہور میں عربی کے پروفیسر تھے۔ آپ کی تصانیف میں۔

۱۔ نورالشمعہ فی ظہرالجمعہ

۲۔ سرورالخاطرالفاطرفی نداء یاشیخ سید عبدالقادر جیلانی مشہور ہیں۔

آپ نے عربی اور فارسی کی مایہ ناز کتب کا اردو ترجمہ کیا ہے جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ نفحات الانس۔ مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ کی تصوف پر فارسی زبان کی مشہور کتاب ہے جس کا سن تصنیف ۸۸۱ھ ہے۔ یہ کتاب فارسی زبان میں ۶۱۴ صوفیائے کرام کے جامع تذکرے کی حیثیت رکھتی ہے۔ مولانا جامی کی یہ مشہور تصنیف اصل میں شیخ الطریقت محمد بن حسین سلمیؒ نیشاپوری (متوفی ۴۱۲ء) کی عربی تصنیف طبقات الصوفیہ کا عربی سے فارسی زبان میں اضافہ شدہ ترجمہ ہے کیونکہ اصل کتاب میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ نے بہت کچھ اضافہ فرمایا ہے۔ فارسی زبان کی اس گراں قدر تصنیف کا مولانا سید احمد علی مرحوم نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

۲۔ رسالہ حق نما۔ شہزادہ داراشکوہ کی ایک مختصر فارسی تصنیف ہے جو مسئلہ

وحدت الوجود پر ۱۰۵۶ھ میں تحریر کی گئی۔

این رسالہ حق نما باشد تمام　　بر ہزار و پنجہ و شش شد تمام

شہزادہ داراشکوہ اس کو فتوحات مکیہ، فصوص الحکم، سوانح عشاق، لوائح و لمحات کا تکملہ خیال کرتے تھے مگر اس کتاب کو قبول عام حاصل نہ ہو سکا اس کا اردو ترجمہ بھی مولانا سید احمد علی چشتی مرحوم نے کیا تھا۔

۳۔ کتاب الشفاء۔ قاضی عیاضؒ (متوفی ۵۴۴ھ) کی تصنیف ہے جو انہوں نے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰؐ کی تعظیم و توقیر اور آپ کی قولی و فعلی قدر و منزلت کے بارے میں تحریر کی ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ کرنے کی سعادت بھی پروفیسر صاحب مرحوم کو حاصل ہوئی۔

۴۔ مشکوٰۃ الانوار۔ حجتہ الاسلام ابو حامد بن محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) کی ایک عربی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔ امام غزالی کی تصانیف کی مجموعی تعداد کے بارے میں ہماری معلومات نامکمل ہیں آپ کی تصانیف کی تعداد کئی سو تک پہنچتی ہے۔

۵۔ تحفتہ لقلوب و ھدایتہ الارواح۔ شیخ عثمان نقشبندی کی فارسی کتاب ہے جس کا پروفیسر صاحب نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

۶۔ بہجتہ الاسرار۔ امام ابوالحسن الشطنونی کی مشہور کتاب ہے۔ جس کا عربی سے اردو ترجمہ آپ کے سامنے ہے۔

اشرف قدسی

تذکرہ حضرت غوث الاعظم
یعنی
زهرة الابرار

اردو ترجمہ

بہجتہ الاسرار و معدن الانوار

بعض مناقب القطب الربانی سیدی محی الدین ابی محمد عبدالقادر الجیلانیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل و اصحاب پر درود و سلام بھیجے۔ خدا تعالیٰ کی تمام تعریفوں کے ہاتھوں سے مدد کا دروازہ کھولنا چاہتا ہوں۔ تعریف کے روشن ہاتھوں سے جو کہ بارش اور اوس ہیں قصہ کی سعی سے کامیابی کا طالب ہوں حق کی بجلی کی چمک کا اپنے دل کی آنکھ کے لئے اس کے سایہ کی جگہ میں خواستگار ہوں۔

پھر اپنے افعال کے مصادر کے لئے اس کے افضال کے گھاٹوں سے اس کو پہلی اور دوسری بار پانی پلانے کی خواہش رکھتا ہوں۔ اپنے نفس کی بیماریوں سے اس کی صفائی و کدورت کی حالت میں اس سے شفاء مانگتا ہوں۔ اس سے اس امر کا سوال کرتا ہوں۔ کہ وہ اس کو نفیس ترکشش کے ساتھ ملائے۔ بحالیکہ نیک بختی کو اس کے وصل میں بلندی تک قائم کردے۔ اس کے کام کرنے والے کو اس پر مجبور کرے کہ وہ اپنی بستگی میں عقل کی طرف تمیز کرلیا کرے۔

اور تمام مخلوقات کے سردار پر درود بھیجتا ہوں۔ کہ جو ان سب سے بڑا ہے۔ اور مخلوقات کو اپنے نور رسالت سے نفس کی جہل کی ظلمت سے نکالنے والا۔ اسلام کے قبہ کے ارکان کا بانی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے صدر محل پر چڑھ گیا۔ اولیاء کے درجات کو اصل قواعد پر متنبہ کرنے والا۔ ان کے معاملہ کی باگوں کا ان کے ادھیڑپن میں مالک ہے۔

اس کے آل اصحاب پر بھی جو کہ صحبت کے لحاظ سے بہتر صحابہ تھے۔ بعد اس کے (واضح رہے کہ) بلاشبہ مجھ سے اس امر کی بابت پوچھا گیا۔ کہ ہمارے شیخ، شیخ الاسلام پیشواء اولیاء ہدایت کے نشان محی الدین ابو محمد (سید عبدالقادر بن ابی صالح جیلی (خدا ان کی روح کو پاکیزہ بنائے رکھے اور ان کی قبر کو منور رکھے کہ اس قول کے بارہ میں کہ " میرا ہر قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے" جس قدر روایات مجھے معلوم ہیں جمع کر دوں۔ کیونکہ وہی زمانہ کے ہار کا یکتا موتی، بیان کی لڑی کا یکتا جوہر شرافت کا وہ حلہ ہے کہ جس کا اس کے قائل نے لباس پہنا ہے۔ وہ عزت کی منزل ہے۔ کہ جس کا رہنے والا اس میں اکیلا ہے۔ تب میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا اور سائل کی بابت کو جلد نفع اور بدیر اجر کی خواہش سے مان لیا۔

میں نے اس مضمون میں ایک کتاب مرتب کی جس کی اسناد بلند ہیں۔ جس کی صحت پر اعتبار ہے۔ شاذ اور فالتو روایات کو چھوڑ دیا ہے۔ اور ان بڑے بڑے مشائخ کے ذکر سے اس کی تفصیل کی جن کے بعض اقوال و افعال اس بارہ میں ہم تک پہنچے ہیں۔ جو آپ کی کامل بزرگی واضح کرتے ہیں۔

اس کے بعد آپ کے عمدہ کلمات کا جو آپ نے فرمائے ہیں۔ ذکر کیا ہے۔ وہ ایسے مقام کو ظاہر کرتے ہیں کہ جو کسب سے حاصل نہیں ہوتے۔ خواہشوں سے جمع نہیں کئے جاتے۔ بلکہ خدائے تعالیٰ کی مہربانیوں نے اس کے اسباب مہیا کر دیئے ہیں۔ سعادت نے اس کے دروازے کھولے ہیں۔ زیادت نے اس کے رسے کھینچ دیئے۔ رعایت نے اس کے اطراف ملائے۔ عنایت نے اس کے پہلو ہلا دیئے۔ توفیق نے ان کی باگوں کو کھینچا ہے۔ تحقیق نے ان کے منہ کھول دیئے ہیں۔ اور امراس کے قول کو

اس کے سامنے لایا۔ بیان نے جناب قرب سے اس کے انوار کو ظاہر کر دیا۔ قدس کے باغوں سے باغ نے اس کے اخبار کو ترو تازہ کر دیا۔ تاکہ وہ اخبار اس کلمہ پر ہدایت کریں۔ جس کے لئے یہ کتاب جمع کی گئی ہے۔ اس کی مہاروں سے اٹھایا۔ اور بلند کیا گیا ہے۔ تاکہ یہ گمان نہ کیا جائے کہ یہ بھاگا ہوا اونٹ ہے۔ یا کہ پہلے پانی پر بغیر دوبارہ پینے کے آنے والا ہے۔

اس کے بعد میں نے ان کے بڑے کلام کے فصل لکھے ہیں۔ اس کی نفیس لڑی کے وہ ہار پروئے ہیں۔ کہ جس نے معارف کے چہروں سے اشتباہ کے پردے اٹھا دیئے ہیں۔ ان میں علوم توحید کے ذخیروں کو پھیلا دیا۔ ان میں جداگانہ حکمتوں کے خزانے ہیں۔ ایسی بارش سے کہ بادل کی طرح ہے۔ ہر فصل کے ساتھ ایک ایسا دل ہے کہ جو وصل کا شائق ہے۔ ہر سانس کے ساتھ نفس کے لئے انوار کے جلوے۔ ہر ایک حصہ کے ساتھ حقائق کی سطر ہے۔ اس کا دیکھنے والا ان کے مطالب سے موتی اور یاقوت دیکھتا ہے۔ اس کے موتی سے دوا اور اس کے یاقوت سے غذا پاتا ہے۔ میں نے اس کو ان کے عجیب خارق فعال اور ان کے عجیب ابتدائے زمانہ و حالات سے ایسا مرصع کر دیا ہے۔ کہ اس کے دیباچہ نے ربیع کے پھولوں کو رونق کا لباس پہنچا دیا ہے۔ اسی کی خوبصورتی سے پھولوں کی شاخوں نے بلندی اور سرسبزی کو رعایتاً" لیا۔ اس کی لطافت نے بادصبا کو رقت دے دی۔ اس کی خوبیاں جواہرات کے ہار پرونے سے وقت کی مالک بن گئیں۔ اور یہ سب اس لئے ہوا۔ کہ وہ ایسی بنا ہو جائے کہ جس کا ماقبل ثابت ہے۔ اس کے ہاروں میں ایسی گرہ لگی کہ جس کا کھولنا محال ہے۔ اس کی دلیل اقوال کی چادر باندھے اس کی برہان معترض پر مجال کے راستے بند کر دے۔

اس کے بعد میں نے ان کے اتباع اور مریدوں کی فضیلت پر شواہد جمع کئے ہیں۔ ان کے اصحاب اور دوستوں کی خوشخبریوں کے اظہار پر مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔ تاکہ ان کی دوستی کا خریدار جان لے کہ کیا شے لے کر واپس آیا ہے۔ اور خدا کے نفس سے کون سی غنیمت کا مال لایا۔

اس کے بعد ان کے انوار کی چمک کا ذکر کیا۔ یعنی نسب خلق و خلق، علم، عمل

وعظ۔ اور اولیاء کا ان کی تعظیم کرنا۔ ان کے حق کا اقرار کرنا۔ ان کی وفات کی خبریں دینا۔ ان کی موت کے وقت ان وصیتوں کا ذکر۔

اس کے بعد ایسی باتیں بیان کی ہیں جو ہدایت یافتہ کی نظروں میں خوبی کو بڑھا دیں۔

پھر اس کو میں نے آپ کے بعض اکابر اصحاب کے مناقب اور ایسے بڑے لوگوں کے فضائل پر جو ان کی طرف منسوب ہیں ختم کیا۔ اس لئے کہ اتباع کی قدر کی بزرگی متبوع کی بزرگی میں سے ہوتی ہوئی۔ اور نہروں کے فیض کی زیادتی چشمہ کی بڑائی سے۔ اور اس سب بیان میں طوالت سے اکتا جانے والے رنج کے خوف کی وجہ سے کنارہ کیا۔ کیونکہ جو شخص قدرے ضرورت کے بعد طول دیتا ہے۔ تو وہ ملال میں ڈالتا ہے۔ اور جو اظہار سے کوتاہی کرتا ہے۔ وہ ناقص اور گمراہ کرتا ہے۔ بہتر کلام وہ ہے کہ افراط سے کم اور تقصیر سے بڑھا ہوا ہو۔ اس میں مدلل کے لئے حجت و مضبوطی ہے۔ مستبصر کے لئے عبرت۔

میں نے اس کتاب کا نام بہجۃ الاسرار و معدن الانوار رکھا۔ اللہ تعالیٰ اس چیز کو جو اس کی طرف آئی یا اس سے پیچھے رہی ہے۔ اس کے بارہ میں اور اس کے لئے کر دے۔ اور اس سے لغزش سے عصمت اور عمدہ قول و عمل کی توفیق مانگتا ہوں۔

ان مشائخ کا ذکر جن سے روایات منقول ہیں

شیخ ابو بکر بن ہوارؒ نے خبر دی کہ ہم کو دونوں شیخوں شیخ عالم زین الدین ابو الحسن علی بن ابی محمد عبد اللہ بن ابی بکر بن ابی الطیب مغربی جزائری مالکی مقری مشہور ابن القلال نے قاہرہ محروسہ میں ۶۴۴ھ میں اور شیخ صالح ابو زید عبدالرحمان بن ابی النجاۃ سالم بن احمد بن ابی حمید بن صالح بن علی قرشی محدث نے قاہرہ میں ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو الفتح بن ابی الغنائم واسطی وارد اسکندریہ نے وہاں پر ۶۲۳ھ میں۔ کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ احمد بن ابی الحسنؒ رفاعی منسوب بام عبیدہؒ نے اور نیز خبر دی ہم کو فقیہہ عادل ابو الفرج عبدالملک بن محمد بن عبدالمجود بن احمد بن علی واسطی ابی شافعی نے قاہرہ میں ۶۷۰ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت بقیۃ السلف ابو العزائم مقدام بن صالح بن عبدالرحمٰن بن یوسف عراقی رفاعی وارد حداویہ نے وہاں پر ۸۲۳ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ احمد بن رفاعی نے کہا کہ جس دن میرا ماموں فوت ہوا میری عمر پچاس دن کے اوپر تھی۔

میں نے ان کی تین سال تک خدمت کی تھی کہا کہ خبر دی ہم کو میرے ماموں شیخ منصور بطائحی نے کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو محمد شبنکی نے اور خبر دی ہم کو شیخ ثقہ ابوالعفاف موسیٰ بن شیخ عارف ابی المعالی عثمان بن موسیٰ بن عبدالکریم بن علی بقاعی الاصل دمشقی عقیبی نے وہاں پر ۶۷۳ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں ۶۱۴ھ میں خبر دی ہم کو تینوں شیخوں ابو الخیر سعید بن سیدی شریف پیشواء ابو سعد قیلوی۔ شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن مدائنی۔ شیخ ابو عبداللہ محمد بن علی فیدی نے قیلویہ میں وہاں پر وہ ہمیشہ آتے تھے۔ یہ سب کہتے ہیں۔ کہ ہم کو خبر دی ہمارے شیخ ابو سعد قیلوی اور نیز شیخ اصیل ابو عب داللہ حسن بن بدراں بن علی بن محمد بن صالح بغدادی حنبلی نے ۶۷۰ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو فقیہہ ابو محمد عبدالقادر بن عثمان بن ابی البرکات بن علی بن رزق اللہ بن عبدالوہاب حمیمی بردانی حنبلی نے بغداد میں ۶۳۵ھ میں کہا خبر دی ہم کو سید شریف شیخ ابو سعد قیلوی نے قیلویہ میں کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو سعد بن تاجوش بطائحی حامدی نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو محمد شبنکی نے۔ (یہاں

سے دوسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے)

اور خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ابی بکر بن عمرو بن اسحٰق بن نعیم بغدادی ازجی حنبلی محدث نے قاہرہ میں ۶۶۱ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو طاہر جلیلی بن شیخ پیشواء ابو العباس احمد بن علی بن خلیل صرصری جو ستی نے صرصر میں ۶۳۱ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا خبر دی ہم کو شیخ غراز بن استودع بطائحی غالیؒ نے حداویہ میں۔ کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو بکر بن ہوارؒ نے اپنی مجلس میں ایک دن اپنے اصحاب میں اولیاء کے حالات کا ذکر کیا پھر کہا کہ عنقریب عراق میں ایک عجمی مرد خدا پیدا ہو گا جو لوگوں کے نزدیک بلند مرتبہ ہو گا۔ اس کا نام عبدالقادر ہو گا۔ اس کی سکونت بغداد میں ہو گی۔ وہ کہے گا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اس کے زمانہ کے اولیاء اس کی بات مانیں گے۔ وہ اپنے وقت میں فرد واحد ہو گا۔

(شیخ عبداللہ جونیؒ) خبر دی ہم کو اصیل ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابو العباس احمد بن عبدالواسع بن امیر کلہ بن شافع بن صالح بن حاتم جیلی (اصل بغدادی گھر والے نے) قاہرہ میں ۶۶۸ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو میرے والد نے بغداد میں ۶۳۵ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ امام عالم عامل ربانی عزیز الدین ابو رشید عمر بن عبدالملک دینوری نے وہاں پر کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ علامہ برہان الدین ابو جعفر محمد بن ابی زید بن عبدالرحمان اصفہانی نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ہر دوزبان دان اکمل الدین ابو الفضل محمد بن جعفر نوحی نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو صالح عبداللہ بن لمبتی رومی نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ امام ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن الحسین بن شعیب ہمدانی نور بجردی نے ہمدان میں ۴۹۳ھ میں کہا کہ میں نے سنا ہمارے شیخ ابو احمد عبداللہ بن احمد بن موسیٰ جونی ملقب بہ حقی سے کوہ جرد میں اپنی خلوت میں ۴۶۸ھ میں وہ کہتے تھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ عنقریب عجم کی زمین میں ایک لڑکا پیدا ہو گا۔ جس کی کرامات کا بڑا ظہور ہو گا۔ اور تمام اولیاء کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہو گا۔ وہ کہے گا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اس کے وقت میں اولیاء اس کے قدم کے نیچے ہوں گے جس سے ان کے زمانہ کے لوگ مشرف ہوں گے۔ اور جو ان کو دیکھے گا۔ ان سے

نفع حاصل کرے گا۔

(شیخ تاج الدین ابو الوفاؒ) خبردی ہم کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابو العباس احمد بن منظور کنانی عسقلانی شافعی نے قاہرہ کے میدان مقسم میں ۶۷۱ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ عارف ابو عبداللہ بن ابی الفتح ہروی مولد بغدادی سیاح نے قاہرہ میں وہ ہمارے پاس ۶۳۳ھ میں آیا۔ کہا خبردی ہم کو شیخ پیشوا علی بن الہیتی نے بغداد میں ۵۵۷ھ میں۔ اور نیز ہم کو خبردی شیخ ثقہ ابو حفص عمر بن محمد بن عمر بن ابراہیم ویزی مشہور ابن مزاحم نے اس کے میدان میں ۶۶۵ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ ابو محمد علی بن ابی بکر بن ادریس رحاوی یعقوبی نے وہاں پر ۶۱۶ھ میں کہا خبردی ہم کو ہمارے شیخ علی بن الہیتی عراقی دربانی نے وہاں پر ۵۶۰ھ میں۔ (یہاں سے دوسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے)

کہا خبردی ہم کو فقیہہ ابو المعالی عبدالرحیم بن مظفر بن مہذب بن ابی علی قرشی بہر بغدادی نے قاہرہ میں ۶۷۰ھ میں کہا خبردی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن حافظ ابی بکر عبدالرزاق بن شیخ الاسلام ابو محمد عبدالقادر جیلی اور شیخ ابو الحسن علی بن سلیمان بن ابی المز مشہور نان بائی نے بغداد میں ۶۲۹ھ میں ان دونوں نے کہا کہ خبردی ہم کو شیخ نیک بخت ابو حفص عمر کیمانی نے بغداد میں ۶۹۰ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ بقا بن بطو عراقی نے۔ (یہاں سے دوسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے)

اور خبردی ہم کو ابوالمظفر ابراہیم بن عبداللہ محمد بن ابی بکر محمد بن نصر بن نصار بن منصور بغدادی قروی نے قاہرہ میں ۶۶۹ھ میں کہا خبردی ہم کو میرے نانا شیخ نیک بخت ابو عمرو عثمان بن نصر بن منصور بغدادی گھر والے اور بغداد میں فوت ہونے والے نے ۶۰۷ھ میں کہا خبردی ہم کو ہمارے شیخ ابو محمد بن عبداللہ نے عبدالرحمٰن طفونجی نے علی کرخی سے کہا کہ انہوں نے ان سے علم حاصل کیا ان کی صحبت میں مدت تک رہے۔

یہ سب صاحب کہتے ہیں۔ کہ شیخ عبدالقادر نے اپنی جوانی کی حالت میں ہمارے شیخ تاج العارفین ابو الفا کاکیس" کی زیارت کو بغداد میں قلمونیا میں آیا کرتے تھے۔ اور جب ابو الو الفا ان کو دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے۔ اور حاضرین سے کہتے کہ ولی اللہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اکثر ان کی خاطر چند قدم چل کر ملتے۔ اور اکثر ایک وقت میں یہ بھی کہا تھا کہ

جو شخص اس جوان کے لئے کھڑا نہ ہو گا۔ وہ کسی ولی اللہ کے لئے کھڑا نہ ہو گا۔ اور جب آپ سے لوگوں نے یہ بات مکرر سنی تو اس بارے میں ان کے مریدوں نے کہا۔ تو فرمایا کہ اس جوان پر ایک وقت آئے گا۔ کہ خاص و عام اس کے محتاج ہوں گے۔ اور گویا میں علانیہ مجمع میں یہ کہتا ہوا دیکھتا ہوں۔ اور وہ سچا ہو گا۔ کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ پس اولیاء اللہ کی گردنیں اس کے لئے جھک جائیں گی۔ کیونکہ اس وقت میں وہ ان کا قطب ہو گا۔ اب جو شخص تم میں سے اس وقت کو پائے تو اس کو اس کی خدمت لازم ہے۔

(شیخ عقیل منجیؒ) خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو المحاسن یوسف بن شیخ ابوبکر بن شیخ برکت بن احمد حمسی عراقی الاصل اربلی مولد و مکان نے قاہرہ میں ۶۶۷ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے دادا شیخ برکت حمسی عراقی اور شیخ صالح بقیۃ السلف ابو احمد محمود بن محمد کردی جبلاوی شیبانی اربلی نے ذریل میں ۶۱۱ھ میں دونوں کہتے ہیں کہ ہم کو خبر دی شیخ عدی بن مسافر نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ دونوں اس سے ملتے تھے۔ اور مدت تک اس کی صحبت میں رہے تھے۔ (یہاں سے دوسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے)

خبر دی ہم کو شیخ ثقہ ابو محمد رجب بن ابی المنصور بن نصر اللہ بن ابی الخلی عراقی داری الاصل نصیبنی مولد و مکان بہر قاہرہ کے رہنے والے نے وہیں ۶۶۵ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو عبدالرحیم بن عسکر بن عبدالرحیم بن عسکر بن اسامہ عددی نصیبنی نے نصیبن میں ۶۲۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عبدالمالک دیان ابن المعالی بن رسد بن نبہان عراقی مہر شیبانی نے ۵۹۵ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو عمران بن براہین زدلی نے مار دین میں کہا کہ ہمارے شیخ شیخ عقیل منجیؒ سے ایک دن سوال کیا گیا کہ اس وقت قطب کون ہے؟۔ تو کہا کہ وہ اس وقت مکہ میں مخفی ہے۔ سوائے اولیاء اللہ کے اور کوئی اس کو نہیں جانتا۔ اور قریب ہے کہ یہاں ایک جوان ظاہر ہو گا۔ اور اشارہ عراق کی طرف کیا۔ وہ جوان عجمی ہو گا۔ لوگوں کے سامنے بغداد میں کلام کرے گا۔ اور اس کی کرامت کو خاص و عام پہچانیں گے۔ وہ اپنے وقت کا قطب ہو گا۔ اور کہے گا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ اور اولیاء کرام اپنی اپنی گردنیں

اس کے لئے رکھ دیں گے۔ اور اگر میں اس کے زمانے میں ہوتا تو اپنے سر کو اس کے لئے رکھتا۔ یہ وہ شخص ہو گا۔ کہ جو شخص اس کی کرامت کی تصدیق کرے گا خدا اس کو نفع دے گا۔

(شیخ علی بن وہب ؒ) ہم کو خبر دی ابو محمد عمران بن ابی علی بن عثمان بن محمد بن احمد بن علی سنجاری شافعی مودب نے قاہرہ میں ۶۹۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح جواب ابن شیخ کامل بن شیخ جواب بخاری رحمہم اللہ نے کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح معمر ابو بکر بن حمید شیبائی بخاری مشہور حباری ہمارے شیخ علی بن وہب ؒ کے امام نے اور خبر دی ہم کو ابوالفداء اسماعیل ابن الفقیہ ابی اسحٰق ابراہیم بن ورع بن عیسٰی بن ابی الحسن منزری مغربی الاصل ہر مصری مولد نے قاہرہ میں ۶۵۶ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے والد نے ۵۹۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ قیس بن یونس شامی صاحب شیخ پیشواء ابی الحسن علی بن وہب سنجاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دن ہمارے شیخ علی بن وہب ؒ کی خدمت میں فقرا کی ایک جماعت داخل ہوئی۔ تو شیخ نے ان سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ عجم سے۔ کہا کون سے عجم سے کہا جیلان سے۔ کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے وجود کو ایسے شخص کے ساتھ روشن کر دیا ہے۔ کہ عنقریب تم میں ظہور کرے گا۔ وہ اللہ سے قریب ہو گا۔ اس کا نام عبدالقادر ہے۔ اس کا ظہور عراق میں ہو گا۔ بغداد میں کہے گا۔ کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ اس زمانہ کے اولیاء اس کی بزرگی کا اقرار کریں گے۔

(شیخ حماد باس ؒ)۔ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ شیخ العالم ضیاء الدین الوالبقاء صالح ابن شیخ ابی اسحٰق ابراہیم بن احمد بن ابراہیم بن نصر بن قریش العروی الاصل فارقی مولد دمشقی مکان قاہرہ کے رہنے والے نے وہیں ۶۶۱ھ میں کہا۔ خبر دی شیخ پیشوا شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی نے دمشق میں ۶۲۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے چچا شیخ نجیب الدین ابوالنجیب عبدالقادر بن عبداللہ سہروردی نے بغداد میں ۵۵۹ھ میں اور خبر دی ہم کو ابو حفص عمر بن محمد بن عبداللہ بن عبدالسمیع بن عبدالجبار بن صالح منہاجی الاصل شارعی مولد اور مکان شافعی نے بھی ۶۷۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو

محمد صالح بن مسعود بن مطر صوفی مشہور رومی نے اس کے ایک گوشہ میں جو کہ مصر اور قاہرہ کے درمیان تھا۔ ۵۳۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابوالجیب عبدالقادر سہروردی نے بغداد میں ۵۶۰ھ میں کہا کہ میں شیخ حماد بن مسلم وباس" (شیرہ فروش) کے پاس بغداد میں ۵۰۳ھ میں تھا اور شیخ عبدالقادر" اس دن ان کی صحبت میں آئے تھے۔ تب وہ آئے اور ان کے سامنے مودب ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر شیخ کھڑے ہوئے۔ اور میں نے شیخ عبدالقادر" کے قیام کے بعد شیخ حماد سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ:۔

"اس عجمی کا ایسا قدم ہے کہ اپنے وقت میں اولیاء کی گردنوں پر بلند ہو گا۔ وہ ضرور حکم دیا جائے گا۔ کہ یہ کہے میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے وہ ضرور کہے گا اور اس زمانہ کے اولیاء کی گردنیں اس کے لئے ضرور جھکیں گی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ شخص ہے۔ جس کا نام عون" ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی ہے"۔

خبر دی ہم کو فقیہہ ابو احمد عبدالملک بن ابی الفتح بن منصور بن مقلد منجی المولد اعزازی گھر والے پھر قاہرہ والے شافعی محدث نے قاہرہ میں ۶۶۶ھ میں کہا خبر دی ہم کو فقیہہ جلیل ابو عمرو عثمان بن جواد بن القوی ملالی اعزازی نے وہاں پر ۶۲۶ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابوالفرح عبدالرحمٰن بن شیخ ابوالعلی بحربن شرف الاسلام ابوالبرکات عبدالوہاب بن ابی الفرح عبدالواحد انصاری فزرجی سعدی عبادی شیرازی الاصل لوشتی گھر والے مشہور ابن الحنبلی نے دمشق میں ۶۰۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابوالعلی عبدالوہاب نے اور خبر دی ہم کو عالی شیخ صالح زاہد ابوالمحاسن یوسف بن ایاس بن مرحان بن منبح بعلبکی مقری حنبلی نے بھی قاہرہ میں ۶۶۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ معمر ابوالفتح نصر بن رضوان بن ثروان دارانی فردوسی حنبلی مقری نے جامع دمشق میں ۶۳۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو سعید عبداللہ محمد بن ہبتہ اللہ بن علی بن المطہر بن ابی عصرون التمیمی شافعی نے دمشق میں ۵۸۰ھ میں کہا میں نے جوانی کی حالت میں علم کی طلب میں بغداد کی طرف کوچ کیا اور ابن سقا ان دنوں میں مدرسہ نظامیہ میں میرا رفیق وہم درس تھا ہم عبادت کرتے اور صالحین کیا کرتے تھے بغداد میں ان دنوں ایک شخص تھا۔ جس کو صالحین کی

زیارت کیا کرتے تھے۔ بغداد میں ان دنوں ایک شخص تھا۔ جس کو غوث کہا کرتے تھے۔ اس کی نسبت یہ کہا جاتا تھا۔ کہ جب وہ چاہتے ہیں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جب چاہتے ہیں چھپ جاتے ہیں۔ تب میں نے اور ابن سقاء اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے جو کہ ان دنوں جوان تھے۔ ان کی زیارت کا قصد کیا۔ ابن سقا نے راستہ میں کہا کہ آج میں ان سے ایک مسئلہ پوچھوں گا۔ جس کا وہ جواب نہ دے سکیں گے۔ میں نے کہا کہ میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا۔ دیکھوں گا۔ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ تب شیخ عبدالقادر نے کہا معاذ اللہ مین ان سے کوئی سوال کروں میں تو ان کی خدمت میں ان کی زیارت کی برکات کا منتظر رہوں گا۔ جب ہم ان کی خدمت میں گئے۔ تو ان کو ان کے مکان میں نہ دیکھا۔ پھر ہم تھوڑی دیر ٹھہرے رہے۔ تو دیکھا کہ وہیں بیٹھے تھے۔ تب انہوں نے ابن سقا کی طرف غصہ سے دیکھ کر کہا۔ کہ تجھے خرابی ہو! اے ابن سقا تو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھتا ہے کہ جس کا مجھے جواب نہ آئے گا۔ سن وہ مسئلہ یہ ہے۔ اور اس کا جواب یہ ہے بے شک میں دیکھتا ہوں کہ کفر کی آگ تیرے اندر بھڑک رہی ہے۔ پھر انہوں نے میری طرف دیکھا اور کہا۔ اے عبداللہ کیا تم مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھتے ہو۔ کہ تم دیکھو میں اس کا کیا جواب دیتا ہوں۔ وہ مسئلہ یہ ہے۔ اور اس کا جواب یہ ہے۔ تمہاری بے ادبی کے سبب تم پر دنیا تمہارے کانوں کی لو تک گرے گی۔ پھر شیخ عبدالقادرؒ کی طرف دیکھا اور ان کو اپنے قریب کیا۔ اور تعظیم کی لور ان سے کہا۔ کہ اے عبدالقادر! تم نے اپنے ادب کی وجہ سے خدا اور رسولؐ کو راضی کیا۔ میں گویا تم کو بغداد میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ تم کرسی پر چڑھے ہوئے ہو۔ لوگوں کو پکار کر کہہ رہے ہو۔ کہ یہ میرا قدم اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ اور گویا کہ میں تیرے وقت کے اولیاء کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ انہوں نے تیرے جلال کی وجہ سے اپنی گردنوں کو جھکا دیا ہے۔ پھر ہم سے اسی وقت غائب ہو گئے۔ اور اس کے بعد ہم نے ان کو نہ دیکھا۔ وہ کہتا ہے کہ شیخ عبدالقادرؒ کا تو یہ حال ہوا کہ خدا کے نزدیک ان کا قرب تھا۔ اس کے ظہور کی علامت ظاہر ہو گئی۔ عام خاص لوگ ان کے پاس آنے لگے۔ اور انہوں نے خدا کے فضل سے اپنے وقت میں کہا کہ میرا یہ قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ لیکن

ابن سقا کا یہ حال ہوا کہ شرعیہ علوم میں مشغول ہوا۔ حتیٰ کہ اپنے بہت سے اہل زماں پر فائق ہو گیا۔ اور مشہور ہو گیا۔ کہ تمام علوم میں اپنے مناظر کو بند کر دیتا ہے۔ بڑا فصیح و بلیغ و وجیہہ تھا۔ تب خلیفہ نے اس کو اپنا مقرب بنایا۔ اور شاہ روم کی طرف اس کو بھیجا۔ اس کو شاہ روم نے یہ دیکھ کر کہ یہ جامع علوم، فصیح و وجیہہ ہے۔ متعجب ہوا۔ اور اس کے مناظرہ کے لئے تمام پادریوں عیسائیوں کو جمع کیا۔ انہوں نے اس سے مناظرہ کیا تو سب کو اس نے چپ کرا دیا۔ تب بادشاہ نے اس کی عزت کی۔ پھر اس نے بادشاہ کی لڑکی دیکھی اور اس پر فریفتہ ہو گیا۔ اور بادشاہ سے درخواست کی کہ اس کا نکاح میرے ساتھ کر دے۔

اس نے کہا۔ اگر تم نصرانی ہو جاؤ تو نکاح کر دوں گا۔ اس نے قبول کر لیا۔ اور اس نے اس کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔

پھر ابن سقا نے اس غوث کا کلام یاد کیا۔ اور جان لیا۔ کہ یہ مصیبت ان کے سبب سے ہوئی۔ لیکن میری یہ حالت ہوئی کہ میں دمشق کی طرف آیا۔ اور سلطان نور الدین ملک شہید نے مجھ کو بلایا۔ اور مجھ کو اوقاف پر مجبور کیا۔ میں اس کا حاکم ہو گیا۔ اور دنیا مجھ پر بہت سی آئی۔ سو ہم تینوں کے بارے میں غوث کا کلام درست نکلا۔

مشائخ عظام جنہوں نے خود حضرت غوث کا کلام سنا

خبردی ہم کو شیخ الفرح عبدالوہاب بن ابی المفاخر حسن بن فیتیان محمد بن احمد کوفی الاصل ازیلی مولد بغدادی قاہری نے ۶۶۵ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ صالح معمر بقیۃ السلف ابوالشناء محمود بن احمد کردی حمیدی جیلانی' بغدادی شافعی نے بغداد میں ۶۲۰ھ میں وہ کہتے ہیں۔ کہ اس تاریخ میں میری عمر ایک سو بیس سال سے گذر چکی تھی۔ میں نے شیخ عبدالقادرؒ شیخ بقا بن بطوؒ۔ شیخ شریف ابو سعید قیلویؒ۔ شیخ عدیؒ بن مسافر۔ شیخ علی بنؒ الہیتی۔ شیخ احمد بن رفاعیؒ کی زیارت کی ہے۔ اور خبردی ہم کو فقیہہ عدل ابو احمد عبدالملک بن ابی الفتح بن منصور پھر مستا منجی اعزازی شافعی محدث نے قاہرہ میں ۶۳۶ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ معمر بقیۃ السلف شرف ابو عبداللہ محمد بن علی سیکی شافعی نے وہ ہمارے پاس اعزاز سے ۶۲۱ھ میں آیا۔ اور کہنے لگا کہ میری عمر اس وقت سو سال سے بڑھ کر ہے۔ شیخ عبدالقادرؒ فوت ہوئے۔ میں بغداد میں ان کی صحبت میں مدت تک رہا ہوں۔ اور خبردی ہم کو فقیہہ اصیل ابو محمد حسن بن شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن علی زردار بغدادی نے بغداد میں ۶۳۴ھ میں کہا خبردی امام علامہ ابوالبقا عبداللہ بن الحسین بن ابی البقا ابن الحسین عکبری الاصل بغدادی مولد اور گھر فقیہہ پسندیدہ نحوی نابینا نے بغداد میں ۶۱۱ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ ابو محمد عبداللہ بن احمد خشاب بغدادی حنبلی نحوی اور شیخ امام ابو بکر عبداللہ بن نصر بن حمزہ تمیمی بکری بغدادی حنبلی نے بغداد میں ۵۶۴ھ میں اور خبردی ہم کو جلیل محی الدین ابو محمد بن یوسف بن امام ابوالفرح عبدالرحمٰن بن علی جوزی فقیہہ حنبلی نے بغداد میں ۶۳۹ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ ابو ہریرہ محمد بن ابی الفتوح لیث بن شجاع بن مسعود بن ابوالفضل بغدادی ازجی دنیاری نابینا مشہور ابن ابو سلطانی نے بغداد میں ۶۱۳ھ میں کہا خبردی ہم کو حافظ ابوالخیر عبدالمغیث بن ابی حرب زہیر بن زہیر بن علوی بغدادی جوبی حنبلی نے بغداد میں ۵۷۳ھ میں وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم شیخ محی الدین عبدالقادر بن ابی صالح جیلیؒ کی مجلس میں بغداد میں ان کی رباط حلبہ میں حاضر تھے۔ اس وقت ان کی مجلس میں عراق کے اکثر شیخ

حاضر تھے۔ ان میں سے شیخ ا۔ علی بن الہیتی زرریرامی۔ ۲۔ شیخ بقا بن بطو نہر ملکی۔ ۳۔ شیخ شریف ابو سعید قیلوی۔ ۴۔ شیخ موسیٰ بن ماہین زولی جو کہ حج کر کے بغداد میں اسی دن آئے تھے۔ ۵۔ شیخ ابو النجیب عبدالقاہر بن عبداللہ سہروردی۔ ۶۔ شیخ ابوالکرم معمر ۷۔ شیخ ابوالعباس احمد بن علی جو ستی صرصری ۷۔ شیخ ماجہ کردی۔ ۸۔ شیخ ابو حکیم بن ابراہیم بن دینار نہروانی۔ ۹۔ شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق قرشی کہ جو اسی روز بغداد میں زیارت کے لئے آئے تھے۔ ۱۰۔ شیخ مکارم اکبر۔ ۱۱۔ شیخ مطر باورانی۔ ۱۲۔ شیخ جاکیر۔ ۱۳۔ شیخ خلیفہ بن موسیٰ اکبر۔ ۱۴۔ شیخ صدقہ بن محمد بغدادی۔ ۱۵۔ شیخ یحییٰ بن محمد دوری مرتعش۔ ۱۶۔ شیخ ضیاء الدین ابراہیم بن ابی عبداللہ بن علی جوبی۔ ۱۷۔ شیخ ابو عبداللہ محمد درباہی قرشی جو کہ اس دن بغداد میں آئے تھے۔ ۱۸۔ شیخ ابو عمرو عثمان بن مردہ بطائحی۔ ۱۹۔ شیخ قضیب البان موصلی۔ ۲۰۔ شیخ ابوالعباس احمد .تلی مشہور ریمانی۔ ۲۱۔ شیخ ابوالعباس احمد قرشی ظاہر تصرف والے اور اس کے شاگرد ۲۲۔ شیخ داؤد جو کہ جوان تھے۔ ان کا حال یوں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ پانچوں وقت نماز مکہ معظمہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں پڑھا کرتے تھے۔ ۲۳۔ شیخ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ عراق مشہور خاص۔ ۲۴۔ شیخ ابو عمرو عثمان بن احمد عراقی مشہور شوکی۔ اور کہا جاتا تھا کہ وہ رجال غیب سیلانی ہیں۔ ۲۵۔ سلطان بن احمد مزین۔ ۲۶۔ شیخ ابوبکر بن عبدالحمید شیبانی مشہور حیاری۔ ۲۷۔ شیخ ابوالعباس احمد بن استاد۔ ۲۸۔ ابو محمد احمد بن عیسیٰ معروف کو بجی۔ ۲۹۔ شیخ مبارک بن علی جیلی۔ ۳۰۔ شیخ ابوالبرکات بن معدان عراقی۔ ۳۱۔ شیخ عبدالقادر بن حسن بغدادی۔ ۳۲۔ شیخ ابوالمسعود احمد بن ابی بکر حزیمی عطار۔ ۳۳۔ شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی المعالی بن قائد اوانی۔ ۳۴۔ شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزار جو کہ جوان تھے۔ ۳۵۔ شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی جو کہ جوان تھے۔ ۳۶۔ شیخ ابو الثناء محمود بن عثمان نعلبند۔ ۳۷۔ شیخ ابو حفص عمر بن نصر غزال۔ ۳۸۔ شیخ ابو محمد فارسی پھر بغدادی۔ ۳۹۔ شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی جو کہ جوان تھے۔ ۴۰۔ شیخ عباد دربان۔ ۴۱۔ شیخ مظفر جمال۔ ۴۲۔ ۴۳۔ شیخ ابو بکر حمامی مشہور مزین۔ ۴۳۔ شیخ جلیل صاحب قدم درزہ۔ ۴۴۔ شیخ ابو

عمرو عثمان طر یفنی۔ ۴۵۔ ابوالحسن جو مقی مشہور ابی عواجا۔ ۴۶۔ ابو محمد ابن ابی الحق حزیمی۔ ۴۷۔ ابو علی محمد بن محمد فراءؒ وغیرہم رحمہم اللہ اور شیخ محی الدینؒ ان کے روبرو کلام کرتے تھے۔ ان کا دل حاضر تھا۔ اور فرمایا میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

تب شیخ علی بن الہیتی کھڑے ہوئے کرسی پر چڑھے۔ اور شیخ کے قدم کو اپنی گردن پر رکھ لیا۔ اور ان کے دامن کے نیچے داخل ہوئے۔ اور تمام حاضرین نے اپنی گردنیں بڑھائیں۔

اور خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی بکر بن علی بن احمد ابہری الاصل بغدادی مولدد گھرنے قاہرہ میں ۶۳۵ھ میں کہا کہ میں ۶۳۰ھ میں ایسی مجلس میں حاضر ہوا کہ اس دن مشائخ بغداد سے بھری ہوئی تھی۔ پھر ان میں شیخ عبدالقادرؒ کے اس قول کا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ ذکر ہوا تو شیخ جلیل ابن شیخ ابوالعباس احمد صرصری نے فرمایا کہ میں نے شیخ ابوالمسعودؒ کی زیارت کا ۵۷۹ھ میں قصد کیا۔ اور میں نے ان سے شیخ عبدالقادرؒ کے اس قول کی بابت دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ میں اس وقت حاضر تھا۔ اور میں نے یہ ان کے منہ سے سنا تھا۔ اس دن ان کی مجلس میں قریباً پچاس شیخ تھے۔ جو کہ اس زمانہ کے مشاہیر میں سے تھے۔ میں نے ان کو دیکھا تھا کہ جب انہوں نے یہ بات کہی تو سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ اور ان پر انکساری کی علامت ظاہر ہوئی۔ میں نے شیخ علی ہیتیؒ کو دیکھا۔ کہ وہ کرسی پر چڑھ کر ان کی طرف بڑھے اور شیخ کے قدم کو اپنی گردن پر رکھ لیا۔ تب شیخ ابوالحسن خفاف بغدادی نے کہا کہ میں نے بھی شیخ ابوالمسعود سے یہ بات کئی مرتبہ سنی ہے۔ شیخ ابو عمرو عثمان بن سلیمان معروف پستہ قد نے کہا کہ میں نے بھی شیخ ابو عبداللہ محمد بن قائد ادانیؒ کی زیارت کا اوان میں بتاریخ ۱۰ محرم ۵۸۴ھ میں قصد کیا۔ اور ان سے شیخ عبدالقادرؒ کے اس قول کی بابت پوچھا تو انہوں نے ایسا ہی ذکر کیا۔ جیسا کہ شیخ ابوالمسعودؒ نے ذکر کیا ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو یوسف یعقوب بن بدران انصاری مقری قاہری نے قاہرہ میں

۲۶۷ھ میں کہا کہ بغداد میں ۶۳۱ھ میں داخل ہوا۔ قاضی القضاۃ ابو صالح نصر کی زیارت کا اس کے درس کے مدرسہ باب ازج میں قصد کیا۔ میں نے اس کے پاس ایک جماعت پائی۔ تب اس کو ان میں سے ایک نے کہا۔ کہ تم نے شیخ عبدالقادر کے اس قول میں کیا سنا ہے۔ تو اس نے کہا کہ میں نے ابوبکر عبدالرزاق اور اپنے چچاؤں ابو عبدالرحمٰن عبداللہ۔ ابو عبداللہ عبدالوہاب۔ ابو اسحق ابراہیم اولاد شیخ عبدالقادر رحمہم اللہ سے متفرق اوقات میں سنا تھا۔ وہ سب کہتے تھے کہ ہم اس مجلس، میں حاضر تھے۔ جن میں کہ ہمارے والدؒ نے یہ کہا تھا۔ کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اور اس میں قریباً پچاس وہ مشائخ تھے۔ جو کہ عراق کے اکابر میں سے تھے۔ سب نے اپنی گردنیں جھکا دی تھیں۔ اور ابن الہیتیؒ نے ان کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا تھا۔ پھر ہم کو ان شہروں کے متفرق مشائخ سے جو اس وقت حاضر تھے۔ یہ خبریں پہنچی ہیں۔ کہ بلاشبہ انہوں نے اپنی گردنوں کو بڑھایا تھا۔ اور ان سے ان کے مقولہ کی خبر دی۔ اور ہم کو کسی سے یہ بات نہیں پہنچی۔ کہ اس نے ان کا انکار کیا ہو۔

ان مشائخ کا ذکر جنہوں نے حضرت غوث الاعظم کے اس قول کے وقت کشف سے معلوم کر لیا تھا

منجملہ ان کے سید شریف شیخ ابو سعد قیلویؒ ہیں۔ خبر دی ہم کو فقیہ جلیل ابو غالب رزق اللہ بن ابی عبداللہ محمد بن یوسف رتی شافعی نے قاہرہ میں ۶۲۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو اسحق ابراہیم بن الشیخ پیشوا ابوالفتح منصور بن الاقدام رتی نے اس میں ۶۲۳ھ میں کہا خبری دی ہم کو منصور نے ۵۸۶ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشوا ابو عبداللہ محمد بن ماجد رتی نے اس میں ۵۶۰ھ میں (یہاں سے دوسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے)

اور خبر دی ہم کو ابوالفتوح نصر اللہ بن ابی المحاسن یوسف بن خلیل بن علی بن مفرج بغدادی ازجی حنبلی محدث نے بھی قاہرہ میں ۶۶۷ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالعباس احمد بن اسمٰعیل بن حمزہ بن ابی البرکات مبارک بن حمزہ بن عثمان بن حسن بغدادی ازجی مشہور ابن الطبال نے بغداد میں ۶۲۷ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں نے۔ ایک تو شیخ سعد ابوالمظفر منصور بن مبارک بن فضیل ابن ابی نعیم واسطی واعظ اور دوم امام ابو محمد عبداللہ بن ابی الحسن ابن ابی الفضل شامی جباری الاصل بغدادی مکان والے ثم اصبہانی نے بغداد میں ۶۰۱ھ میں یہ کہتے تھے۔ کہ ہم نے سید شریف شیخ پیشوا ابو سعد قیلویؒ سے قیلویہ میں سنا وہ کہتے تھے۔ جب کہ شیخ عبدالقادرؒ نے کہا کہ میرا قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر تجلی کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو خلعت مقربین' ملا کہ کے ہاتھ پر آئی۔ اور پہنایا اس کو اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک جماعت کے سامنے متقدمین و متاخرین میں سے جو زندہ تھے وہ تو اپنے جسموں کے ساتھ۔ اور جو مردے تھے۔ وہ اپنی روحوں کے ساتھ۔ اور ملا کہ ورجال الغیب تمام اس مجلس کو گھیرے ہوئے تھے۔ اور ہوا میں صف بستہ کھڑے تھے۔ یہاں تک کہ تمام افق کو بند کر لیا تھا۔ زمین پر کوئی ایسا ولی اللہ نہیں رہا تھا۔ کہ جس نے گردن نہ جھکائی ہو۔

(دوم) شیخ بقا بن بطوؒ ہیں

خبردی ہم کو شیخ علامہ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن الشیخ امام عالم عماد الدین ابو اسحٰق ابراہیم بن عبدالواحد بن علی مقدسی حنبلی نے قاہرہ میں ۶۶۵ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ شریف ابو القاسم ہبۃ اللہ بن احمد خطیب مشہور ابن منصوری نے بغداد میں ۶۳۱ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ پیشواء ابو القاسم عمر بن مسعود مشہور بزاز نے بغداد میں ۵۹۲ھ میں کہا میں نے سنا بقا بن بطوؒ نہر ملکی کہتے تھے۔ جب کہ شیخ عبدالقادرؒ نے کہا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تو فرشتوں نے کہا۔ اے خدا کے بندے تم نے سچ کہا۔

(سوم) شیخ عدی بن مسافر اور شیخ احمد بن الرفائی رحمتہ اللہ ہیں

خبردی ہم کو فقیہ اصیل ابو الفضل منصور بن احمد بن ابی الفرح عراقی دوری ثم بغدادی حنبلی نے قاہرہ میں ۶۷۴ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ علامہ کمال الدین ابو العباس احمد بن محمد بن سمرویہ حریقینی فقیہ حنبلی نے بغداد میں ۶۴۱ھ میں سنا میں نے شیخ صالح ابو محمد یوسف مظفر بن شجاع عاقولی الاصل بغدادی ازجی صفار سے بغداد میں ۶۲۲ھ میں وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے شیخ عدی بن مسافرؒ کی زیارت کا شروع ۶۵۶ھ میں قصد کیا۔ انہوں نے فرمایا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا کہ اصحاب شیخ عبدالقادر میں سے ہوں۔ اور بغداد سے آیا ہوں۔ تب انہوں نے کہا واہ! وہ تو زمین کے قطب ہیں۔ تین سو ولی اللہ اور سات سو رجال غیب زمین کے بیٹھنے والوں اور ہوا میں اڑنے والوں نے جب کہ انہوں نے کہا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اپنی گردنوں کو ان کے سامنے ایک وقت میں جھکا دیا تھا۔ عاقولی نے یہ کہا کہ یہ بات میرے نزدیک بڑی معلوم ہوئی۔ پھر ایک مدت کے بعد ام عبیدہ کے پاس آیا کہ شیخ احمد رفائیؒ کی زیارت کروں۔ تب میں نے ان سے جو شیخ عدی سے اس بارہ میں سنا تھا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ شیخ عدی نے سچ کہا ہے۔

(چہارم) شیخ ماجد کردی اور شیخ مطرؒ ہیں

خبر دی ہم کو ابو محمد ماجد بن محمد بن خالد بن ابی بکر بن سیما بن غانم عراقی حلوانی بغدادی نے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح ابوبکر محمد بن شیخ عوض بن راست غراد بغدادی صوفی نے بغداد میں ۶۳۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے والد عوض نے شیخ عبدالقادرؒ نے کہا کہ میں نے اور شیخ محمد شبکی شیخ ابو احمد عبدالباقی بن عبدالجبار ہردی بغدادی صوفی حرضی۔ شیخ ابو عبداللہ استاد مہر بن محمد خیلانی نے بغداد سے شیخ ابو ماجد کردیؒ کی زیارت کا جبل حمرین کی طرف قصد کیا۔ جب ہم ان کی خدمت میں آئے۔ تو انہوں نے ہماری عزت کی اور چند روز ہم ان کے پاس ٹھہرے۔ اور جب ان سے لوٹنے کا اذن طلب کیا۔ تو کہا کہ میں تم کو ایک توشہ دیتا ہوں۔ جس کو تم مجھ سے لیتے جاؤ جب شیخ عبدالقادرؒ نے کہا تھا۔ کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تو اس وقت کوئی ایسا ولی اللہ زمین پر نہیں رہا تھا۔ کہ جس نے اپنی گردن اللہ کے لئے تواضع کرتے ہوئے۔ اور ان کے مرتبہ کا اقرار کرتے ہوئے نہ جھکائی ہو۔

اور صالحین جنات کی کوئی ایسی مجلس نہ ہو گی کہ جس میں اس کا ذکر نہ ہوا ہو میں نے ان کا قصد کیا۔ اور تمام زمانہ کے نیک بخت جنوں کے قاصدان کی خدمت میں مسلمان ہوتے ہوئے۔ اور ان کے ہاتھ پر توبہ کرتے ہوئے آئے۔ ان کے دروازہ پر جمع ہوئے کہا کہ ہم نے اس کو رخصت کیا۔ اور ہم لوٹ کر شیخ مطرؒ کی زیارت کو گئے۔ ہمارے دلوں میں جو ہم نے شیخ ماجدؒ سے سنا تھا۔ ایک بڑی بات تھی۔ جب ہم ان کی خدمت کو گئے۔ تو انہوں نے مرحبا کہا اور کہا کہ میرے بھائی نے جو بات تم کو شیخ عبدالقادرؒ کی نسبت کہی ہے۔ وہ سچ ہے۔

(پنجم) شیخ مکارمؒ ہیں

کہا خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالواحد بن صالح بن یحیی بن محمد قرشی بغدادی نے قاہرہ میں ۶۷۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ علامہ محی الدین ابو عبداللہ محمد بن حامد بن محمد آمدی الاصل بغدادی گھر والے حنبلی نے جو کہ مشہور توحیدی ہیں۔ پوتے حافظ ابوبکر

عبدالرزاق نے بغداد میں ۶۳۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن بن شیخ ابو حفص عمر بن نصر بن علی بن عبدالدائم بغدادی واعظ مشہور ابن العزال نے بغداد میں جامع منصور میں شروع رجب ۶۱۴ھ میں کہا کہ میں نے زیارت کی شیخ ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن شیخ محی الدین ابی محمد عبدالقادرؒ کی ان کے والد کے مدرسہ میں باب ازج میں ۵۳۹ھ میں اور میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ اس مجلس میں حاضر تھے۔ جس میں کہ تمہارے والد نے یہ کہا تھا۔ کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ کہا کہ ہاں اور اس مجلس میں قریباً پچاس ایسے مشائخ تھے۔ جو کہ مشہور تھے۔ میں نے ان سب کو دیکھا تھا۔ جو کہ اپنی گردنوں کو جھکائے ہوئے تھے۔ اور جب شیخ اپنے گھر میں داخل ہوا اور حاضرین چل دیئے۔ مگر شیخ مکارم شیخ محمد خاص شیخ احمد بن العربی اور ان کے شاگرد داؤد وہیں رہے۔ تب میں نے اور میرے دونوں بھائی عبدالعزیز اور عبدالجبار ان کے پاس ہو کر بیٹھے۔ اور شیخ مکارم نے کہا کہ میں خدائے عزو جل کو حاضر جان کر گواہی دیتا ہوں کہ اس دن ان لوگوں میں سے جن کی تمام ملک میں ولایت قرار پا چکی تھی۔ خواہ قریب تھے یا بعید کوئی ایسا ولی نہ ہو گا۔ مگر اس نے دیکھا ہو گا کہ قطبیت کا جھنڈا شیخ عبدالقادر کے سامنے اٹھایا گیا ہے۔ اور فوقیت کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا ہے۔ اور دیکھا ہو گا کہ ان پر دنیا اور مافیہا میں عام تصرف کی خلعت ہے۔ جس کو چاہیں ولایت دیں۔ اور جس کو چاہیں معزول کر دیں۔

وہ شریعت و حقیقت کے دونوں نقشوں سے منقش ہے۔ اس نے سنا ہو گا کہ وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اور اس لئے ایک ہی وقت میں ہر ولی اللہ نے اپنا سر نیچے رکھ دیا ہے۔ حتیٰ کہ دسوں ابدالوں نے جو کہ خواص ملک و سلاطین وقت ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ کون ہیں۔ کہا شیخ بقا ابن بطو۔ شیخ ابو سعید قیلوی۔ شیخ علی بن الہیتی۔ شیخ عدی بن مسافر۔ شیخ موسیٰ زولی۔ شیخ احمد بن زدعی۔ شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی۔ شیخ ابو محمد عبداللہ بصری شیخ حیات بن قیس حرانی۔ شیخ ابو مدین مغربیؒ رحمھم اللہ۔

تب شیخ ابو محمد خاص اور شیخ احمد بن العربی نے ان سے کہا کہ آپ نے سچ کہا۔ کہا

کہ میں نے اور میرے دونوں بھائیوں نے ان سے یہ بات یاد کرلی۔ اور اس کو اپنے پاس مقید رکھا۔

ابن غزال کہتے ہیں کہ میں اس کے پاس سے لوٹا۔ اور اس کے دونوں بھائیوں عبدالعزیز اور عبدالجبار کے پاس آیا۔ ان سے اس کی بابت پوچھا تو انہوں نے ویسے ہی جواب دیا۔ جو اس نے کہا تھا۔ اور ذرا بھی اس سے خلاف نہ کیا۔

(ششم) شیخ خلیفہ اکبرؒ ہیں

ہم کو خبردی ابو محمد حسن بن ابو القاسم احمد بن محمد بن ابی القاسم اور خلف بن احمد بن محمد بغدادی حریمی مشہور جد ابن قوقا نے قاہرہ میں ۶۲۶ھ میں کہا خبردی ہم کو محمد بن الف نے بغداد میں ۶۶۵ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ ابو القاسم بن ابی بکر احمد بن ابی السعادات حمد بن مکرم بند لیجی الاصل بغدادی گھروالے ازجی نے بغداد میں ۵۹۳ھ میں کہا کہ میں نے شیخ خلیفہ سے بغداد میں سنا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر (کشفی طور پر) دیکھنے والے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ سے پوچھا۔ یا رسول اللہؐ بے شک شیخ عبدالقادر نے کہا ہے۔ کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر نے سچ کہا ہے۔ کیوں نہ کہے وہ قطب ہے اور میں اس کا محافظ ہوں۔

(ہفتم) شیخ لولو ارمنیؒ ہیں

مولف نے کہا خبردی ہم کو شیخ صالح ابو علی عباس بن شیخ ابو موسیٰ عمران بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم قراری شافعی نے قاہرہ محروسہ میں ۶۳۶ھ میں کہا خبردی ہم کو میرے والد عمران اور چچا میرے نے جو کہ میرے باپ کے سے تھے۔ یعنی شیخ ابو محمد عبداللہ محمد بن ابراہیم بن اسمٰعیل مشہور صادق فزاری نے ۶۲۲ھ میں ان دونوں نے کہا کہ ہم کو خبردی ہمارے پیشواء ابو الخیر عطا بن عبدالعزیز بن نعیم بن نازوکہ بن تیمان بن زرین بن مصری نے سواد مصر کے برسوم میں ۵۹۰ھ میں کہا کہ میں مکہ معظمہ میں

مجاور تھا۔ خدا اس کو شرف دے۔ ۵۰۰ھ میں اور اس میں اس دن شیخ لولو ارمنی جو کہ لوگوں میں قطب کہا جاتا تھا۔ اور شیخ ماردینی ان کی خدمت میں تھے۔ ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان کے پاس ہمارے شیخ ابو عبداللہ محمد بن کیسری شیخ ابو عبداللہ محمد دلیبنی۔ شیخ صلاح الدین مشہور امام الحرم شیخ ابو حفص بن محمد مغربی عدوی۔ شیخ ابو محمد عبداللہ بن ایہ غش ماردینیؒ موجود تھے۔

میں نے اللہ کے ساتھ اس کا معاملہ دیکھا۔ جو اور کسی کا نہیں دیکھا۔ تب میں نے اپنے جی میں کہا کہ معلوم نہیں یہ کس شیخ کی طرف منسوب ہیں۔ تب انہوں نے میرے خیال سے سبقت کر کے یہ کہا کہ اے عطا میرے شیخ، شیخ عبدالقادرؒ ہیں۔ جنہوں نے یہ کہا ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اور اس وقت ۳۱۳ اللہ تعالیٰ کے ولیوں نے تمام ممالک میں اپنے سروں کو جھکا دیا تھا۔

ان میں حرمین شریفین میں سترہ۔ عراق میں ساٹھ۔ عجم میں چالیس شام میں تیس۔ مصر میں بیس۔ مغرب میں ستائیس۔ یمن میں تیئس۔ حبشہ میں گیارہ سد یا جوج ماجوج میں سات۔ سراندیپ میں سات۔ کوہ قاف میں سنتالیس۔ جزائر بحر محیط میں چوبیس شخص ہیں۔ رحمہم اللہ

ان مشائخ کا ذکر جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت غوث نے یہ بات صرف خدا کے حکم سے کہی تھی

(اول) شیخ عدی بن مسافرؒ

ہم کو خبر دی ابو عبداللہ محمد بن ابی الحسن علی بن حسین بن احمد بن عبدالرحمن دمشقی گھر والے موصلی نے قاہرہ میں ۶۶۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو المفاخر عدی بن شیخ ابی البرکات صخر نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافرؒ سے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ متقدمین مشائخ میں سے کسی نے کہا ہو۔ سوائے شیخ عبدالقادر کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ کہا نہیں میں نے کہا پھر اس امر کے کیا

معنے ہیں۔ کہا یہ بات اس امر کو ظاہر کرتی ہے۔ کہ وہ اپنے وقت میں فرد ہے۔

میں نے کہا ہر وقت کے لئے ایک فرد ہوتا ہے۔ کہا ان میں سے کوئی بھی اس امر کا سوائے شیخ عبدالقادر کے مامور نہیں ہوا۔ کہ یہ بات کہے۔

میں نے کہا کیا ان کو اس امر کا حکم ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ ان کو حکم ہوا تھا۔ اور تمام اولیائے کرام نے اپنے سروں کو امر ہی کی وجہ سے جھکایا تھا۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو امر کے سوا سجدہ نہیں کیا۔

(دوم) شیخ ابو سعید قیلویؒ

خبر دی ہم کو فقیہ ابو القاسم محمد بن عبادہ بن محمد بن عبادہ بن عبدالحسن بن منذری انصاری حلی نے قاہرہ میں ۶۷۴ھ میں کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو الحسن علی غزنی رضی اللہ عنہ سے دمشق میں ۶۱۲ھ میں سنا وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ شریف ابو سعید قیلویؒ سے کہا گیا۔ ایسے حال میں کہ میں سنتا تھا۔ کہ کیا شیخ عبدالقادرؒ نے خدا کے حکم سے کہا تھا۔ کہ یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے کہا۔ کیوں نہیں انہوں نے خدائی حکم سے کہا تھا۔ جس میں کوئی شک نہیں۔

وہ زبان قطبیت کی ہے۔ اور قطبوں میں ہر زمانہ میں بعض تو ایسے ہیں کہ ان کو سکوت کا حکم ہوتا ہے۔ سو ان کو سوائے سکوت کے اور کچھ گنجائش نہیں ہوتی۔

اور بعض وہ ہیں کہ ان کو کہنے کا حکم ہوتا ہے۔ سو ان کو سوائے کہنے کے چارہ نہیں ہوتا۔ وہ مقام قطبیت میں زیادہ کامل ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ شفاعت کی زبان ہوتی ہے۔

(سوم) شیخ علی بن الہیتیؒ

خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالسلام بن محمد عبدالسلام بن ابراہیم بن عبداللہ بصری بغدادی المولدو نے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ شریف ابو القاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ بن احمد مشہور ابن المنصوری نے بغداد میں ۶۳۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ

عارف ابو محمد علی بن ابوبکر بن ادریس یعقوبی نے وہاں پر ۶۱۱ھ میں کہا جب کہ سیدی عبدالقادرؒ نے یہ کہا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تو ان کی طرف شیخ سیدی علی بن الہیتیؒ بڑھے اور کرسی پر چڑھ کر ان کے قدم کو پکڑ لیا۔ اس کو اپنی گردن پر رکھ لیا۔ اور ان کے دامن تلے داخل ہو گئے۔ ان کے اصحاب نے ان سے کہا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ تب انہوں نے جواب دیا اس لئے کہ ان کو اس کا حکم ہوا تھا۔

اور ان کو حکم دیا تھا کہ اولیاء میں سے جو شخص اس کا انکار کرے۔ وہ معزول کیا جائے۔ لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ سب سے پہلے میں اس حکم کی تعمیل کروں۔

(چہارم) شیخ احمد رفاعیؒ

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن شیخ ابی الجو مبارک بن یوسف بن غسان قرشی بطائحی شافعی نے قاہرہ میں ۶۷۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو اسحٰق ابراہیم بن شیخ عارف ابو الحسن رفاعی بطائحی مشہور اغرب (جس کی بیوی نہ ہو یا لوگوں سے بہت دور رہتا ہو) نے ام عبیدہ کے مکان میں ۶۲۱ھ میں کہا کہ میرے باپ نے سیدی احمدؒ سے کہا کہ کیا شیخ عبدالقادرؒ نے یہ کلمہ کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ حکم سے کہا تھا یا بغیر حکم کے۔ کہا بلکہ حکم سے کہا تھا۔

(پنجم) شیخ ابو القاسم بن عبداللہ بصریؒ

خبر دی ہم کو شیخ ابوالمحاسن یوسف بن ابی العباس احمد بن نسیب بن حسین بصری مالکی نے قاہرہ میں ۶۷۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالفرج حسین بن محمد بن احمد بن دویرہ بصری مقری حنبلی نے بصرہ میں ۶۳۸ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالعباس احمد بن مطیع باسبری نے وہاں پر ۶۱۷ھ میں کہا میں نے شیخ پیشواء ابو قاسم بن عبداللہ بصری سے بصرہ میں سنا۔ کہ وہ کہتے تھے۔ جب شیخ عبدالقادرؒ حکم دیئے گئے کہ یہ کہیں کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے تو میں نے تمام مشرق و مغرب کے اولیاء کو دیکھا۔ کہ وہ ان کی تواضع کے لئے اپنے سروں کو نیچے کئے ہوئے ہیں۔ مگر ایک شخص نے عجم کے

ملک میں سر نہ جھکایا۔ تب اس کا حال خراب ہو گیا۔

(ششم) شیخ حیات بن قیس حرانیؒ

خبر دی ہم کو فقیہ ابو محمد عبدالرحمٰن احمد بن محمد بن الدائم بن علی قرشی مقدسی حنبلی نے قاہرہ میں ۶۷۲ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبدالملک بن شیخ عارف ابی عبدالملک زیال بن شیخ ابی محمد عبداللہ بن شیخ عارف ابوالمعالی بن ارشد بن بنہان عراقی الاصل مقدسی گھر والے نے ۶۳۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے ۶۱۳ھ میں کہا کہ میں شیخ پیشوا حیات بن قیسؒ کی خدمت میں جمعہ کے دن ۳ر رمضان ۵۷۹ھ میں جامع حران میں حاضر ہوا۔ تب ان کے پاس ایک شخص آیا۔ اور ان سے درخواست کی کہ مجھ کو آپ اپنی مریدی میں داخل کر لیں۔ انہوں نے فرمایا کہ تم پر میرے سوا دوسرے کا نشان ہے۔ اس نے کہا کہ میں بیشک شیخ عبدالقادر کی طرف منسوب ہوں۔ لیکن میں نے کسی سے ان کا خرقہ نہیں لیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو ایک مدت دراز تک شیخ عبدالقادرؒ کے سایہ کے تلے رہے ہیں۔ اور ان کے عرفان کے سرچشمہ سے خوشگوار میٹھے پانی کے پیالے پیئے ہیں۔ اور نفس صادق ان کی خدمت سے لوٹتا تھا۔ تو اس کے نور کی شعاع تمام اطراف زمین میں پھیلتی تھیں۔ جس طرح کہ آگ کے چنگارے۔ پھر ان سے اصحاب کے حالات نے اسرار علیٰ قدر مراتب روشنی لیتے تھے۔

جب ان کو حکم آیا کہ یہ کہیں کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمام اولیاء اللہ کے دلوں میں نور اور ان کے علوم میں برکت کو بڑھا دیا۔ ان کے حالات اس برکت کی وجہ سے کہ انہوں نے اپنے سر جھکا دیئے تھے۔ بلند کر دیئے۔ وہ سابقین کے لباس میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں پہنچ گئے۔ یعنی نبیوں صدیقوں شہیدوں صالحین کے ساتھ۔

سر تسلیم خم ہے

(۱) شیخ بقا بن بطوؒ

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ازومر بغدادی محمری نے قاہرہ میں ۶۷۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو فقیہ ابو عبداللہ محمد بن علی بن عبدالرحمٰن بن یوسف عراقی باسری ثم بغدادی حنبلی نے بغداد میں ۶۳۳ھ میں کہا میں نے شیخ صالح ابوبکر بن شیخ ابوالغنائم اسحٰق بن بطو نہر ملکی سے بغداد میں ۵۸۹ھ میں سنا کہ میں اپنے چچا شیخ بقا بن بطو کے ساتھ شیخ عبدالقادر کی مسجد میں بغداد میں تھا۔ اس وقت شیخ عبدالقادر نے کہا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تب میرے چچا نے اپنی گردن جھکا دی۔

خبر دی ہم کو ابوالمعالی صالح بن یوسف بن عجلان بن نصر عسقلانی بغدادی قطنی شافعی نے قاہرہ میں ۶۷۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبداللطیف بغدادی مشہور مطرز نے بغداد میں ۶۲۸ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد بن ابی بکر بن شجاع بغدادی حنبلی مشہور ابن نقطہؒ نے اپنے گوشہ مکان میں بغداد میں ۵۸۲ھ میں کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو عمرو عثمان صر-یفینی ثم بغدادی نے بغداد میں ۵۵۹ھ میں کہا کہ میں شیخ عبدالقادرؒ کی مجلس میں بغداد میں شیخ بقا بن بطورؒ کے پہلو میں بیٹھا تھا۔ اتنے میں شیخ عبدالقادر نے کہا کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے پھر شیخ بقا نے اپنی گردن کو جھکا دیا۔

(۲) سید شریف شیخ ابو سعید قیلویؒ

خبری دی ہم کو ابوالفرح عبدالحمید بن معالی بن عبداللہ بن علی صرصری ثم بغدادی حنبلی نے قاہرہ میں ۶۶۸ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو حفص عمر بن شیخ خیر سعید بن شیخ شریف پیشوا ابو سعید قیلوی نے قیلولہ میں ۵۷۰ھ میں کہا۔ میں سید ابی سعید کے ساتھ بغداد میں ۵۷۰ھ میں شیخ عبدالقادرؒ کی مجلس میں تھا۔ اس وقت شیخ نے کہا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ پھر میرے باپ نے اپنی گردن جھکا دی۔

ہم کو خبر دی ابوالفضل منصور بن احمد بن ابی الفرح عراقی دوری ثم بغدادی حنبلی نے قاہرہ میں ۶۷۲ھ میں اس نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عارف ابوالفضل اسحٰق بن احمد بن غانم ملثی نے قاہرہ میں ۶۳۳ھ میں اس نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد طلحہ بن مظفر غانم ملثی نے ملث کے ایک گوشہ میں ۵۸۳ھ میں اس نے کہا کہ میں اپنے شیخ عبدالقادر کی مجلس میں بغداد میں ان کی رباط میں موجود تھا اور شیخ شریف ابو سعید قیلوی میرے آگے بیٹھے تھے۔ تب شیخ عبدالقادرؒ نے کہا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اس وقت شریف شیخ ابو سعید قیلوی نے اپنی گردن جھکائی۔

(۳) شیخ سیدی علی بن الہیتیؒ

ہم کو خبر دی ابو محمد رجب بن المنصور بن نصراللہ عونی وادی نصیبنی نے قاہرہ میں ۶۲۵ھ میں اس نے کہا میں نے اور شیخ مسعود حارثی نے یعقوبا کی طرف شیخ علی بن ادریس کی زیارت کے لئے ۶۱۷ھ میں جانے کا ارادہ کیا۔ جب ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو ان سے کسی نے پوچھا کہ کیا شیخ علی بن الہیتی نے شیخ عبدالقادر کا اس وقت قدم پکڑ لیا تھا جب کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے انہوں نے فرمایا کہ جب شیخ عبدالقادرؒ نے یہ فرمایا تھا۔ تو میں اس وقت حاضر تھا۔ اور جوان تھا۔ ہمارے شیخ علی بن الہیتی کرسی پر کھڑے ہوئے۔ اور شیخ عبدالقادر کے قدم کو اپنی گردن پر رکھ لیا تھا۔ اور ان کے دامن میں داخل ہو گئے۔ اور یہ کہا کہ یہ پوری اور کامل تر اطاعت ہے۔

ہم کو خبر دی شیخ ابوالحسن علی بن آدم بن عبداللہ بغدادی محمدی نے قاہرہ میں ۶۷۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ معمر بقیۃ السلف ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بن حسن بغدادی صوفی حنبلی نے جو کہ سقا کے نام سے مشہور ہیں۔ بغداد کی مسجد جامع الخلیفہ میں ۶۲۹ھ میں اور کہا کہ اس تاریخ کو میری عمر ۱۰۷ سال کی تھی۔ اور کہا کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر کی صحبت میں رہا ہوں۔ اور مدت تک ان کی خدمت کی میں اس مجلس میں حاضر ہوا تھا۔ جس میں کہ انہوں نے یہ کہا تھا۔ کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی

گردن پر ہے۔ میں نے ان کے الفاظ سے یہ بات سنی ہے۔ میں اس دن بیس سال سے زیادہ عمر کا تھا۔ میں نے شیخ علی بن الہیتی کو دیکھا کہ وہ کرسی پر چڑھے اور شیخ کے قدم مبارک کو پکڑ کر اپنی گردن پر رکھ لیا۔

جب لوگ چلے گئے تو ان کو ان کے مریدوں نے اس بارہ میں پوچھا تو کہا کہ کاش تم جانتے (تو ایسا نہ کہتے)

ہم کو خبر دی ابوالمظفر ابراہیم بن ابی عبداللہ بن ابی بکر بن نصر بغدادی مقری نے قاہرہ میں ۶۶۹ھ میں اس نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ امام صالح معمر ابوالحسن علی بن نیا بن صالح بن نصر بن یوسف کردی حمیدی بغدادی قلیسعی حنبلی نے بغداد میں ۶۱۱ھ میں کہا کہ اس دن جب کہ سیدی عبدالقادرؒ نے یہ کہا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ میری عمر ۳۰ سال سے زائد تھی۔ میں اس روز اس مجلس میں حاضر تھا۔ میں نے خود سنا تھا۔ کہ آپ یہ الفاظ کہتے ہیں۔

میں نے شیخ علی بن الہیتی کو دیکھا کہ انہوں نے شیخ کے قدم کو کرسی پر چڑھ کر اپنی گردن پر رکھ لیا۔ اور جتنے بزرگ مجلس میں موجود تھے۔ سب نے اپنی اپنی گردنیں نیچی کر لیں۔ اور یہ کہا کہ میں پہلے اس سے ان کی سات سال تک خدمت میں رہا تھا۔

(۴) شیخ سیدی احمد بن رفاعیؒ

خبر دی ہم کو ابو محمدؒ سالم بن علی بن عبداللہ بن سنان صوفی و میاطی مولد اور گھر والے نے قاہرہ میں ۶۷۷ھ میں کہا کہ ہم کو خبر دی صلحاء مشائخ نے جو کہ عراق میں پیشوا تھے۔ یعنی شیخ ابو طاہر جلیل بن شیخ ابوالعباس احمد صرصری جو ستی شیخ ابوالحسن خفاف بغدادی شیخ ابو حفص عمر بریدی۔ شیخ ابوالقاسم عمر دردانی۔ شیخ ابوالولید زید بن سعید۔ شیخ ابو عمرو عثمان بن سلیمان جو کہ قصیر (پست قد) مشہور ہیں۔ بغداد کی جامع منصور میں ۶۲۴ھ میں ان سب نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابوالفرج عبدالرحیم اور ابوالحسن علی نے جو کہ شیخ پیشوا ابوالعباس احمد بن ابی الحسن رفاعیؒ کے بھانجے تھے۔ اور وہ ہمارے پاس بغداد میں آئے تھے۔ ۵۸۰ھ کے قریب ان دونوں نے کہا کہ ہم اپنے شیخ

احمد بن رفاعی کی خدمت میں آئے گوشہ میں ام عبیدہ میں تھے۔ تب انہوں نے اپنی گردن بڑھائی اور کہا کہ میری گردن پر۔ پھر ہم نے ان سے پوچھا کہ یہ آپ نے کیا کہا۔ انہوں نے فرمایا کہ بیشک اس وقت شیخ عبدالقادر نے بغداد میں یہ کہا تھا۔ کہ یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

خبر دی ہم کو شریف جلیل ابو عبدہ محمد بن ابی العباس خضر بن عبداللہ بن یحییٰ بن محمد حسینی موصلی نے قاہرہ میں ۶۶۷ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالفرج عبدالحسن نے جن کا نام حسنا بن محمد احمد بن دویرہ مقری حنبلی بصری تھا۔ بصرہ میں ۶۳۷ھ میں اس نے کہا کہ شیخ ابو بکر عتیق بن ابی الفضل محمد بن عثمان ابن ابی الفضل بندلجی الاصل بغدادی مولد اور گھر والے ازجی نے جو کہ معتوق مشہور تھے۔ بغداد میں ۶۰۱ھ میں یہ کہا کہ میں نے شیخ سیدی احمد بن ابی الحسن رفاعیؒ کی ام عبیدہ میں ۵۷۶ھ میں زیارت کی۔ تب میں نے ان کے اکابر اصحاب اور پرانے مریدوں سے سنا کہ وہ کہتے تھے۔ کہ شیخ ایک دن اسی جگہ تشریف رکھتے تھے۔ خیمہ کی طرف اشارہ کیا اور اپنا سر جھکا دیا۔ اور فرمایا کہ میری گردن پر تب لوگوں نے ان سے پوچھا تو فرمایا کہ بلاشبہ اس وقت شیخ عبدالقادر نے بغداد میں کہا ہے۔ کہ یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ پھر ہم نے اس تاریخ کو لکھ رکھا۔ سو جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی نکلا۔

(۵) شیخ عبدالرحمٰن طفسونجیؒ

ہم کو خبر دی شیخ صالح ابو حفص عمر بن ابی المعالی نصر بن محمد بن احمد قرشی ہاشمی طفسونجی۔ پیدائش اور گھر والے شافعی نے قاہرہ میں ۶۶۷ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل صالح ابو عبداللہ بن ابی الشیخ صالح ابو حفص عمر بن شیخ پیشوا ابو محمد عبدالرحمٰن طفسونجی نے طفسونج میں ۶۲۳ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو ابو عمر نے ۵۷۳ھ میں کہا کہ میرے باپ نے ایک دن طفسونج میں اپنے یاروں کے درمیان بیٹھے ہوئے گردن جھکائی۔ اور کہا میرے سر پر۔ تب ہم نے ان سے پوچھا تو فرمایا کہ بیشک شیخ عبدالقادر نے اس وقت بغداد میں کہا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ پھر ہم نے وہ

تاریخ لکھ لی۔ اس کے بعد ہم کو بغداد سے خبر آئی کہ شیخ نے اسی دن یہ بات کہی تھی جو تاریخ ہم نے لکھ لی تھی۔

(٦) شیخ نجیبؒ سہروردی

ہم کو خبر دی فقیہ ابو علی اسحٰق بن علی بن عبداللہ بن عبدالدائم بن عبدالصالح ہمدانی صوفی شافعی محدث نے قاہرہ میں کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ جلیل الاصل ابو محمد عبداللطیف بن الشیخ ابی النجیب عبدالقادر بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ سہروردی پھر بغدادی فقیہ شافعی صوفی نے اربل میں ۶۰۸ھ میں کہا میں اپنے باپ ابوالنجیب کی خدمت میں بغداد میں شیخ عبدالقادر کی مجلس میں حاضر ہوا۔ تب شیخ عبدالقادرؒ نے فرمایا کہ یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ پھر میرے باپ نے اپنا سر جھکا دیا۔ قریب تھا کہ زمین تک پہنچ جائے اور کہا کہ میرے سر پر۔ میرے سر پر۔ میرے سر پر۔ تین بار کہا۔

(۷) شیخ موسیٰ زولیؒ

ہم کو خبر دی فقیہ ابو علی حسن بن نجم الدین بن عیسیٰ بن محمد حورانی حنبلی نے قاہرہ میں ۶۶۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالفتوح یحییٰ بن شیخ ابوالسعادات سعد اللہ بن ابی عبداللہ حسن بن مجد تکریتی نے تکریت میں کہا کہ میں اس میں بطور وفد کے ۶۱۷ھ میں گیا ہوا تھا اور کہا کہ میں نے ایک دفعہ تکریت سے اپنے والد ابوالسعادات کے ساتھ بغداد کی طرف شیخ عبدالقادر کی زیارت کے لئے کوچ کیا۔

اور ایک دفعہ ماردین کی طرف شیخ موسیٰ زولی کی زیارت کا کوچ کیا۔ پھر ایک دفعہ ہم شیخ زولی کے ساتھ بغداد میں آئے۔ اور ارادہ حج کا رکھتے تھے۔ وہ شیخ عبدالقادرؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ اور ہم بھی ان کے ساتھ تھے۔ تب شیخ عبدالقادرؒ نے کہا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تب شیخ نے اپنی گردن جھکا دی۔

(۸) شیخ محمد موسیٰ بن عبداللہ بصریؒ

ہم کو خبر دی شیخ ابوالمحاسن یوسف بن ابی المعالی احمد بن شیب بن حسین بصری مالکی

نے قاہرہ میں ۶۵۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ مقری عادل ابو طالب عبدالرحمٰن بن الفتح محمد بن ابی المظفر عبدالسمیع بن عبداللہ القرشی ہاشمی واسطی نے واسطہ میں ۶۴۰ھ میں کہا میں ان دنوں میں کہ بچہ تھا۔ اپنے والد ابوالفتح کے ساتھ بصرہ میں شیخ پیشوا ابو محمد بن عبداللہ بصریؒ کے پاس آیا۔ وہ اپنے یاروں کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔ پھر انہوں نے کلام قطع کی اور تھوڑی دیر غفلت و سکوت میں آگئے۔

ان کے جلال کی وجہ سے تمام حاضرین چپ کر گئے۔ پھر انہوں نے سر کو زمین پر رکھ دیا اور کہا کہ میرے سر پر۔ پھر جب وہ گھر داخل ہوئے۔ تو میرے والد بھی ان کے ساتھ داخل ہوئے۔ اور میں ان دونوں کے پیچھے تھا۔ تب ان سے میرے باپ نے پوچھا۔ اور وہ ان سے جرات کر کے پوچھ لیا کرتے تھے۔ کہ اے میرے سردار! تم کو خدا کی قسم یہ بتلاؤ کہ آج یہ کیا فعل تھا اور کیا کلام تھا جو ہم نے آپ سے دیکھا۔ انہوں نے فرمایا کہ بے شک شیخ عبدالقادرؒ نے آج بغداد میں کہا ہے۔ کہ یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اور زمین پر کوئی ولی اللہ ایسا نہیں رہا۔ جس نے میری طرح نہ کیا ہو۔ جیسا کہ تم نے مجھے دیکھا ہے۔

پس میرے باپ نے اس دن کی تاریخ لکھ لی اور بغداد کی طرف گئے میں ان کے ساتھ تھا۔ تب ہم کو خبر دی گئی کہ شیخ عبدالقادرؒ نے وہی بات اسی دن کہی تھی۔ جس تاریخ کو میرے باپ نے بصرہ میں لکھ رکھا تھا۔

(۹) شیخ حیات بن قیسؒ

خبر دی ہم کو فقیہ اجل ابوالمکارم خلیفہ بن محمد بن علی بن احمد بن محمد حرانی پھر بغدادی حنبلی نے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو طالب عبداللطیف بن شیخ ابوالفرج محمد بن الشیخ ابوالحسن بن علی بن حمزہ بن فارس ابن محمد حرانی الاصل بغدادی گھر والے تاجر نے جو ابن القبیطی کے ساتھ مشہور تھا۔ بغداد میں ۶۳۱ھ میں اس نے کہا خبر دی ہم کو میرے والد ابوالفرج محمدؒ نے اور وہ شیخ حیات بن قیس حرانیؒ کی مجلس میں بیٹھے رہتے تھے۔ کہا کہ میں ان کی خدمت میں حران میں ایک روز حاضر ہوا۔ تب

انہوں نے اپنی گردن لمبی کی اور کہا کہ میری گردن پر میرے والد اور ان کے صاحبزادہ شیخ ابو حفص عمر نے ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ بیٹا بیشک ہمارے استاد شیخ عبدالقادرؒ نے اس وقت بغداد میں یہ کہا ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

خبر دی ہم کو ہمارے شیخ مسند نجیب الدین ابوالفرح عبداللطیف بن شیخ علامہ نجم الدین ابن عبدالمنعم بن علی بن نصر بن منصور بن الفضیل حرانی نے قاہرہ میں ۱۷۱ھ میں کہا کہ میں نے اپنے والد احمد اللہ سے کئی مرتبہ سنا ہے۔ وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے شیخ حیات بن قیس حرانیؒ کو حران میں دیکھا تھا کہ انہوں نے اس وقت جب کہ شیخ عبدالقادرؒ نے یہ کہا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اپنی گردن کو جھکایا۔ اور یہ کہا کہ میری گردن پر۔

(۱۰) شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق و شیخ ابوالکرمؒ

ہم کو خبر دی شیخ صالح ابوالحسن علی بن شیخ ابی زکریا یحییٰ بن ابی القاسم احمد بن عبدالرحمٰن بغدادی ازجی نے قاہرہ میں ۶۲۶ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبدالکریم بن منصور بن ابی بکر بن علی موصلی بغدادی۔ محدث شافعی مشہور اثری بغدادی نے ۶۳۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ امام اصیل ابوالخیر سعد بن الشیخ پیشوا علامہ ابو عمرو عثمان بن مرزوق بن حمید بن سلامہ قرشی حنبلی مصری پیدائش اور بغدادی گھر والے نے بغداد میں ۵۹۰ھ میں کہا کہ میں نے اپنے والد رحمتہ اللہ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے مصر سے حج کا ارادہ کیا۔ اور بغداد میں اپنے مشائخ کی زیارت کے لئے آیا۔ خدا ہم کو ان سے نفع پہنچائے۔ تب میں اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اور اس دن بغداد میں عراق کے بڑے بڑے مشائخ جمع تھے۔ اور میں شیخ ابوالکرم معمر اور ابو عبداللہ محمد دربانی قردینی کی ایک جانب بیٹھا تھا۔

پھر شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اس وقت تمام حاضرین نے اپنے سر کو جھکا دیا۔ اور میں نے اپنا سر جھکا دیا۔ یہاں تک کہ زمین کے قریب ہو گیا۔ اور ایسا ہی شیخ ابوالکرم نے کیا۔ جب لوگ چلے گئے تو مجھ کو شیخ

ابوالکرم نے کہا کہ زمین میں کوئی ولی اللہ نہیں رہا۔ جس نے حاضرین کی طرح سر نہ جھکایا ہو۔ مگر ایک شخص نے اصبہان میں کہ اس نے سر نہیں جھکایا۔ سو اس کا حال بدل گیا۔ تب دربانی نے اس کی تصدیق کی۔

(۱۱) شیخ ماجد کردیؒ

ہم کو خبر دی ابو عبدہ محمد بن عیسیٰ ابن عبداللہ بن قیماز بن علی اوربلی رومی اصل بغدادی گھر والے فقیہ نے قاہرہ میں ۶۷۸ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو محمد عباس بن شیخ جلیل ابی النجاۃ سلیمان بن شیخ پیشوا ابو محمد ماجد کردیؒ نے بغداد میں کہا کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ شیخ عبدالقادرؒ کی رباط (سرائے) میں حاضر ہوا۔ تب شیخ عبدالقادرؒ نے فرمایا کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

(۱۲) شیخ سوید بخاریؒ

ہم کو خبر دی اعیولی حسن بن النجم بن عیسیٰ بن محمد حورانی حنبلی نے قاہرہ میں ۶۶۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو عمرو عثمان بن عاشور اسنجاری نے سنجارہ میں ۶۱۶ھ میں کہا کہ ایک دن شیخ سویدؒ نے اپنا سر اپنی رباط سنجار میں جھکایا۔ تب اس کو شیخ حسین تلعفری نے پوچھا تو کہا کہ اس وقت شیخ عبدالقادرؒ نے بغداد میں کہا ہے۔ کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عمران بن علی بن عثمان بن محمد بن احمد بن علی سنجاری (شافعی مودب) نے قاہرہ میں ۶۵۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو محمد عبداللہ بن شیخ ابو محمد اسمٰعیل بن شیخ پیشوا سوید سنجاری نے موصل میں ۶۲۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو اسمٰعیل نے کہا کہ میرے والد سویدؒ اکثر شیخ عبدالقادرؒ کے وہ فضائل جو کہ خدا نے ان کو عطا کئے تھے ذکر کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اکثر مجلس میں جب بیٹھتے ان کا ذکر کرتے تھے۔ ایک دن اپنے سر کو جھکا دیا اور کہا کہ میرے سر پر۔ تب ان سے حسین تلعفری نے اس بارہ میں کہا۔ تو فرمایا کہ بے شک اس وقت شیخ عبدالقادرؒ نے بغداد میں کہا کہ یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

ہم نے اس تاریخ کو لکھ لیا۔ پھر ہم کو معلوم ہوا کہ بے شک اس وقت شیخ نے یہ بات فرمائی تھی۔ جب کہ ہم نے لکھ لیا تھا۔

(۱۴) شیخ اسلان دمشقیؒ

خبر دی ہم کو شیخ عالم ابو یوسف یعقوب بن بدران بن منصور انصاری مقری نے قاہرہ میں ۶۷۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو عارف ابو محمد رغیب رحبی نے رجب ۶۳۱ھ میں کہا کہ شیخ اسلان دمشقیؒ نے دمشق میں اس وقت میں کہ شیخ عبدالقادر نے یہ کہا تھا۔ کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اپنا سر جھکا دیا تھا۔ اس نے اس بات کی خبر دی تھی۔ اور کہا تھا۔ کہ خدا کے لئے بہتری اس شخص کی ہے۔ کہ جس نے قدس کے سمندروں کا پانی پیا ہے۔ معرفت وانس کی بساط پر بیٹھا ہے۔ اس کے باطن نے ربوبیت کی عظمت و وحدانیت کے جلال کا مشاہدہ کیا ہے۔ پھر اس کا وصف شہود و کبریا میں فنا ہو گیا ہے۔ مقام قرار کے معائنہ کے وقت اس کا وجود فنا ہو گیا ہے۔ اس کی روح پر ازل کی ہوائیں بغیر شرمندگی و خوف کے چلی ہوں۔

تب وہ معلون انوار سے حکمت کی باتیں کرتا ہے۔ اس کے دل کی سیاہی کے ساتھ چھپے ہوئے اسرار مل گئے ہیں۔ تب وہ خدا کے حضور میں چلانے والا ہے اور ہوش میں محو ہے۔ حیا کے ساتھ کھڑا ہے۔ اس کے کان کھلے ہوئے اور صاف ہیں تواضع کے ساتھ متکلم ہے۔ احتیاج کے ساتھ عاجزی کرنے والا ہے۔ تخصیص کے ساتھ مقرب ہے۔ اکرام کے ساتھ مخاطب ہے۔ اس پر اس کے رب کی طرف سے افضل تحیتہ و سلام ہو۔ تب ان سے کہا گیا کہ آج کوئی ایسا شخص موجود ہے۔ جس کے یہ اوصاف ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں شیخ محی الدین عبدالقادرؒ ان کے سردار ہیں۔

ابو یوسف انصاری کہتے ہیں کہ میں نے شیخ رغیب رحبی سے سنا وہ اس کلام کے بعد کہتے تھے۔ کہ شیخ عبدالقادرؒ اپنے وقت کے ایک بڑے قطب ا۔ اور اپنے زمانہ کے بڑے فرد ۲۔ تھے۔ معارف کے علوم ان تک منتہی ہوتے تھے۔ اور معالم حقائق کے باگیں ان کے سپرد کی گئی تھیں۔ عارفوں ۳۔ میں وہ شہباز روشن تھے۔ اور ۴۔

واصلین میں سے محسنین و صادقین کے قافلہ سالار تھے۔ ان کی عادت تھی کہ جب وہ بات کہتے تو ہیبت و وقار کے ساتھ۔ ان کی بات بڑی ہوتی تھی۔ اور ان کی خاموشی دلوں میں بزرگی اور نور کا لباس پہناتی تھی۔

ان کا کلام لوگوں کے سینہ کی باتوں کو بیان کرتا تھا۔ ان کے انفاس مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ ان کے انوار سے طریقت' حقیقت' شریعت کے ارکان روشن ہوتے تھے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کے سبب ان کے محب اور فرمانبردار رفیق پر رحم کرتا تھا۔

(۱۴) شیخ سیدی شعیب ابو مدین مغربیؒ

ہم کو خبر دی فقیہ صالح ابو عبداللہ محمد بن مسعود عمر بن عبدالدائم بن غازی مغربی مجلماسی مالکی نے قاہرہ میں ۶۵۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عالم ابو زکریا یحییٰ بن محمد بن علی بن فقیہ محدث مشہور بہ معری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشوا ابو محمد صالح بن دیر جان مغربی بربری دکالی نے۔ (یہاں سے دوسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے)

اور خبر دی ہم کو فقیہ زاہد ابوالمحاسن محمد بن شیخ ابی العباس احمد بن ابی المکارم اسحٰق بن یوسف قرشی ہاشمی مغربی عثمانی مالکی نے قاہرہ میں ۶۶۷ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو عبداللہ محمد بن شیخ پیشوا ابو محمد صالح بن دیر جان مغربی بربری دکالی نے ۶۵۶ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے والد شیخ ابو محمد صالح نے کہا کہ شیخ ابو مدین شعیب نے اپنے اصحاب کے درمیان مغرب کے وقت گردن جھکائی اور کہا کہ میں بھی ان میں سے ہوں۔ خداوند میں تجھ کو اور تیرے ملائکہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے سنا۔ اور فرمانبرداری اختیار کی۔

تب ان سے ان کے اصحاب نے پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔ کہ بے شک اس وقت شیخ عبدالقادرؒ نے بغداد میں کہا ہے۔ کہ میرا قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ پھر ہم نے اس دن کی تاریخ کو لکھ لیا۔ پھر ہمارے مسافر دوست عراق کی طرف سے آئے۔ اور انہوں نے ہم کو خبر دی کہ شیخ عبدالقادر نے اس وقت میں کہ جب ہم نے مغرب کے وقت لکھ لیا تھا۔ یہ بات کہی تھی۔

(۱۵) شیخ شریف عبدالرحیم قناویؒ

ہم کو خبر دی شیخ جلیل العباس احمد بن ابی عبداللہ محمد بن ابی الغنائم محمد بن ابی المفاخر محمد حسنی دمشقی قاہرویؒ نے قاہرہ میں ۶۷۶ھ میں کہا خبر دی ہم کو شریف الاصل پیشوا ابو عبداللہ حسین بن شیخ پیشوا ابو محمد عبدالرحیم بن احمد بن حجون بن احمد بن محمد بن جعفر زکی بن محمد بن مامون بن علی حارصی بن حسین جون بن محمد بن جعفر صادقؓ بن محمد باقر بنؓ زین العابدینؓ بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب مغربی الاصل صعیدی نے قنا میں جو کہ مصر اعلیٰ کے صعید میں ہے۔ ۶۴۳ھ میں کہا کہ جب شیخ عبدالقادرؒ نے بغداد میں یہ کہا کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تو میرے والد عبدالرحیم نے قنا میں اپنی گردن لمبی کی۔ اور کہا۔ سچ کہا کہنے والے نے۔ سچ مانے ہوئے نے سچ کہا۔ کہا گیا کہ وہ کون ہے؟ کہا کہ شیخ عبدالقادرؒ نے یہ کہا ہے۔ کہ میرا قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اور بے شک ان کے لئے مشرق اور مغرب کے لوگوں (ولیوں) نے تواضع کی ہے۔ تب ہم نے اس وقت کو لکھ لیا۔ پھر ہمیں خبر دی گئی کہ شیخ عبدالقادرؒ نے یہ بات اسی وقت ہی کہی تھی۔ جو وقت کہ ہم نے لکھ رکھا تھا۔

(۱۶) شیخ ابو عمرو عثمان بن مرروزہ بطحائحیؒ

خبر دی ہم کو ابوالفرح عبدالملک بن محمد بن عبدالمحمود بن احمد بن علی واسطی ر-جی شافعی نے قاہرہ محروسہ میں ۶۷۰ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو ابو عبداللہ محمد بن علی بن احمد ہمامی فقیہ شافعی نے واسطہ میں ۶۲۹ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو حفص عمر بن مصدق بن محمد بن حسین واسطی ر-جی نے واسطہ میں ۵۸۸ھ میں کہا کہ میں بطائح میں شیخ ابو عمرو عثمان بن مروزہ کے حضور میں مدت تک ان کی خدمت کرتا رہا۔ ایک دفعہ میں ان کے پاس چار دن تک رہا۔ پھر انہوں نے چوتھے دن کی صبح کو کہا کہ اے عمر میرا ارادہ بغداد جانے کا ہے۔ میں نے کہا اے میرے سردار! میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔

انہوں نے کہا بسم اللہ تم میرے پیچھے اور میرے قدم پر اپنا قدم رکھتے چلے آؤ۔ میں نے کہا جی ایسے ہی کروں گا۔ تب وہ بطائح سے نکلے اور میں ان کے پیچھے تھا۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا۔ ویسا ہی میں کرتا تھا۔ سو ہم تھوڑی ہی دیر میں بغداد میں پہنچ گئے۔ پھر وہ شیخ عبدالقادر کی رباط (سرائے) میں آئے۔ اور ان کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ میں نے دیکھا تو اس میں عراق کے وہ تمام مشائخ تھے۔ جنہیں کہ میں پہچانتا تھا۔ تب شیخ عبدالقادرؒ نے فرمایا کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تمام حاضرین نے اپنی گردن جھکا دی۔ اور شیخ عثمان نے بھی اپنی گردن جھکا دی۔ جب لوگ وہاں سے نکلے تو شیخ عثمان کھڑے ہوئے۔ اور شیخ عبدالقادرؒ کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ تب شیخ عبدالقادر نے ان کو فرمایا کہ تم اپنے مکان کو جلد جاؤ۔ پھر وہ نکلے۔ اور میں بھی ان کے ساتھ نکلا۔ میں ویسے ہی کرتا تھا۔ جیسے کہ پہلے کیا تھا۔

ہم تھوڑی دیر میں جنگل میں آگئے۔ میں نے ان سے کہا کہ اے میرے سردار آپ کے بغداد جانے کا اور اسی دن نکل آنے کا کیا سبب تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے حکم ہوا تھا۔ کہ مجلس شیخ عبدالقادر میں حاضر ہو جاؤں۔ اور بغداد میں سوائے اس کے اور کوئی میرا قصد نہ تھا۔

(۱۷) شیخ مکارم نہر ملکیؒ

ہم کو خبر دی شیخ ابوالفتوح داؤد بن شیخ ابی المعالی نصر بن شیخ ابی الحسن علی بن شیخ مجد مبارک بن احمد بن محمد ظاہری بغدادی حریمی جیلی نے قاہرہ میں ۶۶۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے والد ابوالمجد نے بغداد میں ۵۷۷ھ میں کہا کہ میں نے زیارت کی شیخ مکارمؒ کی بلاد سواد میں پھر وہ بغداد میں داخل ہوئے اور شیخ عبدالقادرؒ کی سرائے میں آئے۔ میں ان کے ساتھ تھا۔ میں نے دیکھا کہ سرائے میں اکثر عراق کے مشائخ تھے۔ اور شیخ عبدالقادرؒ تقریر فرما رہے تھے۔ وہ شیخ ابی نجیب سہروردی اور شیخ سلطان مزین کے درمیان بیٹھ گئے۔ پھر شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ یہ میرا قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ شیخ مکارم نے اپنی گردن بڑھائی اور تمام حاضرین نے اپنی گردنیں بڑھائیں۔

(۱۸) شیخ خلیفہ النہر ملکیؒ

ہم کو خبر دی ابو محمد حسن بن القاسم احمد بن محمد بن ابی القاسم دلف بن احمد بن محمد بغدادی حریمی نے جس کے دادا ابن توقا مشہور ہیں۔ قاہرہ میں ۶۶۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو العباس احمد بن یحیٰی بن برکت بن محفوظ بغدادی بزار نے جو کہ مشہور ابن الذ بیتی ہیں ۶۰۵ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو یحیٰی نے کہا کہ میں شیخ عبدالقادرؒ کی خدمت میں ان کی سرائے میں حاضر ہوا۔ جو حلبہ میں تھی۔ وہ مجلس مشائخ سے بھری تھی میں شیخ خلیفہؒ کی ایک جانب تھا۔ تب شیخ عبدالقادرؒ نے فرمایا کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ شیخ خلیفہ نے اپنا سر نیچے کر لیا۔ میں نے ان سے سنا کہ وہ کہتے تھے۔ اگر انہوں نے کہا ہے۔ تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ وہ اپنے وقت میں فرد ہیں۔

(۱۹) شیخ عدی بن مسافر اموی

ہم کو خبر دی شیخ عالم ابو محمد حسن بن داوٗد بن محمد قرشی مخزومی خالدی شافعی نے قاہرہ میں ۶۶۸ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو اسحٰق ابراہیم بن محمود بن جوہر بطبکی دمشقی عقبی مقری حنبلی نے جو کہ بطائحی مشہور ہیں دمشق میں ۶۶۷ھ میں کہا۔ خبر دی شیخ پیشواء ابو محمد صالح بطائحی نے دمشق میں کئی دفعہ کہا کہ مجھ کو شیخ عدی بن مسافر نے سیدی شیخ عبدالقادرؒ سے مانگ لیا کہ میں ان کے ساتھ نماز پڑھوں۔ تب مجھ کو شیخ نے ان کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ اور میں نے پانچ سال تک ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ پانچ سال ان کی صحبت میں رہا۔ اور وہ اس پہاڑ کے ظاہری گوشہ کی طرف نہیں نکلا کرتے تھے۔ ان کے ہاتھ میں بیر کی لکڑی کا عصا ہوتا تھا۔ اس سے وہ پہاڑ کی زمین پر دائرہ کھینچا کرتے تھے۔ اس میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ جو شخص شیخ عبدالقادر کی باتیں بغداد میں سننا چاہتا ہے۔ تو اس کو چاہیے کہ اس دائرہ میں آبیٹھے۔ تب ان کے اکابر مرید وہاں بیٹھ جاتے۔ اور شیخ عبدالقادر کی باتیں سنا کرتے تھے۔ اور شیخ عبدالقادرؒ اس وقت اپنی مجلس کے لوگوں سے فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیخ

عدی بن مسافر کی آنکھ تم میں موجود ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک دن وہ دائرہ میں داخل ہوئے۔ پھر انہوں نے اپنی گردن جھکا دی یہاں تک کہ قریب تھا کہ زمین تک پہنچ جائے۔ ان کو بڑا وجد طاری ہوا۔ اور حجرہ میں داخل ہونے کے بعد عمدہ کلام کرنے لگے۔ اور اولیاء کا حال بیان کرنے لگے۔ پھر ہم نے ان سے اس کی بابت پوچھا تو فرمایا کہ بیشک آج شیخ عبدالقادر نے بغداد میں یہ کہا ہے۔ کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ پھر اس وقت کو لکھ لیا۔ اس کے بعد بغداد سے ہمارے پاس مسافر آئے۔ اور انہوں نے ہم کو خبر دی کہ بے شک شیخ عبدالقادرؒ نے اسی روز جس کو ہم نے لکھ لیا تھا یہ کہا تھا کہ یہ میرا قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ جلیل ابو البرکات یونس بن ابی النجاۃ مسلم بن ابی الحسن علی بن محمد بن احمد بن علی تمیمی بکری اربلی اصل موصلی پیدائش اور گھر والے مقری شافعی عدوی نے قاہرہ میں ۶۹۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو المفاخر عدی بن الشیخ ابی البرکات بن شیخ ابی القوی صخر بن مسافر نے جبل ہکار میں ۶۱۸ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو البرکات نے کہا کہ میرے چچا شیخ عدی بن مسافر نے اپنی گردن کو لاکش کے ظاہر گوشہ میں جھکایا۔

پھر وہ اس امر کی نسبت پوچھے گئے۔ تو کہا کہ بے شک شیخ عبدالقادرؒ نے اس وقت بغداد میں کہا ہے۔ کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ انہوں نے عمدہ کلام کیا۔ جس میں شیخ عبدالقادرؒ کے نام کو بلند کیا۔ اور ہم نے شیخ عدی سے یہ کلام لکھ لیا۔

"یعنی قریب ہے کہ نفوس پر ان کے خوفوں کے ساتھ تیر پھینکے جائیں گے۔ پھر یا تو ان پر ضرر کا باعث ہوں گے۔ یا ان کے فائدے کے لئے ہوں گے۔ اور وہ بچ گئے تو آزاد کو پہنچ گئے۔ اگر برباد ہوئے تو اپنی اجلوں سے۔ اے شخص اگر تو نے یہ نصیحت قبول کی تو ہمارے لشکر میں سے ہو گیا۔ اور اگر تو نے تلف کر دیا۔ تو اس حالت میں ہمارے پاس ہو گا۔ اگر زندہ رہے تو نیک بختوں کی طرح بسر کر اور اگر مرے تو شہیدوں کی موت مر۔ اپنے نفس کو مقام افلاس میں ڈال اور ناامیدی کے سمندروں میں اس کو

غرق کردے۔ اس پر صفائی کے لشکر کو اتار۔ اور وفا کے مردوں سے اس سے لڑ۔ اس پر تسلیم و رضا کے خیمے کھڑے کر۔ اس پر مراقبہ و حیا کے جھنڈے قائم کر۔ توکل کے گھوڑوں پر سوار ہو۔ اور ان پر یقین کا برگستوان(گھوڑوں کے بدن پر ڈالا کرتے تھے) ڈال۔ صبر کا لباس پہن خوف کی تلواروں کو نکال۔ امید کی لڑائیوں سے رنج اٹھا۔ خشوع کے نیزوں کے گھنٹے باندھ دے۔ شوق کے میدانوں میں اس پر دوڑ۔ صدق کی منجنیقیں (گوپیا) اور اخلاص کے جھنڈے اس پر قائم رکھ۔ پوشیدہ ذکر اور جزیات فکر کے ساتھ جنگ کر۔ اور اس کی طرف علم اور حلیم کی سیڑھیوں کو بڑھا۔

پھر جب تو یہ کام کرے گا۔ تب قناعت کی کمانوں کا استعمال کر اور ان پر مجاہدہ کی تانیں چڑھا۔ اس میں مشاہدہ کے تیر ڈال معرفت کے ہاتھوں سے اس کو جذب کر۔ قرب کے لئے تیر پھینک شاید کہ وصال کی رسی سے ملے پھر جب تو اس کے ساتھ ایسا کرے گا۔ تو اپنے طمع کو قطع کر اور اپنے اختیار کو چھوڑ۔ اپنی خواہش سے لڑائی کر۔ اپنے مولا کا منتظر رہ اور دو قدم چل تجھ سے کہا جائے گا۔ کہ یہ دیکھ تیرا رب ہے۔ جیسے کہ دونوں کے منہ قریب ہوتے ہیں۔ جان لے کہ قوم نے روزہ سے روزہ رکھا ہے۔ اور نیند سے سوئے ہوئے ہیں اور فنا سے فنا ہوئے ہیں۔ اور ازل کی زبان سے اپنے اپنے اسرار کے سر سے پکارے گئے ہیں۔ ان کے نفوس بناوٹ کی تحریف سے نکل گئے ہیں۔ عالم ملکوت میں ان کی ارواح مشیت ایزدی کی مہربانی سے اڑتے پھرتے ہیں۔ اور غیبی خزانوں کے ذخیروں سے علوم لدینہ کے لباس ان کو پہنائے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے حدوث کے پردوں کو پھاڑ ڈالا اور مقام ازل تک پہنچ گئے۔

پر توانس ط

ملائکہ، کروبیہ اور روحانیہ کو دیکھا۔ تب ان کو غیرت آئی۔ اور وہ ان کو مقام حیرت میں لے گئے۔ پھر ان کی عقلیں جاتی رہیں۔ زندگی بسر کی اور بٹھائے گئے۔ ان سے باتیں کی گئیں۔ انہوں نے محبت کی اور قریب ہوئے۔ ان پر مکاشفات ہوئے۔ تب ان کو وصل ہوا۔ پھر وہ اپنے آپ کو بھول گئے۔ اور اپنی ذات سے غافل ہو گئے۔ دیکھا اور پہچانا تب وہ بیٹھے۔ اور ان کے رب جلیل نے اپنی محبت کی شراب محبت کے پیالہ

میں قرب کی بساط پر بلائی۔ جب انہوں نے اس کو پایا تو ان کی عقلیں جاتی رہیں۔ یہاں تک کہ وہ پہنچ گئے صدق کے مقام میں بادشاہ قادر کے پاس۔ اس وقت ان کو اللہ جل جلالہ پکارتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اے میرے بندو! نہ تم پر کچھ خوف ہے اور نہ تمہیں غم"۔

شیخ عدی کے سب سے آخر ذکر میں میرا یہ عذر ہے کہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ میں اکابر کے ذکر کو ان کے کلام پر تبرکاً" ختم کروں گا۔ سو وہ ذکر میں اگرچہ آخر پر ہیں لیکن قدر و مرتبہ کے لحاظ سے مقدم ہیں۔ خوشبوئیں معطر ہیں۔ فقر میں کمال رکھتے ہیں۔ دنیا و آخرت میں خدا کے نزدیک سردار ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم کو ان سب سے نفع پہنچائے۔

اولیا کرام کا شیخ کا تعظیم کے ساتھ ذکر کرنا

ہم کو خبر دی شیخ ثقہ ابو زید عبدالرحمٰن بن ابی النجاۃ سالم بن احمد حمید بن صالح بن علی قرشی محدث نے قاہرہ میں ۷۱۷ھ میں کہا ہم کو خبر دی شیخ عارف ابو الخیر نعمت اللہ بن شیخ ابو المعالی ظریف بن احمد بن محمد جذیلی عسقلانی شافعی نے شروع سال ۶۳۹ھ میں کہا کہ سنا میں نے شیخ ابو المعالی بقاجذیلی اور شیخ ابو یحییٰ محمود بن قاسم قاسمی شامی نے ۶۱۳ھ میں ان دونوں نے کہا کہ ہم کو ہمارے شیخ احمد بن ابی القاسم بطائحی حدادی نے جو کہ شام میں اترے ہوئے تھے۔ شام میں ہی خبر دی ۵۸۱ھ میں کہا کہ میں لبنان پہاڑ پر ۵۷۹ھ میں آیا۔ کہ وہاں کے صالحین کی زیارت کروں۔ ان دنوں اصبہان کے رہنے والا ایک مرد صالح تھا۔ جس کو شیخ جبل کہا کرتے تھے۔ اس کا نام شیخ جبلی اس لئے پڑ گیا تھا کہ وہ مدت سے لبنان پہاڑ میں رہتے تھے۔ تب میں ان کے پاس آیا اور ان کی خدمت میں بیٹھا۔ اور کہا کہ اے میرے سردار آپ کو یہاں بیٹھے کتنے سال ہو گئے انہوں نے جواب دیا کہ ساٹھ سال گذر گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ اس عرصہ میں آپ نے کتنے عجائبات دیکھے۔ اس نے کہا کہ میں یہاں ۵۵۹ھ میں تھا۔ تب میں نے چاندنی رات میں دیکھا کہ پہاڑ کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور قطار در قطار ہوا میں اڑتے ہیں۔

اور عراق کی طرف جاتے ہیں۔ میں نے ان میں سے ایک دوست کو کہا کہ تم لوگ کہاں جاتے ہو۔ اس نے کہا کہ ہم کو خضر علیہ السلام نے حکم کیا ہے۔ کہ ہم بغداد میں جائیں۔ اور قطب کے سامنے جا حاضر ہوں۔ میں نے کہا وہ شخص کون ہے۔ کہا کہ شیخ عبدالقادرؒ ہیں۔

میں نے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں اس نے کہا ہاں تب ہم ہوا میں اڑے اور تھوڑی دیر گذری تھی کہ ہم بغداد میں پہنچ گئے۔ تب ہم نے دیکھا کہ وہاں پر بڑے بڑے اکابر اولیاء بیٹھے ہیں۔ اور یہ کہہ رہے ہیں کہ اے ہمارے سردار!

اور وہ ان کو جو حکم دیتے ہیں۔ وہ جلدی سے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ پھر ان کو حکم دیا کہ تم واپس چلے جاؤ۔ تب وہ ہوا میں اڑ کر واپس آئے۔ اور میں بھی اپنے دوست کے ہمراہ ان کے ساتھ چلا آیا۔

جب ہم پہاڑ پر پہنچے تو میں نے اپنے دوست سے کہا کہ میں نے آج رات کی طرح کبھی نہیں دیکھا کہ تم ان کے سامنے ادب کرتے ہو۔ اور ان کے حکم کو جلد مانتے تھے اس نے کہا کہ بھائی صاحب کیوں ہم ان کے حکم کو نہ مانیں کہ انہوں نے کہا ہے میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اور ہم کو حکم ہوا کہ ان کی اطاعت اور عزت کریں۔

ہم کو خبر دی شیخ صالح ابو الفداء اسمٰعیل بن الفقیہ ابو اسحٰق ابراہیم بن درع بن عیسیٰ بن ابی الحسن منذری ثم مغربی ثم مصری شافعی نے قاہرہ میں ۶۲۶ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو المحاسن یوسف بن شیخ ابی الحسن بریحانی ملقب بہ شیرا سدی کو نگے۔ نے بریجان میں اور خبر دی ہم کو عالی ابو الحسن علی بن عبداللہ بن ابی بکر علی بن احمد ابسری اصل بغدادی اور ابو محمد سالم بن علی بن عبداللہ بن سنان و میاطی قاہروی شافعی نے بھی قاہرہ میں ۶۲۹ھ میں کہا ان دونوں نے خبر دی ہم کو شیخ امام معمر سلف کے یادگار ابو الثناء محمود بن احمد کردی حمیدی حنبلی پھر بغدادی شافعی نے بغداد میں ۶۳۰ھ میں کہا جب شیخ عبدالقادرؒ نے یہ کہا کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تو اس کے بعد جتنے اولیاء ابدال او تار۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ شیخ کو اس خطاب سے

سلام کہا کرتے تھے۔

"السلام علیک اے ملک الزمان۔ اے امام المکان۔ اے قاسم بامر اللہ اے وارث کتاب اللہ۔ اے نائب رسول اے وہ جس کا مائدہ آسمان و زمین میں ہے۔ اے وہ کہ اس وقت میں تمام (اولیاء) اس کے عیال ہیں۔ اے وہ جس کی دعا سے بارش ہوتی ہے۔ اے وہ کہ اسی کی برکت سے جانوروں کے تھنوں میں دودھ آتا ہے۔"

خبردی ہم کو ابو محمد حسن بن ابی عمران موسیٰ بن احمد بن حسن بن داؤد قرشی مخزومی خالدی شافعی نے قاہرہ میں ۶۶۸ھ میں کہا کہ میں شیخ فقیہ تقی الدین ابی عبداللہ بن محمد بن ابی الحسین بن عبداللہ بن عیسیٰ بو تلینی بعلکی فقیہ حنبلی محدث کے پاس دمشق میں ماہ رجب ۶۱۳ھ میں کئی دن تک ٹھہرا۔ پھر شیخ ابو الحسن علی القرشی عراق سے گم ہو گئے۔ اور پہاڑ قاسیون کے ایک زاویہ میں اترے۔ تب ان کے پاس شیخ تقی الدین یونینی سلام کو آئے۔ میں ان کے ساتھ تھا۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے۔ تو ان کے پاس شیخ ابو یونس عبداللہ بن یونس ارمنی اور شیخ ابو عمرو عثمان رومی۔ اور شیخ ابو ابراہیم بن اسمٰعیل بن علی کورانیؒ موجود تھے۔

پھر شیخ علی قرشی نے اپنی باتوں میں یہ کہا۔ اور ہم سن رہے تھے۔ کہ میں (مقولہ شیخ علی ۱۲ : مترجم) نے شیخ قضیب البنان موصلی سے پوچھا کہ کیا تم نے کوئی مثل شیخ عبدالقادرؒ کے دیکھا اس نے کہا کہ نہیں۔ ان کے اس قول قدمی کہنے کے بعد باہر کے اولیاء۔ ان کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ میں نے ان کے سروں کو دیکھا کہ شیخ کی ہیبت کے مارے جھکے ہوتے تھے۔

ہم کو خبردی شیخ صالح ابو المحاسن یوسف بن ایاس بن مرحان بن بعلبکی مقری حنبلی نے قاہرہ میں ۶۶۹ھ میں کہا خبردی ہم کو دو شیخوں نے شیخ ابو یونس عبداللہ بن یونس معروف بہ ارمنی نے جامع دمشق میں ماہ رجب ۶۲۹ھ میں اور شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الحسین بن محمد بن عیسیٰ یونینی بعلبکی فقیہ نے بعلبک میں ۶۰۳ھ میں اور شیخ عارف ابو محمد ابراہیم بن محمد بن جوہر بعلبکی دمشقی عقبی مقری حنبلی مشور بطائحی نے عقبہ میں ماہ رمضان ۶۰۹ھ میں دونوں نے کہا کہ ہم نے شیخ ابو محمد بطائحیؒ سے کئی دفعہ سنا وہ کہتے

تھے۔ کہ میں اپنے شیخ، شیخ عبدالقادرؒ کی خدمت میں ان کے گھر میں حاضر ہوا۔ تب میں نے ان کی خدمت میں چار شخصوں کو پایا۔ جن کو میں نے پہلے نہ دیکھا تھا۔ پھر میں اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔ جب کھڑے ہوئے تو شیخ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ ان سے جا مل۔ اور سوال کر کہ وہ تیرے لئے دعا مانگیں۔

تب میں ان سے اس سے پہلے کہ وہ صحن مدرسہ سے نکلیں جاملا۔ اور ان سے دعا کا طالب ہوا۔ ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ تم کو خوشخبری ہو۔ تو ایسے شخص کا خادم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت کے سبب زمین خواہ نرم ہو یا پہاڑ ہو، جنگل ہو یا دریا ہو، حفاظت کرتا ہے۔ اور اسی کی دعا سے مخلوقات پر رحم کرتا ہے۔ خواہ وہ نیک ہو یا بدکار ہو۔ اور ہم اور تمام اولیاء ان کے حضور میں حاضر ہوتے ہیں۔ ان کے قدموں کے سایہ کے تلے ہیں۔ اور ان کے حکم کے دائرہ میں ہیں پھر وہ مدرسہ کے دروازہ سے نکل گئے۔ اور میں نے ان کو نہ دیکھا پھر میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا واپس آیا۔ تو مجھ سے آپ نے پہلے اس سے کہ کوئی بات سناؤں یہ کہا کہ اے بندہ خدا۔ اور بھائی میرے جو کچھ تم سے انہوں نے کہا ہے۔ کسی کو مت کہو۔

میں نے کہا اے میرے سردار! یہ کون لوگ تھے۔ فرمایا کوہ قاف کے بڑے اولیاء میں سے ہیں۔ اور وہ اس وقت کوہ قاف میں اپنی جگہ پر پہنچ گئے۔

ہم کو خبر دی فقیہ ابو المعالی عبدالرحیم بن مظفر علی قرشی بغدادی حنبلی نے قاہرہ میں ۶۹۵ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو المحاسن فضل اللہ بن حافظ ابوبکر عبدالرزاق بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلیؒ نے بغداد میں ۶۳۵ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو محمد بن علی بن ابی بکر بن محمد بن عبداللہ بن ادریس یعقوبی نے بغداد میں ۶۱۰ھ میں کہا کہ میں نے اپنے شیخ، شیخ علی بن الہیتیؒ سے زد ریران میں ۵۴۰ھ میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں بغداد میں ایک دفعہ شیخ عبدالقادرؒ کی زیارت کے لئے داخل ہوا۔ تب میں نے ان کو مدرسہ کی چھت پر پایا۔ کہ وہ ضحیٰ کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ پھر جو میں نے میدان حی طرف دیکھا تو اس میں رجال الغیب کی چالیس صفیں کھڑی دیکھیں۔ کہ ہر ایک صف میں ستر مرد تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم بیٹھ کیوں نہیں جاتے۔

انہوں نے کہا جب قطب نماز سے فارغ ہوں گے اور ہم کو بیٹھنے کا حکم کریں گے۔ تب ہم بیٹھیں گے کیونکہ ان کا ہاتھ ہمارے اوپر ہے۔ اور اس کا قدم ہماری گردن پر ہے۔ اس کا حکم ہم سب پر ہے۔ پھر جب شیخ نے سلام پھیرا تو سب کے سب جلدی ان کی خدمت میں سلام کہتے ہوئے حاضر ہوئے۔ اور ان کے ہاتھ کو چومتے تھے۔ شیخ علی بن الہیتیؒ کہتے ہیں کہ جب ہم شیخ عبدالقادرؒ کو دیکھتے تھے۔ تو ہم سب بھلائی دیکھتے تھے۔

خدا کی نعمتوں، احسانات اور بزرگیوں کا ذکر

جان لے کہ خدا تم کو اپنی عمدہ ولایت کا والی بنائے۔ اور اپنی لطیف رعایت سے تم کو محفوظ رکھے کہ بے شک صدق کے قدم جب طلب کرتے ہیں تو پا لیتے ہیں۔ اور شوق کا ہاتھ جب جذب کرتا ہے۔ تو مالک ہوتا ہے۔ محبت کا لشکر جب قید کرتا ہے تو قتل کر ڈالتا ہے۔ شریف کی صفات جب فنا ہوتی ہیں۔ تو جاتی رہتی ہیں۔ وصل کے درخت جب ثابت رہتے ہیں تو اگتے ہیں۔ قرب کے اصول جب مضبوط ہوتے ہیں۔ تو بزرگ ہوتے ہیں۔ قدس کے باغ جب ظاہر ہوتے ہیں تو تروتازہ ہوتے ہیں۔ انس کی ہوائیں جب چلتی ہیں تو پھیلتی ہیں۔ عقل مندوں کی آنکھیں جب دیکھتی ہیں تو مدہوش ہو جاتی ہیں۔ دوستوں کے دل جب دیکھتے ہیں تو عاشق ہو جاتے ہیں۔ ارواح کے کان جب قریب ہوتے ہیں تو سنتے ہیں۔ اسرار کی آنکھیں جب حاضر ہوتی ہیں۔ تو دیکھتی ہیں۔ قوم کی زبانیں جب حکم دی جاتی ہیں تو بولتی ہیں۔ پس ان بندوں کی خوبی اللہ کے لئے ہے۔ جن کو ان کا مولا کرم کی زبان سے پہلے قدم میں پکارتا ہے۔ اور فضل کا منادی ان کو وصل کی مجلس کی طرف بلاتا ہے۔

پھر ان کو محبت کے معانی سے ظاہر ہونے والی پر ظاہر ہوتی ہے۔ اور حدی خواں ان کو قرب کی جانب کو لے جاتا ہے۔ وہ ازل کے مطالعہ سے جمال کی بزرگی کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور طلوں کے مشرقوں سے کمال کی عزت کو مشاہدہ کر لیتے ہیں عوام الغیب و معالم توحید کے مطالبہ تک ان کی آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ ان کی باطنی آنکھیں قدس

اور تقدیر کی سیڑھیوں کے مشاہدہ کی سیر کرتی ہیں۔ ان کی آنکھیں فتح کے نشانات کی طرف جو کہ کشف کے دیوان میں ہیں۔ اس جناب کے پردوں سے ٹکٹکی باندھے ہوئے ہیں۔ ان کے دل محبت کے تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ وہ قدس کے محلوں میں ان قبول کے درمیان ہیں۔ خوش حالی کی بسلط پر ان کے اسرار بیٹھے ہوئے ہیں۔

خطاب کے پھولوں سے ان کی ارواح خوش ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی خاموش ہے۔ تو حق الیقین کی وجہ سے۔ اور اگر کوئی ان میں سے بولتا ہے۔ تو امریقین وارد ہونے کی وجہ سے۔ اگر ان کے مرید کے دل میں (اس آیت کا) خوف ہو کہ کیا "اللہ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہیں" یا ان کے دلوں میں (اس آیت کی) جھڑک ہو کہ تم کو اللہ تعالیٰ اپنے آپ سے ڈراتا ہے۔ تو اس کو خطاب کرنے والا پکارتا ہے کہ تم " دونوں نہ ڈرو۔ کیونکہ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں"۔ اور سعادت کے گواہ یہ کہتے ہیں۔ بول اٹھتے ہیں۔ کہ "تم کو آج کے دن خوشخبری ہو"۔ اور سفیر جودی کہتا ہے کہ "اپنے رب کی نعمت کو بیان کرو"۔ اگر ان کی مراد کے لئے کوئی انعام نکالا گیا ہے تو اس کو میرے پاس لاؤ۔ میں اس کو اپنے لئے خاص کروں گا۔ ایسے دیوان سے کہ اس کی رحمت سے وہی خاص ہوتا ہے۔ جس کو وہ چاہتا ہے۔ اس کو ایسا کھینچ لیتا ہے"۔ کہ "تم نے اپنے بندوں سے اس کو برگزیدہ کر لیا"۔ "سلام" ہے۔ رب رحیم کی بات سے' اس مجلس کی طرف بڑھتا ہے۔ اور "ان کو پروردگار نے پاک شراب پلائی"۔ اس کا استقبال یہ چہرہ کرتا ہے۔ پس "لے جو میں تم کو دیتا ہوں"۔ تب وہ اپنے لمبے ہاتھ کو پھیلاتا ہے۔ "اے میرے رب میرے سینے کو کھول دے"۔ پھر اس کو محب آواز دیتا ہے۔ "میرے بندوں کو خبر دے دو"۔ تب اس کی سچی زبان یہ خبر دیتی ہے۔ میں نے ان کو وہی بات کہی ہے۔ جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا۔ اگر ان کا قطب رسول کی اطاعت کے طریقہ پر ثابت قدم رہے۔ تو وہ اسی راستہ پر قائم ہو جاتا ہے۔ جو تم کو رسول دے لے لو۔ اور اس مضبوط کڑے سے چمٹ جاتا ہے۔ اگر تم اللہ کے دوست ہو اس نسبت سے متصل ہو جاتا ہے۔ جو میری فرمانبرداری کرے گا۔ وہ تو مجھ سے ہو گا۔ اور اس کے حال کی جڑوں کو صاحب قاب قوسین پانی پلاتا ہے اور اس کو

اس سمندر کے فیض کی مدد دیتا ہے۔ کہ وہ "اپنی خواہشوں سے نہیں بولتا۔ اور اگر ان کی نیک بختی کے خط پڑھے۔ تو وہ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اس کو دوست رکھتے ہیں"۔

اگر ان کی بزرگی کے فرمان پر نظر ڈالے تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو چکا ہے۔ اگر ان کے مقام کی نسبت پوچھے تو "وہ اللہ قادر کے پاس ہیں"۔ اگر ان کی تعریف کرنی چاہتا ہے تو "وہ لوگ بڑے درجہ والے ہیں"۔ جو باتیں ان سے ظاہر ہوتی ہیں اگر وہ بڑی ہوں تو "جوان کے سینہ میں ہیں وہ اور بھی بڑی ہیں"۔ اگر کوئی ان نعمتوں کو جان لے جو اس کے لئے عنایت ایزدی نے تیار کی ہیں۔ تو کوئی شخص ان نعمتوں کو جو اس کے لئے مخفی رکھی گئی ہیں نہیں جانتا"۔

یہ باتیں کیسے نہ ہوں۔ حالانکہ حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبیؑ کی طرف وحی بھیجی۔ میرے ایسے بعض بندے ہیں کہ وہ مجھے دوست رکھتے ہیں۔ اور میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ وہ میرے مشتاق ہیں۔ میں ان کا مشتاق ہوں۔ وہ مجھے یاد کرتے ہیں میں ان کو یاد کرتا ہوں۔ وہ میری طرف دیکھتے ہیں۔ میں ان کی طرف دیکھتا ہوں۔

اس نبیؑ نے کہا کہ خداوندا ان کی علامت کیا ہے؟ کہا کہ آفتاب کے غروب کو وہ ایسا دوست رکھتے ہیں۔ جیسے جانور اپنے گھونسلوں کو۔ جب رات پڑ جاتی ہے۔ اور اندھیرا چھا جاتا ہے۔ فرش بچھائے جاتے ہیں۔ اور ان کو بند لگائے جاتے ہیں۔ دوست اپنے دوست کے ساتھ خلوت کرتا ہے۔ تو وہ (مردان خدا) اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اپنے چہروں کا فرش بناتے ہیں۔ یعنی سجدے کرتے ہیں۔ مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کرتے ہیں۔ بعض چلاتے اور روتے ہیں۔ بعض آہیں مارتے اور شکوہ کرتے ہیں۔ بعض کھڑے ہوتے ہیں۔ بعض بیٹھتے ہیں۔

مجھے اپنی آنکھ کی قسم ہے کہ وہ میرے سبب سے گراں خاطر نہیں ہوتے مجھے اپنے کان کی قسم ہے۔ کہ وہ میری محبت کی شکایت نہیں کرتے۔ میں پہلے ان کو یہ دیتا ہوں کہ ان کے دل میں اپنا نور ڈالتا ہوں۔ پھر وہ میری خبر دیتے ہیں۔ جیسا کہ میں ان کو خبر

دیتا ہوں۔

دوم یہ کہ اگر ساتوں آسمان اور زمین ان میں سے ایک کی میزان میں رکھے جائیں تو میں اس کی خاطر ان سب کو ہلکا کر دوں۔

سوم یہ کہ میں اپنے کریم چہرہ کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں جس کی طرف اپنے بزرگ چہرے سے دیکھوں تو کوئی شخص معلوم کر سکتا ہے کہ میں اس کو کیا کیا نعمتیں دینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ ہماری آنکھوں میں وہ اپنی ہدایت کے نور کا سرمہ ڈال دے۔ ہمارے عقائد کے ستونوں کو مضبوط کر دے۔ اور اپنی عمدہ رعایت کے ساتھ۔

خبر دی ہم کو شیخ عالم شمس الدین ابو عبداللہ محمد شیخ علامہ عماد الدین ابو اسحٰق ابراہیم بن عبدالواحد بن علی مقدسی حنبلی نے قاہرہ میں ۶۷۴ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں ابوالقاسم عمر بن مسعود بزار بغدادی نے ۶۲۳ھ میں کہا کہ میں نے شیخ عالم ربانی نجیب الدین عبدالقاہر بن عبداللہ سہروردیؒ سے بغداد میں ۵۶۴ھ میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں شیخ حماد شیر فروشؒ کے پاس ۵۲۳ھ میں تھا۔ اور شیخ عبدالقادرؒ بڑی بات کہہ رہے تھے۔ تب ان کو شیخ حماد نے کہا کہ اے عبدالقادر تم نے عجیب بات کہی ہے۔ کیا تم اس سے ڈرتے نہیں۔ کہ خدا تم کو آزماتا ہو۔ تب شیخ عبدالقادرؒ نے اپنی ہتھیلی شیخ حماد کے سینہ پر رکھ دی۔ اور کہا کہ اب تم اپنے دل کی آنکھ سے دیکھ لو کہ میری ہتھیلی میں کیا لکھا ہوا ہے۔

تب شیخ حماد کو ایک طرح کی بے ہوشی ہو گئی۔ پھر شیخ عبدالقادرؒ نے اپنی ہتھیلی شیخ حمادؒ کے سینے سے اٹھالی۔ شیخ حماد کہتے ہیں کہ میں نے ان کی ہتھیلی کو دیکھا کہ خدا تعالیٰ سے ستر دفعہ اقرار کیا ہے۔ کہ ان کا امتحان نہ لے گا۔ شیخ حماد نے کہا کہ اس کے بعد اب مضائقہ نہیں (جو چاہو کہو) یہ خدا کا فضل ہے۔ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

خبر دی ہم کو بڑے شریف ابوالعباس احمد بن ابوالمفاخر حسن بن قتبان بن محمد بن احمد کونی الاصل اربلیؒ بغدادی نے قاہرہ میں ۶۶۵ھ میں کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو

صالح نصر بن الحافظ ابو بکر عبدالرزاق بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلی بغدادی نے ۶۳۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عبدالرزاق نے ۶۰۰ھ میں کہا کہ۔

حالات طفلی

شیخ عبدالقادرؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے کب معلوم کیا کہ آپ ولی اللہ ہیں آپ نے فرمایا کہ میں اپنے شہروں میں دس سال کا تھا۔ اپنے گھر سے نکلتا تھا۔ اور مکتب کو جاتا تھا۔ تو مدرس مکتب کا لڑکوں سے کہتا تھا کہ ولی اللہ کے لئے جگہ فراخ کرو۔ تاکہ وہ بیٹھ جائے۔

پھر ایک شخص ہمارے پاس آیا جس کو میں اس دن پہچانتا تھا۔ اس نے فرشتوں سے اس دن سنا کہ وہ یہ کہتے تھے۔ ایک نے کہا یہ لڑکا کون ہے۔ اس نے اس سے کہا کہ عنقریب اس کی شان عظیم ہو گی۔ یہ دیا جائے گا۔ اور روکا نہ جائے گا قدرت دیا جائے گا۔ اور محجوب نہ ہو گا اس سے مکر نہ کیا جائے گا۔

پھر میں نے اس شخص کو چالیس سال کے بعد پہچانا۔ تو وہ اس وقت کے ابدال میں سے تھا۔ میں اس وقت اپنے گھر میں بچہ تھا۔ جب میں بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو میں کہنے والے کو سنتا کہ وہ مجھ سے کہتا ہے۔ اے مبارک کدھر جاتے ہو۔ تب میں ڈر کر بھاگتا اور اپنی ماں کی گود میں پڑ جاتا۔ اور میں اب یہ بات اپنی خلوت میں سمجھتا ہوں۔

فرمایا کہ میں اپنی جوانی کے دنوں میں سفر میں تھا۔ یہاں تک کہ میں کہنے والے کو سنتا تھا کہ مجھے کہتا تھا اے عبدالقادر! تم کو میں نے اپنے لئے پسند کیا تھا۔ میں آواز سنا کرتا تھا۔ اور کہنے والے کو نہ دیکھتا تھا۔ مجاہدہ کے دنوں میں مجھے اونگھ آتی تو سنا کرتا تھا۔ کہ کوئی کہتا ہے۔ اے عبدالقادر تم کو میں نے سونے کے لئے نہیں پیدا کیا۔ اور بے شک ہم تمہارے اس وقت دوست تھے کہ تم کچھ شے نہ تھے۔ سو جب تم شے ہوئے تو ہم سے غافل نہ ہونا۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد علی بن ازدمر محمدی اور ابو محمد عبدالواحد بن صالح بن یحییٰ

بن محمد قرشی بغدادی حنبلی نے قاہرہ میں ۶۷۳ھ میں ان دونوں نے کہا کہ خبردی ہم کو شیخ محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی بن محمد بن خالد بغدادی نے جو کہ مشہور توحیدی ہیں۔ بغداد میں ۶۴۱ھ میں کہا خبردی ہم کو شریف ابوالقاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ بن احمد خطیب مشہور ابن المنصوری نے بغداد میں ۶۲۳ھ میں کہا خبردی ہم کو دو شیخوں پیشواء ابو مسعود احمد بن ابی بکر حریمی عطار اور شیخ پیشوا ابو عبداللہ محمد بن قائدا دانی نے ۵۸۱ھ میں ان دونوں نے کہا کہ شیخ صدقہ بغدادیؒ نے ایسا کلام کیا کہ بطریق شرع اس پر انکار ہوا۔ تب خلیفہ تک اس کو اطلاع پہنچی۔ اس نے ان کے حاضر ہونے کا متولی کے دروازہ پر اور تعزیر دینے کا حکم دیا۔ جب اس کو حاضر کیا۔ اور اس کے سر کو کھولا تو اس کا خادم چل دیا۔ اے شیخ تب جس نے اس کے مارنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ اور متولی کے دل میں خدائے تعالیٰ نے ہیبت ڈال دی۔ پھر وزیر کے اس امر کی خلیفہ کو اطلاع دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کے دل میں ہیبت ڈال دی۔ اس نے ان کے چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ پھر وہ شیخ کی رباط میں داخل ہوئے تو مشائخ اور لوگوں کو بیٹھا ہوا پایا۔ کہ وہ شیخ کا انتظار کر رہے تھے۔ کہ باہر نکل کر وعظ فرمائیں تب شیخ آئے۔ اور مشائخ کے درمیان بیٹھے۔ پھر جب کرسی پر بیٹھے تو کوئی کلام نہ کیا اور نہ قاری کو قرات کا حکم دیا۔ لوگوں کو ایک بڑا وجد ہو گیا۔ اور ان میں ایک بڑا امر آگیا۔ شیخ صدقہ نے اپنے دل میں کہا کہ شیخ نے نہ کلام کیا ہے۔ نہ قاری کو حکم دیا ہے۔ تو یہ وجد کہاں سے آگیا۔ تب شیخ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

اور فرمایا کہ اے شخص ایک میرا مرید بیت المقدس سے یہاں پر ایک قدم میں آگیا ہے اور میرے ہاتھ پر اس نے توبہ کی۔ آج حاضرین اسی کی ضیافت میں ہیں۔

شیخ صدقہ نے دل میں کہا کہ جو شخص ایک ہی قدم میں بیت المقدس سے بغداد میں آجائے تو وہ کس بات سے توبہ کرتا ہے۔ اور اس کو شیخ کی کیا حاجت ہے۔ شیخ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے شیخ وہ آکر توبہ کرتا ہے۔ کہ جو ہوا پر اڑا جاتا

ہے۔ پھر ادھر رجوع نہیں کرتا۔ وہ اس بات کا محتاج ہے۔ کہ اس کو میں خدا کی محبت کا راستہ بتلاؤں۔ پھر فرمایا کہ میری تلوار مشہور ہے اور میری کمان چلہ پر چڑھی ہوئی ہے۔ اور میرا تیر کمان پر چڑھا ہوا ہے۔ میرا تیر صائب ہے۔ میرا نیزہ بے خطا ہے۔ میرا گھوڑا زین کسا ہوا ہے۔ میں خدا کی روشن جلتی ہوئی آگ ہوں۔ میں حالات کا سلب کرنے والا ہوں۔ میں ایک ایسا سمندر ہوں جس کا کنارہ نہیں۔ میں وقت کی دلیل ہوں میں غیر میں ہو کر کلام کرنے والا ہوں۔ میں محفوظ ہوں۔ میں ملحوظ ہوں۔ میں محظوظ ہوں۔

اے روزہ دارو۔ اے کھڑے ہونے والو۔ اے پہاڑ کے رہنے والو۔ تمہارے پہاڑ ٹوٹ گئے۔ اے گرجوں والو تمہارے گرجے گر گئے۔ تم خدا کے حکم کی طرف آؤ میں خدا کے حکم میں سے ایک حکم ہوں۔ اے راستہ کے بتلانے والو۔ اے مردو۔ اے بہادرو۔ اے بچو آؤ! اور لو اس سمندر سے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ اے عزیز تو اکیلا ہے۔ آسمان میں اور میں اکیلا ہوں زمین میں۔

مجھ کو رات دن میں ستر دفعہ کہا جاتا ہے کہ میں نے تجھ کو اپنے لئے پسند کیا۔ اور تاکہ تو میری آنکھ کے سامنے پرورش پائے۔ مجھے کہا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر! تم کو میرے حق کی قسم ہے۔ کھاؤ میرے حق کی قسم ہے۔ پی میرے حق کی قسم ہے۔ کلام کر تم کو میں نے ہلاکت سے بے خوف کر دیا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالسلام ابی عبداللہ بن عبدالسلام بن ابراہیم بن عبدالسلام بصری اصل بغدادی نے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان بغدادی نانبائی نے بغداد میں ۶۳۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزار نے اور شیخ ابو حفص عمر کیمانی نے بغداد میں ۵۹۱ھ میں ان دونوں نے کہا ہمارے شیخ، شیخ عبدالقادر لوگوں کے سامنے مجلس میں ہوا پر اڑا کرتے تھے۔

اور فرماتے تھے کہ آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ تو مجھے سلام کہتا ہے۔ سال میرے پاس آتا ہے۔ اور مجھ کو سلام کہتا ہے۔ اور مجھے ان باتوں کی خبر دیتا ہے۔ جو اس میں واقع ہوں گی۔ ہر دن مجھ کو سلام کہتا ہے۔ اور جو اس دن میں واقع ہو گا۔ اس کی خبر دیتا

ہے۔ اور مجھے خدا کی عزت کی قسم ہے۔ کہ نیک بخت اور بدبخت میرے سامنے لوح محفوظ میں پیش کئے جاتے ہیں۔ میں خدا کے علم اور مشاہدہ کا غوطہ لگانے والا ہوں۔ میں تم سب پر خدا کی ایک حجت ہوں۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمین میں نائب اور وارث ہوں۔

مہینوں کا آپ کے پاس آنا

خبر دی ہم کو ابو محمد بن ابی القاسم احمد بن محمد بن شیخ ابوالقاسم ولف بن احمد بن محمد بغدادی حریمی نے جس کا دادا ابن قوتا مشہور تھا۔ قاہرہ میں ۶۲۶ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے جد محمد نے بغداد میں ۵۷۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابوالقاسم ولف نے ۶۹۱ھ میں کہا کہ میں اور ابوالسعود ابوبکر حوض شیخ ابوالخیر بشربن محفوظ بن غنیمہ شیخ ابو حفص عمر یکمانی شیخ ابوالعباس احمد اسکانی شیخ سیف الدین عبدالوہاب بن شیخ عبدالقادر سب کے سب اپنے شیخ، شیخ محی الدین عبدالقادر جیلیؒ کے پاس جمعہ کے آخر میں ۳۰ جماوی الاخر ۵۶۰ھ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ہم کو وعظ سناتے تھے۔ تب ایک جوان خوبصورت آیا۔ شیخ کے پاس ایک طرف بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا اے ولی اللہ! تم کو سلام ہو۔ میں ماہ رجب ہوں۔ آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو خوشخبری سناؤں اور آپ کو خبر دوں کہ جو معاملات مجھ سے ہونے والے ہیں۔ یہ مہینہ لوگوں پر بہتر ہو گا۔

راوی کہتا ہے۔ کہ اس رجب کے مہینہ میں نیکی کے سوا لوگوں نے اور کچھ برائی نہ دیکھی۔ اور جب اتوار کا دن ہوا۔ اور وہ مہینہ گذر گیا۔ تو ایک بدشکل شخص آیا۔ اس وقت بھی ہم آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے آکر کہا کہ اے ولی اللہ! تم کو سلام ہو۔ میں شعبان کا مہینہ ہوں۔ آیا ہوں۔ کہ آپ کو خوش خبری نہ سناؤں۔ اور آپ کو وہ امور بتلاؤں جو مجھ میں ہونے والے ہیں۔ بغداد میں بہت لوگ مریں گے۔ حجاز میں گرانی ہو گی۔ خراسان میں تلوار چلے گی۔ سو ویسے ہی ہوا۔ بغداد میں بڑی بیماری پڑی۔ اور خبر آئی کہ عرب میں بڑائی گرانی ہے۔ اور خراسان میں تلوار چلی ہے۔ شیخ چند روز رمضان شریف میں بیمار رہے۔ جب پیر کا دن ہوا اور ۲۹ رمضان شریف

کی ہوئی تب بھی ہم آپ کے پاس تھے۔ اور اس دن شیخ کے پاس شیخ علی بن الہیتی۔ شیخ نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی شیخ ابوالحسن جو ستی قاضی ابو یعلی محمد بن محمد براء موجود تھے۔ ایک شخص خوبصورت باوقار آیا۔ اور کہنے لگا کہ السلام علیک یا ولی اللہ میں رمضان شریف کا مہینہ ہوں۔ آپ کی خدمت میں اس بات کا عذر کرتا ہوا آیا ہوں۔ جو مجھ میں مقدر ہیں۔ اور میں آپ کو رخصت کرتا ہوں۔ یہ میرا آخری آپ سے ملنا ہے۔ پھر وہ چلا گیا۔ شیخ نے اگلے سال کے ربیع الثانی میں انتقال فرمایا۔ اور اگلے رمضان شریف کو نہ پایا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ کو کرسی پر بیٹھے ہوئے بارہا یہ کہتے سنا ہے کہ فرماتے تھے۔ اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کے پاس رمضان شریف کا مہینہ آتا ہے اور عذر کرتا ہے۔ اگر وہ اس مہینہ میں بیمار ہو جائیں یا ان کو فاقہ ہو۔ تو وہ ان سے کہتا ہے کہ تمہارا کیا حال ہے۔ اور تم پر کیا گذری؟

راوی کہتا ہے کہ مجھ کو ان کے صاحبزادہ سیف الدین عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کوئی مہینہ ایسا نہیں تھا کہ وہ اپنے آنے سے پہلے آپ کے پاس نہ آتا ہو۔ پھر اگر خدا نے اس میں برائی اور سختی مقدر کر رکھی تھی۔ تو وہ بری شکل میں آتا۔ اور اگر اس میں نعمت و خیر و سلامت مقدر کر رکھی ہوتی۔ تو اچھی شکل میں آتا۔

راوی کہتا ہے کہ مجھ کو ان دونوں صاحبزادوں شیخ عبدالوہاب و شیخ عبدالرزاق نے کہا کہ شیخ کی خدمت میں جب کوئی شخص آتا۔ اور آپ اس کو دور سے دیکھتے تو یہ کہتے اس طرح کہ سنائی نہ دیتا۔ اللہ کے دوست کو مرحبا ہو۔ تب ہم اس شخص پر بہتری اور خدا کی طرف متوجہ ہونے کی علامات دیکھتے۔ جس سے آپ کے قول کی تصدیق ہوتی تھی۔

اور لوگوں میں کوئی بھی ایسا ہوتا کہ جب وہ آپ کے سامنے آتا۔ اور دور سے آپ کو دیکھتے تو اس طرح کہتے کہ سنائی نہ دیتا کہ تجھ کو مرحبا نہ ہو۔ تو خدا کا مردود ہے۔ تب اس شخص پر مردودیت اور خدا سے اعراض کے علامات ظاہر ہوتے۔ جس سے آپ کے قول کی تصدیق پائی جاتی تھی۔

خبردی ہم کو ابو محمد سالم بن علی بن عبداللہ بن سنان و میاطی مصری نے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ پیشواء شہاب الدین ابو حفص عمر بن عبداللہ سہروردی نے بغداد میں ۶۳۴ھ میں کہا سنا میں نے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے اپنے مدرسہ میں کہ کرسی پر بیٹھ کر فرماتے تھے۔ کہ ہر ولی کسی نبی کے قدم پر ہے۔ اور میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر ہوں۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں قدم رکھا ہے۔ میں نے بھی وہیں قدم رکھا ہے۔ مگر اتنا فرق ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم ہے۔ وہاں تک مرتبہ نبی کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں۔

ہم کو خبردی ابو علی حسن بن نجم الدین بن عیسیٰ بن محمد حورانی نے قاہرہ میں ۶۷۳ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ عارف ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی نے قاہرہ میں ۶۱۷ھ میں کہا کہ میں نے شیخ عبدالقادرؒ سے سنا فرماتے تھے۔ کہ انسانوں کے مشائخ ہوتے ہیں اور جنوں کے بھی مشائخ ہوتے ہیں۔ اور فرشتوں کے بھی مشائخ ہیں۔ میں کل کا شیخ ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ سے مرض موت میں سنا کہ اپنی اولاد سے کہتے تھے مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوق میں ایسی دوری ہے۔ جیسے کہ آسمان و زمین میں مجھ کو کسی پر قیاس نہ کرو۔ اور کسی کا مجھ پر قیاس نہ کرو۔ اور میں نے سنا کہ وہ اپنے بیٹے عبدالجبار سے فرماتے تھے۔ کہ تم سوتے ہو یا جاگتے ہو۔ مجھ میں مرو تو بے شک تم جاگ اٹھو گے۔

مرد وہ ہے جو تقدیر سے جھگڑے

خبردی ہم کو فقیہ ابو عبداللہ بن عبدالمالک بن علی بن جعفر بن درازہ قرشی محدث نے قاہرہ میں ۶۷۰ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ ابوالعباس احمد بن سلیمان بن حمید بن ابراہیم بن صلصل قرشی مخزومی بلبلی شافعی مشہور ابن کیسا نے قاہرہ میں ۶۳۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو حافظ ابو محمد عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی مقدسی حنبلی نے قاہرہ میں ۵۹۹ھ میں اور خبردی ہم کو فقیہ ابوالمعالی عبدالرحیم بن مظفر مذہب بن ابی علی قرشی پھر بغدادی

نے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں کہا خبردی ہم کو حافظ ابو محمد عبدالعزیز بن ابی نصر بن محمود بن ابی القاسم مبارک بن محمود و حنابذی بغدادی ابن الاخضر نے بغداد میں ۶۱۲ھ میں کہا کہ میں نے سنا شیخ محمد عبدالقادر جیلیؒ سے وہ کہتے تھے۔ کہ میں لوگوں کے حالات سے علیحدہ ہوں۔ میں ان کی عقلوں سے علیحدہ ہوں۔ تمام مروان خدا جب تقدیر تک پہنچتے ہیں تو رک جاتے ہیں۔ مگر میں وہاں تک پہنچتا ہوں۔ اور میرے لئے ایک کھڑکی کھل جاتی ہے۔ اس میں داخل ہوتا ہوں۔ اور خدا کی تقدیروں سے خدا سے حق کے ساتھ جھگڑتا ہوں۔ پس مرد وہ ہے کہ جو تقدیر سے جھگڑے نہ وہ کہ جو اس کے موافق ہو۔

شیخؒ کے دیکھنے والے کو خوشخبری

خبردی ہم کو شیخ ابوالفتوح محمد بن شیخ ابوالمحاسن یوسف بن اسماعیل بن احمد بن علی قرشی تیمی بکری بغدادی نے قاہرہ میں ۶۶۸ھ میں کہا خبردی ہم کو دو شیخوں نے شیخ ابوالحسن علی بن ابوالمجد مبارک محمد بن طاہری حریمی نے ۶۱۵ھ میں اور شیخ ابوالحسن خفاف بغدادی نے بغداد میں ۶۱۰ھ میں دونوں نے کہا خبردی ہم کو شیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر حریمی عطار نے بغداد میں ۵۸۰ھ میں کہا کہ میں نے سنا اپنے شیخ، شیخ عبدالقادرؒ سے وہ کہتے تھے خوش ہو جائے وہ شخص کہ جس نے مجھے دیکھا۔ اور وہ بھی کہ جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا ہے۔ یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔ میں اس شخص پر حسرت کرتا ہوں کہ جس نے مجھے نہیں دیکھا۔

شیخ معروف کرخیؒ کا قبر سے جواب دینا

خبردی ہم کو ابو محمد عبدالواحد بن صالح بن یحییٰ بن محمد قرشی بغدادی نے قاہرہ میں ۶۷۳ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن سلیمان بغدادی مشہور نانبائی نے اور شیخ عبدالولید بن سعد بغدادی نے بغداد میں ۶۳۰ھ میں کہا ان دونوں نے خبردی ہم کو شیخ قاسم عمر بن مسعود بزار نے اپنی رباط میں جو کہ قاہرہ میں تھی ۶۰۵ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابوالحسن علی بن الہیتی زیرانی نے بغداد میں ۵۶۳ھ میں کہا کہ میں

نے شیخ عبدالقادرؒ کے ساتھ شیخ معروف کرخیؒ کی قبر کی زیارت کی۔ پس کہا السلام علیک یا شیخ معروف تم ہم سے دو درجہ اوپر گذر گئے ہو۔

پھر دوبارہ ان کی زیارت کی اور کہا السلام علیک اے شیخ معروف ہم تم سے دو درجہ آگے بڑھ گئے۔ پس شیخ معروف کرخیؒ نے قبر سے جواب دیا وعلیک السلام اے اپنے زمانہ کے سردار!

مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سے کشت پہ برسا نہیں بھلا تیرا (امام احمد رضا)

راوی کہتا ہے کہ آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیا ہے پھر ایک مدت بعد ان سے کہا کہ میں تم سے پہلے یہ کہتا تھا کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیا ہے۔ اور اب تمام زمین مشرق سے مغرب تک اس کے میدان اور آبادی۔ جنگل و سمندر نرم زمین اور پہاڑی زمین میرے سپرد کی گئی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ کوئی ولی اس وقت ایسا نہ تھا کہ ان کے پاس نہ آیا ہو۔ اور ان کی تعلیت کی وجہ سے سلام نہ کہا ہو۔

شیخ کا توسل

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن زکریا بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح بن حافظ ابوبکر عبدالرزاق بن شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلیؒ نے بغداد میں ۶۲۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو عبدالرزاق نے اور خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد الحسن فقیہ ابی عمران موسیٰ بن احمد بن الحسین قرشی شافعی نے قاہرہ میں ۶۹۰ھ میں۔ دونوں نے کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابوالحسن قرشی نے دمشق میں ۶۱۳ھ میں کہا کہ میں نے شیخ ابو محمد عبدالقادرؒ سے سنا فرماتے تھے کہ جب تم خدا سے کوئی حاجت طلب کرو تو میرے توسل سے مانگو۔

خبر دی ہم کو ابوالعاف موسیٰ بن شیخ ابوالمعالی عثمان بن موسیٰ بن عبداللہ بن عبدالدائم بن مجلی بقاعی اصل عقبی دمشقی ثم قاہروی نے قاہرہ میں ۶۶۷ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں ۶۱۴ھ میں کہا خبر دی ہم کو دونوں شیخوں شیخ عارف ابو عمرو عثمان صریفینی اور شیخ صالح ابو محمد عبدالحق حریمی نے بغداد میں ۵۶۷ھ میں کہا نے کہا کہ ہم نے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی سے سنا کہ وہ کرسی پر بیٹھ کر کہہ رہے ہیں۔ اے زمین والو مشرق میں ہو یا مغرب میں۔ اور اے آسمان والو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے۔ جن کو تم نہیں جانتے۔ میں ان میں سے ہوں کہ جن کو تم نہیں جانتے۔ اے زمین کے مشرق اور مغرب والو! آؤ مجھ سے سیکھو۔ اے عراق والو تمام حالات میرے نزدیک ان کپڑوں کی طرح ہیں جو میرے گھر میں لٹکے ہوئے ہوں۔ ان میں سے جس کو چاہوں پہن لوں۔ تم کو مجھ سے بچنا چاہیے۔ ورنہ میں تم پر ایسا لشکر لاؤں گا کہ تم اس کا سامنا نہ کر سکو گے۔

اے غلام ہزار سال تک سفر کر' تاکہ تو مجھ سے بات سنے۔ اے غلام ایک کلمہ سن ولایات یہاں ہیں۔ درجات یہاں ہیں۔ میری مجلس میں خلعتیں تقسیم ہوتی ہیں۔ کوئی نبی ایسا نہیں جس کو خدا نے مبعوث کیا ہو۔ اور کوئی ولی ایسا نہیں کہ وہ میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو۔ یہ زندہ ولی اپنے بدنوں کے ساتھ اور فوت شدہ اپنی ارواح کے ساتھ۔ اے غلام میری بابت منکر نکیر سے پوچھو۔ جب کہ وہ تیرے پاس قبر میں آئیں۔ تو وہ تجھے میرا حال بتلائیں گے۔

خبر دی ہم کو شیخ فقیہ الحسن علی بن شیخ ابوالعباس احمد بن مبارک بن اسباط بن محمدی بغدادی حریمی شافعی نے قاہرہ میں ۶۷۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو فقیہ عبدالقادر بن عثمان بن ابی البرکات بن علی بن رزق اللہ بن عبدالوہاب تیمی بردانی حنبلی نے بغداد میں ۶۳۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ محمد عبداللطیف بن ابی طاہر احمد بن محمد بن ہتبہ اللہ ترسی بغدادی حنبلی صوفی نے بغداد میں ۵۷۱ھ میں کہا کہ ہمارے شیخ شیخ محی الدین عبدالقادر" جب اہم کلام کیا کرتے تھے۔ تو اس کے بعد یہ فرمایا کرتے تھے تمہیں خدا کی قسم یہ کہا کرو کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ کیونکہ میں یقینی بات کہتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں

بے شک میں بلایا جاتا ہوں۔ جب بولتا ہوں اور دیا جاتا ہوں۔ تو تقسیم کرتا ہوں۔ اور حکم دیا جاتا ہے تو کرتا ہوں۔ اور ذمہ اس پر ہے جو مجھ کو حکم دیتا ہے۔ اور دیت عاقلہ پر ہوا کرتی ہے۔ تم کو میرا جھٹلانا تمہارے دین کے لئے فوری زہر ہے۔ اور تمہاری دنیا و آخرت کے جانے کا سبب ہے۔

میں تلوار اٹھانے والا ہوں۔ میں لڑنے والا ہوں۔ اور تم کو خدا اپنے آپ سے ڈراتا ہے اگر میری زبان پر شریعت کی لگام نہ ہوتی تو میں تم کو بتلاتا جو تم کھاتے ہو۔ جو اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو۔ تم میرے سامنے شیشے کی طرح ہو۔ جو تمہارے باطن اور ظاہر میں ہے۔ وہ ہم دیکھتے ہیں۔ اگر میری زبان پر حکم کی لگام نہ ہوتی تو البتہ یوسف علیہ السلام کا صاع وہ بات بول دیتا۔ جو اس میں تھی۔ لیکن عام عالم کے دامن میں پناہ لیا کرتا ہے۔ تاکہ اس کا بھید ظاہر نہ ہو سکے۔

صاحب تصرف

خبر دی ہم کو ابو محمد ماجد بن خالد بن ابی بکر بن سیما بن غانم عراقی خلواتی ثم بغدادی نے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو بکر محمد بن شیخ عوض بن سلامتہ عراد بغدادی صوفی نے بغداد میں ۶۳۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالقاسم ابن ابی بکر احمد بن ابی السعادات احمد بن کرم بن غالب بند لجی اصل بغدادی ازجی نے بغداد میں ۵۷۵ھ میں کہا کہ میں ایک وقت میں شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے وہ باتیں جو کہ وہ کرسی پر بیٹھ کر فرمایا کرتے تھے۔ لکھتا رہتا تھا۔ پس وہ کلام جو میں نے ماہ محرم ۵۶۱ھ میں ان کے کلام میں سے لکھا یہ ہے۔

کہ میرا دل خدا کے علم میں مخلوق سے ایک گوشہ میں چھپا ہوا ہے۔ اور وہ ایک فرشتہ ہے۔ حق سبحانہ' کے دروازہ پر میرے زمانہ کے ہر ایک آنے والے کے لئے اس کو قبلہ ظاہر کیا ہے۔ اور میں بند دروازوں کے پرے انس و قرب کی بساط پر جا کر بیٹھ جاتا ہوں۔ اور بادشاہ فرد ہوں۔ جس کا ایک جلیس ہے۔ کہ جو لوگوں کے اسرار پر وقف ہے۔ لوگوں کے دلوں کی طرف دیکھنے والا ہے۔ خدا نے اس کو ماسوا کے دیکھنے کی

میل سے صاف کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایسی تختی بن گیا ہے کہ جس پر لوح محفوظ کا نقش اترتا ہے۔ اس کے اہل زمان کی باگیں اس کے سپرد کی گئی ہیں۔ اس کو تصرف دیا ہے۔ کہ جس کو چاہے دے جس کو چاہے منع کر دے۔ اور غیب کی زبان سے اس کو کہا ہے۔ کہ تو آج ہمارے نزدیک بامرتبہ امین ہے۔ اور اس کو اہل یقین کی ارواح کے ساتھ دنیا و آخرت کے چبوترہ پر بٹھلایا خلق اور خالق کے درمیان ظاہر اور باطن کے درمیان۔ معلوم اور غیر معلوم کے درمیان اس کے چار منہ بنائے ہیں۔ ایک تو وہ کہ جس کے ساتھ دنیا کو دیکھتا ہے۔ ایک وہ کہ جس کے ساتھ مخلوق کو دیکھتا ہے۔ ایک وہ کہ جس کے ساتھ خالق کو دیکھتا ہے۔

اس کو اپنی زمین اور اپنے جہانوں میں خلیفہ بنایا ہے۔ جب اس کے ساتھ کسی امر کا ارادہ کرتا ہے۔ تو ایک صورت سے دوسری صورت کی طرف۔ اور ایک شکل سے دوسری شکل کی طرف پلٹتا ہے۔ پھر اس کو اسرار کے خزانوں پر مطلع کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ ملک کا تنہا ہے۔ اس کے انبیاء کا نائب ہے۔ اس کے ملک کا اپنے وقت کا امین ہے۔ اور ہر رات میں خدا کی ۳۶۰ رحمت کی نگاہیں اس کی طرف رہتی ہیں۔

مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصل ایک نوا سنج رہے گا تیرا (امام احمد رضا)

جو شخص کہ اس کا پختہ ارادہ مطلب کی غائت کے دریافت کا قصد کرے۔ یا اس بنا کی حد تک پہنچنا چاہے تو بیشک اس کی ہمت ایک ایسی آرزو کی طرف کھچے گی کہ جس کا پانا دور ہے۔ اور ایسی چوٹی کی طرف چڑھے گا۔ کہ جس کا راستہ مشکل ہے۔ کیونکہ اس کے مقصدوں سے اور کوشش کے لئے بڑی دور کی غایت ہوا کرتی ہے۔ اور اس کے سوا اس کے فیض سے مضبوط مدد ہے۔ کیونکہ وہ ایسی غائت ہے۔ کہ جس کا مالک حساب کا عدد نہیں ہو سکتا۔ اور وہ ایسا بادہ ہے۔ کہ جہاں تک کتاب کی مدد نہیں پہنچ سکتی۔ وہ ایک ایسا جنگل ہے کہ جس کا احاطہ نگار روشن ہوتے ہی بجھ جاتا ہے۔ وہ ایسا

جنگل ہے۔ کہ جس کی طرف گھوڑے دوڑتے ہی زمین پر گر پڑتے ہیں۔

وہ ایسی حصول کی جگہ ہے۔ کہ اس کی طرف غائت طلب کا رسہ معلق ہوتے ہی تصور کرتے ہوئے ٹوٹ جاتا ہے۔ وہ ایسا حصہ ہے کہ اس کی طرف کامیاب تیر پہنچتے ہی حیران ہو کر منقطع ہو جاتا ہے۔ کیوں نہ ہو بے شک ہم کو خبر دی فقیہ الاصل عبدالاحد بن شیخ عارف ابوالجد عبدالصمد نے عبدالکریم بن حسن بن محمد قرشی تیمی بغداد ازجی شافعی قاہری سے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن امام عبدالرزاق اور شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان نانبائی نے بغداد میں ۶۳۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ حافظ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلی نے مدرسہ بغداد میں دروازہ ازج میں ۶۰۰ھ میں اور شیخ امام ابوالبقا عبداللہ بن حسین عکبری فقیہ نحوی نابینا نے بغداد میں ۶۰۳ھ میں اور کہا ابو صالح نے خبر دی ہم کو میرے باپ عبدالرزاق اور میرے دونوں چچوں عبدالوہاب و ابراہیم نے بغداد میں ۵۸۸ھ میں اور کہا ابوالحسن عمران کیمانی اور بزار نے بغداد میں ۵۹۱ھ میں ان سب نے کہا کہ ہم شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلیؒ کے پاس مدرسہ میں دروازہ ازج میں ۵۵۷ھ میں حاضر ہوئے اور وہ انجیر کھا رہے تھے۔ تب آپ نے کھانا چھوڑ دیا۔ اور دیر تک بیہوشی میں رہے۔ پھر کہا کہ اس وقت میرے دل پر علم لدنی کے ستر دروازے کھول دیئے گئے۔ ہر ایک دروازہ اتنا فراخ ہے۔ جیسے کہ آسمان اور زمین کی فراخی۔ پھر خاص لوگوں کی معرفت میں دیر تک باتیں کرتے رہے۔ حتیٰ کہ حاضرین کے ہوش جاتے رہے۔ اور میں نے کہا کہ ہم کو یہ گمان نہیں کہ شیخ کے بعد کوئی بھی ایسا کلام کر سکے۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو احمد عبدالمالک بن عبدالمحمود بن یوسف بن عثمان عراقی صرصری نے قاہرہ میں ۶۷۲ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں شیخ ابو زکریا یحییٰ بن یوسف بن زکریا بن یحییٰ انصاری صرصری نے اور شیخ کمال الدین ابوالحسن بن محمد بن محمد بن وصاح شہربان نے بغداد میں ۶۳۸ھ میں ان دونوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی شیخ پیشواء ابوالحسن علی بن ابی بکر بن ادریس یعقوبی نے بغداد میں ۶۱۲ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ

پیشوا ابوالحسن علی بن الہیتی زیرانی نے بغداد میں ۵۴۳ھ میں کہا کہ میں نے اس زمانہ میں شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے بڑھ کر کسی کو زیادہ کرامات والا نہیں دیکھا۔ اور کوئی شخص ان سے کسی وقت کوئی کرامت دیکھنی چاہتا تو فوراً دیکھ لیتا۔ کبھی خرق عادات ان سے ظاہر ہوتے۔ اور کبھی ان میں ظاہر ہوتے۔

اور خبر دی ہم کو ابوالمعالی صالح بن احمد بن علی بن ابی القاسم بن عبداللہ لخمی بغدادی قروی مالکی نے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں شیخ ابو محمد حسن بغدادی قروی مطرز نے بغداد میں ۶۲۵ھ میں کہا ابوالحسن نے خبر دی ہم کو ہمارے شیخ شیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر حریمی نے بغداد میں ۵۸۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی نے کہا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے نہیں ظاہر کیا۔ اور وجود میں مثل شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے نہیں ظاہر کرے گا۔ ان کی کرامات جواہرات کی لڑیاں ہیں جو ایک دوسرے کے پیچھے ہوتی ہیں۔ اور ہم میں سے کوئی ان کو گننا چاہتا تو گن لیتا۔

ابوالحسن اور ابو محمد کہتے ہیں کہ عراق کے مشائخ ان دونوں کی بات کو بڑی سمجھا کرتے تھے۔ اور اس کو ظاہر نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ وہ دونوں اگر دونوں کو آئندہ کی خبر نہ دیتے تو وہ دونوں اس سے خبر نہ دیتے۔ اگر گہرے سمندر سے تیز رفتار پرندے کی طرح کوئی وارد ہو یا روشن ستارے سے غبار زائل ہو جائے۔ تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اور کیا جنگل میں اونٹ تیز رفتار چلتا ہوا آفتاب کے قریب ہو سکتا ہے۔ اور کیا باغوں میں پھولوں کے نچھاور کا کوئی عدد شمار ہو سکتا ہے۔

پس اے روشن سردرو ڈرو کیونکہ سمندر کے موتیوں کا سمندر میں کوئی احاطہ کرنے والا نہیں۔ اور ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ عقل مند کے لئے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ صاحب توفیق و ہدایت ہے۔

ہم کو خبر دی فقیہ ابوالفتح نصراللہ بن القاسم یوسف بن حنبل بن احمد ہاشمی بغدادی کرخی نے قاہرہ میں ۶۷۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ عبدالرزاق نے بغداد میں اور میرے چچا عبدالوہاب اور عمران کیمانی اور بزار نے ۵۹۰ھ میں ان سب نے کہا کہ

میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر" سے ۵۵۳ھ میں، میں نے سنا کہ وہ کرسی پر بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منگل کے دن ۱۶ شوال ۵۲۱ھ میں ظہر سے پہلے دیکھا ہے۔ تو مجھے فرمایا اے میرے بیٹے تم کلام کیوں نہیں کرتے۔ (یعنی وعظ و نصیحت) میں نے کہا اے باپ میں ایک عجمی مرد ہوں۔ بغداد میں فصحاء عرب کے سامنے کیسے تقریر کروں گا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ تم منہ کھولو۔ تب میں نے اپنا منہ کھولا۔ تو آپ نے اس میں سات دفعہ لعاب ڈالا۔ اور مجھ سے کہا کہ لوگوں کے سامنے وعظ کرو۔ اور ان کو اپنے رب کی طرف عمدہ حکمت اور نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔

پھر میں نے ظہر کی نماز پڑھی اور بیٹھا۔ میرے پاس بہت سے لوگ آئے اور مجھ پر چلائے۔ تب میں نے علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ' کو دیکھا کہ میرے سامنے مجلس میں کھڑے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اے فرزند تم کیوں کلام نہیں کرتے۔ میں نے کہا اے باپ مجھ پر لوگ چلاتے ہیں۔ پھر آپ نے کہا کہ اپنا منہ کھولو۔ میں نے کھولا تو انہوں نے میرے منہ میں چھ دفعہ لعاب ڈالا۔ میں نے کہا کہ سات دفعہ کیوں نہیں ڈالتے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی وجہ سے۔ پھر وہ مجھ سے چھپ گئے۔ اور میں نے کہا کہ فکر کا غوطہ لگانے والا دل کے سمندر میں معارف کے موتیوں کے لئے غوطہ لگاتا ہے۔ تب وہ ان کو سینہ کے کنارہ کی طرف نکال لاتا ہے۔

اس پر زبان کے ترجمان کا دلال بولی دیتا ہے۔ پھر وہ ایسے گھروں میں کہ خدا نے ان کی بلندی کا حکم دیا ہے۔ حسن طاعت کی عمدہ قیمتوں کے ساتھ خرید لیتا ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ شریف جلیل ابوالعباس احمد بن شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الغنائم محمد ازہری بن مفاخر محمد مختاری حسینی بغدادی نے قاہرہ میں ۶۷۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں ۶۲۹ھ میں کہا کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی" کی مجلس میں ۶۰۵ھ میں حاضر ہوا۔ اور اس دن مجلس میں قریباً" دس ہزار مرد تھے۔ شیخ علی بن الہیتی" شیخ کے سامنے قاری کے چبوترے کے نیچے بیٹھے تھے۔ تب ان کو اونگھ آگئی۔ تو

شیخ نے لوگوں سے کہا کہ چپ ہو جاؤ۔ پھر وہ سب چپ ہو گئے۔ یہاں تک کہ کہنے والا یہ کہہ سکے کہ ان سے صرف ان کے سانسوں کی آواز ہی سنی جاتی تھی۔ پھر شیخ کرسی پر سے آئے۔ اور شیخ کے سامنے ادب کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ پھر شیخ علی ہیتی بیدار ہوئے تو ان سے شیخ نے پوچھا کہ کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ شیخ نے کہا اسی لئے میں نے ادب کیا۔ کہا کہ تم کو کیا وصیت کی۔ کہا کہ آپ کی ملازمت کی۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ علی سے شیخ کے اس مطلب کی بابت کہ انہوں نے اسی وجہ سے ادب کیا۔ پوچھا گیا تو کہا کہ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا۔ وہ شیخ نے بیداری میں دیکھا۔

راوی کہتا ہے کہ اس دن ان میں سے سات مردوں کا مجلس میں انتقال ہوا بعض ان میں سے وہ تھے کہ بے ہوشی کی حالت میں ان کو گھر کی طرف اٹھا کر لے گئے۔ تو وہ اسی دن میں مر گئے۔

(شیخ نے آدم علیہ السلام کے بارے میں یہ کہا ہے) جبکہ فرشتوں نے عقلوں کے کانوں سے خدا کا یہ قول سنا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اور اس کے لئے مہربانی کے کنارہ سے بنائے جانے کی بجلی اس ہاتھ سے چمکی۔ جب کہ میں نے اس کو برابر کیا۔ اور اس میں اپنی روح کو پھونکا۔ تو انہوں نے کہا خداوندا یہ خلیفہ کہاں ہو گا؟ کہا کہ زمین کے خط کے نقطہ میں۔ انہوں نے اعتراض کی زبان سے یہ کہا کہ کیا تو زمین میں پیدا کرے گا۔ یہ بجلی مٹی کے بادل سے کیسے چمکے گی۔ کیا مٹی ظلمت کا محل نہیں۔ کیا ٹھیکری والی مٹی عیب کا مرکز نہیں ہے؟ اور غیب کا مرکز نہیں۔

خداوندا بڑے برجوں کے درویش لوگ ہیں یہ ہم صفائی کے صفہ کے شیخ ہیں ہم ربط کے مقام کے رہنے والے ہیں۔ رات دن تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔ اور تھکتے نہیں۔

ان کی تقدیر کے مجیب نے کہا تمہاری فاسد نظروں نے تامل کرنے میں خطا کھائی۔

کیا تم کو معلوم نہیں۔ کہ زمین میں یاقوت کی کان ہے۔ اور جواہرات اسی کے سمندروں میں سے نکلتے ہیں۔ اور انبیاء کے وجود اسی کی کانوں سے نکالے گئے ہیں۔

بے شک قدم کے اسرار کے عجب خزانے اس میں مدفون ہیں آدم صفی اللہ کا جسم اسی کے عناصر سے مرکب ہوا ہے۔ اور جب تقدیر نے شکل کو نکالا تو اس نطفہ سے ڈالا کہ میں بے شک ایک شخص کو پیدا کرنے والا ہوں۔ اور موجودات کی تختی کے صفحہ پر اسی ہاتھ سے پھیلا دیا تھا۔ پھر جب کہ میں نے اس کو برابر کیا اور وہ اپنے ارادہ کے موافق بڑے کام کرنے والے پہلے علم سے آدمی بن گیا۔ اس کے بچہ کو اس گود میں رکھا کہ آدم کو برگزیدہ کیا۔ اور اس عہد کے صدر میں پرورش پائی اور سکھائے آدمؑ کو سب چیزوں کے نام۔

فرشتوں نے ایک شخص کو دیکھا جو مٹی کی شکل میں ہے۔ اس پر یہ اسرار چمکتے ہیں میں نے اس میں اپنی روح کو پھونک دیا۔ ان کے لئے مٹی کے مشرق سے یہ صبح نکلی کہ تم لوگ آدمؑ کو سجدہ کرو۔ اس پر خلعت کو دیکھا اور ہم نے کہا اے آدم تم ٹھہرو اور انہوں نے اس سے یہ علم لیا کہ اے آدم ان کو بتلا دے تب فرشتوں نے کہا کہ سلطنت کے مسند پر عزیز ہو کر بیٹھے جو کہ فخر کے مصر تک پہنچا دے۔ وہ عاشق ہے۔ جس پر محبوب کے وصل کی ہوا چلی ہے۔ عزیز ہے۔ جو کہ ملائکہ کی صورت سے چلی ہوئی مٹی تک پہنچا تھا۔ آدم نے چاہا کہ حضور قدس میں ہمیشہ رہے تب اپنے صاحب کی بلا کی وجہ سے بھول گیا۔ اور اس قول سے وسوسہ میں پڑا کہ بے شک تو اس میں بھوکا نہ رہے گا۔ اس پر اس کا دشمن اس سوراخ سے داخل ہوا۔ کیا میں تم کو ہمیشگی کا درخت بتلاؤں ان بیہودہ باتوں سے اس کو دھوکا دیا۔ کہ تم دونوں کو تمہارے رب نے نہیں منع کیا۔ الخ

وہ درخت ایک شمع تھی جو کہ اس کی بیوی کے فرش کے لئے لگائی گئی تھی۔ اس کے گرد ان پروں سے چکر لگایا۔ تب دونوں نے اس سے کھا لیا۔ پھر وہ اس شعلہ آگ سے جل گیا۔ کیا میں نے تم کو منع نہ کیا تھا۔

اس میں جو زمین کی ظلمت تھی۔ غفلت کی طرف جذب ہو گئی۔ اور نافرمانی کی۔ پھر چونکہ اس میں آسمانی نور تھا۔ تدارک کر لیا۔ اور کہا اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ پہلے مکان کی جدائی پر روئے۔ کہا کہ مجھ میں فراق محبوب کے

اٹھانے کی طاقت کہاں ہے۔

کہا گیا اے آدم گناہ، تجھ میں اور تیرے رب میں پردہ ہے۔ تو اس کے پاس پاک ہو کر حاضر ہوا تھا۔ ناپاک قدموں سے اس کو پامال نہ کیا تھا۔ اور محبوب کی مخالفت سے اس کی جدائی کے اسباب تاکیدی ہو گئے۔ ایسے گھر میں تم کیسے رہ سکتے ہو کہ جس میں تم نے اس گھر کے مالک کی نافرمانی کی۔

تب زبان حال سے کہا خداوندا تیری مقدر قضا سعی سے نہیں ٹل سکتی۔ اور تیری تقدیر کے تیر حیلوں کی زرہوں سے رد نہیں ہوں گے۔ میں نے تیری نافرمانی جرات سے نہیں کی۔ بلکہ غفلت سے کی۔ اور میں نے تیرے امر کی مخالفت نہیں کی۔ مگر اسی لئے کہ یہ ایک امر تھا۔ جو کہ میرے لئے پہلے سے لکھا جا چکا تھا۔ کہا گیا کہ اے آدمؑ نافرمانوں کا رونا میرے لئے تسبیح پڑھنے والوں کی آواز سے زیادہ پیارا ہے۔ گناہ کا اقرار اس کا کفارہ ہے۔ اور میں توبہ کرنے والے کے لئے بڑا بخشنے والا ہوں۔ ہم نے تیری لغزش اور نافرمانی سے پہلے یہ فرمان لکھ رکھا تھا کہ ہم نے اس پر رجوع کیا۔ اور تیری پیدائش سے پہلے ہم نے یہ عذر قبول کر لیا تھا۔ پھر وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا عزم بالجزم نہ پایا۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن سنجیم بن عیسیٰ حورانی اور علی بن عیسیٰ جو ستی اور ابو محمد رجب بن ابی منصور بن نصراللہ داری نے قاہرہ میں ۶۷۳ھ میں ان سب نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن ادریس یعقوبی نے قاہرہ میں ۶۱۷ھ میں کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن الحافظ ابی بکر عبدالرزاق بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادرؒ نے بغداد میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے ۵۹۴ھ میں (دوسرا سلسلہ شروع ہو گا)

خبر دی ہم کو ابو محمد ابوالحسن بن احمد بن محمد بن دلف اس کے جد مشہور ابن قوقا نے قاہرہ میں ۶۳۶ھ میں کہا خبر دی ہم کو تینوں شیخوں شیخ ابوالقاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ ابن احمد مشہور بہ ابن المنصوری نے بغداد میں ۶۳۱ھ میں اور شیخ ابو عمرو عثمان مشہور بہ قیصر اور شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان مشہور بہ ابن انجاز نے بغداد میں ۶۳۹ھ میں کہا ابوالقاسم نے خبر دی ہم کو ابوالسعود احمد بن ابی بکر حریمی مشہور مدلل نے بغداد میں

۵۷۶ھ میں اور کہا ابو عمرو ابوالحسن نے خبر دی ہم کو عمران کیمانی نے اور بزار نے بغداد میں ۵۹۱ھ میں ان سب نے کہا کہ شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن طفسونجیؒ نے طفسونج میں کرسی پر بیٹھ کر کہا میں اولیاء میں پرندوں میں کلنگ کی طرح ہوں۔ جس کی گردن سب جانوروں میں بڑی ہوتی ہے۔

تب کھڑا ہوا شیخ ابوالحسن علی بن احمد حبی' اور وہ عمدہ حال والا تھا اس نے اپنی گدڑی پھینک دی اور کہا کہ مجھے چھوڑو کہ تم سے جنگ کروں۔ تب شیخ عبدالرحمٰن۔ خاموش ہو گئے۔ اور کہا میں نے اس کا کوئی بال نہیں دیکھا۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے خالی ہو۔ اور اس کو حکم دیا۔ کہ اپنی گدڑی پہن لے۔ اس نے کہا کہ اتاری ہوئی گدڑی کو میں دوبارہ نہیں پہنوں گا۔

پھر اس نے (موضع) حبہ کی طرف اشارہ کر کے اپنی بیوی کو پکارا کہ اے فاطمہ مجھے کوئی کپڑا دے۔ جس کو میں پہنوں۔ تب اس نے وہیں حبہ سے اس کی آواز سن لی اور اس کا کپڑا راستہ کی طرف پھینک دیا۔ تاکہ وہ پہن لے۔

شیخ عبدالرحمٰن نے پوچھا کہ تمہارا پیر کون ہے؟ اس نے کہا کہ میرا پیر شیخ عبدالقادرؒ ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے شیخ عبدالقادرؒ کا نام زمین پر ہی سنا ہے۔ اور مجھے چالیس سال ہو گئے کہ تقدیر کے دروازہ پر ہوں میں نے ان کو وہاں نہیں دیکھا۔

پھر اپنے مریدوں کی ایک جماعت سے کہا کہ تم بغداد میں شیخ عبدالقادرؒ کے پاس جاؤ۔ اور ان سے کہو کہ تم کو عبدالرحمٰن سلام کہتا ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ مجھے تقدیر کے دروازہ پر چالیس سال ہو گئے ہیں۔ مگر میں نے آپ کو اس کے اندر اور اس کے باہر کبھی نہیں دیکھا۔

تب شیخ عبدالقادرؒ نے اس وقت کے عابدوں اور مظفر جمال عبدالحق حریمی عثمان صریفینی سے کہا کہ تم طفسونج میں جاؤ۔ راستہ میں تم کو ایک جماعت ملے گی جو کہ شیخ عبدالقادرؒ طفسونجی کے مریدوں میں سے ہے ان کو انہوں نے اس غرض کے لئے بھیجا ہے۔ اور پیغام کا ذکر کیا۔ پھر جب تم ان کو ملو تو ان کو واپس اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اور جب تم سب شیخ عبدالرحمٰن کے پاس پہنچو تو ان سے کہہ دو کہ عبدالقادرؒ آپ کو سلام

کہتے ہیں کہ تم دروازہ کے درکات اور درجات میں رہتے ہو۔ تم کو معلوم نہیں کہ حضوری میں کیا ہے۔ اور حضوری میں کون ہے۔ جو شخص کہ پردہ کے اندر ہو اس کو معلوم نہیں ہوا کرتا۔ میں پردہ ہوں۔ داخل ہوتا ہوں اور نکلتا ہوں سر کے دروازے سے ایسے مقام پر کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ تمہارے لئے فلاں خلعت فلاں وقت میں نے اپنے ہاتھ سے نکال لی تھی۔ جو کہ رضا کی خلعت تھی۔

اور دوسری علامت یہ ہے کہ فلاں سروپا فلاں رات میں تمہارے لئے میرے ہاتھ پر نکلی تھی۔ وہ فتح کی سروپا تھی۔

تیسری علامت یہ ہے کہ تم کو دروازوں میں میرے ہاتھ پر جس کو میں نے تمہارے لئے نکالا تھا۔ بارہ ولی اللہ کے سامنے خلعت ولایت دی گئی تھی۔ جو کہ کشادہ سبز رنگ تھی۔ جس کا نقش سورہ اخلاص تھا۔

وہ لوگ نصف راہ تک پہنچے تھے کہ اوپر سے شیخ عبدالرحمٰن کے مرید آملے۔ انہوں نے ان کو لوٹا دیا اور سب مل کر شیخ موصوف کی طرف آگئے۔ اور ان کو شیخ عبدالقادرؒ کا پیغام پہنچا دیا۔ انہوں نے سن کر کہا کہ شیخ عبدالقادر نے سچ کہا۔ وہ سلطان الوقت صاحب تصرف ہیں۔

(اور کہا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں) موسیٰ علیہ السلام لڑکے تھے لڑکپن میں قدم کے زمانہ کے مہد میں پرورش پائی۔ اور تاکہ "تو پرورش پائے میری آنکھوں کے سامنے" کے دودھ سے بچپن میں غذا حاصل کرے۔ وہ پرورش کئے گئے۔ ایسی گود میں یعنی میں نے تم کو اپنے لئے بنایا ہے"۔ اور صندوق میں مردہ کی طرح ڈال دیئے گئے تھے۔ تب ان کی ماں نے ذبح کے فتنہ کے خوف سے ان کو دریا میں ڈال دیا تو تقدیر نے ان کو ان کے دشمن کی گود میں بواسطہ "وہ میری آنکھ کی اور تیری آنکھ کی (ایک قسم) کی ٹھنڈک ہے"۔ اور ان کو ان کی ماں کی طرف اس سفارش سے کہ اس کو قتل نہ کر۔ لوٹا دے۔ اور قتل سے اس بات سے بچا لیا گیا۔ قریب ہے کہ ہم کو نفع دے" پھر ان کی عقل کا بچہ موجودات کے عجائب کے دیکھنے کے لئے خبردار کیا گیا۔ خدا کو اس نور سے پہچانا کہ "میرے سینہ کو کھول دے" اور قادر کے احکام کے ثبوت سے جاہل نہ

تھے۔ کیونکہ انبیاء معرفت کے نور پر پیدا ہوا کرتے ہیں۔ اور ان کی ارواحیں وجود کے صانع اور اثبات واجب الوجود کی توحید پر پیدا ہوتی ہیں۔ ان کے علم میں موجودات کی شکلیں نقش پکڑتی ہیں۔ پھر وہ زمانہ کی ناقص آنکھ میں نور ہو گیا۔ اور اس کے لئے اس خطیب نے یہ خطبہ پڑھا۔ ہم نے اس کو حکم دیا۔ اور تقدیر نے اس کے ساکن عزم کو حرکت دی اور اس کی خوابیدہ فکر کو فیصل شدہ امر نے خبردار کیا۔ تب اس کے بادل کا سیلاب شعیب علیہ السلام کی گھاٹی کی طرف گرا۔ جس نے مدین کی زمین میں اس کی کھیتی کو اگایا۔ "کہ میں تم سے پختہ تر پھل کے نکاح کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام مدت پوری کر چکے۔ تو اپنی بیوی کے ساتھ نکلے۔ وضع حمل اور رات اس طرح ظاہر ہوئی۔ جیسے جنت کی حور کی آنکھیں بادل کی آنکھوں سے آنسو برسا رہی تھیں۔ بجلی کی تلواریں بادل کے میان سے نکلتی تھیں۔ گرج کے شیر جنگل میں دھاڑتے تھے۔

تب گڑھے کی تلاش کی کہ کوئی بارش سے ٹھکانا ملے۔ تاکہ اپنی بیوی کے لئے اندھیرے کے پتھر کے چقماق سے شرارے نکالے۔ اور وادی مقدس کے اطراف میں آگ تلاش کرے۔ یہ ہوا اور شیفتگی اس کے سر کی عاشق ہے۔ سوزش اس کے روح کی ہم نشیں ہے۔ شوق اس کے دل کا ہم کلام ہے۔ خواہش نفسانی اس کے سینہ کی حشو (زوائد ہے)

تب ان کے لئے آگ کے محل میں نور ظاہر ہوا۔ صیاد نے ان کی روح کے پرندوں کے لئے یہ جال پھیلایا۔ کہ بے شک میں اللہ تعالےٰ ہوں۔ لوح تقدیر کی سطروں میں سے ایک سطر دیکھی۔ طور کی شمع ان کی روح کی فراست کے لئے ظاہر ہوئی اس کی عقل کا پاؤں محبت کرنے والے غم خوار کے جال میں پھنس گیا۔ اس کے کان میں اس خالص شراب کا پیالہ ڈال دیا۔ "میں اللہ ہوں کوئی معبود میرے سوا نہیں۔" اپنے کلام کی شراب سے اس کو مست بنا دیا۔ شیفتگی کے سمندروں کی موجیں اس کو ڈرانے لگیں۔ عشق کا جوش اس کے دل پر غالب ہوا۔ اس کے کان کے سوراخوں کو کلام کی لذت نے پھاڑ دیا۔ یہاں تک کہ اس کی آنکھ تک پہنچ گیا۔

پھر آنکھ نے اپنا حصہ نظر سے طلب کیا۔ اور دل کی شیفتگی نے اس کی موافقت کی۔ تب کہا اے میرے پروردگار! مجھے اپنی زیارت کرا کہ میں تجھ کو دیکھوں۔ کہا گیا اے موسیٰ اول پہاڑ کے شیشہ کی طرف دیکھ اور اپنے ثبات کے سونے کو اس کسوٹی پر پرکھ۔

پھر اگر وہ ٹھہرا رہا تو تجلی کی ہیبت کی وجہ سے پتھر کی حرکت کے وقت اپنے سکون کا اعتبار کر تب اس نور کی چمک کے وقت طور کے اجزا پارہ پارہ ہو گئے۔ اور قرب کی نسیم سے وادی مقدس کے درخت معطر ہو گئے۔ مبارک جگہ کے باغ وقت وصل کی ترو تازگی سے سرخ رنگ ہو گئے۔ اور طور کی پہاڑیاں تجلی کی وجہ سے باغ بن گئیں۔ اور بوجہ اس کی اس بڑی بات کے مجھ کو دکھا۔ فرشتوں سے اس کے اطراف بھر گئے۔

انبیاء علیہ السلام کی ارواح کھڑی ہو کر انتظار کرنے لگیں کہ اس کے بعد کیا ہو گا۔ ایسا کلام سنا کہ انسان کے کلام کی طرح نہ تھا۔ اس سے ایسا وجود مخاطب ہوا۔ کہ محدثات کی قسم میں سے نہ تھا۔ وجود کی تمام جہتوں سے آوازہ دیا گیا۔ اور کان آنکھ بن گیا۔ تب دل کی آنکھ سے کوہ طور کی طرف دیکھا۔ اور پہاڑ کے آئینہ کے نور کی چمک پر اس کی عقل کی آنکھ کے نور کی شعاع پڑی۔

اس کے حسن بصر کی بجلی کے دھوئیں پر وقت کی شعاعوں کا عکس پڑا تو ان کی فکر کی آنکھ جاتی رہی۔ طبیعت کی زبان گنگ ہوئی۔ حواس کے اسباب منقطع ہو گئے۔ موسیٰ علیہ السلام کی زبان حال بند ہو گئی۔ رحمٰن کے لئے آوازیں پست ہو گئیں خبر دینے والے نے اس کی صادق طلب سے خبر دی کہ موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے۔

کہا گیا کہ اے موسیٰ عمدہ تجلی کی شراب کے پینے سے تمہارا معدہ ضعیف ہے۔ انوار کی ان تیزیوں کے مقابلہ میں تیری آنکھیں تنگ ہیں۔ کہا کہ مجھ کو دکھا دے کہ میں تیری طرف دیکھوں۔ حدوث کی آنکھ قدم کے آفتاب کے شعاع میں نہیں کھلتی اس موجودات کے قانون کے درخت پر کہ "تم ہرگز اپنے رب کو بغیر موت کے نہ دیکھ سکو گے۔ نظر چڑھ نہیں سکتی۔ دنیا میں نظر کی خلعت غیب کے خزانوں میں صاحب

قاب قوسین (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے جمع کر دی گئی۔ یہ شرف دنیا میں سید اولاد آدم اور بشر کے ہادی یتیم کے سوا اور کوئی نہیں پا سکتا۔ اور "مت جاؤ قریب یتیم کے مال کے اسی قدر کہ بہتر ہو۔ یہاں تک کہ وہ جلد بلوغ تک پہنچ جائے۔"

موسیٰ علیہ السلام اس تلوار کی ضرب سے فوت ہو گئے۔ کہ تم اس کو ہرگز نہیں دیکھ سکو گے۔ فسوف کی روح سے زندہ کئے گئے۔ اور اس قدم پر کھڑے ہوئے میں نے تیری طرف رجوع کیا۔" تب وہ اس حلہ میں خراماں ہوا۔ کہ میں نے تم کو برگزیدہ کیا۔ پھر وہ اپنی بیوی کی طرف غیریت کا برقعہ پہن کر آئے۔ کہ ان کے آثار کا نور غیر لوگ نہ دیکھ لیں۔ ان صفراء دختر شعیب علیہ السلام نے کہا کہ اے کلیم اللہ میں آپ کا چہرہ دیکھنے کا مشتاق ہوں۔ سو آپ اپنے رخ سے برقعہ اٹھالیں۔ کہ میں دیکھ لوں۔ تب آپ نے کہا کہ میں تمہارے لئے ایسے چہرے کو کیونکر نکالوں کہ جو طور کے پہاڑ پر تجلی نور کی رونق پا چکا ہو تجھ کو میں ایسا باغ کیسے دکھاؤں۔ جس کی عمدہ خوشبو مہکتی ہے۔ لیکن تم اس بقایا شراب کی طرف ہیبت کے دبدبہ کے رخساروں کے پیالوں میں کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ میرے چہرے کے اسرار کی روشنیوں میں دیکھو کہ اس کے رب نے اس سے کلام کیا۔

اس نے کہا کہ میں اس پر راضی ہوں کہ اس کو دیکھوں اور پھر مروں۔ کیونکہ مجھ کو آپ کے چہرہ کے جمال کی تازگیوں کی طرف ایک نظر دیکھنے کے عوض میں اپنی جان دے دینا آسان ہے۔

اے غلام اپنے صدق طلب میں شعیب علیہ السلام کی صاجزادی کی طرح ہو جا اہل چراگاہ (متعلقین محبوبہ) کے دیکھنے کے اشتیاق میں اپنی جان کو بیچ ڈال۔ مطلوب کے پالینے کے عشق اور محبوب کے دیکھنے کے شوق کے لئے ایسے پختہ ارادے سے جو کہ اوروں کے جذب کر لینے سے علیحدہ ہے منازل کے قطع کرنے میں جلدی کر۔ حرمت کے حرم میں داخل ہو۔ عبودیت کے مقام میں کھڑا ہو۔ اور عشق و سوزش کی بزرگی کا قصد کر۔ پھر جلد ارواح کے برابر تو جا کھڑا ہو گا۔

دلوں کے یعقوب یوسف کے شہر کو دیکھ لیں گے۔ پھر اگر تیرے پاس ان کی طرف

سے ایسی خوشبو آئے جو کہ ان کے جمال کے نور سے روح کی سانس کو اٹھاتا ہے۔ تو اس کی تیز خوشبو سے بے بس اور مفتون ہو جا۔ اور اس وصل کے لوٹنے کی وجہ سے ان کی بجلی کی چمک کے لوٹنے کے باعث عشق اپنی جان بیچ ڈال۔ واللہ اپنے نفس کو ایک نظر (محبوب) کے عوض بیچنے والا ناکام نہیں ہوتا۔ نظر سے آنکھوں کا مقصود ہے۔ اور اس کو سوائے صاحب المقام المحمود (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے اس دنیا میں کوئی مخلوق میں سے نہیں پاسکا اور مشاہدہ سے یہ مقصود ہے کہ دل کی آنکھوں سے دیکھا جائے۔ اس کے مقالات کے فرمان اس دیوان سے دیکھتے ہیں وہ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے مخصوص کر دیتا ہے۔

اے صادق مرید شوق و ذوق ظاہر کر' اگر اپنی باطنی مجلس کی خلوت میں مشاہدہ کی خلعت سے کامیاب ہو چکا ہے۔ تو تجھ کو مبارک ہو۔ اور اگر وہاں تک نہیں پہنچا تو صدق کے راستہ پر قائم رہ یہاں تک کہ تجھے یقین آجائے یعنی موت اور انشاء اللہ صادقین کے گھر تک چلا جائے گا۔ پھر وہاں اپنا مطلوب دیکھے گا۔ اور اپنے محبوب کے دیکھنے کی وجہ سے اپنا نصیب لیگا۔ شجاعت ایک گھڑی کے صبر کا نام ہے۔

اے غلام موسیٰ علیہ السلام جیسی ہمت والا ہو۔ (جس نے کہا تمارنی یعنی مجھے اپنا آپ دکھلاوے کے سوا کوئی نفع نہ ہو گا۔ عیسوی توحید والا ہو) میں نے ان سے وہی کہا جس کا تو نے حکم دیا تھا۔ (کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو) مصطفیٰ کے اثبات والا ہو کہ آنکھ نے نہ کجی کی ہے نہ کوئی زیادتی۔ انبیاء کا شروع احوال' اولیاء کے قدموں کی سیڑھیوں کی غایت سے' رسولوں کے اقبال کا شروع' عارفین کی ہمتوں کی سیڑھیوں کا آخر ہوتا ہے۔

اے فقیر تیرے لئے اس رات خوشی ہو کہ تیری عقل کا موسیٰ تیری معرفت کے جنگل کے کنارے میں تیرے قرب کے مبارک مقام پر ہو۔ اگر تو اس بات کے پہچاننے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو ان آثار کے دلائل و اعمال کے اقسام کے صفات کے آثار طلب کر۔ (اور کہہ دے کہ) عمل کرو عنقریب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور مومنین تمہارے عمل کو دیکھیں گے۔

اے عقلوں کی مکھی تو ان باغوں کے پھولوں میں چر اور ان باغوں کی معرفتوں کے شہد کو جمع کر۔ یہاں تک کہ اگر اولیاء میں سے کوئی ولی بغیر مزاج محبت کے بیمار ہو جائے تو ہم عارفین کی بیماریوں کے طبیب اور شریعت اسلامیہ کے حکیم ملت حنیفہ کے صاحب سے کہیں گے۔ کہ پڑھ ایسی زبان سے کہ جس کے ساتھ میں نے کہا ہے۔ فصاحت کی طرف دلالت کی ہے۔ "اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور سینہ کی بیماریوں کی شفا اور مومنین کے لئے ہدایت و رحمت آئی ہے۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ابی بکر عمر بن اسحق بن نعیم بغدادی محدث نے قاہرہ میں ۷۶۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو طاہر جلیل بن شیخ ابو العباس احمد بن علی بن خلیل صرصری نے قاہرہ میں ۷۳۰ھ میں (یہاں سے دوسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے)

اور خبر دی ہم کو ابوبکر محمد بن ابی القاسم احمد بن علی بن یوسف بن صالح بغدادی حریمی نے قاہرہ میں ۶۷۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو الحسن خفاف بغدادی نے بغداد میں ۶۲۴ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو المسعود احمد بن ابی بکر حریمی بغدادی نے ۵۸۰ھ میں کہا کہ ابو المظفر حسن بن نجم بن احمد تاجر بغدادی شیخ حملو شیرہ فروشؒ کی خدمت میں ۵۲۱ھ میں حاضر ہوا۔ اور اس سے کہنے لگا کہ اے میرے سردار! میں نے شام کی طرف قافلہ کی تیاری کی ہے۔ جس میں سے سات سو دینار کا مال ہے انہوں نے فرمایا کہ اگر تم اس سال سفر کرو گے۔ تو قتل کئے جاؤ گے۔ اور تمہارا مال چھن جائے گا۔

تب وہ ان کے پاس سے غمزدہ ہو کر نکلا اور شیخ عبدالقادرؒ کو ملا۔ وہ ان دنوں ابھی جوان تھے۔ ان سے جو بات شیخ حملو نے کہی تھی سے بیان کی۔ تب ان کو شیخ عبدالقادرؒ نے فرمایا کہ تم سفر کرو۔ تم صحیح جاؤ گے اور مال لے کر واپس آؤ گے۔ اس کا میں ضامن ہوں۔

تب وہ شام کی طرف سفر کر گیا۔ اور ہزار دینار کو اپنا مال فروخت کر دیا۔ ایک دن حلب کے سقایہ میں انسانی ضرورت کے لئے داخل ہوا۔ اور ہزار دینار کو سقایہ کے طاق میں رکھ کر بھول گیا۔ اور باہر نکل آیا۔ اپنے ڈیرہ پر آکر سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے

کہ گویا وہ قافلہ میں ہے۔ جس پر عرب لوٹنے کو دوڑے ہیں۔ لوٹ لے گئے۔ اور تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔ ان میں سے ایک نے آکر اس کو بھی حربہ مار کر قتل کر دیا۔ تب یہ گھبرا کر نیند سے اٹھ کر کھڑا ہوا خون کا اثر گردن پر پایا۔ اور ضرب کی درد کو محسوس کیا۔

اس کو اپنا مال یاد آیا تو جلدی سے کھڑا ہوا۔ جب سقایہ میں جاکر دیکھا تو مال وہیں پڑا ہوا تھا۔ اس کو لے لیا۔ اور بغداد کی طرف سفر کر کے لوٹا۔ جب بغداد میں پہنچا تو دل میں کہنے لگا۔ کہ اگر میں شیخ حماد کی خدمت میں جاؤں تو وہ بزرگ بوڑھے تھے (مناسب ہے) اور اگر شیخ عبدالقادرؒ کی خدمت میں جاؤں (تو بھی مناسب ہے) کہ انہیں کی بات صحیح ہوئی۔

تب شیخ حماد اس کو سلطانی بازار میں مل پڑے اور کہنے لگے۔ اے ابو مظفر پہلے شیخ عبدالقادر کی خدمت میں جا۔ کیونکہ وہ خدا کا محبوب مخص ہے۔ اس نے تیرے بارے میں خدا تعالیٰ سے سترہ دفعہ دعا مانگی ہے۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ نے تیرے لئے جو بیداری میں قتل لکھا تھا۔ اس کو خواب میں کر دیا۔ اور جو تیرے مال کا لٹنا اور تیرا فقیر ہونا لکھا تھا۔ وہ نسیان میں کر دیا۔

تب وہ شیخ عبدالقادرؒ کی خدمت میں آیا تو آپ نے پہلے ہی فرمایا کہ تم کو شیخ حماد نے کہا ہے کہ میں نے سترہ دفعہ تمہارے لئے خدا کی جناب میں دعا مانگی ہے۔ مجھے معبود کی عزت کی قسم ہے۔ میں نے تمہارے بارے میں سترہ در سترہ سے لے کر ۷۰ مرتبہ تک دعا مانگی ہے۔ حتیٰ کہ جو قتل تیرے لئے بیداری میں لکھا گیا تھا۔ وہ خواب میں کر دیا گیا۔ اور جو مال کا لٹنا تھا وہ نسیان اور بھول میں کر دیا گیا۔

(اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شیخ نے یہ کہا ہے) جب کہ نور کے رہنے والوں کے دماغ اس عطر سے خوشبودار ہوئے۔ کہ "میں مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں"۔ ملکوت اعلیٰ ان انوار سے روشن ہو گیا۔ کہ "میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں"۔ تو قدس اشرف کے معبدوں کے رہبانوں سے کہا گیا کہ "جب میں نے اس کو برابر کیا اور اس میں روح کو پھونکا تو سب اس کو سجدہ کرتے ہوئے گر

گئے"۔ جو اصحاب تسبیح کرتے تھے۔ ان کے دماغ میں مٹی مشک بن گئی۔ اور آدم کی دلہن میں اس خلعت میں رونق پائی۔ کہ بیشک خدا نے پسند کیا۔ اور ملائکہ نے اس نور کی روشنی کی وجہ سے سجدہ کیا۔ اور میں نے پھونکا اس میں روح اپنی کو۔

موسیٰ علیہ السلام نے بلبل کو سنا کہ شیریں آواز سے گاتی ہے کہ بے شک میں اللہ ہوں۔ اور ایسے ساقی سے محبت کی کہ قدم کی شراب ان پیالوں میں ڈالتا ہے۔ کہ " میں نے تجھ کو پسند کیا"۔ طور کے پہلو اس سبب سے کھچ گئے۔ اس کے نیچے پہاڑ کے اطراف لپیٹے گئے۔ وادی مقدس میں درخت کے نیچے ٹھہر گیا۔ اور بہاقی کے دیکھنے کا مشتاق ہوا۔ اس کے سکر کے نشہ نے اس کے پہلوؤں کو حرکت دی۔ اس کے کثرت شوق نے اپنے ہاتھ سے اس کے عشق کے کاغذ پر یہ حروف لکھے کہ خداوندا! مجھے اپنا آپ دکھا دے۔ تب اس کے ہاتھ میں قلم نے پلٹا کھایا۔ اور لکھا کہ ہرگز تم مجھ کو نہ دیکھ سکو گے۔ اس کی عقل کی آنکھ کے لئے نور چمکنے والا روشن ہوا جو کہ چمکتا تھا۔ اور پہاڑ جنت بن گیا تھا۔ اگر آگ "گھر پڑا" کی نہ ہوتی۔ ہوش کے بعد کہا "تجھ کو پاکیزگی ہے" میں نے تیری طرف رجوع کیا۔ اس کی دولت گذرنے کے بعد اس سے کہا گیا رسالت کے قلم کو اس کے صاحب کو سپرد کر دیا۔ اور "کلام کرے گا لوگوں سے مہد کی حالت میں" اس کو دوات دے کہ میری توحید کی کتاب میں لکھے کہ بے شک میں خدا کا بندہ ہوں" اور اپنی رسالت کے صحیفوں میں یہ سطریں لکھ دے۔ اور میں "ایک ایسے رسول کی خوش خبری سنانے والا ہوں کہ جو میرے بعد آئے گا۔ جس کا نام احمدؐ ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شرف کا تاج یہ تھا۔ پاک ہے وہ اللہ جس نے اپنے بندوں کو ایک رات سیر کرائی۔ اس کے رب نے اس کو آسمان کے رہنے والوں پر پیش کیا۔ اس کی رسالت کے جمال کو جبکہ زینت دی تو اس عزت سے اس کو مشرف کیا۔ کہ "اتاری اپنے بندے پر کتاب" اور جس رات احمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو عروس کو جلا دیا گیا۔ تو اس رات ملکوت اعلیٰ میں انوار دوگنے تگنے ہو گئے آپ کی نور کے شخصیات کے باغ آپ کی ترو تازگی و رونق کی شعاع سے خوبصورت ہو گئے

آپ کے نور کی روشنی سے ملائکہ کی آنکھیں دب گئیں۔

ان سے کہا گیا اے اوپر کے باشندو جو کہ قدس کی روشنی والے ہو۔ سراج روشن ضمیر کی روشنی سے نور حاصل کرو۔ اب تم امام انبیاء کی حفاظت میں ہو۔ آسمانی آفتاب زمینی آفتاب کے ظہور کی وجہ سے چھپ گیا۔ طیبہ کے ستارہ کی طلوع کی وجہ سے (آسمانی) ستارے شرم کے مارے چھپ گئے۔ شہاب مکہ کی روشنی کی وجہ سے شہاب (آسمانی) بجھ گئے۔

احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی شعاع میں اور انوار داخل ہو گئے۔ قدس کے گرجوں کے درویش لوگ اس لئے نکلے ہیں کہ ایسے جمال کو دیکھیں کہ جو اس آیت کا صاحب ہے۔ اور "وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا"۔ اس سے کہا گیا کہ اے صاحب الوجود آپ کا طور شب معراج میں نور کا رفرف ہے۔ اور تمہاری وادی مقدس قاب قوسین ہے وہ بلبل جو تیرے لئے رجوع کرے گی خوش آواز ہے۔

تب "اپنے بندے کی طرف رجوع کی جو کچھ کہ کی" موسیٰ کا مطلب تیرے لئے ظاہر ہوا۔ اس کو فرمان ملاکہ "آنکھ نے نہ کجی کی اور نہ زیادتی"۔ تم آخری حرف ہو۔ جو انبیاء کے دیوان میں لکھے گئے ہو۔ تم بڑی سطر ہو جو کہ اس فرمان میں لکھے گئے ہو۔ کہ یہ رسول ہیں جن کو ہم نے فضیلت دی ہے"۔ تمہاری عروس افق اعلیٰ کے مکان میں آراستہ کی گئی ہے۔

ان کی خلقت میں سے ایک یہ ہے کہ بے شک اس نے اپنے رب کی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔ تیرے شرف کے وجود کی مانگ کے لئے ایسا تاج بنایا گیا کہ کبھی پہلے نہ بنایا گیا تھا۔ تمام انبیاء علیہم السلام اس رات کی عزت پر قادر نہ ہوئے۔ کہ اس نے سیر کرائی اپنے بندے کو قاب قوسین کے باغ کی ہوا بھی انہوں نے نہیں پائی۔ اور نہ ان میں سے کسی کو بالمشافہ کہا گیا۔ کہ السلام علیک ایہا النبی۔ یعنی تم پر اے نبی سلام ہو۔ اور تمام انبیاء او ادنیٰ "یعنی پاس سے زیادہ قریب ہوا"۔ کے حجاب سے پیچھے رہ گئے۔ ونا فتدلیٰ کا مالک بڑھا یعنی قریب ہوا۔ پھر زیادہ قریب ہوا۔ اور موجودات کی دلہنیں اس کے سامنے خلعت پہن کر دکھائی گئیں کہ بے شک اس نے دیکھا"۔ اور

آپ نے اس کی طرف خوب توجہ نہ کی۔ بلکہ اس ادب کا لحاظ رکھا کہ "اپنی آنکھوں کو نہ بڑھاؤ"۔ یہ وادی مقدس ہے۔ پھر کہاں موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ یہ روح القدس ہے۔ پھر کہاں ہے؟ عیسیٰ علیہ السلام یہ غسل خانہ ٹھنڈا اور پانی ہے۔ پھر کہاں ایوب علیہ السلام ہیں۔ عقلوں نے غیبوں کے میدانوں میں کس قدر سفر کیا ہے۔ اور کس قدر بلند باغوں کی طرف اپنی حاجات کے گھونسلوں سے فکروں کے پرندے اڑائے ہیں۔ کہ وہ اس اعلیٰ و اشرف ہواؤں کو طلب کرتے ہوں۔ اس روشن باغ کی خوشبوؤں میں طمع کرتے ہوں۔ ہر سمندر کے بھنور میں گھسنے میں مشغول ہوئے ہوں۔ پھر انہوں نے جو کچھ انہوں نے کیا۔ اس کے پانے کی سبیل نہ ہوئی۔

تب اس کی معرفتوں کی زبانوں نے پکارا کہ اے خاتم الرسل (سب سے آخری رسول) تم روح القدس ہو۔ تم وجود کے جسم کی روح ہو۔ تم موجودات کے باغ میں وارد ہوئے۔ تم دونوں جہانوں کی زندگی کا عین ہو۔ تمہارے لئے وحی کے در یتیم پرو دیئے گئے ہیں۔ تمہاری روح کے قدم بہ قدم کی جانب کی خوشبوئیں چلی ہیں۔ تمہارے لئے قدر کا ہار جھنڈا ہے۔ "اور البتہ عنقریب تم کو تمہارا رب دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا"۔

ملکوت اعلیٰ تمہارے علوم کے نور سے بوجہ تمہاری تعریف کے عطر کی مانند مہکتے ہیں تمہاری باتوں کی قندیلوں سے شرع کی قندیل روشن ہو گئی۔ حکم کے آسمان روشن ہو گئے۔

انبیاء علیہم السلام صفیں باندھ کر ان کے پیچھے کھڑے ہوئے۔ تاکہ اس کے جلال شہادت کی مجلس میں اقتداء کریں۔ کیونکہ وہ ان سے بڑھا ہوا ہے۔ پھر ان کو تقدیر کی منادی نے پکارا۔ اے سعادت کے گھونسلوں کے مالکو اور لوگوں پر حجت کے صاحبو! یہ بلندی کا تاج ہے۔ یہ روشنی کا آفتاب ہے۔ یہ انبیاء کے تاج کا موتی ہے۔ پس اپنی آنکھوں سے اس کی رونق و خوبصورتی کو دیکھو۔ اور ان آنکھوں کے برقعوں کو اس کی روشنی سے کھولو گے۔ تو اس کو ایک ایسا در یتیم پاؤ گے۔ کہ رسالت کے عمدہ موتیوں کی رونق کا شرف ہو گا۔ اور اسی کے سبب وحی کے جامہ کے حاشیہ کی خوبصورتی ہے۔

پھر تم اقرار کی زبان سے یہ آیت پڑھو کہ ہم "میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا مقام معلوم نہ ہو"۔

کس گلستان کو نہیں فصل بہاری سے نیاز؟
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا؟

ہم کو خبر دی شیخ ابو الفتوح محمد بن شیخ ابو المحاسن یوسف بن اسماعیل بن احمد بن علی قرشی تمیمی بکری بغدادی قلقشی حنبلی نے قاہرہ میں ۶۶۸ھ میں۔ کہا خبر دی ہم کو شیخ شریف ابو جعفر محمد بن ابی القاسم لبیب بن ابی الاکرم مکی علوی حسنی نے بغداد میں ۶۳۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو الخیر محمد بن محفوظ بن حتیمہ نے بغداد میں اپنے مکان میں جو کہ محلہ ازج میں تھا۔ ۳ رجب ۵۹۳ھ میں کہا کہ میں اور شیخ ابو السعود بن ابی بکر حریمی شیخ محمد بن قائد ادانی۔ شیخ ابو محمد حسن فارسی۔ شیخ جمیل صاحب القدم و صاحب نیز شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بزاز شیخ ابو حفص عمری ابی نصر غزال شیخ خلیل بن شیخ احمد صرصری۔ شیخ ابو البرکات علی بن غنائم بن فتح عدوی عمری بطائحی' حمامی شیخ ابو الفتوح نصر بن ابی الفرج محمد بن علی بغدادی مقری مشہور ابن الحضری ابو عبداللہ محمد بن وزیر عون الدین ابی المظفر بن ہیرہ ابو الفتوح عبداللہ بن ہبۃ اللہ ابو القاسم علی بن محمد بن صاحب۔ یہ سب مشائخ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلیؒ کی خدمت میں ان کے مدرسہ میں حاضر تھے۔ تب آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک شخص' حاجت طلب کرے تاکہ میں اس کو دوں۔ شیخ ابو السعود نے کہا میں اختیار ترک کرنا چاہتا ہوں۔ اور شیخ ابن قائد نے کہا میں مجاہدہ کی قوت چاہتا ہوں۔ شیخ بزاز نے کہا میں خدا کا خوف چاہتا ہوں۔ شیخ ابو الحسن فارسی نے کہا کہ میرا خدا کے ساتھ ایک حال تھا۔ جو کہ جاتا رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ پھر لوٹ آئے۔ شیخ جمیل نے کہا میں حفظ وقت چاہتا ہوں۔ شیخ عمر غزال نے کہا میں علم کی زیادتی چاہتا ہوں۔ شیخ خلیل بن صرصری نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مقام قطبیت کے پانے سے پہلے۔ نہ مروں۔ شیخ ابو البرکات حمامی نے کہا کہ خدا کی محبت میں استغراق چاہتا ہوں۔ شیخ ابو الفتوح بن عنصری نے کہا میں

قرآن و حدیث کو حفظ کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ موار و ربانیہ وغیرہ میں فرق کرلوں۔ ابو عبداللہ بن ہبیرہ نے کہا میں وزارت کا نائب بننا چاہتا ہوں۔ ابو الفتوح بن ہبیت اللہ نے کہا میں گھر کا استاد بننا چاہتا ہوں۔ ابو القاسم بن صاحب نے کہا میں باب عزیز کا دربان بننا چاہتا ہوں۔

تب شیخ عبدالقادرؒ نے کہا کہ .ہم ان میں سے ہر ایک کی مدد کرتے ہیں۔ اور یہ چیزیں تیرے رب کی بخشش ہیں۔ اور تیرے رب کی بخشش ممنوع نہیں ہے۔"

ابوالخیر کہتے ہیں کہ خدا کی قسم سب نے جو طلب کیا تھا۔ وہ پالیا۔ اور میں نے ہر ایک کو اسی حالت پر دیکھا۔ جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔ مگر شیخ خلیل بن صرصری کہ اس پر ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا۔ کہ اس میں تعلیت کا وعدہ لیا تھا۔ شیخ ابو السعود کا یہ حال ہوا کہ وہ ترک اختیار میں اعلیٰ درجہ تک پہنچ گئے۔ اور اس میں بہت سے متقدمین پر بڑھ گئے۔ میں نے ان سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے دل میں کبھی وہ بات نہیں گذری جو کہ میرے سجادہ سے خارج ہو ان کا حال ایسا تھا کہ ویسا بہت کم ہو گا۔

شیخ ابن قائد کا مجاہدہ اتنا قوی ہو گیا کہ اس کے اہل زمانہ میں سے ہم کو کسی کا ایسا مجاہدہ معلوم نہ ہوا۔ وہ زمین کے نیچے ۲۸ سال کے بعد بیٹھے۔ میں نے ان سے ۵۲۰ھ میں سنا کہ وہ کہتے تھے۔ میں سخت بھوکا اور سخت پیاسا رہا۔ بہت سویا اور بہت جاگا۔ بہت ڈرا۔ بلا مجھ سے بھاگتی تھی۔ اور اللہ تعالے اپنے امر پر غالب ہے۔ شیخ بزاز خوف میں بڑے عالی درجہ تک پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ خوف کے مارے۔ کسی وقت اس کے مغز میں سے پانی ٹپک کر اس کے گلے میں اتر آیا تھا۔

شیخ ابو الحسن فارسی کی طرف شیخ عبدالقادرؒ نے اپنی مجلس میں دیکھا جس سے وہ گھبرا گئے۔ اور اسی وقت کھڑے ہو گئے۔ میں اگلے دن ان سے ملا اور حال پوچھا تو کہا کہ جس حال کو میں نے کھو دیا تھا۔ شیخ نے وہ حال لوٹا دیا اور ایک ہی نظر میں اور زیادہ بھی دے دیا۔

شیخ جمیل کا یہ حال ہوا کہ وقت وقت اور دم کی حفاظت میں ہمارے علم میں اس درجہ تک پہنچ گئے کہ اور کوئی اس درجہ تک نہ پہنچا ہو گا۔ یہاں تک کہ وہ پاخانہ میں

جاتے تو اپنی تسبیح کو دیوار کی کھونٹی پر لٹکا جاتے۔ اور اس کے دانے ایک ایک کر کے چکر (خود بخود) لگاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اس کو پکڑ لیتے۔ میں نے ان کا یہ حال بارہا دیکھا۔

شیخ خلیل صرصری کو شیخ عبدالقادرؒ نے فرمایا کہ اے خلیل تم جب تک قطب نہ ہو گے۔ مرنے کے نہیں۔ اور میں نے آپ سے اس کے بعد کئی مرتبہ سنا کہ خلیل صرصری جب تک قطب نہ ہو لیں گے نہیں مریں گے۔

شیخ عمر غزال نے مختلف فنون کے علوم کی جمع اور بہت کچھ حفظ کر لیا۔ اور ان کے خزانہ سے ہزار کتابوں سے زیادہ فروخت کی گئیں۔ اس پر ان کو عتاب کیا گیا تو کہا کہ یہ سب مجھے حفظ ہیں۔

شیخ ابو البرکات ہاشمی کی طرف شیخ عبدالقادرؒ نے جب کہ وہ مجلس میں بیٹھے تھے۔ ایسی نظر فرمائی کہ بیہوش ہو گئے۔ تب ان کو آپ کے سامنے سے اٹھا لیا گیا۔ کہ ان کو کچھ ہوش نہ تھا۔ ہم نے ان کو بغداد سے ایک مدت تک گم پایا۔ پھر ہم نے ایک مدت بعد کرخ کے میدان میں پایا کہ وہ آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کلام کیا۔ تو انہوں نے مجھے جواب نہ دیا۔ تب میں لوٹ آیا۔ پھر میں کئی سال کے بعد بصرہ کو گیا۔ تو پھر میں نے ان کو پہلے حال پر دیکھا کہ باہر جنگل میں ایک ٹیلہ پر بیٹھے ہیں۔ میں ان کے پاس آیا۔ اور ان سے کلام کیا۔ تب بھی مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر میں ان کے ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ اور میں نے کہا۔ خداوندا بحرمت شیخ عبدالقادرؒ ان پر عقل کو لوٹا کہ مجھ سے کلام کریں۔ تب وہ کھڑے ہوئے۔ اور میرے پاس آئے۔ مجھے سلام کہا۔ میں نے ان سے دریافت کیا۔ یہ کیا حال ہے۔؟ اس نے کہا کہ بھائی صاحب میں اس ایک نظر سے جو کہ شیخ عبدالقادرؒ نے میری طرف دیکھا تھا۔ خدا کی ایسی محبت دیا گیا ہوں کہ اس نے مجھے میرے نفس اور وجود سے غائب کر دیا ہے۔ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو مجھے اس حالت میں کر دیا گیا۔ پھر وہ اپنی جگہ پر چلے گئے۔ اور اسی حال پر لوٹ آئے جیسے کہ وہ تھے۔ میں روتا ہوا واپس آگیا پھر مجھے خبر ملی کہ وہ اسی حالت میں ۵۷۳ھ میں انتقال کر گئے۔

شیخ ابو الفتوح بن خضری نے قرآن حکیم کو چھ ماہ میں حفظ کیا۔ اور اس پر اس کا حفظ کرنا آسان ہو گیا۔ اور پہلے اس سے سخت مشکل ساتوں قرات اور بہت سی کتب حدیث بھی انہوں نے یاد کر لیں۔ ہمیشہ سناتے رہتے اور فائدہ پہنچاتے رہتے یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

لیکن میرا یہ حال ہوا کہ شیخ نے میرے سینے پر جب کہ میں ان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ تب میں نے اسی وقت اپنے سینے میں ایک نور پایا۔ اور میں اب تک حق و باطل امور میں اور ہدایت و گمراہی میں اس کی وجہ سے فرق کر لیتا ہوں۔ پہلے اس سے میں بوجہ شبہات کے بیقرار رہا کرتا تھا۔

ابو عبداللہ بن ہیرہ کا یہ حال ہوا کہ نائب وزارت پر مامور ہوا۔ اور مدت تک اس میں ملازم رہا۔

ابو الفتوح محمد بن یوسف قلقشی کہتے ہیں کہ میں نے دو شیخوں یعنی شیخ ابو عمرو عثمان بن یوسف سلیمان معروف بقصیر سے بغداد میں محرم ۵۳۵ھ میں۔ اور شیخ ابو الحسن علیا بن سلیمان معروف نانبائی سے بغداد میں ۵۴۳ھ میں سنا یہ دونوں کہتے تھے کہ شیخ خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے قطب ہو گئے۔

اور خبر دی ہم کو فقیہ ابو الحسن بن ہبۃ اللہ بن سعید بن محمد بن احمد یمنیؒ زبیدی شافعی نے قاہرہ میں ۶۷۰ھ میں کہا کہ میں نے اپنے شیخ پیشوا ابو الغیث عبدالرحمن بن جمیل یمنیؒ سے رجب ۵۴۴ھ میں سنا وہ کہتے تھے۔ کہ ایک شخص جس کو شیخ خلیل صرصری کہتے تھے۔ بغداد میں اپنی موت سے سات دن پہلے قطب ہو گیا۔

اور شیخ اس قول میں یحبہم و یحبو نہ کہ وہ ان کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ اس کو دوست رکھتے ہیں" یہ فرمایا ہے دل کی آنکھوں سے انہوں نے دیکھا۔ غفلت کے برقعوں کو بھیدوں کے چہروں سے اٹھا دیا۔ عالم الغیب کو لوگوں کے سامنے دلوں کے شیشوں کی صفائی سے دیکھا۔ معانی کے جواہرات وحی کے کلمات کے ہار کے نچھاور کرنے سے چنے اور قدم کی حکمتوں کے ربیع کے باغوں میں اسرار کی سمجھوں کے سرچشموں سے مستفید ہوتے ہوئے۔ ازل کے اوصاف کی دلہنوں کو فکروں کی کنگھیوں سے رونق

دار و آراستہ کیا۔ اور ایسے دلوں سے حاضر کئے گئے کہ وہ اور قالبوں کی طرف متوجہ نہ تھے۔ ایسے ارواح قدسیہ کے ساتھ حاضر کئے گئے کہ وہ ان شکلوں کے مکانوں سے الفت کرتے تھے۔ مراتب اقدس کی اطراف کی طرف مٹی کے شکلوں کے گھروں سے عقلوں کو لئے ہوئے نکالے گئے۔ اپنی ہمتوں کی شریف سواریوں کی مدد سے واحدانیت کے جلال کے باغوں کو طلب کرنے لگے۔ قرآن کے باغ کی خوشبوؤں کے سونگھنے کے لئے اپنی ارواح کے دماغ سے میلان کیا۔ فرمایا کہ معشوق ارواح اور محبوب قلوب۔ طالبین کی غایت امید اس کے مخلوق سے برگزیدہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ پس عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائے گا۔ کہ وہ ان کو دوست رکھے گا۔ اور وہ اس کو دوست رکھیں گے۔

وہ عدم کے بستروں پر غائب کی خواب گاھوں میں پڑے سوتے تھے۔ وہ بخشش کی غار میں جوان تھے۔ تب ان کی ذاتوں کے ذرات کو مٹی کے اجزاء سے پہلی تقدیر نے نکالا صفائی کی آگ سے ان کی میل کو دور کیا۔ اور یحبھم (یعنی وہ ان کو دوست) کی سطروں کو ازل کی ٹکسال میں بخششوں کے سنار نے نقش کیا۔ ان کی طرف سے جب کہ وہ عدم کے پردہ میں تھے۔ کہا کہ یحبو نہ یعنی وہ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ جانوروں کی بولی کو وقت کا سلیمان ہی سمجھے گا۔ اور عاشقوں کے آنکھوں کے اشارات کو سوائے عاشق مجنوں کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

جب ازل کے کاتب نے قدم کے دیوان میں ارواح کی صاف تختیوں پر محبت کی سیاہی کی مدد سے برگزیدگی کے قلم سے یحبھم و یحبو نہ کی سطروں کو لکھا۔ ان کے وجودوں کے گرجوں کے رہبان (درویش) عدم میں تھے۔ غیب کے پردوں کے سیپوں میں ان کے وجود کے موتی چھپے ہوئے تھے۔ اور کن کے پردوں کے درختوں کے سایوں کے نیچے ان کی جانوں کے ہم نشین سوئے پڑے تھے۔ تب تقدیر کے موذن نے نسیم کی ہوا سے ان کو بیدار کیا۔ پھر وہ موجود ہو گئے۔ دنیا کی تاریکی ان کے وجود کی شمعوں کی روشنی سے منور ہو گئی۔ ان کی جانیں صورتوں کے محلوں میں رہنے لگیں۔ ان کی صفائی اس کی کدورت سے مل گئی۔ ان کے نور، ظلمت عنصری سے مل گئے۔ ارواح

مسافر کی طرح دور کے شہروں میں جا اترے۔ پھر انہوں نے جناب قدم میں جو روشنی دیکھی تھی۔ اس کے مشتاق ہوئے۔ اور مواطن قدس میں جس چیز سے مانوس تھے اس کا شوق ظاہر کیا۔ اس پر عرصہ تک اتار چڑھاؤ رہا۔ عشق کے میدان میں ان کے وجود کے ذرات اڑنے والے ذرات ہو گئے۔ اور جب وہ میدان قرب کی طرف نکلے تو مہربانی کے ہاتھ نے ان سب کو اعلیٰ قدر مراتب مقررہ تقدیر محبت کی خلعتیں پہنا دیں۔ اور ان کے خواص کو محبت کی مجلس میں یحبھم و یحبو نہ کے جھنڈے دے دئے۔ ان کے لئے عزت کے رسے سارعوا (یعنی جلدی کرو) کے سمندر کے کنارہ پر لٹکا دیئے۔ ازل کی کچہری کے کاتب کو حکم دیا کہ بڑی سعادت کا فرمان ان کے لئے لکھ دے اور اس کی تحریر کو واللہ یدعو الی دار السلام (یعنی اللہ تعالیٰ دارالسلام کی طرف بلاتا ہے) کی مہر پر ختم کر دیا۔ اور اس کے خطاب کا عنوان یہ رکھا۔ فاتبعونی یحبب کم اللہ یعنی پس تم میری تابعداری کرو۔ اللہ تعالے تم کو دوست رکھے گا۔ اور اس کو قاصدانہ قد جاء کم من اللہ نور (یعنی بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا ہے)۔ کی سواری پر سوار کر کے بھیجا۔ اے مخاطب یہ اسرار کا تخت خاکی اطوار کے خیمہ میں رکھا جاتا ہے۔ اور یقین کی آنکھوں سے توحید کے خط کا نقطہ دیکھا جاتا ہے۔ وجود کی بنا کا قاعدہ (یہ آیت ہے) ھو الاول ھو الاخر ھو الظاھر ھو الباطن یعنی وہی اول ہے۔ وہی آخر ہے۔ وہی ظاہر ہے۔ وہی باطن ہے۔

سلطان حقیقت

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن ابی عمران موسیٰ بن احمد قرشی خالدی اور ابو محمد سالم بن علی بن عبداللہ و میاطی نے قاہرہ میں ۱۷۱ھ میں ان دونوں نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عالم و بانی شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی نے کہا کہ خبر دی ہم کو حسن نے حلب میں ۶۱۸ھ میں کہا خبر دی ہم کو سالم نے بغداد میں ۶۱۴ھ میں کہا کہ میں ایام جوانی میں علم کلام پڑھنے لگا اور اس میں میں نے بہت سی کتابیں حفظ کیں یہاں تک کہ میں فقیہ بن گیا۔ میرا چچا اس سے مجھے جھڑکتا رہتا تھا۔ لیکن میں باز نہ آتا تھا۔ وہ ایک دن مجھے ساتھ لے کر حضرت شیخ عبدالقادرؒ کی زیارت کو آیا۔ اور مجھ سے کہنے لگا کہ اے عمر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تخلیہ میں باتیں کرنے آؤ تو پہلے صدقہ دے لیا کرو۔

اور ہم ایک ایسے شخص کی خدمت میں چلے ہیں کہ اس کا دل خدا تعالیٰ کی طرف سے باتیں کرتا ہے۔ تم سوچو کہ ہم ان کی خدمت میں کیسے جاتے ہیں کہ ان کی زیارت کی برکت حاصل کریں۔ پھر جب ہم ان کی خدمت میں بیٹھے تو میرے چچا نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ اے میرے آقا یہ عمر میرا بھتیجا ہے۔ علم کلام میں مشغول ہے میں اسے منع کرتا ہوں۔ لیکن یہ باز نہیں آتا۔

آپ نے فرمایا کہ اے عمر تم نے کون کون سی کتاب علم کلام کی حفظ کی ہے۔ میں نے کہا کہ فلاں فلاں کتاب۔ تب آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینہ پر پھیرا تو خدا کی قسم اس علم کو میرے سینہ سے ایسا نکالا کہ مجھ کو ایک لفظ بھی اس کا یاد نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وہ تمام مسائل بھلا دیئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں اسی وقت علم لدنی بھر دیا۔ پھر میں آپ کے پاس سے اٹھا تو حکمت کی باتیں کرتا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ اے عمر تم عراق میں سب سے آخر مشہور ہو گے۔ وہ کہتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر سلطان حقیقت اور حقیقت وجود میں تصرف کرنے والے تھے۔

اور خبر دی ہم کو حسن بن موسیٰ خالدی اور ابوالحسن بن ابی بکر ابو الثنا احمد بن صالح

قرشی ہاشمی تفلیسی نے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں ان دونوں نے کہا کہ ہم نے شیخ نجم الدین تفلیسی شیخ پیشوا شہاب الدین احمد سہروردیؒ کے صاحب و مرید سے بغداد میں ۶۳۱ھ میں یہ سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں خلوت میں اپنے شیخ شہاب الدین احمد سہروردی کے نزدیک بغداد میں چالیس دن تک بیٹھا۔ میں نے چالیسویں دن موقع میں شیخ شہاب الدین کو اونچے پہاڑ پر دیکھا کہ ان کے پاس بہت سے جواہرات ہیں۔ اور پہاڑ کے نیچے بہت سے لوگ ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک صاع (پیمانہ ۴ سیر) ہے۔ جس کو بھرتے ہیں۔ اور لوگوں پر پھینکتے ہیں۔ وہ جلد جلد ان کو لیتے ہیں۔ اور جب جواہرات کم ہوتے ہیں تو ایسے بڑھتے ہیں کہ گویا ایک چشمے سے پھوٹتے ہیں۔

تب میں خلوت سے اس کے آخر دن میں نکلا۔ اور آپ کے پاس آیا۔ کہ ان کو اپنے مشاہدہ کی خبر سناؤں۔ انہوں نے اس سے پہلے کہ میں ان کو خبر دوں مجھے کہا کہ جو تم نے دیکھا ہے۔ وہ سچ ہے۔ اور اس کے مثل اور بھی ہے جو کہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے ذات کی طرف سے کہ انہوں نے مجھے علم کلام کے عوض میں دیا تھا۔ کیونکہ ان کا ہاتھ ایسا تھا کہ جو خدا کی طرف سے پھیلا ہوا تھا۔ جو پورا تصرف کرنے والا تھا۔ جس کے فعل ہمیشہ خارق عادت تھے۔

عشق قدیم

(اور فرمایا ابراہیم الخلیل صلوت اللہ و سلامہ' علیہ و علیٰ نبینا افضل الصلواۃ کے بارہ میں) ابراہیم علیہ السلام بچہ تھے۔ جنہوں نے قدم کی مہربانی کے مہد میں کرم کے درخت کے نیچے پرورش پائی تھی۔ ان کو فضل کی بخشش کا پنکھا جھلتا تھا جس کی ہوائے نسیم یہ تھی ولقد اتینا ابراھیم رشدہ من قبل یعنی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو پہلے ہی سے راہنمائی عطا کی جب کہ تقدیر نے ذاتوں کے ذرات اور جانوروں کی ارواح کی مجلس عہد میں جمع کیا۔ "اور جب عہد لیا تیرے رب نے"۔ اور الست بربکم (کیا میں تمہارا رب نہیں) کی گردنیں بولیں۔ پس اس کی ہدایت و نیک بختی کی زبان ان لوگوں میں سے پہلے تھی جو کہ دوستی کے نمبر پر بلی کے کلمہ سے بولی تھی۔ پھر اس کے سر کے

کانوں نے سلام علی ابراھیم کی (یعنی ابراہیم پر سلام ہے) لذت معلوم کی اور ازل کے ساقیوں نے واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا (یعنی بنایا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل) کے شراب کے پیالے اس پر دور کئے۔ تب وہ غلبہ سکر کی وجہ سے وجد کرتا ہوا اپنے عشق کی شیفتگی کی بساط پر گر گیا۔ اور ان کے دل کے درمیان شوق کا جوش مارنے لگا۔ ان کی عقل کی چراگاہ پر عشق کا سلطان قابض ہو گیا۔ پاک مجلس میں اس باد نسیم کے درمیان پڑے رہے۔ اور ان کو گواہ بنایا یہاں تک کہ ان کے ظہور کا وقت زمانہ کے خیمہ میں نمرود بن کنعان کے وقت آگیا۔

تب وہ اٹھا اس نسیم کی زندگی کی خوشبو محبت کے جنگلوں میں سونگھنے لگا۔ تنہائی کو طلب کرتا ہوا لیلی کی مجلس میں حیران پھرتا تھا۔ محبت کی پردہ دری کی اس کو لذت و شیرینی معلوم ہوئی۔ اور شوق اس کے عشق کو تازہ کرتا تھا۔ عشق اس کے دبے ہوئے غم کو ابھارتا تھا۔ اور بڑا خلیل غار سے ایسے حال میں نکلا کہ سوزش عشق اس کے دل میں آگ بھڑکاتی تھی۔ اس کے فکر اور دل کی آنکھ آسمان کی دلہنوں کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگی۔ اور اس کے ہم نشین حال نے اس سے جمال کے قصہ گو سے کہا کہ "میری اور تیری آنکھ کی ٹھنڈک ہے"۔ اس کی بصیرت کی شعاعیں بجلی کی طرح چمکیں۔ اس کے لئے یہ بجلی چمکی کہ "ہم ابراہیم علیہ السلام کو آسمان اور زمین کے ملک دکھاتے تھے۔ پھر اس کے لئے فکر کی نگاہ نے عالم کے میدانوں اور بلندی کے باغوں میں اپنے خوشخبری سنانے والے کی آنکھوں سے جولانی کی۔ اس کے غلبہ شوق کی دو بجلیوں نے عشق کے سکر کو آشفتہ کیا۔ ہر دل کی آنکھ سے کوئی ایسی چمک نہ دیکھی مگر اسی کو اپنا مطلب سمجھا۔ اور اس کی باطن کی آنکھ کے سامنے جو چیز نکلی۔ اس کو اپنا محبوب خیال کیا۔ جب کوئی شے اس کے سامنے ظاہر ہوتی' تو اس کی شکل کو ایسا ساقی سمجھتا۔ جس کے ہاتھ میں پیالہ ہے۔ اس کو مخاطب کرتا اور رات نے موجودات کے کپڑے کو اپنی ظلمت سے رنگ دیا۔ فراخ بسترہ پر اپنے خیمہ کے دامنوں کو بچھا دیا۔ آسمان کا باغ روشن ہوا۔ اور تمام روشنی پھیل گئی۔ قضا کے درخت ہنسنے لگے۔ وجود کے چہرے نے باد نسیم کو بے ہوش کر دیا۔ انوار کے جمال نے بادلوں کے پردوں کو اس پر ڈال دیا۔

آنکھوں کے پاک کرنے والے نے اس کے ڈر سے پردوں کو قطع کر دیا۔ اور رنگ برنگ خیمے عروس کی طرح کمال ناز و انداز کے ساتھ رونق دیئے جاتے تھے۔ بلند قبہ مست خراماں پہلو کی طرح دائیں بائیں ٹہلتا تھا۔

آسمان کا باغ ستاروں کے پھولوں سے سجا ہوا تھا۔ بلندی کا سمندر روشن شہابوں کے موتیوں کے ساتھ موجیں مار رہا تھا۔ ستاروں کی منزلوں کی صفات مشارق و مغارب کے درجوں میں آتی جاتی تھیں۔ پس مشتری نشہ میں چور عاشق یا بے قرار مست محب کی طرح تھا۔

مریخ اس عشق کی آگ کے انگارے کی طرح تھا۔ جو کہ عاشق سرگشتہ کے دل میں ہو۔ ثریا اس لاغر عاشق کی طرح تھی۔ جس میں کہ جدائی کے دور سے سوزش عشق نے سر اور آنکھوں کے سوا اور کوئی نظارہ دیکھا ہی نہ ہو۔ جوزا سلطان محبت کے خیمے کی طرح تھا۔ اور محب کی روح کی بستی میں داخل ہوا۔ اور اس کے دل کا مالک بن گیا۔ صبا حبیب کے ایلچی کی طرح تھی۔ جو کہ احباب کی جانوں کی طرف یہ پیغام پہنچاتی تھی۔ کیا کوئی دعا مانگنے والا ہے۔ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے۔ آؤ دروازہ کی طرف یاد رکھو۔ عشق محب کے دل کو عاشق بنانے والا ہے۔ اور سوزش عشق طالب کی روح کو جلانے والی ہے۔ شوق حبیب فکر کا ہم قسم ہے۔ غمزدہ کے دل پر عشق غالب ہوا کرتا ہے۔

عشق قدیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وجود پر ظاہر ہوا۔ تب اس کے سامنے پھولوں کے چہرے کا جمال ساقی کی حالت میں اس درگاہ میں ظاہر ہوا۔ اس کی روشنی کی شعاؤں میں چمکتا تھا۔ اس کی رونقی حالت میں پھولوں کے لشکروں میں خراماں چلتا تھا۔ گویا کہ وہ اپنے کمال کے درہ کے پروار میں ہے۔ تب اس کی نظر کی زبان نے اپنی فکر کی فہم سے کہا کہ اگر یہ اپنی سیر میں اپنے اختیار کے موافق قدرت رکھنے والوں کا تصرف اور آسمان کی منازل سے جسے چاہے مختاروں کی سی نقل و حرکت کرے گا۔ تو میں اس کو اپنی محبت کی زبان کے ساتھ دل سے کہوں گا کہ "یہ میرا رب ہے"۔ اور اگر یہ اپنے حالات کی باگوں کا مالک نہ ہو گا۔ اور اس کا مبداء اس کے انجام کی شکل

کے مخالف اور گذشتہ تقدیر کی گود میں ہو گا۔ جس کو خیر کے اختلاف چھپا لیں گے۔ اپنے نفس کا ضرر رفع نہ کر سکے گا۔

تب اس کے سوا دوسرا مطلوب ہو گا جو اپنے پکارنے والے کی بات کو مان لے گا۔ پھر جب دونوں صفوں میں اس پر غروب کے لشکر حائل ہو گئے۔ اور دونوں لشکروں میں نزول کے وقت گرا۔ بجھنے کے بعد ظلمت کے سمندر میں غرق ہوا۔ کناروں کی چادروں میں چھپ کر غائب اور مخفی ہو گیا۔ تو اس کی فکر کی آنکھ پر حقیقت الامر ظاہر ہوئی اور صفائے یقین کی زبان سے یہ کہا کہ میں غروب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر چاند نکلا جسے آپ نے کمال کے برج میں نور کے جمال میں اپنی شعاؤں کی روشنی سے آسمان کے محلول کو روشن کر دیا۔ اور روشنی کے لشکروں کو اس کے حضور میں بھیجا۔ تب کہا کہ یہ تو بڑی عزت اور مرتبے والا ہے۔ اب اگر اس کی سیر تغیر و تبدل و غروب و طلوع تقدم روح سے بچ رہی تو میں اپنی سمجھ کی زبان اور دل سے کہوں گا کہ یہ میرا رب ہے۔ لیکن جب اس کے چہرہ کی بلندی کی رونق کو پوشیدگی نے چھپا لیا۔ زمانہ کے ہاتھوں نے اس کے انوار کو اچک لیا۔ اس کے بدر پر احاطہ نے غلبہ کیا۔ تقدیر نے اس کے وجود کی علامت کو عدم کی تلوار سے کاٹ لیا۔ زمین کے بھنور میں بھاگنے والے کی طرح غوطہ لگایا۔ اس کے رہبر کا آزاد اپنی تحصیل کی قید میں ٹھہر گیا۔ تو پیغمبروں کی تحقیقی زبان سے یہ کہا کہ اگر مجھ کو میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بالضرور گمراہ قوم میں سے ہو جاتا۔

پھر آفتاب کی روشنیوں کا بادشاہ مشرق کے ہر طرف سے ظاہر ہوا' لوگوں کی وحشتیں محبت سے بھر گئیں۔ سینوں کی تنگی کھل گئی۔ آنکھوں کی انتہا وسیع ہو گئی آسمان کے محلوں پر اس کے انوار کے خیمے کھڑے ہو گئے۔ تمام میدان کے کناروں پر اس کی روشنی کے لشکروں کی چادریں تن گئیں۔ آسمان کے خلد میں اس کی روشنی اس طرح سوار ہوئی جیسے سفید سیاہ خلد پر سنہری حاشیہ ہوتا ہے۔ تب اس کو عزت و جلال کی حیاء کی وجہ سے ستاروں کی شعاؤں نے سجدہ کیا۔ چڑھنے اور غروب ہونے والوں کے چہرے اس کی کمال ہیبت سے پست ہو گئے۔ روشن ستاروں کا لشکر اس کی

خوبصورتی کے غلبہ سے بھاگ گیا۔ اس کی رونق کے جمل روشن سے جھلملاتے ہوئے بدر' بے نور ہو گئے۔ پھر اس نے کہا یہ تو بڑا بزرگ ہے۔ زیادہ روشن۔ رونق دار۔ خوبصورت قیمتی ہے۔ اب اگر یہ اپنے چلنے کی منازل میں قہر کے جذبوں اور اپنے امر کے راستوں میں دل کے جھگڑوں سے بچ رہا۔ تو اپنی فکر کی زبان سے اپنے ولی سے کہوں گا کہ یہ "میرا رب ہے"۔ پھر جب اس کی حکومت بدلنے اور کوچ پر مستعد ہو گئی اور غروب و زوال کی چادر میں چھپ گئی تو غبار کے ہاتھوں نے اس کو لوٹ لیا۔ تقدیر کی فکر نے اس پر حملہ کیا۔ اس کے غائب ہونے سے کناروں کے محل سیاہ ہو گئے۔ شفق کے پٹکے آسمان کی اطراف کے گرد چکر لگانے لگے۔ تب اس کی عبرت کے حاکم نے اپنے اختیار کے گواہ سے کہا کہ میں ایسی حکومت کے لئے جس کی حالت بدل جائے کوئی اور مالک اس کے سوا مناسب سمجھتا ہوں۔ اور جو ملک کہ صنعت کا ہو اس کے لئے اس کا مولیٰ ضرور مدبر ہونا چاہئے۔ محل زمروی اور رنگ لاجوردی ہے۔ پھر قدرت کے ہاتھ نے اس کی سیاہ سفید بساط پر ستاروں کے جواہر کو ظاہر کیا۔ ہواؤں کے نیچے حکمت کے ہاتھ سے بادلوں کی چادروں کو اور اندھیری رات کو سمندر کے بھنور کی طرح اور روشن دن کو پورے چاندوں کے چہروں کی طرح بچھونے کا درست کرنا۔ جس پر حکمتوں کے فرش تھے۔ جو کہ اپنی صنعت کے یقین کے ساتھ قدم کے ثبوت دے رہے تھے بن دیئے اور ازل وہ تو نہیں ہے کہ جس کو طبعیتیں کافی ہو سکیں۔ اور اعراض و جواہر کی مقدار میں داخل نہیں ہو سکتے۔

تب اس کو توحید کی زبان نے انصاف کے فہم سے کہا کہ اے خلیل حرکات و سکون' ظہور و پنہاں موجدات کی بنا نہیں۔" دو دو چیزیں الفت شدہ الفت کرنا طلوع کرنے والے چمکنے والے نئی چیزوں کے اوصاف بعداز عدم قدم کے ارادہ کے ہاتھ میں ہے۔ سوازلی افعال کو اپنے فعل پر قیاس نہ کر اور اوصاف احدیت کو ان چیزوں کی مثال نہ بنا۔ جس کو تمہاری عقل کی آنکھ لیتی ہے۔ پھر اس کو قدم کی منادی نے مہربانی و کرم کی زبان سے پکارا کہ اے ابراہیم درگاہ عزت کی طرف سیر کرو۔ اور قدرت کے پردوں کے دامن سے تمسک کی درخواست کر کے جلال احدی کی چراگاہ کی طرف متوجہ ہو۔

کمال ازلی کے دروازہ پر کھڑے ہو۔ ایسے خالق کا جو کہ اپنی ملکیت کی تقدیر میں یکتا ہے۔ قصد کر۔ جو کہ اپنی مخلوق کی مشابہت سے پاک ہے۔ اپنے چلنے میں اور اپنے خدا کی طرف رجوع کرنے میں اول قدم کو شرک کی چیزوں سے برات کے سر پر رکھ دو۔ اور دوسرے کو اس شرف کی چوٹی پر رکھ دو۔ یعنی بیشک میں منہ کو اس ذات کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ تب اس کی خوشی کی زبان نے اپنے مقصود کے حاصل کرنے کے لئے یہ کہا کہ کب تک ایسے امر سے کہ جس پر کوئی اعتراض نہیں کنارہ کشی رہے گی۔ اور یہ قطع تعلق ایسے شخص کے لئے کہ جس کے پاس نقل و فرض میں حجت قاطعہ اور طول و عرض میں محبت روشن ہے کیوں ہے؟ "میں نے اپنے چہرے کی توجہ ایسی ذات کی طرف کی ہے۔ کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔"

خبر دی ہم کو شیخ عارف صالح ابو عبداللہ محمد بن کامل بن ابو المعالی بن محمد نیسانی نے کہا میں نے شیخ عارف ابو محمد مفرج بن نیہان بن برکات شیبانی۔ نیسانی سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عطا عونی صبح کے وقت اپنے شہر سے ہر جمعہ کو نیسان تک شر۔حہ (پانی کے بہاؤ) میں جایا کرتے تھے۔ ان کے مرید ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ وہ عالی مقام تھے۔ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو کہ شیر پر سوار تھے۔

تب میرے دل میں خطرہ گذرا۔ اور میں بغداد میں جا کر حضرت سیدی شیخ عبدالقادر جیلیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے شیخ عطا کا حال بیان کیا۔ آپ نے چند روز کچھ جواب نہ دیا۔ جب میں نے آپ سے واپسی کی اجازت مانگی تو آپ نے رخصت کے وقت یہ فرمایا کہ جب تم شر۔حہ تک پہنچو تو مخاضہ۔۲ (گذر گاہ آب) کے نزدیک کھڑے ہونا۔ اور کہنا کہ عبدالقادر تم کو کہتا ہے۔ کہ شیخ عطا اور اس کے ساتھیوں کو گذرنے نہ دیجو۔

پھر جب میں لوٹا اور مخاضہ کے پاس کھڑا ہوا۔ تو اس سے وہ پیغام جو شیخ نے دیا تھا پہنچایا۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو شیخ عطا اور ان کے مرید اپنی عادت کے موافق آئے اور پانی میں گھسنے کا ارادہ کرنے لگے۔ ان میں اور پانی میں ایک بڑی گھاٹی تھی۔ پھر پانی بڑھ

گیا حتیٰ کہ گھاٹی تک پہنچ گیا۔ اور وہ گذرنے پر قادر نہ ہوئے تب شیخ عطا نے اپنے مریدوں سے کہا کہ واپس چلو کیونکہ یہ ایک نئی بات پیدا ہوئی ہے۔ پھر اپنے مردوں سے کہا کہ تم اپنے سروں کو ننگا کر لو۔ کہ ہم بغداد کو جائیں گے۔ اور شیخ عبدالقادرؒ سے مغفرت طلب کریں۔ تب ان کے فرزند ابراہیم نے کہا۔ نہیں بلکہ شیخ مفرج کی طرف جائیں اور اس سے معافی مانگیں گے۔

جب وہ اس امر پر پختہ ہو گئے تو پانی اپنی اسی حد پر اتر آیا۔ جس پر کہ پہلے تھا۔ وہ نیسان کی طرف گئے اور شیخ مفرج سے معافی مانگی وہ نہایت عاجزی سے حاضر ہوئے۔ ان کی معافی کا دن ایک بڑا دن تھا۔

اور کہا کہ جب عالم ملکوت میں یہ نوبت بجی کہ میں پیدا کرنے والا ہوں۔ بلندی میں انوار چمکنے لگے۔ کہ میں نے اس میں اپنی روح کو پھونک دیا۔ آسمان میں یہ جھنڈے پھیل گئے کہ وہ اس کے لئے سجدہ میں گر گئے۔ عالم غیب میں شعاعوں کی یہ روشنیاں چمکنے لگیں کہ اللہ تعالیٰ نے (آدمؑ) کو پسند کیا۔ قدرت کے ہاتھ نے آدم علیہ السلام کے وجود کو حقیقت کن سے اس کی مجسم شکل بنا کر' جلال کے تخت پر کرامت کا تاج پہنا کر' خلافت کا بلند مرتبہ دے کر' انس و وصل کا لباس پہنا کر' سیدھا بٹھا دیا۔ اس کے سر پر قرب کا اور مرتبہ کا جھنڈا قائم کر دیا۔ تو اس کی طرف عالم بالا کے رہنے والوں' کی آنکھوں نے دہشت کی نگاہ سے دیکھا۔ اعلیٰ خیمہ کے ملائکہ کے ہاتھوں نے تعجب کی انگلیوں سے اشارہ کیا' ان پر اس کی صورت کی کنایت کی رمزیں ظاہر نہ ہوئیں۔ وہ اس کی خلقت کی سطروں کے حروف مشکلہ کو حل نہ کر سکے اور اس کی بشریت کی حقیقت بے اشارات کو نہ سمجھ سکے۔ تب ان کی فصاحت کی عبارتیں اس کے بھید کے خزانہ کے سمجھنے اور اس کے علم غیب کے کشف سے قطع ہو گئیں۔ اور تقدیر نے ان کے مرتبہ کے دعوے کو الٹا دیا کہ ہم تیرے حمد کی تسبیح کرتے ہیں۔ اس گواہ کے اقرار کے ساتھ کہ ہم کو علم نہیں ہے۔ تب اس کو زبان عزت نے قدم کی بارگاہ سے پکارا کہ اے نور کے معبدوں کے رہنے والو یہ پہلا نقطہ ہے کہ قلم قدرت کے سر سے عالم انسانی کی پیدائش کی تختی پر ازل کے ارادہ کی سیاہی کی امداد سے گرا

ہے۔ اور پہلا تیر ہے کہ خدائی کمان سے وجودی میدان کی طرف تقدیر احدی کے تیر انداز کی قوت سے نکلا ہے۔ وہ صورتوں کا پہلا ہر اول ہے جو کہ انسانوں کے لشکروں کے سامنے ظاہر ہوا۔ یہ انبیاء کا باپ ہے۔ اور اصفیاء کا عنصر ہے۔ اس کے کمال و جلال کا ہار اس کی رونق و جمال کی گردن پر دیا ہوا ہے۔ حروف انشاء پر یہ شکل ہے۔ کلمات موجودات پر یہ نقطہ ہے۔ لوح وجود پر یہ سطر ہے۔ کتاب وجود کے سر پر عنوان ہے۔ خالق کے دروازہ پر پردہ ہے۔ قدرت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ حکمت کے کانوں میں سے ایک کان ہے شرافت کے صندوقوں میں سے ایک صندوق ہے۔ جلال کے معبد میں ایک قندیل ہے۔ بلندیوں اور علم کے دانتوں میں ایک زبان ہے۔ عالم کے جسم کی آنکھ میں ایک پتلی ہے۔ وہ اس لئے اٹھا کہ مٹی کے چھوٹے سے بستر گھر سے جلال کے مدارج کی طرف بلند مقام میں پختہ مٹی کے کھنکھناتے عنصر سے جوش مارتی ہوئی ٹھیکری کی آگ کی لپیٹ سے ترقی کرے۔ تب اس کے فخر کے دامن سے سنے ہوئے گارے کا ہاتھ لٹک گیا۔ اور اس کے عزت کے دامن سے چیدہ مٹی کے بوروں نے تمسک کیا۔

تب تقدیر نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو۔ ہماری پسندیدگی کے بازو سے اس کا اڑنا ہے۔ ہماری آیتوں کی لطافت سے اس کا فخر ہے۔ جس کو ہم برگزیدہ اور پسند کریں۔ اس کے سوار اور کسی کو فضیلت حاصل نہیں۔ جس کو ہم اختیار کریں۔ اس کے سوار اور کوئی مکرم نہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام کرم کی آنکھوں سے جناب باری قدیم سے ملحوظ خاطر تھے۔ کوہ طور پر سے ان کے سامنے چمک پڑی۔ ہم نے اس کو سرگوشی کے لئے قریب کر لیا۔ اس کی طرف خدائی مہربانیوں کے ہاتھ نے زبانی بخششوں کے خزانوں سے محبت کا پیالہ بڑھایا۔ اور ہم نے اس کو طور ایمن کی طرف سے پکارا۔ اس کے حسن کے کانوں نے سلطان ازل کی عزت کی زندگی سے اس لذت کو سنا کہ بیشک میں اللہ ہوں۔ تب ساقی کے ہاتھ سے یہ شراب پی کہ میں نے تجھ کو اس بساط پر پسند کیا۔ اور اختیار کیا۔ میں نے تجھ کو دی اپنی ذات کے لئے راحت کی شراب اس مہربانی کے ساتھ۔ اور اے موسیٰ یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟

قدس کے ہم نشینوں کے ساقیوں نے پسندیدگی کی شراب ان حروف کے پیالوں میں کلام کے لئے (کہ اے موسیٰ) اس پر دور کی اس کی عقل کے درخت سے یہ آواز دی گئی۔ کہ بے شک میں تیرا رب ہوں۔

اور جناب الٰہی کی طرف سے اس کو یہ خطاب ہوا کہ اپنے دونوں جوتوں کو اتار ڈال۔ اور غیرت کے جذب کرنے والے نے حیرت کے حال میں اس مقام کی شرافت پر خبردار کیا۔ کہ بے شک تو وادی مقدس میں ہے۔ پھر جب اس پر بزرگی کے ساقیوں کے ہاتھ سے کلام کے شراب کے گھونٹ متواتر غالب ہوئے اور انس و محبت کی یہ ہوا ہمیشہ چلتی رہے کہ جو تم کو وحی کی جائے۔ اس کو کان لگا کر سن اور اسی وصل کی محبت کی گفتگو اس کو ہمیشہ رہے۔ کہ میری عبادت کر اور یہ ہوائیں نرم ہوئیں کہ اے موسیٰ تم کو تمہارا سوال دیا گیا۔

اس کے پینے سے اس کا سکر قرب کے پیالہ کی وجہ سے اس کے دل کے گالوں پر غالب ہوا۔ اور اس کے وجد کے سمندر کے بھنور میں غرق ہوا۔ اس کی خوش طبعی کی رسمیں اس کی کوشش کے لشکروں سے مٹ گئیں۔ اور قریب تھا کہ اپنی حد سے نکل جاتا۔ اگر اس کی سعی مدد نہ کرتی۔ اس کے صبر کی چادر اس کے سکر کے گھاٹ کے غلبہ کی وجہ سے اتاری اور اس سر میں تیز شراب پی ان آنکھوں سے شوق مضبوط ہوئے۔ اس کی روح کا راہب طور کی حضوری کی راحت کے گرجا میں نور کی رات میں کھڑا ہوا۔

تب اس نے اپنی پیش دستی کا قدم طاسین کے اطوار کی نہایت کے طور پر رکھا۔ اور اس بات کا قصد کیا۔ کہ ایسے شرف کو حاصل کرے۔ کہ جس کو اس سے پہلے رسولوں نے حاصل نہ کیا ہو۔ تب اس نے ایسے حال میں کہ فنا ہو گیا تھا کہا کہ اے میرے رب مجھ کو اپنا جلال دکھا۔

پھر اس سے کہا گیا اے کلیم اور بزرگی سے خصوصیت یافتہ تو اپنے طور پر مکلف ہے۔ اپنی حاجات کا مقید ہے۔ کبھی تو یہ کہتا ہے کہ اے میرے رب میں ہی نفس کا مالک ہوں۔ کبھی کہتا ہے کہ میں نے ان میں سے ایک شخص کو مار ڈالا ہے کبھی کہتا ہے

کہ تو نے مجھ پر جو نیکی کی ہے۔ میں اس کا محتاج ہوں۔ کبھی کہتا ہے کہ اے میرے رب میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ اے میرے رب میرے سینے کو کھول دے۔ اور یہ مذہب اس شخص کا ہے۔ کہ جس کے حیلے اپنے محبوب کی سرگوشی میں تنگ ہو گئے ہوں۔ اور اپنے مطلب کے حصول میں پورے طور پر دوڑا ہو۔

اے عمران کے بیٹے اے بیقرار مست بیشک کہ نشہ والا شراب کے خمار کی دوا کڑوی چیزوں کے بغیر نہیں کرتا۔ اور اس سے کوئی کڑوی چیز نہیں کہ تو ہرگز مجھے نہ دیکھ سکے گا۔

تب وہ ناامید کی طرح لوٹا۔ اور فقیر کی طرح پھرا۔ اس کے دل میں پگھلنے کی آگ بھڑکی۔ اس کو شیفتگی کے ہاتھوں نے جگایا اور جب اس پر یہ ہوا چلی۔ لیکن پہاڑ کی طرف دیکھا تو اس نے اپنے شوقوں کے قتیل کو زندہ کر دیا۔ اپنے شوقوں کے خزانوں کو نکال دیا۔ پس گمان کیا اس کو ہاتھ جو ڈوبے ہوئے کو پکڑے۔ یا باد صبا جو چلے اور شائق حریص کو خوشخبری سنائے۔

پھر اس وقت ازل کا کاتب خطاب کے قاصد کے لئے عشاق کے قصہ پر عتاب کے سوال کے ساتھ پہاڑ کے پتھروں کے حوالہ سے گرا تو حیلے تنگ ہو گئے۔ اور خوابی سخت ہو گئی۔ امید ناکام ہو گئی۔ جدل منقطع ہوا۔ خلل ظاہر ہونے لگا۔ زمین پر کوئی خشکی ایسی نہ رہی کہ سبز نہ ہوئی ہو۔ کوئی لکڑی ایسی نہ رہی ہو کہ جس کو پتے نہ لگے ہوں۔ کوئی اندھیرا ایسا نہ تھا کہ روشن نہ ہوا ہو۔ کوئی اندھا نہ تھا کہ بینا نہ ہوا ہو کوئی بیمار نہ تھا جو اچھا نہ ہوا ہو۔ کوئی خشک پانی نہ تھا جو کہ جل تھل نہ ہوا ہو۔ اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر جب ان کو ہوش آیا تو کہا خداوندا تو پاک ہے۔ میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں۔

اور جو شخص محمدیؐ و شکل احمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہاشمی نسب والا۔ احدی مناقب فرشتوں کی سی نشانیوں والا۔ غیبی اشارات والا۔ خاص بزرگیوں کے ساتھ مشرف ہوا۔ آپ جوامع الکلم سے مخصوص ہوئے۔ آپؐ ہی کے شرف سے موجودات کلی

کے خیمہ کا ستون قائم ہوا۔ اور آپ ہی کے جلال سے وجود علوی اور سفلی کا سلسلہ درست ہوا۔

وہ شاہی کتاب کے کلمہ کا راز ہے۔ اور فعل مخلوق و فلک کے حرف کا معنی ہے۔ نو پیدائش کے انشاء کے کاتب کا قلم ہے۔ جہان کی آنکھ کی پتلی ہے۔ وجود کی انگوٹھی کا گھڑنے والا۔ وحی کے پستان کا دودھ پینے والا۔ ازل کے راز کا اٹھانے والا۔ قدم کی زبان کا ترجمان ہے۔ عزت کے جھنڈے کا اٹھانے والا۔ شرافت کی باگوں کا مالک ہے۔ نبوت کی کڑی کا مالک ہے۔ رسالت کے تاج کا موتی۔ انبیاء کے قافلہ کا چلانے والا۔ رسولوں کے لشکر کا پیشوا۔ حضوری والوں کا امام سبب میں اول اور نسب میں آخر۔ ناموس اکبر کے ساتھ بھیجا گیا۔ تاکہ درست فطرت کی تائید کرے ہمتوں کے پردے کو پھاڑ دے۔ سخت کاموں کو نرم کر دے۔ سینوں کے وسواس کو مٹا دے۔ دلوں کی ظلمتوں کو روشن کر دے۔ دلوں کے فقیروں کو غنی کر دے نفسوں کے قاریوں کو چھوڑ دے۔ قبض کی وحشت کو دور کر دے۔ خوشی کی محبت کو کھینچ لے۔ غفلت کے مجمع کو متفرق کر دے۔ خوشی کے تفرقہ کو جمع کر دے شقاوت کے زندہ کو مار دے۔ اور سعادت کے مردہ کو زندہ کر دے۔ سرکشی کے پیوند کو دور کر دے۔ روحوں کے رنج کو راحت دے۔ عقلوں کے آئینے کو جلا دے۔

ہدایت کے جھنڈے کو بلند کرے۔ عقل مندوں کی وصال کی طرف سعی کر دکھائے۔ غم کے خزانہ کو جمال کی طرف جوش دلائے۔ دوستوں کی ملاقات کا شوق دلائے محبت کی آنکھوں کو بھڑکائے۔ ارواح کو ان کا عہد جو پہلے زمانہ میں گزر چکا ہے یاد دلائے۔ بخشش کے میدان میں لوگوں سے ان کا عہد تازہ کرائے۔ شریعت کے درختوں میں حکم کے شگوفے اس کے پانی دینے سے پکیں۔ علوم کے باغوں میں احکام کے باغ اس کے خواب سے سرسبز ہوں۔ اسی کے قیام سے آیات کا وجود قائم ہو۔ اسی کے ظہور سے معجزات کی چھپی باتیں ظاہر ہوں۔ فصحاء کے عنصر میں بھیجا جائے۔

پھر اس کی فصاحت سے ان کی بلیغ زبانیں گونگی ہو جائیں۔ اور اس کی مختصر بلاغت سے ان کی فراخ زبانیں جمع ہو جائیں۔ اور اس کے اشارہ کے لئے ان کے معارف

کے عقول کے سر سجدہ کریں۔ اور تمام مل کر لشکر میں ظاہر ہوں۔ اس کے سامنے فصاحت ذلیل ہو۔ باوجود یہ کہ اس جھنڈے کی رسی موجود ہو کہ۔ "اگر انس و جن جمع ہو جائیں (تو ایسا کلام نہ لا سکیں)

پھر ان کی سمجھوں کے آفتاب اس کے جامع کلموں میں بے نور ہو گئے۔ ان کی فکروں کے بدر اس کی حکمت کی شعاعوں میں بے نور ہونے لگے۔ پھر اس کے پاس رب العالمین کی طرف سے روح الامین (جبرائیل) آئے گا۔ اس کو براق پر اٹھائے گا۔ جلال ازلی کے جمال کے لئے ابدی عزت کے کمال کی حضوری کے لئے (آسمان) کے ساتوں درجے اس سے چمٹیں گے۔

رات اپنی سیاہ چادر پھیلائے ہو گی۔ زمانہ پر اس کے پردے پڑے ہوں گے۔ وقت شگوفوں کے باغ کی نسیم سے خوشبو دار ہو گا۔ سحر کے بعد فجر کے نور سے روشن ہو گا۔ اس لئے آسمان کی بساط اس کے ہاتھ سے لپیٹی جائے گی کہ "سیر کرائی اپنے بندہ کو رات کے وقت میں" قضا کی آنکھیں اس کی طرف اس امر کو لے کر متوجہ ہوں گی کہ لاؤ اس کو میرے پاس کہ اس کو اپنے لئے میں پسند کروں۔ اس کے سامنے آسمان کے جہان اور ملکوت اعلیٰ اس لباس میں پیش ہوں گے۔ تاکہ ہم اس کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ اس کے سامنے دونوں جہان کے پردہ نشین اور دونوں ملکوں کے اسرار۔ دونوں جہانوں کے امور۔ جن و انسان کے علوم۔ اس مجلس میں آراستہ کئے جائیں گے۔ کہ ضرور ان سے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھی ہیں"۔

رسولوں کے سردار اس کے پاس آئیں گے اور سلام کہتے ہوں گے۔ وہ افق اعلیٰ پر ہو گا۔ ان کے امراء کو یہ حکم دیا ہو گا۔ کہ وہ آسمانوں کے دروازوں پر بیٹھیں۔ اور انتظار کریں۔ فرشتوں کے بادشا اس پردہ کی کوشش کرتے ہیں جو کہ اس کے سامنے ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ تک ان کا مقام ہے۔ فرشتوں کے سرداروں نے پہلے اس سے سوال کیا تھا۔ کہ ان کی آنکھیں نفع حاصل کریں۔ ان کے دل اس کے چہرے کے مشاہدے اور خوبصورتی کے دیکھنے سے خوش ہوں۔

تب سدرۃ المنتہیٰ نے انکی عقلوں اور بڑے علوم کو اس کی رونق کے نوروں سے

اس قدر ڈھانک لیا۔ جس قدر کہ آسمان کے دروازے اس کی روشنی کی چمک سے ڈھک گئے۔ تب اس کے جلال کی وجہ سے نور کے اجسام کی آنکھیں حیران رہ گئیں۔ اس کے جمال کی وجہ سے نور کے صفحہ اعلیٰ کے رہنے والوں کی آنکھیں مدہوش ہو گئیں۔ اس کی ہیبت کی وجہ سے بلند خیموں والوں کی گردنیں پست ہو گئیں۔ نور کے معبدوں کے رہنے والوں کے سر اس کی عزت کی وجہ سے جھک گئے۔ کروبی اور روحانیوں کی آنکھیں اس کی بزرگی کے کمال کی وجہ سے کھلی رہ گئیں۔

مقرب فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ پاک جماعت تسبیح کرنے والوں کی آواز سے خوش ہو گئی۔ وجد کرنے والوں کے انفاس سے پاکیزگی کے نشانات حرکت میں آگئے۔ ان کے دیکھنے سے عرش و کرسی خوشی کے مارے ہلنے لگے۔ آپ کی تشریف آوری سے خوبصورت جنتیں زینت دی گئیں۔ اور موجودات نے اپنے اہل کے ساتھ آپ کی خوشی کی وجہ سے حرکت کی' بلندی نے پستی پر بوجہ اپنے دیکھنے کے فخر کیا۔ آسمان کے محل روشنیوں کی وجہ سے چمکنے لگے۔ بلندی کا زحل روشنی کے ساتھ بلند ہوا۔ پسندیدہ آنکھ کے لئے پردے ظاہر ہوئے۔ صاحب انوار کے لئے پردے اٹھائے گئے۔ ان کی طرف روح الامین اس دائرے کی طرف بڑھے کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں۔ جس کے لئے کوئی مقام معلوم نہ ہو۔ اور آپ سے کہا کہ اے مقرب حبیب آپ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی طرف اکیلے تنہا تیار ہو جائیے۔

آپ کو نور میں داخل کیا۔ اور خود ان سے پیچھے ہٹ گیا۔ انتہا کے وقت بڑھنے والا قاصر ہو جاتا ہے۔ تب انبیاء کے وجود عزت کے حرم میں خدمت کے قدموں پر کھڑے ہو گئے۔ ملائکہ کی صورتیں جلال کی سیڑھیوں میں بزرگی کے پاؤں پر کھڑی ہو گئیں۔ عاشقوں کی صورتیں شوقوں کے مقامات میں حیران رہ گئیں۔ شائد کہ ان کو ان کے لوٹنے کے وقت دیکھ لیں۔ اور اس کی زندگی سے مقصود کی ہوا سونگھیں۔

تب آپ کی سیر ایسے سیدھے مقام تک پہنچی جو خوف ناک تھا۔ وحی کی قلموں کی آوازیں لوح اعظم کے صفحہ کی صفائی پر سنی جاتی تھیں۔ نور کے رفرف پر افق اعلیٰ تک چلے۔ شوقوں کے پروں کے ساتھ مقام و فی فتدلیٰ تک اڑ گئے۔ اور اتارا اس کو کرم

کے میزان نے قاب قوسین کے باغ میں اس لئے او ا د نی کے قرب کا فرش بچھایا۔ بڑی بلند درگاہ سے یہ سنا۔ السلام علیک ایھا النبی یعنی اے نبی تم پر سلام ہو۔ حبیب نے اس سے اکرام کے ساتھ ملاقات کی اور جلدی کی اس کے جلیل نے۔ سلام کے ساتھ آپ کا خوف جاتا رہا۔ خوشی حاصل ہوئی۔ اور وحشت کی بجائے محبت پیدا ہوئی۔ اور فا وحی الی عبدہ ما اوحی (یعنی پھر اپنے بندے کی طرف وحی کی جو کچھ کہ کی) کی باتوں کو آپؐ نے یاد رکھا۔ ان آنکھوں سے آپ کو مکاشفہ ہوا۔ و لقد راہ نزلتہ اخری (بیشک دیکھا اس کو دوسری دفعہ) قصد کیا کہ سلام کرتا ہوا جواب دے۔ سبقت کی ان سے قدرت نے۔ تب آپ نے منہ کھولا۔ اور اس میں علم ازلی کے سمندر سے ایک قطرہ گرا۔ اور آپؐ نے علم اولین و آخرین معلوم کر لئے۔

آپؐ کے عظیم خلق کی زبان اور عام سخاوت نے کہا یہ کرم کی درگاہ اور نعمتوں کا میدان ہے۔ رحمت کی کان۔ فضل کی درگاہ ہے۔ جوانمردی کی بساط۔ خیرات کا سرچشمہ ہے۔

مکارم کی شرع میں بھائیوں سے تخصیص کرنا مناسب نہیں۔ وفا کے حکم میں دوستوں کی غم خواری کو چھوڑنا بہتر نہیں۔

تب آپ اپنی مہربانیوں سے متوجہ ہوئے۔ اپنی نیکیوں کو ان کی طرف پھیرا اپنے مرتبہ و برکت کی شرافت کا نصیبہ جو کہ عمدہ تھی۔ ان کے لئے مقرر کیا ان کو ایسے مقام پر یاد کیا۔ جہاں ذاکر اپنے آپ کو بھول جایا کرتا ہے۔ ان کو اس تنہائی میں جو خدا سے باتیں کرتے تھے۔ نہ بھلایا۔ اور کہا السلام علینا و علی عبا د اللہ الصالحین یعنی اس پر اس کے نیک بندوں پر سلام ہو۔ تب اس کو حبیب نے پکارا۔ اے سرداروں کے سردار۔ اور بزرگوں کے امام اول و آخر تمہارے لئے بزرگی ہے۔ اور باطن و ظاہر میں تمہارے لئے ہی مروت و وفا' فتوت و صفا ہے۔ کیا ہم نے آپ کے سینہ کو نہیں کھول دیا۔ کیا ہم نے آپ کے ذکر کو بلند نہیں کیا۔ کیا ہم نے آپ کو ازل میں تمام پیغمبروں پر بزرگی نہیں دی۔ کیا ہم نے آپ کو اسود اور احمر کی طرف رسول بنا کر نہیں بھیجا۔ اور کیا ملین میں آپ کی بزرگی و شرافت کو مضبوط نہیں کیا۔ کیا ہم نے

عیسیٰ علیہ السلام کو ایک رسولؐ کی خوشخبری سنانے والا نہیں بھیجا کہ میرے بعد آنیوالا ہے۔ جس کا نام احمدؐ ہے۔ وہ تو یہ کہے گا۔ کہ خداوندا میرا سینہ کھول دے۔ اور آپ سے کہا جاتا ہے کہ کیا ہم نے آپ کے سینہ کو نہیں کھول دیا۔

وہ کہے گا اے میرے رب مجھے تو اپنا آپ دکھا دے۔ اور تم سے کہا جاتا ہے کیا تو نے اپنے رب کو نہیں دیکھا۔ تم دنیا میں اپنی امت پر گواہ ہو۔ اور آخرت میں وہی ہو گا جو تم چاہو گے۔ اب جو تم شریعت کے انتظام سے فارغ ہوا کرو تو ریاضت کرو۔ اور اپنے رب کی طرف اپنی امت کے بارے میں رغبت کرو۔

پھر پیغام عشق اور دوستوں کے درمیان مل گئے۔ حبیب مخاطب کے وصل کی ہوا نرم ہو گئی۔ پھر مراد اور خطاب شدہ مقرب مجذوب نے کہا۔ الٰہی میں تیری نعمت کا لحاظ یافتہ۔ تیری عصمت کا محفوظ۔ تیرے عہد کے گہوارہ کا بچہ۔ تیری مہربانی کے دودھ کا غذا یافتہ۔ تیری جود کی گود میں پرورش پا چکا ہوں میری زبان تو تیری پے در پے نعمتوں میں دہشت کے مارے گنگ ہو گئی ہے۔ میری آنکھ تیری نعمتوں کی چراگاہ میں حیران رہ گئی۔ اب تو میری زبان کی گرہ کھول دے۔ اس کے بیان کے پردوں کو کھول دے۔ اس کے دل کو قوتوں کی تائید کر۔

تب رب جلیل نے اس کو جواب دیا کہ دیکھو ہم نے تجھ سے جلال کے پردوں کو دور کر دیا۔ اور تیری صفات کمال کی ہم نے تائید کی۔ تاکہ کبریا کی چادر کے ماسوا کو دیکھے۔ اور غفلت کے اوپر کے درجہ کو دیکھ لے۔ باوجود اس کے ہم نے تمہارے دل کو حکمت کا گھر بنا دیا ہے۔ آپ کی زبان کو محل فصاحت کر دیا۔ آپ کے عنصر کو بلاغت کا معدن بنا دیا۔ آپ کے ذکر کو چشمہ اعجاز بنا دیا۔

اب جو آپ معراج کی سیر کے سفر کو واپس جائیں تو میرے بندوں کو خبر دے دو کہ بیشک میں غفور و رحیم ہوں۔ میری مخلوق کو یہ بات پہنچا دے کہ میں قریب ہوں۔ کوئی پکارنے والا جب مجھے پکارے تو میں اس کی دعا کو قبول کر لیتا ہوں۔ تب صاحب رسالت و جلالتہ ایسی زبان سے کہ جس میں محامد کے اطراف اور بزرگیوں کے اسباب کو جمع کیا ہوا تھا۔ بولے کہ خداوندا میں تیری تعریف پورے طور پر ادا نہیں کر سکتا۔ تو

ویسا ہی ہے جیسا کہ خود اپنی تعریف کرتا ہے۔

پھر اپنے نشانات اور جہان والوں کی طرف لوٹے فرشتوں کے سرداروں نے اپنی پیشانیاں آپ کے قدموں پر رکھ دیں۔ روح الامین (جبرائیل علیہ السلام) نے آپ کے سامنے فخر کا غاشیہ (پوشش ۔ یہاں مراد علم ہے) اٹھایا ہوا تھا۔ اور صفوف ملائکہ میں آپ کے قدر کی تعظیم کے لئے سر جھکائے ہوئے تھے۔ آدم علیہ السلام آپ کی جلالت کے جھنڈے کو اٹھائے ہوئے تھے۔ اور ابراہیم علیہ السلام آپ کی ہیبت کے جھنڈے پھیلائے ہوئے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام غربی جانب کے چہرہ کے صفحات سے اس کے حبیب سے سرگوشی کر رہے تھے۔ اس کی آنکھوں نے اس کے محبوب کو دیکھا۔ اس سے بار بار لوٹنے کا سوال کیا۔ ایک نظر بعد دوسری نظر کے قریب ہوئی۔ تب اس کو طور کی جانب سے قدرت نے پکارا کہ ہم نے اپنا حکم پورا کیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے مولیٰ پاک جل جلالہ' کی قسم کھائی کہ میں ضرور اتروں گا (یہ اشارہ ہے ان کے دوبارہ اترنے کا جو نزول عیسیٰ علیہ سے تعبیر ہے)۔ اور زمین والوں کو اس امر کی خبر دوں گا۔ کہ جو آسمان کی اطراف میں صاحب قوسین کی خبروں کی بابت شائع ہوئی ہیں۔ اس کو یاد رکھو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نقیب تھا کہ "یہ ہماری بخشش ہے۔" وہ یہ شعر پڑھتا تھا۔ کہ یہ بندہ ہے کہ جس پر ہم نے انعام کیا۔ اس پر شرف کا تاج ہے۔ محمد رسول اللہ ہے۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اس کے حلہ کا نقش ونگار یہ ہے کہ آنکھ ٹیڑھی نہیں ہوئی۔ اس کے باعزت منادی نے موجودات کے پردوں اور وجود کے صفحات میں حکم کی زبان سے بزرگی کے ساتھ آواز دی کہ "بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اس پر درود بھیجو۔

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ وہ اپنے باپ سے بیان کرتا ہے۔ کہا کہ میں نے بغداد میں شیخ بزرگ عارف ابو عبداللہ محمد بن احمد بلخی کی ایک سال تک خدمت کی اور ان سے ان کے ابتدائے حال کی بابت پوچھا انہوں نے اس کو چھپایا۔ پھر میں نے دوسرے سال ان کی خدمت کی۔ تب کہا کہ کیا تم ضرور

سنو گے۔ میں نے کہا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں۔ انہوں نے کہا جب تک میں زندہ رہوں کسی کو یہ خبر نہ سنانا۔ میں نے کہا ہاں (بہت اچھا) جب ان کو میرے راز چھپانے کا یقین ہو گیا۔ تو کہا کہ میں بلخ سے بغداد کی طرف جوانی کی حالت میں اس لئے آیا کہ شیخ عبدالقادرؒ کی زیارت کروں۔ میں ان سے ایسے حال میں ملا کہ وہ اپنے مدرسے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ پہلے اس سے نہ میں نے ان کو دیکھا تھا نہ انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔

جب آپ سلام پھیر چکے اور لوگ ان کی طرف سلام کے لئے دوڑے۔ تو میں بھی آگے بڑھا اور میں نے مصافحہ کیا۔ آپ نے میرے ہاتھ کو پکڑا اور ہنس کر میری طرف دیکھا اور کہا کہ اے بلخی۔ اے ابو محمد تم کو مرحبا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تیرا مرتبہ جان لیا۔ تیری نیت کو معلوم کر لیا۔

شیخ مذکور کہتے ہیں کہ حضرت کا کلام زخمی کی دوا۔ بیمار کی شفا تھا۔ تب میری آنکھیں خوف الٰہی کے مارے بہہ نکلیں۔ میرے شانہ کا گوشت ہیبت کے مارے پھڑکنے لگا۔ میری آنتیں شوق و محبت کی وجہ سے کٹ گئیں۔ میرا نفس لوگوں سے گھبرانے لگا۔ میں نے اپنے دل میں ایسی بات پائی کہ جسے میں اچھی طرح بیان نہیں کر سکتا۔ پھر یہ حالت بڑھتی اور قوی ہوتی گئی۔ اور میں اس سے مقابلہ کرتا رہا۔

میں اندھیری رات میں اپنے وظیفہ کے لئے کھڑا ہوا۔ تب میرے دل سے دو شخص ظاہر ہوئے۔ ایک کے ہاتھ میں محبت کی شراب کا پیالہ تھا۔ اور دوسرے کے ہاتھ میں خلعت تھی۔ مجھ کو صاحب خلعت نے کہا کہ میں علیؓ بن ابی طالب ہوں۔ اور یہ ایک فرشتہ مقرب فرشتوں میں سے ہے۔ یہ محبت کی شراب کا پیالہ ہے۔ اور یہ رضا کے حلوں کی خلعت ہے۔

پھر مجھے یہ خلعت پہنا دی۔ ان کے ساتھ نے مجھے پیالہ دیا۔ جس کے نور سے مشرق و مغرب روشن ہو گیا۔ جب میں نے وہ پیا تو مجھ پر غیبوں کے اسرار اور اولیاء اللہ کے مقامات و عجائبات ظاہر ہو گئے۔ ان میں سے ایک مقام ایسا تھا کہ عقلوں کے قدم اس کے بھید میں پھسلتے ہیں۔ اور فکروں کے فہم اس کے جلال میں گم ہو جاتے

ہیں۔ عقلوں کی گردنیں اس کی ہیبت کی وجہ سے جھکتی ہیں۔ اس کی قدرو قیمت میں طبیعتوں کے بھید بھول جاتے ہیں۔ اس کے انوار کی شعاعوں کی وجہ سے دلوں کی آنکھیں مدہوش ہوتی ہیں۔

ملائکہ کروبی و روحانی و مقربین اس مقام کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اپنی پیٹھوں کو رکوع کرنے والے کی طرح اس مقام کے قدر کی تعظیم کی وجہ سے جھکائے ہیں۔ اور اللہ عزو جل کی تسبیح طرح طرح کی تقدیس و تنزیہ کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس مقام والوں پر سلام کرتے ہیں۔ کہنے والا کہتا ہے۔ کہ اس سے اوپر سوائے عرش رحمٰن کے اور کچھ نہیں۔ اس کی طرف دیکھنے والا تحقیق کی نظر سے دیکھتا ہے۔ کہ واصل کا ہر مقام یا مجذوب کا ہر حال یا محبوب کا سر یا عارف کا علم یا مقرب کا مقام ہر ایک کا مبداء اور انجام اجمال و تفصیل کل و بعض اول و آخر اس میں قرار یافتہ ہے۔ اسی سے پیدا ہوا ہے۔ اسی سے صادر ہوا ہے۔ اسی سے کامل ہوا ہے۔

پھر میں کچھ عرصہ وہاں پر ٹھہرا۔ اس کی طرف دیکھنے کی مجھے طاقت نہ تھی۔ پھر مجھ کو مقابلہ کی طاقت ہوئی۔ اور ایک مدت ٹھہرا۔ مجھے طاقت نہیں تھی۔ کہ اس کے اندر والے شخص کو معلوم کروں۔ پھر ایک مدت کے بعد میں نے اس شخص کو معلوم کیا۔ جو اس میں ہے تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ آپ کے دائیں طرف آدم و ابراہیم و جبرائیل علیہم السلام تھے۔ اور بائیں جانب نوح و عیسیٰ علیہم السلام تھے۔ صلوات اللہ علیہم اجمعین۔

آپ کے سامنے آپ کے بڑے بڑے اصحاب و اولیاء کرام خادموں کی طرح کھڑے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے کہ گویا کہ ان کے سروں پر پرندے ہیں۔ اور جن صحابہؓ کرام کو میں پہچانتا تھا۔ ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ حمزہ۔ عباس رضی اللہ عنہم تھے۔ اور جن اولیاء کو میں پہچانتا تھا۔ وہ معروف کرخیؒ۔ سری سقطیؒ۔ جنیدؒ۔ سہل تستریؒ۔ تاج العارفینؒ ابو الوفاؒ۔ شیخ عبدالقادرؒ۔ شیخ ابو سعدؒ۔ شیخ احمد رفاعیؒ اورؒ شیخ عدیؒ تھے۔

صحابہ میں سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ابوبکر صدیق رضی اللہ

عنہ تھے۔ اور اولیاء اللہ سے زیادہ قریب حضرت شیخ عبدالقادرؒ تھے۔

تب میں نے کسی قائل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب مقرب فرشتے اور انبیاء و مرسلین اولیاء محبین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے مشتاق ہوتے ہیں تو آپ اپنے اعلیٰ مقام سے جو آپ کا اپنے رب کے نزدیک ہے اتر کر اس مقام پر اتر آتے ہیں۔ تب ان کے انوار آپ کے دیدار سے دگنے ہو جاتے ہیں۔ آپ کے مشاہدہ سے ان کے حالات پاکیزہ بن جاتے ہیں۔ ان کے مرتبے اور مقالات آپ کی برکت سے بلند ہوتے ہیں۔ پھر آپ رفیق اعلیٰ کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔

تب میں نے سب کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر۔ یعنی ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ ہم تیری بخشش چاہتے ہیں۔ اے ہمارے رب اور تیری طرف بازگشت ہے۔

پھر میرے لئے قدس اعظم کے نور سے ایک چمک ظاہر ہوئی۔ جس نے مجھ کو ہر ایک حاضر چیز سے غائب کر دیا۔ ہر ایک موجود سے مجھ کو اچک لیا۔ تمام مختلف اشیاء میں تمیز کرنا مجھ سے چھین لیا۔ اور اس حال پر میں تین سال تک رہا۔ پھر مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میں ایک دم باتیں کرنے لگا۔ اور شیخ عبدالقادرؒ میرے سینے کو تھامے ہوئے ہیں۔ ایک پاؤں آپ کا میرے پاس اور ایک بغداد شریف میں ہے۔

میری عقل لوٹ آئی اور میں اپنے امر کا مالک ہوا۔ تب مجھ کو شیخ نے کہا اے بلخی ! بے شک مجھے حکم ہوا ہے کہ تم کو تمہارے وجود کی طرف لوٹا دوں۔ اور تیرے حال کا تجھ کو مالک بنا دوں۔ تجھ سے وہ چیز چھین لوں۔ جس نے تجھ کو مغلوب کر رکھا ہے۔

پھر مجھے میرے مشاہدات و احوال کی اول سے لے کر اب تک سب خبر دی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو میرے حال کی ذرا ذرا سی خبر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تیرے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سات دفعہ سوال کیا۔ یہاں تک کہ تجھ کو اس مقام کے دیکھنے کی طاقت ہوئی۔ پھر سات دفعہ سوال کیا کہ مقابلہ کی طاقت ہوئی۔ اور سات دفعہ پوچھا۔ تب تو وہاں کی اندر کی باتوں پر مطلع ہوا۔ اور سات دفعہ پوچھا تب تو نے منادی کی آواز سنی۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ سے تیرے

بارے میں سات اور سات اور سات دفعہ سوال کیا۔ یہاں تک کہ تجھ کو وہ روشنی و چمک ظاہر ہوئی۔ اور پہلے اس سے میں نے ستر دفعہ تیرے لئے سوال کیا۔ یہاں تک کہ اس نے تجھ کو اپنی محبت کا پیالہ پلایا۔ اور اپنی رضامندی کا خلعت پہنچایا۔ اے میرے پیارے فرزند اب تو تمام فوت شدہ فرائض کو قضا کر۔

نبوت اور ولایت

(اور شیخؒ نے اولیاءؒ کے بارے میں یہ کہا ہے)

کہ ولایت نبوت کا سایہ ہے۔ اور نبوت خدا کا سایہ ہے۔ نبوت شاہی وحی اور غیب ازل سے مستفاد ہے۔ اور ولایت روح کشف کا مطالعہ اور بیان کے مطالعہ کا ایسی صفائی کے ساتھ ملاحظہ ہے کہ بشریت کی کدورت کو دور کر دیتا ہے ایسی طہارت ہے کہ اسرار کے میل کو پاک کر دیتی ہے۔ پس انبیاء علیہم السلام حق کے مصدر ہیں۔ اور اولیاء صدق کے مظہر۔ نبی کا معجزہ وحی کے وقوع کا محل۔ حکمت کے معنی کے اسرار کا دعویٰ کمال قدرت کا اعجاز ہے' اس کے صدق قول پر برہان ہے۔ اس کے امر کا طریق ہے۔ منکرین کی اس سے حجتیں منقطع ہوتی ہیں۔

کرامت کی تعریف

ولی کی کرامت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے قانون پر استقامت فعل ہے۔ ولایت کے بھید کی باتیں کرنا نقص ہے۔ اور اس کی نسیم کی گھات میں لگے رہنا کرامت ہے۔

کرامت اس کا نام ہے کہ کسی ولی کے دل پر خدا کے نور کے عکس کا اثر نور کلی کی روشنی کے چشمہ سے فیض الٰہی کے واسطہ سے پڑے۔ اور یہ امر ولی پر اس کے اختیار کے بغیر ہی ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ نبیوں کے ارشادات' حقیقی اطلاعات۔ نوری ارواح قدسی اسرار۔ روحانی انفاس۔ پاکیزہ مشاہدات کے ساتھ خاص ہوتے ہیں۔

وہ انبیاء کے خلیفے اصفیاء کے اسرار کے بقیہ بخشش کے قطرات کی بارش کے

گڑھے ہیں۔ قدم کے کلمہ کے اسرار کے فرود گاہ ہیں۔ سایوں میں سونے والے جائے کھانے میں بیٹھنے والے جیسے ہلال جب کہ وہ اپنی موجودات کی خواب گاہوں سے اپنی فکروں کے مشرقوں اور اسرار کی صفائی پر ساتھ لے کر کوچ کریں۔

اپنے وجود اور اپنے وجود کی بندشوں سے اپنی شکلوں کی طہارت اور ارواح کے انوار کے سبب نکل گئے۔ اپنے مقامات کے نشانات کی طرف اپنی منازل اور اپنے مشاہدات کی شناختوں کی طرف چلے آئے۔ اپنے باطنی صیقل شدہ آئینوں اور باطنی صحیح آنکھوں والے ملکوت عالم اور جبروت کے اسرار کے مظاہر کے مقابلہ میں قائم کیا۔ انبیاء کے نظاروں اور اصفیا کے آفتابوں کی روشنیوں کے مطالعہ کے نیچے ٹھہر گئے۔ اصل کے آفتاب کی روشنی کا عکس فرع کے روشن آئنہ کی صفائی پر پڑا نور غیب کا اثر اس میں نقش ہو گیا۔ غائبات کے وجود اس میں منقش ہوئے ان میں موجودات کی صورتیں نظر آنے لگیں۔ طرح طرح کی حکمتوں کی مثالیں اور تقدیر کے اسرار اس کے لئے ظاہر ہونے لگے۔ جب جبروت کے سلطان نے ملکوت کے خیمہ میں برگزیدہ خواص کے لئے خلوت کی مجلس ان باغوں میں قائم کی کہ وہ ان کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ ان کو دوست رکھتے ہیں۔ اور ان کے آنے کے لئے مشاہدہ کے سائبان کو محبت کے باغوں پر بادشاہ ذی قدر کے نزدیک پھیلا دیا۔

ازل نے دیوان تقدیر کے کاتب کو حکم دیا کہ قدم کے قاصد کو یہ فرمان لکھ دے کہ اللہ تعالیٰ دارالسلام کی طرف بلاتا ہے۔ اس کا عنوان یہ رکھا۔ پس تم میری تابعداری کرو۔ تم کو خدا تعالیٰ دوست رکھے گا۔ اور ان کی طرف اس کو اس سواری پر بھیجا کہ بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا۔ ان کے اسرار کے شہروں میں اس زبان سے پکارے گئے۔ کہ توشہ لو کیونکہ بہتر تحفہ تقویٰ ہے۔ وہ شوقوں کے گھوڑوں اور سوزش دل کی سواریوں پر سوار ہوئے اور حیرانی کے جنگلوں میں چلے۔ ان جھنڈوں کو انہوں نے پھیلایا۔ اے ہمارے رب ہم نے پکارنے والے کو سنا۔ کہ وہ ایمان کے لئے پکارتا تھا۔ اور گیت گانے لگے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔

عشق کے حدی خوان اپنے عشق کی عمدہ سواریوں کو روتی ہوئی زبانوں سے ان

جنگلوں میں یہ گانا سناتے تھے۔ کہ جو "رسولوں کی اطاعت کرے گا۔ تو اس نے خدا کی اطاعت کی"۔ اور جوں جوں ان سے ان کے قصد کے جھنڈے ان کی محبت میں فنا ہونے کے سبب چھپتے گئے۔ تو ان کی طلب کے پردوں کے پیچھے سے وہ پکارے گئے کہ جدھر تم منہ پھیرو گے ادھر ہی خدا کی ذات ہے۔ اور جوں جوں وہ اپنے اطوار سے نکلتے۔ ان کو اس مکان سے غروب کرتے جب کہ ان کی زیارت گاہ قرار پا چکی ہے۔ ان کے دل کی آنکھوں نے اسرار کے پردوں کو ان سے دور کر دیا۔ تو ان پر محبت کے ہم نشینوں نے قدس کے محلوں میں ان پیالوں کا دور چلایا اور پلائی ان کے رب نے پاک شراب"۔ تب شوق ان آنکھوں سے مضبوط ہو گئے ان سروں میں پیالے چکر لگانے لگے۔ ان پر پیالے دور کرنے لگے۔ زندگی اچھی طرح چلنے لگی۔ شراب نے ان پہلوؤں میں جگہ لی۔ قبیلے دوستوں سے بارونق ہونے لگے۔ عقلیں خطاب کے ساتھ بے ہوش ہو گئیں۔ مبارکباد کے قاصد ہر طرف سے آنے لگے۔ موجودات نے موج ماری۔ جدائی مر گئی۔ تشنگی اڑ گئی۔ پردہ کے کھلنے سے آنکھ حیران رہ گئی۔ شراب ہمیشہ رہنے لگی۔ قرب بڑھ گیا۔ محبت نے پردوں کے کپڑے لوٹ لئے۔ عتاب خوش ہوا۔ جنگل کے میوے پک گئے۔ مجلس روشن ہو گئی۔ حدی خوانوں نے اس جناب کے نام کا گانا شروع کیا۔ دل فریفتہ ہوا۔ عقل اڑ گئی۔ فکر حیران رہی۔ صبر جاتا رہا۔ عشق باقی رہا جو شوق کہ آرزو کا رفیق' ہلاکت کا ساتھی اور اس دروازے کے دیکھنے کا ذمہ دار تھا چل دیا۔ کہ اے غلام جب عاشق صادق کی آنکھ کے لئے بڑے محبوب کے جمال کی طرف دیکھے تو اس کی عقل کا آئنہ اس کے معانی کی خوبصورتیوں اور خوبصورتیوں کے معانی کے سامنے ہوتا ہے۔

تب اس کے صیقل کرنے میں اس کی لطافتوں کی خوبصورتی کے جلا کے لئے استعداد پاتا ہے۔ اس کے چہرے کے جمال کا عشق اس کے دل کی تختی کی صفائی منقش کرتا ہے۔ اس کے نور کی شعاع کا اس کے دل پر اثر پڑتا ہے۔ اس کے طلب کی حرکات پھیل جاتی ہیں۔ وہ قوائے روحانیہ کہ جن میں محبوب کی صفات کا جمال ہے۔ برانگیختہ ہوتی ہیں۔ اس کا سلطان سر کی طرف چلتا ہے۔ آنکھ دیکھنے کی طرف مشغول

ہوتی ہے۔ عقل سکر سے بھر جاتی ہے روح عشق کے نزدیک ہو جاتی ہے۔ پھر دل کی طرف لوٹتی ہے۔ اس کو بے قراری سپرد کرتی ہے۔ فکر پر لوٹتی ہے۔ اس میں حیرت کو رکھتی ہے۔ تب محبوب کے دیکھنے کا شوق بڑھ جاتا ہے۔ مطلوب کی خوبصورتیوں کے کمال سے نفس خوش ہوتا ہے۔ اجزاء بدنیہ کے قوی کے مادوں میں یہ خوشی قائم ہو جاتی ہے۔

ہر ایک عضو اس سے اپنا حصہ بہ مقدار طاقت لیتا ہے۔ تب تمام حواس جمال کے قیدی ہو جاتے ہیں۔ ہر زبان غیر کی سرگوشی سے گنگ ہو جاتی ہے۔ کان کسی اور کے کلام سننے سے بہرے بن جاتے ہیں۔ آنکھ ماسوا کے ملاحظہ سے اندھی ہو جاتی ہے۔ آنکھ اس کی طرف حیرت زدہ ہو جاتی ہے۔ دل اس کے سوا ہر گھبراہٹ سے انکار کرتا ہے۔ جلد اس کی خیانت کرتی ہے۔ صبر اس کو محتاج کر دیتا ہے۔ عشق اس کا مالک بن جاتا ہے۔ نشہ اس کو لوٹ لیتا ہے۔ حیرانی اس پر غالب ہو جاتی ہے۔ عشق اس کو قید کرتا ہے۔ محبت اپنی شعاعوں سے اس کی عقل کی آنکھ کے نور کو اچک لیتی ہے۔ اس کے محبوب کی توجہ اس کے دل کا قبلہ بن جاتی ہے۔

اس کے مطلوب کی روح زندگی ہو جاتی ہے۔ اس کے مقصود کے جلال کا چہرہ اس کی عقل کی آنکھ کا باغ بن جاتا ہے۔ اس کے مراد کی وصل کی نازبو اس کے دل کے سونگھنے کا گلاب بن جاتی ہے۔ اس کا قرب اس کے طلب کی غایت ہوتا ہے۔ اس کی نظر اس کی حاجت کی غایت بنتی ہے۔ اس سے باتیں کرنا اس کا بڑا سوال ہوتا ہے۔ اس کی حضوری اس کا اعلیٰ درجہ کا مطلب ہوتا ہے۔

پھر عقلوں کے درخت محبت کی شاخوں کے پھیلنے کے وقت دلوں کی نہوں پر وصال کے اوقات کے اصولوں کے ساتھ جمال کے پردوں میں وجد کرتے ہیں۔ عشق کی شاخیں سوزش دل کی ہواؤں کے گیت جوں جوں قدس کے باغوں سے مشتاق کے دل کے باغوں پر ہوائیں چلتی ہیں گاتی ہیں۔ ارواح کی محبتیں شکلوں کے میدانوں میں اپنے مطلوب کی خوشبو کے سونگھنے کے لئے خوشی کے مارے جوں جوں شوق کی صبح کی ہوا گاتی ہے۔ ناچتی ہیں۔ نشہ کے غم کی بلبل مناجات کے نغموں کے الحان کی لذات

سے گاتی ہیں۔ صاف محبت کے پیالے قرب کی غاروں کے سانوں میں ہوتے ہیں۔
محبت کے پرندے خطاب کے منبروں پر مشاہدہ کی میخوں پر چڑھ کر اسرار کے محلوں میں
چلا کر خوشی سے چہچہاتے ہیں۔ دوستوں کے شوق کو جوش دلاتے ہیں۔ شوق کے دفنے
اسرافیل کے صور پھونکنے کے ساتھ غم کی صورتوں میں عندیہ کے میدان اور ابدیت کی
زبان کی طرف بجی نشست گاہ میں بادشاہ بااقتدار کے نزدیک پہنچتے ہیں۔

اے غلام قرب کی منازل وہ ہیں کہ جن میں وہ لوگ کہ اغیار کے ساتھ معلق
ہیں۔ نہیں اترتے اور قربت کی قرارگاہ میں وہ لوگ نہیں رہتے جو کہ نشانات سے
مانوس ہیں تو عزت کا بھائی جب تک ہے کہ قناعت کی چادر میں لپٹا ہوا ہے۔ اور تو نے
جب تک اطاعت کے فرض کو لازم کیا ہوا ہے۔ قدم کا محبوب ہے۔

اے بچے اس عہد کو آراستہ کر اور جب کہ تیرے رب نے لیا (عہد ازلی) اور ان
دودھوں کی غذا اختیار کر کہ ان کو گواہ بنایا۔ اس پستان کا دودھ پی کہ وہ ان کو دوست
رکھتا ہے۔ اس حقیقت کے شواہد کہاں ہیں۔ اور وہ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ میرے
لئے اپنے دل سے ازل کی آنکھ کی نظروں کے موضع برادر اپنی مراد سے جلال کی نگاہ کی
منزلوں کے موقعے بیان کر۔

خلوتوں کے اوقات میں اس ہوا کے چلنے کا انتظار کر بے شک تمہارے رب کی
تمہارے زمانہ کے دنوں میں خوشبوئیں ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ بن محمد بن کامل شیبانی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو محمدؒ
شادر سبتی محل سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں بغداد میں اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ
کی زیارت کے لئے داخل ہوا۔ اور آپ کی خدمت میں ایک مدت تک ٹھہرا پھر جب
میں نے مصر کی طرف لوٹنے کا' مخلوق اور معلوم سے مجرو رہنے کا قدم پر ارادہ کیا۔ تو
آپ سے اذن طلب کیا۔ تب آپ نے مجھے وصیت کی کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں اپنی
دونوں انگلیوں کو میرے منہ پر رکھ دیا۔ اور مجھے یہ حکم دیا کہ ان دونوں کو چوسوں۔ میں
نے ایسا کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اب تم درست ہدایت یافتہ ہو کر لوٹ جاؤ۔ تب میں
بغداد سے مصر کی طرف آیا۔ میرا یہ حال تھا کہ نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا۔ اور میں بڑا طاقت

ور تھا۔

اور شیخؒ نے عقل اور شرع اور نبوت کے بارے میں فرمایا۔ عقل ایک روشن چمکتا ہوا نور ہے۔ جو کہ فکر کی غایت کی حدود کی طرف سے عنایت کے کنارہ سے نکلتا ہے۔ ہدایت کے آئنہ کے صیقل کے لئے اس کی شعاع کا سامنا ہوتا ہے۔ تب صاحب عقل امور کی ظلمتوں اور موجودات کی تاریکیوں میں اس کی چمک دمک سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی طلب کے پرندے کی کامیابی کے پر اگ آتے ہیں۔ اور فلاح کی صبح اس کی توجہ کے چہرہ کے لئے روشن ہوتی ہے۔ عقل ایک پرندہ غیبی ہے۔ جو کہ قدم کی عنایت کے جال کے بغیر شکار نہیں ہو سکتا۔ اور یہ خدائی مہمان ہے کہ جو بغیر فیض دینے والی جناب کی طرف سے نہیں اترتا۔ جوہری صفات اور نورانی ذات فرشتوں کے آسمانوں والا ہے۔ وہ تیری پاک روح کی جان اور تیرے دل کا جبرائیل ہے بلندی کے آسمان سے وحی لے کر تیرے دل کے رسولوں پر اترتا ہے۔ تیرے رب کی طرف سے غیب کے تحفے لے کر اترتا ہے۔ تیری کثیف صفت کو لطیف بنا دیتا ہے۔ تیرے علم کے سیپ کو جوہر بنا دیتا ہے یہ عدل کی میزان ہے اور فضل کی زبان' کرم کی شرع' حکمتوں کی معدن' ہے۔ نعمتوں کی جائے قرار۔ فکر کا ستون۔ فہم کی دلیل باطن و شرع کی ترجمان ہے۔ اسی کی گواہی سے اٹل قضا نے پیغام کے حاکم کو حکم دیا ہے۔

اس کی سلطانی عزت اس کے کمال کی بقا کی حکومت میں تنہا ہے۔ حکم کے بادشاہ اس کی چراگاہ کے گرد چکر لگاتے ہیں اسی وجہ سے فرمانبردار ہیں۔ بلاغت کے پرندے اسکی چراگاہ کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ اس کے تحفے اور ہدایت کے دودھ سے علوم کے بچے دودھ پیتے ہیں۔ اس کے قہر کے غلبہ کی تعریف نے اپنے مخالف اور دشمن کو مٹا دیا۔ اس کی حمایت کی رسی کے ساتھ دونوں جہان کی منزلیں وابستہ ہیں۔

نبوت عزت کے انوار میں سے ایک نور ہے۔ روح القدس کی مہر اس پر لگی ہے۔ اس کی قوت قدرت کے بڑے کام کرنیوالی ہے۔ اس کا معنی رونق کے ساتھ وسیع ہے۔ اس کا ظاہر خدا کے افعال کا مرید ہے۔ عادت قدیمی کو مٹا دیتا ہے۔ اس کا باطن

وحی کے نزدیک ہے۔ وہ روح القدس کا غیب اور ازل کے بھید کا معنی ہے۔ سابق قدم کا نتیجہ ہے۔ قدر کے معنی کی شکن کا مشاہدہ ہے۔ امر کے سر کی جائے ادراک کی فرودگاہ ہے۔ قدم و حدوث کے درمیان فضل کی جگہ ہے۔

وحی نبوت کے کنارہ میں ایک روشن بدر رسالت کے آسمان سے طلوع کئے ہوئے ہے۔ اذن کلام' اللہ عزو جل سے اس کو ملتی ہے۔ اس کے ساتھ روح القدس ہوتی ہے۔ اسکی طرف علوم کے پیچیدہ معاملات کو پھیلاتی ہے۔ پوشیدہ اسرار اس کے نزدیک ظاہر ہوتے ہیں۔ ابد کے نشانات کی کنجیاں اس سے ظاہر ہوتی ہیں اسی سے کائنات کے امور کی خبریں اس میں مختلف علوم عقول' عوالم نشانات' شواہد رسوم' موتلف مختلف مرکب شئی کی مساواتیں طے کی جاتی ہیں۔ اس کی حقیقت سے وحدانی معنے کھلتے ہیں۔ سر ربانی بغیر وحی صریح کے طریق کے نہیں کھلتا۔ وہ ازل کا قاصد ہے۔ جو کہ غیب کے میدان کو اسرار قدم کے خزانہ اور اسرار ابد کے پوشیدہ امور کے ساتھ' ملک کے امین کے ہاتھ پر پھاڑ دیتا ہے۔ وہ ملائکہ کے لشکر کا پیش رو ہے۔ اس شخص کا صرف کہ جس کے لئے کاتب تقدیر ازل کی مجلس میں ان رسولوں کا فرمان پہنچاتا ہے۔ تب اس کا نور اس کے آئینہ دل کو جلاتا ہے۔ اس میں دونوں جہان کے احوال کی تفصیلوں کے اشخاص کونین کے احکام کی جزئیات ہر دو ملک کی خبروں کے دقیقے منقش ہوتے ہیں۔ پھر اس کی روشنیوں کی چمک کا اس کے دل کی جوہریت کی صفائی پر اثر پڑتا ہے۔ اور اس کی عنایت کی آنکھ اپنے رب کی آیات کبری کو دیکھتی ہے۔ رفیق اعلیٰ سے مل جاتی ہے۔ اور اس وقت نبی اس کے دل کے نور کا طاقچہ بنتا ہے۔ طاقچہ میں نبوت کا شیشہ ہوتا ہے۔ اور شیشہ میں چراغ رسالت ایک نور ہے۔ جو کہ وحی کے پلیتہ کی دم کے ساتھ معلق ہے۔ اور وحی وحی بھیجنے والے کے غیب کا سر ہے۔

پس انبیاء علیہم السلام غیب ازل کے پستانوں کے دودھ پینے والے اور سر وحی کے مخاطب کے ہم نشین حضرت قدس کے ہم جلسہ حق کے چہروں کے سفیر ہیں۔ افق اعلیٰ کی عزت کے سائبان ان کی جلالت کے بغیر جس کے ستون مضبوط ہوتے ہیں قائم نہیں ہوتے۔

شرافت کی بساط جس کے ارکان بنے گئے ہیں۔ بلند مقام میں انہی کی ہیبت پر بچھائی جاتی ہے۔ اور کوئی شکل نوری قدس اشرف کے معبدوں میں نہ ٹھہری ہو گی۔ مگر ان کے جلال سے اس کا جلیس ہو گا۔ اور کسی لطف معنوی نے بلند تسبیح کے سایہ کی طرف ٹھکانہ نہ لیا ہو گا۔ مگر ان کے رونق سے اس کا غم خوار ہو گا۔ کوئی دوست مقامات قرب تک ایسا نہیں چڑھا کہ ان کی قوتوں کے ساتھ اس کی سیڑھیاں نہ ہوں۔ اور کوئی ولی اپنے مولیٰ کی طرف بہ جز اس کے کہ ان کے راستے و طریقے اس کی سیڑھیاں بنیں نہیں چلا۔

علم کرامت کسی بشر کے لئے بغیر اس کے کہ ان کا شرف اس کا ستون بنے بلند نہیں ہوا۔ کسی بندہ کے لئے مرتبہ کی بنیاد اس کے سوا کہ ابراہیم علیہ السلام کی بنا پر اس کی بنیاد ہو مضبوط نہیں ہوئی۔

شراب کا سرکہ میں تبدیل ہو جانا

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ابی بکر ابہری نے کہا میں نے قاضی القضاۃ ابو صالح نصر سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ عبدالرزاق سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے والد یعنی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلیؒ ایک دن نماز جمعہ کے لئے نکلے۔ میں اور میرے دو بھائی عبدالوہاب اور عیسیٰ آپ کے ساتھ تھے۔ راستہ میں ہم کو سلطان کے تین شراب کے مٹکے ملے جن کی بو بہت تیز تھی۔ ان کے ساتھ کوتوال اور دیگر کچہری کے لوگ تھے۔ ان سے شیخ نے کہا کہ ٹھہر جاؤ۔ وہ نہ ٹھہرے اور جانوروں کے چلانے میں انہوں نے جلدی کی پھر آپ نے جانوروں سے کہا ٹھہر جاؤ۔ وہ اپنی جگہ وہیں ایسے ٹھہر گئے۔ گویا کہ وہ پتھر ہیں۔ وہ بہتیرا مارتے تھے۔ مگر وہ اپنی جگہ سے نہ چلتے تھے۔ اور ان سب کو قولنج کا درد شروع ہو گیا۔ اور زمین پر دائیں بائیں سخت درد کی وجہ سے لوٹنے لگے۔ پھر تسبیح کے ساتھ چلانے لگے اور علانیہ توبہ و استغفار کرنے لگے۔

پھر ان سے درد فورا" جاتا رہا۔ اور شراب کی بو سرکہ سے بدل گئی۔ انہوں نے برتنوں کو کھولا تو وہ سرکہ تھا۔ جانور بھی آدمیوں کی طرح چلانے لگے۔ شیخ تو جامع مسجد

کو چلے گئے اور یہ خبر سلطان تک پہنچ گئی۔ تب وہ ڈر کے مارے رونے لگا۔ بہت سے محرمات کے فعل سے ڈر گیا۔ شیخ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا اور حضرت کی جناب میں نہایت عاجزانہ بیٹھا کرتا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ اور آیات برات

اور شیخؒ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارہ میں فرمایا ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰؐ ایک سفر پر نکلے اور حضرت عائشہ کو اپنے ہمراہ لیا۔ ان کی خدمت اور صبح و شام ان کے ڈولے کے اٹھانے کے لئے اپنے غلام مسطح کو مقرر کیا۔ پھر ایک منزل پر قافلہ اترا کہ آرام کرے۔ اور نیند نے ان کی طاقت کی حرکات کو آرام دیا۔

غلام پر چلنے میں نیند غالب ہو گئی۔ تب خداوندی مشیت نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بعض ضروریات کے لئے نکلنے کی حرکت دی۔ وہ اپنے ڈولہ سے قضائے حاجت کے لئے نکلیں اور قدرت کے ہاتھ نے ان کے گلے کا ہار توڑ دیا۔ گردن سے دانے نکل کر بکھر گئے۔ وہ ان کے پرونے میں مشغول ہو گئیں۔ تقدیر نے پکارا' کہ اے جبرائیلؑ بی بی کے ہار کا ایک دانہ گم ہو گیا ہے۔ تم اس کی جگہ اور دانہ رکھ دو۔ پھر مسطح جاگا۔ اور اپنے اونٹ کو ہانک لایا۔ اس کو اس بات کا علم نہ تھا۔ جب مدینہ تک پہنچا اور ان کو نہ دیکھا تو پھر ان کے پیچھے لوٹا۔ تقدیر نے اس اسرار کے خزانہ کو جوش دیا۔ اور شریروں کی تہمتوں کے شرارے بھڑکنے لگے۔

پھر جب یہ بات وحی کی پستان کے دودھ پینے والے ازل کے بھید اٹھانے والے۔ غیب کی امانتوں کے محافظ۔ حمد کے جھنڈے کے اٹھانے والے کو پہنچی اور ان کے بہتانوں کی آنکھوں کے اشارے کا گمان کیا۔ ان کے شرک کے اشارے دیکھے۔ تو آپ کا دل رنجیدہ ہوا۔ آپ کی عقل رنج کے نیزہ سے زخمی ہوئی۔ ان کے دل کا شیشہ پھٹ گیا۔ ان کا جما ہوا امر پارہ پارہ ہو گیا۔ اور بی بی سے شفقت سے معنوی بات کہی اور محبت سے پوشیدہ اشارہ کیا کہ تم اپنے باپ کے گھر چلی جاؤ۔ تمہارے بارے میں عنقریب مجھے خبر مل جائے گی۔

تب ان کے آنسو جاری ہوئے۔ اور آہ سوزاں کا ان پر غلبہ ہوا۔ ان کی خوشی کا دن رات بن گیا۔ ان کی راحت کی رات سیاہ ہو گئی۔ ان کی سوزش کے سانس چڑھ گئے۔ ان کا صبر جاتا رہا۔ اور کہا کہ کس وجہ سے مجھے چھوڑا جاتا ہے حالانکہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور نہ زیادتی کی ہے۔ کیا لوگوں کی شکایت کی وجہ سے مجھ کو میرے حبیب نے چھوڑ دیا ہے۔ ان سے کہا گیا کہ اے صدیقہ اور حقیقہ سیدہ برات بقدر محبت آیا کرتی ہے۔ اور فتح مندی صبر کی بغل میں ہوتی ہے۔ اور جب اس نے حال معلوم کیا اور غصہ ظاہر ہوا تو اس کے صبر کا بدل اس کے حال کے ظاہر ہونے سے بے نور ہونے لگا۔ اور سانسوں کے چڑھنے سے اس کے حواس کے ستارے ڈوب گئے۔ اس کی آنکھوں کے آنسو اپنی آگ کی سوزش سے گرنے لگے اس کا سیدھا قد انکسار کی تختی پر ٹیڑھا ہو گیا۔ اس کے محبوب کے ہجر کی مدت لمبی ہو گئی۔ مطلوب کے پستان کا دودھ معدوم ہو گیا۔ اور کہا کہ اے میرے خدا تجھی سے ذلیل مدد طلب کرتا ہے۔ تیری ہی عزت کی درگاہ کی طرف مظلوم پناہ لیتا ہے تیرے سوا کون ہے کہ رنجیدہ کے رنج کو دور کرتا ہے۔ تیرے سوا کون ہے کہ بیقرار کی دعا قبول کرتا ہو۔ تو میری عصمت کی طہارت سے زیادہ واقف ہے۔ میرے سوال کا مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔

اس نے یعقوبیہ قبہ پکڑا۔ اور فرقت نے یوسفی حالت بنا دی۔ اس کے قبہ کی ظلمت، غم کے یوسف کا قید خانہ بن گئی۔ اس پر حبیب کی جانب سے ہوا چلی کہ کیا حال ہے؟ تب اس نے کہا کہ میں فصاحت کے پردہ میں پرورش یافتہ ہوں۔ اور اسکی ہم نشیں ہوں جو کہ ضاد کے بولنے میں زیادہ فصیح ہے تا مخاطب قریب کے لئے ہوتی ہے۔ اور کاف غائب بعید کے لئے کہاں انت کی تا اور کہاں فاک کا کاف۔ کہاں حنہ کی ہا اور کہاں تیکم کا کاف۔ جمع کی میم ہر دو مذکورہ میں سے ایک کی تخصیص ضروری نہیں بناتی۔

اے میرے رب میں چھوڑنیوالے کی آنکھ کی سیاہی اور غائب کے دل کا سویدا عراض کرنے والے کی محبت کا پھول تھی۔ لیکن زمانہ کے حالات میں جو کہ بدلتے رہتے ہیں اور فصل ہیں جو کہ غالب ہوتے ہیں۔

اے میرے رب میری فکر کے دریا نے مجھے غرق کر دیا۔ میرے غم کی گرمی نے مجھے جلا دیا۔ میرے دل کے رنج نے مجھے رنجیدہ کر دیا۔ تب تو آسمانی فرشتے چلائے اور قدس کے دربار کے رہنے والوں نے مختلف قسم کی تسبیح شروع کی۔ نور کے معبدوں کے درویش گھبرا گئے نورانی شکلیں اور روحانی روحیں کہنے لگیں۔ وہ ذات پاک ہے جو کہ شکستہ خاطر کو باندھتا ہے۔ اور حقیر کو عزیز بناتا ہے۔ خداوندا پاک فراش نبوت کا صاف دل مکدر ہو گیا۔ اور شرف کے سمندر کے موتی کی عقل کا جوہر ٹوٹ گیا ہے۔

رسالت کا پھول فاسقوں کی تہمت سے پژمردہ ہو گیا۔ وحی کے پستان کے دودھ پئے ہوئے کا دودھ منافقین کے جھوٹ بولنے سے چھوٹ گیا ہے۔ ملک کے قاصد اور ملائکہ کے لشکر کے سپہ سالار سے کہا گیا کہ اے جبرائیل ازل کے غیب کی تختی میں سے عیب کے برات کی غیب کی زبان سے سترہ آیات لے جا کیونکہ میں نے ازل و قدیمی تقدیر میں ہی وہ کہہ چھوڑی ہیں۔ میں نے ان کو بی بی عائشہ کے کپڑے کے لئے قیامت تک نقش بنا دیا ہے۔ تب ازل کا قاصد سردار بافضیلت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر سورہ نور میں آیات لے کر اترا۔ جب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آیات کی نرم آواز سنی اور ان کو بشارت کے لئے معلوم ہوا۔ تو کہنے لگی وہ ذات پاک ہے۔ جو کہ شکستہ خاطر کی تسلی کرے اور حقیر کو عزت دے۔ مظلوم کا انصاف کرے۔ غموں کو دور کرے۔

خدا کی قسم مجھ کو گمان نہ تھا کہ میرا رب بابرکت بلند میرے بارے میں قرآن نازل فرمائے گا۔ اور اپنے نبی کے پاس میرا وحی کے طور پر ذکر کرے گا۔ لیکن مجھے یہ امید تھی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں میری برات کے بارہ میں جتلا دے گا۔ پس مظلوم کو خدا کی مدد سے ناامید نہ ہونا چاہیے۔ اور مقہور کو صبر پر ہی بھروسہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جو کچھ تقدیر کے پردوں میں ہے۔ وہی رات دن میں بدلتا رہتا ہے۔

معرفت اور مدہوشی

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن محمد بن ازومر نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ محی الدین

عبدالقادر سے سنا ہے۔ خبر دی ہم کو عبداللہ بن محمد بن علی توحیدی نے کہا کہ میں نے اپنے ماموں قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن الحافظ ابوبکر عبدالرزاق سے سنا۔ کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو عمرو عثمان صریفینی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرا ابتدائی حال یہ تھا۔ کہ میں ایک رات صریفین میں باہر تھا۔ چت لیٹا ہوا تھا۔ تب پانچ کبوتر اڑتے ہوئے مجھ پر سے گذرے۔ میں نے ایک کو بزبان فصیح جیسے آدمی بولتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے سنا۔ سبحا ن من عند ہ خز ا ئن کل شی و ما ننیز لہ ا لا بقد ر معلو م یعنی وہ اللہ پاک ہے۔ جس کے پاس ہر شے کے خزانے ہیں۔ اور نہیں اتارتا مگر ایک معلوم اندازہ کے مطابق اور دوسرے کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ سبحا ن من ا عطی کل شی خلقہ ثم ھد ی یعنی وہ پاک ذات ہے۔ کہ جس نے ہر شے کو پیدا کیا۔ پھر ہدایت دی تیسرے کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ سبحا ن من بعث الا نبیا حجتہ علی خلقہ و فضل علیھم محمد ا صلی اللہ علیہ و سلم یعنی وہ اللہ پاک ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو مخلوق پر حجت بھیجا اور ان سب پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت دی۔ اور چوتھے کو سنا وہ کہتا تھا کہ کل ما کا ن فی الد نیا با طل الا ما کا ن للہ و ر سو لہ یعنی ہر شے کہ دنیا میں ہے برباد ہے۔ مگر جو کہ اللہ اور رسولؐ کے لئے ہو۔ اور پانچویں سے سنا کہ وہ یہ کہتا ہے۔ یا ا حل ا لغفلتہ عن مو لا کم قو مو ا ا لی ر بکم ر ب کر یم یعطی ا لجز یل و یغفر ا لذ نب ا لعظیم یعنی اے مولا سے غفلت کرنیوالو تم اپنے رب کی طرف کھڑے ہو جاؤ۔ جو کہ رب کریم ہے بہت کچھ دیتا ہے۔ اور بڑے گناہ بخشتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ کو یہ سن کر غش آگیا۔ اور ہوش آیا تو میرے دل سے دنیا اور اس کی ہر چیز کی محبت جاتی رہی۔ جب صبح ہوئی تو میں نے خدا سے عہد کیا کہ میں اپنے آپ کو ایسے شیخ کے سپرد کروں گا۔ جو میرے رب کا راستہ مجھے بتلائے اور میں وہاں سے چل دیا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ کدھر جا رہا ہوں۔ تب مجھ کو ایک شیخ ملا جو کہ باہیبت اور روشن چہرہ تھا۔ مجھ کو اس نے کہا کہ السلام علیک یا عثمان۔ میں نے ان کو سلام کا جواب دیا۔ اور قسم دی کہ آپ کون ہیں؟ اور میرا نام آپ نے کیسے پہچان لیا۔ حالانکہ میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ اس نے کہا میں خضر علیہ ہوں۔ اور میں اس وقت شیخ عبدالقادر کے پاس تھا انہوں نے مجھ سے

کہا کہ اے ابو العباس آج کی رات صریفین والوں میں ایک شخص کو جس کا نام عثمان ہے۔ کشش ہوئی ہے۔

وہ خدا کی طرف متوجہ ہے۔ خدا کی طرف سے وہ مقبول ہوا اور ساتویں آسمان سے اس کو پکارا گیا۔ اے میرے بندے تو خوش آیا۔ اس نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا۔ کہ اپنے آپ کو ایسے شخص کے سپرد کرے جو کہ اس کو پروردگار عزوجل کی راہ دکھائے۔ سو تم جاؤ۔ اور اس کو راستہ میں پاؤ گے اس کو میرے پاس لے آؤ۔ پھر مجھے کہا کہ اے عثمان اس زمانہ میں شیخ عبدالقادرؒ عارفوں کے سردار ہیں اور اس وقت آنے والوں کے قبلہ ہیں۔ تمہیں ان کی خدمت میں حاضر ہونا۔ اور ان کی خدمت و عزت کرنا لازم ہے۔ پھر مجھے کچھ خبر نہ ہوئی۔ مگر اس حال میں کہ میں بغداد میں بہت جلد پہنچ گیا۔ اور خضر علیہ السلام مجھ سے غائب ہو گئے۔ پھر میں نے ان کو سات سال تک نہ دیکھا۔

تب میں شیخ عبدالقادرؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ ایسے شخص کو مرحبا ہے۔ جس کو اس کے مولیٰ نے جانوروں کی زبانوں میں اپنی طرف جذب کر لیا۔ اور اس کے لئے بہت سی نیکی جمع کی۔

اے عثمان عنقریب خدا تعالیٰ تم کو ایک ایسا مرید دے گا۔ جس کا نام عبدالغنی بن نقطہ ہو گا۔ وہ بہت سے اولیاء سے بڑھ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سبب فرشتوں کے ساتھ فخر کرے گا۔ پھر میرے سر پر ایک ٹوپی رکھی۔ جب وہ میرے سر پر آئی تو میں میں نے اپنے تالو میں ایسی ٹھنڈک پائی جو میرے دل تک پہنچی۔ میرا دل برفانی ہو گیا۔ تب مجھ کو عالم ملکوت کا حال معلوم ہو گیا۔ میں نے سنا کہ تمام جہان اور اس کی چیزیں مختلف بولیوں میں خدا کی تسبیح و تقدیس بیان کر رہے ہیں قریب تھا کہ میری عقل جاتی رہے۔ تب آپ نے مجھ پر روئی ڈال دی۔ جو کہ آپ کے ہاتھ میں تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری عقل قائم رکھی۔ اور میرا حوصلہ بڑھا دیا۔

پھر مجھے خلوت میں آپ نے بٹھلایا۔ اور میں اس میں کئی مہینے تک رہا۔ خدا کی قسم میں نے کوئی امر ظاہر و باطن میں ایسا نہیں پایا۔ کہ جس کی مجھے آپ نے میرے

بولنے سے پہلے خبر نہ دی ہو۔ اور نہ میں کسی مقام پر پہنچتا۔ اور نہ کوئی حال کا مشاہدہ کرتا۔ اور نہ کوئی غیب کا حال مجھ پر کھلتا۔ مگر آپ پہلے ہی سے مجھے خبر دے دیتے۔ اور اس کے احکام مفصل بیان کر دیتے۔ اس کی مشکلات حل کر دیتے۔ اس کی اصل و فرع مجھے بتلا دیتے۔ ہمیشہ آپ مجھ کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچاتے رہے۔ جہاں تک خدا کے علم میں تھا مجھے ان امور کی خبر دی۔ جو مجھ پر پیش آنے والے تھے۔ تیس سال کے بعد وہ ویسے ہی ہوئی جیسے آپ نے خبر دی تھی۔ آپ سے مجھے خرقہ پہننے اور ابن نقطہ کے مجھ سے خرقہ پہننے کے زمانہ میں پچیس سال کا فاصلہ تھا وہ ویسا ہی نکلا جیسا کہ شیخؒ نے فرمایا تھا۔

اور فرمایاؒ وصال کی صبحوں کی ہوائیں جب کہ متروکین کے مکانوں پر گزرتی ہیں۔ تو وہ شوق سے روتے ہیں۔ اور اتصال کی راتوں کے خیال جب کہ مہجورین کے بستروں پر آتے ہیں تو وہ رو پڑتے ہیں۔ شوق کی تانتیں جب محبت کی مجلس میں مشاہدہ کی لکڑیوں پر ازل کے عشاق کے ہم جنسوں اور محبت کے پستانوں کے دودھ پینے والوں کے سامنے سوار ہوتی ہیں۔ تو دلوں کے باغوں میں عقلوں کے درخت ہلتے ہیں۔ نفوس کی شاخیں شکلوں کے ڈبوں میں ہلتی ہیں دلوں کے جواہر خوشی کے مارے صورتوں کے محلوں میں رقص کرتے ہیں' دوستوں کی عقلیں مبانی کے معانی میں خوشی کے مارے وجد کرتی ہیں۔ کشف کے چقماق جگروں کے جلانے میں عشق کی آگ کے شرارے جھاڑتے ہیں۔ اشخاص کے اجزا کے ذرات کو ہیبت کی بجلیاں جلا دیتی ہیں۔ موجودات اپنے ساتھیوں کے ساتھ موج میں آتے ہیں۔ عشق کا تیر انداز اپنے تیر سے عاشقوں کے اسرار کو زخمی کر دیتا ہے۔

دلوں کے ارکان کی بنیادیں ہل جاتی ہیں۔ آنکھیں اس کے دیکھنے کے نشہ سے حیران رہتی ہیں۔ ارواح اس سوال کے کرنے پر متوجہ ہوتی ہیں۔ کہ کیا چیز ہے۔ آنکھیں آنسوؤں کے گرانے کی وجہ سے دیکھنے سے رک جاتی ہیں۔ احوال کا آدم اعتراف گناہ کے قدم پر کھڑا ہوتا ہے۔ ہمت کا ابراہیم علیہ السلام اس دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے۔ کہ میں "اس امر کی طمع رکھتا ہوں کہ خدا میری خطا کو معاف کر دے"۔

عزیمتوں کا موسیٰ اس طور کی چوٹی پر پہنچ کر بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے کہ "میں نے تیری طرف رجوع" کیا ہے۔ عشق کا ایوب اس ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے۔ کہ مجھ کو تکلیف پہنچی ہے۔ شیفتگی کا سلیمان اپنی حکومت کے غلبہ کی خوشی کی بساط پر اس ہوا سے اٹھایا ہوا گذرا کہ تمہارے رب کی تمہارے زمانہ کے دنوں میں خوشبوئیں ہیں۔ دل کی چیونٹی نے سلطان جلال کے لشکر کے ہلنے اور ملک کمال کے لشکروں کے غلبہ کے وقت خطروں کی رعایا سے کہا۔ اے چیونٹیو اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ۔ تب قرب کی روشنیاں ظاہر ہوئیں اور قرب کی شعاعیں پھیل گئیں۔ ملاقات کے سائبان تنے گئے۔ قدس کے فرشتوں کے تختوں پر حضوری کی بساط بچھائی گئی۔ مشاہدہ کی زمین میں بادشاہ کے جھنڈے کے نیچے خلوت کی مجلس منعقد ہوئی۔ امن کے حرم میں جمال کے خیموں کے درمیان جلوہ کی دواں بندیاں کس دی گئیں۔ عاشق کا حال درست ہو گیا۔ عاشق اپنے محبوب کے ساتھ مل گیا۔ خوشیوں کے پیالے میں پینے والے کے شروب پیالے دور کرنے لگے۔ وقت معطر ہو گیا۔ نصیبہ نیک ہوا۔ کینہ جاتا رہا۔ ازل کے اوصاف کے راستوں کے اطراف میں قدم کے غیب کے اسرار ظاہر ہونے لگے۔ یہ راستے کیسے باریک معنی ہیں۔ وہم ان کی کیفیت کی معرفت سے مدہوش رہے۔ اور کیسے باریک معنی ہیں کہ فکر کے اندیشے اس کی ماہیت کے علم سے تنگ ہیں۔

وہ بجلی کی طرح دنوں کی آنکھ کے سامنے ابد کے بادلوں سے چمکتے ہیں اور آفتاب کی طرح حال کے بروج کے دوروں سے چڑھتے ہیں۔ خدا کی قسم اس وقت جب کہ وہ بجلی بھی حیران رہ جاتی ہے۔ آفتاب بھی اس کے ظہور اور روشنی کے وقت شرمندہ ہوتا ہے۔

جب ارادہ کے ہاتھ نے خطاب کی آنکھوں کے لئے اس کے جمال کی پیشانی سے حجاب کے نقاب کو ظاہر کر دیا۔ ازل کے مشاطوں نے اس کو عشاق طالبوں کے خوش کرنے کو جلا کے تخت پر بٹھا دیا۔ نورانی لوح نے اس کو دور اور قریب کے چھپے ہوئے مکانوں سے ظاہر کیا۔ وحدانی وصف نے اس کی بلندیوں اور معنوں کی تعریف کو ظاہر کر دیا۔

اس کی جمال کی آنکھوں نے مشتاقوں کی محبتوں کو اشارہ کیا۔ اس کی تیز نظروں نے عارفین کی اونچی نگاہوں کی حیرت سے باتیں کی۔ اور جب وہ اس کی جلا کو دیکھنے کے لئے آئے۔ اور اس کی رونق کے مشاہدہ کے لئے حاضر ہوئے۔ تو اس کے جمال کا تاج اس کے کمال کی مجلس میں اچھلا۔ پھر ان کے سروں پر اس نے قبول کے جواہرات اور رضامندی کے موتی نچھاور کئے پھر عزت کے پردوں۔ کبریا کی چادروں میں۔ عظمت کی آڑ میں چھپ گیا۔ تب دل' سوزش اور شوق کی وجہ سے ٹکڑے ہو گئے۔ اور روحیں پیاس اور جلن کے مارے حیران ہوئیں۔ عشق کی شاخیں جھکنے لگیں۔ اور سوزش کی ہوائیں باتیں کرنے لگیں۔ صبر کے پتے جھڑنے لگے۔ فراق کے قلق کا شکوہ کرنے لگے۔

اے روحوں کی سواریو' ان منازل کی طلب میں سعی کرو۔ اے دلوں کی شریف سواریو ان درجات کے حاصل کرنے کی طرف جلدی کرو۔ اور کہدے "(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تم عمل کرو۔ سو عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور مومن لوگ تمہارا عمل دیکھیں گے"۔

خبر دی ہم کو ابوالفتح عبدالرحمٰن بن شیخ صالح ابوالفرح توبہ بن ابراہیم بن سلطان بکری صدیقی بغدادی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ مکارم النہر خالصیؒ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں ایک دن شیخ عبدالقادرؒ کے سامنے مدرسہ میں ازج کے دروازہ بغداد میں بیٹھا تھا۔ تب ہمارے سامنے سے ایک تیتر اڑتا ہوا گزرا۔ میرے دل میں گزرا کہ میں اس کو کشک (جو کا پانی جسے سرکہ یا دودھ کے ساتھ ابالا گیا ہو) کے ساتھ کھانا چاہتا ہوں۔ اور خدا جانتا ہے کہ میں نے زبان سے اس کا اظہار نہ کیا تھا۔

تب شیخ نے بھی میری طرف ہنس کر دیکھا اور اوپر کو دیکھا تو وہ تیتر مدرسہ کی زمین پر گر پڑا۔ اور اس نے سعی کی یہاں تک کہ میری ران پر ایک گھنٹہ تک ٹھہرا رہا تب شیخ نے کہا کہ اے مکارم لے جو چاہتا ہے۔ یا یہ کہ خدا تعالیٰ تیرے دل سے تیتر اور کشک کھانے کی رغبت دور کر دے۔

مکارم کہتے ہیں کہ اس وقت سے اس وقت تک میرے دل میں تیتر اور ککٹک کی عداوت پیدا ہو گئی۔ وہ میرے سامنے بھنا ہوا اور پکا ہوا رکھا جاتا ہے۔ اور میں اس کی خوشبو کی بوجہ کراہت کے طاقت نہیں رکھتا۔ اور پہلے اس سے میں تمام لوگوں سے زیادہ اس کو چاہا کرتا تھا۔

اور یہ کہا کہ ایک دفعہ میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ واصلین کے مقامات اور عارفین کے مشاہدہ کا ذکر کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہر ایک شخص جو حاضر تھا اللہ تعالیٰ کا شائق بن گیا۔ میرے دل میں یہ گزرا کہ خدا تعالیٰ کی طرف جانے اور مقصود حاصل کرنے کا کیا طریق ہے۔ تب آپ نے قطع کلام کیا میری طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا اے مکارم تم میں اور تمہارے مقصود کے حاصل کرنے میں دو قدم ہیں۔ ایک قدم سے دنیا کو اور دوسرے قدم سے اپنے نفس کو قطع کر دے پھر تو ہے اور تیرا رب۔

اور فرمایا محبوب کی جدائی ایک ایسی آگ ہے کہ جس کو رکاوٹ کے مالک (اللہ تعالیٰ) نے سوزش کی جہنم میں بھڑکایا ہے اور مطلوب کا گم ہونا ایسی کڑک دار آوازیں ہیں کہ عشق کے بادل سے دوری کے قرضدار کی طرف بھیجی جاتی ہیں۔ شہود کا چھپ جانا ایک ایسی جدائی ہے کہ جس میں وصال کی شاخیں اتصال کے باغوں میں دبلی ہو جاتی ہیں۔

روشن چیز کا پردہ میں ہو جانا ایک ایسی تلوار ہے کہ جس کو محبوب نے ناز کے میان سے ملال کے ہاتھ سے کھینچا ہو۔

حاضر کا غائب ہونا ایک ایسا شرارہ ہے کہ جس کی محبت کا چقماق عشق کے دل کے جلانے میں روشن کرتا ہے۔

حبیب کا کنارہ کش ہونا ایک ایسا تلخ گھونٹ ہے۔ جس کو عاشق دوست کے ہاتھ سے رکاوٹ کے پیالوں میں ایک ایسی لذت کے ساتھ کہ جو شہد سے زیادہ شیریں ہے گھونٹ گھونٹ پیتا ہے۔

قریب کی جدائی عذاب ہے۔ کہ جو دلوں کو جدائی کی لپٹ کی سوزش سے گلاتا

ہے۔

عتاب کی باتوں کے نشہ سے مست ہونا نفوس کو آرزوؤں سے بھی زیادہ مرغوب ہے۔

دوست کی جدائی ایک غلبہ ہے کہ ارواح کے پہلوؤں کو شیفتگی کے غلبہ کی پامالی کی سختی سے عشق کے چٹیل میدانوں اور خواہشوں کے پردوں کے ڈھیروں میں سختی سے پچھاڑتی ہے۔

فتح کی عروسیں معانی کے ایسے جواہر ہیں کہ جن کو قدم کے ناظم نے زور دیا ہے۔
کشف کے باغ، بیان کے ایسے باغ ہیں جنہوں نے حکمتوں کے پہلوؤں کو اگایا ہے۔
شوق وہ پردے ہیں کہ نبیوں کی دلہنوں کے چہروں کے جمال پر لٹکتے ہیں۔
محبت کے وہ آفتاب ہیں کہ ان کے انوار کی شعائیں دلوں کے شہروں کے کنگروں پر ہی گرتی ہیں۔

مشاہدہ وہ شراب ہے کہ وصل کی مجلس میں امید کے سدرۃ المنتہی کے نزدیک عارفین کی خواہشوں سے اوپر قدم کے سایوں کے نیچے۔ عاشقوں کی سواریوں کے قاصدوں کے آگے۔ جناب قرب کی سواریوں کے چلانے والوں کے پیچھے چراگاہ کے رب کے جمال کی نوجوانی کی دائیں جانب سے ازل کے ساقی۔ ارواح کے ہم نشینوں پر خطاب کے پیالوں میں چکر لگاتے ہیں۔

اے عاشقو جو کہ صفات خدا کے کمال کے معانی میں شیفتہ ہو کھڑے ہو جاؤ اے لوگو جو کہ حبیب قریب کے عشق میں سچے ہو، اس وصال کی طرف کھڑے ہو جاؤ۔ کیونکہ ہر ایک اس نغمہ کے گانے والے کے نغمہ کے سننے سے مزے لے رہا ہے۔ یا مطرب کے الحان کی عمدگی سے اس انقلاب کی سعادت سے بوجہ غم وگریہ غم خوار کے فی الفور مضطرب ہے۔ یا ایسے حدی خوان کی آوازوں کی خوشی سے جو کہ اس عزت ظاہری کی مجلس کی طرف بلا رہا ہے۔

شیفتگی سے غمزدہ ہے۔ بے شک یہ تقدیر کا محرک ہے کہ اس کی روح اس کی مجلس کی نظر کی حلاوت کو یاد کر رہی ہے کہ جب لیا تیرے رب نے..... (الخ) اس کے

باطن کا دفینہ ایسے سماع کی لذت کی طرف جوش مار رہا ہے جو کہ الست بربکم کی حضوری کے وقت اس کے سننے سے باقی رہ گیا تھا۔ اور ارواح شکلوں کی صورتوں سے مجرو تھیں۔ عالم نوری میں ان کو علیحدہ بنائے ہوئے تھا۔

اب اگر تیری روح کا دماغ انس و محبت کی خوشبو پائے۔ جس پر حبیب اعظم کے ذکر کے وقت کرم کے موسم بہار کے باغوں سے ہوا چلے تو یہ جناب ابد کی طرف وارد ہونے والی ہے۔ وہ تجھے محبت کی بیعت کے شرط التزام کو عہد قدیم کی خوبیوں کی حرکات کی یاد دلاتا ہے۔

تب دل میں مہجور کے افسوس کی آگ انقطاع کی وحشت کی وجہ سے بھڑک اٹھے گی۔ فرقت احباب سے سوزش محبوب کا انگار باطن میں روشن ہو گا۔ دوستوں کے گم کرنے والی سوزش تشنہ زبان سے پکارے گی۔

علیٰ مثل لیلیٰ یقتل المر نفسہ　　ویحا ولہ مر المنایا بیعذب

ترجمہ :۔ لیلیٰ جیسے (محبوب) پر مرد اپنے نفس کو قتل کر ڈالے گا۔ کڑوی آرزوئیں اس کی میٹھی و شیریں ہوں گی۔

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ الواحد بن صالح بن یحیٰی قرشی بغدادی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابوالفرح حسن بن محمد بن احمد دیرہ بصری نے کہا کہ میں نے شیخ ابوالعباس احمد بن مطیع بن احمد باحیرانی سے سنا کہا کہ میں نے شیخ صالح ابوالمظفر اسمٰعیل بن علی بن سنان حمیری زریرانی سے سنا۔ وہ نیک شیخ تھا۔ اور شیخ پیشوا علی بن الہیتیؒ کی صحبت میں رہ چکے تھے۔ کہا کہ شیخ سردار علی بن الہیتی جب بیمار ہوتے تو بسا اوقات میری زمین کی طرف جو کہ زریران میں تھی تشریف لاتے۔ اور وہاں کئی روز گذارتے۔

ایک دفعہ آپ وہیں بیمار ہوئے۔ تب ان کے پاس میرے سید شیخ محی الدین عبدالقادرؒ بغداد سے عیادت کے طور پر تشریف لائے۔ دونوں حضرات میری زمین پر جمع ہوئے۔ اس میں دو کھجوریں تھیں جو کہ چار سال سے خشک تھیں۔ ان کو پھل نہ آتا تھا۔ ہم نے ارادہ کیا کہ ان کو کاٹ دیں۔

تب شیخ عبدالقادرؒ کھڑے ہوئے۔ اور اس میں سے ایک کے نیچے وضو کیا۔ اور

دوسری کے نیچے دو نفل پڑھے تب وہ سبز ہو گئیں ان کے پتے نکل آئے۔ اور اسی ہفتہ میں ان کا پھل آگیا۔ حالانکہ ابھی کھجوروں کے پھل کا وقت نہ آیا تھا۔ میں نے کچھ کھجوریں اپنی زمین کی لے کر حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر کیں۔ آپ نے اس میں سے کھائیں۔ اور مجھ کو کہا' اللہ تعالیٰ تیری زمین تیرے درہم تیرے صاع اور تیرے دودھ میں برکت دے۔

وہ کہتے ہیں کہ میری زمین میں اس سال سے متعاد سے دگنا گنا پیدا ہونا شروع ہوا۔ میرا یہ حال ہوا کہ جب میں ایک درہم خرچ کرتا ہوں۔ تو اس سے میرے پاس دگنا گنا آجاتا ہے۔ اور جب میں گندم کی سو بوری کسی مکان میں رکھتا ہوں۔ پھر اس میں سے پچاس بوری خرچ کر ڈالتا ہوں۔ اور باقی کو دیکھتا ہوں تو سو بوری موجود ہوتی ہے۔ میرے مویشی اس قدر بچے جنتے ہیں کہ میں ان کا شمار بھول جاتا ہوں۔ اور یہ حالت شیخ کی برکت سے اب تک ہے۔

اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر معراج کی ہر بلند اسم تک انتہا ہے اور ہر سیڑھی جو چڑھنے کے لئے ہے سو اسی کے نام سے اس کے عروج نے اپنے اسماء میں تجلی حاصل کی ہے۔ تب تجلی اس کے افعال میں ظاہر ہوئی اور تمام موجودات تجلی کے اشراق سے روشن ہو گئیں۔ دونوں وجودوں میں شواہد تفصیل کی تفصیل ہو گی۔ دونوں عالم میں عدل کا حکم ظاہر ہو گا۔ پھر اسماء ظاہر ہوئے۔ اور صفات متفرق ہو گئے۔ لغات مختلف پیدا ہوئے افعال کا مقابلہ ہونے لگا۔ انواع کی تقسیم ہوئی۔۔ جنسیں معین ہوئیں۔ پس سب کے سب عدل کے غلبہ سے معتدل ہیں۔ اور ہر ایک اس کی توحید کو اس وجہ سے کہ اس میں تجلی ظاہر ہوئی ہے۔ بیان کر رہا ہے۔

اسی کی طرف اس وجہ سے اشارہ کرتا ہے۔ کہ اس کے اندر اس کے اسماء کے اسرار پوشیدہ ہیں۔ اس کو اس وجہ سے پہچانتا ہے۔ کہ ازل میں اس کا علم اس کے ایجاد کرنے سے متعلق ہے۔ وہ سب کے سب دنیا میں حیران میں ہیں اگر اس کی رحمت جو کہ اس کی معرفت میں اس کے حسن سے لی گئی ہے۔ مہربان نہ ہوتی۔ اگر حیرت کا ادراک نہ ہوتا تو وہ اپنی سخت پکڑ کو اپنے اسماء کی تجلیات میں پہاڑ کے لئے ظاہر کرتا تو

وہ ٹھہر جاتے۔ سمندروں پر کرتا تو وہ بے قرار ہوتے۔ آگ پر ظاہر کرتا تو وہ شعلہ مارتی۔ اب جو چیز اس کی وجہ سے ٹھہرتی ہے۔ اسی کے سبب حرکت کرتا ہے۔ اور عرش پر اپنے بلند نام کے انوار کو ظاہر کیا۔ تب اس کے فرشتے اس درگاہ کے مناسب پیدا ہونے لگے۔ سو ان میں سے ہر ایک کی روح ہے۔ پھر روح کے لئے ان کی روحوں میں سے نفس ہے۔ ان کے اذکار میں سے ہر ذکر کے لئے روح ہے۔ ہر ایک کو اس کی تجلی کی عظمت نے جو کہ اس کے ناموں میں ہے۔ بیہوش کر دیا ہے۔

تب ان کے اشخاص ان اسماء سے متاثر ہوئے۔ وہ بیہوشی کی وجہ سے ذاکر ہیں۔ اور ذکر سے بے ہوش ہیں۔ اب ان کا ذکر اسم کے لحاظ سے تو تو ہے بیہوشی کی وجہ سے ہو ہو ہو۔ عظمت کے لحاظ سے آہ آہ آہ۔ تجلی کے لحاظ سے ہا ہا ہا۔ ستر کی و سے سبحا نک سبحا نک سبحا نک ہے۔ یعنی تو پاک ہے۔ تو پاک ہے۔ پاک ہے۔ کروبیوں نے خدا کی تسبیح کی۔ صف بستہ حیران رہ گئے۔ روحانیوں نے فریادیں کیں۔ مقربین نے تسبیح پڑھی۔ اس کے انوار ہر ایک موجود میں ایسے روشن ہوئے کہ اس سے اس کے وجود کا سر اس کے ظہور سے ظاہر ہوا۔ اس سے اس کی عبودیت اور غلبہ کا اقرار ہوا۔ پس ذکر ذاکرین کے اٹھانیوالے رہنے والوں کے مسکن اور ایسی شے کی طرف کھینچنے والے ہیں کہ جس کے جلال کے خیموں نے محفوظ اسماء اور عجائب صفات کو چھپا رکھا ہے۔

اب عارفین کے اسرار اس کے اسما کے معارف میں پھرتے ہیں۔ وہ ایسا پھرتا ہے کہ جن کے باعث ان کے چہروں کے دور میں ان چیزوں کو مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ جو ان میں ملک اور ملکوت کے دونوں وجود والوں نے امانت رکھا ہے۔ یہاں تک کہ عالم ملکوت میں اس کی تقدیر کے بھید کے جاری ہونے کو انہوں نے معلوم کر لیا ہے۔ اب کوئی معلوم باقی نہیں رہا۔ مگر یہ کہ اس کے دقیقہ کے بھید کو کمال اور نور کے ہاتھ سے کھینچ کر ظاہر کر دیا ہے۔ انہوں نے جانوں میں محبت کے ہیجان سے تصرف کیا۔ اس کی ہیبت کے نور کے سمندر میں غوطہ لگایا۔ پھر وہ ایسے حال میں نکلے کہ ان کے چہروں پر ہیبت کی شعائیں تھیں۔ جن سے دیکھنے والے جن و انسان کی آنکھیں اچک لی جاتی

تھیں۔ وہ اس کے اسماء کے نور کے ایسے مقابل ہوئے کہ ظاہر و باطن میں ان کا وجود بھر گیا۔ یہاں تک کہ ان سے تمام شبہات کے خطوط مٹ گئے۔

تب ان کے وجود نے اپنے وجود سے وہ بھید ظاہر کر دیئے جو ان کے لئے تقدیر کے قلم نے لکھے تھے۔ جو کہ ہر ایک مقام قرار میں بطور امانت رکھے ہوئے تھے پس جو چیز ان سے غائب تھی وہ مخفی نہ رہی۔ تب انہوں نے اپنے آپ کو اس سے دیکھا۔ اور ماسوا کو اپنے نام کے نور سے دیکھا۔ کمال مطلق کو ملک مطلق سے دیکھا۔ وہ اس چیز کے ساتھ چلے کہ جس کو انہوں نے ملکوت کے کناروں میں مشاہدہ کیا تھا۔ کلمہ تکوین کے معنی کو کھول دیا۔ تب ان کے لئے ہر موجودات ایسے اثر پذیر ہوئے جیسے کہ یہ کلمہ اس کے حکم سے ہے۔ اے وہ ذات کہ جس نے اپنی بڑائی اور بزرگی کو عرش کے پردوں میں ظاہر کیا ہے میں تجھ سے بہ طفیل ان صفات کے کہ جس پر کوئی موجود پیدا شدہ غالب نہیں۔ ایسی حجت مانگتا ہوں کہ خدا کے بھید کا مقابلہ کرے اور وحشت فکر کے آثار کو محو کر دے۔ یہاں تک کہ میرا وقت تجھ سے خوش ہو جائے۔ تو میں اپنے وقت سے تجھے خوش کروں۔

خبر دی ہم کو ابو المعالی عبدالرحیم بن مظفر قریشی نے کہا کہ میں نے شیخ علی بن سلیمان نانبائی سے بغداد میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابو الحسن جو سقیؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ جوانی کے عالم میں مجھ پر ایک بڑی بلا آئی۔ اور اس سے مجھ پر اکثر کام مشکل ہو گئے۔ تب میں اپنے سردار علی بن الہیتیؒ کی خدمت میں آیا۔ کہ اس کی بابت ان سے پوچھوں۔ انہوں نے مجھ سے کہا اے ابو الحسن اپنی بلائے نازل کو جو افعال قدرت ہے۔ پہلے شروع کر اس کی مشکلات اقوال سے حل نہیں ہوتیں۔ بلکہ افعال کے ساتھ ہوتی ہیں تم شیخ عبدالقادرؒ کی خدمت میں جاؤ۔ کیونکہ اس وقت علما عارفین کے وہ بادشاہ ہیں۔ وہ متفرقین کے افعال کی باگوں کے مالک ہیں۔ تب میں بغداد کی طرف آیا۔ اور اپنے سردار شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کو مدرسہ کے قبلہ جانب بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ کے سامنے ایک جماعت تھی۔ جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ تو آپ نے میری طرف دیکھا۔ میں نے معلوم کر لیا

کہ آپ نے میرے دل کی باتیں اور جس کام کے لئے میں آیا تھا سمجھ لیا ہے۔

تب آپ نے مصلے کے نیچے سے ایک دھاگا نکالا جو پانچ تارا بٹا ہوا تھا۔ اس کا ایک سرا مجھے دیا اور ایک سرا اپنے ہاتھ میں رکھا پھر اس کا ایک بل کھول دیا۔ تو مجھے میری بل سے ایک بڑی بات معلوم ہوئی۔ اور میں نے اس کو ایک بڑا امر دیکھا۔ اور جوں جوں اس کا بل آپ کھولتے تھے۔ میں ایک بڑا امر دیکھتا تھا۔ جو مجھ پر وارد ہوتا تھا۔ جس کی کوئی حد نہیں تھی۔ اس ضمن میں نے وہ باتیں دیکھیں کہ جن کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی۔ یہاں تک کہ پانچوں بل کھول دیئے۔ تب مجھ پر تمام آنے والی چیزیں کھل گئیں۔

اور مجھ پر اس کے پوشیدہ امر اس کے بھید کے درمیان سے ظاہر ہو گئے میری بصیرت نورانی قوتوں سے قائم ہو گئی۔ یہاں تک کہ حجاب پھٹ گئے۔ شیخ نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ اسے زور سے پکڑ اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی اچھی باتوں کو لیں۔ تب میں آپ کے سامنے سے اٹھا اور واللہ میں نے آپ سے کوئی بات نہیں کی اور نہ حاضرین نے میرے معاملہ کو معلوم کیا۔

میں زیران کی طرف آیا۔ اور جب میں اپنے سردار شیخ علی بن الہیتیؒ کی خدمت میں بیٹھا تو انہوں نے میرے کلام کرنے سے پہلے مجھ سے کہا کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا۔ کہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ علماء عارفین کے بادشاہ ہیں۔ اور متفرقین کے افعال کی باگوں کے مالک ہیں۔

اے ابو الحسن تیری آنے والی چیزوں کے احکام کا تجھ کو مشاہدہ نہ ہوتا۔ لیکن جب شیخ عبدالقادرؒ کی نظر تجھ پر آنے والی بل سے مل گئی۔ تو تجھے یہ مشاہدات دکھائی دیئے۔ ان کے ادنیٰ کے معلوم کرنے میں عمریں فنا ہو جاتی ہیں۔ اور اگر اس کا تمہارے لئے یہ فرمانا نہ ہوتا کہ لے اس کو قوت کے ساتھ تو البتہ تجھ سے تیری عقل جاتی رہتی اور تیرا حشر عاشقوں اور پاگلوں کے زمرے میں ہوتا۔ انہوں نے تجھے خبر دی ہے کہ تو لوگوں کا پیشوا ہو گا۔ کیونکہ انہوں نے تجھے فرمایا ہے کہ اپنی قوم کو حکم کر وہ اس کی عمدہ باتیں اختیار کریں۔

اور فرمایا کہ عارفین کے مقامات کے سات اصول ہیں:۔ ۱۔ حضوری کے آداب پیروی کے لئے سیکھنا۔ ۲۔ ادراک سے عاجزی ترقی کے لئے ۳۔ معارف کی طرف توجہ کرنا ہدایت کے لئے۔ ۴۔ وصال کے لئے بھوکے رہنا۔ ۵۔ مناجات کے وقت ارواح کا جدا ہونا۔ اس کا حال ہو۔ ۶۔ وضع یہ ہو کہ توحید کے ساتھ قیام ہو ۷۔ سورہ اخلاص کا دل میں ذکر کرنا۔ اور جب عارف ان مقامات میں سے کسی مقام کو پورا کر لے تو اللہ تعالیٰ ہر مقام کے آخر میں اپنی مہربانیوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اس کے سیکھنے سے حضوری کے آداب اقتدا کے لئے فراخی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ملک اور ملکوت اور جبروت میں اس کے لئے اپنی رحمت کی بخششوں اور لطیف احسان سے ایک بساط کھول دیتا ہے۔ پھر وہ ملک کی بساط میں علم و جسم کے ساتھ جبروت میں حال اور قلب کے ساتھ اور بساط ملکوت میں روح اور سر کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ تب اس کے لئے مقامات کے اسرار اور احوال کے حقائق علانیہ غیب کی نفی باطنی التفات کے فنا‘ حکم کے جواب کے خطاب کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ان کی روحیں قرب کی ہوا کو پالیتی ہیں۔ اب وہ اسی کی نسبت سے الفت پاتی ہیں۔ اور یہی تو عرفان کا وہ راز ہے۔ جو کہ تقویٰ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہی عارفوں کا اول مشاہدہ اور شروع منازل کی پہلی حقیقت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حضوری کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے معراج کی شب میں قاب قوسین میں آپ کو سلام کہا۔ اور یہ فرمایا کہ السلام علیک ایہا النبی و رحمتہ اللہ وبرکاتہ‘ تو آپ نے اس کے جواب میں بوجہ عظمت حضوری کے اللہ تعالیٰ کو سلام کا جواب سلام سے نہ دیا بلکہ اس کے ہدیہ کو قبول کیا۔ اور مکافات کا اظہار نہ کیا۔ آپ کے لئے مومنین تابعین کے حقائق روشن ہو گئے۔ تب سلام کو اپنے اوپر اور ان پر پہنچایا اور یہ فرمایا السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین۔ یعنی سلام ہم پر اور نیک بخت بندوں پر ہو۔ جب سلام۔ رحمت‘ برکت کے تین مراتب تھے۔ تو آپ کے سوا اور لوگ تین مراتب پر تھے۔ صدیق۔ شہدا۔ صالحین۔ اب صدیق سلام کے لئے شہدا رحمت کے لئے۔ صالحین برکت کے لئے ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب خدا کے افعال کے بارے میں تین قسم پر تین موقعوں پر ہیں۔

اول یہ کہ میری رحمت میرے غضب پر بڑی ہے۔ پس اس وصف کی وجہ سے سلام واجب ہے۔

دوم یہ جنت کی طرف اور یہ دوزخ کی طرف اب اس وصف سے رحمت واجب ہوئی۔

کس کے لئے آج کے دن ملک ہے۔ اور یہ وصف ظہور برکت کے مقابلہ میں ہے۔

اب وہ شخص کہ جس کے افعال میں اس کی رحمت اس کے غضب پر بڑھ گئی تو وہ پہلی ہی ملاقات میں باادب ہو گیا۔ اور اس کے لئے سلام ہے۔ وہ ان صدیقوں میں سے ہے جو کہ جبروت کی بساط پر بیٹھنے والے ہیں۔ اور جس شخص نے اپنے رب کی رضامندی کو اپنے نفس کی خواہش پر مقدم رکھا تو وہ دوسری ملاقات کے ساتھ ادب یافتہ ہو گیا۔ اس کے لئے رحمت ہے۔ وہ ان شہدا میں سے ہو گیا۔ جو کہ بساط ملکوت پر بیٹھنے والے ہیں۔ اور جو سوائے اللہ عزوجل کے اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ تو وہ جانتا ہے کہ اس کے سوا اور کوئی فائدہ دینے والا نہیں ہے۔ وہ تیسری ملاقات سے ادب یافتہ ہو گیا۔ اس کے لئے برکت ہے۔ وہ ان صالحین میں سے ہوا۔ جو کہ ملک کی بساط پر بیٹھنے والا ہے اور پھر اس شخص کا ان تینوں مقامات سے اترنا۔ جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب میں سے ہے۔ اسی کے موافق ہے جو کہ آپ نے ان تین درگاہوں سے پائے ہیں۔ کیونکہ یہ مقامات آپ کی امت کے مضبوط افراد کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ کی برکت ہی سے پیدا اور ظاہر ہوئے ہیں اور ادراک کے عجز میں پہنچنا اس کے لئے تمکین کے دروازہ تک چڑھنا ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے غیب کے لئے غیب کے انوار حضوری میں۔ اور حضوری کے اسرار میں ثابت کر دیتا ہے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیوبیت کے انوار کے مشاہدہ میں ہے۔ اور حضور میں اسرار کے ملاحظہ میں تجلی کے ساتھ اجمال و تفصیل کے طور پر صراط مستقیم و سنت

رہتا ہے۔ اور یہی وہ بات ہے۔ کہ آپ کے طریقہ کی پیروی اور آپ کی حقیقت کے اتباع کے لئے چاہیے۔ جب وہ حاضر ہوتا ہے۔ اور جب غائب ہوتا ہے۔ تو اشارات کی رمزیں بقا کرتے ہیں۔ اور جب غائب ہوتا ہے تو اشارات کی رمزیں بقا کے ہوتے ہوئے اس کو ابد کے ساتھ اور فنا کے ہوتے ہوئے ازل کے ساتھ چھپا دیتی ہیں۔

اس کا علم یہ ہے کہ علم کے ساتھ اس کی بقا ہوتی ہے۔ اور معلوم کے ساتھ اس کی فنا۔ معارف کی طرف توجہ کرنے میں فکر کے دروازہ کی ہدایت اس کے لئے کھل جاتی ہے۔ وہ یوں کہ اس کے انوار فکر میں ملک و ملکوت اور اس کے جہان میں وہ قوی ہوتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ازل میں موجودات کی غلامی سے نکل چکے ہیں۔ اسرار تسخیر کو مجملاً" و مفصلاً" سمجھ گئے ہیں۔ شریعتوں کو کشف کے طور پر قبول کرتے ہیں۔ ملکوتیات کو سمجھ کر تحقیق کرتے ہیں ان پر عالم ارواح میں خدا کے تحفہ میں سے وہ باتیں ظاہر ہوتی ہیں کہ جن کا اثر مومنین کی ارواح میں پڑتا ہے ان کے ایمان بڑھتے ہیں۔ ان کے مقامات ترقی کرتے ہیں ان کی طرف ان کے عالم اضطرار سے رجوع کرتے ہیں۔ موجودات کو اپنے اختیار سے چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کے لئے وصل کے لئے بھوکا رہنا قوت ملکیتہ و حقیقت روحانیہ کے دروازہ کو کھول دیتا ہے۔ وہ یہ کہ انوار صمدیہ اس کے وجود پر غالب ہو جاتے ہیں۔ ان کے انوار سے جسم کی ظلمتیں دور ہو جاتی ہیں۔ اس کی طرف طبع جسمانی کا حاسد حسنہ عرصہ اسماء کے شمار کے بعد ٹوٹتا ہے اور یہ وہ بات ہے کہ جس کو محققین جانتے ہیں۔ یہ بھوک میں قوم کی ابتدائی حالت ہے۔ لیکن ان کی نہایت اس میں یہ ہے کہ ان کے اجسام غیبوں کے پردوں کو پھاڑ دیں ان کے انوار حکمت کے چشموں کو دلوں کے خزانوں سے پھوٹ پھاٹ نکالیں۔ ان کا کھانا خدا کا کلام ہے۔ ان کا پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ ان کی غذا فضل کے طعام میں سے امن کی قرار گاہ میں ہے۔ ان کی سیرابی قرب کی سلسبیل ہے۔ جو کہ محبت کی مہر سے مہر شدہ ہے۔ اس کے لئے ارواح کی جدائی میں مناجات کے وقت میں بطور حال کے راحت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اسی کو نفس و روح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وہ دل کی صفائی اور حضور وصل سے قرب کی ہوا کے سونگھنے کی وجہ سے خوش

وقت ہوتا ہے یہی وہ شخص ہے کہ جس کی نماز ہمیشہ ہوتی ہے۔ اور اس کی مناجات سرمدی شہود ہے۔ ہر وقت اسی کی طرف سے وصل ہے۔ اور ہر دم اسی کی سرگوشی ہے۔ ہر لحظہ اسی سے شہود ہے۔ اس کی ہر ایک حرکت راحت طلبی ہے اللہ تعالیٰ اس کو عالم ارواح میں یہ قدرت بخشا ہے۔ وہ جب چاہتا ہے۔ میدان کے طلب میں استغراق کے ساتھ جدا ہوتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے۔ عالم صحو حس میں مل جاتا ہے۔ ان کا عرش میں قدرت کا بھید ہے۔ جیسا کہ کرسی میں ان کی تکوین کا بھید ہے۔ باوجودیکہ ان کا قالب حس کے طور پر نور کا ظہور حکم کے طور پر شہود حق بطور جمع کے محفوظ ہے۔ اس کو توحید کے ساتھ بطور تقرر ٹھہرنے میں عنایت ربانیہ کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

وہ یہ کہ خدا تعالیٰ اس کو اس کے شروع ارادہ اس کی اجابت کی حقیقت اور اس کی اول فطرت میں اس کو ثابت رکھتا ہے۔ اب وہ علم میں اللہ تعالیٰ سے سنتا ہے۔ افعال میں فاعل عزوجل کے سامنے حاضر ہوتا ہے۔ فطرت میں اللہ تعالیٰ کی وہ توحید بیان کرتا ہے۔ جس کو وہ آپ خود بیان کرتا ہے۔ اپنی ان تمام کمال صفات پر جس کو اس نے اپنے اسماء کے حقائق میں امانتاً رکھا ہے۔

پس یہی وہ بات ہے کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔ تاکہ عالم انسانیت میں اس امر کے شروع کو اس کی فطرت کے مبدا میں اس کو یاد دلائے۔ جس طرح کہ اس کے غیر کے پاس اس لئے آیا کہ اس کو اس کی حقائق انسانیہ سکھائے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پورا کمال ہے۔ آپ دائیں طرف کے قبضہ والوں کے بشیر ہیں۔ اور بائیں طرف کے قبضہ والوں کے نذیر ہیں۔ حقیقت وقوف نے توحید کے ساتھ وضع کے طور پر آنکھوں کو سستی سے بے نور کر دینا۔ پردوں کو پھاڑ دینا۔ اور برتنوں کو توڑ دینا۔ اور سبع مثانی میں جو تجلی ہو' اس کا ظہور ہونا۔ سورہ اخلاص کے ذکر کرنے میں اس کے لئے تجلی کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

وہ یہ کہ موجودات میں حق تعالیٰ کی اس کے لئے تجلی ہوتی ہے۔ اب یہ بندہ ہے کہ جس میں موجودات کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔ اور اپنی حرکت سے خدا تعالیٰ کی

ان لوگوں کی تعداد کے موافق توحید کرتا ہے۔ جو اس کی توحید بیان کرتا ہے۔ اور اپنے سکون سے ان لوگوں کی تعداد کے برابر جو اس کی توحید نہیں کرتے توحید بیان کرتا ہے۔ اگرچہ تمام مخلوق خدا کو ایک جانتی ہے۔ لیکن وہ خدا تعالیٰ کی وہ توحید کرتا ہے۔ اس شخص کے جبر کے مطابق جو اس کی توحید بیان کرتا ہے۔ اور اس شخص کے بھید کے برابر جو اس کو ایک نہیں جانتا۔ وہ قطب، توحید و باطن تفرید و لطیفہ تجرید کا راز ہے۔ اور یہ قوم ہے جنہوں نے حق سبحانہ، کی تجلی کا انوار توحید میں ہر زبان و ہر لغت میں مشاہدہ کیا ہے۔

اب وہ جملوات سے اس بھید کی وجہ سے کہ مغلو کرتے ہیں۔ محبت کرتے ہیں ان کی بولی عالم، اسرار میں سنتے ہیں۔ پھر جب وہ خدا تعالیٰ کا کلام سنتے ہیں تو ان پر تعظیم کے انوار گرتے ہیں۔ اور ان کے پیچھے توحید بطور محبت کے آتی ہے۔ اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو ان پر تعظیم کے انوار گرتے ہیں۔ تو ان کے پیچھے خاموشی ادب کی وجہ سے آتی ہے۔ اور جب کام کے ساتھ حرکت کرتے اور ان پر تعظیم کے انوار گرتے ہیں۔ اور ان کے پیچھے اپنی حد پر ٹھہرنا حقارت کی وجہ سے آتا ہے۔ اور جب حال میں مستغرق ہوتے اور تعظیم کے انوار پر گرتے ہیں۔ تو ان کے پیچھے شرع پر ثابت قدم رکھنا آتا ہے۔ تب ان کو ان کا مولیٰ ان خصوصیتوں کی وجہ سے آج کے دن ایسے حقائق دکھاتا ہے کہ وہ آخرت میں نہ دیکھیں گے۔ اور طبقات موجودات میں ان کا نور کشف پھیلتا جاتا ہے۔ اب ان کو وہ امور جو لوح محفوظ موجودات میں ہیں معلوم ہو جاتے ہیں۔ اہل دارین کی جگہوں کو عنایت ازلی کے بھید سے اور ان باتوں کو بھی جو کہ ہر ایک کے لئے اس کے انجام کے لئے تیار کی ہیں مشاہدہ کر لیتے ہیں۔ اپنے دل کے پکارنے والے اور مخاطب کے اسرار کی باتیں سنتے ہیں۔ لیکن وہ داعی جو کہ ان کے دل کا ہے تو وہ دارین میں حقائق ارواح سے ان کے سامنے بولتا ہے۔ تب ان کو برزخ میں جنت دوزخ کے حالات کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ وہ دو قسم پر ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے مقام کو کامل کر لیا ہے۔ اور ان باتوں کو بطور کشف جان لیا ہے۔ اور ایک وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے مقام کو کامل نہیں کیا۔ سو ان کو یہ باتیں اشارات کے

پردوں سے ورے معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جو کہ ان کے اسرار سے مخاطب ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرائع کے حقائق اور فہم کے اقسام اور توحید میں اسرار لطائف کے مظاہر کے ساتھ بولتا ہے جب ان میں سے کوئی مخلوق کی جانب توحید کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ تو ان کے لئے انوار توحید کو اپنے مقام پر مضبوط کرنے کی قدرت ظاہر ہوتی ہے اور جب ان کی طرف علم کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ تو ان کو ارادہ قدر کے بطون سے علم کے تفرقہ اور توحید کے ملانے کے لئے نظر آتا ہے۔ یہی وہ امر ہے کہ مخلوق کے باطن کو مکاشفات کے انوار سے پھاڑ دیتا ہے۔ تب اس کو وہ چیزیں کہ جو اس میں اسرار تصریف میں رکھی گئی ہیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور اس سے خلوت و صاحبان ریاضت نفع حاصل کرتے ہیں۔ اصحاب رسوخ کے حالات حقیقہ کی میزان میں بساط کشف پر تولتا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے قوت ملکیہ سے احوال و اصلین کے خرق میں مدد دی ہے۔ سالکین کے باطنوں کے گوشوں کی طرف پھرتا رہتا ہے۔ ناقص کے نقصانوں کو کامل کرتا ہے۔ دیکھنے والے کے مطابق ظاہر ہوتا ہے۔ کبھی تو خیال میں کیونکہ مرید میں ضعف ہے۔ اور کبھی حسن میں سلوک کی قدرت کے لئے ظاہر ہوتا ہے کبھی مرید سے اس کے گوشوں سے مخاطب ہوتا ہے۔ اب ارباب احوال لطائف بواطن سے اور اصحاب اعمال شرائف اذکار سے مدد دیئے جاتے ہیں۔ اس کے لئے تصرف میں قدرت ہے اور بسا اوقات وہ باطنوں کے ساتھ قرب کے معانی سے قریب ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی طور قدرت میں قرائن احوال سے کشف سے دور جا پڑتا ہے۔

ہم کو خبر دی ابو الفتوح نصر اللہ بن ابی المحاسن یوسف بن خلیل ازجی نے کہا کہ ہم کو خبر دی شیخ ابو العباس احمد بن اسماعیل بن حمزہ ازجی معروف بہ ابن الطبال وہ کہتا ہے کہ میں نے شیخ ابوالمظفر منصور بن المبارک واسطی واعظ معروف جرادہ سے سنا وہ کہتا تھا کہ میں جوانی کی حالت میں شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے پاس ایک فلسفہ کی کتاب تھی جس میں روحانیت کے علوم تھے۔ آپؒ نے مجھ کو کہا۔ اور ابھی کتاب کو دیکھا بھی نہیں اور نہ یہ پوچھا کہ اس کتاب میں کیا ہے۔ اے منصور یہ تیری کتاب تیرا برا رفیق ہے۔ اٹھ اور اس کو دھو ڈال۔

میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے سامنے سے اٹھوں اور اپنے گھر میں جا کر کتاب کو رکھ چھوڑوں۔ پھر اپنے ساتھ شیخ کے خوف کی وجہ سے نہ لاؤں۔ میرے دل نے گوارا نہ کیا۔ کہ اس کو دھو ڈالوں۔ کیونکہ مجھے اس کی محبت تھی۔ اس کے بعض مسائل میرے دل میں گھر کر چکے تھے۔ اب میں اس ارادہ سے اٹھا تب شیخ نے میری طرف توجہ سے دیکھا تو میں اٹھ نہ سکا۔ اور میرا یہ حال ہوا کہ وہیں قیدی ہو گیا۔

آپ نے مجھے فرمایا کہ مجھ کو اپنی کتاب دے دو۔ میں نے اس کو کھولا تو وہ سفید کاغذ تھے۔ اس میں ایک حرف نہ تھا۔ میں نے وہ آپ کو دیدی تو آپ نے اسکی ورق گردانی کی اور فرمایا کہ یہ کتاب فضائل قرآن ہے جو کہ محمد بن فریس کی تصنیف ہے۔ پھر وہ مجھے دیدی۔ میں نے دیکھا تو وہ کتاب فضائل قرآن محمد بن فریس کی تھی۔ جو کہ نہایت عمدہ خوشخط تھی۔ پھر مجھ کو شیخ نے کہا کہ تو اس بات کے کہنے سے توبہ کر جو کہ تیرے دل میں نہ ہو۔ میں نے کہا ہاں میرے سردار! فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو۔ میں کھڑا ہوا تو میرے دل سے وہ تمام مسائل فلسفہ و روحانیت کے جو میں نے حفظ کئے تھے سب بھول گئے۔ میرے سینے میں سے ایسے جاتے رہے کہ گویا مجھے اب تک کبھی یاد ہی نہ تھے۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ ایسے حال میں کہ آپ گاؤ تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ آپ سے کہا گیا کہ فلاں شخص اس وقت کرامات عبادات خلوات و زہد میں مشہور ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "میں یونس بن متی" نبی اللہ علیہ السلام کے مقام سے بڑھ گیا ہوں۔ تب شیخ کے چہرہ پر غضب طاری ہوا۔ اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ گاؤ تکیہ کو ہاتھ میں لے کر اپنے سامنے پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ میں نے اس کے دل کو قابو کر لیا۔

پھر ہم جلد اٹھے اور جا کر اس شخص کو دیکھا کہ اس کی روح اسی وقت پرواز کر گئی تھی۔ حالانکہ وہ تندرست تھا۔ کوئی اس کو بیماری نہ تھی۔ پھر میں نے اس کو ایک مدت کے بعد خواب میں دیکھا کہ اس کی حالت اچھی ہے۔ میں نے کہا کہ بتا خدا تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ اس نے کہا مجھے بخش دیا۔ اور مجھ کو میرا وہ کلمہ جو اس کے نبی

یونس بن متی علیہ السلام کی نسبت تھا دے دیا۔ اور شیخ عبدالقادرؒ نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اس کے نبی علیہ یونس بن متی کے پاس میری سفارش کی تھی۔ اور میں نے بہت سی بھلائی حاصل کی۔

(فرمایاؒ ذکر کے بارے میں) جس بڑے میٹھے گھاٹ پر عقلوں کے پیاسے آتے ہیں۔ وہ ذکر و توحید کا گھاٹ ہے اور سب سے بڑھ کر وہ خوشبو دار ہوا جو کہ دلوں کے دماغ پر چلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت ہے اور خدائی مناجات کی شیرینی کی لذت حاصل کرنا ارواح کی شرابوں کے پیالے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا ذکر عقلوں کی آنکھوں کے لئے آشوب ہے۔ اور خدا کی تعریف کے موتیوں کے جڑاؤ کے لئے وہی تاج ہو سکتے ہیں۔ جو کہ اسرار کی مانگوں پر ہوتے ہیں۔ اس کے شکر کی مشک ارواح کے کپڑوں کی جیبوں کے سوا نہیں لگائی جاتی۔ اس کی تعریف کے پھول اس کے مومنین بندوں کی زبانوں کے درختوں کے سوا شگوفہ نہیں لاتے۔ اگر تو اپنے رب کا ذکر اس کی اچھی مصنوعات کی زبانوں سے کرے گا۔ تو خدا تعالیٰ تیرے دل کے قفل کھول دے گا۔

اور اگر تو اس کے امر کے اسرار کے لطائف کی زبانوں سے اس کا ذکر کرے گا تو پھر تو حقیقت میں ذاکر ہو گا۔ اور اگر تو اس کا ذکر دل سے کریں گا تو وہ اپنی رحیمیت کی جناب سے تجھے قریب کر دے گا۔ اگر تو اس کی محبت میں سچا ہو گا۔ تو وہ تجھ کو اپنی مہربانی کے پروں سے صدق کے مقام پر اٹھا لے جائے گا۔

اس کے جلال کی قدر اس شخص نے پہچانی جو کہ اس کے ذکر سے لحظہ بھر بھی ست ہو گیا۔ اس کی وحدانیت ازلی اس کی طرف متوجہ نہ ہو گی۔ جو کہ اپنے دل کی آنکھ سے اس کے غیر کی طرف دیکھتا ہے۔ رحمت کی جناب سے ذکر کی ہوا ذاکرین کی روح پر چلتی ہے۔ تب اس کے نشہ سے ارواح کے پہلو جسموں کے پنجروں میں حرکت کرتے ہیں۔ تب عقلیں صورتوں کے باغوں میں رقص کرتی ہوئی کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اور وجد کے جنگل میں اسرار حیران ہو کر نکلتے ہیں۔ نشہ کی بلبلیں ان چیزوں سے بولتی ہیں۔ جو کہ دلوں کے گوشوں میں ہے۔ عاشق افسوس کی آگ میں جل جاتا ہے۔ مشتاق لخت افسوس سے اپنے آپ سے غائب ہو جاتا ہے۔ وجد کرنے والے کی زبان خوشی کے

مارے وجد کے قرب سے یہ کہتی ہے کہ بیشک میں یوسف کی خوشبو پاتی ہوں۔ تب قدم کی آراستہ کرنے والی عورتیں مشاطہ اس لئے ظاہر ہوتی ہیں۔ کہ محبوب کی صفات کی دلہنوں کو عقلمندوں کی آنکھوں کے سامنے انکار کے محلوں میں اسرار کے خیموں کے نیچے آراستہ کریں۔ پھر ان پر غیبت کے جلالی پردوں کے جل ڈال دیتے ہیں۔ تب وہ عظمت کی چادر سے پردوں میں ہو جاتی ہیں۔ اور عقلوں کی آنکھیں عشق کی خشکی کی حرارت سے آشوب زدہ ہو جاتی ہیں۔ اس کے شوق کے قدموں کے پر' ہجر کے جنگلوں کی دوپہر میں طول سفر کی وجہ سے گر جاتے ہیں۔ تب اس کی طرف بخشش کا سفیر قدر کے طبیب کو بھیجتا ہے۔ پھر وہ اس کے آشوب کا علاج بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے سرمہ سے کرتا ہے۔ اور جب اس اسم کا جلال' جبروت میں چڑھتا ہے تو عزت کا غلبہ بڑائی کے جھنڈوں کی حرکتوں کے نیچے وسیع ہو گا۔ تو عقلوں کی آنکھیں رہ جائیں گی۔ اور سمجھوں کی آنکھیں بیہوش ہوں گی۔ فکروں کے پرندے ٹھہر جائیں گے۔ کائنات کی کتابوں کی سطریں محو ہو جائیں گی۔ احدیت کی ہیبت کی زبان یہ کہتی ہے کہ "رحمٰن کے لئے آوازیں پست ہوں گی۔

تب عقلوں کے سخت پہاڑ ہل جائیں گے۔ بشریت کی صفتوں والی زمین تجلی' کے نور کی رونق سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی۔ ارواح کے پیر کاٹے جائیں گے پھر تفرید کے علم کے میدان میں ان کا اڑنا نہ ہو سکے گا۔ اس کے عشق کے شوقوں سے مشتاق ہوتے ہیں۔ اس کی محبت کے شوق میں اسرار حیران ہیں۔

اس کے بعد قرب کے جنگلوں ملیں فکریں غمزدہ ہوتی ہیں۔ اس کا حکم ہر ایک ذات میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کی صنعت کے آثار ہر مصنوع میں چمکتے ہیں۔ اس کی قدرت کے عجائب تمام موجودات میں ظاہر ہیں۔ اس کی وحدانیت کے دلائل ہر موجود پر قائم ہیں۔ اس کی قدرت کے انوار ہر عقل کی آنکھ کے سامنے روشن ہیں۔ اس کی عجیب صنعت کی زبانیں اہل وجود خدائی مشاہدات کے اشاروں سے باتیں کرتی ہیں۔ عقلوں کے آئینے اس کے عجائب کے بیان کے اشخاص کے سامنے ہوتے ہیں۔ اس کے بندوں کے دلوں کی آنکھوں پر غیب کے اسرار کی دلہنیں جلا دی جاتی ہیں۔ یہ تمہارا

اللہ رب ہے کہ جس کا ملک ہے۔ اور وہ معبود جن کو تم پکارتے ہو وہ کھجور کے ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

خبر دی ہم کو (ابو حفص عمر بن محمد بن عمرو نیری مشہور ابن مزاحم نے قاہرہ کے میدان میں ۶۷۰ھ میں اس نے کہا میرے سردار شیخ ابو الحسن علی بن الہیتیؒ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی خدمت میں ۵۵۰ھ میں لے کر آئے۔ آپ سے جاکر عرض کیا کہ یہ میرا غلام ہے۔ تب آپ نے اپنا کپڑا اتارا اور مجھ کو پہنا دیا۔ مجھ سے فرمایا کہ اے علی! تم نے آرام کی قمیض پہن لی۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو وہ لباس پہنے ہوئے پینسٹھ سال گزر چکے ہیں۔ کہ اس میں مجھے درد وغیرہ محسوس نہیں ہوا۔ کہ جس کی میں شکایت کروں۔ اور کہا کہ وہ مجھ کو ۵۶۰ھ میں بھی ان کی خدمت میں لائے۔ اور کہا کہ میں آپ سے اس کے لئے خلعت باطنیہ بھی طلب کرتا ہوں۔ تب تھوڑی دیر سر جھکائے رکھا تو میں نے ایک نور کی بجلی دیکھی جو کہ آپ کے سینہ سے نکلی اور مجھ سے قریب ہوئی۔ تب میں نے اسی وقت مردوں اور ان کے حالات کو اور ملائکہ کو ان کے مقام پر دیکھا۔ ان کی تسبیحیں مختلف بولیوں میں سنیں۔ ہر انسان کی پیشانی پر لکھا ہوا میں نے پڑھ لیا۔ اور بڑے بڑے امور کا مجھ پر کشف واضح طور پر ہو گیا۔

پھر مجھ کو شیخ نے فرمایا کہ ان کو لے اور ڈر مت۔ ان سے میرے سردار علی نے کہا کہ میں اس کی عقل کے جانے کا خوف کھاتا ہوں۔ تب آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا تو میں نے اپنے باطن میں ہر ایک شے اہرن کی طرح پائی تب میں کسی شے سے جس کو میں نے دیکھا یا سنا ہو کبھی ڈرا نہیں میں اب تک اسی بجلی کے نور سے ملکوت کے راستوں میں روشنی پاتا ہوں۔) وہ کہتے ہیں کہ میں پہلے پہل جب بغداد میں داخل ہوا۔ کسی شخص اور کسی مکان کا واقف نہ تھا۔ تب میں نے ایک عمدہ مدرسہ میں جاکر پناہ لی جو کہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کا مدرسہ تھا۔ اس وقت میرے سوا وہاں پر اور کوئی نہ تھا۔ تب میں نے ایک کہنے والے کو مکان کے اندر سے سنا۔ وہ کہتا ہے کہ اے عبدالرزاق نکل اور وہاں جاکر دیکھ۔ تب وہ نکلے اور مجھے دیکھ کر اندر گئے۔ اور

کہنے لگے وہاں پر صرف ایک بچہ حبشی موجود ہے۔ فرمایا کہ اس بچہ کی بڑی شان ہو گی۔
پھر شیخ نکلے آپ کے ساتھ روٹی تھی میں نے پہلے اس سے آپ کو دیکھا نہ تھا۔ تب
میں تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ مجھے فرمایا کہ اے علی تم یہاں رہو۔ میرے سامنے کھانا رکھ دیا۔
اور مجھے فرمایا کہ خدا تجھ کو نفع دے۔ خدا تجھ کو نفع دے۔ خدا تجھ کو نفع دے۔ ایک
زمانہ آئے گا کہ لوگ تیرے محتاج ہوں گے۔ اور تو بلند مرتبہ ہو جائے گا۔ وہ کہتے ہیں
کہ میں شیخ عبدالقادرؒ کی دعا ہوں۔

اور فرمایا شریعت مطہرہ کے بارہ میں۔ ایمان ایک غیبی پرندہ ہے کہ اوپر سے اترتا
ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے۔ بندہ کے دل کے
درخت پر آگرتا ہے۔ اس پر عمدہ راگنیوں سے گاتا ہے۔ ان کا رب ان کو خوشخبری دیتا
ہے۔ اپنے مالک کے سینہ کے پنجرہ سے شریعت مطہرہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام
صدق تک اڑتا ہے۔ ملت اسلامیہ کے درخت کا پھل ایک ایسا آفتاب ہے کہ جس کی
روشنی سے موجودات کی ظلمت روشن ہو جاتی ہے۔ اس کی شریعت کا اتباع سعادت
دارین عنایت کرتا ہے۔ اس بات سے بچو کہ اس کے دائرے سے نکلے اس بات سے
ڈر کر اجماع والوں کو چھوڑ دے۔ شرع اعظم کے صاحب کے دل میں حکمت کی عجیب
امانتیں ہیں۔ ناموس اکبر کے صاحب (پیغمبر) کے اسرار غیب کے خزانہ کے اسرار ہیں۔
اس کے حکم کے قبول کرنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا راستہ بنا۔ اپنی عقل کے کعبہ
کو اس کے احکام کے کلمات کی املاک اور فرودگاہ بنا۔ اس کے اقوال کے بادلوں کے پانی
سے پیاسی ارواح پانی پیتی ہیں۔ اس کے الفاظ کی زندگی کے چشموں میں عقلوں کے
خطرات بناتے ہیں۔ ارواح کا منادی جو کہ دلوں میں چھپا ہوا ہے پکارتا ہے۔

ان کے بلند عزم کے رہنے والے کے آثار عشق کے پردوں سے محبت کے میدان
میں اڑتے ہیں۔ اور تکلیف کے بعد شوق کی شاخوں پر گر پڑتے ہیں۔ فجر کے وقت
اس کی بلبلیں واشہد ہم (یعنی ان کو گواہ بنایا) کے جمال کے شوق کی راگنی کے گیت گاتی
ہیں۔ عشق کی ہوا کا چلنا ان کو الست بربکم (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) کی لذت کے
اعادہ کی طرف حرکت دیتا ہے۔

یہ بعض پرندے سینوں کے پنجوں سے نکلتے ہیں۔ اور اپنے قدیمی اڑنے کے مقام سے نشان ظاہر کرتے ہیں۔ کلام کے محل خوشبو سے ہوا سونگھتے ہیں۔ اپنی زندگی وصل کے خار دار درخت کے نیچے یاد کرتے ہیں۔ دوستوں کی جدائی کے بعد سوزش عشق کی شکایت کرتے ہیں۔ تب وہ اللہ کے پکارنے والے کو عین وجود کے انسان کی زبان سے سنتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ارواح کی تختیوں کی صفوں پر منقش ہو گئی۔ آپ کی دعا ایسی ہوا بن گئی۔ جو کہ دلوں کے درختوں کی شاخوں کو ہلا دیتی ہے۔ عقلوں کے شہسوار صورتوں کے میدان میں اس شوق کے مارے جو کہ انہوں نے سنا بیقرار ہو گئے وجد کے ہاتھوں سے عقلیں اس عہد کی خوشی کی وجہ سے حرکت کرنے لگیں۔ ان کی زندگی اس کے لئے اسرار قدم میں سے ایک سر ہو گئی۔ اور اس کی شیفتگی قدر کے لطیفوں میں سے اس کے لئے ایک لطیفہ بن گئی۔

جب آزاد نفوس پر غیب کے انوار چمکتے ہیں تو اسرار محفوظ ہو جاتے ہیں ظاہری عجائب دل کی آنکھوں سے اٹھ جاتے ہیں۔ موجودات کے مالک (اللہ تعالیٰ) کا جمال دیکھ لیتے ہیں۔ اسرار کے آئینوں کی صفائی سے اس کو مشاہدہ کرتے ہیں۔ ہر عارف کا کعبہ اس کے حق میں آنکھوں کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کے راستوں میں سے زیادہ قریب راستہ قانون عبودیت کو لازم کرلینا۔ شریعت اسلامی کے کڑے کو مضبوط پکڑ لینا اور تقویٰ کے راستہ پر استقامت کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے تیری محبت اسی قدر ہو گی۔ جس قدر کہ غیر اللہ سے تجھے وحشت ہو گی۔ تیرا بھروسہ اس پر اسی قدر ہو گا۔ جس قدر تیری معرفت اس سے ہو گی اعمال میں کدورت ایک قسم کا حرمان ہوتا ہے۔ دنیا کی طلب میں غوطہ لگانا۔ اللہ عزوجل کی طلب سے عقل کا منہ موڑنا ہے۔ مطلبوں میں ریا کرنا طلب کے آفتابوں میں گرہن ہے۔ مقاصد میں نفاق قصد کے چہروں میں خراش ہے۔ مطلوب کا نہ ہونا دلوں کا عذاب ہے۔ دوستوں کی فرقت عقلوں کا عذاب ہے۔ دنیا کے زہد کے علاقے ایسا پردہ ہیں جو کہ ملکوت اعلیٰ تک پہنچنے کو مانع ہیں۔ دنیا میں تیرا عبادت کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہونا خدا کی رحمت کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہونے کا سبب ہے۔

اگر تیری عقل کا بچہ ادب کی گود تک پہنچ جائے تو وہ دنیا کی طرف التفات نہ کرے۔ لیکن اس مہد میں تیاری کرتا ہے۔ کہ ہم کو ہمارے مال اور گھر کے لوگوں نے روک دیا تھا۔

پاک روحیں جسموں کے ہیکلوں کی قندیلیں ہیں۔ صاف عقلیں صورتوں کے محلوں کی بادشاہ ہیں۔ اے غلام اپنی عقل کی آنکھ کھول تاکہ اس راز ازل کی دلہنوں کی تجھے ملاقات ہو جائے اور اپنی روح کے دماغ سے قدر کے لطائف کی ہوا کی خوشبو سونگھ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے وجود کی تصویریں عقلمندوں کی آنکھوں کے امتحان کے لئے دنیا کے سمندر کے کنارہ پر رکھی ہیں۔ وہ دنیا کی خوبصورتیوں کی طرف توجہ کرنے سے بچی ہوئی ہیں۔ روحوں کے بچے ثبوت کے ہنڈولوں میں مقیم ہیں۔ عصمت کی گودوں میں پرورش یافتہ ہیں۔ ان پر آیات امر کے پردے ڈالے گئے ہیں۔ اگر وہ قدر کے لطیف پردوں سے کھول دیئے جائیں۔ اور ان پر غیب کی دلہنوں کو جلا دی جائے۔ اور اسرار عارفین کی دلہنیں کرم کے غار کی طرف لوٹائی جائیں تو عاشقوں کی فکریں حیران رہ جائیں۔ عقلوں کے مضبوط پہاڑ ہل جائیں کہ کیا مجھ پر پوشیدہ اسرار ظاہر ہوئے۔

اے مومنین کی روحو تم اس کی طرف شوق کے پروں اور سچے عشق سے اڑو تو اپنے سچے قصد سے جو اس کی طرف رکھتی ہیں۔ لمبی بسلط کے دامن کو طے کر لو۔ اس کی طلب کی شمعوں کے گردا گرد پروانہ بن جاؤ کہ وہ نور کے گرد گرے۔ اس کی چراگاہ کے گرد اپنے عشق کے اقدام کے پردوں سے چکر لگاؤ اس سے وہی مانگو جو کہ آدم علیہ السلام نے مانگا تھا۔ کہ "اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور نہ رحم کرے گا۔ تو البتہ ہم نقصان پانے والوں میں سے ہوں گے"۔

نافرمان خادم کا انجام

خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابوالعباس احمد بن شیخ ابی اسحٰق ابراہیم بن عبداللہ بن علی طبری الاصل جوی کی پیدائش اور گھر والے نے قاہرہ میں ۶۹۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ احمد نے جوی میں ۶۱۵ھ میں اور شیخ نور الدین ابو عبداللہ

جیلی اصل قزوینی نے وہاں پر ۵۱۸ھ میں اس نے کہا کہ ان دونوں نے کہا جب شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کا معاملہ شہروں میں مشہور ہو گیا۔ تو آپ کی زیارت کا جیلان کے تین مشائخ نے قصد کیا۔ جب وہ بغداد میں آئے اور مدرسہ میں پہنچے۔ اذن طلب کر کے حاضر ہوئے۔ آپ کو بیٹھے ہوئے پایا آپ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ آپ کے لوٹے کو قبلہ کی جہت کی دوسری طرف پایا۔ خادم آپ کے سامنے کھڑا تھا۔ تب لوٹے کی وجہ سے اور خادم کی سستی کی وجہ سے ایک دوسرے نے منکروں کی طرح ایک دوسرے کو دیکھا۔

تب آپ نے کتاب کو اپنے ہاتھ سے رکھ دیا۔ اور ان کی طرف گھور کر دیکھا اور خادم کی طرف بھی گھور کر دیکھا۔ وہ تو مر کر گر پڑا۔ اور لوٹے کی طرف دیکھا تو وہ چکر میں آکر قبلہ کی طرف پھر گیا۔ یہ دونوں کہتے ہیں۔ کہ آپ کی خدمت میں بغداد کے مدرسہ میں ۵۴۰ھ میں شیخ بقاء بن بطو شیخ علی بن الہیتی۔ سید شریف۔ شیخ ابو سعید قیلوی شیخ ماجد کردیؒ حاضر ہوئے۔ تب شیخ نے خادم کو حکم دیا کہ دسترخوان بچھا دے جب دسترخوان بچھایا گیا۔ اور وہ کھانے لگے۔ تو آپ نے خادم سے فرمایا کہ بیٹھ اور کھا۔ اس نے کہا میں روزہ دار ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کھا تجھ کو ایک روزہ کا ثواب مل جائے گا۔ اس نے پھر کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ آپ نے فرمایا کھا اور تجھ کو ایک ہفتہ کے روزوں کا ثواب مل جائے گا۔ اس نے پھر کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کھا تجھ کو ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب مل جائے گا۔ اس نے پھر کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا کھا اور تجھ کو سال بھر کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ اس نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کھا تجھ کو زمانہ بھر کے روزوں کا ثواب ہو گا۔ اس نے پھر کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ تب آپ نے اس کی طرف غصہ سے دیکھا۔ تو وہ زمین پر گر پڑا اور اس کا بدن پھول گیا۔ اس میں سے پیپ نکلنے لگی۔ تب مشائخ حاضرین نے اس کی سفارش کی اور آپ کے غصہ کو فرو کیا۔ یہاں تک کہ آپ اس سے راضی ہوئے۔ اور وہ جیسا کہ تھا ویسا ہی ہو گیا۔ گویا اس کو کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں

(جو کلمات کہ میں نے آپ کی تنزیہ (پاکیزگی) الٰہی کے بارے میں جمع کئے ہیں یہ ہیں) ہمارا رب اللہ تعالیٰ اپنی بلندی میں قریب ہے اپنے قرب میں بلند ہے۔ اپنی قدرت سے مخلوق کا پیدا کرنے والا ہے۔ اپنی حکمت سے امور کا اندازہ کرنے والا ہے۔ اپنے علم سے ہر شے کا محیط ہے۔ اس کا کلمہ پورا ہے۔ اس کی رحمت عام ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو اس کے ساتھ اوروں کو برابر کرتے ہیں۔

اور جو شخص اس کے لئے شریک کے مدعی یا اس کے لئے کوئی مشکل کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ وہ سب جھوٹے ہیں۔ اللہ کی تسبیح اس کی مخلوق کے عدد عرش کے وزن۔ اس کے نفس کی رضا۔ اس کے کلمات کی سیاہی اس کے علم کی انتہا تمام ان چیزوں کے کے موافق ہے۔ جو اس نے چاہیں پیدا کیں یا زمین سے نکالیں۔

وہ غیب اور ظاہر کا عالم ہے۔ رحمٰن' رحیم' ملک' قدوس۔ عزیز' حکیم' واحد' فرد' بے نیاز ہے کہ اس کا کوئی بچہ ہے نہ وہ کسی کا بچہ ہے نہ اس کا کوئی ہمسر ہے اس کا کوئی مثل نہیں۔ وہ سننے والا دیکھنے والا ہے نہ اس کی کوئی شبیہ ہے نہ نظیر نہ مددگار نہ پشت پناہ نہ شریک نہ وزیر نہ ضد نہ مشیر وہ جسم نہیں کہ اس کو ٹٹولا جائے۔ جوہر نہیں کہ محسوس کیا جائے عرض نہیں کہ جاتا رہے۔ مرکب نہیں کہ اس کے اجزا ہو سکیں۔ صاحب آلہ نہیں کہ اس کی شکل ہو۔ اس کی ترکیب نہیں کہ اس کی کیفیت بیان کی جائے۔ صاحب ماہیت اور خیال میں نہیں آسکتا کہ جس کی حد بیان کی جائے۔ وہ کوئی طبعیت' طبائع میں سے نہیں۔ نہ طلوع کرنے والوں میں سے کوئی طلوع کرنے والا ہے۔ نہ ظلمات ہے کہ ظاہر کی جائے۔ نہ نور ہے کہ روشن ہو۔ اشیاء کو علم سے اس نے احاطہ کر لیا ہے۔ لیکن ان سے ملا نہیں۔ ان کی اطلاع سے شاہد ہے۔ لیکن مس نہیں کرتا۔ قاہر۔ حاکم۔ قادر۔ رحم کرنے والا۔ بخشنے والا۔ پردہ پوش خالق پیدا کرنے والا فرد معبود زندہ ہے جو کہ نہ مرے گا۔ ازل ہے فوت نہ ہو گا۔ اس کی حکومت ابدی ہے۔ اس کا جبروت دائمی ہے۔ قیوم ہے سوتا نہیں۔ عزیز ہے۔ اس پر کوئی ظلم نہیں کر

سکتا۔ اکڑنے والا ہے۔ اس کا کوئی قصد نہیں کر سکتا۔

اس کے نام بہتر ہیں۔ صفات بلند ہیں۔ اس کی مثل اعلیٰ سے شرافت پائیدار ہے۔ اوہام اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ سمجھیں اس کا اندازہ نہیں لگا سکتیں۔ قیاس سے وہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ لوگوں سے اس کو مثال نہیں دی جا سکتی۔ عقلیں اس کی کیفیت نہیں بیان کر سکتیں۔ ذہن اس کو معین نہیں کر سکتے۔ اس بات سے وہ بڑھ کر ہے کہ اس کو اس کی صفت سے تشبیہ دی جائے۔ یا اس کی طرف اس کو نسبت کی جائے جس کو اس نے پیدا کیا ہے۔ سانسوں کا شمار کرنے والا ہے۔ ہر نفس پر جو اس نے کمایا ہے قائم رہنے والا ہے۔ بے شک اس نے ان کو شمار کر لیا ہے۔ ان کو پورے طور پر گن لیا ہے۔ وہ سب اس کے سامنے قیامت کے دن ایک ایک کر کے آئیں گے۔ وہ کھانا دیتا ہے۔ اس کو کھانا نہیں دیا جاتا۔ وہ رزق دیتا ہے۔ اس کو کوئی رزق نہیں دیتا۔ وہ پناہ دیتا ہے۔ اس کو کوئی پناہ نہیں دیتا۔ جو کچھ پیدا کیا ہے وہ نہ تو نفع کی خاطر اور نہ ضرر کے رفع کے لئے۔ نہ کسی کی تحریک سے نہ کسی فکر سے جو اس کو ہوا ہو بلکہ اپنے ارادہ سے جو کہ تغیرات نوپید سے پاک ہے پیدا کیا۔

وہ موجودات کے پیدا کرنے' ضرر کے دور کرنے' بلا کے زائل کرنے موجودات کے تبدیل کرنے۔ حالات کے تغیر کرنے میں اپنی قدرت سے تنہا ہے۔ جو کچھ کہ اس نے مقدر کیا ہے۔ ایک وقت تک اس کو کھینچتا ہے۔ اس کے ملک کی تدبیر میں کوئی اس کا مددگار نہیں۔ وہ ایسی زندگی سے زندہ ہے کہ وہ کمائی ہوئی نہیں۔ نہ اس سے کوئی سبقت لے گیا ہوا ہے۔ وہ ایسے علم سے عالم ہے جو کہ نوپیدا نہیں نہ پردہ میں ہے نہ تنہا ہی ہے' ایسی قدرت کے ساتھ قادر ہے کہ جس کا حصر نہیں۔ ایسے ارادہ سے مدبر ہے کہ جو نوپیدا نہیں نہ متناقص ہے وہ بڑا محافظ ہے جو کہ غافل نہیں ہوتا۔ قبض اور بسط کرتا ہے۔ راضی اور غصہ ہوتا ہے۔ بخشتا اور رحم کرتا ہے۔ موجود اور معدوم کرتا ہے۔ وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو قادر کہا جائے۔ اپنی مخلوق کی بیماریاں دور کرتا اور پیدا کرتا ہے۔

اس کی صفت کامل ہے۔ وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو رب کہا جائے اپنے بندوں

کے افعال کو اپنے ارادہ کے موافق ان سے کراتا ہے۔ وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو معبود کہا جائے۔ اس کا علم ایسا نہیں ہے کہ اس کے قدیمی علم کے منافی ہو۔ اس لئے وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو حقیقتاً" عالم کہا جائے کوئی ذات صفات اس کی ذات صفات کے مشابہ نہیں۔ اب واجب ہے کہ اس کو یوں کہا جائے کہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔

ہر شے جو قائم ہے تو اس کا قیام تو اس کی ازلی ہیشگی کے ساتھ ہے ہر زندہ چیز کی حیاتی اس کے حکم سے مغلوب ہے۔ اگر عقل اس کی عزت ہوتی ہے مثل دے یا علم اس کے جلال میں جھگڑنے لگے تو سمجھو بے ہوش ہو کر ٹھہر جائے فکر تھک کر مدہوش ہو جائے۔ تعظیم جلالت سے چھکے تنزیہہ کا کوئی بدل نہ پائے۔ نہ توحید سے پھر سکے۔ تقدیس کے لشکر سامنے آموجود ہوں تقریر کے راستے ذلیل ہو کر چلیں۔ عقلیں اس کی ذات کی حقیقت کے دریافت سے اس کی کبریا کی چادروں سے پردوں میں ہیں۔ آنکھیں اس کی احدیت کی حقیقت کے ادراک سے اس کے بقا کے نور سے تھکی ہوتی ہیں۔

اگر مخلوق کے علموں کی غایتیں اٹھیں اور خبر کے پیچھے پڑیں۔ یا ملکوں کی معرفتوں کی نہایتیں آنکھ اٹھا کر دیکھیں تو اس کے لئے ازل سے ایک بجلی نکلے جو کہ کمال کے نقاب سے برقع پوش تشبیہ کے عیوب سے پاک ہے۔ اس کی روشنی کی صحبت کی طاقت نہ رکھیں۔ اس کے ادراکات مل جائیں۔ ان کی قوتوں کے آثار قدم کے اوصاف کے اتصال میں ابد کی صفتوں سے ایسے متصل ہیں کہ ہمیشہ انفصال ان سے پہلے نہیں ہوتا۔ نہ وہ انفصال تک پہنچنے والے ہیں۔ جناب قدس اشرف سے ایک ایسی ہیبت ظاہر ہوتی ہے کہ علتوں کو فنا کر دے۔ انفراد' تعداد کو منع کرتا ہے۔ وجود حد کو پھیر دیتا ہے۔ جلال' کیفیت کی نفی کرتا ہے۔ کمال' مثال کو ساقط کرتا ہے۔ وصف' وحدت کو واجب کرتا ہے۔ قدرت' ملک کو فراخ کرتی ہے۔ شرافت' تعریفوں کو ختم کر دیتی ہے۔ علم' ان چیزوں کو محیط ہے۔ جو کہ آسمان اور زمین اور ان کے درمیان ہیں۔ جو' زمین کے نیچے ہیں جو' سمندروں کی گہرائیوں میں ہیں۔ جو' ہر درخت دہر بال کی جڑوں میں ہیں۔

جو' ہر پتے کے گرنے کی جگہ میں ہیں۔ کنکروں اور ریتوں پہاڑوں اور سمندروں کے وزنوں۔ بندوں کے جو' اعمال و آثار و انفاس میں ہیں۔ وہ اپنی مخلوق سے جدا ہے۔ کوئی مکان اس کے علم سے خالی نہیں۔ تب وہ لوٹتے ہیں کہ ان کو سوا اس کی احدیت کی تصدیق اور اس کے اقرار کے کہ اس کی ازلیت کے قدم کے لئے کوئی اول نہیں اس کی ابدیت کے بقا کے لئے کوئی آخر نہیں نہ کیفیت ہے نہ مثل ہے۔ جو کہ اس کی صمدیت میں داخل ہوں۔ کوئی علم نہیں ہے۔ ان کو مخلوق تک اس کی صفات سے معرفت ہوتی ہے۔ تاکہ اس کو ایک سمجھیں۔ اس کے وجود کو ثابت کریں۔ نہ یہ کہ اس کو کسی کے مشابہ بنائیں۔ سو ایمان ان کو علم یقین سے سچے طور پر سے ثابت کرتا ہے۔ اس علم پر مطلع ہونا کہ جس کی حقیقت غیب ہے۔ عقل کو اس کے ادراک کی مجال نہیں۔ جس امر کو وہم خیال کرتا ہے یا فہم اس کو جلا دیتی ہے یا عقل اس کا خیال کرتی ہے۔ یا ذہن اس کا تصور کرتا ہے۔ سو وہ اللہ کی عظمت و جلال و کبریا کے برخلاف ہے۔ وہ اول ہے' آخر ہے۔ وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے وہ ہر شے کا عالم ہے۔

ایک سوداگر کا واقعہ

خبر دی ہم کو فقیہ ابوالفتح نصراللہ بن القاسم بن یوسف بن خلیل بن احمد ہاشمی بغدادی کرخی نے قاہرہ میں ۶۲۹ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو دو بڑے شیخوں قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن الحافظ ابوبکر عبدالرزاق بن امام محی الدین عبدالقادر جیلیؒ اور شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان نانبائی نے بغداد میں ۶۳۱ھ میں کہا ابو صالح نے خبر دی ہم کو میرے باپ عبدالرزاق اور میرے چچا عبدالوہاب نے ۵۹۱ھ میں کہا ابوالحسن نے خبر دی ہم کو عمران کیماتی اور بزار نے ۵۹۰ھ میں اور خبر دی ہم کو ابو عبداللہ بن عبادہ عبدالمحسن بن منذر انصاری جیلی نے قاہرہ میں ۶۷۲ھ میں (دوسرا سلسلہ شروع)

کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں شیخ پیشوا ابو محمد عبداللہ بن عثمان یونینی نے دمشق میں ۶۱۲ھ میں۔ اور شیخ عارف ابو اسحٰق ابراہیم بن محمود بن جوہر بطلبکی پھر عقیسی نے وہاں پر ۶۲۳ھ میں ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو محمد عبداللہ بطائحی نے کہا

کہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی مجلس میں مدرسہ بغداد میں ۵۵۳ھ میں ابوالمعالی محمد بن احمد بغدادی تاجر حاضر ہوئے۔ پھر ان کو حاجت ضروریہ نے ایسا سخت تنگ کیا کہ چلنے پھرنے سے روک دیا۔ بڑی سخت تکلیف ہوئی۔ اس نے شیخ کی طرف فریاد رس ہو کر دیکھا۔ اور شیخ اپنے منبر کی سیڑھی سے نیچے اتر آئے۔ اور پہلی سیڑھی پر ایک سر آدمی کے سر کے طرح ظاہر ہوا۔ پھر اور نیچے اتر آئے تو کندھے اور سینہ ظاہر ہوا۔ اسی طرح سیڑھی بہ سیڑھی اترتے۔ یہاں تک کہ کرسی پر ایک صورت شیخ کی صورت کی طرح برابر ہو گئی۔ لوگوں کے سامنے شیخ کی آواز کی طرح بولتی تھی اور شیخ کے کلام کی طرح کلام کرتی تھی۔ اس بات کو سوا اس شخص کے اور جس کو خدا نے چاہا اور کوئی نہ دیکھتا تھا۔

آپ لوگوں کو چیرتے ہوئے آئے یہاں تک کہ اس کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ اور اس کے سر کو اپنی آستین سے ڈھانک لیا۔ عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ اپنے رومال سے ڈھانک لیا۔ وہ کہتا ہے کہ میں ایک دم ایک بڑے جنگل میں پہنچ گیا۔ جس میں نہر ہے۔ اس کے پاس ایک درخت ہے۔ اس میں اس نے وہ کنجیاں جو اس کی جھولی میں تھیں لٹکا دیں۔ اور خود حاجت ضروریہ سے فارغ ہوا۔ اس نہر سے وضو کیا۔ اور دو رکعت نفل پڑھے۔ جب سلام پھیر لیا۔ تو آپ نے اپنی آستین کو یا رومال کو اس پر سے اٹھا لیا۔ تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ اسی مجلس میں ہے اور اس کے اعضا پانی سے تر ہیں۔ اور حاجت کی حالت جاتی رہی۔ شیخ اپنی کرسی پر ہیں گویا کہ وہاں سے اترے ہی نہیں۔ وہ چپ رہا۔ کسی سے ذکر نہ کیا اپنی کنجیوں کو گم پایا اور اپنے پاس نہ دیکھیں۔

پھر وہ ایک مدت بعد بلاد عجم کی طرف قافلہ تیار کر کے چلا۔ بغداد سے چودہ دن تک چلے اور ایک منزل جنگل میں اترے جس میں نہر تھی۔ تب وہ اس جنگل میں گیا کہ حاجت ضروریہ سے فارغ ہو کر کہنے لگا یہ جنگل اسی جنگل سے بہت مشابہ ہے اور یہ نہر اس نہر کے مثل ہے۔ اور اس دن کے واقعہ کو یاد کیا۔ تو اتفاقاً وہی نہر وہی زمین وہی درخت وہی حاجت کی جگہ نکلی۔ جو اس روز دیکھی تھی۔ تب اس کو پہچان لیا اور کوئی بات نہ بھولی۔ اپنی کنجیوں کو اسی درخت میں معلق پایا۔

پھر جب بغداد کی طرف لوٹے تو وہ شیخ کی جناب میں آیا کہ آپ کو خبر دے تو آپ نے اس کی خبر دینے سے پہلے کان پکڑ کر فرمایا۔ کہ اے ابو المعالی میری زندگی میں کسی سے یہ ذکر نہ کرنا۔ وہ آپ کی خدمت کرتا رہا حتیٰ کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

شیخ منصور حلاج کے بارے میں آپ کا فرمان

(حلاجؒ کے بارے میں حضرت شیخ نے فرمایا ہے) بعض عارفین کی عقل کا پرندہ اس کی صورت کے درخت کے گھونسلے سے اڑا اور آسمان کی طرف ملائکہ کی صفیں پھاڑتا ہوا چڑھ گیا۔ وہ خدا کے بازوں میں سے ایک باز تھا۔ جس کی آنکھیں دھاگہ سے سلی ہوں۔ انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہے۔ پھر آسمان میں سے کوئی ایسی چیز نہ پائی۔ جو کہ شکار سے پھیر دے تو اس کو یہ شکار ظاہر ہوا کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا۔ تب اس کی حیرت اپنے مطلوب کے قول میں کہ "جدھر تم منہ پھیرو ادھر ہی خدا کی ذات ہے" بڑھ گئی تو زمین کے خطہ کی طرف اتر کر لوٹ آیا۔ اور وہ چیز طلب کی جو کہ سمندر کی تہ میں آگ سے بڑھ کر عزیز ہو۔ اپنی عقل کی آنکھ سے دیکھا تو سوا آثار کے اور کچھ نظر نہ آیا۔ پھر حملہ کیا تو دارین میں سوائے اپنے محبوب کے اور کچھ نہ پایا۔ اس وقت خوش ہوا اور اپنے دل کے نشہ کی زبان سے کہا کہ میں خدا ہوں۔ ایسی آواز سے گایا کہ جو انسان کی عادت کے برخلاف تھی۔ وجود کے باغ میں ایسی آواز بجانے لگا کہ جو بنی آدم کے لائق حال نہ تھی۔

اپنے آپ کو موت کے سامنے پیش کر دیا۔ اس کے باطن سے اس کو پکارا گیا کہ اے حلاج تو نے اعتقاد کیا کہ تیری قوت تیرے ساتھ ہے۔ اب تمام عارفین کی نیابت میں یہ بات کہدے کہ واحد کو واحد کا اکیلا پن کافی ہے۔ کہو اے محمد تم سلطان حقیقت ہو۔ تم وجود کی آنکھ کی پتلی ہو۔ تمہاری معرفت کے دروازہ کی چوکھٹ پر عارفوں کی گردنیں جھلکتی ہیں۔ تمہاری جلالت کی محفوظ چراگاہ میں تمام مخلوق کی پیشانیاں رکھی جاتی ہیں۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو الحجاج یوسف بن عبدالرحیم بن حجاج بن علی بن عیسیٰ مغربی

فاسی مالکی محدث نے قاہرہ میں ۷۱۱ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو میرے جد حجاج نے فاس میں ۶۳۳ھ میں کہا کہ میں نے شیخ بن محمد صالح بن دیر جان وکلیؒ کے ساتھ ۵۹۳ھ میں حج کیا۔ جب ہم عرفات میں تھے تو وہاں ہم پر شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بغدادی مشہور بزار سے ملے۔ پس یہ دونوں مل کر ایک جگہ بیٹھے اور شیخ عبدالقادرؒ کے زمانہ کو یاد کرنے لگے۔ تب شیخ ابو محمدؒ نے کہا۔ کہ مجھے میرے سردار شیخ ابو مدینؒ نے کہا کہ اے صالح تو بغداد کو جا اور شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی خدمت میں حاضر ہو۔ تاکہ وہ تجھ کو فقر سکھائیں تب میں نے بغداد کا سفر کیا۔

جب میں نے آپ کو دیکھا تو میں نے کسی کو ان سے بڑھ کر ہیبت ناک نہ پایا۔ آپ نے مجھے خلوت میں ایک سو بیس دن تک بٹھلایا۔ پھر میرے پاس تشریف لائے۔ اور مجھے فرمایا کہ اس طرف دیکھ اور اشارہ قبلہ کی طرف کیا۔ میں نے کہا ہاں دیکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا نظر آتا ہے۔ میں نے کہا کعبہ۔ فرمایا کہ اس طرف دیکھ اور مغرب کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا ہاں دیکھتا ہوں۔ فرمایا کیا دیکھتے ہو۔ میں نے عرض کی کہ اپنے شیخ ابو مدین کو پھر فرمایا کہ تم کیا ارادہ رکھتے ہو۔ آیا اس طرف یعنی کعبہ کی طرف یا مغرب کی طرف۔ میں نے کہا کہ اپنے شیخ ابو مدین کی طرف فرمایا کہ ایک قدم میں جائے گا یا جیسے کہ تم آئے ہو۔ میں نے کہا بلکہ جیسے میں آیا ہوں فرمایا کہ یہ بہت عمدہ ہے۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ اے صالح اگر تو فقیر کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کو تو ہرگز نہیں پا سکتا۔ جب تک کہ اس کی سیڑھی پر نہ چڑھو۔ اور اس کی سیڑھی توحید ہے۔ توحید کا سردار یہ ہے کہ دل کی آنکھ سے تمام نو پیدا شدہ اشیاء کو جو چمکتی نظر آتی ہے مٹا دے۔

میں نے کہا کہ اے میرے سردار میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ کو اس وصف میں مدد دیں۔ تب میری طرف آپ نے دیکھا اور میرے دل سے ارادوں کے جذبات الگ ہو گئے۔ جس دن کہ دن کے نور کے غلبہ سے رات کے اندھیرے جاتے رہتے ہیں۔ میں اس وقت تک اسی کی نظر سے خرچ کر رہا ہوں۔

شیخ بزار نے کہا کہ میں بھی آپ کے سامنے آپ کی خلوت میں بیٹھا ہوا تھا۔ تب

آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے میرے پیارے بیٹے میری پیٹھ کی حفاظت کرنا کہ کہیں اس پر بلی نہ آپڑے۔ میں نے دل میں کہا کہ یہاں بلی کہاں سے آئے گی چھت میں کوئی سوراخ نہیں۔

آپ کا کلام ابھی پورا نہ ہوا تھا کہ آپ کی پیٹھ پر بلی آگری۔ تب اپنے ہاتھ کو میرے سینہ پر مارا تو میرے دل میں نور آفتاب کی ٹکیا کے برابر چمکا اور میں نے خدا کو اسی وقت پالیا۔ اور اب تک میرا وہ نور بڑھتا رہتا ہے۔

(اور فرمایا' سمجھ) پھر اس شخص سے جس نے خدا کی عبادت بغیر علم کے کی ہے علیحدہ ہو جا وہ جو بگاڑے گا۔ اس سے زیادہ ہو گا۔ جو درست کرے گا۔ اپنے ساتھ اپنے رب کی شرع کا چراغ لے جو شخص اپنے علم سے عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے علم کا وارث بناتا ہے۔ جس کو وہ نہیں جانتا۔ اپنے اسباب کو قطع کر دے۔ بھائیوں سے جدائی کر۔ قسموں کو دل کی پیٹھ دیدے زہد کو بہ تکلف کر بے شک تیرے رب نے تجھے اچھا ادب دیا ہے۔ ماسوائے اللہ کو قطع کر۔ اغیار و اسباب سے علیحدہ ہو جا۔

اپنے چراغ کے گل ہونے سے ڈرتا رہ۔ اپنے رب کے لئے چالیس دن تک اخلاص کر۔ تیرے دل سے حکمتوں کے چشمے تیری زبان پر جاری ہوں گے۔ وہ اسی حال پر ہو گا۔ کہ ناگاہ اللہ و عزوجل کی آگ پر دیکھے گا۔ جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں درخت سے آگ دیکھی تھی۔ اپنے نفس اپنے شیطان اپنی طبیعت اپنے اسباب سے کہے گا۔ ٹھہرو کہ میں نے آگ کو محسوس کیا ہے۔ دل کو اندر سے آواز آئیگی۔ کہ میں تیرا رب ہوں۔ میں اللہ ہوں تو میری عبادت کر غیر کے قریب مت جا۔ میرے غیر سے تعلق پیدا نہ کر۔ میرے غیر سے جاہل بن جا۔ مجھ سے مل اور میرے غیر سے انقطاع کر۔ مجھے طلب کر میرے غیر سے اعراض کر کے میرے علم میرے قرب میرے ملک میرے سلطان کی طرف چلا آ یہاں تک کہ جب ملاقات پوری ہو گی تو ہو گا جو ہو گا۔ اپنے بندہ کی طرف اسے وحی کرے گا (یہاں مراد الہام ہے) جو کچھ کرے گا۔ حجاب زائل ہو جائیں گے۔ کدورت جاتی رہے گی۔ نفس تسکین پا جائے گا۔ مہربانیاں آئیں

گی۔ خطاب ہو گا۔ فرعون کی طرف اے دل جانفس ہو الشیطان کی طرف جا میری طرف ان کو طوق پہنا کر لا میری طرف ان کو ہدایت کر ان سے کہ دے کہ تم میرا اتباع کرو میں تم کو راہ صواب بتلاؤں گا۔ مل پھر الگ ہو پھر مل۔

خبردی ہم کو ابو عبداللہ حسن بن بدران بن علی بغدادی نے ۶۷۰ھ میں کہا خبردی ہم کو فقیہ عبدالقادر بن عثمان بن ابی البرکات تمیمی بروانی نے بغداد میں ۶۳۵ھ میں کہا خبردی ہم کو فقیہ ابو محمد عبداللطیف بن احمد قرشی صوفی نے بغداد میں ۵۷۳ھ میں

اور خبردی ہم کو ابو غالب فضل اللہ بن اسمٰعیل بن علی بن احمد بن ابراہیم مصری بغدادی ازجی حنبلی نے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں کہا خبردی ہم کو تینوں شیخوں ابو عمرو عثمان بن سلیمان معروف قصیر (پستہ قد) نے بغداد میں ۶۲۹ھ میں اور شیخ ابو الحسن خفاف بغدادی نے ۶۳۵ھ میں اور شیخ ابو الحسن علی بن سلیمان مشہور نانبائی نے ۶۳۴ھ میں کہا خفاف نے کہا کہ خبردی ہم کو ہمارے شیخ ابو السعود حریمی نے بغداد میں ۵۷۹ھ میں کہا قیصر نے کہ خبردی ہم کو ہمارے شیخ ابو محمد عبدالغنی بن نقطہ بغدادی نے بغداد میں ۵۸۰ھ میں اور کہا خبردی ہم کو ہمارے شیخ ابو عمرو و عثمان نے صریفین میں ۵۳۹ھ میں اور کہا نانبائی نے خبردی ہم کو ہمارے شیخ عمر کیماتی اور شیخ عمر بزار نے بغداد میں ۵۹۱ھ میں (یہاں سے دوسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے)

اور خبردی ہم کو ابو الحسن علی بن ازدمر محمدی بغدادی نے قاہرہ میں ۶۷۳ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ بقیۃ السلف ابو الحسن علی بن محمد بن احمد بن حسین بغدادی صوفی مشہور سقا نے جامع الخلیفہ میں ۶۲۹ھ میں وہ کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ نے شونیزی قبرستان کی بدھ کے دن ۲۷۔ ذی الحجہ ۵۲۹ھ کو زیارت کی۔ آپ کے ساتھ بہت سے فقہا اور فقراء تھے۔ تب آپ شیخ حماد شیرہ فروش کی قبر پر دیر تک کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ سخت گرمی ہو گئی۔ اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔ پھر آپ لوٹے ایسے حال میں کہ آپ کے چہرہ پر خوشی کے آثار ظاہر تھے۔ آپ سے طول قیام کی وجہ پوچھی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں جمعہ کے دن بغداد میں نصف شعبان ۴۹۹ھ میں شیخ حماد شیرہ فروش کی جماعت کے ساتھ اس لئے نکلا کہ جمعہ کی نماز جامع الرضافہ

میں پڑھوں شیخ ہمارے ساتھ تھے۔ جب ہم نہر کے پل پر پہنچے تو شیخ نے مجھے دھکا دے دیا۔ وہ نہایت سردی کے دن تھے۔ میں نے کہا بسم اللہ اور جمعہ کے غسل کی نیت کر لی۔ مجھ پر صوف کا جبہ تھا۔ اور میری آستین میں کتاب کے اجزاء تھے۔ تب میں نے اپنا ہاتھ اونچا کر لیا کہ وہ تر نہ ہو جائے۔ وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ میں پانی سے نکلا اور جبہ کو نچوڑا پھر ان کے پیچھے ہو گیا مگر مجھے سردی سے بہت کم تکلیف ہوئی۔

پھر آپ کے مرید میرے پیچھے ہوئے کہ اور ستائیں۔ آپ نے ان کو جھڑکا اور کہا کہ میں نے اس کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ اس کا امتحان کروں۔ مگر میں نے اس کو ایک پہاڑ پایا جو کہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔ میں نے ان کو بے شک آج دیکھا کہ ان کی قبر میں ان پر جوہری لباس ہے۔ ان کے سر پر یاقوت کا تاج ہے۔ آپ کے ہاتھ میں سونے کے کنگن ہیں۔ ان کے پاؤں میں سونے کی جوتیاں ہیں۔ لیکن ان کا دایا ہاتھ کام نہیں دیتا۔ میں نے کہا یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ وہی ہاتھ ہے جس سے میں نے آپ کو پھینکا تھا۔ کہا کہ آپ مجھے اس قصور سے معاف کرتے ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ آپ خدا تعالیٰ سے سوال کریں کہ وہ میرے اس ہاتھ کو پھر درست کر دے۔

تب میں اس بارے میں خدا تعالیٰ سے دعا مانگتا رہا۔ اور پانچ ہزار اولیاء اللہ نے جو اپنی قبروں میں تھے۔ آمین کہی۔ اور خدا تعالیٰ سے سوال کیا کہ ان کے بارے میں میری دعا قبول کرے۔ میری تمام دعا میں وہ میری سفارش کرتے رہے۔ میں برابر دعا مانگتا رہا۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ نے ان کا ہاتھ واپس دیا۔ جس سے انہوں نے میرے ساتھ مصافحہ کیا۔ اور ان کی خوشی پوری ہوئی۔

جب یہ بات بغداد میں مشہور ہو گئی تو شیخ حمادؒ کے تمام مرید و صوفی جو بغداد میں تھے۔ آپ کے پاس جمع ہوئے کہ اس امر کی تحقیق کریں۔ اور دیگر فقرا بھی ان کے ساتھ جمع ہو گئے۔ وہ سب مدرسہ کی طرف آئے کسی نے آپ کی عظمت کی وجہ سے آپ سے کلام نہ کیا۔ آپ نے ان کو ان کے مطلب کے ساتھ پکارا۔ اور ان سے فرمایا کہ تم دو شیخ پسند کر لو کہ وہ تم کو بتلا دیں گے جو میں نے ذکر کیا ہے۔ انہوں نے شیخ ابو

یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف ہمدانی کو جو کہ بغداد میں اس دن آئے ہوئے تھے۔ اور شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن بن شعیب بن مسعود کردی کو جو کہ بغداد کے رہنے والے تھے فیصلہ کے لئے پسند کر لیا۔ یہ دونوں اصحاب کشف و خرق عادات و احوال فاخرہ تھے۔

انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو اس معاملہ میں جمعہ تک مہلت دی ہے کہ ان کی زبان سے اس کا اظہار ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ تم یہاں اٹھنے نہیں پاؤ گے کہ یہ امر تم کو معلوم ہو جائے گا۔ آپ نے سر جھکایا۔ اور سب نے سر جھکایا۔ تمام فقراء مدرسہ کے باہر چلا اٹھے۔ اتفاقاً شیخ یوسف آگئے ایسے حال میں کہ ان کے پاؤں برہنہ تھے اور جلد جلد آرہے تھے۔ یہاں تک کہ مدرسہ میں داخل ہو گئے۔ اور کہا کہ مجھ پر خدا تعالیٰ نے اس وقت شیخ حملو کو ظاہر کر دیا۔ اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے یوسف جلد شیخ عبدالقادرؒ کے مدرسہ کی طرف جا اور ان مشائخ سے جو وہاں جمع ہیں جا کر کہہ دو کہ شیخ عبدالقادرؒ نے جو تم کو میری بابت کہا ہے سچ کہا ہے۔
شیخ یوسف اپنے کلام کو پورا نہ کر چکا تھا کہ اتنے میں شیخ عبدالرحمٰن آگئے اور انہوں نے شیخ یوسف کی طرح کہا۔ تب تمام مشائخ نے عبدالقادرؒ سے معافی مانگی۔

چند پند و نصائح

(اور فرمایا) فقیر کے لئے یہ مناسب ہے کہ پاکدامنی کا لباس پہنے قناعت سے مزین ہو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچے۔ صدق کے قدم سے قرب کے دروازہ کا طالب ہو۔ دنیا اور آخرت۔ مخلوق اور وجود سے بھاگتا رہے۔ اس بات کا محتاج ہو کہ ہزار دفعہ مرے اور ہزار دفعہ جئے۔ خدا تعالیٰ کی شفقت اور مہربانی و رحمت و شوق اس کی طرف متوجہ ہو اس کے جذبات' نظرات' مباہات' انبیاء مرسلین و صدیقین و ملائکہ کی ارواح کے لشکر اس کے ساتھ ہوں۔ اس کی ترقی اللہ و عزوجل تک کر دیں۔ اس کا دل اور اس کا باطن ہر نو پیدا چیز سے فارغ و صاف ہو۔ اللہ و عزوجل کے قریب ہو اپنے معاملات سابقہ کو پڑھے سطر سطر ہر کلمہ ہر حرف پر ٹھہرے۔

اپنے رقعات اپنے زمانوں اپنی ساعتوں اور لحظوں پر ٹھہرے۔ اس کا امر اس کو اور جس کی طرف اس کا رجوع ہو گا آسان ہو جائے گا۔ جوں جوں خوف اس کو اپنی طرف کھینچے گا اتنا ہی قرب اس کو کھینچ لے گا۔ پھر ہمیشہ ایک حالت سے دوسری حالت تک منتقل ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ ابدو اپنے سامنے کرے۔ اس کے نزدیک منفرد ہو گا۔ اس کے اسرار پر مطلع ہو گا۔ خلعت و طباق و ٹیکہ و تاج دے گا۔ بادشاہ (خدا تعالیٰ) کو اپنے پر گواہ کرے گا۔ اس پر تغیر نہ کرے گا۔ اس کی صحبت دائمی اور ولایت ہمیشہ کی ہو گی تب زہد معرفت کے ساتھ باقی نہ رہے گا۔ اے دلوں کے مردو تمہارا جنت طلب کرنا حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے ایک زنجیر ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابی منصور واری نے قاہرہ میں ۶۷۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں (یعنی) شیخ عارف ابو الفضل اسحٰق بن احمد بن غانم علثی اور شیخ ابوبکر محمد بن عمر بن ابی بکر مقری بغدادی مشہور ابن الخال نے بغداد میں ۶۲۷ھ میں کہا شیخ ابو الفضل نے خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد طلحہ بن مظفر بن غانم علثی نے بغداد میں ۵۹۲ھ میں اور کہا ابوبکر نے خبر دی ہم کو دو شیخوں اماموں (یعنی) شیخ ابو حفص عمر بن ابی نصر بن علی بغدادی معروف ابن غزال اور شیخ ابوالثنا محمود بن عثمان معروف بقال نے بغداد میں (یہاں سے دوسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے)

اور خبر دی ہم کو فقیہ ابو الفرج عبدالسمیع بن علی بن احمد بن محمد بن عبدالسلام بغدادی بصری حرمی نے قاہرہ میں ۶۵۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں شیخ شریف ابو القاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ مشہور بدلل نے بغداد میں اور شیخ ابو عبداللہ محمد بن قائدوانی نے بغداد میں ۵۷۹ھ میں اور کہا ابو الحسن نے خبر دی ہم کو دو شیخوں عمران کیماتی اور بزار نے بغداد میں ۵۹۱ھ میں ان دونوں نے کہا کہ ہمارے شیخ امام محی الدین عبدالقادرؒ سے کہا گیا۔ بھلا یکہ ہم آپ کے سامنے تھے کہ آپ کے محی الدین نام پڑنے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا کہ میں ایک سفر سے ایک دفعہ حج کے لئے ۵۱۱ھ میں بغداد کی طرف ننگے پاؤں آیا۔ اور ایک بیمار پر جس کا رنگ متغیر اور دبلا تھا گذرا۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا السلام علیک یا عبدالقادر! میں نے اس کو سلام کا جواب دیا۔ اس نے کہا کہ آپ میرے

قریب آئیں۔ میں اس کے قریب آیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ آپ مجھے بٹھلا دیں۔ میں نے اس کو بٹھلا دیا۔ تب اس کا جسم بڑھنے لگا۔ اس کی صورت اچھی ہو گئی۔ اس کا رنگ صاف ہو گیا۔ میں اس سے ڈرا تو وہ کہنے لگا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ میں دین ہوں۔ میں جیسا کہ آپ نے مجھے دیکھا تھا خستہ حال ہو گیا تھا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے سبب سے زندہ کر دیا۔ اور آپ محی الدین ہیں۔

میں نے اس کو چھوڑا اور جامع مسجد کی طرف آیا۔ تب مجھے ایک شخص ملا اور مجھے جوتی لا کر دی اور کہنے لگا۔ اے میرے سردار محی الدین۔ جب میں نماز پڑھ چکا تو لوگ میری طرف ٹوٹ پڑے۔ میرے ہاتھ کو چومتے تھے اور کہتے تھے اے محی الدین اس سے پہلے میں اس نام سے نہیں پکارا جاتا تھا۔

قرب خدا کے وسائل کا ذکر

(اور فرمایا) اے خدا کے بندو اے اس کے مریدو۔ پہلے لوگوں کی نسبت تم پر خدا کے لئے واجب ہے۔ پس وہی راہنما ہیں۔ وہ کنجیاں ہیں۔ انہیں کے اتباع سے تم اپنے رب عزوجل تک پہنچ سکتے ہو۔ اسی کی طرف تمہارے دل اور اسرار و معانی چلتے ہیں۔ جب تم اس کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا اتباع کرو گے۔ ان دونوں پر تم عمل کرو گے۔ اپنے اعمال میں خلوص برتو گے تو تم پر رحمت و لطف و محبت کا ہاتھ آئے گا۔ تمہارے دل اس پر داخل ہوں گے۔ اور تم پر رحمت جلد آئے گی اس کے ساتھ وہ چیز ہو گی جو تم پر سبقت لے جائے گی۔ وہ اس کا علم ہے کہ تمہارے دلوں کے قرب کو جانتا ہے۔ پھر وہ تم کو جذب کرے گا۔ اور تم پر داخل ہو گا۔ تم کو اپنے سامنے کھڑا کرے گا۔ پھر تم وہ چیز دیکھو گے کہ جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کان نے سنا ہے نہ کسی دل پر گذرا ہے۔

جب بندہ اس مقام تک پہنچتا ہے تو اس کے دل کی طرف خلعت آتی ہے۔ بادشاہت کا تاج اس کے سر پر رکھا جاتا ہے۔ ملک کی انگوٹھی اس کی انگلی میں ہوتی

ہے۔ تقویٰ کا ذرہ لباس پہنتا ہے۔ اس بندہ کا دل پکڑا جاتا ہے۔ تب وہ تمام مخلوق سے غائب ہو جاتا ہے۔ پس دیکھتا ہے جو کچھ کہ دیکھتا ہے۔ اور جانتا ہے جو جانتا ہے۔ اور چھپاتا ہے جو چھپاتا ہے۔ پھر مخلوق کی طرف انکی اصلاح کے لئے لوٹایا جاتا ہے۔ اس وقت وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹتا ہے۔ اور ان سے کہتا ہے کہ یہ وہ شے ہے کہ جو تم کو میں نے تمہاری برکتوں کے سبب دی ہے۔

پھر وہ مخلوق کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے لشکر میں لوٹتا ہے۔ کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں اور سنت اس کے بائیں ہاتھ میں ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی روحیں اس کے گرد ہوتی ہیں۔ اس وقت اس کو کہا جاتا ہے کہ تو اللہ عزوجل کی نعمت کو جو تجھ پر ہے یاد کر۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ازومر محمدی نے ۶۷۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ محی الدین ابو عبداللہ بن ابن حمد توحیدی نے بغداد مین ۶۳۹ھ میں کہا کبر دی ہم کو میرے ماموں قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن امام عبدالرزاق اور شیخ شریف ابو القاسم ہبتہ اللہ بن احمد مشہور المنصور نے جامع منصور میں ۶۲۳ھ میں۔ ان دونوں نے کہا خبر دی ہم کو حافظ ابوبکر عبدالرزاق بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادرؒ نے بغداد میں ۵۹۸ھ میں۔

اور خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عمر بن اسحٰق بغدادی ازجی نے قاہرہ مین ۷۲۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں ابو الحسن علی بن سلیمان نانبائی اور شیخ ابو عمرو عثمان بن سلیمان مشہور پستہ قد نے بغداد میں ۶۰۳ھ میں ان دونوں نے کہا کہ ہمارے سردار شیخ محی الدین جیلانی عبدالقادرؒ نے اپنے مدرسہ کے موذن کو آدھی رات کے وقت کہ جمعہ کی رات پہلی رات چاند رمضان ۵۴۵ھ کی ہے۔ فرمایا کہ منارہ پر چڑھ اور پہلی ازان دے دے اس نے ازان دے دی پھر فرمایا کہ رات اس آخری تہائی کے شروع میں منارہ پر چڑھ اور دوسری ازان دے اس نے دوسری ازان دی۔ پھر اس کو فرمایا کہ صبح سے اول ازان دے۔ اس نے تیسری ازان دی۔ ایک گھڑی بعد اس کو فرمایا کہ صبح کی ازان دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

جب دن چڑھا تو آپ کے بعض مریدوں نے اس کی وجہ پوچھی۔ تو آپ نے فرمایا

کہ جب میں نے اس کو پہلی اذان کے لئے کہا تھا تو عرش بہت ہی ہلا تھا۔ عرش کے نیچے سے پکارنے والے نے کہا کہ مقربین اخیار کو چاہئے کہ کھڑے ہوں۔

اور جب میں نے اس کو دوسری اذان کے لئے کہا تو عرش پہلی دفعہ کی طرح ہلا اور پکارنے والے نے عرش کے نیچے سے کہا کہ اولیاء ابرار کو چاہئے کہ وہ کھڑے ہوں۔

تیسری اذان کے وقت اس سے بھی کم ہلا۔ اور عرش کے نیچے سے پکارنے والے نے کہا کہ صبح کو استغفار کرنے والے کھڑے ہو جائیں سو میں نے پہلی مرتبہ والوں کی طرف اشارہ کیا کہ یہ تمہارا وقت ہے اور دوسری مرتبہ والوں کی طرف کہ یہ تمہارا وقت ہے۔ اور تیسرے مرتبہ والوں کی طرف کہ یہ تمہارا وقت ہے۔

(اور فرمایا) دنیا و آخرت سے اور آخرت دنیا و آخرت کے رب سے زنجیر ہے۔ تو ان کو نہ لے گا نہ ان سے مشغول ہو گا۔ مگر اس کے پہنچنے کے بعد تو اس کی طرف اپنے دل اپنے سر پر معنی سے پہنچے گا۔ دنیا سے اعراض کر اور آخرت کی طرف متوجہ ہو۔ پھر آخرت سے اعراض کر اور خدا کی طرف متوجہ ہو۔ پھر وہ دونوں تیرا اتباع کریں گے۔ ان دونوں کو اپنے پیچھے لگا۔ دنیا اور اس کے ساتھی تیرے حصے آئیں گے۔ وہ تجھ کو آخرت کے پاس طلب کرے گی۔ اور وہاں تجھ کو نہ پائے گی۔ پھر تو اس سے کہے گی کہ اس کو کہاں لے گئی تھی۔ وہ کہے گی کہ میں بادشاہ (خدا) کے دروازے کی طرف گئی تھی اور میں اب بھی اس کی طلب میں ہوں۔

تب وہ دونوں کھڑے ہوں گے اور تیرے پیچھے جلد چلیں گے۔ وہ تمہارے پاس پہنچیں گے۔ اور تو بادشاہ کے دروازہ پر ہو گا۔ تب دنیا اپنے حال کی شکایت بادشاہ کے پاس کرے گی۔ اور کہے گی تو نے کیسے اپنی امانتوں کو چھوڑا وہ حصے تقسیم شدہ ہیں کہ جو پہلے ترتیب سے مرتب ہیں۔ پس خدا کی سفارش تیرے پاس اس کے حق میں اور اس کے ہاتھ سے حصوں کے لینے میں ہو گی۔ تجھ کو اس کی وصیت یاد آئے گی کہ دنیا کو لو اور آخرت کی طرف نظر کرو۔ تب اس کے ساتھ ملائکہ اور ارواح انبیاء کی صحبت میں تو لوٹے گا۔ پھر تو جنت و نار کے درمیان ایک دکان پر۔ دنیا و آخرت کے درمیان۔ خلق اور خالق کے درمیان سبب اور مسبب کے درمیان۔ ظاہر و باطن کے درمیان۔

معقول و غیر معقول کے درمیان مضبوط و غیر مضبوط کے درمیان۔ مدرک اور غیر مدرک کے درمیان اس کے درمیان جو سمجھی جاتی ہے اور نہ سمجھی جاتی ہے۔

پھر تیرے چار منہ ہوں گے ایک منہ وہ تو ہو گا جس سے تو دنیا کو دیکھے گا۔ اور ایک منہ وہ ہو گا کہ جس سے تو آخرت کو دیکھے گا۔ ایک منہ وہ ہو گا کہ جس سے تو مخلوق کو دیکھے گا۔ اور ایک منہ وہ ہو گا۔ جس سے تو خالق کو دیکھے گا۔

خبر دی ہم کو شریف جلیل ابو العباس احمد بن شیخ ابی عبداللہ محمد بن ابی الغنائم محمد ازہری بن ابی الفاخر محمد مختار حسینی بغدادی نے قاہرہ میں ۶۷۳ھ میں کہا۔ خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں ۶۳۹ھ میں کہا کہ میں نے اپنے شیخ سردار محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ سے بغداد میں ۶۵۹ھ میں سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے پہلے جو حج کیا تھا تو وہ بغداد میں ۵۰۹ھ میں کیا تھا۔ اس وقت میں جوان تھا میں اکیلا قدم تجرید پر تھا۔ جب میں اس منارہ کے پاس تھا۔ جو کہ مشہور ام القرون کے ساتھ ہے تو میں شیخ عدی بن مسافر سے تنہا ملا۔ وہ بھی اس وقت جوان تھے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو۔ میں نے کہا مکہ معظمہ کی طرف جاتا ہوں۔

اس نے کہا کہ کیا تجھے ساتھی کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ میں تجرید کے قدم پر ہوں۔ اس نے کہا کہ میں بھی ایسا ہی ہوں۔ تب ہم دونوں چلے۔ جب ہم کچھ راستہ طے کر چکے تو ہم نے اتفاقاً ایک حبشن لونڈی کو دیکھا جو کہ نحیف البدن برقعہ پوش تھی۔ وہ میرے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔ اور میری طرف گوشہ چشم سے دیکھنے لگی۔ اور کہنے لگی کہ اے جوان تم کہاں سے آئے ہو۔ میں نے کہا عجم سے کہنے لگی کہ تم نے آج مجھے رنج میں ڈالا۔ میں نے کہا کیوں کر اس نے کہا کہ میں اس وقت حبش کے ملک میں تھی۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل پر تجلی کی ہے۔ اور تجھ کو اپنے وصل سے جہاں تک مجھے علم ہے حصہ دیا ہے کہ ایسا کسی اور کو نہیں دیا۔ تب میں نے چاہا کہ تم کو آکر ملوں۔ پھر کہنے لگی کہ میں آج تم دونوں کے ساتھ رہوں گی اور رات کو تمہارے ساتھ افطار کروں گی۔

پھر وہ جنگل کے ایک کنارہ پر ہو کر چلنے لگی اور ہم دوسری طرف چلتے تھے۔ جب

شام کا وقت آیا تو ہم نے کیا دیکھا کہ آسمان کی طرف سے ایک خوان اترا ہے۔ جب وہ ہمارے سامنے آکر ٹھہر گیا۔ تو ہم نے اس میں چھ عدد روٹیاں اور سرکہ و ترکاری پائی۔

وہ کہنے لگی خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری اور میرے مہمانوں کی عزت کی۔ مجھ پر ہر رات دو روٹیاں آیا کرتی تھیں۔ تب ہم میں سے ہر ایک نے دو روٹیاں کھائیں۔ پھر ہم پر تین لوٹے پانی کے اترے۔ ہم نے اس پانی کو پیا جو کہ دنیا کے پانی کی طرح لذت و حلاوت میں نہ تھا۔ پھر وہ اسی رات ہم سے رخصت ہو گئی۔ اور مکہ میں آئے۔

پھر جب ہم طواف میں تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے شیخ عدی پر اپنے انوار کے مرتبوں سے احسان کیا اور اس پر غشی طاری ہو گئی۔ حتیٰ کہ کہنے والا کہتا تھا وہ مرگئے اور ناگاہ دیکھا وہی لونڈی ہے کہ جو اس کے سر پر کھڑی ہے اور اس کے سامنے متوجہ ہے یہ کہتی ہے کہ وہ خدا تجھ کو زندہ کرے گا۔ جس نے تجھ کو مارا ہے۔ وہ اللہ پاک ہے۔ اس کے جلال کے نور کی تجلی کے لئے حوادث اس کے ثابت رکھنے کے بغیر قائم نہیں ہوتے۔ اور کائنات اس کی صفات کے ظہور کے لئے اس کی تائید کے بغیر قرار نہیں پاتی۔ بلکہ اس کے قدس کی تیزی شعاع عقول کی آنکھوں کو اچک لیتی ہے۔ اس کی رونق کی خوبصورتیاں بڑے لوگوں کے دلوں کی عقلوں کو لے جاتی ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے کہ جس نے طواف میں بھی اپنے انوار کی منازل کا مجھ پر احسان کیا۔ میں نے اپنے اندر سے یہ آواز سنی اور آخر میں یہ کہا کہ اے عبدالقادر ظاہری تجرید کو چھوڑ دے۔ اور تفرید توحید اور تجرید تفرید کو لازم پکڑ کیونکہ ہم تم کو اپنی عجیب نشانیاں دکھائیں گے۔ پس ہماری مراد کو اپنی مراد سے نہ ملا۔ اپنے قدم کو ہمارے سامنے ثابت رکھ اور وجود میں ہمارے سوا اور کوئی تصرف نہ دیکھ۔ تم کو ہمارا شہود ہمیشہ ہو گا۔ لوگوں کے نفع کے لئے بیٹھ۔ کیونکہ ہمارے بندوں میں ہمارا ایک خاصہ ہے۔ ہم عنقریب ان کو تیرے ہاتھ پر اپنے قرب تک پہنچائیں گے۔

تب مجھ کو لونڈی نے کہا میں نہیں جانتی اے جوان کہ تیری آج کیا شان ہے بے شک تجھ پر ایک نور کا خیمہ لگایا گیا ہے۔ تجھ کو ملائکہ نے آسمان تک گھیر لیا ہے۔ اور اولیاء کی آنکھیں اپنے اپنے مقام میں تیری طرف آنکھیں اٹھا کر دیکھ رہی ہیں۔

امیدیں اسی چیز کی طرف بڑھ رہی ہیں جو تو دیا گیا ہے۔ پھر وہ چلی گئی اس کے بعد میں نے اس کو نہیں دیکھا۔

زہد کے بارے میں ارشادات

(اور فرمایا) زہد کے بارے میں۔ زاہد دنیا میں غریب ہوتا ہے اور عارف دنیا اور آخرت میں غریب ہوتا ہے۔ زاہد اس بارے میں زہد اختیار کرتا ہے۔ جو اس کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ دنیا کی محبت اس کے دل سے نکال لی جاتی ہے۔ توکل کے فرش پر اپنے رب و عزوجل کا منتظر ہو کر بیٹھا رہتا ہے۔ یا تو مخلوق و اسباب کے ہاتھوں پر یا تکوین کے ہاتھ پر۔ پس بالضرور وہ دنیا میں مخلوق کے درمیان ہوتا ہے۔ اور عارف دنیا میں ایسا ہی زاہد ہوتا ہے جس طرح کہ آخرت میں زاہد ہوتا ہے۔ اس کو دنیا اور آخرت میں کوئی شے رب عزوجل سے نہیں روکتی۔ اس کے سوا کسی اور کے پاس اس کی تسکین نہیں ہوتی کہ اس سے اس کو روک دے۔ پس بالضرور وہ ان دونوں سے غریب ہو گا۔ دنیا کا ہاتھ اس سے منقطع ہوتا ہے۔ ایسا ہی آخرت کا ہاتھ اور آخرت کا چہرہ اس سے چھپا رہتا ہے۔

اللہ عزوجل اس سے دنیا کا چہرہ ڈھانپ لیتا ہے۔ تاکہ اس کا نفس اس سے فتنہ میں نہ پڑے۔ آخرت کا چہرہ بھی اس سے چھپا لیتا ہے کہ اس پر دل مفتون نہ ہو' ماسوی کا چہرہ بھی اس سے چھپا لیتا ہے کہ اس کا باطن مفتون نہ ہو۔ اس پر تمام اشیاء ظاہرہ و باطنہ کا کشف ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کو پہچان لیتا ہے۔ ماسوی کو اس کے سبب دیکھتا ہے۔ اس کے قرب کا دروازہ اس کے لئے کھل جاتا ہے۔ اس کے جلال و جمال کو دیکھتا ہے۔ اس کی قضا و قدر و ملک و سلطان کو دیکھتا ہے۔ اور تمام مخلوقات مصورات محدثات کو کن فیکون کے دو حرفوں میں دیکھتا ہے۔

اس بادشاہ عظیم کریم سے سوال کرو اپنے دلوں سے اس کے دروازہ پر کھڑے ہو جاؤ۔ ہمیشہ مانگتے رہو۔ خواہ مانے یا نہ مانے جو کام وہ تمہارے ساتھ کرے اس کی شکایت کرو۔ کیونکہ ایسے بندے کے حق میں اس کا منع کرنا جو کہ سالک و قاصد ہو ایسا ہے۔

جیسا کہ جال کہ اس کو ناکام بناتا ہے۔ یہاں تک کہ اس تک پہنچ جاتا ہے۔ جب اس تک پہنچ جاتا ہے۔ تو اس کے پاس مقید ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ایسا ہو جاتا ہے۔ کہ اس کو ناکام نہیں کرتا۔ حتی کہ مخلوق سے اس کو روک لیتا ہے۔ اس کو بلاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ داخل ہو جاتا ہے۔ اور جب داخل ہو جاتا ہے۔ تو اوروں سے اس پر دروازہ بند کر لیتا ہے۔ اس کے نفس و ہوا طبع و اختیار' ارادہ' سوء ادب اخلاق کے پر کاٹ لیتا ہے۔ یہ پر تو کاٹ لیتا ہے مگر اس کے دو پر اور تازے اگا دیتا ہے۔ اور مخلوق کی طرف اس کو لوٹاتا ہے۔ تب وہ دنیا اور آخرت میں مخلوق اور خالق کے درمیان اڑتا ہے۔ عرش سے زمین تک کے میدان کے درمیان وہ اڑتا ہے۔ اس کی دعا شروع میں قبول کرتا ہے۔ نیابت میں اس کو پکارتا ہے۔ اس کو دعا کا الہام کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو قبول کرتا ہے پھر اس کو دعا اور اس کی اجابت سے روک دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو جس طرح وہ چاہتا ہے۔ اپنے اختیار و حکم کے بغیر پکارتا ہے۔

وہ کیسے دعا مانگے حالانکہ اس نے اس کو دنیا کے حصوں سے اپنی ضیافت کے گھر میں غنی کر دیا ہے۔ اور جب کہ اس بندہ کی معرفت پوری ہو چکتی ہے۔ اور قرب کی قدرت ہو جاتی ہے تو اس کو مخلوق کے درمیان بھیج دیتا ہے۔ بعض لوگوں کو اس کے سبب نجات دیتا ہے اور بعض کو ہلاک کرتا ہے۔ اس کے باعث بعض کو ہدایت کرتا ہے۔ بعض کو گمراہ کرتا ہے۔

ایسا ہی انبیاء علیہم السلام کی رحمت اور عذاب کے بارے میں ہے۔ اولیاء کرام ان کے تابع ہیں۔ جس شخص نے ان کی باتیں مانیں اور ان کی تصدیق کی تو وہ اس کے لئے رحمت بن جاتے ہیں۔ جو ان سے پھر گیا۔ اور ان کو جھٹلایا تو وہ اس پر عذاب بن جاتے ہیں۔ ان کو ان ہاتھوں سے جن کو وہ دوست رکھتے ہیں پکڑتے ہیں اور ان کو خدائے عزوجل کی طرف اٹھاتے ہیں۔ اپنی جنت میں ان کو داخل کرتے ہیں۔ جو جوہر ہوں ان کو بادشاہی خزانے تک پہنچاتے ہیں اور جو چھلکے ہوں ان کو ان کی آگ کی طرف پہنچاتے ہیں۔ یہ انبیاء و اولیاء کا طریقہ قیامت تک ہو گا۔

انبیاء صلوات اللہ علیہم و سلامہ' کو بڑھاتا ہے۔ اور ان کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ ان

کے مطالب اولیاء ابدال صدیقوں کے دلوں میں باقی رکھتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے بدلے دوسرے کو کھڑا کر دیتا ہے۔ عالم جب اپنے علم سے عمل کرتا ہے۔ اور اس کا علم عامل ہے تو بیشک اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت صحیح پہنچی اور جب یہ وراثت صحیح ہوئی تو اس کا قلب اپنے رب عزوجل کے قرب کے گھر کی طرف چڑھ گیا۔ فرشتے اس کے گرد ہوتے ہیں۔ اس کا دل ایک فرشتہ بن جاتا ہے۔ جو کہ بادشاہ (خدا) کے قرب تک سیر کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول کرو۔ اس کے فعل و قول کا اتباع کرو۔ یہاں تک کہ تمہارے ہاتھوں کو دنیا اور آخرت میں پکڑے گا۔ اسی کی طرف منسوب ہو جاؤ۔ اسی کے قدم بقدم چلو تم اس کے دونوں پروں کے نیچے چوزے بن جاؤ۔

شیخ محمد کا واقعہ

ہم کو خبر دی ابو عبداللہ محمد بن احمد بن منصور کتانی نے قاہرہ میں ۶۷۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو عبداللہ محمد بن ابی الفتح ہروی سیاح نے قاہرہ میں ۶۲۳ھ میں کہا کہ میں اپنے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں بغداد میں ۵۴۰ھ میں کھڑا تھا۔ مجھے جلدی رینٹھ آیا میں نے صاف کیا۔ پھر مجھے شرم آئی اور دل میں کہا کہ کیا حضرت شیخ عبدالقادر ایسے شخص کی جناب میں مجھے ناک صاف کرنا چاہیے۔

تب آپ نے مجھے فرمایا کہ اے محمد کچھ مضائقہ نہیں آج کے بعد سے نہ تھوک ہو گا نہ رینٹھ۔ وہ کہتے ہیں کہ جس دن سے آپ نے فرمایا ہے۔ آج ۸۳ برس ہو چکے ہیں کہ نہ کبھی میں نے تھوکا اور نہ کبھی رینٹھ کیا۔

اور کہا کہ حضرت شیخ نے میرا نام طویل رکھا ہوا تھا۔ میں نے ایک دن کہا کہ حضرت میں تو پستہ قد ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تیری عمر لمبی ہے۔

پس شیخ محمد ایک سو ستیس سال تک زندہ رہے۔ اور اپنی سیاحت میں عجائبات دیکھے۔ دور دراز سفر کئے کوہ قاف تک پہنچے اور وہ سب سے پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی خدمت کی ہے۔

کشف کے بارہ میں آپ کے ارشادات

اور فرمایا" کشف افعال و مشاہدہ میں خدا کے افعال سے اولیاء و ابدال کے لئے وہ امر ظاہر ہوتے ہیں کہ جن سے عقلیں حیران ہوتی ہیں عادات و رسوم کے خلاف ہو جاتا ہے۔ وہ دو قسم پر ہیں۔ جلال و جمال۔ جلال و عظمت سے ایسا خوف پیدا ہوتا ہے کہ جس سے گھبراہٹ و اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ اور دل پر ایک سخت بیماری واقع ہوتی ہے۔ جس کا اعضاء پر ظہور ہوتا ہے۔

جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سینہ شریف سے نماز میں خوف کی وجہ سے ایسی آواز سنا کرتے تھے جس طرح جوش مارتی ہوئی ہانڈی سے آتی ہے۔ کیونکہ آپ جلال الٰہی کو دیکھا کرتے تھے۔ اور اس کی عظمت آپ پر کھلا کرتی تھی۔

ایسی ہی خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم علیہ السلام اور امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ لیکن جمال کا مشاہدہ سو وہ دلوں پر انوار' سرور' الطاف' لذیذ کلام' محبوب بات' بڑی بخششوں' بڑے مراتب و قرب الٰہی' عزوجل کی بشارت کی تجلی ہے۔ جن کی طرف ان کا امر رجوع کرے گا۔ اور پہلے زمانوں میں ان کی قسمتوں کا قلم خشک ہو چکا ہے۔ یہ ان پر خدا کی رحمت و فضل ہے۔ اور اس کی طرف سے ان کے لئے دنیا میں ان کی مقدر موتوں کے وقت پر ثابت قدمی ہے۔ کیونکہ ایسا نہ ہو کہ شدت شوق الٰہی اور فرط محبت کی وجہ سے ان کے پتے پھٹ جائیں وہ ہلاک ہو جائیں۔ اور قیام عبودیت سے عاجز آجائیں۔ یہاں تک کہ ان پر وہ یقین کہ موت ہے۔ آجائے سو یہ کام ان سے بوجہ مہربانی و رحمت و دوا اور ان کے دلوں کی تربیت و مدارات کے لئے کرتا ہے۔ وہ بے شک حکیم' علیم' لطیف اور ان پر رؤف اور رحیم ہے۔ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم موذن بلالؓ سے فرماتے تھے کہ اے بلال ہم کو راحت دے یعنی اقامتہ کہو۔ تاکہ ہم نماز میں داخل ہوں۔ کہ مشاہدۂ جمال ہو جائے۔ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نماز میں میری

آنکھیں ٹھنڈی بنائی جاتی ہیں"۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عمراز جی محدث نے اور ابو محمد جعفر بن عبدالقدوس بن احمد بن علی بن محمد ہلالی بغدادی حریمی نے قاہرہ میں ۶۷۲ھ میں ان دونوں نے کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں قاضی القضاۃ ابو صالح نصر اور شیخ امام الفضل اسحٰق بن احمد علثی نے بغداد میں ۶۳۹ھ میں ان دونوں نے کہا خبر دی ہم کو عبدالوہاب اور عبدالرزاق نے ۵۸۹ھ میں ان دونوں نے کہا کہ شیخ بقا بن بطوؒ پانچویں رجب ۵۴۳ھ میں جمعہ کے دن صبح کے وقت ہمارے والد شیخ محی الدینؒ کے مدرسہ کی طرف آئے۔ انہوں نے ہم سے کہا کہ تم آج میرے صبح ہی آنے کا سبب کیوں نہیں پوچھتے۔ میں نے آج کی رات ایک نور دیکھا ہے۔ جس سے (آسمان) کے کنارے روشن ہو گئے۔ جو وجود کے اطراف تک عام طور پر پھیل گیا میں نے اسرار والوں کے اسرار دیکھے۔ کہ اس کی طرف دوڑتے تھے۔ بعض وہ تھے کہ اس کے متصل ہوتے تھے۔ بعض وہ تھے کہ ان کو اتصال سے منع کرنے والا منع کرتا تھا۔

اور کوئی بھید ان میں سے متصل نہ ہوتا تھا۔ مگر اس کا نور دگنا ہی ہوتا تھا تب میں نے اس نور کے چشمہ کو دیکھا تو ناگاہ وہ شیخ عبدالقادرؒ سے صادر ہوتا تھا۔ میں نے اس کی حقیقت کے کھولنے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اس کے شہود کا نور ہے۔ جو ان کے دل کے برابر ہیں ان دونوں نوروں کے چمقاق کا نور چمکا۔ جس سے ان دونوں کی روشنی کا ان کے حال کے آئنہ پر عکس پڑا۔ اور ان چقماقوں کی شعاعیں ان کی جمعیت کی نگاہ وصف کے قرب تک جمع ہوئیں۔ تب ان سے تمام موجودات روشن ہو گئے اور کوئی فرشتہ اس رات ایسا نہ رہا کہ زمین پر نہ اترا ہو۔ بلکہ اس کے پاس آیا۔ ان سے مصافحہ کیا۔ ان کے نزدیک ان کا نام شاہد مشہود ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی خدمت میں آئے اور ان سے کہا کیا آپ نے آج رات نماز رغائب پڑھی تھی۔ تب آپ نے یہ شعر پڑھے۔

اذا نظرت عینی وجوہ حبائبی فتلک صلاتی فی لیالی لرغائب

جب میری آنکھ نے میرے دوستوں کے چہرہ کو دیکھا۔ تو یہ میری نماز ہے رغائب

کی راتوں میں۔

وجوہ از اما اسفرت عن جمالها اضاءت لها الاکون من کل جانب

وہ ایسے چہرے تھے کہ وہ اپنے جمال کو ظاہر کرتے ہیں۔ تو دونوں جہان ان کی وجہ سے ہر ایک طرف روشن ہو جاتے ہیں۔

حرمت الراضی ان لم کن باولا دمی ازاحم شجعان الوغی بالمناکب

میں خوشی سے محروم کیا جاؤں اگر اپنے خون کو خرچ نہ دوں۔ لڑائی کے بہادروں سے کلمہ بہ کلمہ مزاحمت کرتا ہوں۔

اشق صفون العارفین بغرمته متعلو بهدی فوق تلک المراتب

میں عارفوں کی صفوں کو اپنے پختہ ارادوں سے پھاڑ دیتا ہوں۔۔ تب وہ میری شرافت کی وجہ سے ان مراتب سے اوپر بڑھ جاتے ہیں۔

ومن لم یوف الحب ما یستحقه فذاک الذی لم یات قط بواجب

جو شخص کہ دوست سے اس کے حقوق کی وفا نہیں کرتا تو وہ شخص ہے کہ اپنے واجب کو کبھی ادا نہیں کرتا۔

خبر دی ہم کو ابو حفص عمر بن شیخ ابوالمجد مبارک بن احمد نصیبنی حنبلی نے قاہرہ کے میدان میں ۶۷۰ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو عبدالرحیم عسکر بن عبدالرحیم نصیبنی نے نصیبن میں ۶۹۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزار نے بغداد میں ۵۹۳ھ میں (یہاں سے دوسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے)

اور بھی خبر دی ہم کو عالی فقیہ ابوالقاسم محمد بن عبادہ انصاری نے قاہرہ میں ۶۷۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ برگزیدہ علی بن مقری قرشی نے دمشق میں ان دونوں نے کہا کہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے کہا گیا کہ ایسے وقت میں کہ ہم حاضر تھے اور سنتے تھے۔ ۵۵۳ھ میں کہ آپ اپنے شروع اور نیابت کے حالات بیان کریں جو کہ آپ نے اس معاملہ میں حاصل کئے ہیں۔ تاکہ ہم آپ کی پیروی کریں۔ آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

انا راغب فیمن یقرب نفسه ومناسب لفتی یلا طفلطفه

میں اس کی رغبت کر رہا ہوں کہ جس کا نفس قرب کو چاہتا ہے۔ اور ایسے جوان

کے مناسب ہوں جو کہ اس کی سی مہربانی کرتا ہے۔

ومفا بس العشاق فی اسرارھم   من کل معنی لم یسعنی کشفه

میں عشاق کا ان کے اسرار میں فیض رساں ہوں۔ ہر ایک ایسے معنی کا کہ جس کا کشف مجھے گنجائش نہیں دیتا۔

قدکان یسکر فی مزاج شرابه   والیوم یصلحینی لدیه صرفه

مجھ کو اس کی شراب کا مزاج نشہ دیتا ہے۔ اور آج اس کے پاس اس کا تصرف مجھے ہوش میں رکھتا ہے۔

واغیب من رشدی باول نظرۃ   والیوم استجلید ثم ازفد

میں پہلی ہی نگاہوں میں اپنے ہوش سے غائب ہو گیا۔ اور آج میں اس کو جلا دیتا ہوں اور آراستہ کرتا ہوں۔

لوگوں نے آپ سے کہا کہ ہم آپ جیسے روزے رکھتے ہیں۔ اور آپ جیسی نماز پڑھتے ہیں۔ آپ جیسی ریاضت کرتے ہیں۔ لیکن آپ جیسے حالات بالکل ہم نہیں دیکھتے۔ تب آپ نے فرمایا کہ تم نے اعمال میں میری مزاحمت کی ہے۔ تو کیا خدا کی نعمتوں میں مزاحمت کر سکتے ہو۔ واللہ میں کبھی نہیں کھاتا یہاں تک کہ مجھے کہا جاتا ہے کہ تم کو میرے حق کی قسم ہے۔ کھاؤ۔ اور میں کبھی پانی نہیں پیتا حتیٰ کہ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ تم کو میرے حق کی قسم ہے پیو۔ اور میں کوئی کام نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ یہ کام کر۔

ابو حفص نصیبی کہتے ہیں کہ شیخ عسکران اشعار کو اکثر پڑھا کرتے تھے اور اخیر بیت میں ان کا یہ تلفظ ہوتا تھا۔ کہ میں پہلی نگاہ میں اپنی ہوش سے جاتا رہا۔

اور فرمایا خدا تعالیٰ کے اس قول میں "بے شک اللہ تعالیٰ کی آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں ......" الخ یہ حکمتیں ہیں کہ عقل مندوں کی آنکھیں ان سے حیران ہیں۔

یہ آیات ہیں کہ جنہوں نے فصیح زبانوں کو عاجز کر دیا۔ اس میں خطرات کے روشن ستارے ہیں۔ یہ ایسی نو پیدا چیزیں ہیں کہ ثبوت قدم پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ ایسی

دلنیں ہیں کہ جو موضوع کے یقین کے چہروں سے ظاہر ہوتی ہیں۔ وہ ایسے شاہد ہیں کہ کائنات کے پیدا کرنے والے کے حکم کے اثبات سے ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ ایسے آثار ہیں کہ انکار کے اسرار کی بلبلیں ہیں۔ وہ ایسے رموز ہیں کہ ان کی گرہوں کو عقل مند نہیں کھول سکتے۔ وہ اشارات ہیں کہ غائب کی زبانوں سے بولتے ہیں۔ غیب نے خلد کے باغ کو ستاروں کے پھول سے آراستہ کر دیا۔

آسمان کے باغ شہابوں کی شاخوں کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ دن کے رخساروں کی سفیدی۔ رات کے اندھیروں کے بالوں کی سیاہی کے ساتھ آراستہ کی گئی۔ آسمان ایک سطح ہے۔ جس کے شیشوں کے جڑاؤ ستارے ہیں۔ وہ ایسا خوش نما باغ ہے کہ شہابوں کے پھول اس کا رخسارہ ہے۔ وہ ایسا معشوق ہے کہ اس کے جمل کا تل رات ہے۔ وہ محبوب کا رخسارہ ہے کہ اسی کے حسن کی روشنی دن ہے۔

آسمان حکمت کا نقش ہے۔ آسمان انشائے قدر کا کاتب ہے۔ ستارے موجودات کی کتاب کے نقطے ہیں۔ آفتاب افق کے شہروں کا بادشاہ ہے چاند موجودات کے لشکروں کا وزیر ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تو تمام موجودات کے اطراف میں اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ کنارے کے نور میں آفتاب کی شمع روشن ہو گئی اور خلاء کے میناروں میں ستاروں کے چراغ روشن ہوئے۔ آسمان کی عبادت گاہ پر چاند کی قندیل لٹکائی۔ دن کے رخسار سے وجود کی ساری شکل تھی۔

تب اس کو رات کے سبزے سے منقش کر دیا۔ اور اس کے رخساروں پر دن کے گلاب کے پتے پھیلا دیئے۔ اس کے سامنے نور کی مشعلیں روشن کر دیں۔ پھر عاشق کی آنکھ اس سے حیران ہو گئی۔ عبرت کے قاری کو اس کے چہرہ کی لوح کی صفائی پر یہ سطریں نظر آئیں۔ کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ رات کے طرہ میں صبح کی پیشانی نے برقعہ پہن لیا۔ آفتاب کے چہرہ سے خلا کی اوڑھنی کھل گئی۔ نوروں کے پانی دن کی نہروں میں جاری ہیں۔

قدم کے حکم کا خطیب مصنوع کے یقین کے منبر پر خطبہ پڑھتا ہے۔ کہ ہم نے دن

کو معاش بنایا پھر تقدیر کا ہاتھ تدبیر کے مسئلہ کو پلٹ دیتا ہے تب ظلمت کے زنگیوں سے روشنیوں کے ترک بھاگ جاتے ہیں۔ آفتاب کے گلابی رخسارے زعفرانی ہو جاتے ہیں۔ دن کے قد کی شاخوں میں لاغری کا پانی جاری رہتا ہے۔ اوروں کے رخساروں کی زلفوں پر ظلمت کی کستوری پڑ جاتی ہے آسمان کا باغ ستاروں کے پھولوں سے آراستہ ہو جاتا ہے۔ ظلمتوں کا لشکر کنارے کے میدانوں میں چلتا ہے۔ اندھیرے کے خیمے عالم کے تمام اطراف پر نصب ہو جاتے ہیں۔ رات کا آنے والا زمین کے ہر ایک زندہ کی آنکھ ڈھانک لیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب حکم کا موذن اذان دیتا ہے اور تقدیر کے ہاتھ سے ظلمت کی چادروں کو لپیٹ دیتا ہے۔ اور رات کا آخری حصہ پورا ہو جاتا ہے۔ تو تقدیر کا اسرافیل صورتوں کے نرسنگا میں پھونک مارتا ہے۔ تاکہ رات کی لحدوں کے مردے اٹھ کھڑے ہوں۔

پھر ناگاہ صبح کی روشنی کے ستون پھٹ جاتے ہیں۔ زمین کی سواری کی چیل موجودات کے تمام اطراف میں عارفین کے قاصدوں سے کہتی ہے کہ تم لیلی کے گھر کی طرف جانے کا شوق کرو۔ ہم اس کو زندہ کرتے ہیں۔

رات وہ بادشاہ ہے کہ تمام جہات کی آبادی کا مالک ہے۔ وہ ایسا بادشاہ ہے کہ زمین کے تمام شہروں کا مالک ہے۔ اس کے لشکر اس طرح چلتے ہیں جیسے بارش کے سیلاب ہر قطرہ میں ہر ایک کے سر پر اس کے جھنڈے کا میٹھا پانی گرتا ہے۔ اس کے خیمہ کی رسیاں وجود پر تنی جاتی ہیں۔ بخشش کا منادی اس کی مدد کے غلبہ کے پکارتا ہے۔ کہ تمہارے لئے رات بنائی ہے۔ کہ تم اس میں آرام پاؤ۔ رات عارفوں کا باغ ہے۔ رات کے وقت بخششوں کی نفیس چیزیں اہل معرفت کو حاصل ہوتی ہیں۔ اندھیرے میں سید الوجود (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قاب قوسین تک سیر کرائی۔ بعض عارفین کا یہ حال تھا کہ جب ان پر رات آتی تو یہ فرماتے تھے کہ مرحبا اس کو جو کہ محبوب ارواح کے وصل کی خوشخبری دیتی ہے۔ فجر کی تلوار ہمیشہ اندھیرے کے میان میں چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو دن کی روشنی کا ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔ تب وہ دیکھنے والے کی آنکھوں کے لئے روشنی پھیلا دیتا ہے۔

اے شخص تجھ کو خدا نے اس لئے نہیں پیدا کیا کہ تو دن کو سعی کرتا رہے اور رات کو سو جائے بلکہ تجھ کو ہر ایک میں وظیفہ ہے اور خدمات ہیں تا کہ تو ان کی وجہ سے صانع کا تقرب ڈھونڈے۔ اور اس کے سبب تجھ پر جو عالم کے پیدا کرنے کا حق واجب ہے۔ وہ ادا ہو جائے۔

آسمان نور کی شکلوں کا محل ہے۔ آسمان کی آنکھوں کی تروتازگی ہے اور شہاب رجم کے لئے ہے۔ ستارے زینت کے لئے ہیں۔ آفتاب پھلوں کے پکنے اور سبزیوں کی پرورش کے لئے ہے۔ چاند اوقات و زمانہ کے اندازوں کے سمجھنے کے لئے۔ انسانوں کی طبیعتوں کے اندازہ کے موافق ہے۔ پس ربیع تو جوانی کی تروتازگی کی طرح ہے۔ اور موسم گرما جوان کے بالغ ہونے کی طرح ہے۔ موسم خریف ستر (برس) کی قوت والے کے برابر ہے۔ موسم سرما نہایت ہی ضعیف موت کے قریب ہے۔ یہ عزیز و علیم کی تقدیر ہے۔ ہمیشہ خلاء کا آئینہ بادل کے زنگارے سے پاک و صاف ہے۔ بادل کی کدورتوں سے صاف ہے۔ یہاں تک کہ اس میں نظروں کے وجود کے خیالات دکھائی دیتے ہیں تب آسمان کا کنارہ آفتاب کی روشنی کے چھپنے کے سبب سیاہ ہو جاتا ہے۔ شہابوں کی عروسیں ظلمت کے سوراخ سے سوراخ دار ہو جاتی ہیں بادلوں کے شیر بارش کے جنگلوں میں گرجتے ہیں۔ بجلی کی تلوار بادل کی میان سے نکالی جاتی ہیں۔ ہوائیں بانجھ بادلوں کو حاملہ کر دیتی ہیں۔ بارش روتی ہے۔ تا کہ باغ کے دانت ہنسیں۔ قطروں کا اسرافیل سبزی کی صورتوں میں صور پھونکتا ہے۔ تا کہ عدم کی لحدوں سے کھڑی ہو جائیں۔ اور پھولوں کے پیش ہونے کے دن میں دیکھنے والوں کی آنکھوں کے سامنے پیش ہو جائیں تقدیر کا تعبیر کرنے والا کل کے حال کی اس زبان سے تعبیر کرتا ہے۔ کہ "پس تم دیکھو اللہ کی رحمت کے آثار"۔ ہر مخلوق میں ایک بھید ہے۔ کہ جس پر عقلیں نہیں ٹھہرتیں۔

ہر موجود میں ایک خزانہ ہے کہ جس کی طرف خطرات کے ہاتھوں سے اشارہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہر ایک موجود میں ایک زبان ہے جو کہ اس کی توحید کی باتیں کرتی ہے۔

ہر ایک مخلوق میں عبرتیں ہیں۔ جن میں دیکھنے والوں کی فکریں حیران ہیں۔ اور

ان دونوں سے ہدایت والوں کی عقلیں جاتی رہتی ہیں۔ اصحاب قرب کی معرفتیں اس میں مدہوش ہوتی ہیں۔ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو اپنی عجیب صنعت کی خبر دی ہے۔ کہ میں آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہوں۔

خبر دی ہم کو شیخ شریف ابوالعباس احمد بن ابی عبداللہ محمد بن محمد ہزاروی حسینی بغدادی نے قاہرہ میں ۶۷۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں ۶۳۹ھ میں (یہاں سے دوسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے)

اور خبر دی ہم کو ابوالفضل احمد بن شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن اسماعیل واسطی بغدادی نے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے بغداد میں ۶۳۵ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالعباس احمد بن یحییٰ بن برکت بن محفوظ بغدادی مشہور ابن الدبیثی نے بغداد میں ۶۱۱ھ میں کہا سنا ہم نے اپنے شیخ محی الدین بغدادی عبدالقادر جیلیؒ سے کہ وہ بغداد میں کرسی پر بیٹھ کر فرماتے تھے ۵۵۸ھ میں کہ پچیس سال تک میں عراق کے جنگلوں میں تنہا سیر کرتا رہا۔ اور چالیس سال تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی تو پندرہ سال تک عشاء کی نماز پڑھ کر قرآن شریف ایک پاؤں پر کھڑا رہ کر پڑھتا تھا۔ میرے ہاتھ میں ایک میخ تھی جو کہ دیوار میں گڑی ہوئی تھی۔ نیند کے خوف سے یہاں تک کہ صبح کے وقت سارا قرآن پڑھ لیتا۔

میں ایک رات سیڑھی پر چڑھتا تھا۔ تب میرے نفس نے مجھ سے کہا کہ اگر تو ایک گھڑی سو رہتا اور پھر کھڑا ہو جاتا تو کیا تھا۔ پھر جس جگہ مجھے یہ خطرہ پیدا ہوا تھا وہیں کھڑا ہو گیا۔ اور ایک پاؤں پر کھڑا رہا۔ قرآن شریف کو شروع کیا۔ اور آخر تک اسی حالت میں پہنچا دیا۔

میں تین دن سے لے کر چالیس سال ایسے حال میں گذار دیتا تھا کہ میں کچھ نہ کھاتا تھا۔ میرے سامنے نیند شکل بن کر آتی۔ تب میں اس پر چلاتا تھا۔ وہ تو چلی جاتی تھی۔ دنیا اس کی خوبصورتی اس کی خواہشات اچھی اور بری صورتوں میں میرے سامنے آتی تھیں۔ پھر میں ان پر چلاتا تھا۔ تب وہ چلی جاتی تھیں۔

میں ایک برج میں جس کو آج عجمی کہتے ہیں۔ گیارہ سال تک رہا ہوں۔ اور میرے

دیر تک اس برج میں رہنے کے سبب اس کا نام برج عجمی پڑ گیا۔ میں نے اس میں خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ میں نہیں کھاؤں گا۔ حتیٰ کہ لقمہ دیا جاؤں لور نہ پیوں گا یہاں تک کہ پلایا جاؤں۔ تب میں اس میں چالیس دن تک رہا اور میں نے کچھ نہ کھایا تھا۔ پھر چالیس دن بعد میرے پاس ایک شخص آیا۔ اس کے پاس روٹی تھی۔ اس نے میرے سامنے رکھ دی اور چل دیا۔ اور مجھے چھوڑ گیا۔ میرا نفس اس کے قریب ہوا کہ بوجہ سخت بھوک کے کھانے پر گرے۔

تب میں نے کہا کہ واللہ میں اپنے عہد کو جو اپنے پروردگار سے کیا ہے۔ نہ توڑوں گا۔ پھر میں نے اپنے اندر سے چلانے والے کی آواز سنی کہ بھوک بھوک پکارتا ہے۔ مگر میں نے اس کی پرواہ نہ کی۔ پھر میرے پاس سے شیخ ابو سعد حریمی گزرے اور انہوں نے چلانے والے کی آواز سنی۔ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے عبدالقادرؒ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ نفس کا اضطراب ہے لیکن روح اپنے مولی عزوجل کی طرف آرام سے لگی ہوئی ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم ازج کے دروازہ کی طرف آؤ۔ اور وہ چل دیئے۔ اور مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیا۔ میں نے دل میں کہا کہ اس مکان سے میں بجز خدا کے حکم کے نہ نکلوں گا۔ تب میرے پاس ابوالعباس خضر علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ آپ کھڑے ہوں اور ابو سعد کے دروازہ تک چلیں۔ پھر میں ان کی طرف گیا۔ وہ اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑے تھے۔ اور میرا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا اے عبدالقادر کیا تم کو میری بات کافی نہ ہوئی کہ میری طرف آتے حتیٰ کہ تجھ کو خضر وہی بات کہیں جو میں نے کہی تھی۔ انہوں نے مجھے اپنے گھر میں داخل کیا۔

میں نے دیکھا کہ کھانا تیار ہے۔ پھر وہ مجھے لقمے دیتے تھے۔ یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا۔ پھر انہوں نے مجھے اپنے ہاتھ سے خرقہ پہنایا اور میں ان کے پاس شغل ذکر کرتا رہا۔ اور پہلے اس سے میں اپنے سفر میں تھا تو میرے پاس ایک شخص آیا جس کو میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تم میرے پاس رہنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا اس شرط سے کہ میری مخالفت نہ کرے۔ میں نے کہا ہاں۔

اس نے کہا کہ یہاں بیٹھا رہ۔ یہاں تک کہ میں آؤں پھر وہ مجھ سے ایک سال تک غائب ہو گیا۔ پھر وہ میرے پاس آیا۔ تو میں اسی مکان میں تھا۔ تب وہ میرے پاس تھوڑی دیر بیٹھا۔ پھر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اس مکان سے نہ اٹھیو۔ یہاں تک کہ میں آؤں۔ پھر مجھ سے اور ایک سال تک غائب رہا۔ پھر آیا تو میں اسی مکان میں تھا۔ تب وہ میرے پاس ایک گھڑی بیٹھا پر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ میرے آنے تک یہاں سے نہ ٹلیو۔ پھر ایک سال تک غائب رہا۔ پھر لوٹا اور اس کے ساتھ روٹی اور دودھ تھا۔ مجھ سے کہا کہ میں خضر ہوں اور مجھے حکم ہے۔ کہ میں تمہارے ساتھ روٹی کھاؤں۔ تب ہم دونوں نے وہ روٹی کھائی۔

پھر مجھ سے کہا کہ اٹھو۔ اور بغداد میں جاؤ۔ ہم دونوں بغداد میں آئے شیخؒ سے پوچھا گیا کہ آپ ان دنوں کیا کھایا کرتے تھے۔ فرمایا کہ گری پڑی چیزیں۔

اور فرمایا اے عارفین کے گروہ اپنے رب عزوجل کا کلام عقلوں کے کانوں سے سنو۔ اور اپنے خالق کی بات کو سمجھ کے کانوں سے سنو وہ اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اس کے احکام کے معانی کو دلوں کی فکروں سے سوچو۔ اپنی روحوں کی مکھیوں سے اس کے حکم کے شہد کو شریعت محمدیہؐ کے درختوں کے شگوفوں سے حاصل کرو۔

اپنے دل کی آنکھوں سے تقدیر کی شاخوں کے تصرفات میں اس کی قدرت کے آثار دیکھو اور علم کے چشمہ کو اپنے نفسوں کے گدے پن سے صاف کرو اور ارواح کی مکھیاں موجودات کے وجود سے پیشتر کن کے گھونسلوں سے توحید کے باغ کے میدان میں اڑیں تاکہ انس کے درختوں کے پھولوں سے چریں۔ معرفت کی شاخوں کے پھلوں سے کھائیں۔ قدس کے وطنوں میں عزت کے پہاڑ کی چوٹیوں پر اپنے گھر بنائیں۔ قرب کے راستوں میں اپنے پروردگار کی طرف بلند درگاہ میں مقام قرب میں چلیں حضور کی شراب بلند ہمتوں کے ہاتھوں سے حاصل کریں۔

تب تقدیر کے شکاری نے تکلیف کے جال کے ساتھ ان کو شکار کیا امر کے ہاتھوں سے مشکلوں کے پنجوں میں قید کر دیا۔ پھر اس کی عمدہ بناوٹ نے شکلوں سے ان کو بہلا دیا۔ بشریت کے مکانوں سے محبت کرنے لگے۔ اپنے پاک بزرگ وطن کو بھول

گئے۔ تب تیرے رب نے ارواح کی مکھی کی طرف وحی کی کہ تو اپنے رب کے راستوں کی طرف عاجز ہو کر شکلوں کے تنگ راستوں میں چل۔ شریعت کے پھلوں میں کھا۔ حقیقت کے انوار کے پھولوں سے چر۔ پھر جب اس کا پرندہ اڑا کہ محبت کے دانہ کو مجاہدہ کے باغوں سے چرے تو منت کے جال میں پکڑا گیا۔ اور دوستی کے تالاب میں بلا کا پانی دیکھا۔ اور کہا کہ عمدہ باغ سے کیسے خلاصی ہو۔ لیکن اس کا پھل کڑوا ہے۔ چشمہ تو میٹھا ہے۔ لیکن اس کا کنارہ غرق کر دینے والا ہے۔

تب اس کو صدق طلب کی سواریوں کے ہانکنے والے نے خیر خواہی کی زبان سے پکارا کہ اے ارواح کی محبت کے شیفتگان اور اے عارفوں کی آرزوؤں کی غایت میں جلنے والو تم میں اور تمہارے مطلوب میں سوا صورتوں کے پردوں کے اٹھا دینے کے اور کچھ نہیں اور تم کو اس سے سوا شکلوں کے پردوں کے اور کوئی روک نہیں سکتا۔ سو تم اس کی طرف عشق کے پردوں سے اڑو۔ اور اس کے بعد ابدی حیات طلب کرو۔ اپنے ارادوں کی شہوات سے مر جاؤ تاکہ وہ تم کو اپنے پاس صدق کے مقام پر زندہ کرے۔ پس بلا عارفین کی روحوں کے پھول ہیں۔ اور تکالیف واصلین کے اسرار کی نعمتیں ہیں۔ اور دوستی دو تارے ہیں کہ سعادت کے آسمان پر طلوع ہوتے ہیں۔ محنت اور محبت دو پھول ہیں جو کہ قرب کی شاخ میں چمکتے ہیں۔ بڑی بلا محبوب کا گم ہونا ہے بڑی تکلیف محبوب کا نہ ملنا ہے۔

اے عارفین کے گروہ حول اور قوت سے برات حقیقت توحید کے سوا حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہر چمک دار کا عقل کی آنکھ سے مٹا دینا صرف تفرید ہے طمع کے ہاتھ سے ہر ایک موجود کا گرا دینا عین تجرید ہے۔ کہہ دے اللہ پھر تم ان کو چھوڑ دو کہ اپنے دھندے میں کھیلتے رہیں۔

جب ملائکہ نے ارواح کی مکھی کی طرف دیکھا کہ وہ اسرار غیب کے پردوں میں چھپی ہوئی اور وصل کے جھاڑ کے سایہ میں ساکن مہربانی کی پست زمین کے مہد میں قرار یافتہ ہے۔ تو اس پر قرب کی ہوا چلتی ہے۔ اس کی مجلس میں انس کی روح کے پھول مہکتے ہیں۔

اس کے لئے معارف کے نور کی بجلی چمکتی ہے۔ مشاہدہ کی شراب کے سکر کے نشے اس کے کندھوں کو ہلاتے ہیں۔ خطاب کی کہانیوں کی پس ان کے ہم نشین ہوتی ہے۔ ملکوت اعلیٰ کی خوشبو ان کی خوش حالی کو معطر کر دیتی ہے۔ نور کی صورتوں کی آنکھیں ان کے انوار کی بلندیوں تک ان کے اطوار میں مبہوت ہوتی ہیں۔

المستنجد کے دو واقعات

بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابوالعباس خضر بن عبداللہ بن یحییٰ احسن موصلی نے قاہرہ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے موصل میں ۶۲۳ھ میں کہا کہ ہم ایک رات اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلیؒ کے مدرسہ بغداد میں تھے۔ تب آپ کی خدمت میں بادشاہ المستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف حاضر ہوا۔ اس نے آپ کو سلام کہا اور نصیحت چاہی۔ آپ کے سامنے دس تھیلیاں رکھ دیں۔ جن کو دس غلاموں نے اٹھایا ہوا تھا۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے ان کی حاجت نہیں۔ اور قبول کرنے سے انکار کیا اس نے بڑی عاجزی کی تب آپ نے ایک تھیلی اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑی اور دوسری بائیں ہاتھ میں۔ اور دونوں کو ہاتھ میں نچوڑا۔ تب وہ خون ہو کر بہہ گئیں۔

آپ نے فرمایا کہ اے ابوالمظفر کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے کہ لوگوں کا خون لیتے ہو اور میرے سامنے لاتے ہو۔ وہ بیہوش ہو گیا۔ تب شیخؒ نے فرمایا کہ معبود کی عزت کی قسم ہے کہ اگر اس کے رشتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ نہ ہوتا تو البتہ میں خون کو چھوڑتا کہ وہ اس کے مکان تک بہتا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے خلیفہ کو ایک دن آپ کی خدمت میں دیکھا اس نے عرض کیا کہ میں آپ کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں۔ تاکہ میرا دل تسلی پائے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں غیب سے سیب چاہتا ہوں۔ اور تمام عراق میں وہ زمانہ سیب کا نہ تھا۔

آپ نے ہوا میں ہاتھ بڑھایا تو دو سیب آپ کے ہاتھ میں تھے۔ اس نے کہا کہ یہ

کیا بات ہے۔ آپ نے سیب کو کاٹا تو نہایت سفید خوشبودار تھا۔ اس سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

اور المستنجد نے اپنے ہاتھ والے کو کاٹا تو اس میں کیڑے تھے۔ اس نے کہا کہ یہ کیا بات ہے۔ آپ کے ہاتھ کا تو میں (اچھا عمدہ) دیکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ابوالمظفر ! تمہارے سیب کو ظلم کے ہاتھ لگے تو اس میں کیڑے پڑ گئے۔

مرید اور مراد

اور فرمایا ارادہ اور مرید اور مراد ہیں۔ ارادہ تو یہ ہے کہ جس کی عادت ہو۔ اس کو چھوڑ دے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ دل کا طلب حق میں اٹھنا اور ماسوی کا ترک کر دینا۔ جب بندہ اس عادت کو چھوڑ دے جو کہ دنیا اور آخرت کے مزے ہیں تو اس وقت اس کا ارادہ مجرد ہو جاتا ہے۔ پس ارادہ ہر امر کا مقدمہ ہے۔ اس کے بعد مقصد ہوتا ہے۔ پھر فعل اور وہ ہر سالک کے راستہ کی ابتداء ہے۔ وہ ہر مقصد کرنے والے کی پہلی منزل کا نام ہے۔

اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ اور "مت نکال ان کو جو کہ اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں۔ اور اسی کی ذات کے خواہش مند ہیں۔ تم اپنی آنکھوں کو ان سے اور طرف نہ کرو۔ کیا تم دنیا کی زینت کا ارادہ رکھتے ہو۔

سو آپ کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ صبر کیا کرو۔ ان کے ساتھ رہو۔ ان کی صحبت میں نفس کو پابند رکھو۔ ان کی تعریف کی کہ وہ خدائے عزوجل کے ارادت مند ہیں۔ پھر فرمایا کہ تم اپنی آنکھوں کو ان سے اور طرف نہ پھیرو۔ کیا تم دنیا کی زینت کا ارادہ رکھتے ہو۔

پس اس سے ظاہر یہ کیا کہ ارادہ کی حقیقت یہ ہے۔ کہ اللہ عزوجل کی ذات کا فقط ارادہ کیا جائے۔ زینت دنیا و زینت آخرت کا ارادہ نہ ہو۔

اب رہا مرید اور مراد سو مرید تو وہ ہے کہ جس میں یہ باتیں ہوں۔ وہ اس صفت کے ساتھ موصوف ہو۔ ہمیشہ اللہ عزوجل اور اپنے مولا کی اطاعت کی طرف متوجہ رہتا

ہے۔ دوسروں سے اعراض کرتا ہے۔ اسی کی بات کو مانتا ہے۔ اپنے رب عزوجل کی بات سنتا ہے۔ پس کتاب و سنت پر عمل کرتا ہے۔ اور اس کے ماسوائے بہرہ ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ سبحانہ کے نور کے ساتھ دیکھتا ہے۔ اپنے اور تمام مخلوق میں سوائے خدا کے فعل کے اور کسی کا فعل نہیں جانتا۔ اس کے غیر سے اندھا ہو جاتا ہے۔ سو اس کے سوا اور کسی کو حقیقی فاعل نہیں جانتا۔ بلکہ غیر کو آلہ اور سبب محرک مدبر خیال کرتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا کسی شے کو دوست رکھنا۔ تجھے اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔ یعنی غیر محبوب سے تجھے اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔ کیونکہ تو اپنے محبوب سے مشغول ہو جاتا ہے۔ پس وہ دوست نہیں بنتا۔ یہاں تک کہ وہ ارادہ کرتا ہے۔ اور ارادہ نہیں کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا ارادہ تنہا ہو جاتا ہے تنہا ارادہ نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اس کے دل میں خوف کا انگار نہ ڈال دیا جائے کہ وہ تمام چیزوں کو جو وہاں ہیں جلا دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (بلقیس کے مقولہ) میں کہ بادشاہ لوگ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں۔ تو اس کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اور وہاں کے معزز لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ کہ وہ ایک سوزش ہے کہ ہر وحشت کو ذلیل کر دیتی ہے۔ اس کی نیند غلبہ ہے۔ کھانا اس کا فاقہ ہے۔ اس کا کلام ضرورت ہے۔ اس کا نفس چلاتا ہے۔ تو وہ اس کی محبوب چیز کا کبھی جواب ہی نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خیر خواہی کرتا ہے۔ اور خلوت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اتنے گناہوں سے صبر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قضا سے راضی رہتا ہے اللہ تعالیٰ کے امر کو اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر سے حیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبوب چیز دل میں اپنی سعی کرتا ہے۔ اور ہمیشہ ایسے امر کے درپے رہتا ہے۔ جو کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا سبب ہو۔ گوشہ نشینی اور خفیہ رہنے کو پسند کرتا ہے۔ خدا کے بندوں کی تعریف کو پسند نہیں کرتا۔ اپنے رَبّ عزوجلّ کے نزدیک کثرت نوافل سے جو محض اللہ تعالیٰ کے لئے خالصتاً ہوں دوست بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ سبحانہٗ تک پہنچ جاتا ہے۔

تب وہ اولیاء اللہ اور اس کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ پس اس وقت اس کا نام مراد اللہ پڑ جاتا ہے۔ اور اس سے اللہ کے راستے پر چلنے والوں کے بوجھ اتار دیئے جاتے ہیں۔ اللہ کی رحمت و عنایت کے پانی سے غسل دیا جاتا ہے اس کے لئے خدا کے پڑوس میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔ اس کو طرح طرح کی خلعتیں ملتی ہیں۔ وہ اللہ کی معرفت اس کا انس و سکون و تسلی ہے۔

پھر وہ اللہ کی حکمت و اسرار کی باتیں صریح اذن کے بعد بولنے لگتا ہے۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی خبر بھی بتاتا ہے۔ وہ ایسے القاب سے ملقب ہوتا ہے کہ اللہ کے ولیوں میں ممتاز ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے خاص دوستوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور اس کے وہ نام رکھے جاتے ہیں۔ جن کو خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ وہ ایسے اسرار پر مطلع ہوتا ہے۔ کہ اسی سے مخصوص ہیں۔ وہ غیر اللہ کے پاس اس کو ظاہر نہیں کرتا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے سنتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قوت کے ساتھ بولتا ہے۔ اور پکڑتا ہے۔ اللہ کی اطاعت میں سعی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کو تسکین ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی کے ساتھ سوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس کے کلام اور اسکی پناہ میں یاد کرتا ہے۔ اب وہ خدا کے امینوں گواہوں اس کی زمین کے اوتادوں اس کے ثابت قدم بندوں دوستوں سے ہو جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ ہمیشہ میرا بندۂ مومن نوافل کے ساتھ تقرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو دوست بناتا ہوں۔ پھر جب میں اس کو دوست بناتا ہوں۔ تو میں اس کے کان' اس کی آنکھ' اس کی زبان' اس کا ہاتھ' اس کا پاؤں اور اس کا دل بن جاتا ہوں۔

پس وہ مجھ سے سنتا ہے۔ اور مجھ سے دیکھتا ہے۔ مجھ سے باتیں کرتا ہے مجھ سے سمجھتا ہے۔ مجھ سے پکڑتا ہے۔ اب یہ بندہ ہے کہ جس کی عقل بڑی عقل ہوتی ہے۔ اس کی حرکات شہوانیہ ساکن ہو جاتی ہیں۔ اس لئے کہ وہ خدا کے قبضہ میں ہیں۔ اس کا دل اللہ عزوجل کے اسرار کا خزانہ بن جاتا ہے۔

پس یہ اللہ عزوجل کی مراد بن جاتا ہے۔ اگر تو اے خدا کے بندے اس کی

معرفت کا ارادہ کرے۔ مرید تو مبتدی ہے۔ اور مراد منتہی ہے۔ مرید وہ ہے۔ کہ عبادت کی آنکھ کا نشانہ رہے۔ اور مشقتوں میں ڈالا جائے۔

مراد وہ ہے کہ مشقت کے سوا اس کا کام ہو جائے۔ مرید رنج میں پڑا رہتا ہے۔ اور مراد اپنے خدا کی مہربانی والوں میں ہے۔ پس قاصدین مبتدئین کے حق میں خدا کی سنت میں وہ امر ہے کہ جو مجاہدات کے لئے اللہ عزوجل کی توفیق سے پورا اور جاری ہو چکا۔ پھر ان کو اپنی طرف پہنچا دینا۔ ان سے بوجھ اتار دینا بہت سے نوافل میں ان کی تخفیف کر دینا شہوات کا ترک تمام عبادات میں فرائض و سنن کا پابند رہنے پر قیام کرنا دلوں کی حفاظت و حدود و مقام کی محافظت دلوں میں ماسوی الحق عزوجل سے انقطاع ہونا اب ان کے ظاہری حالات تو مخلوق کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور باطن میں اللہ عزوجل کے ساتھ ان کی زبانیں خدا کے حکم کے لئے ہیں۔ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے علم کے لئے ان کے زبانیں بندگان خدا کی خیر خواہی کے لئے ہیں۔ ان کے اسرار خدا کی امانتوں کی حفاظت کے لئے ہیں۔ سو ان پر خدا کا سلام اور اس کے تحفے اس کی برکتیں اس کی رحمتیں ہوں۔ جب تک زمین و آسمان میں اور خدا کے بندے اس کی اطاعت اور اس کے حق و حدود کی حفاظت کے لئے قائم ہیں۔

مرید اور مراد میں فرق

مرید کا دوست عملی سیاست ہے۔ مراد کا دوست حق کی رعایت ہے۔ کیونکہ مرید چلتا ہے۔ اور مراد اڑتا ہے۔ یہ چلنے والا اڑنے والے کو کب مل سکتا ہے یہ بات تجھ کو موسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے معلوم ہو سکتی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام مرید تھے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں موسیٰ علیہ السلام کی سیر کی انتہا کوہ طور سینا تک ہوئی اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر عرش لوح محفوظ تک ہوئی۔ مرید طالب ہے مراد مطلوب ہے مرید کی عبادت مجاہدہ ہے۔ مراد کی عبادت بخشش ہے۔ مرید موجود ہے۔ مراد لاموجود ہے۔ مرید عوض کے

لئے عمل کرتا ہے۔ مراد عمل کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ توفیق اور احسان کو دیکھتا ہے۔ مرید راستہ کے چلنے میں دوڑتا ہے۔ مراد ہر راستہ کے مجمع پر کھڑا ہے۔ مرید اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ مراد اللہ عزوجل کے ساتھ دیکھتا ہے۔ مرید اللہ تعالیٰ کے امر کے ساتھ قائم ہے اور مراد اللہ تعالیٰ کے فعل کے ساتھ قائم ہے۔ مرید اپنی خواہش کی مخالفت کرتا ہے۔ مراد اپنے ارادہ سے بیزاری چاہتا ہے۔ مرید خود تقرب چاہتا ہے۔ مراد وہ ہے کہ اس کے ساتھ تقرب ہو۔ مرید حفاظت کرتا ہے۔ مراد دلالت کرتا ہے۔ نعمت و غذا دیا جاتا ہے خواہش کیا جاتا ہے۔ مرید حفاظت کرتا ہے۔ مراد کے ساتھ حفاظت کی جاتی ہے۔ مرید ترقی کرتا ہے۔ مراد پہنچ چکا ہوتا ہے۔ وہ اپنے رب کی طرف جو کہ محل عروج ہے پہنچتا ہے۔ اس کے پاس ہر ایک عمدہ چیز پاتا ہے۔

مادر زاد اندھوں اور برص والوں کا واقعہ

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابی منصور واری۔ ابو زید عبدالرحمٰن سالم قرشی ابو عبداللہ محمد بن عبادہ انصاری نے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں۔ ان سب نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ برگزیدہ ابوالحسن قرشی نے قاسیون پہاڑ پر ۶۱۸ھ میں کہا کہ میں اور شیخ ابوالحسن علی بن ہیتی شیخ محی الدین عبدالقادر کی خدمت میں ان کے مدرسہ میں جو کہ ازج کے دروازہ میں تھا۔ ۵۴۹ھ میں موجود تھے۔ تب ان کے پاس ابو غالب فضل اللہ بن اسماعیل بغدادی ازجی سوداگر حاضر ہوا۔ آپ سے عرض کرنے لگا کہ اے میرے سردار آپ کے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دعوت میں بلایا جائے اس کو دعوت قبول کرنی چاہئے۔ میں حاضر ہوا ہوں۔ کہ آپ میرے غریب خانہ پر دعوت کے لئے تشریف لائیں۔

آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے اجازت ملی تو آؤں گا۔ پھر تھوڑی دیر سر بمراقبہ ہوئے اور فرمایا کہ ہاں چلوں گا۔ تب آپ اپنے خچر پر سوار ہوئے۔ شیخ علی نے آپ کی دائیں رکاب پکڑی۔ اور میں نے بائیں رکاب تھامی۔ اس کے گھر میں ہم آئے۔ دیکھا تو اس میں بغداد کے مشائخ علماء و اراکین جمع ہیں۔ اور دسترخوان بچھایا گیا جس میں تمام شیریں

و ترش اشیاء خوردنی موجود تھیں۔ اور ایک بڑا ٹکڑا لایا گیا جو کہ سر بمہر تھا۔ دو شخصوں نے اس کو اٹھایا تھا۔ اس کو دستر خوان کے ایک طرف رکھ دیا گیا۔ تب ابو غالب نے کہا کہ بسم اللہ اجازت ہے۔ اس حال میں شیخ مراقبہ میں تھے۔ نہ آپ نے کھایا نہ کھانے کی اجازت دی اور نہ کسی اور نے کھایا۔ اہل مجلس کا یہ حال ہوا کہ آپ کی ہیبت کی وجہ سے گویا کہ ان سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

پھر آپ نے مجھ کو شیخ علی کو اشارہ کیا کہ وہ صندوق اٹھا لاؤ۔ ہم اٹھے اور اس کو اٹھایا تو وزنی تھا۔ ہم نے اس کو آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ آپ نے حکم دیا کہ اس کو کھولو۔ ہم نے کھولا تو اس میں ابو غالب کا لڑکا موجود تھا۔ جو کہ مادر زاد اندھا اور اس کو گنٹھیا تھا نیز جذامی اور فالج زدہ تھا۔

تب شیخ نے اس کو کہا کھڑا ہو جا خدا کے حکم سے تندرست ہو کر ہم نے دیکھا تو وہ لڑکا دوڑنے لگا۔ اور بینا ہو گیا۔ اس کو کسی قسم کی بیماری نہ تھی یہ حال دیکھ کر مجلس میں شور پڑ گیا۔ اور شیخ اسی حالت میں باہر نکل آئے اور کچھ نہ کھایا۔

اس کے بعد میں شیخ ابو سعد قیلوی کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال بیان کیا انہوں نے کہا شیخ عبدالقادر مادر زاد اندھے اور برص والے کو اچھا کرتے ہیں۔ اور خدا کے حکم سے مردہ زندہ کرتے ہیں۔

اور ایک دفعہ میں آپ کی مجلس میں ۵۵۹ھ میں حاضر ہوا۔ تو آپ کی خدمت میں رافضیوں کی ایک جماعت دو ٹوکرے سلے ہوئے سر بمہر لائی۔ اور کہنے لگے کہ ہم کو بتلاؤ ان میں کیا ہے۔ تب آپ کرسی سے اتر بیٹھے۔ اور ایک ٹوکرے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس میں ایک لڑکا ہے۔ جس کو گنٹھیا کا مرض ہے۔ اور اپنے فرزند عبدالرزاق کو حکم دیا کہ اس کو کھولو۔ انہوں نے اس کو کھولا تو دیکھا کہ اس میں لڑکا گنٹھیا والا موجود ہے۔

آپ نے اس کو فرمایا کہ کھڑا ہو جا۔ تب وہ کھڑا ہو کر چلنے پھرنے لگا۔ پھر دوسرے ٹوکرے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس میں ایک لڑکا ہے۔ جو کہ تندرست ہے۔ اور کوئی اس کو بیماری نہیں۔ اور اپنے فرزند مذکور کو حکم دیا کہ اس کو کھولو۔ کھولا تو اس میں

ایک لڑکا تھا۔ وہ اٹھ کر چلنے لگا۔ آپ نے اس کے بال پکڑ کر فرمایا کہ بیٹھ تب اس کو گنٹھیا ہو گیا۔ اس سے اٹھا نہ گیا۔ تب ان سب نے رفض سے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ اور اس دن مجلس میں تین آدمی انتقال کر گئے۔ اور میں نے پہلے مشائخ کو پایا جو کہ یہ کہتے تھے کہ چار ایسے شیخ ہیں کہ مادر زاد اندھوں برص والوں کو اچھا کرتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر۔ شیخ بقا بن بطو۔ شیخ ابو سعد قیلوی اور شیخ علی بن ہیتی۔

قبروں میں زندوں کی طرح تصرف

اور میں نے ایسے چار مشائخ کو دیکھا ہے۔ کہ اپنی قبروں میں ایسا تصرف کرتے ہیں جیسا کہ زندہ کرتا ہے۔ وہ شیخ عبدالقادر۔ شیخ معروف کرخی۔ شیخ عقیل منجی شیخ حیاۃ بن قیس حرانی ہیں۔

اور بے شک ایک دن میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مجھے حاجت معلوم ہوئی تو میں جلدی حاجت سے فراغت پا کر حاضر ہوا۔ تب آپ نے مجھ سے فرمایا کہ مانگ کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں یہ یہ چاہتا ہوں۔ اور میں نے چند امور باطنیہ کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا وہ امور لے لے۔ پھر میں نے وہ سب باتیں اس وقت پا لیں۔

متصوف اور صوفی

اور فرمایا متصوف اور صوفی کے بارے میں۔ متصوف تو مبتدی ہے اور صوفی منتہی۔ متصوف وصل کے راستہ کو طے کرنا شروع کرتا ہے۔

اور صوفی وہ ہے کہ رستہ طے کر لیتا ہے۔ وہاں پہنچ چکتا ہے۔ جس پر قطع اور وصل ختم ہو جاتا ہے متصوف محمل ہے اور صوفی محمول ہے۔ متصوف ہر وزنی اور خفیف شے کو اٹھاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا نفس پگھل جاتا ہے۔ اس کی ہوا وہوس جاتی رہتی ہے۔ اس کا ارادہ و آرزو لاشے ہو جاتے ہیں۔ تب وہ صاف ہو جاتا ہے۔ اس کا نام صوفی پڑ جاتا ہے۔

پھر اس پر بوجھ لادا جاتا ہے۔ تو وہ تقدیر کا محمول' مشیت کا کرہ' قدس کا پرورش یافتہ' علم و حکمت کا سرچشمہ امر اور نور کا گھر۔ ابدال و اولیاء کا جائے پناہ۔ مرجع جائے راحت و مسرت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ کلاوہ کی آنکھ درۃ التاج منظر رب ہے جس کی تعریف کی جاتی ہے اپنے نفس اور ہوا اور ارادہ اور شیطان اور دنیا و آخرت سے رنج اٹھانے والا ہے۔ اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ اس طرح کہ ان چھ جنتوں اور تمام اشیا کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔ اس کے لئے عمل چھوڑ دیتا ہے ان کی موافقت اور قبول کو ترک کر دیتا ہے۔ اپنی صفائی باطن میں لگا رہتا ہے۔ اس کی طرف میلان اور شغل رکھتا ہے۔ پھر اپنے شیطان کی مخالفت کرتا ہے۔ دنیا کو ترک کرتا ہے۔ اپنے ہم نشینوں اور تمام خدا کی مخلوق کو اللہ عزوجل کے حکم سے اپنی آخرت کی طلب کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔

اپنے نفس اور ہوا سے اپنے اللہ عزوجل کے حکم سے مجاہدہ کرتا ہے اپنی آخرت اور ان سب نعمتوں کو اللہ عزوجل نے اپنے اولیاء کے لئے آخرت میں جنت کے درمیان تیار کیا ہے۔ اپنے مولا کی رغبت کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے وہ دونوں جہان سے نکل جاتا ہے۔ وہ حادثات سے نکل جاتا ہے۔ اور خدا کے لئے جوہر بن جاتا ہے۔ پھر اس سے تمام علاقے اسباب اہل و اولاد کے منقطع ہو جاتے ہیں۔ اس سے تمام جہات

بند ہو جاتے ہیں۔ اسی کی ذات میں جہالت کی طرف اور دروازوں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ وہ رب انام اور رب الارباب کی قضا پر راضی ہوتا ہے۔ اس میں گذشتہ اور آئندہ کی بابت خدائی فعل کرتا ہے۔ وہ پوشیدہ اور اسرار کی باتوں اور ان باتوں کا جن کے ساتھ اعضا حرکت کرتے ہیں۔ اور جن کو دل اور نیتیں چھپاتی ہیں خبردار ہو جاتا ہے۔

پھر اس دروازہ کے سامنے ایک اور دروازہ کھل جاتا ہے۔ جس کو بادشاہ دیان کے قرب کا دروازہ کہا جاتا ہے۔ وہ انس کی مجالس کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔ توحید کی کرسی پر بیٹھتا ہے۔ پھر اس سے حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ اور فردانیت کے گھر میں داخل ہوتا ہے۔ اس سے جلال و عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ جب اس کی نگاہ جلال و عظمت پر پڑتی ہے۔ تو وہ اپنی نیستی سے باقی رہتا ہے۔ اپنے نفس و صفات اپنے حول و قوت حرکت و ارادہ۔ خواہش اور دنیا و آخرت سے فانی ہوتا ہے۔ اور وہ ایسے بلوری برتن کی طرح ہو جاتا ہے۔ جو کہ صاف پانی سے بھرا ہوا ہو۔ اس میں شکلیں نظر آتی ہوں۔ پھر اس پر سوائے تقدیر کے اور کوئی حکم نہیں کرتا۔ امر کے سوا کوئی اس کو موجود نہیں کرتا۔ وہ اپنے اور اپنے نصیبہ سے فانی ہے۔ اپنے مولا اور حکم سے موجود ہے۔ وہ خلوت نہیں طلب کرتا۔ کیونکہ خلوت موجود کے لئے ہوتی ہے۔ وہ ایسے بچے کی طرح ہوتا ہے۔ جو کہ جب تک کھلایا نہ جائے نہیں کھاتا۔ جب تک پہنایا نہ جائے نہیں پہنتا۔ پس وہ چھوڑ دیا گیا۔ اور سپرد کیا گیا ہے۔ اور ہم ان کو دائیں بائیں طرف پلٹاتے ہیں۔" آلایہ۔

صوفی کی وجہ تسمیہ

وہ موجود ہے اور جدا ہے۔ لوگوں کے درمیان تو جسم کے ساتھ موجود ہے اور افعال و اعمال اور اسرار دنیا کے لحاظ سے ان سے جدا ہے۔ اس وقت اس کا نام صوفی پڑتا ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ مخلوق کے تکدر سے پاک ہے۔ اگر تو چاہے تو ابدال میں سے اس کا نام ایک ابدال رکھ۔ عیاں میں سے وہ اپنے نفس اور رب کا عارف ہوتا ہے

جو کہ مردوں کو زندہ کرنے والا۔ اور اپنے اولیاء کو نفوس اور طبیعتوں و خواہشات و گمراہیوں کی ظلمت سے ذکر و معارف و علوم و اسرار و نور قربت کے میدان کی طرف نکالنے والا ہے۔ پھر اپنے نور عزوجل کی طرف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ "اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔" اس کے نور کی مثل اس طاقچہ کی ہے جس میں چراغ ہو۔

اللہ تعالیٰ مومنین کا دوست ہے ان کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے ظلمات سے نکالنے کا ذمہ دار ہے۔ ان کو ان باتوں پر مطلع کرتا ہے۔ جن کو لوگوں کے دلوں نے چھپایا ہوتا ہے۔ اور ان پر نیات حاوی ہیں۔

کیوں کہ ان کو دلوں کے جاسوس اور بھید و مخفی اشیاء و خطرات کا امین بنا دیا ہے۔ نہ تو ان کو شیطان گمراہ کرنے والا ہوتا ہے۔ نہ کوئی خواہش جس کا اتباع کیا جائے۔ نہ نفس امارہ ہوتا ہے جو کہ بری باتوں کا حکم دیتا ہے۔ اور نہ شہوت غالبہ کہ اس کو ان لذات کی طرف بلاتی ہے جو کہ اس کو ہلاک کر دیں۔ اور اہل سنت و الجماعت سے نکال دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اسی طرح ہم اس سے برائی اور فحش کو دور کرتے ہیں۔ کیونکہ بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے۔" پس ان کو میرے رب نے ان کے نفسوں کی رعونتوں اور حرصوں سے اپنی جبروتی سلطنت سے بچایا ہے۔ پس ان کو ان کے مراتب میں ثابت رکھا۔ اور ان کو توفیق دی۔ کہ وہ اپنے باطن میں صدق پر وفا کریں۔ محل انقطاع و اضطرار میں صبر کریں وہ فرائض کو ادا کرتے ہیں۔ حدود و احکام کی حفاظت کرتے ہیں۔ مراتب کو لازم پکڑتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ درست ہو جاتے ہیں۔ مہذب پاک صاف اور ادیب ہو جاتے ہیں۔ پاک اور صاف ستھرے فراخ حوصلہ بہادر اور (کارخیر) کے عادی بن جاتے ہیں۔ تب ان کے لئے اللہ عزوجل کی طرف سے ولایت و تولیت پوری ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمانداروں کا دوست ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ "وہ صالحین کا دوست ہے وہ اپنے مراتب سے مالک الملک کی طرف نکل گئے تھے۔ تب ان کے لئے یہ بات اس کے سامنے مرتب کر دی گئی۔ اور ان کی سرگوشی بہت ہوتی ہے۔ وہ اس سے دل اور اسرار سے سرگوشی کرتے ہیں۔

تب وہ اس کے ماسوی سے الگ ہو کر اسی سے مشغول ہو گئے۔ اپنے نفوس اور ہر شے سے الگ ہو کر اسی سے کھیلنے لگے۔ وہ ہر شے کا رب اور مولیٰ ہے۔ وہ ان کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔ ان کی عقلوں کو قید کرتا ہے۔ ان کو امین بنا دیتا ہے پس وہ اس کے قبضہ اور قلعی اور حراست میں ہیں۔ روح قرب سے ناخوش ہوتے ہیں۔ توحید اور رحمت کے میدان میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور کسی شے سے مشغول نہیں ہوتے۔ مگر جن اعمال کا ان کو حکم ہوتا ہے۔ جب ان کے ابدان کے عمل کا وقت آتا ہے نہ دلوں کے اعمال کا تو ان اعمال میں حفاظت کے معلبد میں قلعہ نشین ہوتے ہیں تاکہ ان کو ان کے شیطان' نفوس خواہشات ضرر نہ پہنچائیں۔

ان کے اعمال شیطانوں کے حصہ اور نفوس کی طرف سے جو کہ ریا' نفاق' عجب' طلب' عوض اشیا کے ساتھ مشترک و وحول و قوت ہیں بچ رہتے ہیں۔ بلکہ یہ ساری باتیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے پیدا ہوتے دیکھتے ہیں۔ کسب کی توفیق بھی اسی سے سمجھتے ہیں۔ تاکہ وہ بغیر اس عقیدہ کے سنن ہدیٰ سے نہ نکل جائیں۔ پھر وہ احکام کی بجا آوری اور ان باتوں کی فراغت کے بعد اپنے ان مراتب کی طرف جن کو انہوں نے لازم کر لیا۔ لوٹائے جاتے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ ٹھہرتے ہیں۔ اور دلوں سے ان کو محفوظ رکھتے ہیں۔ بے شک وہ بعد اپنے امین بنائے جائیں گے۔ ایک حالت کی طرف نقل کئے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ اپنی حالت میں مخاطب کیا جاتا ہے۔ کہ بیشک تو آج کے دن ہمارے نزدیک بامرتبہ امین ہے۔" اس میں وہ اذن کے محتاج نہیں رہتے۔" کیونکہ وہ ایسے ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ کوئی شخص ہو جس کو امر سپرد کیا جائے۔ پس وہ اس کے قبضہ میں ہیں۔ جہاں کہیں وہ اپنے امور میں چلتے ہیں۔

پھر اس بندہ کا دل اپنے رب عزوجل کی محبت و نور و علم و معرفت سے بھر جاتا ہے۔ وہ اس کے سوا کچھ نہیں سنتا۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ عزوجل نے اس کو اس مرتبہ پر بشرط لزوم قائم کیا ہے۔ پھر جب وہ ان شرائط کو پورا کرتا ہے۔ اور سوا اس کے اور کسی عمل و حرکت کو نہیں چاہتا۔ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اس سے تجاوز نہیں کرتا۔ تو اس کو وہاں سے ملک جبروت کی طرف لے جاتا ہے۔ اس کے نفس پر جبر کرتا

ہے۔ اس کی سلطان جبوت کے ساتھ اکڑ دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ذلیل اور عاجز ہو جاتا ہے۔

پھر اس کو وہاں سے ملک سلطان کی طرف لے جاتا ہے۔ تاکہ یہ وعدہ جو اس کے دل میں تھالے جائے۔ یہ ان شہوات کا اصول ہے جو کہ ان میں شمار ثابت ہیں۔ پھر اس کو وہاں سے ملک جلال کی طرف لے جاتا ہے۔ اور ادب سکھاتا ہے۔ پھر وہاں سے اس کو ملک جمال کی طرف لے جاتا ہے۔ اس کو پاک صاف کر دیتا ہے۔ پھر ملک عظمت کی طرف لے جاتا ہے۔ وہ صبر کرتا ہے۔ پھر ملک بہا کی طرف لے جاتا ہے تو اچھا ہوتا ہے۔ پھر ملک بہجت کی طرف سو وسیع ہوتا ہے۔ پھر ملک ہیبت کی طرف پرورش کیا جاتا ہے۔ پھر ملک رحمت کی طرف مخاطب کیا جاتا ہے۔ اور قوی اور شجاع بنایا جاتا ہے۔ پھر ملک فردیت کی طرف عادی ہوتا ہے۔ پھر مہربانی اس کو غذا دیتی ہے۔ رافت اس کو جمع کرتی ہے۔ اس کی کیفیت اس میں آجاتی ہے۔ محبت اس کو قریب کرتی ہے۔ شوق اس کو نزدیک کرتا ہے۔ مشیت اس کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ جواد عزیز اس کو قبول کر لیتا ہے۔ اس کو قریب و نزدیک کر دیتا ہے۔ پھر اس کو مہلت دیتا ہے۔ پھر اس کو ٹھکانہ دیتا ہے پھر اس سے سرگوشی کرتا ہے۔ پھر اپنی طرف سے اس کو فراخی دیتا ہے۔ پھر اس پر قبض کرتا ہے۔ وہ جہاں جاتا ہے۔ اور ہر مکان حال ہے۔ ہر حال میں اس کے پاس ہے۔ اس کے قبضہ میں ہے۔ وہ اس کے اسرار اور اس پر جو کچھ اپنے رب کی طرف سے مخلوق کو پہنچاتا ہے۔ اس کے امینوں میں سے ایک امین ہے پھر جب وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ توصفات منقطع ہو جاتی ہیں۔ کلام و عبادات جاتے رہتے ہیں۔

پس یہی مقام دلوں اور عقول کا منتہی ہے۔ اور اولیاء کے حال کی غائیت ہے جس طرف وہ لوٹتے ہیں وہ اس کے اوپر کا درجہ انبیاء اور رسولوں علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ کیونکہ ولی کی نہایت نبی کی غایت ہوتی ہے صلواۃ اللہ و تحیاتہ و رافتہ ورحمتہ علیہم اجمعین۔

نبوت اور ولایت میں فرق

نبوت اور ولایت میں فرق یہ ہے۔ کہ نبوت ایک کلام ہے جو کہ اللہ عزوجل سے وحی کے طور پر جدا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی روح ہوتی ہے پھر وحی تو گذر جاتی ہے۔ اور اس کو روح کے ساتھ ختم کر دیتی ہے۔ اس میں اس کی قبولیت ہوتی ہے۔ پس وحی وہ کلام ہے۔ جس کی تصدیق لازم ہے۔ اور جو اس کو رد کر دے وہ کافر ہے کیونکہ اس نے اللہ عزوجل کے کلام کو رد کیا۔

لیکن ولایت اس کے لئے ہے جو کہ اللہ کا ولی ہے۔ وہ اس کی حدیث ہے بطریق الہام پھر اس کی طرف اس کو پہنچا دیتا ہے۔ اس کے لئے اس میں حدیث ہوتی ہے۔ اور یہ حدیث اللہ تعالیٰ سے زبان حق پر جدا ہوتی ہے۔ پھر وہ اس کو قبول کرتا ہے۔

پس انبیاء کا کلام ہوتا ہے۔ اور اولیاء کی حدیث ہوتی ہے۔ اب جو شخص کلام کو رد کرتا ہے۔ تو کافر ہے۔ کیونکہ اس نے اللہ عزوجل کے کلام و وحی و روح کو رد کیا۔ اور جس نے حدیث کو رد کیا تو وہ کافر نہ ہو گا بلکہ ناکام ہو گا۔ اس پر وبال ہو گا۔ اس کا دل لٹ جائے گا۔ کیونکہ اس نے حق بات کو رد کیا۔ جس سے خدا کی محبت خدا کے علم سے اس کے دل میں آئے۔ پس دیا اس کو حق اور دل تک پہنچا دیا اس کو۔ کیونکہ حدیث وہ ہے کہ اس کے اس علم سے ظاہر ہوئی ہے۔ جو کہ مشیت کے وقت میں ظاہر ہوا ہے۔ سو وہ حدیث فی النفس ہو گی۔ جیسے بھید ہوتا ہے۔ بے شک یہ حدیث اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بندہ کے لئے محبت بڑھائے گی۔ پھر وہ حق کے ساتھ اس کے دل کی طرف جائے گی۔ جس کو دل سکون کے ساتھ قبول کرتا ہے۔

بھنی ہوئی مرغی کی حیات نو

خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالواحد بن صالح بن یحییٰ بن محمد قرشی بغدادی نے قاہرہ میں ۶۷۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان بغدادی نے جو کہ نانبائی مشہور ہیں۔ بغداد میں ۶۴۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو عمران کیمانی اور بزار نے خبر دی ہم کو ابوالفتوح محمد بن عبداللہ بن ابی المحاسن اسماعیل قرشی تمیمی تلغفنی نے قاہرہ میں ۶۴۹ھ

میں کہا اور شیخ ابوالحسن علی بن الشیخ ابی المجد بن مبارک بن ظاہری حریمی نے قاہرہ میں ۶۱۵ھ میں اور شیخ ابوالحسن مشہور موزہ فروش بغدادی نے بغداد میں ۶۲۸ھ میں ان دونوں نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابوالمسعود مدلل نے بغداد میں حافظ ابوبکر عبدالرزاق نے بغداد میں ۶۰۱ھ میں اور خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن عبداللہ بن ابی بکر ابہری بغدادی نے قاہرہ میں ۶۷۰ھ میں کہا ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو ابو طاہر خلیل بن شیخ ابوالعباس احمد بن علی صرصری نے قاہرہ میں ۶۳۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے اور خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن زکریا بن یحیی بن ابی القاسم ازجی نے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن حافظ ابوبکر عبدالرزاق اور شیخ ابوالفضل اسحٰق بن احمد علثی نے بغداد میں ۶۳۲ھ میں۔ ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ امام شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن شیخ علامہ عماد الدین ابو اسحٰق ابراہیم بن عبدالواحد مقدسی حنبلی نے قاہرہ میں ۶۷۴ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ شریف ابوالقاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ مشہور ابن منصوری نے بغداد میں ۶۳۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ برگزیدہ ابو عبداللہ محمد بن ابی المعالی بن قائد اوانی نے بغداد میں ۵۳۸ھ میں ان سب نے کہا کہ ایک عورت شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی خدمت میں اپنا لڑکا لائی۔ اور کہنے لگی کہ میں اس لڑکے کا دل دیکھتی ہوں کہ آپ کی طرف بہت ہی تعلق رکھتا ہے۔ میں اللہ کے لئے اور آپ کے لئے اپنے حق سے درگذر کرتی ہوں۔ تب آپ نے اس کو قبول کر لیا۔ اور اس کو مجاہدہ و طریق سلف پر چلنے کا حکم دیا۔ پھر ایک دن اس کی ماں بچہ کو ملنے آئی تو اس کو دیکھا کہ وہ بھوک اور بیداری کے مارے دبلا زرد رنگ ہو رہا ہے۔ اور دیکھا کہ جو کا ٹکڑا کھا رہا ہے۔ پھر وہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ کے سامنے ایک برتن پایا۔ جس میں ثابت مرغی کی ہڈیاں پڑی ہیں جو کہ آپ ابھی کھا کر فارغ ہوئے تھے۔ اس نے کہا اے میرے سردار' آپ خود تو مرغی کھاتے ہیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی کھاتا ہے۔ تب آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ان ہڈیوں پر رکھا۔ اور فرمایا کہ اس اللہ کے حکم سے کھڑی ہو جا۔ جو کہ ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔ جو بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔ اس وقت وہ مرغی زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی۔ پھر چلائی۔

تب شیخ نے فرمایا کہ جب تیرا بیٹا اس درجہ تک پہنچے گا تو جو چاہے کھائے۔

چیل کا واقعہ

اور ان سب نے کہا کہ ایک دن ہوا سخت چل رہی تھی تو ایک چیل آپ کی مجلس کے اوپر سے گزری اور چلائی جس سے حاضرین کی طبیعت پریشان ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ اے ہوا اس کے سر کو لے۔ تب اسی وقت چیل زمین پر گری۔ اور اس کا سر ایک طرف گرا پھر آپ نے اس کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر دوسرا ہاتھ اس پر پھیرا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو گئی۔ اور اڑ گئی۔ تمام لوگوں نے یہ تماشا دیکھا۔

تقویٰ کی علامتیں

اور فرمایا تقویٰ کے بارے میں تقویٰ کئی قسم کا ہے۔ تقویٰ عام لوگوں کا یہ ہے کہ شرک کو چھوڑ دیں اور تقویٰ خاص کا یہ ہے کہ خواہش نفسانی اور گناہوں کو چھوڑ دیں تمام حالات میں نفس کی مخالفت کریں۔ ایک تقویٰ خاص الخواص کا ہے جو کہ اولیاء اللہ ہیں وہ تمام چیزوں میں ارادوں اور نفلی عبادات تعلق بالا سباب اور غیر اللہ کے میلان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ بلکہ حال و مقام اور ان تمام امور میں احکام فرائض کے ماننے کے ساتھ التزام کرتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کا تقویٰ یہ ہے کہ کسی شے کا غیب ان سے تجاوز نہیں کرتا۔ پس وہ اللہ کی طرف سے ہیں۔ اور اللہ کی طرف جاتے ہیں۔ وہ ان کو حکم دیتا ہے اور منع کرتا ہے۔ ان کو توفیق دیتا ہے۔ ان کو ادب سکھاتا ہے۔ ان کو پاک اور ستھرا بناتا ہے۔ ان سے کلام کرتا ہے۔ ان سے باتیں کرتا ہے۔ ان کو راہ راست پر لاتا ہے۔ ان کو ہدایت دیتا ہے۔ ان کو آرام دیتا ہے۔ ان کو خوشخبری سناتا ہے ان کو اطلاع دیتا ہے۔ ان کو مدد دیتا ہے۔ اس میں عقل کی مجال نہیں وہ انسان سے بلکہ تمام فرشتوں سے علیحدہ ہیں۔ لیکن ظاہری حکم اور اس کھلے امر میں کہ جو امت اور عوام مومنین کے لئے موضوع ہے۔ کیونکہ وہ اسی بارے میں مخلوق کے

شریک ہیں اور اس کے ماسواء میں ان سے تنہا ہیں۔ اور کبھی یہ بعض اوصاف بڑے ابدال اور خاص اولیاء کو دیئے جاتے ہیں ان کی عبارت اس کے ذکر سے قاصر ہے۔ پس وہ وجود کی طرف ظاہر نہیں ہوتی۔ اور نہ سننے اور حس سے معلوم ہو سکتی ہے۔ تقویٰ پر تین باتوں سے استدلال کیا جاتا ہے۔ جو چیز نہ ملے اس میں عمدہ توکل کرنا اور جو چیز کہ مل جائے اس میں حسن رضا کا ہونا۔ اور جو چیز فوت ہو جائے اس پر اچھا صبر کرنا۔ جس شخص اور خدا کے درمیان تقویٰ اور مرتبہ کا حکم نہ ہو تو کشف و مشاہدہ تک نہیں پہنچتا۔ پس متقی وہ شخص ہے کہ جس کا ظاہر معارضات سے اور اس کا باطن علتوں سے میلا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاپ کے موقع پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کا ظاہر تو حدود کی محافظت ہے۔ اس کا باطن نیت اور اخلاص ہے۔ تقویٰ کا طریق اول بندوں کے مظالم و حقوق اور تمام بڑے بڑے گناہوں سے اور چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچنا ہے۔ پھر دل کے گناہوں کو جو کہ گناہوں کی مائیں اور اصول ہیں چھوڑنا جن سے اعضاء کے گناہ نکلتے ہیں یعنی ریا' نفاق' عجب' کبر' حرص' طمع' خوف مخلوق اور ان سے امید وجاہ ریاست کی طلب اور اپنے ابنائے جنس وغیرہ پر جس کی شرح طویل ہے بڑائی۔ اور ان سب پر مخالفت ہوا ہی سے قوی ہوتا ہے"۔ پھر اس ارادہ سے مشغول ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کسی شے کو نہیں اختیار کرتا۔ اس کی تدبیر کے ساتھ اپنی تدبیر نہیں کرتا۔ اس پر کسی شے کو پسند نہیں کرتا۔ اپنے رزق میں کسی جہت و سبب کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتا اور خدا تعالیٰ جو مخلوق پر حکم دے اس پر کچھ اعتراض نہیں کرتا۔ بلکہ سب کو اسی کی طرف سپرد کر دیتا ہے۔ اور اسی کے سامنے مان جاتا ہے۔ اس کے نزدیک اپنے آپ کو ڈال دیتا ہے۔ پس اس کی قدرت کے ہاتھ میں ایسا ہوتا ہے۔ جس طرح ایک بچہ دودھ پینے والا اپنی دودھ پلانے والی دایہ کے ہاتھ میں اور جیسے میت اپنے غسل دینے کے ہاتھ میں ہو۔ اس کا کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ اس کے ارادہ سے نکلا ہوا ہوتا ہے۔ اس کی نجات اسی میں ہے۔

تقویٰ کا حصول

اگر کوئی کہے وہاں پہنچنے کا کیا طریق ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ اس کا طریقہ یہ

ہے کہ اللہ تعالٰی عزوجل کی طرف سچے طور پر پناہ لے اور اسی کی طرف منقطع ہو جائے۔ اس کے حکموں پر چلے اس کی منہیات سے رک جائے اس کی اطاعت لازم کرے۔ اس کی تقدیر کو تسلیم کرے حال کی محافظت کرے۔ اس کے حدود کی ہمیشہ محافظت کرے اور کوئی شخص سوائے اس کے نجات نہیں پاتا کہ وفا کی رعایت کرے اور حیاء کو ثابت رکھے۔ خالص رضا اختیار کرے۔ دنیا سے سچا کنارہ کرے۔ اور یہ بڑا حجاب ہے۔ اسی سے خالص اور غیر خالص ظاہر ہو جاتا ہے۔

خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شمس الدین ابو عبداللہ مقدسی حنبلی نے ۶۷۴ھ میں کہا خبر دی ہم کو ہبتہ اللہ بن منصوری نے بغداد میں ۶۳۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد قرشی بغدادی نے جو کہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے مکان کے ہم رکاب تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ شیخ محی الدینؒ سوار ہو کر جامع منصور کی طرف تشریف لائے۔ پھر مدرسہ کی طرف لوٹے اور اپنے چہرہ مبارک سے چادر کو کھول دیا۔ اور اپنے ہاتھ سے بچھو کو جو کہ پیشانی پر تھا۔ پھینک دیا۔ تب وہ زمین پر پھرنے لگا۔ آپ نے اس سے کہا کہ مرجا وہ اسی جگہ مرگیا پھر آپ نے فرمایا کہ اے احمد اس نے مجھ پر جامع مسجد سے لے کر یہاں تک ستر دفعہ ڈنک چلایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے فاقہ اور کثرت عیال کی شکایت کی اور ان دنوں میں بغداد میں قحط پڑا ہوا تھا۔ تب آپ نے میرے لئے ایک ویبہ (ویبہ ۱۴ سیر کا ہوتا ہے) گیہوں کا نکالا اور مجھے فرمایا کہ اس کو ایک کوارہ (مٹی کا بھڑولہ) میں ڈال دے اس کے سر کو بند کردے اور ایک طرف سے کھول دے اس سے نکالتے رہو اور پیس کر کھاتے رہو۔ اس کو بالکل نہ کھول دینا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان میں سے پانچ سال تک کھایا پھر میری بیوی نے اس کو کھول دیا تو اس کی پہلی حالت پر پایا اور وہ سات دن میں ختم ہو گئے۔ پھر میں نے شیخ سے ذکر کیا تو فرمایا کہ اگر تم اس کو چھوڑ دیتے تو تم اپنے مرنے تک اسی سے کھاتے رہتے۔

اور فرمایا ورع کا اشارہ اس طرف ہے کہ ہر شے توقف کرے اور شرع کے بغیر اس پر اقدام ترک کر دیا جائے۔ اگر شرع کی طرف سے اس میں گنجائش ہو تو بہتر ورنہ

ترک کر دے۔ پرہیز گاری تمام کاموں کی سردار ہے۔ ورع کے تین درجے ہیں ایک ورع عوام کا ہے۔ وہ حرام سے اور شبہ سے بچتا ہے اور دوسرے خواص کا ورع ہے۔ وہ یہ ہے کہ نفس و ہوا جس امر کی خواہش کرے اس کو چھوڑ دے۔ تیسرا ورع خاص الخواص کا ہے کہ اپنے ہر ارادہ اور خیال سے درگزر کرے اور ورع کی دو قسمیں ہیں' ورع ظاہری وہ یہ کہ اللہ کے لئے ہی حرکت کرے اور ورع باطنی یہ ہے کہ تیرے دل میں اللہ کے سوا اور کچھ داخل نہ ہو اور جو شخص ورع کی باریکیوں کو نہیں دیکھتا تو اس کو بخشش کی اشیاء نفیسہ نہیں ملتیں۔ کلام میں ورع مشکل تر ہے۔ ریاست میں زہد بہت مشکل ہے اور زہد ورع کا پہلا درجہ ہے۔ جیسا کہ قناعت رضا کی ایک طرف ہے۔ ورع کے قواعد میں سے کھانے اور لباس میں ورع ہے۔ متقی کا کھانا وہ ہے کہ لوگ اس کی تابعداری نہ کریں اور نہ شرع کا اس پر مطالبہ ہو۔ ولی کا کھانا وہ ہے کہ جس میں حرص نہ ہو بلکہ صرف حکم الٰہی ہو اور ابدال کا کھانا یہ ہے کہ جس میں ارادہ نہ ہو بلکہ خدا کا فضل ہو اب جس شخص کے لئے پہلی صفت نہ ہو تو مابعد تک علی الترتیب نہ پہنچے گا۔ اور حلال مطلق یہ ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے اور نہ وہ ایسی شے ہو کہ جس میں کوئی غیر شرع چیز ہو۔

لباس تین قسم کے ہیں ایک متقیوں کا لباس ہے جس کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے خواہ وہ کتان کا ہو یا اون کا یا روئی وغیرہ کا۔ ایک اولیاء کا لباس ہے وہ یہ ہے کہ جس کا ان کو حکم ہوتا ہے۔ وہ پہنتے ہیں۔ وہ صرف اتنا ہوتا ہے جس سے ستر عورت ہو جائے ضرورت کے موافق ہوتا ہے۔ تاکہ ان سے ان کی خواہشات دور ہو جائیں۔ ایک لباس ابدال کا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ حفظ حدود کے ساتھ اس قدر ہو کہ جس کو مقدر لائے یا تو ایک قمیض ایک قیراط کا یا ایک حلہ سو دینار کا۔ پس نہ کوئی ارادہ ہے جو کہ ادھر کو چڑھے اور نہ کوئی خواہش ہے کہ ادنی چیز سے ٹوٹ جائے بلکہ جس پر مولی فضل کرے اور ورع بجز اس کے پورا نہیں ہوتا کہ اپنے نفس پر دس خصلتیں پوری کرے اول زبان کی غیبت سے حفاظت کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تم ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔ دوم یہ کہ سوء ظن سے بچے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تم ایک دوسرے

کے بارے میں بدگمانی نہ کرو کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہوتی ہے"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم بدگمانی سے بچتے رہا کرو کیونکہ وہ بڑی جھوٹی بات ہے۔ سوم یہ کہ مسخرہ پن چھوڑ دے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ ایک قوم دوسری قوم سے ہنسی نہ کرے۔ شاید کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ چہارم یہ کہ محارم سے چشم پوشی کرے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔ کہ مومنین سے کہہ دو کہ اپنی آنکھوں کو نیچی رکھا کریں۔ پنجم یہ کہ سچ بولا کرے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی کا اپنے اوپر احسان سمجھے تاکہ اپنے دل میں متکبر نہ ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے بلکہ اللہ تعالٰی تم پر یہ احسان کرتا ہے کہ تم کو ایمان کی ہدایت دی ہے۔ ہفتم یہ کہ اپنے مال کو حق کی راہ میں خرچ کرے اور باطل کی راہ میں خرچ نہ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں نہ تنگی یعنی نہ گناہ میں خرچ کرتے ہیں اور نہ اطاعت سے منع کرتے ہیں۔ ہشتم یہ کہ اپنے نفس کی بلندی اور تکبر نہ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ یہ دار آخرت ایسے لوگوں کے لئے ہم نے بنائی کہ جو زمین میں بلندی کا ارادہ نہیں کرتے۔ اور نہ فساد کا۔ نہم یہ کہ پانچوں نمازوں کی اپنے اوقات پر محافظت کرے۔ اس میں رکوع و سجدہ پورے طور پر کرے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ تمام نمازوں اور درمیانی نماز کی حفاظت کیا کرو۔ اور اللہ تعالٰی کے لئے چپ چاپ کھڑے رہا کرو۔ دہم یہ کہ طریق سنت و الجماعت پر مستقیم ہو۔ کیونکہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے اور میرا یہ راستہ سیدھا ہے۔ تم اس کا اتباع کرو اور بہت سے راستوں کا اتباع نہ کرو۔ وہ تم کو صراط مستقیم سے پھیر دیں گے۔

شیخ کا غائبانہ مدد کرنا

خبر دی ہم کو ابوالعفاف موسیٰ بن شیخ عارف ابوالمعالی عثمان بن موسیٰ بقائی نے قاہرہ میں ۶۳۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں ۶۱۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخ ابو عمرو عثمان صر یفینی اور شیخ محمد عبدالحق حریمی نے بغداد میں ۵۷۹ھ میں ان دونوں نے کہا کہ ہم اپنے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے سامنے مدرسہ میں اتوار کے دن ۳ صفر ۵۵۵ھ میں تھے۔ آپ کھڑے ہوئے اور کھڑائیں پہنے ہوئے وضو کرنے لگے۔ اور دو رکعت نماز پڑھی۔ جب دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا تو آپ بہت چلائے اور ایک کھڑاؤں پکڑ کر ہوا میں پھینکی تو وہ ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئی پھر دوبارہ چلائے اور دوسری کھڑاؤں پھینکی تو وہ بھی ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئی۔ پھر آپ بیٹھ گئے اور کسی میں یہ جرات نہ ہوئی کہ آپ سے پوچھے۔ پھر تیئیس دن کے بعد بلاد عجم سے ایک قافلہ آیا۔ اس نے کہا کہ ہمارے پاس شیخ کی نذر ہے۔ ہم نے آپ سے اذن طلب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے لے لو۔ تب انہوں نے ہم کو دریائی اور ریشمی کپڑے اور سونا اور شیخ کی وہ کھڑائیں جو آپ نے اس دن پھینکی تھیں دیں۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ کھڑائیں کہاں سے لیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اتوار کے دن ۳ صفر کو سفر کر رہے تھے کہ اتفاقاً ہمارے سامنے عرب کا قافلہ نکلا۔ ان کے دو سردار تھے۔ انہوں نے ہمارا مال لوٹنا شروع کیا۔ اور بعض کو قتل کیا۔ پھر وہ جنگل میں اتر کر مال تقسیم کرنے لگے۔ ہم جنگل کے ایک کنارے اترے اور ہم نے کہا کہ کاش ہم شیخ عبدالقادرؒ کو اس وقت یاد کرتے اور ہم نے ان کے لئے کچھ مال نذر مانا کہ اگر ہم بچ رہے تو دیں گے۔ پھر ہم آپ کو یاد ہی کرنے لگے تھے کہ ہم نے دو ایسی بلند آوازیں سنیں جس سے تمام جنگل بھر گیا۔ ہم نے ان کو دیکھا کہ وہ خوف زدہ ہیں ہم نے گمان کیا کہ ان پر اور عرب آ گئے ہوں گے۔ پھر ان میں سے بعض ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آؤ اپنا مال لے لو اور دیکھو کہ ہم پر کیا آفت آئی ہے۔ پھر وہ ہم کو اپنے سرداروں کے پاس لائے اور ہم نے ان کو مردہ پایا۔ اور ہر ایک کے پاس ایک ایک

کھڑاؤں ہے جو کہ پانی سے تر ہے۔ تب انہوں نے ہمارا تمام مال لوٹا دیا اور کہنے لگے کہ یہ کوئی بڑا واقعہ ہے۔

دل کے خطرات کا بیان

اور شیخ نے دل کے خطرات کے بارے میں فرمایا دل میں چھ خطرات ہیں اول خطرہ نفس ہے دوسرا خطرہ شیطان۔ تیسرا خطرہ روح۔ چوتھا خطرہ فرشتہ ہے۔ پانچواں خطرہ عقل۔ چھٹا خطرہ یقین۔ خطرہ نفس تو شہوات اور ہوائے سباح و گناہ کی پیروی کا حکم دیتا ہے۔ خطرہ شیطان دراصل کفرو شرک و اللہ تعالیٰ کے وعدہ میں شک و تہمت کا اور فرع میں گناہوں اور توبہ میں لیت و لعل کا اور جس میں دنیا و آخرت میں نفس کی ہلاکت ہو حکم دیتا ہے۔ پس دونوں خطرے برے ہیں۔ ان پر برائی کا حکم لگایا جاتا ہے اور یہ خطرات عام مومنین کو ہوتے ہیں۔ اور روح فرشتہ کے خطرے حق اور خدا کی اطاعت اور اس امر کے ساتھ اترتے ہیں جس سے دنیا اور آخرت میں انجام اس کا سلامت رہے اور وہ علم کے موافق ہے۔ پس یہ دونوں قابل تعریف ہیں۔ اور خاص لوگ ان کو معدوم نہیں کرتے لیکن خطرہ عقل سو کبھی تو وہی حکم دیتا ہے کہ جس کا نفس و شیطان حکم دیتا ہے۔ اور کبھی وہ جس کا روح اور فرشتہ حکم دیتا ہے۔ اور یہ خدا کی حکمت اور اس کی صنعت کی مضبوطی ہے تاکہ بندہ کا وجود معقول اور صحیح گواہوں اور تمیز کے ساتھ خیرو شر میں داخل ہو۔ پس اس کا انجام جزاو عتاب اس کے لئے اور اس پر عود کرے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جسم کو احکام کے جاری ہونے کے لئے مکان اور اپنی حکمت کی بنیادوں میں مشیت کے جاری کرنے کے لئے محل بنایا ہے۔ ایسا ہی عقل کو خیرو شر کی سواری بنایا ہے۔ کہ ان دونوں کے ساتھ جسم کے خزانہ میں جاری ہو۔ کیونکہ یہ مکان تکلیف اور تعریف کی جگہ اور تعریف کا سبب ہے۔ پس عقل مند کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے نعمتیں ہیں یا عذاب الیم ہے۔ لیکن خطرہ یقین سو ایمان کی روح اور زیادتی علم ہے۔ اس کی طرف لوٹتے ہیں اور اسی سے صادر ہوتے ہیں۔ یہ خطرہ خواص اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ جو کہ اہل یقین۔ صدیقین۔ شہداء

ابدال میں یہ حق کے سوا نہیں آتا اگرچہ اس کا آنا مخفی اور باریک ہوتا ہے۔ اور روشن نہیں ہوتا مگر علم لدنی اور اخبار غیوب و اسرار امور سے پس وہ محبوبوں کے مراد دل مختار کے لئے ہوتا ہے۔ جو کہ ان سے غائب ہیں جن میں کلام کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے ظواہر سے غائب ہوتے ہیں۔ وہ جن کی عبادت ظاہری عبادت باطن کے ماسوائے فرائض و سنن موکدہ کے بدل جاتی ہے۔ وہ ہمیشہ باطنی مراقبوں میں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ظاہری حالت کی تربیت کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ہے کہ بے شک میرا ولی وہ اللہ تعالیٰ ہے کہ جس نے کتاب کو اتارا اور وہ صالحین کو دوست رکھتا ہے۔" ان کو دوست رکھتا ہے۔ ان کو کافی ہوتا ہے۔ ان کے دلوں کو عیبوں کے اسرار کے مطالعہ کے ساتھ مشغول کر دیا ان کو تجلی کے ساتھ ہر ایک کے قریب منور کر دیا۔ پس ان کو اپنی باتوں کے لئے برگزیدہ کر لیا۔ ان کو اپنی محبت اپنی عزت سکون اپنے پاس کے اطمینان سے خاص کر دیا۔ پھر وہ ہر دن علم کی زیادتی میں ہیں۔ معرفت کے بڑھنے نور کے وافر ہونے اپنے محبوب معبود کے قرب میں ایسی نعمتوں میں ہیں کہ جن کو اختتام نہیں وہ ایسی نعمتیں ہیں کہ منقطع نہیں ہوتیں۔ ایسے سرور میں ہیں کہ جس کی کوئی انتہا وغایت نہیں۔ پس جب کتاب اپنی مدت کو اور وہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ جہاں تک دار فنا میں اس کا بقا مقدر ہو چکا ہے تو اس کو وہاں سے اچھی جگہ منتقل کر دیتا ہے۔ جیسا کہ دلہن کو ادنیٰ درجہ کے مکان سے اعلیٰ درجہ کے مکان کی طرف لے جاتے ہیں۔ پس دنیا ان کے حق میں جنت ہے۔ اور آخرت میں ان کی آنکھوں کے لئے ٹھنڈک ہے۔ وہ اللہ کریم کے چہرے کی زیارت کرتا ہے۔ جو بغیر حجاب دروازہ و دربان و بلا رکاوٹ و ظلم و ضرر و بلا انقطاع و ختم ہو گی۔ جیسا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کے بیشک متقی لوگ جنتوں اور نہر میں سچے مکان میں بادشاہ باقدر کے پاس ہوں گے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "ایسے لوگوں کے لئے جنہوں نے اچھے عمل کئے ہیں۔ نیکی اور زیارت ہو گی۔ نفس و روح فرشتہ و شیطان کے القا کے لئے دو مکان ہیں فرشتہ تو تقویٰ کو دل کی طرف ڈالتا ہے۔ اور شیطان فسق و فجور کی طرف ڈالتا ہے۔ پس دل اعضاء کے استعمال فجور کا طالب ہے اور بناوٹ کے دونوں

مکانوں میں عقل اور ہوائے حاکم کی مشیت سے تصرف کرتے ہیں۔ وہ توفیق یا غرور ہے۔ قلب میں دو نور روشن ہیں وہ علم اور ایمان ہے۔ پس یہ سب دل کے آلات و خواص ہیں اور دل ان آلات کے درمیان فرشتہ کی طرح ہے یہ اس کا لشکر ہے کہ اس کی طرف پہنچاتا ہے یا جلا شدہ آئینہ کی طرح یہ آلات اس کے گرد ظاہر ہوتے ہیں۔ تب اس کو دیکھتا ہے اور اس میں آگ روشن کرتا ہے۔ پھر اس کو پالیتا ہے۔ اور خطرات خطاب ہیں جو کہ دلوں پر آتے ہیں پھر جب وہ فرشتہ کی طرف سے ہو تو وہ الہام ہوتا ہے اور جب شیطان کی طرف سے ہو تو وسوسہ ہوتا ہے۔ جب نفس کی طرف سے ہو تو اس کو ہاجس کہتے ہیں۔ جب خدا کی طرف سے ہو اور اس کی طرف سے دل میں بات آئی ہو تو وہ خطرہ حق ہے۔ الہام کی علامت یہ ہے کہ وہ علم کے موافق آیا کرتا ہے۔ پس جس الہام کے لئے ظاہر گواہ نہ ہو۔ وہ باطل ہے۔ ہوا جس کی علامت یہ ہے کہ نفس کے صفات خصائص میں سے کسی وصف کے طلب میں لجاجت کی جائے اور ہمیشہ ٹوٹتا رہتا ہے۔ اگرچہ ایک مدت کے بعد یہاں تک کہ مرد میں یہ وصف آجاتا ہے۔ وسو اس کی علامت یہ ہے کہ جب وہ ایک خرابی کی طرف بلایا جاتا ہے۔ اور اس میں مخالفت کی جاتی ہے تو دوسری خرابی کی طرف وسوسہ ڈالتا ہے۔ کیونکہ تمام مخالفین اس کے نزدیک برابر ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "وہ بیشک اپنے لشکر کو بلاتا ہے تاکہ وہ دوزخیوں میں سے ہو جائیں۔ اور خطرہ حق کی علامت یہ ہے کہ وہ حیرت تک نہیں پہنچاتا اور نہ برائی کی طرف کھینچتا ہے بلکہ زیادت علم و بیان کے ساتھ آتا ہے۔ اس کی تعریف اس کے دریافت کرنے کے وقت ہوتی ہے۔ اور جب دل میں ایسا خطرہ حق وارد ہو جس کے بعد بھی خطرہ حق ہو (تو اس میں) برجید فرماتے ہیں۔ کہ اول قوی تر ہے۔ کیونکہ جب باقی رہتا ہے تو اس کا تامل کی طرف رجوع ہو گا۔ یہ مکان علم ہے اور ابن عطا کہتے ہیں کہ دوسرا قوی تر ہے اس لئے کہ اول کے ساتھ اس کی قوت بڑھ گئی ہے۔ اور ابن خفیف کہتے ہیں۔ کہ یہ دونوں برابر ہیں۔ کیونکہ دونوں حق کی طرف سے ہیں۔ ایک کو دوسرے پر زیادتی نہیں مگر کسی خاص مرجح کی وجہ سے اور جب دل پر مختلف خطرات آئیں تو کہو سبحان الملک ا

لخلاق ان یشاء یذ ھبکم و یات بخلق جدید و ما ذالک علی اللہ العزیز ط یعنی وہ بادشاہ خلاق پاک ہے اگر چاہے تو تم کو لے جائے (مار ڈالے) اور ایک نئی مخلوق لے آئے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں اور سب کا اس پر اتفاق ہے کہ جس کا کھانا حرام ہے تو وہ اس پر طاقت نہیں رکھتا کہ خطرات میں فرق کر سکے۔

خبردی ہم کو ابو الفتح نصراللہ بن قاسم بن یوسف ہاشمی نے ۶۳۹ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ ابو الحسن علی بن سلیمان نانبائی نے بغداد میں ۶۳۰ھ میں کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابو حفص عمر کیمائیؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک رات اپنی خلوت میں تھا۔ تب دیوار پھٹ گئی اور میرے پاس ایک شخص بدصورت آیا میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں ابلیس ہوں۔ میں آیا ہوں کہ تم کو نصیحت کروں۔ میں نے کہا کہ تیری نصیحت مجھ کو کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں تم کو مراقبہ کا بیٹھنا بتلاتا ہوں۔ پھر اس طرح بیٹھا کہ پیٹھ پر تو بیٹھا اور دونوں گھٹنوں کو اونچا کیا۔ اور سر گھٹنوں پر رکھ کر الٹا ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں اپنے سردار شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا کہ آپؒ سے اس کا ذکر کروں۔ جب میں نے آپ سے مصافحہ کیا تو میرے ذکر کرنے سے پہلے آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور فرمایا اے عمر اس نے تجھ سے سچ کہا اور وہ ہے جھوٹا۔ اس کے بعد اس کی کوئی بات سچ نہ ماننا۔ شیخ ابو الحسن کہتے ہیں کہ یہ جلسہ شیخ عمرؒ کا تھا۔

اسم اعظم اللہ ہی ہے

(اور فرمایا) اسم اعظم تو اللہ ہی ہے اور تجھ سے یہ اسم اعظم اس وقت قبول کیا جائے گا کہ جب تو اللہ کہے تو تیرے دل میں سوا اس کے اور کچھ نہ ہو۔ عارف کی بسم اللہ، اللہ عزوجل کے کن کی طرح ہے یہ کلمہ ہم اور کم کو دفع کرتا ہے۔ یہ کلمہ زہر کے اثر کو باطل کرتا ہے اس کلمہ کا نور عام ہے اللہ ہر غالب پر غالب ہے اللہ مظہر العجائب ہے۔ اللہ کی حکومت بلند ہے۔ اللہ کی جناب اونچی ہے۔ اللہ منبروں کا مطلع ہے اللہ دل کا رقیب ہے۔ اللہ تعالیٰ جابروں پر قہر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نوشیروانوں کو

توڑنے والا ہے۔ اللہ عالم اسرو الخلانیہ ہے۔ اللہ پر کوئی شے مخفی نہیں۔ جو شخص اللہ کا ہو رہے وہ اللہ کے حفظ میں ہوتا ہے۔ جو شخص اللہ کو دوست رکھتا ہے وہ اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں دیکھتا جو شخص اللہ کے راستے پر چلتا ہے۔ اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔ جو اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ اللہ کی پناہ میں زندگی بسر کرتا ہے۔ جو اللہ کا مشتاق ہوتا ہے وہ اللہ سے محبت کرتا ہے۔ جو شخص غیروں کو چھوڑتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ صاف رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دروازے کو کھٹکٹا اللہ تعالیٰ کی طرف پناہ لے اللہ پر توکل کر۔ اے اعراض کرنے والے اللہ کی طرف لوٹ یہ دار شفاء میں میرے نام سننے کا حال ہے تو ملاقات کے وقت کیا حال ہو گا۔ یہ تو رنج کے گھر میں ہے۔ تو نعمت کے گھر میں کیا حال ہو گا۔ یہ میرا نام ہے اور تو دروازہ پر ہے۔ پھر کیا حال ہو گا جب کہ حجاب کھل جائے گا۔ یہ تو جب کا حال ہے کہ میں پکارتا ہوں پھر کیا حال ہو گا جب کہ میں تجلی ظاہر کروں گا۔ قوم مشاہدہ میں ہے اور ان کی طرف بزرگی پہنچ چکی ہے۔ عاشق کا حال اس جانور کی طرح ہے کہ درختوں میں نہیں سوتا۔ وہ اپنے حبیب سے صبح کی خلوتوں میں سرگوشی کرتا ہے۔ ان کے دلوں پر قرب کی ہوا چلتی ہے پھر وہ اپنے رب کی طرف مشتاق ہوتے ہیں تم مجھ کو تسلیم و تفویض کے ساتھ یاد کرو میں تم کو عمدہ اختیار کے ساتھ یاد کروں گا۔ اس کا بیان خدا کا یہ قول ہے کہ جو شخص خدا پر توکل کرتا ہے تو وہ اس کے لئے کافی ہوا کرتا ہے۔ تم مجھ کو شوق و محبت سے یاد کرو میں تم کو وصل اور قربت کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو حمد وثنا کے ساتھ یاد کرو میں تم کو احسان و جزا کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو توبہ کے ساتھ یاد کرو میں تم کو گناہ کی بخشش کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو بغیر غفلت کے یاد کرو میں تم کو بلامہلت یاد کروں گا۔ تم مجھ کو ندامت کے ساتھ یاد کرو میں تم کو کرم کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو عذر کے ساتھ یاد کرو میں تم کو مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو ارادہ کے ساتھ یاد کرو میں تم کو افادہ کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو اخلاص کے ساتھ یاد کرو میں تم کو اخلاص کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو دلوں کے ساتھ یاد کرو میں تمہارے رنج دور کرنے سے یاد کروں گا۔ تم مجھ کو زبان سے یاد کرو میں تم کو امان کے ساتھ یاد کروں گا

تم مجھ کو فقر کے ساتھ یاد کرو میں تم کو مرتبہ کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو احتزاز و استغفار کے ساتھ یاد کرو میں تم کو رحمت اور بخشش کے ساتھ یاد کروں گا تم مجھ کو تفصیل کے ساتھ یاد کرو میں تم کو تفصیل کے ساتھ یاد کروں گا تم مجھے دل سے یاد کرو میں تم کو حجاب کے ساتھ دور کرنے سے یاد کروں گا۔ تم مجھ کو ذکر فانی کے ساتھ یاد کرو میں تم کو ذکر باقی کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے عاجزی سے یاد کرو میں تم کو مہربانی کے ساتھ یاد کروں گا تم مجھ کو ذلت میں یاد کرو میں تم کو گناہ بخشنے کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو اقرار کے ساتھ یاد کرو میں تم کو خاص نیکی کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے کو سچے طور پر یاد کرو میں تم کو نرمی کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو صفائی کے ساتھ یاد کرو۔ میں تم کو معافی کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو تعظیم کے ساتھ یاد کرو میں تم کو عزت کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو تکبیر کے ساتھ یاد کرو میں تم کو حفظ و وفا کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو ترک خطاء کے ساتھ یاد کرو میں تم کو طرح طرح کی بخشش کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھ کو بڑی خدمت کے ساتھ یاد کرو میں تم کو اتمام نعمت کے ساتھ یاد کروں گا تم مجھ کو اپنی حیثیت سے یاد کرو میں تم کو اپنی حیثیت کے مطابق یاد کروں گا۔ "اور بیشک اللہ کا ذکر بڑا ہے۔"

خبر دی ہم کو شیخ عالم جمال ابو عمرو عثمان بن شیخ ابی الحرم مکی بن امام ابو عمرو عثمان بن اسماعیل بن ابراہیم سعدی شارعی شافعی واعظ نے دسویں تاریخ ۶۵۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ بقیۃ السلف شیخ المشائخ اور علماء کی زینت بدیع الزمان ابو القاسم خلف بن عیاض شارعی شافعی نے ۶۰۵ھ میں کہا کہ مجھ کو شیخ شافعی زمانہ ابو عمرو عثمان بن اسماعیل سعدی نے بغداد کی طرف اس لئے بھیجا کہ میں ان کے لئے ایک نسخہ مسند امام احمدؒ کا حاصل کروں۔ جب میں بغداد میں آیا تو میں نے لوگوں کو پایا کہ وہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کا ذکر بڑے شوق سے کرتے ہیں۔ میں نے دل میں کہا اگر یہ شخص ایسا ہی ہے جیسا کہ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے تو وہ اس امر کو جس کی صورت میں دل میں بناؤں مجھے ظاہر کر دے گا۔ پھر میں نے ایک صورت سوچی جو کہ عادت کے موافق نہ تھی اور دل میں کہا کہ جب میں ان کی خدمت میں جاؤں اور ان سے سلام کہوں تو وہ

مجھ کو سلام کا جواب نہ دیں۔ اپنے چہرہ کو مجھ سے پھیرلیں۔ اپنے خادم سے کہیں کہ اس مرد آنے والے کے سر کے برابر کھجوریں لا اور ایک دانگ کا شہد لا کہ ایک حبہ اس سے زائد یا کم نہ ہو۔ پھر جب وہ چیزیں لے آئیں تو مجھے اپنی ٹوپی پہنائیں پہلے اس سے کہ میں سوال کروں۔ پھر میرے سوال کا جواب دیں پھر میں جلدی کھڑا ہوا اور مدرسہ میں آیا اور آپ کو محراب میں بیٹھے ہوئے پایا۔ تب آپ نے میری طرف دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ آپ نے میرے دل کی ساری باتیں سمجھ لیں۔ میں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے جواب نہ دیا مجھ سے منہ پھیرلیا۔ اور اپنے خادم سے فرمایا کہ کھجوریں اتنی لا کہ اس شخص آنے والے کے سر کے برابر ہوں اور ایک دانگ کا شہد لا جو ایک سے زائد نہ ہو اور خدا کی قسم وہی الفاظ کہے جو میرے دل میں آئے تھے۔ ایک بات بھی اس سے کم نہ تھی۔ جب آپ کا خادم آیا تو آپ نے میری ٹوپی لی اور اس میں کھجوریں ڈال دیں گویا کہ وہ ان کا قالب تھا۔ پھر شیخ نے مجھے اپنی ٹوپی جو آپ کے سر پر تھی پہنائی اور میرے سلام کا جواب دیا ور مجھ سے کہا کہ اے خلف کیا تم نے یہ سب کچھ ارادہ کیا تھا۔ پھر میں آپ کی خدمت میں ٹھہرا آپ سے علم حاصل کیا۔ آپ سے حدیث سنی اور یہ شیخ بدیع الدین علماء صلحا محدثین میں سے تھے۔ مصر میں رہنے لگے اور اس دن وہاں کے بڑے بڑے اکابر کو خرقہ قادریہ پہنچایا عمرؒ ہمیشہ حدیث سنا کرتے تھے۔ اور علم کا افادہ کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی عمر بڑی ہو گئی اور قاہرہ کے شارع اعظم میں فوت ہوئے۔

(اور فرمایاؒ) کہ عارفوں کے دلوں کے آسمان میں حباب ازل سے ایک بجلی چمکی اور ہمیشگی کے باغ سے مکاشفین کی روحوں کے دماغ پر ہوا چلی طرح طرح کے قدس کے پھول کی خوشبوئیں مشاہدین کے اسرار کے پھولوں پر چلیں یہ عقول بسم اللہ کے سمندر میں اس لئے سفر کرتی ہیں کہ ان کی غایت حباب الرحیم کے کنارہ کے میدان تک پہنچ جائیں۔ پس وہ خدائے یکتا موتیوں سے غنی اور ازلی خزانوں کے تحفوں سے کامیاب اور موسیٰ علیہ السلام کے اس رات کے سوال کے حاصل کرنے سے جو انہوں نے خدا تعالیٰ سے کہا تھا کہ مجھے اپنے جمال کو دکھا اور اپنے طلب کے طور پر تیزیوں کے نور

تک کہ وہ عارفین کے گروہ کو روشنی دیتی ہیں۔ فیض یاب ہو کر دیکھنے والی ہیں۔ اس کی محبت کی لڑائی میں مرجانا پوری زندگی ہے۔ اور غیر کے ساتھ زندہ رہنا اگرچہ لحظہ بھر ہو حقیقتاً" موت ہے۔ اگر تیری عقل کی آنکھ اس کے غیر کی نظر سے دنیا میں اندھی ہو جائے تو اس کی جزا آخرت میں رکھی گئی ہے کہ "بہت سے چہرے آج کے دن تروتازہ ہوں گے۔ اور اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے والے ہوں گے۔ وہ اگر تجھے اپنی محبت کی تلوار سے جلدی قتل کر ڈالے تو اس کا خون بہا دیر میں ہو گا وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے نزدیک رزق دیئے جاتے ہیں۔ قدم کے ساقی بعض نبی آدم کی ارواح کے سامنے الست کی شراب کے پیالے لے کر اس مجلس کی خلوت میں کھڑے ہوئے کہ جب تیرے رب نے (عہد) لیا تو ان کو ساقی نے بیہوش کر دیا نہ شراب نے۔ یہ نشے ان اشیاء کے ذرات میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کی صبح آپ کی رسالت کے آسمان سے نکل آئی اور اس کے پاس جناب ازل سے اسرار کے لطیفے آئے تب عشق کے بدمستوں کو بیدار کیا۔ اور اس بات سے سونے والوں کو جگا دیا تاکہ وہ ان کو وہ عہد یاد دلائے جو کہ الست کی رات کی خلوت میں ان سے لیا تھا تب وہ اس کی طرف اپنے پروں سے اڑا اور میں نے جلدی کی اے رب تیری طرف تاکہ تو راضی ہو جائے"۔ ارواح پر اس قول سے کہ وہ اللہ ہے مکاشفہ ہوا۔ دل اس قول سے آرام پا گئے خدا وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اسرار اس کے اس قول سے ڈرتے ہیں کہ وہ غیب اور ظاہر کا علم ہے۔ عقلیں لطیف اس کے اس قول سے ہوتی ہیں۔ الرحمٰن الرحیم۔ ہویت ایک سمندر ہے۔ جس میں ہر تیرنے والا غرق ہوتا ہے۔ اور اس کی طلب میں فکر کی ہر کشتی ٹوٹتی ہے۔ اگر عقل فکر کی سواری پر اس سمندر کے کنارہ تک بدلیل یقین چلے تو اس کی موجیں اس کی طرف ازل کے اسرار کے جواہر پھینکتی ہیں۔ اور غیب کی خبروں کے لطیفے اس کو تحفہ دیتی ہیں۔ اس کو ہدایت کا نور حق الیقین دکھاتا ہے۔ اس کو عنایت کی عمدہ سواریاں قرب کے قاف پہاڑ تک لے جاتی ہیں۔ اس کے سر کا خضر آب حیات کے چشمہ میں غسل کرتا ہے اس کو ظلمات سے نور کی طرف نکال لے جاتا ہے۔ پس وہاں پر سیدالکونین (صلی اللہ علیہ

وسلم) کی شریعت کو دیکھ لیتا ہے۔ عارفوں کی عقلوں کے چراغ اپنے انوار کی بجلیوں کی چمک سے واصلین کی آنکھوں کو عنقریب اچک لیتی ہیں اور اس کے متبعین کی آراستہ کرنے والیوں کے ہاتھ مقامات مقربین کی دلہنوں کے چہروں کو منقش کر دیتے ہیں اور ہیشگی کا مناع ادب کے دوام کے مشاہدین کے علموں کے نشان کو آراستہ کر دیتا ہے۔

اے شخص تیرا دل قدم کے نظاروں کا مقام ہے۔ اور تیرے سینہ کے میدان میں قرب کے خیمے لگائے جاتے ہیں۔ تیرے لئے جنت اور دوزخ پیدا کی ہے اور تیرے گناہ کے سبب سے فرمایا ہے اور "بیشک میں البتہ ایسے شخص کو بخشنے والا ہوں جو کہ توبہ کرتا ہے اور ایمان لاتا ہے"۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ابی ذکریا یحیٰی بن ابی القاسم بغدادی ازجی نے قاہرہ میں ۶۷۲ھ میں کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر ابوالمحاسن فضل اللہ نے کہ دونوں امام ابوبکر عبدالرزاق کے بیٹے ہیں اور وہ فرزند شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادرؒ کے ہیں بغداد میں ۶۳۱ھ میں ان دونوں نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے والد (عبدالرزاق) نے ۶۰۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن بن طنطنہ بغدادی نے اس دن کی صبح کو جس روز کہ میرے والد دفن ہوئے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں سیدی محی الدین عبدالقادرؒ کی خدمت میں علم پڑھا کرتا تھا اور میں رات کو اکثر آپ کی ضرورت کے خیال سے جاگتا تھا آپ صفر ۵۵۳ھ کے ماہ میں ایک رات اپنے گھر کے دروازہ سے نکلے اور میں نے آپ کو لوٹا دینا چاہا مگر آپ نے نہ لیا اور مدرسہ کے دروازہ کا ارادہ کیا وہ ان کے لئے خود بخود کھل گیا اور آپ باہر نکل گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے باہر نکل گیا۔ میں دل میں کہتا تھا کہ آپ کو میرا علم نہیں ہے۔ اور آپ چلے یہاں تک کہ بغداد شریف کے دروازہ تک پہنچ گئے۔ پھر دروازہ آپ کے لئے کھل گیا۔ اور آپ وہاں سے نکلے پھر دروازہ بند ہو گیا اور تھوڑی دور تک آپ گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہم ایک ایسے شہر میں آگئے ہیں۔ کہ جس کو میں پہچان نہ سکتا تھا۔ آپ ایک مکان میں داخل ہوئے جو کہ سرائے کے مشابہ تھا۔ اور دیکھا تو اس میں چھ اشخاص تھے۔ سب نے آپ کو سلام کہا اور میں وہاں ایک ستون کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔ میں نے اس مکان کی ایک جانب میں

رونے کی آواز سنی۔ تھوڑی دیر بعد وہ آواز بند ہو گئی اور ایک مرد آیا۔ اور اس طرف گیا۔ جہاں سے میں نے وہ نرم آواز سنی تھی۔ پھر وہ نکلا بحالیکہ اس نے اپنے کندھے پر ایک شخص کو اٹھایا ہوا تھا۔ ایک شخص داخل ہوا جس کا سر ننگا تھا۔ اس کی مونچھوں کے بال لمبے تھے۔ وہ شیخ کے سامنے بیٹھ گیا۔ شیخ نے اس کو کلمہ شہادت پڑھایا اور اس کے سر اور مونچھوں کے بال کترے اس کو ٹوپی پہنائی اور اس کا نام محمد رکھا اور ان لوگوں سے کہا کہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ یہ شخص اس مرحوم کے بدلہ میں مقرر کیا جائے ان سب نے کہا بہت اچھا۔ پھر شیخ نکلے اور ان کو آپ نے وہیں چھوڑا میں آپ کے پیچھے ہو لیا۔ اور ہم تھوڑی دور چلے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ہم بغداد شریف کے دروازے پر ہیں۔ وہ پہلے کی طرح کھل گیا۔ پھر آپ مدرسہ میں آئے اس کا دروازہ بھی کھل گیا۔ اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو میں اپنی عادت کے مطابق شیخ کے سامنے پڑھنے کے لئے بیٹھا۔ لیکن آپ کی ہیبت کی وجہ سے نہ پڑھ سکا۔ آپ نے فرمایا بیٹا پڑھ کچھ مضائقہ نہیں تب میں نے آپ کو قسم دلائی کہ جو میں نے حال دیکھا ہے اس کو (واضح طور پر) بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ شہر نہاوند تھا اور تم نے جو چھ اشخاص دیکھے وہ بہ عہدہ ابدال تھے۔ وہ نرم آواز والا ان میں سے ساتواں تھا۔ وہ بیمار تھا۔ جب اس کی موت قریب آئی میں اس وقت آیا اور جو شخص اس کو اپنے کندھے پر اٹھا کر باہر لے گیا تھا وہ ابوالعباس خضر علیہ السلام تھے وہ اس کو باہر اس لئے لے گئے تھے کہ اس کے غسل وغیرہ کا اہتمام کریں۔ جس شخص کو میں نے کلمہ شہادت پڑھایا تھا وہ قسطنطنیہ کا رہنے والا عیسائی تھا مجھے حکم دیا گیا تھا کہ وہ اس متوفی کا بدل اور قائم مقام بن جائے۔ اس کو بلایا گیا اور میرے ہاتھ پر وہ مسلمان ہوا۔ اب وہ ان میں سے ایک ہے۔ شیخ نے مجھ سے عہد لیا کہ میری زندگی میں یہ بات کسی سے نہ کہنا۔

(اور فرمایا) خرقہ عارف کے دل کی سوزش کا نام ہے۔ جس نے انحراف نہیں کیا اور اخلاص کے قدم پر ٹھہرا ہوا ہے۔ اسرار کا تخت حق الیقین کے خیمہ میں ہی نصب کیا جاتا ہے۔ حق الیقین توحید کے دائرہ کا ایک نقطہ توحید وجود کی بنا کا قاعدہ ہے۔

ہویت احدیہ عارفوں کے دلوں کے لوہے کا مقناطیس ہے ابدی بلاغ مکاشفین کے اسرار کی چراگاہیں ہیں۔ کاشف ارواح الست کی رات میں قدم کے اسرار کے ساتھ واز اخذ ہیں اس کے عہد کی تقریر کی مہربانیوں کے ساتھ عقول پر مہربانی کرنے والے ہیں۔ خاطر کے خوش کرنے والے حضور سرمدیہ میں اشھدھم کے خوشی دلانے سے جناب ازل میں الست کے خطاب کے ساتھ اسرار کی طرف تقرب کیا ہے ان کو اپنی محبت کا پیالہ اپنے قرب کے ساقیوں کے ہاتھ سے پلایا وہ دنیا کی طرف ایسے حال میں نکلے کہ ان کے سروں میں اس خمار کا نشہ تھا ان کی عقلوں کی آنکھوں میں اس جمل کی رسوم کا بقایا تھا۔ ان کے دلوں کی آنکھوں میں اس جناب کی چمک ہے وائے تمہارے چلن پر تم کیسے مرتے ہو کہ تم نے اپنے رب کو نہیں پہچانا۔ بہاوری ایک گھڑی کا صبر ہے۔ اے عجمی دانائی سے کام لے عرب کے ملک کی طرف سیر کر۔ اے طبیعت کے مرد و ہدایت کے ہندی شہروں کی طرف سفر کرو۔ بعض عارفوں نے اس شراب سے ایک قطرہ پیا ہے۔ تقدیر کے ساقی نے تھوڑا سا اس میں سے اس کو دیا ہے۔ تب اس کی روح اپنے ہم نشینوں کے درمیان خوشی کے مارے رقص کرتے ہوئے کھڑی ہو گئی۔ موسیٰ علیہ السلام کا پہاڑ بجلی کی تجلی کے وقت شوق سے ہلنے لگا۔ تب سر محبوب نے دیکھا اور عشق شراب کے غلبہ سے کہہ اٹھا کہ میں خدا ہوں۔ اس کا دوسرا ہم نشین نشہ میں آیا اور کہہ دیا سبحانی یعنی پاک ہوں۔ ارواح کے پرندوں کی ایک جماعت نے شکلوں کے پرندوں کو چھوڑ دیا شوق کے پرندوں سے عشق کے میدان سے اڑ کر سوزش عشق کے نجد سے ازل کے مناوی کے جنگل کا قصد کیا اور اس بات کی طمع کی کہ قدم کے طور سے مشاہدہ کی محبت کی (گھاس) چریں تب ان کی طلب کے کبوتروں پر عظمت کا باز جھپٹ کر گرا تب آسمان اور زمین والے بیہوش ہو گئے مگر جن کو خدا نے چاہا عالمین کے اسرار کے لئے ہیشگی کے جلال کی ترو تازگی چمکی۔ قدم کے غیب نور کے طاقچہ سے کمال احدیت کا نور عارفین کی آنکھوں کے لئے چمکا اور مخلوق کے قدموں کے پر اس جنگل میں جڑ گئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر اس کے حق کے موافق نہیں کی اور گناہ گار لوگ اس جنگل میں منقطع ہو گئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا۔

اے مریدوں کے گروہ آدمی کی صورت کو غیب سے ایک بھید امانت دیا گیا ہے اس کی مٹی میں ایک بلندی کا خزانہ دفن کیا گیا ہے۔ تب سب نے اس کی معرفت اور اس کے خزانہ پر اطلاع پانے کی طرف تیر پھینکا پھر اس کو نفوس کے دربان نے روک دیا اس نے کوئی راستہ نہ پایا کہ سلسبیل پر جائے اے عارفوں کے گروہ تم آرزوؤں کے چوروں اور امید کے چوروں کے دھوکہ سے ڈرتے رہو۔ کیونکہ یہ ایک بڑا مشکل کام ہے تم سے حجاب ہویت کے سوا محبوب غائب نہیں ہے واللہ نفوس کی خواہش عقلوں کے پاؤں کی زنجیر ہے شہوات کے راستے فہموں کے قدموں کے پھسلنے کی جگہ ہیں۔ اے میرے بھائیو! ہمتوں کے ساتھ محبوب کی طرف سفر کرو اور توشہ لو کیوں کہ بہتر توشہ تقویٰ ہے۔

ایک لڑکی اور جن کا واقعہ

خبر دی ہم کو فقیہ ابوالفتح نصر اللہ بن یوسف بن خلیل نے احمد بن ہاشمی بغدادی کرخی نے قاہرہ میں ۶۴۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن حافظ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق نے بغداد میں ۶۳۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو عبدالرزاق اور میرے چچا عبدالوہاب اور عمران کیمانی اور بزاز نے ۵۹۱ھ میں۔ (دوسرا سلسلہ شروع)

اور خبر دی ہم کو شیخ ابو الفتوح محمد بن ابی المحاسن یوسف بن اسماعیل بن احمد بن علی قرشی تمیمی بکری بغدادی قلقشی نے قاہرہ میں ۶۶۸ھ میں کہا خبر دی ہم کو شریف ابو جعفر محمد بن القاسم لبیب بن نفیس بن یحییٰ العلوی حسینی نے بغداد میں ۶۳۰ھ میں کہا خبر ی ہم کو شیخ عارف ابو الخیر بشیر بن محفوظ بن غنیمہ نے بغداد میں اپنے مکان میں جو کہ ب ازج میں تھا ۵۹۴ھ میں ان سب نے کہا کہ خبر دی ہم کو ابو سعد عبداللہ بن احمد ن علی بن محمد بغدادی ازجی نے بغداد میں ۵۵۴ھ میں کہا کہ میری بیٹی جس کا نام فاطمہ تھا ہماری چھت پر چڑھی ۵۳۰ھ میں۔ جس کو کوئی اٹھا کر لے گیا۔ وہ باکرہ تھی اور اس کا سن اس دن ۱۶ سال کا تھا۔ تب میں شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اس کا ذکر آپ سے کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آج کی رات تم کو کرخ کے

جنگل کی طرف جاؤ پانچویں ٹیلے کے پاس جا کر بیٹھو زمین پر اپنے گرد ایک دائرہ کھینچ لو اور خط کھینچنے کے وقت یہ کہنا باسم اللہ وبنہ عبدالقادرؒ پھر جب تھوڑی رات آجائے گی تو تمہارے پاس جنوں کا گروہ آئے گا۔ جن کی صورتیں مختلف ہوں گی۔ تم ان سے مت ڈرنا۔ اور جب صبح ہو جائے گی۔ تو اس وقت ان کا بادشاہ تمہارے ایک لشکر کے ساتھ آئے گا تم سے تمہارا مطلب پوچھے گا تم انہیں کہہ دینا کہ مجھ کو عبدالقادرؒ نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ اور اس سے اپنی لڑکی کا حال بیان کرنا تب میں گیا اور جو کچھ مجھے آپ نے حکم دیا تھا اس کے موافق عمل کیا مجھ پر ڈراؤنی شکل والی صورتیں گذریں لیکن کسی کو مجال نہ تھی کہ اس دائرہ کے قریب آئے جس میں کہ میں تھا اور رات بھر گروہ در گروہ آتے رہے حتیٰ کہ ان کا بادشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اس کے سامنے ایک گروہ تھا۔ وہ آکر دائرہ کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اے انسان تمہاری کیا حاجت ہے میں نے کہا کہ مجھ کو شیخ عبدالقادرؒ نے تمہاری طرف بھیجا ہے تب وہ گھوڑے پر سے اتر پڑا اور زمین پر بوسہ دیا اور دائرہ سے باہر بیٹھ گیا اس کے ساتھی بھی بیٹھ گئے اور کہا تمہارا کیا معاملہ ہے۔ تب میں نے اپنی لڑکی کا حال بیان کیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ کام کس نے کیا ہے۔ انہوں نے اس کے حال سے لاعلمی بیان کی پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک جن کو پکڑ کر لائے۔ جس کے ساتھ وہ لڑکی تھی۔ اور کہا گیا کہ یہ چین کا جن ہے اس سے پوچھا گیا کہ تم کو کس چیز نے اس امر پر برانگیختہ کیا۔ کہ قطب کی رکاب کے نیچے چوری کرے۔ اس نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا اور اس کی محبت میرے دل میں آئی بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دی جائے۔ اور مجھ کو میری بیٹی حوالہ کی۔ میں نے اس سے کہا کہ میں نے آج رات کا سا معاملہ کبھی نہیں دیکھا۔ اور تم شیخ عبدالقادرؒ کی اس قدر فرمانبرداری کرتے ہو اس نے کہا ہاں بیشک وہ اپنے گھر بیٹھے ہمارے جنوں کو دیکھتے ہیں۔ حالانکہ دور کے رہنے والے ہوتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہی اپنے مکانوں کی طرف آپ کی ہیبت کی وجہ سے بھاگ جاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ جب کسی قطب کو مقرر کرتا ہے تو اس کو جن وانس پر غلبہ دیتا ہے۔

اور یہ سب کہتے ہیں کہ ایک شخص شیخ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں اصبہان کا رہنے والا ہوں میری ایک بیوی ہے جس کو اکثر مرگی کا دورہ رہتا ہے اور تعویز منتر والوں کو اس کے معاملہ نے عاجز کر دیا ہے شیخ نے فرمایا کہ یہ ایک جن ہے جو کہ سراندیپ کے جنگل کا رہنے والا ہے اس کا نام خانس ہے اور جب تیری بیوی پر مرگی آئے تو اس کے کان میں یہ کہدیجو کہ اے خانس تم کو شیخ عبدالقادرؒ جو کہ بغداد میں رہتے ہیں کہتے ہیں کہ پھر نہ آئیو اور اگر نہ منع ہو گا تو ہلاک ہو گا۔ تب وہ شیخ چلا گیا اور دس سال تک غائب رہا پھر وہ آیا اور ہم نے اس سے پوچھا اس نے کہا کہ میں نے شیخ کے حکم مطابق اس سے کہہ دیا تھا سو اب تک اس کو مرگی کا اثر نہیں۔

یہ سب کہتے ہیں کہ منتر کرنیوالوں کے سردار نے یہ بات کہی ہے کہ شیخ عبدالقادرؒ کی زندگی میں چالیس سال تک بغداد میں کسی پر مرگی کا اثر نہیں ہوا جب آپ کا انتقال ہوا تو وہاں مرگی کا اثر ہوا۔

اور فرمایاؒ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے بیان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک ایک طاق ہے آپ کی روح پاک اس طاق میں لیمپ ہے وحی کی چمک اس لیمپ کا چراغ ہے۔ آپ کی طرف وحی کا آنا جانا نور پر نور ہے جب نبوت کا نور دل کے طاق کے لیمپ میں روشن ہوتا ہے تو آپ کا دل کا آئینہ روشن ہو جاتا ہے تو اس سے آپ غائب الغیب چیزیں دیکھتے ہیں وہ بلیغ الزبان سے مخاطب کئے گئے۔ آپ کی عقل کی آنکھ کے لئے ملاء اعلیٰ کی طرف ایک سوراخ ظاہر ہو گئی۔ اس پر ازل کے لطیفوں کے خفیہ امور پیش کئے جاتے ہیں وہ حادثات اور قدیم کے درمیان ترجمان ہو گئی نور معرفت کے اندازہ کے موافق اللہ عزوجل کی طرف سیر ہوا کرتی ہے۔ معرفت قوت عقل کے اندازہ پر ہوتی ہے۔ عقل اسی قدر کے موافق ہوتی ہے جو کہ اس دیوان میں معین ہو چکی ہے کہ ہم نے تقسیم کر دیا۔ الخ

ولایت و نبوت

ولی وہ شخص ہے جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر چلے نبوت اور ولایت

نتائج ہیں جو کہ اسی کی رحمت سے مختص ہے۔

اور فرمایاؒ عقل و شرع کے بارے میں۔ عقل اور شرع دو نور ہیں جو کہ اپنی چمک کی وجہ سے مومن کے دل کے سوراخوں میں داخل ہوتے ہیں وہ اس میں ایسے مل جاتے ہیں جس طرح پانی شراب میں ملتا ہے اور ہواؤں میں لطافت ملتی ہے نبوۃ کی شکلیں عقل کے آئینہ کی صفائی میں پڑتی ہیں۔ جیسا کہ روح کا نور جسم کی ظلمت میں پڑتا ہے عقلیں ایک حال ہیں جو کہ روحوں کے پانیوں کے نکلنے کی جگہ پر دلوں کے اسرار کے باغوں میں لگائے گئے ہیں۔ تاکہ حکم کے پرندوں کو غیب کے خلا سے فکر کے شکاری کے ساتھ شکار کرے نبوت ایک الٰہی نور ہے وہ عقل کی اس آنکھ پر ہے جو کہ یقین کی طرف منسوب ہے اشراق معنوی کے ساتھ چمکتا ہے اس سے چمک کی شعاعوں کی استعداد پیدا ہو گی اس کا نور چمکے گا اس کے سر پر پڑنے سے وہ اثر ہوتا ہے کہ جو صبح کا ظلمت پر اور ارواح کا اجسام پر ہوتا ہے۔ اس کی بخشش الٰہی صورتوں کے باطنوں پر کیا ہی فیضان پہنچاتی ہے۔ شکلوں کے اسرار اس کے لطف کے اشراق سے ہیں اور انوار کی روشنی اس کی فراخ رحمت ہے جس کو علم ضروری کی وجہ سے حاصل کیا ہے کیونکہ ایک جسم کا وجود دو محلوں اور ایک عرض کا تعلق دو جوہروں سے دونوں اچھی طرز سے اور دونوں بری طرز سے محال ہے۔"

نبوت کے آفتاب کی ہدایت کے انوار اور اسرار کا فیضان سوا عقلوں کے شہروں کے کنگروں کے جو کہ اس کام ے لئے خدائی احکام سے تیار کی گئی ہیں اور کہیں نہیں پڑتے نبوت ایک غیبی ہدایت ہے جو کہ قدم کے ارادہ کے راستوں میں بعض بنی آدم کی طرف ان شریف سواریوں پر چلتے ہیں۔ اور تیرا پروردگار جو چاہتا ہے۔ اور جس کو پسند کرتا ہے پیدا کرتا ہے۔

ہم کو خبر دی شریف ابو العباس احمد بن شیخ ابی عبداللہ محمد بن ابی الغنائم حسینی دمشقی پھر بغدادی نے قاہرہ میں ۶۷۴ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں ۶۷۴ھ میں کہا کہ شیخ ابو الہیتیؒ ایک دن سیدی شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے گھر میں داخل ہوئے میں ان کے ساتھ تھا۔ ہم نے دہلیز میں ایک جوان کو پایا جو کہ چست لیٹا

ہوا ہے۔ اس نے شیخ علی سے کہا کہ آپ میری سفارش شیخ عبدالقادرؒ کی خدمت میں کریں۔ جب ہم شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابن الہیتی نے اس کا ذکر کیا۔ تب شیخ نے فرمایا کہ تمہارے لئے ہم نے معاف کر دیا۔ پھر جب شیخ علی نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا انہوں نے اس سے کہا کہ ہم نے تمہاری سفارش شیخ کے نزدیک کی ہے۔ وہ کھڑا ہوا اور دہلیز کے اندر سے نکل کر ہوا میں اڑ گیا اور میں اس کو دیکھتا تھا۔ پھر ہم شیخ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ان سے پوچھا کہ کیا بات تھی آپ نے فرمایا کہ یہ ہوا پر اڑ کر جا رہا تھا اور دل میں کہنے لگا کہ بغداد میں کوئی مرد (کامل) نہیں۔ میں نے اس کے حال کو چھین لیا۔ اگر شیخ علی نہ ہوتے تو میں اس کا حال نہ لوٹاتا۔

وہ کہتے ہیں کہ میں مدرسہ کی چھت پر مغرب و عشا کے درمیان ہفتہ کی رات نو ربیع الاخر ۵۵۳ھ میں چت لیٹا ہوا تھا۔ گرمیوں کے دن تھے۔ اور سیدی محی الدین عبدالقادرؒ میرے سامنے قبلہ کی جانب تھے میں نے خلا میں ایک شخص کو دیکھا جو کہ ہوا میں اڑتا جاتا تھا۔ جس طرح تیر جاتا ہے اس کے سر پر ایک لطیف عمامہ تھا اس کے دونوں کندھوں میں اس کا شملہ تھا۔ اس کے سفید کپڑے تھے۔ اس کی کمر میں لنگی تھی جب وہ شیخ کے سر کے مقابل آیا تو اس طرح اترا جیسا کہ عقاب شکار پر گرتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ آپ پر سلام کہا۔ پھر ہوا میں اڑ گیا۔ یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گیا۔ پھر میں کھڑا ہو کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کو دیکھا میں نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ وہ مردان غیب سے ہے جو کہ اڑتے پھرتے ہیں ان پر خدا کا سلام ہو۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک دن ماہ محرم ۵۵۹ھ میں حلبہ میں ان کی رباط کے چھجہ میں تین تین سو زائرین جمع تھے آپ اندر سے جلد باہر تشریف لائے اور لوگوں کو چلا کر کہنے لگے۔ جلد باہر نکلو جلد باہر نکلو۔ پھر سب باہر نکل آئے۔ اور چھجہ میں کوئی باقی نہ رہا۔ اس وقت چھت گر گئی اور لوگ بچ گئے آپ نے فرمایا کہ میں گھر میں تھا مجھ سے کہا گیا کہ عنقریب چھت گر پڑے گی۔ اس لئے میں تم پر ڈرنے لگا۔

منصور حلاج کے بارے میں شیخ نے یہ بھی فرمایا ہے

اور شیخ نے حلاج کے بارے میں یہ بھی فرمایا کہ ایک عارف دعویٰ کے کنارے اناالحق کے بازو سے اڑا اس نے ہدایت کے باغ کو کسی جاندار اور انیس سے خالی دیکھا اس نے بغیر اپنی بولی کے اپنی موت کے آنے کے لئے سیٹی بجائی تو اس پر بادشاہی عقاب اس پردہ سے ظاہر ہوا کہ بیشک اللہ تعالیٰ عالمین سے غنی ہے اس کی کھال میں پنجہ گاڑ دیا کہ ہر نفس موت کا چکھنے والا ہے زمانہ کے سلیمان کی شرع نے اس سے کہا کہ تم نے اپنی نعت کے بغیر کیوں کلام کیا تم غیر معروف آواز سے جو تم جیسوں کے لئے مقرر نہیں ہے۔ کیوں گانے لگے اس وقت تم اپنے وجد کے پنجرے میں داخل ہو جاؤ۔ تم قدوم کی عزت کے طریق سے حدوث کی ذلت کے تنگ راستہ کی طرف لوٹو اپنے اقرار کی زبان سے کہو تاکہ مدعی لوگ تمہاری بات سنیں پانیوالے کو واحد کا اکیلا کہنا کافی ہے حفظ طریق کا دارومدار خدمت شرع کے وظائف کا قائم کرنا ہے۔

ہم کو ابو عبداللہ محمد بن احمد بن منظور کتانی نے مقسم میں ۷۱۶ھ میں خبر دی کہا خبر دی ہم کو میرے دادا منظور اور شیخ موفق الدین عبدالرحمٰن بن شیخ ابو الحرم مکی بن امام ابو عمرو عثمان سعدی شارعی نے ۶۴۳ھ میں ان دونوں نے کہا خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ابی ظاہر ابراہیم بن نجا بن غنائم انصاری دمشقی فقیہ حنبلی واعظ وارد مصر نے شارع عام میں ۵۹۸ھ میں کہا کہ میں نے ایک دفعہ حج کیا۔ اور بغداد میں' میں اور میرا رفیق آیا ہم اس سے پہلے شہر میں داخل نہ ہوئے تھے اور کسی کو ہم پہچانتے نہ تھے۔ ہمارے پاس سوا ایک چھری کے اور کچھ نہ تھا۔ میں نے اس کو بیچ ڈالا اور اس کی قیمت سے چاول خریدے۔ جن کو ہم نے کھایا وہ اچھے معلوم نہ ہوئے اور ہمارا پیٹ نہ بھرا۔ ہم شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور جب ہم بیٹھ گئے تو آپ نے قطع کلام کیا۔ اور فرمایا مساکین و غربا (عرب سے آئے ہیں ان کے پاس چھری کے بغیر کچھ نہ تھا انہوں نے بیچ ڈالا۔ اور اس کی قیمت سے چاول خریدے جو ان کو اچھے معلوم نہ ہوئے۔ ان کا اس سے پیٹ نہ بھرا میں یہ بات سن کر بہت متعجب ہوا۔ جب اپ نے اپنا کلام پورا کیا۔ تو دستر خوان بچھانے کا حکم دیا۔ میں نے رفیق سے آہستہ کہا کہ تم کیا

چاہتے ہو۔ اس نے کہا کشک (جو کا پانی جسے سرکہ یا دودھ میں جوش دیا جائے) اور تیتر اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ شہد چاہتا ہوں۔ تب شیخ نے خادم سے فرمایا کہ کشک تیتر شہد کے ساتھ فوراً لا۔ اس نے وہ دونوں حاضر کر دیئے۔ اور فرمایا کہ ان دونوں شخصوں کے سامنے رکھ دے۔ اور ہم دونوں کی طرف اشارہ کیا اس نے کشک کو میرے سامنے رکھ دیا۔ اور شہد میرے رفیق کے سامنے شیخ نے فرمایا کہ اس کے برعکس کرو مصیبت ہو گی۔ پھر میں تو چلا اٹھا۔ اور سعی کی لوگوں پر سے کودتے ہوئے آپ کی طرف دوڑ کر گیا۔ تب آپ نے مجھ سے فرمایا کہ دیار مصریہ کے واعظ خوش آئے۔ میں نے کہا کہ اے میرے سردار یہ کیسے کیونکہ میں تو سورۂ فاتحہ صحیح طور پر نہیں پڑھ سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ تم کو یہ کہوں وہ کہتے ہیں کہ پھر آپ سے علم پڑھنے لگا تو خدا نے مجھ پر علم کا دروازہ ایک ہی سال میں اتنا کھول دیا کہ اس قدر کسی اور پر میرے سوا بیس سال تک نہ کھولا ہو گا۔ میں نے بغداد میں وعظ کیا پھر میں نے آپ سے مصر کے جانے کا اذن لیا تو آپ نے فرمایا کہ تم عنقریب دمشق پہنچو گے۔ اس میں تم ترکوں کو پاؤ گے۔ جو مصر میں جانے کے لئے تیار ہوں گے۔ تاکہ اس کے مالک بن جائیں۔ تم ان سے کہنا کہ اس دفعہ تم ہرگز اپنے مقصود کو حاصل نہیں کر سکتے بلکہ تم لوٹ جاؤ۔ اور دوسری دفعہ جانا اور اس کے بعد مالک بننا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں دمشق آیا تو میں نے وہی معاملہ پایا۔ جو شیخ نے مجھے فرمایا تھا۔ میں نے ان سے وہی بات کہدی جو آپ نے مجھے فرمائی تھی۔ مگر انہوں نے میری بات نہ مانی۔ میں مصر میں گیا تو خلیفہ کو پایا کہ وہ ان سے لڑنے کی تیاری کر رہا ہے۔ میں نے اس سے کہہ دیا کہ کچھ مضائقہ نہیں یہ لوگ ناکام واپس جائیں گے اور آپ لوگ کامیاب ہوں گے۔ پھر جب ترک مصر میں آئے تو مغلوب ہوئے۔ مجھ کو خلیفہ نے اپنا ہم نشین بنا لیا اور مجھ کو اپنے اسرار سے خبردار کیا۔

پھر دوسری دفعہ ترک جو آئے تو وہ مصر کے مالک ہو گئے۔ اور بوجہ اس کلام کے کہ میں نے ان سے دمشق میں کہی تھی میری بڑی عزت و تواضع کی۔ مجھ کو دونوں سلطنتوں سے شیخ عبدالقادرؒ کی ایک بات بتلانے کی وجہ سے ڈیڑھ لاکھ دینار حاصل

ہوئے۔ اور یہ شیخ زین الدین مدت تک مصر میں رہے۔ ان کی بابت کہا گیا ہے کہ علاوہ اور علم کے کتاب تفسیر، ان کو حفظ تھی۔ اور وہاں پھر ان کو بڑی مقبولیت خاص و عام سے حاصل ہوئی۔ یہ منجملہ علماء محدثین تھے۔ وہاں پر وعظ کہتے تھے لوگوں نے ان سے فائدہ حاصل کیا۔ اور وہیں ماہ رمضان ۵۹۶ھ میں فوت ہوئے ان کی پیدائش دمشق میں ۵۰۸ھ میں ہوئی تھی۔

طریق سلوک کے تین رکن ہیں

اور فرمایا اس کے طلب کے راستہ میں تیرا تنہا ہونا ہی محبت کی علامت ہے۔ تیرے دل کی آنکھ کا اس کے ماسوی کی طرف ایک دفعہ دیکھنا بعد کی علامت ہے اس کے ذکر کے بغیر تیرا بولنا تیرے دل کے آئنہ پر میل ہے جو شخص کہ اس کے بغیر سے مشغول ہوا اس نے وصل کی شیرینی نہیں چکھی۔

جو شخص کہ چشم زدن میں غیر کی طرف مائل ہوا تو اس کی بارگاہ رحمت کے قریب نہ ہوا۔ طریق (سلوک) کے تین رکن ہیں۔ حق صدق اور عدل۔ عدل تو اعضاء پر ہوتا ہے۔ حق عقول پر۔ صدق دلوں پر جس شخص نے اپنے رب کو صدق دل کے ساتھ طلب کیا تو اس کا سچ اس کے دل میں ایک ایسا آئینہ بن جائے گا کہ اس کو دنیا اور آخرت کے عجائبات دکھائے گا۔

حیات ابدی کے قوانین کا حفظ کرنا۔ حیات فانی کے قوانین کے حفظ کرنے سے بہتر ہے تنہا رہنا فکر کا دروازہ ہے اور کثرت فکر حضور کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضور قلب کا ہونا توفیق کی علامت ہے۔ حصول توفیق حضرت قدس تک رہنما ہوتی ہے۔ تمہارا پیٹ بھر کر کھانا بندگی کے چشمہ کی صفائی کو مکدر کر دیتا ہے۔ خدمت کے وضائف کے بجا لانے سے تیرا اعراض کرنا اس سے اعراض کرنے کا سبب ہے۔ اے غلام تو اس بلبل کی طرح نہ بن کہ ربیع کے موسم میں اپنی آواز پر خوش ہے۔ اپنے غم کی لمبی آواز کے ساتھ ٹھہر جاتی ہے۔ اپنے وقت کو اپنی آواز کی لذت کے ساتھ گذار دیتی ہے۔ یہ بات سوائے سوزش کی شکایت کے حاصل نہیں ہوتی۔ لیکن تم باز کی طرح

بنو کہ وہ بلبلوں کی آواز کی طرف جو باغ میں بولتی ہیں۔ التفات نہیں کرتا۔ اور غیبی نغمات کی لذت پر خوش نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کو عقل کے غلبہ پر بھروسہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے حقیقی آب حیات کو اس زمین میں طلب کیا۔ کہ اے میرے رب مجھے اپنے آپ کو دکھا دے تو اس سے کہا گیا کہ وہ اس پہاڑ کے پیچھے ہے یعنی ہر گز نہیں دیکھ سکے گا۔

اور سکندر جو اس کا طالب تھا وہ اس امر کا محتاج ہوا کہ اس کی طرف سوزش کے یا جوج کی دیوار کو قطع کرے اور ماجوج کی دیوار کو توڑ دے۔ اس کو صحت توحید کے ساتھ عمدہ بنا' وہ توحید کے موجودات میں عقل کی آنکھ پر چمک کو محو کر دیتی ہے۔ اور عقل کے سفر سے دنیا کے دائرے سے آخرت کے مکان کی طرف نکلتی ہے۔ کیونکہ اس کو وہ ایسے درخت کے سایہ کے نیچے پائے گا۔ کہ "بہت سے چہرے آج کے دن تر و تازہ ہوں گے اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے" یہ درخت جناب قدس میں سچے مکان میں باقدر بادشاہ کے پاس ہے جو کہ نہ شرقی ہے کہ جو دنیا کے کنارے کے مشرق سے طلوع کرتا ہے۔ بلکہ اسرارا کے آسمان کے مشارق میں اور نہ غربی ہے کہ وہ موجودات کے خلد کے مغرب سے چمکے بلکہ دلوں کے معانی کے مغارب میں عیسیٰ صلوات اللہ علیٰ نبینا و علیہ نے زمین میں حیات حقیقی کے چشمہ کو طلب کیا تو ان سے کہا گیا تم اس کو نہیں پاؤ گے مگر اس تختی کے بعد کہ "میں تجھ کو پورا لینے والا ہوں"۔ ان تختوں کے ساتوں کے اس مقام کے نیچے کہ میں "تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں"۔ اور محبوب کل احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حیات کے چشمہ کو معراج میں پایا اور رات کو اپنے بندے کو سیر کرائی اس مجلس میں کہ نہ ٹیڑھی ہوئی آنکھ اور نہ زیادتی کی"۔ ان سے کہا گیا کہ آپ اس پانی سے غسل کریں کہ "نہ جھوٹ بولا دل نے"۔ اور اس کے موتیوں سے ایک ہار لے جس کو تیرے لئے ناظم شوق سے اس لڑی میں پروئے کہ "بے شک اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا"۔ یہی مطلب ہے کہ تیری ذات جان کے بعد نہ مرے گی۔ اور اس کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ میرے سامنے میری امت کے اعمال پیش کئے جائیں گے۔

خبردی ہم کو ابو عبدالغالب بن احمد بن احمد بن علی بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن تمیمی واسطی اصل بغدادی و مولدو مکان نے قاہرہ میں کہا خبردی ہم کو شیخ ابو محمد اللطیف بن شیخ ابی النجاۃ سالم بن احمد بغدادی نے معروف خطاب خادم شیخ محی الدین عبدالقادرؒ نے بغداد میں ۶۳۰ھ میں کہا خبردی ہم کو میرے باپ نے ۵۷۹ھ میں کہا کہ میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادرؒ پر ایک وقت ۲۵۰ دینار مختلف قرضوں کے ہو گئے۔ ایک شخص آیا جس کو میں پہچانتا نہ تھا۔ وہ آپ کی خدمت میں بغیر اذن لئے آگیا اور دیر تک آپ سے باتیں کرتا رہا۔ آپ کے لئے سونا نکلا اور کہا یہ قرض کے ادا کے لئے ہے اور چلا گیا تب مجھ کو شیخ نے حکم دیا کہ میں ہر ایک حقدار کو اس کا حق پہنچا دوں اور فرمایا کہ یہ تقدیر کا صراف ہے۔ میں نے کہا کہ تقدیر کا صراف کون ہوتا ہے کہا ایک فرشتہ ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ اپنے اولیاء کے قرضدار کے لئے بھیجا کرتا ہے اور وہ اس کی طرف سے پورا کر دیتا ہے راوی کہتا ہے کہ ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے اس اثنا میں آپ چند قدم ہوا میں اڑ کر چلے اور فرمایا اے اسرائیل ٹھہر جا کلام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سنتا جا۔ پھر آپ اپنی جگہ پر آگئے۔ آپ سے جو پوچھا گیا تو فرمایا کہ ابوالعباس خضر ہماری مجلس پر سے جلد جلد جا رہے تھے اس لئے میں اڑا اور ان سے وہی بات کہی جو تم نے سنی ہے۔

اور فرمایاؒ ایک آدمی کی پیدائش کے بارے میں اس انسان کی خلقت کیا ہی عجیب ہے۔ اور حکمتوں کے لحاظ سے کیا ہی غریب ہے صانع تبارک و تعالیٰ نے اس میں ایک فرشتہ اس کی عقل کے ساتھ مقرر کیا ہے اگر وہ ہوا و ہوس نہ کرتا اگر اس میں کثافت طبع نہ ہوتی تو لطیف المعنی تھا۔

وہ ایک خزانہ ہے کہ جس میں غیب کے اسرار کے عجائبات اور مختلف علوم کے مجموعے امانت رکھے گئے ہیں۔ یہ ایک برتن ہے جو کہ نور سے بھرا ہوا ہے اور جلد کی ظلمت ہے کہ جس میں روح کی عروس عجیب صورتوں کے پردوں کے ساتھ غیروں کی آنکھوں سے چھپی ہوئی ہیں تقدیر نے اس کے جمال کو فرشتوں کی آنکھوں کے سامنے ان حلوں میں روشن کر دیا ہے۔ کہ بے شک ہم نے بنی آدم کو مکرم کر دیا۔ اس مجلس

میں کہ "ہم نے ان کو فضیلت دی"۔ عقل میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ عالم شہادت میں سے ہے۔

نکلوں کے سیپوں نے ارواح کے تمام موتیوں کو وجود کے سمندر میں علم کی کشتیوں میں اس لئے اٹھایا ہے کہ اس سے نور یقین کی روشنی کو کامل کریں پھر روح کی ہوا کے ساتھ مشاہدہ کے جزائر کی طرف چلیں اور اس میں عقل کا سلطان ہوا کے سلطان کے مقابل ٹھہرا دونوں نے اس کے سینہ کے وسیع میدان میں مقابلہ و مقاتلہ کیا نفس سلطان ہوا کے خاص لشکریوں میں سے ہے۔ روح سلطان عقل کے خاص لشکریوں میں سے ہے۔ پس حکم کے موذن نے ان میں اذان دی کہ اے اللہ کے قافلہ والو سوار ہو جاؤ اے حق کے لشکریو ظاہر ہو جاؤ۔ اے ہوا کے لشکرو آگے بڑھو۔ ہر ایک اپنے گروہ کی مدد کا ارادہ رکھتا ہے ہر ایک اپنے خصم کے مغلوب کرنے کا قصد کرتا ہے۔ پھر توفیق نے ان دونوں سے بزبان سابق غیب کہا کہ جس کو میں مدد دوں گی۔ غلبہ اسی کے جھنڈوں سے بندھا ہو گا۔ جس کی میں مدد کروں گی۔ وہ دنیا اور آخرت میں سعید ہو گا۔ اور جس کے ساتھ میں ہوں گی۔ اس کو سچے مکان تک پہنچا دوں گی۔ توفیق یہ ہے کہ خدا کی اپنے ولی کے لئے اچھی نظر سے بچشم رعایت دیکھنا۔

اے غلام عقل کی اتباع کر اور بے شک وہ تیرے لئے بڑی سعادت کے کشادہ راہ پر ٹھہری ہے اپنے نفس اور ہوا کو چھوڑ دے میں یہ عجیب بات دیکھتا ہوں روح آسمانی اور غیبی ہے۔ نفس مٹی اور زمین والا ہے۔ لطیف پرندہ کثیف گھونسلے سے عنایت کے پر کے ساتھ بلندی کے درخت کی طرف اڑا زبان شوق کے راگ سے چہچہایا۔ انس کے ہم نشین نے اس سے باتیں کیں۔ حقائق کے جواہر معارف کے اطراف سے چن لئے وہ وجود کی ظلمت کے پنجرہ میں کثیف ہو کر بند ہو گیا۔ جب کہ قالب فنا ہوتے ہیں تو قلوب کے اسرار باقی رہتے ہیں اگر وہ تیرے دل کی طرف ایک دفعہ دیکھ لے تو اس کو مقام عرش تک قائم کر دے حقائق علوم اس کو سپرد کر دے اس کو اسرار معرفت کا خزانہ بنا دے پس اس وقت عقل کی آنکھ جمال ازل دیکھتی ہے۔ ہر شے سے جو کہ صفات حدوث سے متصف ہو اعراض کرتی ہے تیرے دل کی بصیرت کے سامنے ملکوت

کے جمال دل کے آئینہ میں متقابل ہوتے ہیں۔ تیرے دل کی آنکھوں کے سامنے مجلس کشف میں نشانات کے حقائق سے فتح کی عروسیں آراستہ کی جاتی ہیں۔ پھر اس وقت عروس کی چمک دار چیزوں کے آثار تیری ہمت کی سختی سے محو ہو جاتے ہیں۔

اے مخص روشن عقلیں پھر ظلمت میں کامل مردوں کے چراغ میں صاف فکریں عارفوں کے دلائل ہیں۔ عنایت' سابقہ خود یقینی کے چہرہ سے شک کا نقاب کھول دیتی ہے۔ ظن اور ارادہ لاحقہ جب مزاحم ہوتے ہیں تو حق کے ہاتھ کے ساتھ افکار باطلہ کے جب دلائل قاصر ہوں تو منقطع ہو جاتے ہیں۔

مجلس وعظ میں بارش نہ ہونا اور باہر بارش کا ہونا

خبر دی ہم کو ابو سالم بن علی بن عبداللہ و میاطی نے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو الحسن خفاف نے بغداد میں ۶۳۴ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو سعید مدلل حریمی نے بغداد میں ۵۷۹ھ میں خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن یوسف بن عبداللہ قطامی زبیدی اصل بغدادی مولدو مکان نے قاہرہ میں ۶۷۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو الحسن علی بتنائی نے بغداد میں ۶۳۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو عمران کیمانی اور بزار نے بغداد میں ۵۹۱ھ اور خبر دی ہم کو ابو علی حسن بن سنجیم عورانی اور ابو القاسم محمد بن عباوہ بن محمد انصاری نے قاہرہ میں ۶۷۰ھ میں ابو علی کہتے ہیں خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی نے قاہرہ میں ۶۱۷ھ میں کہا ابو القاسم نے خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسین علی القرشی نے دمشق میں ۶۱۸ھ میں اور خبر دی ہم کو ابو عبداللہ محمد بن ابو الحسین علی بن الحسین دمشقی پھر موصلی نے قاہرہ میں ۶۷۲ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ عدی نے موصل میں ۶۳۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ ابو البرکات نے کہا خبر دی ہم کو میرے چچا پیشواء شیخ عدی بن مسافرؒ نے ان سب نے کہا کہ ایک دفعہ بارش ہوئی اور شیخ محی الدین عبدالقادرؒ وعظ فرما رہے تھے تو بعض اہل مجلس جانے لگے تب آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا کہ (خداوندا) میں تو لوگوں کو جمع کرتا ہوں۔ اور تو متفرق کرتا ہے۔ پھر بارش خدا کے حکم سے مجلس کے اوپر بند ہو گئی۔ اور مدرسہ کے

باہر بارش ہوتی تھی۔ مجلس پر ایک قطرہ بھی نہیں پڑتا تھا۔

وہ فرماتے ہیں کہ ایک سال دجلہ اس قدر بھر آیا کہ بغداد غرق ہونے لگا تھا۔ لوگ شیخ عبدالقادرؒ کی خدمت میں فریادی آئے تب آپ نے عصا لیا اور دریا کے کنارے تک آئے پانی کی حد تک اس کو گاڑ دیا اور فرمایا یہاں تک رہو۔ اسی وقت پانی اتر گیا۔

اور خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن شیخ امام عماد الدین ابراہیم مقدسی حنبلی نے قاہرہ میں ۶۷۴ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ضیاء الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد بن احمد مقدسی نے کہا کہ میں نے شیخ ابوبکر بن احمد بن محمد خراسی سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ سے شیخ معمار نے بیان کیا کہ شیخ عبدالقادرؒ آسمان کے نیچے (میدان میں) وعظ فرما رہے تھے پھر بارش آئی تو آپ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ میں لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تو متفرق کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ خدا کے حکم سے مجلس سے بارش بند ہو گئی۔

وہی کہتے ہیں کہ میں ایک دن طاحونہ میں سے نکلا میں راستہ میں تھا کہ بارش شروع ہو گئی میں نے کہا اے میرے رب بیشک مجھ کو ثقہ سے ثقہ نے خبر دی ہے۔ ایسی اور ایسی پس ان دونوں کی عزت کی وجہ سے جو تیرے نزدیک ہے بارش کو بند کر دے۔ پھر وہ بند ہو گئی۔ یہاں تک کہ میں گھر پہنچ گیا۔ اور جب میں گھر میں پہنچ گیا۔ تو پھر بارش شروع ہو گئی۔

اور خبر دی ہم کو ابو زید عبدالرحمن بن احمد نے ۶۷۱ھ میں کہا کہ میں شیخ عالم ابو اسحق ابراہیم بن سمید داری مملی کے پاس دمشق میں ۶۱۹ھ میں تھا اور ان کے پاس ملک معظم ملک امجد ملک صالح اسٰعیل و تقی الدین و مجیر الدین پسران ایوب موجود تھے اور بارش شروع ہوئی ہم لوگ میدان میں تھے انہوں نے لوگوں سے کہا کہ میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادرؒ ایک دن کرسی پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے۔ تب بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا میں تو جمع کرتا ہوں اور تو متفرق کرتا ہے۔ پھر بادل مجلس سے ہٹ گیا اور مجلس سے باہر برسنے لگا۔ وہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم شیخ عبدالقادرؒ کا کلام ابھی پورا نہ ہوا تھا۔ کہ ہم سے بارش بند ہو گئی ہم سے دائیں بائیں برستی تھی اور ہم پر

نہیں گرتی تھی۔

اور فرمایا' اے غلام' سچ اور صفائی کو لازم کر لے اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو کوئی انسان اللہ عزوجل کا مقرب نہ ہوتا۔

اے غلام اگر تیرے پتھر دل کو اخلاص کا عصائے موسیٰ مارا جائے تو اس سے ظلمتوں کے چشمے جاری ہو جائیں۔ سو عارف محض اخلاص کے پردوں کے ساتھ موجودات کے پنجرے کی ظلمت سے نور قدس کے میدان کی طرف اڑتے ہیں۔ اور اڑنے کے بعد مقام صدق کے باغ کے سایہ میں اترتے ہیں۔

اے غلام کسی بندے کے دل میں نور یقین چمکتا ہے تو ضرور اس کے چہرے کی خوبصورتی پر ایسے نور کی روشنی آجاتی ہے کہ جس سے خدا راضی ہوتا ہے۔ ملکوت اعلیٰ میں اس کا نام لے کر فرشتے پکارتے ہیں۔ قیامت کے دن صدیقوں کے گروہ میں آئے گا۔

اے غلام نفوس کی خواہشات سے اعراض کرنا تجرید ہے بلکہ توحید ہی عارفوں کے دلوں کے لئے اس کے عشق کے سوق کی بجلیوں کی صفائی ہے یہاں تک کہ کسی غیر کے وصل سے وہ لذت حاصل نہیں کرتے۔ وہ عاشقوں کے دلوں کی شیفتگی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی محبت کے جنگلوں میں پڑ جاتے ہیں۔ اللہ عزوجل کے راستہ میں بجز توشہ صدق کے سفر نہیں کر سکتے بغیر دلوں کی آزمائش کے اس کی حضوری حاصل نہیں ہو سکتی۔ آخرت میں نظیر کی شراب کی افطاری بغیر اس کے نہیں ہو سکتی۔ کہ دنیا اور مافیہا سے روزہ رکھا جائے تیرے ترک وجود کا تجھے ایک نظر سے دیکھنا گراں نہیں ہے۔ تیرے موجودات سے نکل جانے پر اس کا ایک گوشہ چشم سے دیکھنا کچھ بہت نہیں ہے۔ جب کہ نفوس بشری کدورتوں سے صاف ہو جاتے ہیں۔ تو احکام کی تعمیل ہو جاتی ہے۔ اور جب عارف کی عقل کی نظر قوی ہوتی ہے۔ تو اس کے دل پر خدائی انوار بلند ہوتے ہیں۔ اولیاء کرام سلطانی بارگاہ کے خواص ہیں عارفان الٰہی شاہی مجلس کے ہم نشین ہیں۔ محبت کے شہد کی مٹھاس کا پیالہ' بلا کی صبر کی تلخی کو قطع کر دیتا ہے۔

اے غلام' مردوں کی عقلوں کی آنکھیں دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوا کرتیں۔ اس

کی چمکتی ہوئی بجلی کے دھوکہ سے وہ دھوکہ میں نہیں آتے بلکہ اس سے محبوب کی بات کو سمجھتے ہیں کہ دنیا کی زندگی کھیل کود کے سوا اور کچھ نہیں۔

اے غلام لذات کے چوسنے سے شیطان دلوں میں داخل ہوتا ہے۔ اور شہوتوں کے راستوں سے سینوں تک پہنچ جاتا ہے۔ دنیا کی محبت کے دھوکہ سے دلوں میں آخرت کی دشمنی کا بیج بوتا ہے۔ پس ایسے شخص کے لئے خوشی ہو کہ جو عقل کی غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاتا ہے۔ اور قرب مولیٰ کی طلب میں اس کا حال صاف ہو جاتا ہے ایسے امر کی طرف نکلنے کی جلدی کرتا ہے جس کے سوا چارہ نہیں جلد حساب لینے والے سے پہلے اپنے نفس کا حساب لے۔ آخرت کی طرف جانے میں جدوجہد کر کیونکہ دنیا بڑھنے والوں کا میدان ہے۔ اعمال کامیاب ہونے والوں کی سبقت کی چادر ہیں۔ قیامت کے پل پر گذر گاہ ہے۔ قیامت مصیبت اور کڑوی چیز ہے۔

اس کی مٹھی میں تھے دل لوگوں کے

خبر دی ہم کو شیخ ابوالقاسم بن شیخ ابوالقاسم احمد بن عبداللہ بن احمد بن علی قرشی ہاشمی بغدادی حرمی حنبلی نے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان بغدادی مشہور نانبائی نے بغداد میں ۶۳۸ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالقاسم عمر بن سعد بزاز نے بغداد میں ۶۰۴ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ بقا بن بطوؒ نہر ملکی نے ایک شیخ اور اس کے ساتھ ایک جوان شیخ عبدالقادرؒ کی خدمت میں آئے شیخ نے آپ سے عرض کیا کہ آپ اس کے لئے دعا مانگیں کہ یہ میرا فرزند ہے حالانکہ وہ اس کا بیٹا نہ تھا۔ بلکہ وہ بدعادت پر تھا۔ تب شیخ خفا ہوئے اور فرمایا کہ میرے ساتھ تمہارا معاملہ یہاں تک پہنچ گیا۔ آپ اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ تو اسی وقت بغداد کے اطراف میں آگ لگ گئی۔ اور جب ایک جگہ بجھاتے تو دوسری جگہ لگ جاتی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے بغداد میں شیخ عبدالقادرؒ کے غصہ کی وجہ سے بلا نازل ہوتے ہوئے دیکھی۔ جس طرح کہ بادل کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ تب میں جلد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو غضب کی حالت میں پایا۔ میں آپ کے ایک جانب بیٹھ گیا۔ اور عرض کی اے میرے سردار لوگوں پر رحم کھائیں۔ وہ تو ہلاک ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ کا غصہ فرو ہوا اور بلا کو میں نے دیکھا کہ جاتی رہی۔ اور تمام آگ بجھ گئی۔

انہی اسناد کے ساتھ شیخ عمر بزار سے منقول ہے کہ میں سیدی شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے ساتھ جمعہ کے دن بتاریخ ۱۵ جمادی الاخر ۵۵۶ھ مسجد جامع کی طرف گیا۔ آپ کو کسی نے سلام نہ کہا میں نے کہا یہ عجب ہے۔ ہم تو ہر جمعہ جامع مسجد میں جاتے تھے۔اور شیخ کے ساتھ اس قدر ہجوم ہوتا تھا۔ کہ ہمارا پہنچنا مشکل سے ہوتا۔ میں نے یہ فقرہ ابھی پورا نہ کیا تھا کہ شیخ نے میری طرف دیکھ کر تبسم کیا۔ اور لوگوں نے سلام کہنے کی جلدی کی۔ یہاں تک کہ مجھ میں اور آپ میں لوگ حائل ہو گئے۔ پھر میں نے دل میں کہا کہ وہ حال اس حال سے بہتر تھا۔ تب آپ نے میری طرف توجہ کی اور ہنس کر فرمایا کہ اے عمر تمہیں نے یہ ارادہ کیا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے

دل میرے ہاتھ میں ہیں۔ اگر چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر دوں۔

اور فرمایا فنا کے بارہ میں۔ اللہ عزوجل کے حکم کی وجہ سے لوگوں اور اپنی خواہش سے فنا ہو جا۔ اور اپنے ارادہ سے خدا کے فعل کے ساتھ فنا ہو جا۔ پس اس وقت تجھ میں یہ صلاحیت ہو جائے گی کہ اللہ کے علم کے لئے تم برتن بن جاؤ گے۔ اور مخلوق خدا سے تیرے فنا ہونے کی یہ علامت ہے کہ تو ان سے علیحدہ ہو جائے۔ اور جو ان کے ہاتھ میں ہے۔ اس سے ناامید ہو جائے اور اس امر کی علامت کو تو اپنے آپ اور اپنی خواہش سے فنا ہو گیا ہے۔ یہ ہے کہ حصول نفع اور دفع ضرر میں سب کے تعلق کو چھوڑ دے۔ پس تجھ میں تیرے ساتھ حرکت نہ ہو۔ اور تیرا اعتماد تجھ پر نہ ہو۔ نہ اپنے سے کسی چیز کو دفع کرے۔ نہ اپنے نفس کے لئے مدد طلب کرے۔ بلکہ یہ ساری باتیں اسی کے سپرد کرے جس کو تو پہلے دوست رکھتا ہے۔ پھر آخر تجھے وہ دوست بنائے گا۔ اور تیرے اپنے ارادہ سے فنا ہونے کی علامت یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے سوا اور کسی کا ارادہ نہ کرے۔ بلکہ اس کا فعل تجھ میں ایسا جاری ہو کہ تیرے اعضا ساکن ہوں تیرے دل میں ایمان ہو۔ تیرا سینہ کشادہ ہو۔ تیرا باطن آباد ہو۔ اپنے خالق کے ہوتے ہوئے تمام اشیاء سے غنی ہو جائے۔ قدرت کا ہاتھ تجھے پلٹا دے۔ زبان ازل تجھے بلائے تجھے تعلیم دے اپنے نور سے تجھ کو لباس پہنائے تجھ کو اول متقدمین اہل علم کے منازل تک پہنچائے پھر تو ہمیشہ شکستہ دل بنا رہے۔ تجھ میں سوائے ارادہ اللہ سبحانہ' کے اور کوئی ارادہ نہ ہو۔ اس وقت تمہاری طرف تکوین اور خرق عادت کی نسبت کی جائے گی۔ پس ظاہر تو تیرا فعل دیکھنے میں آئے گا۔ حالانکہ وہ علم میں اللہ تعالیٰ عزوجل کا سچا فعل ہو گا۔ اب فنا حد اور جائے رد ہے۔ وہ یہ کہ صرف اللہ عزوجل باقی رہ جائے۔ جیسا کہ پہلے مخلوق کے پیدا کرنے سے تھا یہ حالت فنا ہے۔ اور جب تو مخلوق سے مر جائے گا۔ تو تجھے کہا جائے گا کہ خدا تجھ پر رحمت کرے اور تجھے تیری خواہش سے مار دے تجھے کہا جائے گا خدا تجھ پر رحم کرے۔ تیرے ارادہ اور آرزو سے مار دے۔ جب تو اپنے ارادہ سے مر جائے گا۔ تو تجھ سے کہا جائے گا کہ خدا تجھ پر رحم

کرے اور تجھے زندہ رکھے پھر تو اس وقت ایسی زندگی میں رہے گا کہ جس کے بعد موت نہ ہو گی ایسا غنی ہو گا کہ اس کے بعد فقر نہ ہو گا۔ ایسا دیا جائے گا کہ جس کے بعد رکاوٹ نہ ہو گی۔ ایسا علم دیا جائے گا کہ جس کے بعد جہالت نہ ہو گی۔ ایسا امن دیا جائے گا کہ جس کے بعد خوف نہ ہو گا۔ تو سعید ہو گا شقی نہ ہو گا۔ عزت یافتہ ہو گا۔ ذلیل نہ ہو گا۔ قریب ہو گا بعید نہ ہو گا۔ بڑا ہو گا پھر حقیر نہ ہو گا۔ پاک ہو گا۔ پھر میلا نہ ہو گا۔

اے شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہو گویا کہ مخلوق نہیں ہے اور مخلوق کے ساتھ رہو گویا کہ نفس نہیں ہے۔ پھر جب تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو گویا کہ مخلوق نہ ہو تو اکیلا ہو گا اور تمام سے فنا ہو گا۔ جب تو مخلوق کے ساتھ ہو گا۔ گویا نفس نہ ہو گا۔ تو عدل کرے گا اور باقی رکھے گا۔ سب کو اپنی خلوت کے دروازہ پر چھوڑ دے اور اکیلا داخل ہو۔ اپنے مونس کو اپنی خلوت میں دل کی آنکھ سے دیکھے گا اور موجودات کے سوا مشاہدہ کرے گا۔ نفس جاتا رہے گا۔ اس کی جگہ خدا کا امر اور قرب آجائے گا۔ اس وقت تیرا جہل علم۔ تیرا بعد قرب' تیرا سکوت' ذکر۔ تیری وحشت' انس ہو گا۔

اے شخص یہاں پر سوا خلق اور خالق کے اور کچھ نہیں سو اگر تو خالق عزوجل کو اختیار کرے گا تو کہدے کہ وہ سب میرے دشمن ہیں مگر رب العلمین۔ پھر فرمایا کہ جس نے چکھا اسی نے اس کو پہچانا آپ سے پوچھا گیا کہ جس پر صفرا کی تلخی غالب ہو وہ مزے کی شیرینی کیونکر پائے آپ نے فرمایا کہ اپنے دل سے شہوات کو عمداً" فنا کر دے۔

اے شخص جب مومن نیک عمل کرتا ہے تو اس کا نفس قلب بن جاتا ہے۔ اور اس کا قلب سر بن جاتا ہے۔ پھر سر بدل جاتا ہے۔ پھر فنا ہو جاتا ہے۔ پھر فنا جاتا رہتا ہے تو وجود ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ہر دوست کو ہر دروازہ کی گنجائش نہیں ہے۔

اے شخص مخلوق کا معدوم کر دینا اور تیری طبیعت کا ملائکہ کی طرف بدلنا فنا ہے پھر ملائکہ کی طبیعت سے فنا ہونا اور اول طریق کے ساتھ مل جانا اس وقت تیرا رب تجھ کو پلائے گا جو پلائیگا اور تجھ میں بوئے گا جو بوئے گا۔ اگر تیرا ارادہ ہے تو اسلام کو پھر

تسلیم کر پھر اللہ عزوجل کے علم کو پھر اس کی معرفت کو پھر وجود کو اس کے ساتھ مضبوطی سے پکڑ پھر جب تیرا وجود اس کے ساتھ ہو جائے تو تیرا سب وجود اسی کے لئے ہو گا۔ زہد ایک گھڑی کا تقوی، دو گھڑیوں کی معرفت، ہمیشہ کا عمل ہے۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو محمد عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد قرشی مقدسی نے ۶۷۲ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد مالک بن شیخ ابی عبدالملک ذیال نے ۶۳۱ھ میں کہا۔ خبر دی ہم کو میرے باپ نے ۳۳ھ میں کہا کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے مدرسہ میں ۵۶۰ھ میں تھا۔ آپ اپنے گھر سے نکلے اور آپ کے ہاتھ میں عصا تھا۔ تب میرے دل میں یہ خطرہ ہوا کہ کاش شیخ اس عصا میں مجھ کو کرامت دکھائیں۔ آپ نے میری طرف ہنس کر دیکھا اور اس کو زمین میں گاڑ دیا۔ میں نے دیکھا تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک روشن نور ہے۔ جو کہ آسمان کی طرف چڑھتا ہے۔ تمام خلا میں اس کے سبب روشنی ہو گئی۔ اس طرح ایک گھنٹہ تک رہا۔ پھر آپ نے اس کو پکڑ لیا تو وہ عصا ہو گیا۔ جیسا کہ پہلے تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ذیال تم نے یہ چاہا تھا۔

(اور فرمایا) مومن کے دل میں پہلے حکم کا ستارہ چمکتا ہے۔ پھر علم کا پھر معرفت کا آفتاب، حکم کے ستارہ کی روشنی سے دنیا کی طرف دل کے چاند کی روشنی سے آخرت کی طرف معرفت کے آفتاب کی روشنی سے مولیٰ کی طرف دیکھتا ہے۔ نفس مطمئنہ ستارہ ہے۔ قلب سلیم چاند ہے۔ سر صافی آفتاب ہے۔ نفس کا مقام دروازہ ہے۔ قلب کا مقام دربار میں ہے۔ سر کا مقام پردہ میں ہے کہ جو اللہ سبحانہ کے سامنے کھڑا ہے۔ وہ قلب کو سکھاتا ہے۔ اور قلب نفس مطمئنہ کو، نفس پر، زبان پر، املا کرتا ہے۔ زبان مخلوق کو سناتی ہے نفس کا وجود تہمت کا محل ہے۔ قلب کا وجود شبہ کا مقام ہے۔ سر کی صفائی کے وقت عجائبات آتے ہیں۔ جب تک کہ تو نفس کے ساتھ لیتا ہے۔ حرام کھاتا ہے۔ اور جب تک پھرنے والے دل کے ساتھ لیتا ہے۔ تو مشتبہ کھاتا ہے۔ پھر جب تیرا سر صاف ہو جائے تو حلال مطلق کھائے گا۔ رضا بقضا دل کے قرب اور فضل کے گھر میں داخل ہونے فتح کے کھانے اور انس کی شراب کا سبب ہے۔ اسرار قدم زمین کے اونچے پہاڑ اور وجود کی میخیں ہیں۔ انس کا ہم نشین ایسی باتوں کے ساتھ

ان سے سرگوشی کرتا ہے۔ نفوس میں من سے زیادہ شیریں ہے۔ آپ ان سے کہتے تھے کہ اس تنگی کے بعد فراخی ہوتی ہے۔اور اس تفرق کے بعد اجتماع ہوتا ہے۔ اس کڑواہٹ کے بعد مٹھاس ہوتی ہے۔ اس ذلت کے بعد عزت ہوتی ہے اس فنا کے بعد وجود ہوتا ہے۔ پس اس وقت اس مقام کا مالک قرب کے چہرہ کے سامنے ہوتا ہے۔ اور مخلوق کے درمیان پردہ کر دیتا ہے۔ حکم کو اور علم کو اس کے دل میں جمع کر دیتا ہے۔ قرب ایک نور ہے جو اس نے پیدا کیا ہے۔ اور خرق علوت ہے قوم کے دل اللہ کے نور سے اس کے ماسوا کو دیکھتے ہیں۔ ان کو اس کی طرف دیکھنے کی جنت میں داخل کرتا ہے۔ پھر جب وہ موجودات کی طرف دیکھتے ہیں۔ تو چلاتے ہیں کہ اے حیرانوں کی دلیل ہم کو بتلا دے کہ تیری طرف آنے کا زیادہ قریب راستہ کون سا ہے۔ پھر وہ اس میں حیران ہوتے ہیں۔ کسی تسبیح خوان کی آواز کو نہیں سنتے۔ اس کے جہانوں کی طرف التفات نہیں کرتے۔ تب ان پر شفقت اور محبت کا ہاتھ آتا ہے۔ پھر ان کے دلوں کے ہاتھوں سے پکڑ لیتا ہے۔ ان کو مہربانی کی گود' انس کے پہلو' قرب کی لذت' میں رکھ دیتا ہے۔ ان سے سفر کے کپڑے اتار دیتا ہے۔ ان کو ان کی منزلوں میں اتارتا ہے۔ اپنے حضور میں ان کو جگہ دیتا ہے۔ اس کے دل کے لئے دروازے بناتا ہے۔ ہر ایک دروازہ میں سے اپنے ملک و غلبہ و جلال و جمال کو دیکھتا ہے۔ ان کے دل کے ارادہ کی فرودگاہ اور اس کے علم کے خزانے اور سر کی صورتیں ہیں۔ جوں جوں ان کے اسرار قلب کے گھر کے اطراف میں چکر لگاتے ہیں۔ علوم و اسرار اس میں گرتے ہیں۔ پھر وہ اس گھر کے جلیس بن جاتے ہیں۔ اور جو وہاں خزانے اور فائدے ہوتے دیکھ لیتا ہے۔ ان کو ہر طرف سے فراخی آتی ہے۔ ان کے پر قوی ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ اس درگاہ کے خیموں کی طرف اڑ جاتے ہیں۔ اپنے رب کے پاس لوٹتے ہیں۔ اگر وہ گرتے ہیں تو گھر کے صحن میں گرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے وہ دعا مانگتے ہوئے مقبول الدعاء محبوب مجذوب بنکر لوٹتے رہتے ہیں۔ قلب تو رب کے ساتھ اور سر' سر کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب قلب کھل جاتا ہے تو سر کی آنکھ سے رب عزوجل کا جمال دیکھتا ہے۔ حجابوں کو قطع کر دیتا ہے۔

اے شخص صدیقوں کے سینے میں رب العلمین کے اسرار کی قبریں ہیں۔ ان میں علم کے ستارے اور معارف کے آفتاب ہیں اور ان انوار سے فرشتے روشنی حاصل کرتے ہیں۔

خبردی ہم کو ابو الفضل منصور بن احمد بن ابی الفرج عراقی دوری نے ۵۷۱ھ میں کہا خبردی ہم کو ہمارے شیخ کمال الدین ابو العباس احمد بن محمد بن سمرایہ صرصینی نے بغداد میں ۶۳۱ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ ابو اسحٰق محمد بن ازہر صرصینی نے کہا ٹھہرا میں ایک مدت تک کہ اللہ عزوجل سے اس امر کا سوال کرتا تھا کہ مجھے ایک مردان غیب میں سے دکھائے۔ تب میں نے خواب میں ایک رات دیکھا کہ امام احمد بن حنبل کی قبر کی زیارت کر رہا ہوں۔ اور ان کی قبر کے پاس ایک شخص ہے۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ مردان غیب میں سے ہے۔ پھر مجھے جاگ آگئی اور امید ہوئی کہ میں ان کو بیداری میں دیکھوں گا۔ میں اسی وقت امام احمد بن حنبلؒ کے روضہ کی زیارت کو آیا۔ تو میں نے اس وقت بعینہ وہی شخص ان کی قبر کے پاس دیکھا وہ جلد زیارت کر کے وہاں سے نکلا۔ اور میں ان کے پیچھے ہو لیا۔ یہاں تک کہ وہ دجلہ تک پہنچا پھر دجلہ کے دونوں کنارے ان کی خاطر اس قدر مل گئے کہ ایک مرد کے قدم کے برابر ہو گئے۔ تب وہ اس طرف پار ہو گیا۔ میں نے ان کو قسم دلائی۔ کہ آپ ٹھہریں اور مجھ سے بات کریں۔ تب وہ ٹھہر گئے میں نے ان سے کہا کہ آپ کا کیا مذہب کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ حنفی مسلم ہوں۔ اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں مجھے معلوم ہوا کہ وہ حنفی المذہب ہیں۔ پھر وہ چل دیئے میں نے دل میں کہا کہ میں شیخ عبدالقادرؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کروں گا۔ جو میں نے دیکھا ہے میں مدرسہ میں آیا اور آپ کے دروازہ پر کھڑا ہوا۔ آپ نے گھر سے مجھے پکار کر کہا اے محمد مشرق سے مغرب تک کوئی حنفی ولی، اللہ کے سوا نہیں ہے۔ اور میرے لئے دروازہ نہ کھولا۔

اور فرمایاؒ جو شخص کہ اپنے مولیٰ کے ساتھ صدق اور خیر خواہی کا معاملہ برتتا ہے تو وہ صبح و شام اس کے ماسوئی کے وحشت زدہ رہتا ہے۔ اے قوم تم وہ دعویٰ نہ کرو۔ جو کہ تم میں نہیں ہے۔ توحید پر رہو شرک نہ کرو تقدیر کے تیروں کے نشانات بنو تم کو

صرف ان کی خراش پہنچے گی نہ قتل جس شخص کی اللہ کے بارے میں ہلاکت ہو تو اللہ پر اس کا قائم مقام ہو گا۔ اور جانو خدا تم پر رحم کرے گا۔ اگر تم قضایائے الٰہی کے موافق ہو گے (تو بہتر) ورنہ میں تمہارے دانت توڑ دوں گا۔ کیونکہ جب تک نفس صاف نہیں ہوتا۔ نفس اصحاب کہف کے کتے کی طرح ہو جاتا ہے۔ جو کہ دروازہ پر بیٹھا رہتا ہے۔ اور پکارا جائے گا۔ اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف چل۔ پس اس وقت قلب درگاہ الٰہی کی طرف داخل ہوتا ہے۔ اور رب تعالیٰ کے نظارہ کے لئے کعبہ بن جاتا ہے۔ جلال شاہی و کمال شاہی اس کے لئے ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور قرب کے خیمہ میں وطن بناتا ہے۔ بادشاہ کے پڑوس میں درخت گاڑتا ہے۔ اس کی نجابت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی ملاقات کے لئے نکلتی ہے۔ اس کا جھنڈا اس کو سپرد کیا جاتا ہے۔ اوپر کی جانب سے وہ آواز سنتا ہے اے میرے بندے تو میرے پاس رہو تو میرے لئے ہے اور میں تیرے لئے ہوں۔ پھر جب اس کی صحبت لمبی ہو جاتی ہے۔ تو وہ بادشاہ کا بھیدی اور رعایا پر اس کا خلیفہ۔ اس کے اسرار کا امین بن جاتا ہے۔ اس کو سمندر کی طرف بھیجتا ہے تا کہ ڈوبتوں کو باہر نکالے۔ اور جنگل کی طرف بھیجتا ہے۔ تا کہ بھولے ہوؤں کو راستہ بتائے پھر اگر وہ مردہ پر گزرے تو اس کو زندہ کر دیتا ہے۔ یا گنہگار پر گذرے تو اس کو نصیحت پذیر کرتا ہے۔ بعید پر گزرے تو اس کو قریب بنا دیتا ہے۔ شقی پر گذرے تو اس کو سعید بنا دیتا ہے۔ ولی بدل کا غلام ہے اور بدل نبی کا غلام ہے۔ اور نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے۔ ولایت کی مثل بادشاہ کے ہم کلام اور اس کے حضور کے بھیدی کی ہے۔ ہمیشہ اس کی صحبت میں رہتا ہے۔ مگر جب کہ خلوت کو ان کی عروس کی چھپرکٹ اور رات کو ان کے بادشاہ کے تحکت اور دن ان کو قرب بنا دیتا ہے۔ اے میرے پیارے بیٹے! اپنے خواب اپنے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کر۔

لاغر اونٹنی کو توانا کرنا

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ محمد بن خضری حسینی موصلی نے ۶۷۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے ۶۲۲ھ میں کہا کہ میں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی خدمت

تیرہ سال کی ہے۔ اور آپ میں بہت سی کرامات دیکھی ہیں۔ منجملہ ان کے یہ کہ جب تمام اطبا کسی مریض کے علاج سے عاجز آتے تھے۔ تو وہ آپ کی خدمت میں لایا جاتا تھا۔ آپ اس کے لئے دعا مانگتے تھے اس پر ہاتھ پھیرتے تھے تو وہ آپ کے سامنے کھڑا ہو جایا کرتا تھا۔ خدا کے حکم سے تندرست ہو جایا کرتا تھا۔ اور ہمیشہ آپ کے پاس سے آکر وہ جلد تندرست ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں سلطان المستنجد کا قریبی رشتہ دار لایا گیا جس کو استسقا کا مرض تھا۔ اس کو پیٹ کی بیماری تھی۔ (استسقا وغیرہ) تب آپ نے اس کے پیٹ پر ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ خدا کے حکم سے لاغر پیٹ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ گویا کہ اس کو کوئی بیماری نہ تھی۔

اور آپ کی خدمت میں ابوالمعالی احمد مظفر بن یوسف بغدادی حنبلی آیا اور کہنے لگا کہ میرے بیٹے محمد کو پندرہ ماہ ہو گئے ہیں کہ بخار اس کو نہیں چھوڑتا بلکہ بڑھتا جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ تم جاؤ اور اس کے کان میں کہہ دو اے ام ملدم تم کو عبدالقادر" کہتے ہیں کہ میرے بیٹے سے نکل کر حلہ کی طرف چلا جا۔ ہم نے ابوالمعالی سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں گیا اور جس طرح مجھے شیخ نے حکم دیا تھا ویسا ہی کیا تو وہ اب تک پھر نہیں آیا۔ اور کئی سال کے بعد ہم نے اس سے پوچھا تو کہا کہ اس دن کے بعد اس کے پاس پھر کبھی نہیں آیا۔ اور یہ خبر آئی کہ حلہ کے لوگوں کو بہت بخار آتا ہے۔

اور آپ کی خدمت میں ابو حفص عمر بن صالح حداوی اپنی اونٹنی لے کر آیا اور عرض کیا کہ میرا ارادہ حج کا ہے۔ اور یہ میری اونٹنی ہے۔ کہ چل نہیں سکتی اور میرے پاس اور کوئی اونٹنی نہیں ہے۔ پس شیخ نے اس کو ایک ایڑی لگائی اور اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھا وہ کہتا تھا کہ پھر اس کا یہ حال تھا کہ تمام سواریوں سے آگے چلتی تھی۔ حالانکہ اس سے پہلے سب سے پیچھے رہتی تھی۔

اور شیخ ابوالحسن علی بن احمد بن مذہب ازجی بیمار ہو گئے تو شیخ نے ان کی عیادت کی۔ ان کے گھر میں ایک کبوتری اور ایک قمری تھی۔ تب انہوں نے آپ سے عرض کیا یا سیدی یہ کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دیتی۔ اور یہ قمری نو ماہ سے بولتی نہیں۔ پھر شیخ کبوتری کے پاس جا کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے۔ کہ اپنے مالک کو نفع پہنچایا کر

اور قمری کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا کہ اپنے خالق کی تسبیح پڑھا کر۔ وہ کہتے ہیں کہ قمری اسی وقت بولنے لگی۔ یہاں تک کہ بغداد کے لوگ اس کی آواز سن کر جمع ہونے لگے تا کہ اس کی بولی سنیں۔ اور کبوتری انڈے دینے لگی۔ اور اپنے مرنے کے وقت تک دیتی رہی۔ اور مجھ سے ۵۶۰ھ میں فرمایا کہ اے خضر تم شہر موصل کی طرف جاؤ کیونکہ تیری پیٹھ میں اولاد ہے کہ جس کو تو ظاہر کرے گا۔ پہلے ان سے ایک لڑکا ہو گا جس کا نام محمد ہو گا۔ اس کو ایک اندھا بغدادی قرآن مجید سات ماہ میں پڑھائے گا۔ اس کا نام علی ہے۔ اور وہ سات سال کا ہو گا کہ قرآن مجیذ حفظ کرے گا۔ اور تم ۹۴ سال اور ایک ماہ سات دن زندہ رہو گے۔ اور شہر اربل میں فوت ہو گے تمہارے کان تمہاری آنکھیں تمہاری قوت سب کچھ صحیح اور تندرست رہے گا۔ ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے دادا نے موصل میں سکونت اختیار کی۔ اور میں شروع ماہ صفر ۶۶۱ھ میں پیدا ہوا میرے لئے ایک نابینا حافظ لایا گیا۔ جس نے مجھے قرآن مجید سکھایا۔ جب میں چھ سال اور پانچ ماہ کا ہوا اور ابھی سات سال ختم نہ کئے تھے کہ قرآن کو حفظ کر لیا۔ میرے والد نے حافظ جی کا نام اور ان کے شہر کا نام دریافت کیا تو کہا کہ میرا نام علی ہے اور میرا شہر بغداد ہے۔ تب والد نے شیخ کا ذکر کیا۔ میرا والد اربل میں ماہ صفر ۶۳۵ھ میں فوت ہوا اور اس نے پورے ۹۴ سال اور ایک ماہ اور سات دن پورے کئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے حواس اور قوتیں ان کی وفات تک محفوظ رکھیں۔

اور فرمایاؒ معرفت کے تین درجے ہیں۔ پہلا تو صفات و نخوت کی معرفت ہے۔ جن کے نام رسالہ کے ساتھ وارد ہوتے ہیں۔ پھر ان کے شواہد صنعت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور عقل کی زندگی کی عمدہ رونق نور کی بصارت کے ساتھ ہے جو کہ سر وجود میں قائم و دائم ہے۔ قلب کے سرور کا دوام تعظیم اور حسن اعتبار کے درمیان اچھی نگاہ سے ہے۔ اور یہ عام لوگوں کی معرفت ہے۔ کہ یقین کی شرائط اس کے بغیر قائم نہیں ہوتیں۔ اس کے تین رکن ہیں۔ اثبات صفت مع اپنے اسم کے بغیر تشبیہ کے بغیر تاویل کے دور کرنا۔ اس کی حقیقت کے اوراک اور تاویل کی تلاش سے ناامید ہونا۔ دوم یہ کہ ذات کی معرفت ذات اور صفات میں تفریق کے ساتھ کرنے کے ساتھ ہو وہ

علم جمع کے ساتھ ثابت رہتی ہے۔ میدان صفا میں صاف ہوتی ہے۔ بقاء سے اس کا کمال ہوتا ہے"۔ جمع کے چشمہ کو جھانکتی ہے۔ اس کے تین رکن ہیں۔ صفات کا شواہد پر بھیجنا اور وسائل کا مدارج پر بھیجنا۔ نشانات پر عبارت کا بھیجنا اور یہ معرفت کا خاصہ ہے۔ کہ حقیقت کے کنارہ سے مانوس ہوتی ہے۔ سوم وہ معرفت جو کہ محض تعریف میں مشہور ہے۔ اس تک استدلال سے نہیں پہنچا جاتا۔ اور نہ اس پر کوئی گواہ دلالت کرتا ہے۔ نہ کوئی وسیلہ اس کا مستحق ہے۔ اس کے پھر تین رکن ہیں۔ مشاہدہ قرب' علم پر چڑھنا۔ افق ازل سے جمع کا مطالعہ کرنا۔ اور یہ معرفت خاص الخواص کی ہے۔
معرفت بطریق توحید تو عقلوں کے منازعات پر چڑھنا اور تعلق شواہد سے تجاوز کرنا ہے۔ وہ یہ کہ توحید پر کوئی دلیل شاہد نہ ہو اور توکل میں کوئی سبب نہ ہو۔ پھر وہ حق کی سبقت کو اسی کے حکم و علم سے دیکھنے والا ہو اور اشیاء کو ان کے موقعہ پر رکھے۔ ان کو ان کے رسوم میں پوشیدہ رکھے۔ علم' تحقیق سے صحیح ہو سکتا ہے۔ عین شہود میں صاف ہوتا ہے ارباب جمع کی توحید کی طرف جذب کرتا ہے یہ وہ توحید ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کے لئے مختص کیا ہے۔ اور اپنی قدرت سے اس کو مستحق بناتا ہے اس سے اپنے برگزیدہ گروہ کے لئے اسرار کے انوار چمکائے ہیں۔ اور اپنی تعریف سے ان کو گنہگار کر دیا ہے۔ ان کو اسی کے پھیلانے سے عاجز کر دیا ہے اور اس کی طرف اشارہ کا قطب و سردار یہ ہے کہ حدوث کو ساقط کر دے اور قدم کو ثابت کرے علاوہ یہ کہ یہ اشارہ اس توحید میں ایک علت ہے کہ جس کی تحقیق بدوں اس کے ساقط کرنے کے صحیح نہیں ہوتی۔ اور یہ توحید اس کے ماسوئی ہے۔ جس کی طرف موجود اشارہ کرتا ہے باقیت اس کو دیتا ہے۔ یا اس کو کم کرتا ہے۔
یہ درجہ کسی بندہ کو صحیح نہیں ہوتا۔ مگر اس وقت کہ وہ مردہ کی طرح ہو جائے جو کہ غسل دینے والے کے سامنے ہوتا ہے۔ اسی پر اپنے رب عزوجل کی تدبیر کے تصرفات مجازی احکام قدر میں توحید کے سمندروں کے بھنور میں اپنے نفس اور اس کے وجود کے پکارنے والے کی بات ماننے سے امر حق کے قیام کے لئے جو اس نے اس سے ارادہ کیا ہے۔ فنا کرنے کے ساتھ جاری ہوتے ہیں۔ اور یہ اس طرح ہوتا ہے کہ

بندہ کا آخر اس کے اول کی طرف رجوع کرتا ہے۔ پس وہ ایسے ہی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے ہونے سے تھا۔ اور اللہ عزوجل باقی رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ ہمیشہ آپ کے علم کے ساتھ ہے کہ وہ کسی ذات کے مشابہ نہیں۔ نہ صفات کو نفی کرنے والا ہے۔ قلب کی استقامت تعطیل کو چھوڑنے اور تشبیہ کے انکار سے ہوتی ہے اور یہی امر وجود کی حقیقت و وجد کے لئے ہے۔ اور معرفت بطریق اتصال یہ ہے کہ علت سے خلاصی پانا اور استدلال سے بے پرواہ ہونا مختلف اسرار کو دور کرنا عین الوجد کے سمندر میں غور و خوض کرنا ہے۔ اس سے نہ صفت نہ مقدار معلوم کی جاتی ہے اور معرفت بطریق احسن حشمت کا ہیبت کے ہوتے ہوتے دور کرنا اور قلب کا خطاب کی مٹھاس سے خوش ہونا محبوب کے مشاہدہ کے ساتھ ساتھ روح کا خوش ہونا۔ اور محبوب سے اسرار کی باتیں بسلط انوار پر قرب کی مجالس میں کرنا ہے' یہ بسیط شے کا امر ہے۔ جیسا کہ ہیبت قبض سے اعلیٰ ہے۔ انس تو ہوشیاری ہے اور ہیبت غیبت ہے۔ پس ہر انس کرنے والا ہوشیار ہے۔ اور ہر ہیبت والا غائب ہے۔

پھر جب بندوں کو محبت کے گھونسلے میں ڈالا جاتا ہے۔ تو گویا وہ جنت میں نور کی زبان سے مخاطب ہیں۔ اور جب ان کو ہیبت کے سمندر میں ڈالا جاتا ہے تو گویا وہ جہنم میں آگ کی زبان سے مخاطب ہیں۔ پھر وہ ہیبت اور اپنی تعظیم میں مخالفت کے مراتب کے موافق متفاوت ہیں۔ شوق میں اپنی مخالفت کے موافق انس میں متفرق ہیں۔

پھر ان پر ہیبت کی آندھیاں چلیں تو اڑتے ہیں۔ اگر ان پر محبت کی ہوائیں چلیں تو زندہ رہتے ہیں۔ اب یہ عاشقوں کے دل ہیں۔ اور یہ صدیقوں کے اسرار ہیں اس کی محبت کی ہوا اور اس کے قدس کے باغ میں پھرتے رہتے ہیں۔ اپنے حال کی زبانوں سے پکارتے ہیں۔

اور معرفت بطریق ولایت تو وہ حالت محبت میں حق کے مشاہدہ میں اس کی سیاست کی ولایت کی رعایت کے ساتھ فنا مجرد کا نام ہے۔ پھر اس پر مولیٰ کے انوار پے در پے آتے ہیں۔ جب یہ پے در پے آتے ہیں تو اس کو وہ دوست بناتا ہے تو اس کو برگزیدہ کرتا ہے۔ جب برگزیدہ بناتا ہے تو اس کو صاف کر دیتا ہے۔ اور جب اس کو صاف کر

دیتا ہے تو اس سے سرگوشی کرتا ہے۔ اور مجاہدہ میں اس کی روح اس کی مدد کرتی ہے۔ اور تکلیف میں محبت اس کو لباس پہناتی ہے۔ پھر اس پر قرب کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ پھر اس کو مجالس فتح تک چڑھاتا ہے۔ پھر اس کو توحید کی کرسی پر بٹھاتا ہے۔ پھر اس سے حجاب دور کر دیتا ہے۔ پھر اس کے لئے جلال و عظمت کھول دیتا ہے۔ پھر وہ بغیر ہو کے باقی رہتا ہے۔ پس ولی خدا کی زمین کا پھول ہے۔ جس کو صدیق لوگ سونگھتے ہیں۔ پھر اس کی خوشبو ان کے دلوں کو پہنچتی ہے۔ تب وہ اپنے رب کے سوا مراتب کے موافق مشتاق ہوتے ہیں۔ سو اولیاء اللہ تعالیٰ کی عروس ہیں۔ ان کو سوا محرم کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ وہ پردہ غیرت میں اس کے پاس پردہ نشین ہیں۔ ان پر سوائے محبوب کے اور کوئی مطلع نہیں ہوتا اور معرفت بطریق تجرید تو وہ الہٰی شہود سے صفات حدوث کی کدورتوں کے دیکھنے سے تیزی اور خود نمائی دور کرنے کے ساتھ دلوں کا مجرد ہوتا ہے۔ پس تیرے لئے اس کے ہوتے ہوئے کوئی دیکھنے والا نہیں رہتا جو اس وقت میں ان کرامات کو دیکھے گا۔ جو وہاں پر ہیں۔ اور ان باتوں کا مشاہدہ کرے گا۔ کہ جو تیرے لئے غیبوں کی پوشیدہ چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس کے تین ارکان ہیں کسب یقین کے کشف سے مجرد ہونا۔ علم کے دریافت کرنے کے جمع سے مجرد ہونا۔ شہود تجرید سے خالص مجرد ہونا۔ اور وہ شہود سے علیحدہ ہونا ہے۔

معرفت بطریق تفرید' یہ ہے کہ لفظ محدث کے اٹھا دینے سے قدیم سے مفرد بنانا حقائق فردیتہ کے موتیوں کو ثابت کرنا۔ حق کی طرف خالص اشارہ کرنا۔ پھر حق کے ساتھ حق سے ہونا تب وہ فردالفرد ہو گا۔ جس کے تین رکن ہیں۔ تفرید قصد بطور پیاس کے پھر تفرید محبت بطور تلف کے۔ پھر تفرید شہود بطور اتصال کے اور ان کے لئے تین اشارے ہیں۔ تفرید الاشارہ افتخار کے ساتھ۔ تفرید اشارہ سکون کے ساتھ۔ تفرید اشارہ قبض کے ساتھ۔ وہ ،سط نی ہر کو رد کرتی ہے۔ اور خالص قبض کو ہدایت حق کی طرف شامل ہوتی ہے۔

اور معرفت بطریق تجمع و تفرقہ بھی ہوتی ہے۔ تفرقہ یہ ہے کہ اللہ کے اغیار کو دیکھے جمع یہ کہ اغیار کا شہود اللہ کے ساتھ ہو۔ جمع الجمع یہ کہ علیہ حقائق کے وقت

بالکل ہلاکت کی طلب ہو۔ اس کے تین رکن ہیں۔ جمع علم وہ یہ کہ خالص علم لدنی میں شواہد کے علوم کو لاشے کر دینا۔ جمع وجود یہ کہ عین وجود میں سچے طور پر نہایت اتصال کو لاشے کر دینا۔ جمع عین یہ کہ ان سب باتوں کو لاشے کر دینا۔ جن کو اشارہ ذات حق کی طرف شہود کے اچک لینے میں نقل کر کے اس طرف لے جائے کہ وجود شہود کے سچے طور پر محاصرہ کی تعریف کے سلطان حقیقت غالب ہو جائے۔ اور وہ حضور قلب بیان کے سر میں ہے۔ اور وصف مکاشفہ کے ساتھ یہ کہ حقائق آیات کا مقابلہ ہو بغیر اس کے کہ اس حال میں دلیل کے تامل کی حاجت ہو۔ اور قانون محادثہ کے ساتھ یہ کہ اغیار کے ظاہر کرنے کے ساتھ نہ ہو بلکہ اس سے کلام بلااخبار ظاہر ہو۔ باتیں اسرار میں چھپ جائیں۔ پس محاصرہ تو برہان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور مکاشفہ حقائق حس کے ساتھ مشاہدہ انوار کے ساتھ اور باتیں اسرار میں ہوتی ہیں۔

معرفت بطریق بقایا ہے کہ ہر شے سے فنا ہو جائے۔ یہاں تک کہ اللہ کے ساتھ ثابت رہے اور اللہ واحد قہار کے لئے ظاہر ہو۔ پھر ان پر اللہ عزوجل کی طرف سے حقائق ظاہر ہوں۔ پھر ان کو بوجہ حضور بقاء اللہ تعالیٰ ان کو اپنے بقاء کے دیکھنے سے فنا ہو کر ان پر ہیبت و جلال کے سلطان کے حقائق ظاہر ہوں۔ تب وہ بقا کے دیکھنے سے علم فنا کے مشاہدہ کی وجہ سے فنا ہو جائیں۔ پھر ان پر حقائق تحقیق ظاہر ہوں۔ جہاں کہ حقائق تو موجود نہیں لیکن وہ حقائق ایسے ہیں کہ جو علم کے دیکھنے کے آثار ان میں محو کر دیتے ہیں۔ پھر فنا کے ساتھ فنا ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ نہ فنا کو دیکھتے ہیں نہ بقا کو۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی ایسی حفاظت کرتا ہے۔ جس طرح کہ پیدا شدہ بچہ کی اور اس کے تین رکن ہیں۔ بقا معلوم' بعد اس کے کہ علم عینا" ساقط ہو نہ علما" بقاء مشہود بعد اس کے کہ شہود وجودا" ساقط ہو نہ نعتا"۔ اور بقا اس چیز کا کہ ہمیشہ حق کے طور پر رہی ہو اس چیز کے ساقط کرنے سے کہ جو محو نہ تھی اور یہ بات کسی کو صحیح نہیں ہوتی۔ مگر اس کے بعد کہ اپنے نفس کو مرغوبات متعلقات کے نزول سے فنا کر دے۔ عبودیت کے آداب کی ملازمت ہو۔ شریعت کے احکام کے قیام پر استقامت ہو پھر ہر جمع بغیر تفرقہ کے زندقہ ہے۔ اور ہر تفرید بغیر جمع کے بیکار کر دینا ہے اور جس شخص کو گمنامی کا تیر نہ

پہنچے تو اس کو یہ بقا میں رد کر دیں گی۔

جس شخص نے اس کے سر کا مشاہدہ کیا ہو کہ جس پر تغیر کا غلبہ نہ ہوا ہو۔ اور اس کو نہ سمجھے نہ گھیرے تو اس نے بیشک صفت قدیمہ کا مشاہدہ کیا۔ ورنہ وہ وارد استدلال ہے نہ وارد جلال۔ عارف کی صفات یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی وحدانیت اور کمال صفات کے ساتھ پہچانے۔ اس کے معاملے میں اس کی تصدیق کرے۔ اس کے احکام کی بجا آوری کے قیام پر ہمیشگی کرنے سے بالکل اسی کا حاصل بنا رہے۔ اغیار سے اجنبی ہو۔ اپنے نفس کی آفات سے بری ہو۔ اس کا دل بشریت کی کدورت سے بری ہو۔ اپنے سر کے ساتھ مخلوق کا دیکھنا چھوڑ دے۔

قطب کی تعریف

خبر دی ہم کو شیخ فقیہ ابو الحسن علی بن شیخ ابی العباس احمد بن المبارک بن اسباط بغدادی حرمی شافعی نے قاہرہ میں ۶۷۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو جعفر محمد بن شیخ ابی عبداللہ عمر بن محمد بن عبداللہ بن عمویہ سہروردی صوفی نے بغداد میں ۶۴۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو العباس احمد بن یحییٰ بن برکت بغدادی نزار مشہور ابن ذیقی نے بغداد میں ۶۱۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو الرضی محمد بن احمد بن داؤد بغدادی مودب حساب مشہور مفید نے بغداد میں ۵۷۱ھ میں کہا کہ میں اکثر ایسے شخص کی توقع کرتا تھا کہ اس سے قطب کے صفات دریافت کروں۔ تب میں اور شیخ ابو الخلیل احمد بن اسعد بن وہب بن علی مقری بغدادی ثم ہروی ۵۴۸ھ میں جامع مسجد رصافہ کی طرف گئے۔ اس میں ہم نے شیخ ابو سعد قیلوی اور شیخ ابو الحسن علی بن الہیتیؒ کو پایا میں نے شیخ ابو سعد شیخ سے اس کی بابت پوچھا تو فرمایا کہ قطب کی طرف اس امر کی ریاست اپنے وقت میں پہنچی ہے اس کے پاس اس شان کی جلالت کے کجاوے اتارے جاتے ہیں۔ اسی کی طرف اس کے زمانہ میں اس موجودات کے رہنے والے اور اس کا امر سپرد کیا جاتا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ اس وقت کون ہے؟ فرمایا کہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ ہیں۔ تب مجھ سے تو صبر نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ ہم سب شیخ عبدالقادرؒ کی مجلس کی طرف حاضر ہونے

کے لئے اٹھے۔ ہم میں سے کوئی نہ پہلے گیا نہ پیچھے رہا۔ اور نہ کوئی جدا ہوا۔ ہم میں سے ہر ایک یہی چاہتا تھا۔ کہ آپ کی باتیں اس مطلب میں سنیں۔ تب ہم نے آپ کو پایا کہ آپ وعظ فرما رہے تھے۔ اور جب ہم جا کر بیٹھ گئے تو آپ نے قطع کلام کر کے فرمایا کہ میں اس شخص کی تعریف کرتا ہوں۔ جو کہ تثلیث کی صفت تک پہنچ گیا ہو۔ کوئی حقیقت میں ایسا راستہ نہیں کہ اس کے لئے اس میں مضبوط ماخذ نہ ہو۔ ولایت میں کوئی ایسا مقام نہیں کہ اس کے لئے اس میں وطن ثابت نہ ہو۔ نہایت میں کوئی ایسا مقام نہیں کہ اس کا اس میں مضبوط قدم نہ ہو۔ مشاہدہ میں کوئی مرتبہ ایسا نہیں کہ اس میں اس کے لئے خوش گوار گھاٹ نہ ہو۔ حضوری میں حاضر ہونے کے لئے کوئی معراج کی سیڑھی ایسی نہیں کہ اس میں بلند سیر نہ ہو۔ ملک و ملکوت میں کوئی ایسا امر نہیں کہ اس کو اس میں کشف خارق عادت نہ ہو عالم غیب و شہادت میں کوئی ایسا سر نہیں کہ اس کو اس میں مطالعہ نہ ہو۔ وجود کا کوئی ایسا مظہر نہیں کہ جس میں اس کی مشارکت نہ ہو۔ قوتوں کا کوئی ایسا فعل نہیں کہ اس میں اس کا دخل نہ ہو کوئی ایسا نور نہیں ہے کہ اس کا اس میں انگارہ نہ ہو۔ کسی بڑھنے والی کے لئے کوئی جائے روانگی نہیں کہ وہ اس کی غایت کو پکڑنے والا نہ ہو۔ کسی پہنچنے والے کی غایت ایسی نہیں کہ وہ اس کی غایت کا مالک نہ ہو۔ کوئی بزرگی ایسی نہیں کہ وہ اس کے لئے خطاب نہ کیا گیا ہو۔ کوئی مرتبہ ایسا نہیں کہ وہ اس کی طرف نہ کھینچا گیا ہو۔ کوئی ایسی سانس نہیں کہ جس میں محبوب نہ ہو۔ وہ عزت کے علم کا اٹھانے والا۔ قدرت کی تلوار کا میان سے نکالنے والا۔ وقت کے مسند کا حاکم۔ محبت کے لشکروں کا بادشاہ۔ تولیت کی تقرری و تنزلی کا مالک ہے۔ اس کا ہم جلیس بدبخت نہیں ہوتا۔ اس کا شہود اس سے غائب نہیں ہوتا۔ اس سے اس کا حال نہیں چھپتا اس سے بڑھ کر کسی کی تیرگاہ نہیں۔ اس سے بڑھ کر کسی کی فرودگاہ نہیں کوئی وجود اس سے بڑھ کر پورا نہیں ہے۔ کوئی شہود اس سے بڑھ کر ظاہر نہیں شرع کی اتباع اس سے بڑھ کر نہیں۔ مگر وہ ایسا وجود ہے کہ جدا ہے متصل ہے۔ منفصل ہے۔ ارضی ہے۔ سماوی ہے۔ قدسی ہے۔ غیبی ہے۔ واسطہ ہے۔ خالصہ ہے۔ آدمی ہے نافع ہے۔ اس کی ایک حد ہے جو کہ اس کی طرف منتہی

ہے۔ وصف ہے۔ جو کہ اس میں مختصر ہے۔ تکلیف ہے۔ جو کہ اس پر واجب ہے۔ مگر وہ اپنے اتصال کی وجہ سے اپنے جمع کے وقت ازل کے نظاروں کے موقعوں میں ہیبت وانس کے تفرقہ کی آنکھ سے پوشیدہ ہے۔ وہ اپنے انفصال کی وجہ سے تفرقہ کے وقت مشاہدات کی گھاٹیوں میں جلال کی زیادتی اور اجمال کے شوق کے درمیان صفات کی مخالفت کی وجہ سے باوجود مقام کے وصف کے لزوم اور لخت حال کے زوال کے ظاہر ہے۔ پس اس کے انفراد کے دربان اسرار کے ساتھ اس کے غلبہ ظہور پر اس کے امر کے حکم کے اقتران کے خفا میں آیات کے ساتھ پکارتا ہے۔ ورنہ .سط کے ساتھ کی کسی منزل میں این کے خیز میں قبض کی پکڑ سے اس کا ظہور نہ ہو سکتا تھا اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ملک و حکمت کے عالم میں عالم غیب و قدرت سے کوئی شے بجز اس کے کہ حجاب کے چھلکے اور رمز کے اشارہ اور قید حصر میں ہو ظاہر نہیں ہوا کرتی۔ تو تمام موجودات اس امر کے عجائبات دیکھتے اور اگر یہ نہ ہوتا کہ اس کا اجمال اور تفصیل۔ اسی کا اول و آخر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدرت کے حواشی ہیں چھپا ہوا ہے۔ اور اس کی خالص شراب کی ملاوٹ اس کی رعایت کی ہواؤں کی تسنیم کے ساتھ ہے۔ اس کی آمدنی کا ماحصل اقبال وادبار و جمع و تفرقہ کے لحاظ سے اس کے امر کے قبضہ میں ہے تو البتہ قدر کا تیر حکم کی دیوار کو پھاڑ دیتا ہے۔ اور اگر اس امر کے لئے جس کی طرف میں اشارہ کرتا ہوں۔ زبان پیدا ہوتی تو تم البتہ سنتے۔ اور عجائبات دیکھتے۔ پھر آپ نے بغیر گانے اور الحان کے یہ شعر پڑھے ۔

ما فی الصبابة منهل مستعذب الا ولی فیه الالذ الا طیب

عشق میں کوئی ایسا میٹھا چشمہ نہیں ہے۔ کہ جس میں میرے لئے زیادہ لذیذ اور عمدہ نہ ہو۔

او فی الوصال مكانة وخصوصة الا ومنزلتی اعز واقرب

یا وصال میں کوئی ایسا مکان مخصوص نہیں ہے۔ کہ جس میں میری منزل زیادہ عزیز و زیادہ قریب نہ ہو۔

وهبت لی الايام رونق صفوها فحلت مناهلها و طاب المشرب

زمانہ نے مجھ کو اپنی صفائی کی رونق دی ہے۔ پس اس کے چشمے میٹھے ہیں۔ اس کا گھاٹ عمدہ ہے۔

وعدوت مخطوبا لکل کریمة لا یهتدی فیها اللبیب ویخطب

میں ہر ایک بزرگی کے لئے خطاب کیا گیا ہوں۔ کہ جس میں دانا ہدایت نہیں پاتا اور نہ خطاب کیا جاتا ہے۔

انا من الرجال لا یخان جلیسهم ریب الزمان ولا یری ما یرهب

میں ان مردوں میں سے ہوں کہ جن کا ہم نشین زمانہ کی تکلیف سے نہیں ڈرتا اور وہ چیز نہیں دیکھتا جو اس کو ڈرائے۔

قوم لهم فی کل مجد رتبة علویة وبکل حییش مرکب

ایک وہ قوم ہے کہ جس کے لئے ہر شرافت میں رتبہ بلند ہے۔ اور ہر لشکر میں اس کے سوار ہیں۔

انا بلبل الافراح املی بوحها طرب وفی الغلیاء باز اشهب

میں خوشیوں کی بلبل ہوں۔ کہ ان کے درخت پر خوشی سے بولتی ہوں اور بلندی میں سفید باز ہوں۔

اضحت جیوش الحب تحت مشیتی طوعا ومهما ومیة لا یغرب

میری مشیت کے تحت محبت کے لشکر خوشی سے ہیں۔ اور جب میں قصد کرتا ہوں تو وہ غائب نہیں ہوتے۔

اصبحت لا املا ولا امنیة ارجو ولا موعوة اترقب

میں صبح کرتا ہوں تو نہ کوئی امید ہوتی ہے۔ نہ آرزو کہ جس میں امید رکھوں نہ کوئی وعدہ ہوتا ہے کہ جس کا میں انتظار کروں۔

ما زلت ارتع فی میا بین الرضا حتی وهبت مکانة توهب

میں ہمیشہ رضا کے میدانوں میں چرتا رہتا ہوں۔ یہاں تک کہ مجھ کو ایسا مرتبہ دیا گیا ہے۔ جو کسی کو نہیں دیا گیا۔

اضحی الزمان کحلته مرقومة تذهو نحن لها الطراز المذهب

زمانہ ایسے حلہ کی طرح ہے کہ جو منقش اور بارونق ہے۔ لیکن ہم اس پر سنہری حاشیہ ہیں۔

افلت شموس الاولین وشمسنا ابداعلیٰ فلک العلی لا تغرب

پہلے لوگوں کے آفتاب تو غروب ہو گئے ہیں۔ لیکن ہمارا آفتاب بلندی کے آسمان پر کبھی غروب نہیں ہو گا۔

پھر فرمایا کہ تمام جانور بولتے ہیں۔ لیکن کچھ کرتے نہیں۔ لیکن باز کرتا ہے اور بولتا نہیں اس لئے بادشاہوں کے ہاتھ اس کی چوکھٹ ہیں۔ تب شیخ ابوالمظفر منصور بن مبارک واعظ مشہور جرادہ کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھنے لگے۔

بک الشھور تھنا والمواقیت یامن بالفاظہ تغلوالیواقیت

اے وہ (شیخ) کہ جس کے الفاظ سے موتی گراں ہوتے ہیں۔ آپ سے ہی مہینے اور وقت خوش ہوتے ہیں۔

الباز انت فان تفخر فلا عجب وسائر الناس فی عینی فواخیت

آپ باز ہیں اگر فخر کریں تو عجب نہیں۔ اور تمام لوگ میری آنکھ میں فاختہ ہیں۔

اشم تدمیک الصدق مجتھد لانہ قدم فی تعلدالصیت

میں آپ کے دونوں قدموں سے کوشش سے سچ سونگھتا ہوں۔ کیونکہ وہ قدم ہے جس کی نعل میں آواز ہے۔

تب شیخ بن الھیتی کھڑے ہو گئے اور شیخ عبدالقادرؒ کے قدم چومے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس مجلس کو اپنے پاس لکھ لیا۔ اور جو کچھ اس میں ہوا تھا اس کو لکھ لیا۔ ابن الاہیتی کہتے ہیں کہ میں شیخ ابو خلیل ہروی کی خدمت میں آیا اور اس کی بابت پوچھا تو انہوں نے مجھ کو ایسا ہی بتلایا۔

(اور فرمایاؒ) شہود میں کہ بیشک اللہ عزوجل کسی بندہ پر دو صفتوں میں اور ایک صفت میں دو بندوں کے لئے جب تک کہ خیر باقی نہ ہو۔ وقت موجود ہو۔ جمع ملحوظ ہو۔ طبع مالوف ہو۔ حذ قائم ہو۔ ظاہر نہیں ہوتا۔ اور نہ کبھی ہوتا ہے۔ اور ہر بندے کی ایک حد ہے۔ ہر حد کا ایک وصف ہے۔ ہر وصف کا ایک طور ہے۔ ہر طور کی تجلی

ہے۔ ہر تجلی کا مرتبہ ہے۔ ہر مرتبہ کا سر ہے۔ اور ہر سر کی معراج ہے۔ ہر معراج کی غایت ہے۔ ہر غایت کی اللہ عزوجل کے سامنے ایک مستقر اور اس کے علم سے امانت سپرد شدہ ہے۔ جب بندہ اپنی حد میں ہو یا اس سے ورے۔ پس اس کا شہود انتہا کے ساتھ مقید اور پردہ لازم ہے۔ کیوں کہ وہ شاہد کی حیثیت سے ہے۔ یہ وہ مقام ہے۔ کہ صفت قدیم کے ظہور کا جواز اس کے مخالف کی مثال میں ہے۔ کیونکہ خیر کی حد وسعت کا محل درود ہے۔ اور او کی وسعت حد کی بہتری ہے۔ حد وجود مطلق کی گنجائش نہیں رکھتی۔ اور نہ وسعت اس کی حقیقت کو اٹھاتی ہے۔ کہ جس پر اس کی قوت کا قرار ہے۔ جب بندہ اس کی حد سے باہر ہوتا ہے۔ تو اس کا شہود' وجود کلی کے وصف میں جو کہ بذاتہ قائم ہے مطلق ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ شہود کی حیثیت سے ہے۔ اور یہ وصف ہے۔ کہ جس کے لئے کوئی مثال قائم نہیں۔ اور اس کے ساتھ کوئی قوت سوا اس کے ثابت نہیں رہتی۔ اور اپنی حقیقت کے سوا اور کسی میں ظاہر نہیں ہوتی۔ جب شہود شہود ہوتا ہے تو ضرور ہے کہ اس کے معانی میں سے کوئی معنے اس کی جہت میں کہ وہ اس کے وجود سے قائم ہے۔ مخفی ہو۔ اور شہود مطلق اسی وقت صحیح ہوتا ہے۔ جب کہ شہود اپنے شہود سے مجرو ہے۔ اور مرکبات و مولفات سے علیحدہ ہو جائے کیونکہ ہر دو مولف میں مغائرت ہے۔ جو کہ اشتباہ کا موجب ہے۔ خالص توحید اور جمع الجمع میں ایک صفت کے ساتھ اس کے قیام کے وقت ظاہر شہود و باطن متحد ہو جاتے ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن یحییٰ بن ابی القاسم ازجی نے ۶۷۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر نے بغداد میں ۶۲۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے والد عبدالرزاق اور میرے چچا عبدالوہاب نے ۵۹۱ھ میں اور خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن عبداللہ ابسری ثم بغدادی نے ۶۰۲ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں نے (ایک) شیخ ابو طاہر خلیل بن شیخ ابی العباس احمد صرصری اور (دوم) شیخ ابو الحسن بن سلیمان نانبائی نے بغداد میں ۶۳۱ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں شیخ ابو الحسن موزہ فروش اور شیخ ابو البدر بن سعید نے بغداد میں کہا ۶۱۷ھ میں ان دونوں نے خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو السعود حریمی مشہور مدلل نے ۵۸۰ھ میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو الحسن علی بن نجیم حورانی نے

۶۷۳ھ میں کہا خبردی ہم کو شیخ ابو الحسن علی بن ادریس یعقوبی نے وہاں پر ۶۵۱ھ میں کہا خبردی ہم کو ابو محمد سالم بن علی ومیاطی صوفی نے ۶۷۳ھ میں کہا خبردی ہم کو امام شہاب الدین ابو حفص بن محمد سہروردی نے بغداد میں ۶۲۵ھ میں کہا کہ شیخ عباد اور شیخ ابوبکر حمامی رحمہا اللہ نے ہر دو عمدہ حالات والے تھے۔ اور شیخ محی الدین عبدالقادرؒ ابوبکر سے فرماتے تھے کہ اے ابوبکر شریعت محمدیہ مطہریہ مجھ سے تیرا گلہ کرتی ہے۔ آپ ان کو کئی امور سے منع کرتے تھے۔ لیکن وہ باز نہ آتے تھے۔ اور شیخ جامع رصافہ کی طرف گئے۔ اور ان کو وہاں پایا۔ تو اپنا ہاتھ ان کے سینہ پر پھیرا۔ اور فرمایا۔ کہ نکل اے ابوبکر اور بغداد سے نکل جا۔ تب ان کے سارے حالات و معاملات جاتے رہے ان کے مقامات ان سے پوشیدہ ہو گئے۔ وہ مقام فرق کی طرف نکل گیا۔ اس کا یہ حال ہو گیا کہ جب بغداد کی طرف آتا اور قصد کرتا کہ اس میں داخل ہو۔ تو منہ کے بل گر پڑتا۔ اور اگر کوئی اس کو اٹھاتا کہ اس کو داخل کرے تو دونوں گر جاتے۔ اس کی ماں روتی ہوئی شیخ کی خدمت میں آئی۔ اور اپنا شوق فرزند کی طرف ظاہر کیا۔ اور شکایت کی۔ کہ میں وہاں جانے سے عاجز ہوں۔ آپ نے سر نیچے کیا اور فرمایا کہ ہم نے اس کو اجازت دی کہ فرق سے بغداد کی طرف زمین کے نیچے سے اور تجھ سے تیرے گھر کے کنویں میں سے ہو کر بات کرے۔ کہتے ہیں کہ وہ ہر ہفتہ ایک دفعہ اپنی ماں کے گھر میں زمین کے نیچے سے آتے اور اس سے ملتے۔

اور شیخ عدی بن مسافرؒ نے شیخ قضب البان کو شیخ کی طرف بھیجا تاکہ اس کی سفارش آپ کے پاس کرے۔ تب شیخ نے اس کے بارے میں نیک وعدہ فرمایا۔ مظفر جمال اور ابوبکر رحمہا اللہ میں محبت تھی۔ مظفر نے خواب میں رب العزت تبارک و تعالٰی کو دیکھا۔ اور اس سے کہا اے میرے بندے کسی چیز کی خواہش کر انہوں نے کہا اے میرے رب میرے بھائی ابوبکر کا حال درست کر دے کہا کہ تیرے لئے یہ بات دنیا و آخرت کے والی عبدالقادر کے پاس ہے۔ اس کی طرف جا۔ اور اس سے کہدے کہ تجھ کو تیرا رب کہتا ہے کہ بوجہ اس حکم کے کہ میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ لوگوں پر بلا نازل کروں۔ پھر تو ان کے بارہ میں شفاعت کرے اور میں تجھ کو شفیع بناؤں اور اس امر

کی وجہ سے کہ جو تو نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا کہ اس مومن پر میں رحم کروں کہ جس نے مجھے دیکھا ہے۔ سو میں نے وہ کیا اور بیشک ابوبکر حمامی سے میں راضی ہو گیا ہوں۔ اب تم بھی راضی ہو جاؤ۔ اور ناگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام بھی فرماتے ہیں کہ اے مظفر جا۔ اور میرے نائب اور وارث زمین شیخ عبدالقادرؒ سے کہدو کہ تیرے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابوبکر حمامی کے حال کو پھر درست کر دو۔ کیونکہ تو میری شریعت کی وجہ سے ناراض ہوا۔ اور اب میں نے اس کو معارف کر دیا۔ جب مظفر اس حال سے افاقہ میں ہوا تو خوشی خوشی ابوبکر حمامی کی طرف گیا۔ تاکہ اس کو خوشخبری سنائے اس کو اس سارے واقع کی اطلاع ہو گئی تھی۔ حالانکہ حال کے گم ہونے کے بعد اب تک اس کا کوئی حال معلوم نہ ہوتا تھا۔ تب وہ راستہ کے وسط میں مل پڑے اور دونوں مل کر شیخ عبدالقادر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے مظفر اپنا پیغام پہنچا دے۔ انہوں نے واقعہ کا سارا حال بیان کیا۔ مگر کچھ اس میں سے بھول گئے۔ شیخؒ نے وہ بھولا ہوا یاد دلایا۔ پھر ابوبکر حمامی نے اس امر کی توبہ کر لی۔ جس کو وہ برا سمجھتے تھے۔ اور ان کو اپنے سینہ سے لگا لیا تو انہوں نے اسی وقت تمام گم شدہ حال مع زیارت کے پا لیا۔

کہتے ہیں کہ مظفر اپنے تمام واقعہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ ہم نے ابوبکر حمامی سے پوچھا کہ تم اپنی والدہ کے پاس کس طرح آیا کرتے تھے۔ اس نے کہا جب میں ماں کی زیارت کا ارادہ کرتا تھا۔ تو مجھ کو کوئی اٹھا لے جاتا تھا۔ اور زمین کے نیچے اترتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ کنویں میں پہنچ جایا کرتا تھا۔ اور اپنی ماں سے وہیں ملا کرتا تھا۔ پھر میں وہاں سے اٹھایا جاتا تھا۔ اور اپنے جس مکان سے گیا ہوتا۔ وہیں مجھے پہنچایا جاتا تھا۔

یہ سب کہتے ہیں کہ عباد نے ایک دفعہ کہا میں شیخ عبدالقادرؒ کی وفات کے بعد زندہ رہوں گا۔ اور ان کے حال کا وارث بنوں گا۔ تب شیخ نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور فرمایا کہ اے عباد میں تجھ میں اور تیرے غرور میں تیر پھینکوں گا۔ اور اپنے ہجر کے گھوڑوں کو چھوڑوں گا۔ کہ تیری صفائی کی چراگاہ جولانی کریں۔ آپ نے اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ اس کے تمام حال کو سلب کر دیا۔ اور اس

کے تمام معاملات جاتے رہے۔ وہ اس حال پر ایک مدت تک رہا۔

شیخ جمل بدوی ایک رات اپنی خلوت میں تھے۔ کہ اتفاقاً ایک شخص ان کے پاس آیا۔ ان کو ہلایا۔ ان کا جبہ ان سے اتار اگیا۔ ان کو ایک نور معلوم ہوا جو لطیف اور بہت سفید ہے۔ وہ سنتا اور دیکھتا اور سمجھتا ہے۔ ان کو عالم ملکوت کی طرف اٹھا کر لے گیا۔ ان کو ایک ایسی مجلس میں لے گیا۔ کہ جس میں مشائخ کی ایک جماعت تھی۔ بعض ان میں سے وہ تھے۔ کہ جن کو وہ پہچانتے تھے۔ اور بعض کو نہ پہچانتے تھے۔ تب ان پر ہوا چلی۔ جس نے ان کو بیہوش کر دیا۔ پھر سب کہنے لگے کہ یہ خوشبو شیخ عبدالقادرؒ کے مقام کی ہے۔ ان کے کان میں یہ بات ڈالی گئی کہ یہ ایک ایسا علم ہے۔ کہ جو محبوب وصف کے ساتھ نہیں پایا جاتا۔ اور یہ ایک ایسا وصف ہے۔ کہ علم غائب سے اس کی تعریف نہیں کی جاتی۔ اس میں بولنے والے نے یہ کہا کہ اے رب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ بھائی عباد درست ہو جائے۔ تب اس کے کان میں یہ بات ڈالی گئی۔ کہ اس پر اس کا حال وہی لوٹائے گا کہ جس نے اس سے چھینا ہے۔ پھر جمیل اپنے انسانی حال میں آگئے۔ اور شیخ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے اس سے کہا کہ اے جمیل تم نے عباد کے بارے میں سوال کیا تھا۔ اس نے کہا ہاں فرمایا کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ حاضر ہوا۔ تو آپ نے اس سے کہا کہ تم کسی حاجی کے ساتھ اس کے نگہبان بن کر جاؤ۔ اس نے کہا کہ بہت اچھا۔ اور یہ وقت تھا کہ جس سے عراقی قافلہ بغداد سے روانہ ہونے والا تھا۔ تب وہ ان کے ساتھ چلا۔ اس میں ایک درخت دیکھا۔ تو اس سے اس کو وجد ہو گیا۔ اور چلایا اور سماع میں چکر لگایا۔ یہاں تک کہ وجد میں اپنے وجود سے ہو گیا۔ اس کے نتھنے پھول گئے۔ ان سے خون نکلنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کے قدموں تک بہ نکلا۔ پھر اس کو ہوش آگیا۔ اور اس کا سارا حال اس کی طرف لوٹ آیا۔ اور اس کے ساتھ اور بھی۔

شیخ محی الدین عبدالقادرؒ نے اس وقت شیخ جمیل سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے عباد پر اس کے حال کو لوٹا دیا۔ اور اس کے ساتھ اور بھی اتنا دیا۔ میں نے اللہ کی قسم کھالی تھی۔ کہ وہ اس کا حال نہ لوٹائے۔ یہاں تک کہ وہ ہجر کے خون میں غوطہ لگائے۔ اور

آج اس نے اس میں غوطہ لگایا۔

کہتے ہیں کہ عبلو حاجیوں کے ساتھ قید تک گیا۔ عرب کے لوگوں نے ان پر حملہ کیا۔ اور عبلو جب کسی کام کا ارادہ کرتا تھا تو چلاتا تھا۔ اس کے چلانے سے جس کام کا ارادہ کرتا تھا۔ وہ ہو جایا کرتا تھا۔ وہ اس لئے چلایا کہ عرب کو شکست ہو جائے۔ لیکن اس کی چیخ اس پر لوٹ پڑی۔ اور اسی جگہ فوت ہو گئے۔ اس کی موت قید کے حجاج میں مشہور ہو گئی۔ اور وہیں دفن کئے گئے۔ اور شیخ نے اس کی موت کی خبر جمیل کو اسی دن دے دی۔ کہتے ہیں کہ جب شیخ جمیل اس قصہ کو بیان کرتے تھے اور جو کچھ انہوں نے واقعہ میں دیکھا اور سنا تھا۔ اس کا ذکر کرتے تو اسی نور کے بارے میں کہ اس میں ان سے ظاہر ہوا تھا۔ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

صفتی و وحدتنی انت واحدنی   وان تعددت فیمن اکثر العدوا

تو نے مجھے صاف کیا۔ اور اکیلا بنا دیا۔ تو مجھے اکیلا بنانے والا ہے۔ اگرچہ تو متعدد ہے۔ ان میں جن کے اکثر عدد ہیں۔

لک اصطفیت لعنی نیک اعرفہ   وان عرفت عرفت الواحد الصمدا

میں تیرے لئے ایسے معنے کے لئے صاف ہوا ہوں۔ کہ جس کو میں پہچانتا ہوں۔ اور اگر میں پہچانوں تو ایک صمد کو پہچانتا ہوں۔

فانت مشکوہ نور فی غباھبہ   وکوکب فی بیاجی الفرقد وقدا

تو نور کا طاق ہے۔ اپنی اندھیریوں میں۔ اور ستارہ ہے جو کہ عزت کی اندھیریوں میں روشن ہوتا ہے۔

فاستوقفی الرکب رکب الحب انھم   تحت الواء الذی بالملک قد عقدا

پس محبت کے قافلہ کو ٹھہرا دے۔ کیونکہ وہ اس جھنڈے کے نیچے ہیں۔ کہ بادشاہ کے لئے قائم ہوا ہے۔

وعاھدینی ان لا تھجری وصلی   حتی برینی بکل الکل منفردا

تو مجھ سے عہد کر کہ میرے وصل کو نہ چھوڑے گی۔ یہاں تک کہ تو مجھ کو سب کے ساتھ اکیلا دیکھے گی۔

تشعشی فی الریاض القدس وابتہجی　　من بعد غر مدی الاحیان والامدا

قدس کے باغوں میں چمک اور بارونق ہو۔ عزت کے بعد وقتوں اور مدتوں کی غایت تک۔

کہتے ہیں کہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ ان دونوں واقعات کے بعد کہا کرتے تھے کہ مجھ سے میرے حال میں دو شخصوں نے جھگڑا کیا۔ تو اللہ عزوجل کے سامنے ان کی گردنیں ماری گئیں۔

ہم کو ان تمام فصول کی جو کہ شیخ محی الدینؒ کے کلام میں سے ہیں۔ دو شیخوں نے خبر دی ہے (ایک تو) فقیہ عالم عابد جمال الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالکریم بن علی بن جعفر بن جرادہ قرشی نے اور (دوم) بڑے شیخ ابو محمد حسن بن ابی القاسم احمد بن محمد بن ابی القاسم ولف بن احمد بن محمد بغدادی حریمی مشہور ابن قوقاء نے میں نے ان دونوں سے یہ واقعات پڑھے ہیں۔ قرشی کہتے ہیں کہ ہم کو خبر دی شیخ ابوالعباس احمد بن ابی الفتح مغرج بن علی بن عبدالعزیز بن مغرج بن سلمہ دمشقی نے اپنی کتاب میں جو میری طرف دمشق سے بھیجی تھی۔ ۶۴۸ھ میں اور کہا ابن قوقا نے خبر دی ہم کو شیخ شریف ابوالقاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ بن احمد بن ہبتہ اللہ بن عبدالقادر بن حسین خطیب مشہور ابن منصوری نے ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ الاسلام مفتی انام محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح جیلیؒ نے بطور اجازت کے۔

آپ کے طریقہ کا ذکر

خبر دی ہم کو ابوالفتح محمد بن محمد بن علی ہلالی ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی نے کہا کہ میرے سردار شیخ ابوالحسن علی بن الہیتیؒ سے ایسے وقت میں کہ میں سنتا تھا۔ یہ سوال کیا گیا کہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کا طریقہ کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کا طریق حول و قوت سے بیزاری کے ساتھ تفویض و موافقت تھا۔ اور عبودیت میں حضوری کے ساتھ مقام عبودیت میں قائم سرسے تجرید توحید و توحید تفرید تھا۔ نہ شے کے ساتھ اور نہ شے کے لئے۔ ان کی عبودیت صحیح تھی۔ کمال ربوبیت کی

آنکھ سے مدد یافتہ تھی۔ پس وہ ایسے عبد تھے۔ کہ تفرقہ کی مصاحبت سے بلند تھے۔ (مطالعہ جمع تک پہنچے ہوئے تھے) احکام شریعت کے لزوم کے ساتھ۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالغالب ابن عبدالباقی بن عبدالصمد قرشی موصلی نے کہا۔ خبر دی ہم کو شیخ ابوالمفاخر عدی نے کہا۔ میں نے ابوالبرکات بن صخر سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میرے چچا شیخ عدی بن مسافرؒ سے پوچھا گیا۔ اور میں سنتا تھا۔ کہ شیخ عبدالقادرؒ کا طریق کیا تھا۔ فرمایا کہ قلب و روح کی موافقت کے ساتھ مجازی اقدار کے ساتھ لاغری۔ باطن و ظاہر کا اتحاد اور صفات نفس سے باوجود اس کے کہ نفع و ضرر قرب و بعد سے غیب ہو نکل جانا۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن عبداللہ بن ابی بکر ابہری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو طاہر خلیلی بن احمد صرصری نے کہا کہ میں نے سنا شیخ برگزیدہ بقا بن بطورؒ سے وہ فرماتے تھے کہ شیخ عبدالقادرؒ کا طریق قول و فعل میں اتحاد' نفس و قلب میں اتحاد' اخلاص و تسلیم کا معانقہ۔ کتاب و سنت میں ہر خطرہ لحظہ و نفس و واردو حال میں مضبوطی اللہ عزوجل کے ساتھ ہر ایک ایسے معاملہ پر جو کہ بڑے بڑے ثابت قدموں کے نزدیک قرار یافتہ ہے۔ ثابت رہنا ہے۔ اور میں نے سنا شیخ برگزیدہ ابو سعید قیلویؒ سے فرماتے تھے۔ کہ شیخ عبدالقادرؒ کی قوت اللہ سے محبت اور اللہ میں اور اللہ کے ساتھ تھی۔ اس وقت ان کے سامنے بڑے بڑے سرداروں (مشائخ) کی قوت ضعیف تھی۔ اپنے مضبوط طریق کی وجہ سے جس کو انقطاع نہ تھا۔ بہت سے متقدمین میں سے بڑھے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑے مقام عزیز تک بوجہ ان کی وقت نظر کے حقیقت میں بلند تھا۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن کامل بن ابی المعالی حسینی نیسانی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف نجم الدین ابو العباس احمد بن شیخ برگزیدہ ابوالحسن علی بطائحی رفاعی نے کہا میں نے اپنے چچا شیخ ابوالفرج عبدالرحیم سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں بغداد میں آیا اور شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے آپ کے حال اور فراغت قلب و خلوت سر کا وہ حال دیکھا جس نے میری عقل گم کر دی۔

پھر جب میں ام عبیدہ کی طرف آیا تو میں نے اپنے ماموں شیخ احمد سے اس کا ذکر کیا۔ تو کہا اے فرزند شیخ عبدالقادرؒ کی قوت کے برابر اور جس پر وہ ہیں۔ جہاں تک وہ پہنچے ہیں کون ہو سکتا ہے۔

خبر دی ہم کو فقیہ صالح ابو محمد حسن بن قاضی ابی عمران موسیٰ بن احمد قرشی صوفی نے شیخ عارف ابوالحسن قرشیؒ سے سنا۔ وہ ایک شخص سے کہتے تھے۔ کہ اگر تو شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کو دیکھتا تو ایسے مرد کو دیکھتا کہ جس کی قوت اپنے طریق میں جو کہ اپنے رب عزوجل کی طرف ہے۔ تمام اہل طریقت کی قوتوں سے شدت و لزوم میں بڑھی ہوئی تھی۔

آپ کا طریق وصف و حکم و حال میں توحید تھا۔ اور ان کی تحقیق ظاہر و باطن میں شرع ہے۔ ان کا وصف قلب فارغ و ہستی غائب ایسے باطن کے ساتھ کہ جس کو شکوک جذب نہیں کر سکتے۔ ایسے سر کے ساتھ کہ جس سے اغیار جھگڑتے نہیں۔ ایسے قلب کے ساتھ کہ جس کو التفات متفرق نہیں کر سکتی۔ پھر ملکوت اکبر کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ اور ملک اعظم کو اپنے قدم کے نیچے رکھا تھا۔

عشاء کے وضو سے نماز پڑھنا

خبر دی ہم کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن منظور کنانی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو عبداللہ محمد بن ابی الفتح ہروی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلیؒ کی چالیس سال تک خدمت کی سو اس مدت میں آپ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔ اور جب آپ بے وضو ہوتے تھے۔ اسی وقت وضو کر لیتے تھے اور دو رکعت نماز نفل پڑھ لیتے تھے۔

آپ کا یہ حال تھا۔ کہ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنی خلوت میں داخل ہوتے آپ کے ساتھ اور کوئی داخل نہ ہوتا تھا۔ اور حجرہ میں سے سوا طلوع فجر کے نہ نکلتے تھے۔ میں آپ کی خدمت میں چند راتیں سویا۔ آپ کا یہ حال تھا کہ پہلی رات کچھ نفل پڑھتے۔ پھر ذکر کرتے۔ یہاں تک کہ پہلا ثلث حصہ گذر جاتا تو آپ یہ کہتے۔ المحیط الرب

الشھید الحسیب الفعال الخالق الباری المصور (احاطہ کرنے والا رب' گواہ' کافی حسلب لینے والا' کار کرنے والا۔ خالق' پیدا کرنے والا۔ تصویر بنانے والا۔

پھر کبھی آپ کا جسم لاغر ہو جاتا۔ اور کبھی بڑا ہو جاتا۔ کبھی ہوا میں بلند اڑ جاتے۔ یہاں تک کہ میری نگاہ سے غائب ہو جاتے۔ پھر اپنے قدموں پر کھڑے ہوتے۔ اور قرآن شریف پڑھتے۔ یہاں تک کہ رات کا دوسرا حصہ گذر جاتا۔ اور سجدے بڑے لمبے کرتے تھے۔ اپنے چہرہ کو زمین سے ملاتے۔ پھر مراقبہ میں مشاہدہ میں طلوع فجر کے قریب تک متوجہ ہو کر بیٹھے رہتے۔ پھر دعا مانگتے عاجزی اور نیاز میں لگے رہتے۔ اور آپ کو ایک ایسا نور ڈھانکتا تھا۔ کہ عنقریب آنکھوں کو اچک لے جائے۔ یہاں تک کہ آپ لوگوں کی نظر سے غائب ہو جاتے۔ اور میں ان کے پاس یہ آواز سنتا تھا۔ سلام علیکم اور آپ اس کا جواب دیتے یہاں تک کہ صبح نماز کی طرف نکلتے۔

پچیس سال تک آپ جنگل میں رہے

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابی المصور داری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوبکر محمد بن عمر نخال مقری نے کہا میں نے شیخ برگزیدہ ابوالسعود احمد بن ابی بکر حریمی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میں عراق کے جنگلوں میں پچیس سال تک تنہا پھرتا رہا۔ نہ میں مخلوق کو پہچانتا تھا۔ اور نہ وہ مجھے پہچانتے تھے۔ میرے پاس رجال الغیب اور جن آیا کرتے تھے میں ان کو اللہ عزوجل کا طریق پڑھایا کرتا تھا۔ اور خضر علیہ السلام نے میرے عراق کے شروع داخل ہونے میں میری ملاقات کی تھی۔ پہلے اس سے میں ان کو پہچانتا نہ تھا۔ مجھ سے اس نے شرط کی تھی۔ کہ میں اس کی مخالفت نہ کروں گا۔ مجھ سے اس نے کہا کہ آپ یہاں بیٹھ رہیں۔ میں اس مقام میں جہاں اس نے بٹھایا تھا۔ تین سال تک بیٹھا رہا۔ وہ ہر سال میرے پاس آتے اور کہتے کہ یہیں بیٹھے رہو۔ یہاں تک کہ میں آپ کے پاس آؤں دنیا اور اس کی خوبصورتیاں میرے پاس عجیب شکلوں میں آتیں۔ لیکن مجھ کو میرا پروردگار اس کی طرف توجہ کرنے سے بچاتا۔ شیطان لوگ میرے پاس مختلف ڈراؤنی شکلوں میں

آتے تھے۔ اور مجھ سے لڑتے تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ مجھے ان پر قوت دیتا تھا۔ میرا نفس میرے سامنے ایک صورت میں ظاہر ہوتا تھا۔ کبھی میرے سامنے عاجزی کرتا۔ کہ جو آپ کی مرضی ہو وہی کروں گا۔ اور کبھی مجھ سے لڑتا تو خدا تعالیٰ مجھے اس پر فتح دیتا۔

آپ کے مجاہدہ کا حال

میرا نفس شروع حال میں مجاہدہ کا کوئی طریقہ اختیار کرتا۔ تو اس کو لازم کر لیتا اور اس کو گلے سے لگاتا میں اس کو ہاتھ سے جذب کر لیتا۔ میں مدتوں مدائن کے خرابات میں رہا۔ اور اپنے نفس کو مجاہدات کے طریق پر لگائے رکھا۔ سال تک تو گری پڑی چیزیں کھایا کرتا۔ اور پانی نہ پیتا۔ اور ایک سال پانی نہ پیتا۔ اور گری پڑی چیزیں نہ کھاتا۔ ایک سال تک نہ کھاتا نہ پیتا اور نہ سوتا۔ ایک رات محل کسریٰ میں بڑی سردی میں سو گیا۔ اور خواب میں مجھ پر غسل واجب ہو گیا۔ پھر میں کھڑا ہوا۔ اور نہر کے کنارے گیا اور غسل کیا۔ پھر سویا پھر ایسا ہوا۔ پھر میں نے غسل کیا۔ اس طرح چالیس مرتبہ ہوا یعنی چالیس مرتبہ سویا۔ اور چالیس مرتبہ غسل کیا۔ پھر میں نیند کے خوف سے محل پر چڑھ گیا۔

میں کرخ کے میدان میں برسوں رہا ہوں۔ اس میں سوا برری (بوٹی) کے میری اور کوئی غذا نہ ہوتی تھی۔ مجھ کو ہر سال ایک شخص صوف کا جبہ لا کر دیتا تھا۔ جس کو میں پہنا کرتا تھا۔ میں ہزار فن میں داخل ہوا۔ یہاں تک کہ تمہاری دنیا سے میں نے راحت پائی اور مجھے کوئی پہچانتا نہ تھا۔ مگر یہ کہ مجھ کو گونگا بیوقوف دیوانہ کہتے تھے۔

میں کانٹوں وغیرہ میں ننگے پاؤں پھرا کرتا تھا مجھے کوئی شے خوف ناک ایسی نہ ملی کہ جس میں میں نہ چلا ہوں۔

نفس مجھ پر اپنے ارادہ میں غالب نہیں ہوا۔ نہ کبھی دنیا کی زینت میں مجھ کو عجب میں ڈالا۔ میں نے آپ سے کہا اور نہ لڑکپن میں فرمایا کہ نہ لڑکپن میں۔

خبر دی ہم کو ابو العفاف موسیٰ بن شیخ ابی المعالی عثمان بن موسیٰ بقاعی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو محمد عثمان صرمفینی نے صریفین میں کہا کہ

میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلیؒ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں رات دن جنگل میں رہا کرتا تھا۔ اور بغداد کی طرف نہیں آتا تھا۔ شیطان میرے پاس صفیں باندھ کر پیدل سوار آیا کرتے تھے۔ ان پر طرح طرح کے ہتھیار ہوتے تھے۔ بڑی بڑی شکلیں ہوتی تھیں۔ مجھ سے لڑتے تھے۔ اور مجھ کو آگ کا شہاب مارا کرتے تھے۔ سو میں اپنے دل میں ایسی ثابت قدمی پایا کرتا تھا۔ جس کی تعبیر نہیں ہو سکتی۔ اور اپنے باطن سے یہ آواز سنتا تھا۔ جو مجھے کہتی تھی۔ کہ اے عبدالقادر تو ان کی طرف کھڑا ہو جا۔ کیونکہ ہم نے تم کو ثابت قدم بنایا ہے۔ اور تم کو مدد دی ہے۔ پھر میں ان کے پیچھے دوڑتا۔ تو وہ سب میرے دائیں بائیں بھاگ جاتے اور جہاں سے آتے تھے وہیں چلے جاتے تھے۔

ان میں سے شیطان اکیلا میرے پاس آتا اور مجھے کہتا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ تمہارے ساتھ ایسا ایسا کروں گا۔ مجھے بہت ہی ڈراتا تھا۔ تب میں اس کو ایک طمانچہ مارتا تو وہ مجھ سے بھاگ جاتا۔ پھر میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتا تو وہ جل جاتا جس کو میں دیکھ لیتا۔

ایک دفعہ میرے پاس بری شکل میں آیا اور اس کی بدبو تھی۔ اور کہنے لگا کہ میں ابلیس ہوں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تمہاری خدمت کروں۔ کیوں کہ تم نے مجھے اور میرے پیروؤں کو تھکا دیا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ چلا جا۔ اس نے انکار کیا۔ تب اس کے پاس اوپر سے ایک ہاتھ آیا اور اس کے دماغ پر مارا پھر وہ زمین میں غوطہ مار گیا۔ پھر دوبارہ میرے پاس آیا اور اس کے ہاتھ میں آگ کا شہاب تھا۔ مجھ سے لڑتا تھا۔ تب میرے پاس ایک مرد آیا۔ جس کا منہ بندھا ہوا تھا۔ سفید گھوڑے پر سوار تھا۔ مجھے اس نے تلوار دی۔ تب ابلیس الٹے پاؤں بھاگا۔ پھر میں نے اس کو تیسری دفعہ دیکھا کہ وہ مجھ سے دور ہی ہے۔ اور رو رہا ہے۔ مٹی اپنے سر پر ڈال رہا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اے عبدالقادر بے شک تم سے ناامید ہو گیا ہوں۔ میں نے کہا دور ہو' اے ملعون۔ کیوں کہ میں ہمیشہ تم سے ڈرتا ہوں۔ اس نے کہا یہ بات مجھ پر اور بھی بہت سخت ہے۔ اور اس نے میرے گرداگرد بہت سے جال پھندے حیلے ظاہر کئے میں نے کہا یہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ دنیا کے جال ہیں۔ جن سے ہم تم جیسوں کا شکار

کیا کرتے ہیں۔ تب میں نے ایک سال تک ان کے بارے میں توجہ کی۔ یہاں تک کہ وہ سب کے سب ٹوٹ گئے۔ پھر بہت سے اسباب قریب ہر طرف سے ظاہر ہوئے۔ میں نے کہا یہ کیا ہے۔ تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ مخلوق کے اسباب ہیں جو کہ آپ سے ملے ہوئے ہیں۔ پھر میں ان کے معاملہ میں مزید ایک سال تک متوجہ رہا۔ یہاں تک کہ وہ سب کے سب ٹوٹ گئے ہیں۔ میں ان سے علیحدہ ہو گیا۔

پھر میرے باطن کا سال مجھ پر ظاہر کیا گیا۔ تو میں نے اپنے قلب کو بہت سے تعلقات سے وابستہ پایا۔ میں نے کہا یہ کیا ہے۔ تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہارے ارادے اور اختیارات ہیں۔ تب میں اس کے معاملہ میں ایک اور سال تک متوجہ رہا۔ یہاں تک کہ وہ سب منقطع ہو گئے۔ اور ان سے میرا دل خالص بن گیا۔ پھر میرے نفس کا حال مجھ پر ظاہر کر دیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی بیماریاں باقی ہیں۔ اور اس کی خواہشیں زندہ ہیں۔ اس کا شیطان سرکش ہے۔ پھر میں اس کے معاملہ میں اور ایک سال تک متوجہ رہا۔ تب نفس کی بیماریاں اچھی ہو گئیں۔ اور خواہش مر گئی۔ شیطان مسلمان ہو گیا۔ تمام امر اللہ کے لئے ہو گیا۔ اور میں اکیلا باقی رہ گیا۔ اور تمام وجود میرے پیچھے رہا۔ حالانکہ میں ابھی مطلوب تک نہیں پہنچا تھا۔ پھر میں توکل کے دروازے تک کھینچا گیا۔ تاکہ اس سے اپنے مطلوب تک پہنچ جاؤں۔ ناگاہ دیکھا کہ اس کے پاس زحمت ہے۔ میں اس سے گزر گیا۔ پھر میں باب تسلیم تک کھینچا گیا۔ تاکہ اس سے اپنے مطلوب تک پہنچوں۔ دیکھا تو اس کے پاس بھی زحمت ہے۔ وہاں سے بھی گزر گیا۔ پھر میں باب قرب تک کھینچا گیا۔ تاکہ اس سے مطلوب تک پہنچوں۔ تو اس کے پاس بھی زحمت تھی۔ وہاں سے بھی گزر گیا۔ پھر میں باب فقر تک کھینچا گیا۔ دیکھا تو وہ خالی ہے۔ اس سے میں داخل ہوا۔ تو اس میں دیکھا کہ جوں جوں میں اس کو چھوڑتا ہوں میرے لئے بڑا خزانہ اس سے کھلتا ہے۔ اس میں مجھے بڑی عزت اور دائمی غنا خالص حریت دی گئی ہے۔ بقایا مٹ گئے۔ صفات منسوخ ہو گئے۔ وجود ثانی آگیا۔

خبر دی ہم کو ابو حفص عمر بن محمد بن مزاحم و۔لنسری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشوا ابو عبدالرحیم نصیبنی نے نصیبن میں کہا کہ میں نے سنا شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزار

سے وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ وہ میری شروع سیاست کے دنوں میں مجھ پر حالات آتے رہتے ہیں۔ اور میں ان سے لڑا کرتا تھا۔ اور ان پر غالب آتا تھا۔ پھر ان میں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا تھا۔ اور صبح ہوتی تھی تو مجھے معلوم نہ ہوتا تھا مجھے اس سے ہوش آتا تھا تو میں اپنے آپ کو اس مکان میں دور پاتا تھا۔ جس میں' میں پہلے ہوتا تھا۔

ایک دفعہ بغداد کے جنگل میں مجھ پر حالت طاری ہوئی اور ایک گھنٹہ تک یہ حالت رہی۔ مجھے کچھ معلوم نہ تھا۔ پھر مجھے ہوش آگیا۔ تو میں شہر شستر میں تھا۔ اس میں اور بغداد میں ۱۲ دن کا راستہ تھا۔ تب میں اپنے امر میں متفکر ہوا اتنے میں ایک عورت مجھ سے کہنے لگی۔ کہ تم شیخ عبدالقادرؒ ہو کر اس سے تعجب کرتے ہو۔

خبر دی ہم کو شریف ابو عبداللہ محمد بن خضر بن عبداللہ حسین موصلی نے کہا۔ خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے سیدی محی الدین عبدالقادرؒ کی تیرہ سال تک خدمت کی ہے۔ میں نے اس مدت میں نہ آپ کو ناک صاف کرتے دیکھا نہ تھوکتے۔ نہ آپ پر مکھی بیٹھتی اور نہ کبھی کسی بڑے امیر کے لئے آپ کھڑے ہوئے۔ اور نہ کسی بادشاہ کے دروازے پر گئے۔ نہ اس کے فرش پر بیٹھے نہ اس کا کبھی کھانا کھایا۔ مگر ایک دفعہ آپ بادشاہوں اور ان جیسوں کے فرش پر بیٹھنے کو ان عذابوں میں سے سمجھتے تھے کہ جو جلد آنے والے ہوں۔

بلکہ جب آپ کی خدمت میں خلیفہ یا وزیر یا اور کوئی بڑا آدمی آتا اور آپ بیٹھے ہوئے ہوتے تو اٹھ جاتے اور اپنے گھر میں داخل ہو جاتے۔ پھر جب وہ آپ کے پیچھے ہوتا تو آپ گھر سے نکلتے تاکہ ان کے لئے کھڑا نہ ہونا پڑے۔ ان سے سخت کلامی سے پیش آتے۔ اور ان کو بہت سی نصیحتیں کرتے۔ وہ آپ کے ہاتھ چومتے آپ کے سامنے نہایت تواضع و انکساری سے بیٹھتے اور جب آپ خلیفہ کے نام کچھ لکھتے تو یہ لکھتے۔ تم کو عبدالقادر یہ لکھتا ہے۔ اور یہ حکم دیتا ہے۔ ان کا حکم تم میں جاری ہے اس کی اطاعت تم پر واجب ہے۔ تمہارے لئے وہ پیشوا ہے۔ اور تم پر وہ حجت ہے۔ جب خلیفہ آپ کی تحریر پر مطلع ہوتا تو اس کو چومتا۔ اور کہتا کہ شیخ عبدالقادرؒ نے سچ فرمایا۔

خبر دی ہم کو شیخ امام عالم نجم الدین نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد مقدسی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ شریف ابوالقاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ بن منصوری نے کہا میں نے سنا شیخ پیشوا ابو عبداللہ محمد بن قائد اوانی سے وہ کہتے تھے۔ کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے پاس تھا۔ ایک سائل نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا امر کس پر مبنی ہے۔ فرمایا صدق پر' میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور نہ جب میں مکتب میں تھا۔ پھر شیخ نے فرمایا کہ جب میں اپنے شہر میں بچہ تھا۔ ایک دن عرفہ کے دن جنگل میں نکل گیا۔ اور کھیت کے بیل کے پیچھے ہو لیا۔ اس نے میری طرف دیکھا اور مجھ سے کہا اے عبدالقادر تم اس لئے نہیں پیدا ہوئے۔ اور نہ اس کا تم کو حکم ہوا ہے۔ تب میں ڈر کر اپنے گھر کی طرف واپس آگیا۔ اور گھر کی چھت پر چڑھ گیا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ لوگ عرفات کے میدان میں کھڑے ہیں۔ میں اپنی ماں کے پاس آیا۔ اور اس سے کہا کہ مجھ کو اللہ کے لئے بخش دو۔ اور حکم دو کہ میں بغداد جاؤں۔ وہاں علم حاصل کروں اور صالحین کی زیارت کروں۔ اس نے مجھ سے اس کا سبب پوچھا۔ تو میں نے اپنا حال سنایا۔ وہ یہ سن کر رو پڑیں اور میرے پاس اسی دینار لائیں۔ جو میرے والد چھوڑ کر فوت ہوئے تھے۔ والدہ نے ۴۰ دینار تو میرے بھائی کے لئے رکھے۔ اور ۴۰ دینار میری گدڑی میں بغل کے نیچے سی دیئے اور مجھ کو جانے کی اجازت دی۔ مجھ سے اس بات کا عہد لیا کہ ہر حال میں سچ بولوں اور رخصت کرنے کے لئے باہر تک نکلیں اور کہنے لگیں اے فرزند! اب تم جاؤ اور اللہ عزوجل کے لئے تم سے علیحدہ ہوتی ہوں۔ اب یہ چہرہ قیامت تک نہ دیکھوں گی۔ تب میں چھوٹے سے قافلہ کے ساتھ جو کہ بغداد کو جانے والا تھا۔ روانہ ہوا۔ جب ہم ہمدان سے نکلے اور زمین ترنتک میں پہنچے تو جنگل میں سے ہم پر ساٹھ سوار (ڈاکو) نکل پڑے۔ انہوں نے قافلہ کو پکڑ لیا۔ لیکن مجھ سے کسی نے تعرض نہ کیا۔ ان میں سے ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور مجھ سے کہا اے فقیر تمہارے پاس کیا ہے۔ میں نے کہا چالیس دینار اس نے کہا کہاں ہیں۔ میں نے کہا میری گدڑی میں بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ اس نے یہ سمجھا کہ یہ مجھ سے ہنسی کرتا ہے۔ وہ مجھے چھوڑ کر چل دیا۔

ایک اور شخص میرے پاس آیا۔ اس نے بھی مجھ سے پہلے کی طرح پوچھا میں نے پھر وہی جواب دیا۔ جو پہلے کو دیا تھا۔ وہ بھی مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ دونوں اپنے سردار کے پاس گئے اور جو مجھ سے سنا تھا۔ وہ اس کو جا کر کہہ دیا۔ اس نے کہا کہ اس کو میرے پاس بلا لاؤ۔ مجھ کو اس کے پاس لے گئے۔ دیکھا کہ وہ لوگ ٹیلے پر بیٹھے ہوئے قافلہ کا مال تقسیم کر رہے ہیں۔ اس نے مجھ سے کہا کہ تمہارے پاس کیا ہے۔ میں نے کہا چالیس دینار کہا کہاں ہیں میں نے کہا میری گدڑی میں میری بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ تب اس نے میری گدڑی کے پھاڑنے کا حکم دیا۔ تو اس میں چالیس دینار پائے۔ پھر اس نے کہا کہ تم کو اقرار کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ میں نے کہا میری ماں نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ سچ بولنا۔ اس لئے میں اس کی خیانت نہیں کرتا۔

اس وقت وہ سردار رونے لگا اور کہنے لگا کہ تم اپنی ماں کے عہد کی خیانت نہیں کرتے۔ اور مجھ کو اتنے سال ہوئے کہ رب کی خیانت کرتا ہوں۔ پھر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اس کے ساتھیوں نے کہا تم ہمارے لوٹ مار میں سردار تھے اب تم توبہ میں ہمارے سردار ہو۔ ان سب نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ اور قافلہ کا سارا مال جو لیا تھا۔ ان کو واپس کر دیا۔ اور سب سے پہلے میرے ہاتھ پر تائب ہوئے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد الحسن نے جس کا دادا ابن قوقا مشہور تھا۔ وہ کہتا ہے خبر دی ہم کو شیخ امام ابو ہریرہ محمد بن لیث مشہور ابن الوسطانی نے کہا کہ میں نے شیخ فقیہ ابوالفضل احمد بن صالح بن شافع جیلی سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں شیخ عبدالقادرؒ کے ساتھ مدرسہ نظامیہ میں تھا۔ ان کے پاس فقہا اور فقراء جمع تھے۔ قضا و قدر میں ان سے کلام کر رہے تھے۔ وہ آپ سے کلام کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک بڑا سانپ چھت پر سے آپ کی گود میں آپڑا۔ تب سب حاضرین بھاگ گئے۔ اور آپ کے سوا اور کوئی نہ رہا۔ وہ آپ کے کپڑوں کے نیچے داخل ہوا۔ اور آپ کے جسم پر گزرا آپ کی گردن سے نکل آیا۔ اور گردن پر لپٹ گیا۔ باوجود اس کے آپ نے اپنا کلام قطع نہ کیا۔ اور نہ اپنے جلسہ سے اٹھے۔ پھر وہ زمین کی طرف اترا اور آپ کے سامنے دم پر کھڑا ہو گیا۔ بولا اور آپ سے کلام کیا۔ آپ نے بھی اس سے کلام کیا۔ جس کو ہم میں سے

کوئی نہ سمجھا پھر وہ چل دیا۔ اور لوگ آپ کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ اس نے آپ سے کیا کہا۔ اور آپ نے اس کو کیا کہا۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا ہے۔ مگر آپ جیسا ثابت قدم کسی کو نہیں دیکھا۔ میں نے کہا تم ایسے وقت مجھ پر گرے کہ میں قضا و قدر میں کلام کر رہا تھا اور تو ایک کیڑا ہی ہے جس کو قضا حرکت دیتی ہے اور قدر ساکن ہوتا ہے۔ سو میں نے ارادہ کیا کہ میرا فعل میرے قول کے مخالف نہ ہو۔

خبردی ہم کو شیخ ابو الحسن علی بن ازومر محمدی نے کہا خبردی ہم کو شیخ محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی توحیدی نے کہا خبردی ہم کو میرے ماموں ابو صالح نصر اللہ نے کہا میں نے اپنے والد ابو عبدالرزاق سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے سنا وہ فرماتے تھے۔ کہ ایک رات جامع منصور میں نماز پڑھتا تھا۔ ستونوں پر میں نے کسی شے کی حرکت کی آواز سنی۔ پھر ایک بڑا سانپ آیا۔ اور اس نے اپنا منہ مقام سجدہ میں کھولا۔ جب میں نے سجدہ کا ارادہ کیا۔ تو اپنے ہاتھ سے اس کو ہٹا دیا۔ اور سجدہ کیا۔ اور جب میں التحیات کے لئے بیٹھا تو وہ میری ران پر چلا۔ میری گردن پر چڑھ گیا۔ اس کو لپٹ گیا۔ جب میں نے سلام پھیرا تو اس کو نہ دیکھا۔ اگلے دن میں جامع مسجد سے باہر میدان میں گیا۔ تو ایک شخص کو دیکھا۔ جس کی آنکھیں لمبی اور دراز قامت تھا۔ تب میں نے جان لیا کہ یہ جن ہے۔ اس نے مجھ سے کہا وہی جن ہوں کہ جس کو آپ نے کل رات دیکھا تھا۔ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو اس طرح آزمایا ہے۔ جس طرح آپ کو آزمایا۔ مگر آپ کی طرح ان میں سے کوئی ثابت قدم نہیں رہا۔ بعض ان میں وہ تھے کہ ظاہر و باطن سے گھبرا گئے۔ بعض وہ تھے کہ ان کے دل میں اضطراب ہوا اور ظاہر میں ثابت رہے۔ بعض وہ تھے کہ ظاہر میں مضطرب ہوئے اور باطن میں ثابت رہے۔ لیکن میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ ظاہر و باطن میں نہیں گھبرائے۔ مجھ سے اس نے سوال کیا۔ آپ مجھے اپنے ہاتھ پر توبہ کرائیں۔ میں نے اس سے توبہ لی۔

سخت سردی کے وقت آپ پر ایک قمیض اور ایک ٹوپی ہوتی تھی

خبر دی ہم کو ابو المعالی عبدالرحیم بن منظفر قریشی نے کہا خبر دی ہم کو حافظ ابو عبداللہ محمد بن النجار بغدادی نے کہا کہ لکھا میری طرف عبداللہ بن حسین نے اور میں نے اس کو اس خط سے نقل کیا کہ فرمایا یعنی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلیؒ نے کہ جب بھی میرے لڑکا پیدا ہوتا تھا۔ تو اس کو میں اپنے ہاتھ پر رکھتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ یہ مرنے والا ہے میں اس کو اپنے دل سے نکال دیتا تھا جب وہ مرجاتا تو میرے دل میں اس کی موت کچھ اثر نہیں کرتی تھی۔ کیونکہ میں نے اس کو پیدا ہوتے ہی دل سے نکال دیا تھا۔ اس نے کہا کہ آپ کی اولاد لڑکے اور لڑکی مجلس کی رات میں فوت ہوتے تھے۔ مگر آپ مجلس کو قطع نہ کرتے تھے۔ کرسی پر بیٹھ جاتے۔ لوگوں کو وعظ کرتے تھے۔ غسال میت کو غسل دیتا اور جب غسل سے فارغ ہوتے تو اس کو مجلس میں لاتے۔ پھر شیخ اس کے جنازہ کی نماز پڑھتے۔

اور انہی اسناد کے ساتھ جو ابن النجار تک پہنچتی ہیں۔ اس نے کہا میں نے حافظ محمد اخضر سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں شیخ عبدالقادرؒ کی خدمت میں جاڑے کے موسم میں حاضر ہوتا۔ سردی سخت ہوتی تھی۔ لیکن آپ پر ایک قمیض ہوتی تھی۔ اور سر پر ایک ٹوپی ہوتی تھی۔ پسینہ آپ کے جسم مبارک سے نکلتا تھا۔ اور آپ کے گرداگرد وہ لوگ ہوتے تھے۔ جو آپ کو پنکھا ہلایا کرتے تھے۔ جیسے کہ سخت گرمیوں میں ہلاتے تھے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن زراد نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوبکر محمد بن نحال مصری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوبکر عبداللہ صدیقی نے کہا کہ فرمایا شیخ محی الدین عبدالقادرؒ نے کہ ایک دن میرا حال مجھ پر تنگ ہو گیا۔ تو میرا نفس اس بوجھ کے نیچے متحرک ہوا۔ اس نے آرام و آسائش کو طلب کیا۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ میں نے کہا کہ وہ موت کہ جس میں حیات نہ ہو اور وہ حیات جس میں موت نہ ہو۔ مجھ سے کہا گیا کہ وہ کونسی موت ہے کہ جس میں حیات نہیں اور وہ کونسی حیات ہے کہ جس

میں موت نہیں۔ میں نے کہا وہ موت کہ جس میں حیات نہ ہو تو وہ میرا مرنا اپنی ہم جنس مخلوق سے ہے کہ میں اس کو نقصان و نفع کی حالت میں نہ دیکھوں۔ میری موت میرے نفس اور ہواو ارادہ و خواہش دنیا و آخرت سے ہو۔ پس میں ان سب امور میں نہ زندہ رہوں نہ موجود لیکن وہ حیات کہ جس میں موت نہ ہو۔ اور میری موت اس میں یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے ساتھ میرا وجود رہے۔ جب سے مجھ میں عقل آئی ہے۔ یہ میرا سب سے زیادہ نفیس ارادہ رہا۔

مجھ کو ابو الحسن بن زراد نے یہ کہا کہ ابوبکر بن نحال نے یہ کہا کہ بے شک اس نے شیخ عارف ناصر الدین بن قائد اوانیؒ سے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے اس قول کی بابت پوچھا کہ "میرا بڑا نفیس ارادہ یہ ہے۔ جب سے عاقل ہوا ہوں۔" اس سے کیا مقصود ہے۔

انہوں نے جواب دیا کہ یہ آپ کا زیادہ نفیس ارادہ جب تک تھا کہ وہ اس سے موصوف ہوں کہ ان کا ارادہ ہے۔ ورنہ ان کے نفس کے اختیار کا حال بوصف ارادہ منقطع ہو گیا تھا۔ ان کا حال اللہ عزوجل کے ساتھ ترک اختیار و سلب ارادہ سے تھا۔

آپ کے نسب اور صفت کا حال

خبر دی ہم کو فقیہ عالم ابو المعالی احمد بن شیخ محقق ابو الحسن علی بن احمد بن عبدالرزاق بن عیسیٰ ہلالی بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر نے کہا خبر دی ہم کو میرے والد عبدالرزاق نے اور کہا میں نے اپنے والد شیخ محی الدینؒ سے آپ کے نسب کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا عبدالقادر بن ابی صالح موسیٰ جن کے دوست بن ابی عبداللہ بن یحییٰ زاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ الحون بن عبداللہ المحض اور ان کا لقب مجل بھی ہے۔ بن حسنیٰ مثنیٰ بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب۔

آپ ابو عبداللہ صومعی زاہد کے نواسوں میں ہیں۔ اور جب آپ جیلان میں تھے اسی سے مشہور تھے۔ آپ سے آپ کی پیدائش کی نسبت پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ حقیقتاً"

مجھے معلوم نہیں۔ لیکن میں بغداد میں اس سال آیا ہوں۔ جس میں تمیمی فوت ہوئے ہیں۔ اور میری عمر اس وقت ۱۸ سال کی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ تمیمی ابو محمد رزق اللہ بن عبدالوہاب بن عبدالعزیز بن حرث بن اسد ہیں۔ جو کہ ۴۸۸ھ میں فوت ہوئے ہیں۔ پس اس بیان کے مطابق آپ کی پیدائش ۴۷۰ھ میں ہوئی۔

اور خبر دی ہم کو ابو عبداللہ بن شیخ ابو العباس احمد بن عبدالواسع بن امیر کلہ بن شافع جیلی حنبلی نے کہا خبر دی ہم کو میرے دادا عبدالواسع نے کہا ذکر کیا۔ ابوالفضل احمد بن صالح بن شافع جیلی حنبلی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے کہ شیخ محی الدین عبدالقادرؓ عنہ کی پیدائش ۴۷۱ھ میں جیلان میں ہوئی ہے اور وہ بغداد میں ۴۸۸ھ میں داخل ہوئے اس وقت ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ وہ جیل کی طرف منسوب ہیں۔ جیم کے کسرہ اور یا کے سکون کے ساتھ وہ طبرستان کے پرے چند متفرق شہر ہیں۔ ان میں سے قصبہ نیف میں آپ پیدا ہوئے۔ اس میں جیلان گیلان اور گیل بھی آیا ہے۔ گیل بھی دجلہ کے کنارہ پر ایک گاؤں ہے۔ بغداد سے ایک دن کے راستہ پر جو کہ واسطہ کے راستہ سے ملا ہے۔

اور جیل بھی کہا جاتا ہے۔ جیم کے ساتھ اس لئے کہا گیا ہے۔ گیل عجم اور گیل عراق اور جیل عجم اور جیل عراق۔

اور ابو العیر ثابت بن ا لگیلی گیل عراق میں سے ہیں۔ جیل بھی ایک گاؤں ہے۔ جو کہ مدائن کے ماتحت ہے اور ایک روایت میں یہ بھی ہے۔ جیلانی آپ کے جد جیلان کی طرف منسوب ہے۔ ابو عبداللہ صومعی جیلان کے مشائخ اور ان کے رؤسا زاہدوں میں سے ہیں۔ ان کے عمدہ حالات اور بڑی کرامات ہیں۔ عجم کے بڑے بڑے مشائخ سے ان کی ملاقات ہوئی ہے۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو سعد عبداللہ بن علی بن احمد بن ابراہیم قرشی نے کہا خبر دی ہم کو بڑے شیخ ابو العباس احمد بن اسحٰق بن علی بن عبدالرحمن ہاشمی قزوینی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشوا نور الدین ابو عبداللہ محمد جیلی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو محمد داربانی قزوینی نے کہا کہ شیخ ابو عبداللہ صومعی ان مشائخ میں سے ایک ہیں کہ جن کو میں نے

عجم میں پایا ہے۔ وہ مقبول الدعا تھے۔ اور جب کسی پر غصے ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کا جلد انتقام لیتا جب کسی امر کو دوست رکھتے تو خداوند تعالیٰ اس کو ان کی مرضی کے مطابق کر دیا کرتا۔

باوجود ضعف قوت و بڑھاپے کے بڑے نفل پڑھا کرتے تھے۔ ذکر ہمیشہ کرتے رہتے خشوع کرنے والے اپنے حال اور اوقات کی پابندی پر صبر کرنے والے تھے۔ معاملات کے وقوع سے پہلے خبر دے دیا کرتے تھے۔ پھر ویسے ہی ہوتا تھا جیسا کہ خبر دیتے تھے۔

وہ کہتے ہیں ہمارے بعض اصحاب نے خبر دی کہ وہ تاجر بن کر قافلہ میں نکلے تو ان پر سمر قند کے جنگل میں سوار ڈاکو نکل پڑے۔ وہ کہتا ہے کہ ہم نے شیخ ابو عبداللہ صومعی کو پکارا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارے سامنے کھڑے ہیں۔ اور یہ پکار کر کہا سبوح قدوس ربنا اللہ اے خدا کے لشکر ہم سے علیحدہ ہو جاؤ۔ وہ کہتا ہے کہ خدا کہ قسم سوار کو اتنی طاقت نہ تھی کہ اپنے گھوڑے کو واپس لے جائے ان کو پہاڑوں اور جنگلوں میں بھگا کر لے گئے۔ ان میں سے دو مرد بھی اکٹھے نہ تھے۔ اور خدا نے ہم کو ان سے بچا لیا۔ شیخ کو ہم نے اپنے درمیان تلاش کیا تو نہ دیکھا اور ہم کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کدھر گئے۔ پھر جب ہم جیلان میں واپس آئے اور لوگوں کو ہم نے اس کی خبر دی تو سب کہنے لگے۔ واللہ شیخ ہم سے غائب نہیں ہوئے۔

آپ کی والدہ شریفہ ام الخیر امتہ الجبار فاطمتہ بنت ابی عبداللہ صومعی مذکور ہیں۔ اور ان میں نیکی و صلاح کا بڑا حصہ تھا۔ خبر دی ہم کو ان سے فقیہ ابو علی اسحٰق بن علی بن عبداللہ ہمدانی صوفی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو عبداللہ محمد بن عبداللطیف بن شیخ پیشوا ابو النجیب عبدالقادر سہروردی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو خلیل احمد بن اسعد بن وہب بن علی مقری بغدادی ثم ہروی نے کہا خبر دی ہم کو دو نیک بختوں امام پرہیزگار ابو سعد عبداللہ بن سلیمان بن جعران ہاشمی جیلی اور والدہ احمد جیلی نے جیل میں ان دونوں نے کہا والدہ شیخ عبدالقادرؒ ام الخیر امتہ الجبار فاطمہؒ کا اس (سلوک) میں بڑا قدم تھا۔ ہم نے ان سے کئی مرتبہ سنا کہ وہ فرماتی ہیں۔ جب میں نے اپنے بیٹے عبدالقادر کو جنا تو وہ رمضان شریف کو دن میں دودھ نہ پیتا تھا۔ رمضان کا چاند لوگوں کو

غبار کی وجہ سے نظر نہ آیا تو میرے پاس پوچھنے آئے میں نے کہا کہ (میرے بچے) نے آج دودھ نہیں پیا۔ پھر معلوم ہوا کہ یہ دن رمضان کا تھا۔ اور ہمارے شہر میں اس وقت یہ بات مشہور ہو گئی کہ شریفوں میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے کہ رمضان میں دن کو دودھ نہیں پیتا۔

ابو علی ہمدانی کہتے ہیں کہ میں نے قاضی القضاۃ ابو صالح نصر سے بغداد میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے چچا عبدالوہاب سے سنا۔ جب کہ میں بغداد کی طرف گیا تھا۔ کہ وہ عجم کے مشائخ و علماء سے کہ رہے تھے۔ وہ اپنے اکابر سے روائت کرتے ہیں کہ وہ رمضان کے دن میں دودھ نہ پیتے تھے۔ یعنی ان کے والد شیخ محی الدین عبدالقادر جیلیؒ

آپ کے بھائی شیخ ابو احمد عبداللہ تھے۔ ان کی عمر آپ سے چھوٹی تھی۔ علم اور نیکی میں آپ نے اچھی تربیت پائی تھی۔ جیلان میں جوانی کی حالت میں فوت ہوئے۔

آپ کی پھوپھی نیک بخت بی بی تھیں۔ والدہ محمد مسمی عائشہ بنت عبداللہ کرامات ظاہرہ والی تھیں۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو صالح عبداللہ بن عبداللہ نحوی نے یہ دونوں ہمارے پاس ۵۷۴ھ میں آئے کہا کہ ایک دفعہ جیلان میں قحط سالی واقع ہوئی۔ لوگوں نے نماز استسقا پڑھی۔ لیکن بارش نہ ہوئی۔ تب مشائخ مشیو ام محمد عائشہ شیخ عبدالقادرؒ کی پھوپھی کے گھر پر آئے۔ اور ان سے بارش کی دعا چاہی وہ اپنے گھر صحن کی طرف کھڑی ہوئیں۔ انہوں نے زمین پر جھاڑو دے دی۔ اور کہنے لگیں اے رب میں نے تو جھاڑو دے دیا ہے۔ اب تو چھڑکاؤ کر دے کہا کہ تھوڑی دیر نہ گذری تھی۔ کہ آسمان سے اس طرح بارش ہوئی۔ جیسے مشک کا منہ کھول دیا جائے لوگ اپنے گھروں کی طرف ایسے حال میں لوٹے کہ تمام پانی میں تر تھے۔ اور جیلان آباد ہو گیا۔ جیلان میں وہ فوت ہوئیں۔

نسبت میں (لفظ) جون موسیٰ کا لقب ہے۔ وہ اسماء اضداد میں سے ہے۔ سفید اور سیاہ دونوں پر بولا جاتا ہے۔ اور استعمال میں اکثر یہی آتا ہے۔ اور یہی یہاں مقصود ہے۔ کیونکہ موسیٰ گندم گوں تھے۔ اور ان کو ہند بنت ابی عبیدہ یہ کہتی تھیں۔

انت انتکون جونا او نذعا ٭ او خذر ان تضرهم او تنفعا

بے شک تو سیاہ رنگ ہے جو کہ کھینچا گیا ہے۔ تو ڈر اس سے کہ ان کو ضرر پہنچائے یا نفع دے۔

وہ ساٹھ سال کی تھیں۔ جب اس سے حاملہ ہوئی تھیں اور کہتے ہیں کہ ساٹھ سال کی عورت سوا قریشیہ کے حاملہ نہیں ہوتی۔ اور پچاس سال کی سوا عربیہ کے حاملہ نہیں ہوتی۔

آپ کی دادی والدہ عبداللہ ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور اس میں جو (لفظ) محض ہے۔ وہ عبداللہ کا لقب ہے۔ وہ ہر شے کی خالص چیز کو کہتے ہیں۔ اور عبداللہ کا یہ لقب اس لئے ہے کہ ان کے باپ حسن بن حسن بن علی ہیں۔ اور ان کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن علی ہیں۔ پس اس کا نسب ماں باپ کی طرف سے خالص ہے۔ کیونکہ غلاموں اور لونڈیوں سے خالی ہے اس کی انتہا علی کرم اللہ وجہہ تک ہے۔

اور ان کا لقب مجل کہا ہے۔ تو اجلال میں سے اس معنے کے لئے لیا ہے۔ یہ اسم مفعول اجلہ سے ہے۔ اور اس فاطمہ نے حسن بن حسین کے بعد عبداللہ مطرف بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ (خاوند) بنایا ہے۔ اور اس کے لئے محمد دیبا کو جنا ہے۔ اس کا دیبا لقب اس کے حسن کی وجہ سے ہے۔ اور اس کے باپ عبداللہ کا لقب مطرف (خوبصورت) بوجہ اس کی خوبصورتی کے ہے۔ اور جب عبداللہ بن عمرو پیدا ہوئے۔ تو لوگوں نے کہا کہ بعد عبداللہ بن زبیر کے یہ خوبصورت حسن ہے۔ اور عبداللہ بن زبیر بڑے خوبصورت تھے۔ مطرفہ کی ماں حفصہ بنت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہا ہے۔ اور مطرف بضم میم و فتح را اسم مفعول ہے۔ اطرفته بکذا سے یعنی میں نے اس کو اس شے سے منقش کر دیا۔ اور اس میں جو شئی کا لفظ ہے۔ وہ حسن کی صفت ہے۔ کیونکہ وہ حسن بن حسن ہیں اور یہ اسم مفعول ثیشہ ہے۔ جب کہ تو نے دہرا کیا ہو واللہ اعلم۔

خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن امام عماد الدین ابو اسحٰق

ابراہیم بن عبدالواحد مقدسی نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ امام عالم ربانی موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی نے کہا کہ ہمارے شیخ شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلی لاغربدن میانہ قد فراخ سینہ ریش چوڑی اور لمبی گندم گون پیوستہ ابرو سیاہ چشم بلند آواز خوبصورت بلند قدر وافر علم تھے۔

خبر دی ہم کو ابو حفص عمر بن مزاحم ویزی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن مشہور موزہ فروش نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالمسعود احمد بن ابی بکر حریمی نے کہ کہا شیخ محی الدین عبدالقادرؒ نے

شیخ کے وعظ کا ذکر

جان لے تم کو اللہ تعالیٰ اہل سعادت میں سے لکھے۔ اور تم کو ان میں کر دے جو کہ نیکی کے ساتھ کامیاب ہوئے ہیں۔ اور زائد دے کہ شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادرؒ جب کہ علوم شرعیہ کے لباس سے آراستہ ہوئے۔ ان کے لطائف کو حاصل کیا۔ دینی فنون کے تاج سے خوبصورت ہوئے۔ اس کی بزرگیوں کو جمع کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف ہجرت کرنے میں تمام مخلوق کو چھوڑ دیا۔ اپنے رب عزوجل کی طرف سفر کرنے میں عمدہ آداب اور بزرگ تر حقائق توشہ لئے آپ کے لئے ولایت کے جھنڈے گاڑے گئے۔ جن کے پھندنے (آسمان) کی بلندی پر تھے۔ ان کے مراتب بلند کئے گئے۔ قرب کے آسمان پر ان کے ستارے تھے۔ آپ کے دل نے فتح کے نشانات کشف و اسرار کے دامنوں میں دیکھے ان کے سر نے معارف کے آفتابوں کی طرف انوار کے مطالع سے دیکھا۔ ان کی بصیرت نے حقائق کی دلہنوں کو غیبوں کے محلوں میں دیکھا۔ ان کا سریرہ (باطن) درگاہ قدس کے اس خلوت میں کہ عاشق و معشوق سے ملتا ہے۔ تسکین یافتہ ہو۔ ان کے اسرار شرافت و کمال کے مشاہدہ اور عزت و جلال کے نشانات میں ان کی حضوری کے دوام کی طرف بلند کئے گئے۔ وہاں پر آپ کو راز محفوظ کا علم منکشف ہوا۔ اور حق پوشیدہ کی حقیقت ظاہر ہوئی۔ موجودات کے چھپے ہوئے۔ خفیہ معانی پر ان کو اطلاع ہو گئی۔

تقدیر کے مواضع کو ارادوں کے تصرفات میں مشاہدہ کرنے لگے۔ ان کے معدنیات کے حکم کو نکالا اور تحفوں کو ان کے مقامات سے ظاہر کیا۔ وعظ کے لئے بیٹھنے اور درس دینے کے لئے ایک صاف پاک امر جس میں تلبیس یا شبہ کی میل نہ ہو۔ ان کے پاس آیا۔ آپ کا پہلا وعظ حلبہ برانیہ میں ماہ شوال ۵۲۱ھ میں ہوا وہ مجلس کیا اچھی تھی۔ کہ جس پر ہیبت و رونق چھائی ہوئی تھی۔ ملائکہ و اولیاء نے اس کو ڈھانپا ہوا تھا۔ تب آپ کتاب و سنت کی تصریح کے ساتھ لوگوں کے سامنے خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے۔ لوگوں کو اللہ عزوجل کی طرف بلایا۔ وہ سب فرمانبرداری کے لئے جلدی کرنے لگے۔

اے وہ پکارنے والے جس کی بات کو مشتاقین کی روحوں نے قبول کیا ہے۔ اے وہ منادی کرنے والے جس کو عارفین کے دلوں نے لبیک کہا ہے۔ اور اے وہ حدی خوان کہ نفوس کی سواریاں جس کے شوق کے جنگلوں میں سرگردان پھرتی ہیں اے وہ ہادی کہ جس نے دلوں کی شریف سواریوں کو وصال کی چراگاہ کی طرف ہانکا ہے۔ اے وہ ساقی جس نے عقلوں کی پیاسوں کو محبت کی شراب سے سیراب کر دیا ہے۔ پھر اس نے شبہ کے برقعوں کو معارف کے چہروں سے اٹھا دیا ہے۔ ابر کے پردوں کو شریف لطیفوں کی آنکھ سے دور کر دیا۔ دلوں کے اطراف جمال قدم کی تعریف سے حرکت کرتے ہیں۔ ارواح کی صورتیں کمال کرم کی تعریف کے سماع سے رقص کرتی ہیں۔ اسرار کے پرندے اپنے قدس کی عبادت گاہوں میں اس کی محبت کی خوش الحانی سے چہچہاتے ہیں۔ تب وہ ان کے اطوار کے گھونسلوں سے ان کے انوار معلوم کرنے میں ان کے حسن کے پھریرے اڑتے ہیں۔ مواعظ کی عروسوں کو آراستہ کیا تو اس کے حسن کی رونق کی وجہ سے عاشق مدہوش ہو گئے۔ عطایائے الٰہی کے پردہ نشینوں کو آراستہ کیا۔ تو اس کے جمال کے معنی کی وجہ سے ہر مشتاق عاشق ہو گیا۔ نفیس حکمتوں کے ساتھ محبت کے باغوں میں بولا۔ جس کی چراگاہیں ہیں پختہ ہیں اور توحید کے جواہر کو علوم کے سمندروں سے نکالا جن کی موجیں تلاطم میں ہیں۔ وہ ان کے مطالب کو ان کے معانی سے موتی اور یاقوت دکھاتا ہے۔ ان کے موتیوں سے دوا پاتا ہے۔ ان کے یاقوت سے غذا اور حقائق کے باغ کو بارونق باغوں کی آراستگی دے دی۔ اس میں اللہ

عزوجل کی طرف جانے کے لئے راہ فراخ نہ جحت ہے۔ فتح کے موتی فہموں کی بساط پر پھیلا دیئے۔ تو عقلوں اور قلموں نے ان کے لینے کے لئے سبقت کی پھر ان سے بڑی ہمت والوں کی گردنوں میں ہدایت کے موتی جڑاؤ دار کر دیئے گئے کہ جن کا عامل انشاء اللہ تعالیٰ عمدہ مقامات تک پہنچ جائے۔ نفوس میں انہوں نے ایسی جولانی کی جیسے کہ سینوں میں سانس چلتے ہیں۔ اور دلوں میں ایسی خوشبو ہوئی جیسے بارش کے بعد باغ کی خوشبو ہوتی ہے۔ نفوس کو ان کی بیماریوں سے اچھا کر دیا۔ طبیعتوں کو ان کے وہموں سے شفا دی۔ پس اس کو اس شخص نے سنا کہ جس نے توبہ کے ساتھ اپنی تاریکی کو ظاہر کر دیا ہو۔ یا اس کی پلکوں نے رونے سے بخل کیا ہو۔ پھر کس قدر گنہگاروں کو اللہ عزوجل کی طرف لوٹایا۔ کس قدر راہی (چلنے والے) کو آپ کے سبب خدا نے ثابت رکھا۔ کس قدر شراب کی شراب سے مست ہو گئے۔ کس قدر نفس کے قیدیوں کو زنجیروں سے چھڑایا۔ ان کے سبب سے اللہ عزوجل نے کس قدر لوگوں کو اوتاد و ابدال بنا دیا۔ آپ کے سبب کس قدر بندوں کو مقام و حال عنایت کئے۔

عبد لہ فسوق المعالی رتبۃ   ولہ الماجد و الفخار الافخر

وہ ایک ایسے بندے ہیں کہ ان کے بلندی پر رتبے ہیں۔ اس کے لئے شرافتیں اور بڑے فخر ہیں۔

ولہ الحقائق و الطرائق فی الھدی   ولہ المعارف کالکواکب تزھو

ہدایت میں ان کے حقائق و طریقے ہیں۔ ان کے معارف ہیں جو ستاروں کی طرح روشن ہیں۔

ولہ الفضائل و المکارم و الندی   ولہ المناقب فی المحافل تنشر

ان کے فضائل اور مکارم و بخشش ہیں۔ ان کے مناقب ہیں۔ جن کا محفلوں میں ذکر ہوتا ہے۔

ولہ التقدم و التعالی فی العلی   ولہ المراتب فی النھایۃ تکبر

بلندی میں ان کا تقدم اور ان کی بڑائی ہے۔ ان کے مراتب میں جو کہ نہایت ہی بڑے ہیں۔

غوث الوری' اغیث الندی نور الھدیٰ   بدر الدجی شمس الضحی بلا نور

وہ لوگوں کے غوث اور بارش جود اور نور ہدایت ہیں۔ وہ بدر الدجی شمس الضحی ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ روشن ہیں۔

قطع العلوم مع العقول فاصبحت   اطوار ھا من دونہ تتحیر

علموں کو عقلوں کے ساتھ قطع کیا۔ پھر اس کے اطوار ایسے ہوئے کہ جس سے پہلے ہی حیرانی ہوتی ہے۔

مافی علاہ مقالتر المخالف   فمسائل الاجماع فیہ تسطر

ان کی بلندی میں کسی مخالف کو کلام نہیں۔ کیونکہ اجماع کے مسائل اس میں لکھے جاتے ہیں۔

خبردی ہم کو ابو محمد حسن بن شیخ ابی محمد عبدالرحمٰن بن زردا نے کہا خبردی ہم کو شیخ ابوبکر محمد بن عمر بن نحال مقری نے کہا خبردی ہم کو شیخ ابوبکر عبداللہ بن نصر بکری نے کہا بیان کیا مجھ سے شریف ابو الفتح مسعود بن عمر ہاشمی احمدی نے کہا ایک دن شیخ مجلس میں نائب وزارت عزالدین ابو عبداللہ محمد بن وزیر عون الدین ابی المظفر بن ہبیرہ اور استاد محل عزالدین ابو الفتوح عبداللہ بن ہبتہ اللہ اور دربان باب مجد الدین ابو القاسم علی بن محمد صاحب اور امین الدین ابو القاسم علی بن ثابت بن مسبل رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ تب شیخ نے ان سے ان کی دل کی باتوں کو بتلایا۔ اپنے مکاشفہ سے ان کے پردہ کو فاش کر دیا۔ ان کے سکون وقار کو بوجہ اس کے کہ خدا نے ان پر اپنا خوف غالب کر دیا۔ دور کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور ان کے سر سخت خوف کی وجہ سے نیچے جھک گئے۔ گویا کہ ان کو میدان قیامت میں حاضر کر دیا۔ اور ان کے گذشتہ اعمال ان کو دکھا دیئے۔ کہ اب سامنے موجود ہیں۔ پھر وہ ان سے ڈرتے ہیں۔ اور ان پر مواخذہ کی وجہ سے خوفزدہ ہیں۔ آپ نے معلوم کیا کہ ان لوگوں کے نفوس شراب سے مست ہیں۔ تب آپ نے ان پر شیر کا سا حملہ کیا۔

راوی کہتا ہے۔ کہ جب آپ کرسی پر سے اترے تو آپ کسی طرف متوجہ نہ

ہوئے اور نہ کسی طرف التفات کیا۔

شریف کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا سیدی یہاں کوئی عبادت اس عبادت سے نرم نہ تھی۔ آپ نے تو ان کو قتل ہی کر ڈالا۔ آپ نے فرمایا کہ اے فرزند سردار ہتھیلی جب سخت نہ ہو تو میل نہیں نکلا کرتی۔ اور میرا آج ان کو قتل کرنا کل کو ان کی زندگی کا باعث ہے۔

خبردی ہم کو ابو الحسن علی بن خباز نے کہا کہ خبردی ہم کو ابو الفتوح نصر اللہ بن ابی المحاسن یوسف بن خیل ازجی نے کہا خبردی ہم کو شیخ عمر کیمانی نے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر کی مجلس میں ایک دن نقیب النقباء ابن الاتقی حاضر ہوا۔ وہ پہلے اس سے کبھی حاضر نہ ہوتا تھا۔ تب شیخ نے اس کی طرف اشاہ کر کے فرمایا کہ کاش تم پیدا نہ ہوتے۔ اور کاش تم پیدا ہوئے تھے۔ تو جانتے کہ کس کام کے لئے تم کو پیدا کیا گیا ہے۔ اے سوتے ہوئے بیدار ہو۔ اپنی آنکھوں کو کھول۔ اور دیکھ کہ تیرے سامنے کیا ہے۔ بیشک تم پر عذاب کا لشکر آگیا ہے۔ اے مسافر اے زوال پذیر اے انتقال کرنے والے ہزار سال تک چل تاکہ مجھ سے ایک کلمہ سنے جو تم کو یہ بات پہنچا دے کہ دنیا نے کس قدر تجھ جیسے جاہ والوں اور دنیا داروں کو بڑھایا۔ پھر قتل کیا ہے۔ میرا یہ حال ہے کہ جب میرے اخلاص اور سر کی طبیعت میں جوش آتا ہے۔ تو دو قدم نہیں چلتا ہوں کہ نفس اور حلق کو اللہ عزوجل تک پہنچا دیتا ہوں۔

اور اے میرے مرید تو دو قدم ہے۔ اور دنیا و آخرت تک پہنچ گیا ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کی طرف امور کا رجوع ہو گا۔

پھر جب آپ کرسی پر سے اترے تو آپ سے آپ کے بعض شاگردوں نے کہا کہ اے میرے سردار آپ نے اس کو بہت ہی نصیحت کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو ایک شعلہ تھا کہ جس نے اس کی ظلمت کو دور کر دیا۔

راوی کہتا ہے۔ کہ پھر وہ ہمیشہ آپ کی مجلس میں آیا کرتا۔ اور مجلس کے سوا دوسرے وقت بھی حاضر ہوتا۔ آپ کے سامنے نہایت تواضع اور انکساری کے ساتھ بیٹھتا اور جب آپ کی خدمت میں کوئی جوان اس لئے کھڑا ہوتا کہ توبہ کرے۔ تو آپ

فرماتے کہ اے شخص جب تک تجھ کو کھڑا نہیں کیا گیا۔ تو کھڑا نہیں ہوا۔ جب تک تجھے قبول نہیں کیا گیا تو نہیں آیا۔ جب تک تجھ کو حاضر نہیں کیا گیا۔ ظلم کے سفر سے نہیں آیا۔ اے شخص تو نے جب ہم کو چھوڑا تو ہم نے تم کو نہیں چھوڑا۔ تم نے جب ہم سے جدائی کی تو ہم نے تم سے جدائی نہیں کی۔ جب تم نے ہم کو بھلا دیا تو ہم نے تم کو نہیں بھلایا۔ تو اپنے اغراض میں ہے اور ہماری رعایت تمہاری حفاظت کرتی ہے۔ تو اپنے ظلم میں ہے اور ہماری عنایت تیرا لحاظ کرتی ہے۔ پھر ہم نے تم کو اپنے قرب کے لئے حرکت دی۔ اور اپنے وصل کے لئے تم کو بلایا۔ ہم نے اپنی محبت کے لئے تجھ کو قریب کیا۔ اپنے اشارہ سے تم کو خطاب کیا۔

اور جب کوئی بوڑھا مرد بیعت کے لئے آپ کے سامنے کھڑا ہوتا تو فرماتے اے شخص تو نے خطا کی اور دیر کی تو نے برائی کی اور بھلا دیا۔ جوں جوں ہم نے تم کو مہلت دی تم نے امید کو لمبا کیا۔ اور بد عملی کی۔ جوں جوں تیری عمر بڑی ہوتی گئی تیرا جن سرکش ہوتا گیا۔ تم نے ہم کو لڑکپن میں چھوڑ دیا۔ ہم نے تم کو معذور رکھا۔ جوانی میں تو ہم سے لڑتا رہا۔ ہم نے تم کو مہلت دی۔ اور جب تم نے ہم کو بڑھاپے میں چھوڑا تو تم کو بری طرح کا عذاب کیا جو کہ قیامت کے دن دیکھا جائے گا۔ سفید بالوں والا ہو گا۔ جس کے ہاتھ میں سیاہ اعمال نامہ ہو گا۔

خبر دی ہم کو ابو المعالی عبدالرحیم بن مظفر قریشی نے کہا خبر دی ہم کو حافظ عبداللہ محمد بن نجار بغدادی نے کہا کہ میری طرف عبداللہ بن جبائی نے لکھا جس کو میں نے نقل کیا۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ سے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ نے فرمایا کہ مجھ کو خواب و بیداری میں امر و نہی ہوتا تھا۔ اور مجھ پر کلام غالب ہوتا تھا۔ میرے دل پر اس کا ہجوم ہوتا تھا۔ پھر اگر میں کلام کرتا تو عنقریب تھا کہ میرا گلا بند ہو جائے میں سکوت پر قادر نہ تھا۔ میرے پاس دو تین مرد ہوتے تھے جو میرے کلام کو سنتے تھے۔ پھر بہت لوگ میرا کلام سننے لگے۔ اور لوگوں کا مجھ پر ہجوم ہو گیا۔ میں حلبہ کے دروازہ پر بیٹھتا۔ پھر لوگوں پر مکان تنگ ہو گیا۔ اور کرسی شہر سے باہر رکھی گئی۔ اور عید گاہ میں کرسی بچھائی گئی۔ لوگ جوق در جوق گھوڑوں۔ خچروں۔ گدھوں اونٹوں پر آتے۔ اور مجلس کے گرد دیوار

کی طرح دور کر لیتے۔ مجلس میں قریباً ستر ہزار آدمی ہو جاتے۔

خبردی ہم کو ابو الخیر سعد اللہ بن ابی غالب احمد بن علی ازجی نے کہا خبردی ہم کو شیخ بزرگ ابو الفرج عبدالجبار بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادرؒ نے کہا میں نے سنا اپنے والد سے کئی مرتبہ فرماتے تھے۔ کہ مجھے خدا تعالیٰ کی عزت کی قسم میں نے سوائے خدا کی فتح کے کبھی ثنا اور کلام نہیں کیا۔

وہ کہتے ہیں کہ آپ کا خطبہ مجالس وعظ میں یہ تھا۔ پہلے آپ الحمد اللہ رب العالمین کہتے اور چپ کر جاتے' پھر کہتے الحمدللہ رب العالمین اور چپ ہو جاتے۔ پھر کہتے۔ عدد خلقه و زنه عرشه و مداد کلماته و منتهى علم و جميع ما شاء و خلق و ذراء و براء عالم الغيب والشهادة الرحمٰن الرحيم الملک القدوس العزيز الحكيم و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له الملک و له الحمد يحيى و يميت بيده الخير و هو علىٰ كل شئ قدير و اشهد ان محمداً عبده و رسوله ارسله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله و لو كره المشركون اللهم اصلح الامام و الامة و الداعي و الرعية والف بين قلوبهم فى الخيرات وارفع شر بعضهم من بعض اللهم انت العالم بسرائرنا فاصلحها و انت العالم بذنوبنا فاغفرها و انت العالم بعيوبنا فاسترها و انت العالم بحوائجنا فاقضها لا تذنا حيث نهيتنا و لا تفقدنا من حيث امرتنا لا تفاذكرک و شكرک و حسن عبادتک۔ پھر آپ دائیں طرف متوجہ ہوتے تو فرماتے لا الا اللہ ما شاء الله كان لا حول و لا قوة الا بالله العلى العظيم پھر بائیں طرف متوجہ ہوتے تو ایسا ہی فرماتے اور پھر یہ کہتے لا تبدا اخبارنا و لا تهتک استارنا و لا تواخذنا بسوء اعمالنا لا تحينا فى غفلة و لا تاخذنا على عزة ربنا لا تواخذنا ان نسينا او اخطانا ربنا و لا تحمل علينا اصراً كما حملته على الذين من قبلنا ربنا و لا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا و غفر لنا و ارحمنا انت مولانا فانصرنا على القوم الكفرين اس کے بعد آپ وعظ فرماتے۔

اور جب کوئی ناقص الایمان یا ناقص التوبہ آپ کی مجلس میں کھڑا ہو جاتا تو فرماتے

اے شخص ہم نے تم کو پکارا تم نے قبول نہ کیا۔ ہم نے کس قدر تم پر مہربانی کی تم نے توجہ نہ کی ہم نے کس قدر تم سے جلدی کی تم نے جلدی نہ کی۔ ہم نے تم کو جھڑکا تو شرمندہ نہ ہوا۔ ہم نے کس قدر تجھ کو دیکھا بھالا ہے۔ تو جانتا ہے کہ ہم نے تجھ کو دیکھا ہے۔ اور چند دنوں اور مہینوں کی مہلت دی ہے۔ تجھ کو برسوں اور زمانوں میں چھپایا ہے تو سوائے نفرت کے اور کچھ نہیں بڑھاتا۔ فجور کے سوا اور کوئی ترقی نہیں کرتا۔ تونے کس قدر عہدوں کو توڑا ہے۔ وعدوں کے خلاف کیا ہے۔ بعد اس کے کہ میں نہ لوٹوں گا تو لوٹا ہے۔ لیکن ہماری صحبت مجلس پر ہمیشہ نہ رہے گی۔ ہم نے تم کو اس لئے ڈرایا ہے کہ تو کھڑا ہو جائے۔ پھر اگر ہم تجھ کو رد کردیں تو تیرا کیا حال ہو۔ ہم نے تجھ سے یہ ارادہ نہیں کیا کہ تجھ کو دفع کردیں۔ ہم تیری طرف نہیں لوٹے کہ ہم تیرے مکانوں کو گرا دیں۔ تیرے رجوع کرنے کو قبول نہ کریں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ تو ہمارے پاس عاجزی کرتا ہوا آیا تھا۔ ہمارے دروازہ پر تواضع کرتا ہوا کھڑا ہوا تھا۔ پھر تو ہم سے منحرف ہو گیا۔ اور چلنے لگا۔ اس شخص پر تعجب ہے کہ جو ہماری (محبت کا) دعویٰ کرتا ہے۔ کیونکہ پورے طور پر ہم میں جوانمردی نہیں کرتا اس شخص پر تعجب ہے کہ ہمارے قرب کی ہوا پاتا ہے۔ اور ہماری محبت کا گھونٹ پیتا ہے۔ وہ ہماری جماعت سے کیونکر بھاگتا ہے۔ اگر تو سچا (دوست) ہوتا تو ضرور موافق ہوتا۔ اگر تجھے الفت ہوتی تو مخالف نہ ہوتا۔ اگر تو ہمارے دوستوں میں سے ہوتا تو ہماری شراب کی لذت سے محروم نہ ہوتا۔

اے ہاتھ کے بنے ہوئے۔ (اے احسان کے تربیت یافتہ اے بخشش کے غذا یافتہ اے کرم کے پرورش یافتہ میں کس قدر تجھ سے ملوں اور تو ظلم کرتا ہے۔ تو کس قدر دوستی کے کپڑے کو پھاڑتا ہے۔ اور میں رفو کرتا ہوں۔ تو کس قدر مجھ پر جھوٹ بولتا ہے۔ اور میں معاف کرتا ہوں۔

خبر دی ہم کو ابو موسیٰ عیسیٰ بن یحییٰ بن اسحٰق مقدسی ادانی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادرؒ نے کہا خبر دی ہم کو میرے چچا امام ابو بکر عبدالعزیز نے کہا شیخ پیشوا ابوالحسن علی بن الہیتیؒ نے کہ جب

میرے والد کرسی پر بیٹھتے۔ اور فرماتے الحمدللہ تو آپ کے لئے زمین کے تمام ولی اللہ چپ ہو جاتے مجلس میں جاتے اولیاء اور ملائکہ کا آپ کی مجلس میں ازدحام ہوتا۔ اور جو اس میں نہ دیکھے جاتے وہ دیکھے جانے والوں سے زیادہ ہوتے اور حاضرین پر رحمت کی بارش ہوتی تھی۔

خبر دی ہم کو ابو سعد عبدالغالب بن احمد بن علی ہاشمی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ محی الدین ابو عبداللہ محمد نے کہا خبر دی ہم کو میرے والد ابو صالح نصر نے کہا خبر دی ہم کو میرے والد ابوبکر صدیق نے کہا کہ مجلس وعظ میں میرے والد کی یہ دعا ہوتی تھی اللھم انا نسلک ایمانا یصلح للعرض علیک وایقانا نقف بہ یوم القیامۃ بین یدیک وعصمۃ تنقذنا بھا من ورطات الذنوب ورحمۃ تطھرنا بھا من دنس العیوب وعلما نفقہ بہ اوامرک ونواھیک وفھما نعلم بہ کیف نناجیک واجعلنا فی الدنیا والاخرۃ من اھل ولایتک واملا قلوبنا بنور معرفتک وکحل عیون عقولنا باثمد ھدایتک واحرس اقدام افکارنا من مزالق مواطی الشبھات وامنع طیور نفوسنا من الوقوع فی شباک موبقات الشھوات واعنا فی اقام الصلوٰۃ علی ترک الشھوات وامح سطور سیاتنا من جرائد اعمالنا بایدی الحسنات کن لنا حیث ینقطع الرجاء منا اذا اعرض اھل الوجوہ بوجوھھم عنا حتی تحصل فی ظلم اللحود رھائن اعمالنا الی الیوم المشھود اجبر عبدک الضعیف علی ما الف من العصمۃ من النال ووقفہ والحاضرین لصالح القول والعمل واجر علیٰ لسانہ ما ینتفع بہ السامع وتلنا رف بہ المدامع ویلین لہ القلب الخاشع واغفر لہٗ وللحاضرین والجمیع المسلمین وہ کہتے ہیں کہ آپ کی دعاؤں میں سے مجالس میں یہ دعا بھی تھی اللھم انا نعوذ بو صلک من صدک وبقربک من طردک وبقبولک من ردک واجعلنا من اھل طاعتک وودک واھلنا لشکرک وحمدک وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ اپنی مجلس کو اس دعا پر ختم کیا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ جعلنا اللّٰہ وایاکم ممن تنبہ الخلاصہ وتنزہ عن الدنیا وتذکرہ یوم حشرہ واقتفی اثار الصالحین انہ ولی ذلک والقادر علیہ۔

خبردی ہم کو ابوالفتح احمد بن علی بن حسن بن احمد بن محمد ہاشمی قلقشی نے کہا خبردی ہم کو شیخ ابو سلیمان داؤد نے کہا خبردی ہم کو میرے باپ الفتح سلیمان نے کہا خبردی ہم کو ابو عبداللہ عبدالوہاب نے کہا کہ میرے والد مجالس وعظ میں کرسی پر بیٹھے ہوئے کہا کرتے تھے۔ ورضی اللّٰہ من الرفیع العماد الطویل الفحاد المرید بالتحقیق المکنی بالعتیق الخلیفۃ الشفیق المستخرج من اظہر اصل مریق الذی اسمہ مع اسمہ مقرون وجسمہ مع جسمہ مدفون الذی قال فی حقہ سید کل فریق لو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لا تخذت ابا بکر الصدیق رضی اللّٰہ عنہ وعن القصیر الامل الکثیر العمل الذی لا یتداخل افعالہ زال الوید بالصواب اللھم فصل الخطاب المنصور یوم الاحزاب عمر بن الخطاب وعن مشید الایمان ومرتل القرآن و مشتت العزسان ومصنعضع الطغیان عثمان بن عفان افضل الشھدا واکرم الکرماء ذی النورین وعن البطل المھوم وزوج البتول وسیف اللّٰہ المسول وابن عم الرسول مظہر العجائب لیس بنی غالب علی بن ابی طالب وعن السبطین السیدین الشھیدین ابی محمد الحسن وابی عبداللّٰہ الحسین وعن العمین الشرفین حمزۃ او العباس وعن الانصار والمھاجرین والتابعین لھم باحسان الی یوم الدین آمین۔

شیخ کی مجالس

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن عبداللہ ابہری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو زکریا یحییٰ بن ابی نصر بن عمر بغدادی پیدائش والے مشہور صحراوی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے جنوں کو ایک دفعہ عزمیت (عمل) کے ساتھ بلایا۔ تو انہوں نے علاوت سے زیادہ دیر لگائی۔ پھر وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جب شیخ عبدالقادرؒ وعظ کرتے ہوں تو اس وقت ہم کو نہ بلایا کرو۔ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگے کہ ہم ان کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ تم بھی جاتے ہو کہنے لگے کہ ہاں مردوں سے ہمارا ہجوم زیادہ ہوتا ہے۔ ہم میں سے بہت سے گروہ ہیں کہ اسلام لائے ہیں اور ان کے ہاتھ پر انہوں نے توبہ کی۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد حسن بن زرداو نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابوبکر محمد بن النحال مقری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوبکر عبداللہ تمیمی نے کہا بیان کیا مجھ سے ابو حفص عمر بن حسین بن خلیل طیبی نے کہا کہ مجھ سے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ نے ایک دن فرمایا اے عمر میری مجلس سے علیحدہ نہ ہو۔ کیوں کہ اس میں خلعتیں تقسیم کی جاتی ہیں اور اس پر افسوس ہے جو اس کو قوت دے۔ شیخ ابو حفص کہتے ہیں کہ اس پر ایک مدت گذر گئی۔ پھر ایک دن میں مجلس میں تھا اور مجھ پر نیند نے غلبہ کیا۔ میری آنکھ بند ہو گئی۔ تو نے دیکھا کہ آسمان کی طرف سے سرخ اور زرد خلعتیں اترتی ہیں۔ اور اہل مجلس پر گرتی ہیں۔ تب میری آنکھ گھبرا کر کھل گئی۔ اور میں اس لئے کود پڑا کہ لوگوں کو جتلاؤں پھر مجھے شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے پکار کر کہا کہ اے فرزند چپ رہو۔ کیوں کہ خبر مشاہدہ کی طرح نہیں ہوتی۔

خبر دی ہم کو ابو المعالی عبدالرحیم قریشی نے کہا خبر دی ہم کو حافظ ابو عبداللہ محمد بن نجار نے کہا خبر دی ہم کو محمد بن ابی المعالی بن طیبی نے امام ابو عبداللہ عبدالوہاب بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادرؒ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ابو حفص عمر بن حسین بن خلیل الطیبی سے سنا۔ اور خبر دی ہم کو (.سہ عالی) ابو محمد حسن بن زرداو نے بھی کہا خبر دی ہم کو ابوبکر محمد بن نحال نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوبکر عبداللہ تمیمی نے کہا بیان کیا

ہم سے شیخ ابو حفص عمر بن حسین خلیل طیبی نے کہا کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر" کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اور میں آپ کے چہرہ کے مقابل بیٹھا تھا۔ تب میں نے ایک چیز کو قندیل بلور کی شکل میں دیکھا جو کہ آسمان سے اترتی ہے۔ یہاں تک کہ شیخ کے منہ کے قریب ہو گئی اور جلد اوپر کو چڑھ گئی۔ اس طرح تین دفعہ ہوا۔ پھر میں بے اختیار اس لئے اٹھا کہ لوگوں سے بوجہ سخت تعجب کے یہ بات کہہ دوں۔ تب شیخ نے جلدی کر کے مجھ سے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ کیونکہ مجلس امانت کے ساتھ ہوتی ہے۔ کہنے لگا کہ پھر میں بیٹھ گیا۔ اور میں نے کسی سے یہ بات نہیں کی مگر ان کے انتقال کے بعد۔

اور پہلی اسناد کے ساتھ جو ابن نجار تک پہنچتی ہے۔ کہا خبر دی ہم کو ابو الیسقاء حسین حنبلی مکیری نے کہا سنا میں نے یحیٰی بن نجاح ادیب سے وہ کہتے تھے کہ میں نے دل میں کہا میں چاہتا ہوں کہ دیکھوں شیخ محی الدین عبدالقادر" مجلس وعظ میں کتنے شعر پڑھتے ہیں۔ تب میں مجلس میں حاضر ہوا۔ اور میرے پاس دھاگہ تھا۔ جب آپ کوئی شعر پڑھتے تو میں کپڑے کے نیچے اس کو گرہ دے دیتا۔ اور میں سب سے آخر تھا۔ اتنے میں آپ سے سنا کہ آپ کہہ رہے ہیں۔ میں تو کھولتا ہوں اور تو گرہ لگاتا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ محمد بن خضر حسینی موصلی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر" اول مجلس میں مختلف قسم کے علوم پر کلام کرتے اور جو فرماتے نہ بھولتا تھا۔ جب کرسی پر چڑھتے تو کوئی شخص بوجہ ہیبت کے مجلس میں نہ تھوکتا۔ نہ ناک صاف کرتا اور نہ کھنکورتا تھا تب شیخ فرماتے کہ قال تو جاتا رہا۔ اب حال سے ہم وعظ کرتے ہیں۔ پھر لوگ سخت گھبراتے ان پر وجد و حال طاری ہوتا۔

اور آپ کی کرامات میں سے یہ بات بھی شمار کی جاتی تھی۔ کہ جو آپ کی مجلس میں دور بیٹھا کرتا۔ وہ باوجود کثرت ازدحام کے ویسا ہی سنتا تھا جس طرح کہ قریب کا سنتا تھا۔ آپ اہل مجلس کے دلوں کے مطابق وعظ فرماتے اور کشف کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوتے۔ اور جب آپ کرسی پر کھڑے ہوتے تو آپ کے جلال کی وجہ سے لوگ کھڑے ہو جاتے اور جب ان سے آپ فرماتے کہ چپ رہو تو سب ایسا چپ

کرتے کہ آپ کی ہیبت کی وجہ سے ان کی سانسوں کے سوا اور کچھ معلوم نہ ہوتا۔ لوگ اپنے ہاتھ مجلس میں رکھتے تو ان کے ہاتھ مجلس میں مردوں پر پڑتے جن کو وہ ہاتھ سے معلوم کرتے اور ان کی آنکھوں سے نہ دیکھتے۔

آپ کے کلام کے وقت میدان میں چلانے کی آواز معلوم کرتے اور بسا اوقات آواز سنتے اور اوپر سے جبہ مجلس میں گرتا۔ یہ لوگ رجا الغیب وغیرہ ہوتے۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو القاسم عمر بزاز نے کہا کہ میں نے شیخ عالم زاہد ابو الحسن سعد الخیر بن محمد بن سہل بن سعد انصاری اندلسی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ۵۲۹ھ میں حاضر ہوا۔ میں سب لوگوں کے پیچھے تھا آپ زہد کے بارے میں وعظ فرما رہے تھے۔ میں نے دل میں کہا مرا مرض یہ ہے کہ آپ معرفت میں کلام کریں۔ تب آپ نے زہد سے کلام قطع کیا اور معرفت میں کلام کرنے لگے۔ کہ میں نے ویسا کبھی بیان نہ سنا تھا۔ پھر میں نے دل میں کہا کہ مرا جی چاہتا ہے کہ آپ شوق میں کلام کریں تب معرفت سے کلام موقوف کیا اور شوق میں کلام کرنے لگے میں نے کبھی ایسا کلام نہ سنا تھا پھر میں نے دل میں کہا کہ آپ فنا و بقا میں کلام کریں۔ تب آپ نے شوق سے کلام بند کر کے فنا و بقا میں کلام شروع کیا۔ کہ میں نے ویسا بیان کبھی نہیں سنا تھا۔ پھر میں نے دل میں کہا کہ آپ غیب و حضور میں کلام کریں۔ تب آپ نے فنا و بقا سے قطع کلام کر کے غیبت و حضور میں کلام شروع کیا کہ جس کی مثل میں نے کبھی نہ سنا تھا۔ پھر فرمایا کہ ابو الحسن! تجھ کو یہی کافی ہے۔ تب میں بے اختیار ہو گیا۔ اور اپنے کپڑے پھاڑ لئے۔

خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو محمد احمد بن علی بن یوسف بن غسان تمیمی بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو شریف ابو ہاشم اکمل بن مسعود بن عمر ہاشمی نے کہا کہ میں نے شیخ بزرگ ابو محمد عفیف بن مبارک بن حسین بن محمود جیلی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے سنا کہ آپ کرسی پر بیٹھے ہوئے فرماتے تھے کہ اے غلام میرے پاس بیٹھا کر میرے پاس نہ بیٹھنے سے توبہ کر یہاں پر ولایات و درجات ہیں اے توبہ کے خریدار بسم اللہ آگے بڑھ۔ اے معانی کے خریدار بسم اللہ آگے بڑھ۔ اے

اخلاص کے خریدار تو میرے پاس ہر ہفتہ میں ایک دفعہ ہر سال میں ایک دفعہ یا تمام عمر میں ایک دفعہ آ اور ہزاروں چیزیں مجھ سے لے ہزار سال تک سفر کر' تاکہ مجھ سے ایک بات سنے جب تو یہاں داخل ہو تو اپنا علم اپنا زہد اپنی پرہیز گاری اپنے حالات سب چھوڑ دے جو کچھ میرے پاس ہو گا وہ تجھ کو یاد ہو جائے گا۔ میرے پاس خاص خاص فرشتے اور اولیاء اور مردان غیب حاضر ہوتے ہیں۔ مجھ سے خدا کی جناب میں تواضع سیکھتے ہیں۔ کوئی اولیاء اور کوئی شخص نہیں کہ جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو۔ زندہ اپنے جسموں سے اور مردہ اپنی روحوں سے حاضر ہوتے ہیں۔

خبر دی ہم کو فقیہ صالح ابو محمد حسن بن احمد بن علی قرشی و قوفی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ بزرگ ابوبکر محمد بن عمر بن ابی بکر بن نحل بغدادی مقری نے کہا کہ میں نے حافظ ابو زرعہ طاہر بن محمد بن طاہر مقدسی وارانی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر" کی مجلس میں بغداد میں ۵۵۰ھ میں حاضر ہوا۔ تب میں نے آپ سے سنا کہ فرماتے ہیں کہ میرا کلام ان لوگوں کے کانوں میں پہنچا ہے۔ جو میری مجلس میں کوہ قاف سے حاضر ہوتے ہیں۔ ان کے قدم ہوا میں ہوتے ہیں۔ ان کے دل حضوری قدس میں ہوتے ہیں۔ عنقریب ہے کہ ان کی ٹوپیاں اور طاقیہ (چادر کی قسم) اللہ عزوجل کے بڑے شوق کی وجہ سے جل جائیں۔ آپ کے صاحبزادہ سیدم عبدالرزاق اس وقت منبر پر اپنے والد کے پاؤں کے تلے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنا سر ہوا کی طرف اٹھایا۔ پھر ان کو غشی آگئی۔ اور ان کے طاقیہ و پیراہن جل گئے تب شیخ نیچے اترے۔ اس کو آپ نے بجھایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اے عبدالرزاق تم بھی ان میں سے ایک ہو۔

وہ کہتے ہیں میں نے صاحبزادہ عبدالرزاق سے پوچھا کہ آپ کو غشی کیوں ہوئی تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب میں نے ہوا کی طرف دیکھا تو میں نے ایسے مردوں کو دیکھا جو کھڑے ہوئے اور سر نیچے کئے ہوئے آپ کے کلام کو چپ چاپ سن رہے ہیں۔ وہ اس قدر تھے کہ انہوں نے آسمان کے کنارہ کو روک لیا ہوا ہے۔ ان کے لباس و کپڑوں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ بعض ان میں سے وہ ہیں جو کہ چلاتے ہیں۔ اور ہوا میں دوڑتے ہیں۔ بعض وہ ہیں کہ زمین پر گرتے ہیں۔ بعض وہ ہیں کہ اپنی جگہ پر

کلپ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ کے وعظ کے وقت میدان میں چلانے کی آواز آتی تھی۔ اور جبہ اوپر سے زمین پر گرتا تھا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالحسن بن عبدالجید بن عبدالجبار حسینی اربلی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصل ابو الفلاح سنج بن شیخ خلیل ابی الخیر کرم بن شیخ پیشواء ابو محمد مطرباو رانی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب میں حضرت شیخ مطرباو رانی نے کہا کہ فوت ہونے کے وقت حاضر ہوا۔ تو میں نے کہا کہ آپ مجھے وصیت فرمائیں۔ کہ آپ کے بعد میں کس کا اتباع کروں۔ انہوں نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادرؒ کا اتباع کرنا میں نے خیال کیا کہ وہ غلبہ مرض میں ہیں۔ پھر میں نے ایک گھڑی تک ان سے کچھ نہ کہا۔ اس کے بعد پھر میں نے کہا کہ آپ مجھے وصیت فرمائیں۔ کہ آپ کے بعد کس کا اتباع کروں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر کا اتباع کرنا۔ پھر میں نے ایک ساعت تک چپ رہ کر یہی بات دہرائی تو آپ نے فرمایا کہ اے فرزند جس زمانہ میں شیخ عبدالقادر ہوں۔ ان کے سوا اور کسی کا اتباع نہیں کرنا چاہیے۔

جب وہ حاضر ہوا تو میں بغداد میں آیا اور شیخ عبدالقادرؒ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ دیکھا تو اس میں شیخ بقا بن بطو شیخ ابو سعد قیلوی شیخ علی بن ہیتی وغیرہ بڑے بڑے مشائخ موجود تھے۔ تب میں نے سنا کہ آپ فرماتے تھے میں تمہارے وعظوں کی طرح نہیں ہوں۔ میں تو اللہ ہی کے حکم سے ہوتا ہوں۔ میرا وعظ ان لوگوں کے لئے ہے جو کہ ہوا میں ہیں۔ اور آپ نے ہوا کی طرف سر اٹھا کر دیکھا۔ پھر میں نے بھی اوپر کو سر اٹھایا تو کیا دیکھا کہ آپ کے سامنے نوری مردوں کی صفیں ہیں۔ اور نور کے گھوڑوں پر سوار ہیں۔ وہ مجھ میں اور آسمان میں بوجہ کثرت ازدحام کے حائل ہو گئے ہیں۔ وہ سب سر نیچے کئے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض تو روتے تھے۔ اور بعض کانپتے تھے۔ اور بعض کے کپڑوں میں آگ لگی ہوئی تھی۔ پھر مجھے غشی آگیا۔ پھر میں کھڑا ہوا۔ اور لوگوں کو چیرتا ہوا شیخ کی خدمت میں کرسی تک پہنچ گیا۔ تب آپ نے میرے کان پکڑے اور فرمایا اے کرم کیا تجھے اپنے باپ کی پہلی دفعہ کی وصیت کافی نہ ہوئی۔ میں نے آپ کی ہیبت سے سر نیچا کر لیا۔

ملائکہ و انبیاء علیہم السلام کا مجلس وعظ میں آنا

خبردی ہم کو ابو سعد عبدالغالب احمد بن ہاشمی نے کہا خبردی ہم کو شیخ ابو الحسن علی بن سلیمان نانبائی نے کہا خبردی ہم کو دو شیخوں عمران کیمائی اور بزاز نے ان دونوں نے کہا کہ ہم نے شیخ پیشواء ابو سعد قیلوی سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے شیخ عبدالقادرؒ کی مجلس میں کئی مرتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو دیکھا ہے۔ بیشک سردار اپنے غلام کو جھانکا کرتا اور بیشک انبیاء علیہم السلام کی ارواح آسمان اور زمین میں ایسا چکر لگاتی ہیں۔ جیسے کہ زمانہ میں ہوائیں۔ اور میں نے ملائکہ ملا ئکہ علیہم السلام کو دیکھا ہے۔ کہ وہ آپ کی خدمت میں جوق در جوق آتے ہیں۔ میں نے رجال الغیب اور جنوں کو دیکھا ہے۔ کہ آپ کی مجلس میں ہر ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتا ہے۔

میں نے ابو العباس خضر (علیہ السلام) کو دیکھا ہے کہ اکثر آپ کے حضور میں حاضر ہوتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا تو فرمایا کہ جو شخص کامیابی چاہتا ہے۔ اس کو چاہئے کہ اس مجلس کی ملازمت اختیار کرے۔

خبردی ہم کو ابو الفتح محمد بن وہب بن اسحٰق بن ابراہیم ربعی بصری نے کہا خبردی ہم کو شیخ ابو سلیمان داؤد نے کہا خبردی ہم کو میرے باپ ابو الفتح سلیمان نے کہا کہ میں نے اپنے باپ ابو عبداللہ عبدالوہاب بن شیخ السلام محی الدین عبدالقادر جیلیؒ سے سنا۔ فرماتے تھے۔ کہ میرے والد رحمتہ اللہ علیہ ایک ہفتہ میں تین دفعہ وعظ فرماتے تھے۔ مدرسہ میں جمعہ کی صبح کو منگل کی شام کو اور سرائے میں اتوار کی صبح کو۔ آپ کی مجلس میں علماء فقہاء و مشائخ وغیرہ جمع ہوتے تھے۔ چالیس سال تک آپ نے وعظ فرمایا ہے۔ پہلا سال ۵۲۱ھ میں شروع ہوا اور آخر سال ۵۶۱ھ میں ختم ہوا اور ان کے تدریس و فتوی کی مدت ۳۳ سال تھی شروع ۵۲۸ھ میں آخر سال ۵۶۱ھ ہے۔ آپ کی مجلس میں قاری بھائی بلا الحان پڑھا کرتے تھے۔ لیکن ان کی قرات ترتیل اور تجوید سے ہوتی تھی۔ آپ کی مجلس شریف میں ابو الفتح مسعود بن عمر ہاشمی قاری بھی پڑھا کرتے تھے۔

آپ کی مجلس وعظ میں دو تین آدمی مرجایا کرتے تھے۔ آپ کی مجلس میں چار سو زبردست عالم وغیرہ آپ کی تقریر نقل کیا کرتے تھے۔ اور بسا اوقات مجلس کی حالت میں آپ ہوا پر چند قدم اڑ کر پھر کرسی پر آبیٹھا کرتے تھے۔

خبردی ہم کو ابو محمد حسن بن عبدالرحمٰن بن زرداد نے کہا خبردی ہم کو شیخ ابوبکر محمد بن نحال نے کہا خبردی ہم کو شیخ ابوبکر عبداللہ نصر تمیمی نے کہا کہ مجھ سے شریف ابو الفتح ہاشمی مقری نے بیان کیا اور کہا کہ مجھ کو شیخ محی الدین عبدالقادرؒ نے قرات کے لئے بلایا۔ جب میں نے قرآن شریف پڑھا تو آپ رو پڑے۔ اور مجھے فرمایا کہ واللہ میں تجھ کو اللہ تعالیٰ سے ضرور طلب کروں گا۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر ایک ولی اللہ کھڑے ہوئے۔ اور آپ سے کہنے لگے کہ یا سیدی میں نے خواب میں رب العزۃ سبحانہ و تعالیٰ کو دیکھا اور جنت کے دروازے کھل گئے ہیں۔ آپ کے لئے کرسی بچھائی گئی ہے۔ اور آپ سے کہا گیا ہے۔ کہ وعظ کرو۔ آپ نے کہا کہ جب شریف مقری آجائے۔ پھر آپ سے کہا گیا کہ وہ آگیا ہے آپ نے فرمایا کہ میں اب وعظ کروں گا۔

خبردی ہم کو ابو المعالی عبدالرحیم بن مظفر قرشی نے کہا خبردی ہم کو حافظ ابو عبداللہ بن نجار نے کہا کہ عبداللہ جائی نے میرے طرف لکھا۔ اور میں نے اس کے خط سے نقل کیا وہ کہتا ہے کہ مجھ سے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلیؒ نے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ جس طرح میں پہلے تھا۔ اب بھی جنگلوں میں رہوں کہ نہ میں لوگوں کو دیکھوں نہ وہ مجھے دیکھیں۔ پھر کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ چاہا کہ لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ کیونکہ میرے ہاتھ پر یہود و نصاریٰ میں سے پانسو سے زیادہ مسلمان ہوئے ہیں۔ اور میرے ہاتھ پر ایک لاکھ سے زائد لچے شہدے تائب ہوئے ہیں۔ اور یہ بڑی نیکی ہے۔

خبردی ہم کو ابو محمد احمد بن صالح بن حسن تمیمی باورانی نے کہا خبردی ہم کو شیخ ابو الحسن بغدادی مشہور موزہ فروش نے کہا کہ میں نے شیخ عمر کیمیاتی سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی مجلسیں اس امر سے خالی نہ ہوتی تھیں۔ یہود و نصاریٰ مسلمان ہوتے تھے۔ چور ڈاکو وغیرہ شریر لوگ توبہ کرتے تھے۔ اور رافضی وغیرہ

اپنے عقائد سے رجوع کیا کرتے تھے۔

آپ کے پاس ایک راہب (درویش نصاری و یہود) آیا اور مجلس میں آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا پھر اس نے لوگوں سے کہا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں۔ میرے دل میں اسلام قوی ہوا اور میرا ارادہ پختہ ہو گیا کہ میں اسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوں گا جو کہ اہل یمن سے میرے گمان میں بہتر ہو۔ اس گمان میں متفکر بیٹھا تھا۔ کہ اتنے میں نیند مجھ پر غالب ہو گئی۔ تب میں نے عیسیٰ بن مریم صلوات اللہ علیہ کو دیکھا وہ فرماتے ہیں کہ اے سنان! تم بغداد کو جاؤ۔ اور شیخ عبدالقادر جیلی کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ اس وقت تمام زمین والوں سے بہتر ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ۱۳ نصاریٰ آئے اور آپ کے ہاتھ پر مجلس وعظ میں مسلمان ہوئے۔ پھر کہنے لگے کہ ہم مغرب کے علاقہ کے نصاریٰ ہیں۔ ہم نے اسلام کا ارادہ کیا لیکن ہم کو تردد تھا کہ کہاں جا کر اسلام لائیں۔ تب ہم نے ہاتف کی آواز سنی اور اس کو دیکھتے نہ تھے۔ وہ کہتا ہے کہ اے کامیاب گروہ تم بغداد کو جاؤ اور شیخ عبدالقادر کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤ۔ کیونکہ ان کی برکت سے تمہارے دلوں میں وہ ایمان دیا جائے گا۔ کہ جو اور جگہ حاصل نہ ہو گا۔

خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو عبداللہ محمد بن کامل بن ابی المعالی بن محمد حسین بیانی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو محمد مفرج بن نہاں بن رکاف شیبانی بیانی سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کا شہرہ ہوا تو بغداد کے سو مشہور فقیہ و دانا اس لئے جمع ہوئے کہ ہر ایک ان میں سے مختلف فنون میں مسئلہ پوچھے جو ایک دوسرے کے سوا ہو۔ کہ ان مسائل سے آپ کو بند کریں۔ وہ سب مل کر آپ کی مجلس وعظ میں آئے۔ میں اسی دن وہیں موجود تھا۔ جب مجلس قائم ہوئی تو شیخ مراقبہ میں ہوئے اور آپ کے سینہ سے ایک نور کی بجلی چمکی جس کو وہی شخص دیکھتا تھا جس کو خدا تعالیٰ چاہتا تھا ان سو فقیہوں کے سینہ پر اس کا گذر ہوا۔ جس پر اس کا گذر ہوا اس کی حالت تو یہ ہوئی کہ مبہوت اور بیقرار ہو گیا۔ پھر سب کے سب ایک دم چلا اٹھے اور اپنے کپڑے سب نے پھاڑ ڈالے سروں کو برہنہ کیا۔ آپ کی طرف کرسی تک گئے اور اپنے

سروں کو آپ کے پاؤں پر رکھ دیا۔ اور ایک دم مجلس میں شور برپا ہو گیا۔ میں نے خیال کیا کہ بغداد اس آواز سے گونج اٹھا۔ تب شیخ نے ہر ایک کو سینہ سے لگایا۔ یہاں تک کہ آخر تک پہنچے۔ پھر آپ نے ہر ایک سے یہ کہا کہ تمہارا مسئلہ یہ تھا اس کا یہ جواب ہے۔ یہاں تک کہ سب کے مسائل بیان کر دیئے۔

جب مجلس ختم ہو گئی تو میں ان فقہا کے پاس آیا اور ان سے حال پوچھا تو کہنے لگے کہ جب ہم مجلس میں بیٹھے تو ہم نے اپنے تمام علم کو کھول دیا۔ یہاں تک کہ گویا ہم کو کبھی علم تھا ہی نہیں۔ پھر جب آپ نے ہم کو سینہ سے لگایا تو وہ تمام علم جو جاتا رہا تھا۔ پھر واپس آگیا۔ آپ نے وہ تمام مسائل بیان کر دیئے جو ہم آپ کے لئے تیار کر کے لائے تھے اور ان سب کے ایسے جواب دیئے جن کو جانتے نہ تھے۔

خبر دی ہم کو شریف ابو عبداللہ محمد بن خضر بن عبداللہ حسینی موصلی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو القاسم محمد بن احمد بن علی جہنی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی کرسی کے نیچے بیٹھا کرتا تھا۔ آپ کے نقیب ہوتے تھے۔ ان میں سے دو نقیب آپ کی کرسی کی دونوں سیڑھیوں پر بیٹھا کرتے تھے۔ اور اس طرح یہاں پر وہی شخص بیٹھ سکتا تھا جو کہ ولی ہو یا صاحب حال ہو۔ آپ کی کرسی کے نیچے ایسے مرد بیٹھا کرتے تھے گویا کہ ہیبت و جلال میں شیر ہیں۔ ایک بار آپ وعظ کی حالت میں کرسی پر استغراق کی حالت میں ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ کے عمامہ کا ایک پیچ کھل گیا۔ اور آپ کو معلوم نہ ہوا۔ تب تمام حاضرین نے اپنے عمامے اور ٹوپیاں کرسی کے نیچے پھینک دیئے۔ اور جب آپ اپنے وعظ سے فارغ ہوئے۔ تو اپنے عمامہ کو درست کر لیا۔ اور مجھ سے فرمایا کہ اے ابو القاسم لوگوں کے عمامے اور ٹوپیاں دیدو۔ میں نے سب کو دیدیئے۔ لیکن ایک ٹوپی میرے پاس رہی جس کو میں نہیں جانتا تھا کہ کس کی ہے۔ اور مجلس میں کوئی رہا بھی نہیں۔ تب مجھ کو شیخ نے فرمایا کہ یہ مجھے دے دو میں نے وہ آپ کو دے دی۔ آپ نے اس کو اپنے کندھے پر رکھ دیا تو وہ غائب ہو گئی۔ میں اس سے حیران رہ گیا۔ اور جب شیخ کرسی پر سے اترے تو آپ نے میرے کندھے پر ہاتھ دھر کر یہ کہا میرے ہاتھ پر تکیہ لگا۔ اور فرمایا کہ اے ابو القاسم جب مجلس والوں

نے اپنے عمامے اتار دیئے۔ تو ایک ہماری بہن نے اصبہان میں اپنی ٹوپی اتار کر پھینک دی تھی۔ پھر جب میں نے لوگوں کے عمامے واپس کر دیئے اور اس کی ٹوپی کو اپنے کندھے پر رکھ لیا تو اس نے اصبہان سے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کو اٹھالیا۔

خبر دی ہم کو شریف ابو العباس احمد بن شیخ ابو عبداللہ بن ازہری حسینی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی مجلس میں عراق کے بڑے بڑے مشائخ اور مشہور علماء اور صدر مفتی حاضر ہوا کرتے تھے۔ جیسے شیخ بقا بن بطو شیخ ابو سعد قیلوی۔ شیخ علی بن ہیتی۔ شیخ نجیب الدین عبدالقادر سروردی شیخ ابی حکیم بن دینار۔ شیخ ماجد کردی۔ شیخ مطر باذرانی قاضی ابو علی محمد بن فراء قاضی ابو الحسن علی بن دامغانی۔ امام ابو الفتح بن ختنی وغیرہ ہم اور بغداد میں کوئی مشہور مشائخ ایسا نہ تھا کہ آپ کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو میں نے شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کو بغداد میں داخل ہوتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا لیکن میں نے ان کو طفسونج میں کئی مرتبہ دیکھا کہ دیر تک چپ چاپ بیٹھے رہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ میں اس لئے چپ رہتا ہوں۔ کہ شیخ عبدالقادر کے کلام کو سنوں۔ اور میں نے شیخ عدی بن مسافر کو لائش میں کئی مرتبہ دیکھا کہ وہ اپنے حجرہ سے نکل کر پہاڑ کی طرف جاتے اور عصا سے ایک دائرہ کھینچ لیتے اور فرماتے کہ جو شخص یہ چاہے کہ شیخ عبدالقادرؒ کے کلام کو سنوں اس کو چاہئے کہ اس دائرہ میں آجائے۔ تب اس میں ان کے بڑے بڑے مرید داخل ہوتے۔ شیخ کے کلام کو سنتے اس کو لکھ لیتے۔ اور اس دن کی تاریخ لکھ لیتے۔ بغداد میں آتے اور اس دن میں جن لوگوں نے شیخ کے کلام کو نقل کیا ہوا ہوتا مقابلہ کرتے تو برابر وہی نکلتا۔ اور شیخ عبدالقادرؒ اس وقت میں کہ شیخ عدی دائرہ میں داخل ہوتے۔ اپنی مجلس والوں سے فرماتے کہ شیخ عدی بن مسافر کی آنکھ تم لوگوں میں ہے۔ (میں کہتا ہوں) کہ کتاب کے شروع میں میں نے اس موقعہ میں کہ شیخ نے یہ فرمایا تھا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ اس میں تامل کرنا کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کا مالک ہے۔

سبز پرندوں کا وعظ میں آنا

خبر دی ہم کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد من منظور نے کہا میں نے شیخ ابو عبداللہ محمد

بن ابی الفتح ہروی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ اپنے کلام میں مستغرق ہو گئے اور فرمایا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو سبز پرندے کو بھیج دے۔ وہ میرے کلام کو سن لے تو وہ کر سکتا ہے۔ ابھی یہ آپ کا کلام پورا نہ ہوا تھا۔ یہاں تک کہ ایک خوبصورت سبز پرندہ آیا۔ آپ کی آستین میں داخل ہوا۔ اور نہ نکلا۔

آپ نے مجلس میں ایک دن وعظ فرمایا۔ بعض لوگوں میں سستی پائی تو فرمایا کہ اگر اللہ سبحانہ چاہتا تو سبز پرندوں کو بھیج دیتا۔ میرا کلام سنتے تو ایسا کر سکتا ہے۔ آپ نے ابھی تک پورا کلام نہ کیا تھا۔ یہاں تک کہ سبز پرندوں سے مجلس بھر گئی حاضرین مجلس نے ان کو دیکھ لیا۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک دن آپ خدائے تعالیٰ کی قدرت کا حال بیان کر رہے تھے لوگوں پر آپ کے کلام کی ہیبت و تواضع چھا گئی۔ اور مجلس میں عجیب خلقت کا پرندہ گزرا۔ بعض لوگ اس پرندہ کے دیکھنے سے شیخ کے کلام سے غافل ہو گئے۔ تب آپ نے فرمایا کہ معبود کی عزت کی قسم اگر میں چاہوں اور اس پرندے سے کہوں کہ تو مرجا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جا تو فوراً مر جائے۔ ابھی آپ نے کلام پورا نہ کیا تھا کہ وہ پرندہ زمین پر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو الحسن علی بن یحییٰ بن ابی القاسم ازجی نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر نے کہا کہ میں نے اپنے چچا ابو عبداللہ عبدالوہاب سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے بلاد عجم کی طرف سیر کی اور مختلف علوم حاصل کئے پھر جب میں بغداد میں آیا تو میں نے اپنے والد سے کہا کہ میں چاہتا ہوں۔ آپ کے سامنے لوگوں کو وعظ سناؤں۔ آپ نے مجھ کو اذن دیا۔ تب میں کرسی پر چڑھ گیا اور علوم و مواعظ کا جس قدر خدا نے چاہا بیان کیا۔ میرے والد بھی سنتے تھے۔ لیکن کسی کا دل نرم نہ ہوا اور نہ کسی کے آنسو نکلے۔

تب اہل مجلس میرے والد کی خدمت میں جھلا کر عرض کرنے لگے کہ آپ ہی کچھ بیان فرمائیں ۔ پھر میں اتر پڑا اور والد کرسی پر چڑھے اور آپ نے یہ فرمایا کہ میں کل

روزہ دار تھا۔ یحییٰ کی والدہ نے میرے لئے چند انڈے تلے ہوئے تھے۔ اور ایک پیالی میں ڈال کر ایک مٹی کے برتن میں رکھ دیئے۔ بلی آئی اس کو پھینک دیا وہ ٹوٹ گیا۔ اتنا کہنا تھا کہ تمام اہل مجلس چلا اٹھے۔ پھر جب آپ اترے تو میں نے آپ سے اس بارے میں پوچھا۔ فرمایا کہ اے بیٹے تم کو اپنے سفر پر ناز ہے کیا تم نے وہاں کا سفر کیا ہے اور اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے فرزند جب میں کرسی پر چڑھا تو میرے دل پر اللہ عزوجل کی طرف سے ایک بجلی چمکی جس نے میرا دل فراخ کر دیا۔ تب میں نے وہ بات بیان کی جو تم نے سنی ایسی .سط کے ساتھ جو کہ ہیبت کے ساتھ مقبوض تھی۔ پھر وہ ہوا جو تم نے لوگوں سے دیکھا۔

وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں اکثر کرسی پر چڑھتا اور لوگوں کے سامنے طرح طرح کے علوم و فنون۔ اصول فقہ و وعظ بیان کرتا۔ والد بھی سنتے رہتے لیکن میرے کلام کا کسی کو اثر نہ ہوتا۔

پھر میں اترتا اور آپ کرسی پر چڑھتے اور فرماتے اے شجاعت کے طالب ایک گھڑی صبر کر۔ تب ایک دم اہل مجلس چلا اٹھتے۔

میں آپ سے اس کی بابت پوچھتا تو مجھے فرماتے کہ تم اپنے اندر کلام کرتے رہو اور میں اوروں کے اندر ہو کر بولتا ہوں۔

جب مجلس وعظ میں کوئی آپ سے مسئلہ پوچھتا تو اکثر دفعہ فرماتے کہ میں اس پر کلام کرنے میں اللہ تعالیٰ سے اذن طلب کروں گا اور اخلاص کروں گا۔ پھر سر نیچا کر لیتے۔ آپ کی ہیبت طاری ہوتی اور وقار آجاتا۔ پھر اس مسئلے پر جیسے اللہ تعالیٰ چاہتا کلام کرتے۔

وہ کہتے ہیں کہ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے معبود کی عزت کی قسم جب تک مجھ سے یہ نہیں کہا جاتا کہ تم کو میرے حق کی قسم ہے وعظ کرو میں نے تم کو رد کرنے سے محفوظ کر دیا ہے۔ تب تک میں وعظ نہیں کرتا۔ اور مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر تم وعظ کرو تم سے سنا جائے گا۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن از مرد نے کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح بقیۃ السلف

ابوالعباس احمد بن یوسف علی تخمی نہر ملکی نے کہا کہ میں نے شیخ بقا بن بطوؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دفعہ شیخ عبدالقادرؒ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ وہ دوسری سیڑھی پر بیٹھے ہوئے وعظ فرما رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ پہلی سیڑھی بڑھ گئی۔ حتیٰ کہ جہاں تک آنکھ کام کرتی ہے اتنی بڑی ہو گئی۔ اس پر سبز سندس (ریشمی باریک کپڑا) کا بچھایا گیا۔ اور اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر عمر عثمان رضی اللہ عنہم تشریف رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تجلی عبدالقادر کے دل پر ہوئی۔ آپ جھکے اور قریب تھا کہ آپ گر پڑیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روک لیا کہ کہیں گر نہ پڑیں۔ پھر لاغر ہوئے یہاں تک کہ چڑیا کی طرح ہو گئے۔ پھر پھولے یہاں تک کہ ڈراؤنی شکل پر ہو گئے۔ پھر مجھ سے یہ سب باتیں چھپ گئیں۔

کہتے ہیں کہ پھر شیخ بقا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے دیکھنے کی نسبت پوچھا گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کی ارواح بشکل انسانی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایک قوت دیا کرتا ہے۔ کہ اس کے سبب سے وہ ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو اپنی قوت سے دکھاتا ہے۔ جن کی صورتیں۔ جسمانی ہوتی ہیں۔ اور آنکھوں سے دیکھی جاتی ہیں۔ معراج کی حدیث اس پر دلیل ہے اور شیخ عبدالقادرؒ کے لاغر ہونے اور بڑھنے کی بابت ان سے پوچھا گیا تو کہا کہ پہلی تجلی اس صفت پر تھی کہ اس کے شروع میں کوئی کام بجز نبوی تائید کے ثابت نہیں رہ سکتا۔ اور قریب تھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تدارک نہ فرماتے تو عنقریب شیخ گر ہی جاتے۔ اور دوسری تجلی .صفت جلال بحیثیت موصوف تھی۔ اسی لئے آپ لاغر ہو گئے۔ تیسری تجلی .صفت جمال تھی، بحیثیت مشاہدہ اسی لئے آپ بڑھ گئے یہ خدا کا فضل ہے۔ جس کو چاہتا ہے۔ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔

خبر دی ہم کو ابوالمکارم خلیفہ بن محمد بن علی حرانی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو طالب عبداللطیف بن محمد قبطی حرانی نے کہا خبر دی ہم کو ابوالفضل احمد بن قاسم بن عبدان قریشی بغدادی بزار نے کہا کہ شیخ عبدالقادرؒ چادر اوڑھا کرتے اور علماء کا لباس پہنا کرتے۔ میرے پا آپ کا خادم ۵۵۸ھ میں سونا لایا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ ایسا کپڑا ہو

جو کہ فی گز ایک دینار کو آئے۔ اس سے ایک حبہ کم یا زائد نہ ہو میں نے اس کو دے دیا اور کہا کہ یہ کس کے لئے لیتے ہو۔ اس نے کہا کہ اپنے سردار شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے لئے۔ میں نے دل میں کہا کہ شیخ نے خلیفہ کے لئے بھی کوئی کپڑا نہ چھوڑا یہ بات میرے دل میں ابھی پوری طرح آئی بھی نہ تھی کہ میں نے اپنے پاؤں میں ایک میخ گڑی ہوئی دیکھی۔ اس کے درد سے موت نظر آنے لگی۔ تمام لوگ جمع ہو گئے کہ اس کو میرے پاؤں سے نکالیں۔ مگر وہ نکال نہ سکے۔ میں نے کہا کہ مجھے اٹھا کر شیخ کی خدمت میں لے چلو۔ پھر جب میں شیخ کے سامنے ڈال دیا گیا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ اے ابوالفضل تم ہم پر دل سے کیوں اعتراض کرتے ہو۔ معبود کی عزت کی قسم ہے کہ میں نے کبھی لباس نہیں پہنا۔ یہاں تک کہ مجھ کو یہ کہا گیا ہے کہ تم کو ہمارے حق کی قسم ہے تو تم ایسا قمیض پہنو۔ جس کی قیمت ایک دینار ہو۔

اے ابوالفضل یہ کفن ہے۔ اور میت کا کفن عمدہ ہونا چاہئے۔ اور یہ ہزار موت کے بعد ہے۔ پھر آپ نے میرے پاؤں پر ہاتھ پھیرا تو وہ میخ جاتی رہی اور درد موقوف ہو گیا۔ پھر آپ نے مجھے معلوم نہیں کہ کہاں سے وہ آئی تھی اور کدھر چلی گئی۔ میں اسی وقت چلنے پھرنے لگا۔ تب شیخ نے فرمایا کہ ہم پر اس کا اعتراض کرنا میخ کی شکل پر ظاہر ہو گیا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابی المنصور رازی اور ابو زید عبدالرحمٰن بن سالم بن احمد قرشی نے کہا ابو محمد نے خبر دی ہم کو دو شیخوں قاضی القضاۃ ابو صالح نصر اور شیخ ابوالحسن علی نانبائی نے ابو صالح کہتے ہیں۔ کہ خبر دی ہم کو میرے والد عبدالرزاق نے اور ابوالحسن نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عمر بزاز نے اور کہا ابو زید نے خبر دی ہم کو شیخ عالم اور الحق ابراہیم بن سعید ولدی شطی حنبلی نے دمشق میں ان سب نے کہا کہ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ علماء کا لباس پہنا کرتے اور چادر اوڑھتے خچر پر سوار ہوتے ان کے سامنے نشان اٹھایا جاتا تھا۔ بڑی کرسی پر آپ وعظ فرمایا کرتے۔ آپ کے کلام میں جلدی اور بلندی ہوتی تھی۔ آپ کی باتیں سنی جاتی تھیں۔ جب آپ بولتے تو سب چپ کر جاتے اور جب حکم دیتے تو سب آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے جلدی

کرتے۔ جب آپ کو کوئی سخت دل دیکھتا تو نرم ہو جاتا۔ اور جب تو نے ان کو دیکھا تو گویا تمام لوگوں کو دیکھ لیا۔ جب آپ جامع مسجد جاتے تو بازاروں میں تمام لوگ کھڑے ہو جاتے اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے وسیلہ سے مطالب کی دعا مانگتے۔ آپ کو جمعہ کے دن مسجد میں چھینک آئی اور آپ کی چھینک کا جواب لوگوں نے دیا۔ حتیٰ کہ مسجد میں بڑا شور پڑ گیا۔ وہ یہ کہتے تھے کہ خدا تم پر رحم کرے اور تمہارے سبب رحم کرے۔ خلیفہ المستنجد جامع مسجد کے ایک حجرہ میں تھا۔ اس نے کہا کہ یہ شور کیسا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ شیخ عبدالقادرؒ کو چھینک آئی ہے۔ سو یہ اس کے لئے آواز ہے۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ازدمر محمدی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بغدادی صوفی مشہور سقا نے کہا کہ شیخ عبدالقادرؒ بڑی ہیبت والے تھے۔ جب کسی کی طرف دیکھتے تو آپ کے رعب کے مارے قریب تھا کہ کانپنے لگے۔ اور اکثر دفعہ کانپ اٹھا کرتا تھا۔ اور جب آپ بیٹھتے تو آپ کو ایسے لوگ گوشہ چشم سے دیکھتے کہ گویا شیر ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہی لوگ آپ کے حکم کی تعمیل کرنے دوڑتے۔

آپ کے اصحاب کی بزرگی اور خوشخبری

خبردی ہم کو ابو محمد سالم بن علی بن عبداللہ و میاطی صوفی نے کہا خبردی ہم کو شیخ صالح ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بغداوی مشہور ابن حمامی نے بغداد میں اور شیخ ابوالحسن علی نانبائی اور شیخ ابو عمرو عثمان مشہور پستہ قد دونوں حاضر تھے اور سنتے تھے۔ ابن الحمامی فرماتے ہیں کہ میں نے ۵۸ھ میں نہر دمشق کو خواب کی حالت میں دیکھا کہ میں ان دنوں بچہ تھا کہ ان کا پانی تمام خون اور پیپ بن گیا ہے۔ اس کی مچھلیاں سانپ اور کیڑے بن گئی ہیں وہ بڑھتی جاتی ہے۔ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھے نہ پکڑ لے یہاں تک کہ ہم اپنے مکان پر آئے۔ تب مجھ کو مکان کے اندر سے ایک شخص نے پکھا دیا۔ اور کہا اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ میں نے کہا کہ وہ مجھے نہیں اٹھائے گا۔ اس نے کہا کہ تیرا ایمان تجھے اٹھائے گا۔ تب میں نے اس کی ایک طرف کو پکڑ لیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں ان کے پاس تخت پر اپنے مکان میں ہوں۔ اور میرا خوف جاتا رہا۔ میں نے کہا کہ آپ کو اس خدا کی قسم ہے۔ جس نے مجھ پر آپ کے سبب احسان کیا آپ کون صاحب ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔

پھر میں آپ کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ میں اس کی کتاب اور آپ کی سنت پر مروں آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ اور تیرا شیخ شیخ عبدالقادر ہے۔ یہ تین دفعہ فرمایا۔

پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اور یہ قصہ میں نے اپنے باپ کے پاس بیان کیا۔ ہم چلے کہ شیخ کی زیارت کریں۔ یہ وہ دن تھا کہ جس دن سرائے میں آپ نے وعظ فرمایا تھا۔ تب ہم نے آپ کو پایا کہ آپ وعظ فرماتے تھے۔ ہم آپ کے قریب اس لئے نہ جا سکے۔ کہ لوگوں کا بڑا ہجوم تھا۔ اس لئے ہم لوگوں کے اخیر میں بیٹھ گئے آپ نے اپنا کلام قطع کیا۔ اور فرمایا کہ ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لاؤ۔ اور ہماری طرف اشارہ کیا۔ میں اور میرا باپ لوگوں کی گردنوں کو پھاندتے ہوئے آپ کی خدمت میں کرسی

تک لائے گئے۔

آپ نے ہم کو بلایا میرا باپ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں پیچھے تھا۔ آپ نے میرے باپ سے کہا اے ابلہ تم ہمارے پاس بلا دلیل نہیں آئے۔ اس کو آپ نے اپنا قمیض پہنا دیا اور مجھ کو وہ چادر کہ آپ کے سر پر تھی پہنا دی۔ ہم لوگوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ میرے والد نے دیکھا تو جو آپ نے اس کو پہنایا تھا۔ وہ الٹا تھا۔ اس نے اردہ کیا کہ اس کو سیدھا کر کے پہن لے۔ اس سے کہا گیا کہ صبر کر یہاں تک کہ لوگ چل دیں۔

جب شیخ کرسی پر سے اترے تو میرے باپ نے ارادہ کیا کہ اس کو لوگوں کی گڑ بڑ میں درست کرلے دیکھا۔ تو وہ سیدھا ہے۔ تب اس کو غشی ہو گئی۔ اور لوگ اس سے بے قرار ہو گئے۔

پھر شیخ نے فرمایا کہ اس، کو میرے پاس لاؤ ہم لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ اولیاء کے قبہ میں بیٹھے ہیں۔ وہ رباط میں ایک قبہ تھا۔ جو اس نام سے اس لئے مشہور تھا۔ کہ اس میں کثرت سے اولیاء اللہ اور مردان غیب شیخ کی زیارت کے لئے آتے رہتے تھے۔

پھر آپ نے میرے باپ سے فرمایا کہ جس کے رہنما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور اس کا شیخ عبدالقادر ہو تو اس میں کرامت کیسے نہ ہو۔ اور یہ تیری کرامت ہے۔ دوات کاغذ آپ نے منگوائی اور ہم کو آپ نے خرقہ کی سند لکھ دی۔

خبر دی ہم کو شریف ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابوالعباس حضر بن عبداللہ حسینی موصلی نے کہا خبر دی ہم کو میرے والد نے کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشوا ابوالحیب عبدالقاہر بن عبداللہ سہروردی نے بغداد میں ۵۵۱ھ میں اور خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو محمد عبداللطیف بن علی بن عبداللہ عبدائم ہمدانی صوفی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو محمد عبداللطیف بن شیخ ابوالحیب عبدالقاہر بن عبداللہ سہروردی فقیہ صوفی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ شیخ حماد دباس سے ہر رات کو ایسی آواز سنائی دیتی تھی۔ جس طرح کہ شہد کی مکھی کی آواز آتی ہے۔ تب ان کے مریدوں نے شیخ عبدالقادر سے ۵۰۸ھ میں

کہا۔ اور آپ ان دنوں ان کے پاس رہتے تھے کہ آپ شیخ سے اس کی بابت دریافت کریں انہوں نے آپ کو جواب دیا کہ میرے بارہ ہزار مرید ہیں میں ان کے نام ہر رات شمار کیا کرتا ہوں اور جس کو خدا کی طرف ضرورت ہو اس کے لئے سوال کرتا ہوں۔ جب کوئی میرا مرید گناہ کرتا ہے۔ تو اس پر ایک مہینہ نہیں گزرتا۔ حتی کہ وہ یا مرجاتا ہے۔ یا توبہ کرلیتا ہے۔ یہ اس خوف کے مارے کرتا ہوں کہ کہیں اس گناہ میں بڑھتا نہ جائے۔

تب ان سے شیخ عبدالقادرؒ نے کہا کہ اگر مجھ کو اللہ تعالیٰ یہ مرتبہ دے گا۔ تو میں اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے عہد کروں گا کہ وہ میرے مریدوں کو قیامت تک توبہ پر مارے۔ اور میں ان کا اس میں ظاہر ہوں۔ پھر شیخ حماد نے کہا مجھ کو خدا نے اس پر گواہ بنایا ہے۔ کہ تم کو عنقریب یہ مرتبہ عنایت کرے گا۔ اور اپنے مرتبہ کا سایہ ان پر بچھائے گا۔

مرید کی پردہ پوشی

خبردی ہم کو ابو محمد عبدالواحد بن صالح بن یحیٰ قرشی بغدادی نے کہا خبردی ہم کو شیخ محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی مشہور توحیدی نے بغداد میں کہا خبردی ہم کو میرے ماموں قاضی القضاۃ ابو صالح نصر نے اور شیخ ابو القاسم ہبتہ اللہ مشہور ابن المنصوری نے میرے ماموں نے کہا کہ خبردی ہم کو عبدالرزاق اور میرے چچا عبدالوہاب نے کہا قاسم نے خبردی ہم کو تینوں شیخوں شیخ ابو السعود حریمی شیخ ابو عبداللہ محمد بن قائد اوانی شیخ ابو القاسم عمر بزاز نے ان سب نے کہا کہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ قیامت تک اپنے مردوں کی اس بات کے ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی شخص بغیر توبہ کے نہ مرے گا اور ان کو یہ بات دی گئی ہے کہ ان کے مرید اور ان کے مریدوں کے مرید سات پشت تک جنت میں داخل ہوں گے۔

اور فرمایا کہ میں اپنے مرید کے مریدوں کا سات پشت تک ہر ایک امر کا ذمہ دار ہوں۔ اور اگر میرے مرید کا پردہ مشرق میں کھل جائے اور میں مغرب میں ہوں تو اس

کو چھپاتا ہوں۔

ہم کو حال اور قدر کے لحاظ سے حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنی ہمتوں سے اپنے مریدوں کی حفاظت کریں۔ جو شق ہو جائے۔ وہ شخص کہ جس نے مجھے دیکھا ہے یا اس کو دیکھا ہے۔ کہ جس نے مجھے دیکھا ہے یا اس کو دیکھا ہے کہ جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا ہے میں اس شخص پر حسرت کرتا ہوں کہ جس نے مجھے نہیں دیکھا۔

خبر دی ہم کو ابو العفاف موسیٰ بن شیخ ابی المعالی عثمان بن موسیٰ بقائی پھر دمشقی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو محمد داؤد بن علی بن احمد بغدادی مشہور باغندہ نے بغداد میں نے کہا کہ میں نے خواب میں ۵۴۸ھ میں شیخ معروف کرخیؒ کو دیکھا کہ ان کے پاس لوگوں کے حالات آتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ پھر مجھ سے کہا اے شیخ داؤد تم اپنا حال بیان کرو کہ میں خدا کے پیش کروں۔ میں کہا کیا میرے شیخ کو معزول کر دیا گیا۔ یعنی شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کو۔

انہوں نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم ان کو معزول نہیں کر دیا گیا۔ پھر میں جاگا اور صبح کے وقت شیخ کے مدرسہ میں آیا اور آپ کے دروازہ پر بیٹھا کہ آپ کو اس امر کی اطلاع دوں۔ آپ نے پہلے اس سے کہ میں آپ کو دیکھوں یا کلام کروں اندر سے پکار کر فرمایا کہ اے داؤد تیرے شیخ کو نہ معزول کیا ہے اور نہ معزول کریں گے۔ اور لا اپنا قصہ کہ میں اس کو اللہ عزوجل کے سامنے پیش کروں خدا کی قسم میں نے خدا کی جناب میں کبھی کوئی اپنے مرید یا غیر کا ایسا قصہ پیش نہیں کیا۔ اور اس کے بارے میں ایسا سوال نہیں کیا کہ رد ہوا ہو۔

خبر دی ہم کو ابو الفتوح نصر اللہ بن ابی المحاس یوسف بن خلیل بن علی بغدادی ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو العباس احمد بن اسمٰعیل بن حمزہ ازجی مشہور ابن طبال نے بغداد میں کہا خبر دی ہم کو امام حافظ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلیؒ نے کہا میرے والد نے اپنے فرزند یحییٰ کی والدہ سے بدھ کی رات ۹ شعبان ۵۵۰ھ کو کہا کہ میرے لئے چاول پکاؤ وہ کھڑی ہوئیں اور آپ کے لئے چاول

پکائے۔ آپ کے دسترخوان کو بھر دیا اور سوگئیں۔ جب آدھی رات ہوئی تو دیوار پھٹی اس میں سے ایک مرد نکلا جس نے وہ کھانا سب کھا لیا۔ پھر وہ جانے لگا تب آپ نے فرمایا کہ ان سے ملو اور اپنے لئے دعا کراؤ میں ان سے دیوار کے باہر ملا وہ دیوار سے ایسے نکلے جس طرح داخل ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کے والد کی دعا اور ان کے خرقہ کی برکت سے اس نیکی تک جو تم دیکھتے ہو پہنچا ہوں۔

جب میں نے صبح کو اس امر کا ذکر شیخ علی بن الہیتی سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے کوئی ایسا خرقہ کسی کے سر پر کسی کے ایسے ہاتھ سے جس میں کہ جلد تاثیر فتح و برکت کی ہو تمہارے باپ کے سوا نہیں دیکھا اور بے شک خدا تعالیٰ نے ستر مردوں پر اس دن کی رات میں ایک ہی وقت میں بڑی فتح نصیب کی تھی۔ جنہوں نے ان سے خرقہ پہنا تھا۔ اور شیخ نے ان کے سروں پر جو ہاتھ رکھا تھا۔ اسکی وجہ سے ان کو بڑی عنایت ہوئی تھی اور جس دن سے کہ میں آپ کے باپ کو دیکھتا ہوں۔ اس دن سے بڑھ کر کوئی برکت والا دن نہیں دیکھتا۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن منظور کتانی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الفتح ہروی نے دمشق میں کہا کہ میں نے شیخ پیشوا ابو الحسن علی بن ہیتی سے بغداد میں سنا کہ کسی شیخ کے مرد اپنے شیخ سے اس قدر نیک بخت نہیں جس قدر کہ شیخ عبدالقادر کے مرید اپنے شیخ سے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ پیشوا ابو سعد قیلوی سے بغداد میں سنا وہ کہتے تھے۔ کہ شیخ عبدالقادر عالم اعلیٰ سے اسی بات کو لے کر لوٹتے تھے۔ کہ جو آپ سے تعلق پیدا کرے گا وہ نجات پائے گا۔

وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ پیشوا بقا بن بطو سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ عبدالقادر کے تمام مریدوں کو نیک بختوں کے لشکر میں چمکتی ہوئی پیشانی اور ہاتھ پاؤں والے دیکھا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو المبرکات یونس بن سالم بن علی بن محمد تمیمی بکری موصلی مقری اور ابو عبداللہ محمد بن علی بن حسین بن محمد دمشقی نے ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو

ہمارے شیخ ابو المفاخر عدی بن شیخ ابی البرکات نے موصل میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ سے ۵۵۴ھ میں اس کے حجرہ میں جو کہ پہاڑ میں تھا سنا وہ فرماتے تھے کہ مشائخ کے مریدوں میں سے جو شخص مجھ سے سوال کرے کہ میں اس کو خرقہ پہناؤں۔ تو پہنا دوں گا۔ مگر شیخ عبدالقادر کے مریدوں کو نہیں پہناؤں گا۔ کیوں کہ بیشک وہ رحمت کے سمندر میں غوطہ زن ہیں۔ اور کیا کوئی سمندر کو چھوڑ کر نالیوں پر آتا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن شیخ ابی الجد مبارک بن یوسف بطائحی حداوی شافعی نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر نے بغداد میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ عبدالرزاق نے اور خبر دی ہم کو دو بڑے شیخوں ابو محمد حسن بن ابی عمران موسیٰ بن احمد قرشی خالدی اور ابو القاسم محمد بن عبادہ انصاری جیلی نے ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو الحسن علی قرشی نے دمشق میں کہا کہ فرمایا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی نے کہ مجھے ایک کاغذ دیا گیا جو اتنا بڑا تھا کہ جہاں تک نگاہ پہنچے اس میں میرے اصحاب اور مریدوں کے نام تھے جو قیامت تک ہونے والے تھے۔ اور مجھ سے کہا گیا کہ سب کو تمہارے لئے بخش دیا گیا۔

اور میں نے مالک دوزخ کے داروغہ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس میرا کوئی مرید ہے۔ اس نے کہا نہیں مجھے معبود کی عزت و جلال کی قسم ہے۔ کہ میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسا ہے جس طرح آسمان کا زمین پر اگر میرا مرید عمدہ نہیں تو میں عمدہ ہوں۔ مجھے اپنے رب کی عزت و جلال کی قسم کہ میرے قدم میرے رب کے سامنے برابر رہیں گے۔ یہاں تک کہ مجھ کو اور تم کو جنت کی طرف لے جائیں گے۔

خبر دی ہم کو شریف ابو العباس احمد بن شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الغنائم محمد حسینی دمشقی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں کہا کہ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر کے ایک مرید کو ستر مرتبہ خواب میں غسل کی حاجت ہوئی۔ وہ ہر دفعہ ایک ایسی عورت کو دیکھتا ہے۔ جس کو پہلے نہ دیکھا تھا۔ ان میں سے بعض عورتوں کو پہچانتا تھا۔ اور بعض کو نہیں پہچانتا تھا۔

جب صبح ہوئی تو وہ شیخ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا کہ اس کی شکایت کرے۔ تب اس کے ذکر کرنے سے پہلے ہی فرمایا کہ تم اس کو برا نہ مناؤ کیونکہ میں نے لوح محفوظ میں تیرے نام کو دیکھا تھا۔ اور اس میں یہ تھا کہ تو ستر بار فلاں فلاں عورت سے گناہ کا مرتکب ہو گا۔

آپ نے ان عورتوں کا نام و حال بھی اس کے سامنے بیان کیا۔ پھر میں نے اللہ تعالٰی سے سوال کیا جس نے تیرے لئے بیداری سے وہ نیند کی طرف بدل دیا۔

خبر دی ہم کو ابو الفضل منصور بن احمد بن عطاء اللہ بن عبدالجبار نے بغداد میں کہا خبر دی ہم کو عمران کمیماتی اور بزاز نے بغداد میں ۵۹۲ھ میں ان دونوں نے کہا کہ شیخ عبدالقادر سے کہا گیا۔ کہ کوئی شخص آپ کا نام لیتا ہے لیکن نہ تو آپ کا اس نے ہاتھ پکڑا ہے۔ اور نہ آپ کا خرقہ پہنا ہے تو کیا وہ آپ کا مرید کہلا سکتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جو شخص میری طرف منسوب ہو اور میرا نام لے اس کو اللہ تعالٰی قبول کرے گا۔ اور اس پر مہربانی کرے گا۔ اگرچہ وہ برے عمل پر ہے۔ اور وہ منجملہ میرے مریدوں کے ہے۔ بے شک میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میرے مریدوں اور میرے ہم مذہبوں اور میرے دوستوں کو جنت میں داخل کرے گا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن منصور داری نے کہا کبر دی ہم کو دو شیخوں شیخ پیشوا ابو عبدالرحیم عسکر بن عبدالرحیم نصیبنی نے نصیبن نے اور شیخ ابوالحسن مشہور موزہ فروش نے وہاں پر کہا ابو عبدالرحیم نے خبر دی ہم کو تینوں شیخوں حافظ تقی الدین ابو محمد عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی اور امام موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن قدامہ مقدسی نے دمشق میں اور شیخ صالح ابو عبدالملک زیال بن ابی المعالی بن راشد عراقی نے بیت المقدس میں ان سب نے کہا کہ ہم نے اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلیؒ سے سنا وہ بغداد میں کرسی پر بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے۔ ۵۶۱ھ کے مہینوں میں ان سے سوال کیا گیا تھا۔ اس شخص کی بزرگی کی نسبت جو آپ سے منسوب ہو جائے گا۔ کہ ہمارا ایک انڈا ہزار کے بدلہ ہے۔ اور چوزے کی کوئی قیمت نہیں ہو سکتی۔

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ محمد بن عیسیٰ بن عبداللہ تیمان بن علی ازرنی رومی حنفی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ جلیل ابن شیخ ابوالعباس احمد بن علی صرصری نے وہاں پر ۶۲۹ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے سنا وہ فرماتے تھے۔ کہ کوئی مسلمان اگر میرے مدرسہ کے دروازہ پر سے گذر جائے تو قیامت کا عذاب اس سے تخفیف کیا جائے گا۔

آپ کی خدمت میں ایک جوان آیا۔ آپ سے کہنے لگا کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے۔ میں نے اس کو آج رات خواب میں دیکھا ہے۔ اور بیان کیا کہ اس کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا ہے کہ شیخ عبدالقادرؒ کی خدمت میں جاؤ اور میرے لئے آپ سے دعا طلب کرو۔

آپ نے اس سے فرمایا کہ کیا وہ میرے مدرسہ پر سے گزرا تھا۔ اس نے کہا جی ہاں۔ تب آپ چپ کر گئے۔ پھر اگلے دن اس کا فرزند آیا۔ اور کہنے لگا کہ میں نے اس کو آج رات خوش و خرم دیکھا ہے۔ اور اس پر سبز حلہ ہے اس نے مجھ سے کہا ہے۔ کہ مجھ سے عذاب رفع کیا گیا ہے۔ اور جو تو لباس دیکھ رہا ہے۔ وہ شیخ عبدالقادرؒ کی برکت سے مجھے پہنچایا گیا ہے۔ پس اے میرے فرزند تم کو لازم ہے کہ ان کی ملازمت اختیار کر۔ پھر شیخؒ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں اس سے عذاب کی تخفیف کروں گا جو مسلمان مدرسۃ المسلمین پر سے گذرے گا۔

وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے کہا گیا کہ اس نے ایک قبر میں سے میت کی آواز سنی ہے۔ کہ چند دن سے مقبرہ باب نواج میں دفن کی گئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ کیا اس نے میرا خرقہ پہنا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا کہ زیادتی کرنے والا خسارہ کے زیادہ لائق ہے۔ اور ایک گھڑی سر نیچے کیا۔ آپ کو ہیبت نے ڈھانک لیا۔ اور آپ پر وقار نمایاں ہوا۔ پھر فرمایا کہ فرشتوں نے مجھ سے کہا ہے کہ اس نے آپ کا چہرہ دیکھا ہے۔ اور آپ سے اس کو حسن ظن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب اس پر مہربانی کی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ لوگ اس کی قبر کی طرف پھر کئی بار گئے۔ مگر اس کے بعد کبھی آواز

نہ آئی۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن احمد بن محمد بن یوسف بن عبداللہ قطائی زبیدی اصل بغدادی مولد و مکان نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان نانبائی بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشوا ابوالحسن جوستی نے۔ کہا کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس شیخ علی بن الہیتی۔ شیخ بقا بن بطور موجود تھے۔ تب مجھ کو شیخ عبدالقادرؒ نے فرمایا کہ ہر طویلہ میں میرا ایک ایسا نر جانور ہے جس کے برابر کوئی اور قوی نہیں۔ اور ہر ایک زمین میں میرا ایک ایسا گھوڑا ہے۔ کہ جس سے کوئی بڑھ کر نہیں۔ ہر ایک لشکر میں میرا ایک سلطان ہے۔ جس کی کوئی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اور ہر منصب میں میرا ایک ایسا خلیفہ ہے۔ جس کو معزول نہیں کیا جاتا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد قاسم بن شیخ ابی احمد عبداللہ بن احمد بن علی ہاشمی بغدادی حری حنبلی نے کہا کہ خبر دی ہم کو نیک بخت شیخوں شیخ ابو محمد عبدالکریم بن منصور بن ابی بکر بغدادی محدث مشہور اثری۔ شیخ کمال الدین ابوالحسن علی بن محمد بن وضاح شہربانی نے بغداد میں جامع منصور میں ان سب حضرات نے کہا کہ ہم شیخ پیشوا ابو محمد صالح بن ادریس یعقوبی کی خدمت میں وہاں پر ۶۲۰ھ میں تھے۔ تب شیخ صالح ابو حفص عمر مشہور ثریدہ آئے پھر اس سے شیخ علی نے کہا کہ ان سب کے سامنے اپنی خواب بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ گویا قیامت قائم ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتیں میدان قیامت میں آرہی ہیں۔ انبیاء کے پیچھے دو دو آدمی اور ایک آدمی بھی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کی امت اتنی ہے۔ جیسے سیل باراں اور رات' ان میں مشائخ ہیں ہر شیخ کے ساتھ ان کے مرید ہیں کہ جن کی تعداد اور انوار و رونق مختلف ہے۔ ایک شخص مشائخ میں سے آئے ہیں جن کے ساتھ بہت لوگ ہیں۔ دوسروں سے وہ زائد ہیں۔ میں نے اس کی بابت پوچھا تو کہا گیا کہ یہ شیخ عبدالقادرؒ اور ان کے اصحاب و مرید ہیں۔ تب میں آگے بڑھا اور کہا کہ اے میرے سردار میں نے مشائخ میں آپ سے بڑھ کر کسی کو زیادہ بارونق نہ پایا اور نہ ان کے اتنے مرید عمدہ ہیں۔ جس قدر آپ کے مرید ہیں۔ پھر آپ نے یہ شعر

مجھے سنائے۔

اذکان منا سید فی عشیرۃ علاھا و ان ضاق الخناق حماھا

جب کوئی ہمارا سردار کسی قبیلہ میں ہو۔ تو ان سے وہ بڑھ جائے گا اگرچہ خناق اس کی حفاظت کو تنگ کر دے۔

وما اختبرت الا واصبح شیخھا وما افتخرت الا وکان فتاھا

مجھ کو جب آزمایا گیا تو میں ان کا شیخ ہوا۔ اور میں جب ہی فخر کرتا ہوں کہ ان کا جوان ہوتا ہوں۔

وما ضربت بالابرقین خیامنا فاصبح ماءوی الطارقین سوھا

ہمارے خیمے کسی میدان میں ایسے نہیں لگائے گئے کہ آنے والوں کا ٹھکانا ان کے سوا کہیں اور جگہ ہو۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر میں جاگ اٹھا اور وہ شعر مجھے یاد تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ شیخ محمد واعظ درزی اس دن وہاں حاضر تھے۔ ان سے شیخ علی بن ادریس نے کہا کہ اے محمد تم شیخ عبدالقادرؒ کی زبان پر اپنے اشعار میں اس مضمون کو ادا کرو پھر انہوں نے یہ شعر پڑھے۔

ھنیناصبحی اننی قائد الرکب اسیر بھم قصدالیٰ لانزل الجب

میرے دوستوں اور مریدوں کو مبارک ہو کہ میں قافلہ کا سالار ہوں۔ میں ان کو فراخ منزل کی طرف لئے جاتا ہوں۔

واکنفھم واکل فی شغلا مرہ وانزلھم فی حضرۃ القدس من قرب

میں ان کو پناہ میں لیتا ہوں ایسے حال میں کہ ہر شخص اپنے حال میں مشغول ہے میں ان کو حضرت قدس میں مرتب کے درجہ تک اتارتا ہوں۔

ولی معھد کل الطوائف بونہ ولی منھل عذب المشارب والشرب

اور میرا ہر گروہ کے لئے عہد ہے۔ اس کے سوا۔ اور برا چشمہ ہے جس کا گھاٹ اور پانی شیریں ہے۔

واھل الصفا یسعون خلفی وکلھم لہ ہمۃ امضی من الصارم الغضب

اہل صفا میرے پیچھے سعی کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی ایسی ہمت ہے جو کہ تیز تلوار سے زیادہ کام کرنے والی ہے۔

پھر اس کو شیخ علی نے کہا کہ تم نے بہت اچھا کہا اور تم نے جو کچھ کہا سچ کہا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو حفص عمر بن شیخ ابو المجد مبارک بن احمد علی نصیبنی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو عبدالرحیم عسکر نصیبنی نے وہاں پر اس نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبدالجبار بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادرؒ نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ میری ماں جب اندھیرے مکان میں داخل ہوتی تو ان کے لئے ایک شمع ظاہر ہوتی اور وہ مکان میں روشنی پاتی۔

ایک دفعہ میرے والد مکان میں گئے اور شمع کو دیکھا جب آپ کی نگاہ اس پر پڑی تو وہ بجھ گئی۔

آپ نے فرمایا یہ نور جو تو دیکھتی ہے۔ یہ شیطان ہے جو تمہاری خدمت کرتا ہے۔ لیکن میں نے اب اس کو تجھ سے پھیر دیا ہے۔ میں نے اس کے بدلے ایک رحمانی نور تم کو دے دیا ہے۔ ایسا ہی اس کے ساتھ میں کرتا ہوں جو کہ میری طرف منسوب ہوتا ہے۔ یا میری اس پر عنایت ہوتی ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب کبھی والدہ اندھیرے مکان میں داخل ہوتی تو اس میں ایسا نور ہوتا جو کہ چاند کی طرح ہوتا تھا۔ اس مکان کے تمام اطراف کو بھر لیتا۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن عبداللہ بن ابی بکر ابہری پھر بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی نانبائی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالقاسم عمر بزاز نے بغداد میں کہا کہ میں نے اپنے سردار شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے کئی دفعہ سنا کہ میرے بھائی حسین حلاج کا پاؤں پھسل گیا۔ لیکن ان کے زمانہ میں کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ اس کے ہاتھ کو پکڑتا۔ اور اگر میں اس کے زمانہ میں ہوتا تو میں ان کا ہاتھ پکڑ لیتا۔ اور میں اپنے اصحاب و مرید دوستوں میں سے قیامت تک ہر اس شخص کا متکفل ہوں۔ جس کی سواری لڑکھڑا جائے اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہوں۔

صلواۃ غوثیہ کا طریق

خبردی ہم کو ابوالمعالی عبدالرحیم بن مظفر بن مہذب قرشی نے کہا خبردی ہم کو حافظ ابو عبداللہ محمد بن محمود بن نجار بغدادی نے ان کے سامنے بغداد میں پڑھا جاتا تھا۔ اور میں سنتا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو عبداللہ جبائی نے لکھا ہے اور میں نے اس کو اس کے خط سے نقل کر لیا۔

وہ کہتا ہے کہ میں ہمدان میں ایک مرد سے ملا جو کہ دمشق میں سے تھا جس کو ظریف کہتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں بشر قرظی کو نیشاپور کے راستہ میں یا کہا کہ خوارزم کے راستہ میں ملا۔ اس کے ساتھ چودہ اونٹ شکر کے تھے۔ اس نے کہا کہ ہم ایسے جنگل میں اترے کہ خوف ناک تھا۔ جس میں کہ بھائی بھائی کے ساتھ خوف کے مارے نہیں ٹھہر سکتا۔ جب ہم نے شروع رات میں گٹھڑیوں کو اٹھایا تو ہم نے چار اونٹوں کو گم پایا جو کہ لدے ہوئے تھے میں نے ان کو تلاش کیا تو نہ پایا۔ قافلہ تو چل دیا اور میں اپنے اونٹوں کی تلاش کرنے کے لئے قافلہ سے الگ ہو گیا۔ ساربان نے میری حمایت کی اور میرے ساتھ ٹھہر گیا۔ ہم نے ان کو تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا۔ اور جب صبح ہوئی تو میں نے شیخ یعنی شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے قول کو ذکر کیا کہ (آپ نے فرمایا تھا) اگر تو سختی میں پڑے تو مجھ کو پکارنا تو تیری مصیبت جاتی رہے گی۔

تب میں نے کہا کہ اے شیخ عبدالقادر میرے اونٹ گم ہو گئے اے شیخ عبدالقادر میرے اونٹ گم ہو گئے۔ پھر میں نے مطلع کی طرف جو دیکھا تو صبح ہو گئی تھی۔ جب روشنی ہو گئی۔ تو میں نے ایک شخص کو ٹیلے پر دیکھا جس کے بڑے سفید کپڑے تھے۔ وہ مجھ کو اپنی آستین سے اشارہ کرتا ہے کہ اوپر آؤ۔ جب ہم ٹیلے پر چڑھے تو کوئی شخص نظر نہ آیا۔ مگر وہ چاروں اونٹ ٹیلے کے نیچے جنگل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے ان کو پکڑ لیا اور قافلہ سے جا ملے۔

ابوالمعالی کہتے ہیں کہ میں شیخ ابوالحسن نانبائی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اس حکایت کو میں نے ان سے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے شیخ ابوالقاسم عمر بزاز سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جو

شخص مجھ کو مصیبت میں پکارے تو وہ تکلیف اس کی جاتی رہے گی۔ اور جس تکلیف میں مجھے پکارے تو وہ تکلیف اس کی جاتی رہے گی۔ (یا کھول دوں گا)

اور جو شخص کسی حاجت میں اللہ کی طرف میرا توسل کرے تو اس کی حاجت پوری ہو گی۔ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے۔ پھر سلام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور مجھ کو یاد کرے اور عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت مانگے تو خدا کے حکم سے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

اخلاق عالیہ

خبر دی ہم کو ابو الفتوح نصر اللہ بن المحاسن یوسف بن خلیل بن علی بغدادی ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو العباس احمد بن اسمٰعیل حمزہ بغدادی ازجی مشہور ابن بطال نے بغداد میں کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو المعمر مظفر منصور بن المبارک بن الفضل واسطی واعظ مشہور جرادہ نے کہا کہ میری آنکھوں نے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے بڑھ کر کوئی عمدہ خلق والا۔ بڑے وسیع سینے والا' کریم النفس' مہربان دل۔ حافظ عہد و محبت نہیں دیکھا۔

آپ باوجود حالت قدر عالی مرتبہ وسیع علم ہونے کے چھوٹوں پر رحم' بڑوں کی تعظیم کرتے تھے۔ خود سلام پہلے کہتے۔ ضعیفوں کے ساتھ بیٹھتے۔ فقراء سے بتواضع پیش آتے۔ کسی بڑے دنیا دار آدمی کے لئے کھڑے نہ ہوتے۔ اور کسی وزیر و سلطان کے دروازہ پر کبھی نہ جاتے۔

میں ایک دن آپ کے دولت خانہ پر تھا۔ آپ بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے کہ چھت پر سے مٹی گری۔ آپ نے تین دفعہ اس کو جھاڑ دیا۔ پھر چوتھی مرتبہ سر اٹھایا تو ایک چوہیا کو دیکھا جو وہاں پر پھر رہی ہے۔ تب آپ نے فرمایا کہ تیرا سر اڑ جائے۔ پھر اس کا جسم ایک طرف اور سر ایک طرف گر پڑا۔

آپ نے لکھنا چھوڑ دیا اور رونے لگے میں نے کہا اے میرے سردار آپ کیوں

روتے ہیں۔ فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کسی مسلمان سے میرا دل رنجیدہ ہو تو اس کو بھی یہی موقعہ ہو جو اس چوہیا کو ہوا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو الرجا یعقوب بن ایوب بن احمد بن علی ہاشمی فاروقی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو الحسن علی بن سلیمان مشہور نانبائی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بزاز نے کہا کہ میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر ایک دن مدرسہ میں وضو کر رہے تھے تو ایک چڑیا نے آپ پر بول کیا۔ پھر آپ نے اپنا سر مبارک اوپر کو اٹھایا وہ اڑتی جاتی تھی تب وہ مردہ ہو کر گر پڑی۔ جب آپ نے وضو کر لیا تو بول کی جگہ کو دھو ڈالا اور اس کو اتار کر مجھے دے دیا اور حکم دیا کہ اس کو بیچ ڈال اور اس کی قیمت کو صدقہ کر دے۔ فرمایا کہ یہ اس کے بدلہ میں ہے۔

خبر دی ہم کو ابو العفاف موسیٰ بن شیخ ابی المعالی عثمان بن موسیٰ بقاعی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں ۶۱۴ھ میں کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں ابو عمرو عثمان صریفینی نے، اور ابو محمد عبدالحق حریمی نے بغداد میں ان دونوں نے کہا کہ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ روتے اور فرماتے تھے کہ اے میرے رب میں اپنی جان کو تیرے لئے کیسے ہدیہ کروں حالانکہ برہان قاطع سے یہ بات ثابت ہے کہ سب کچھ تیرا ہی ہے۔ اور اکثر دفعہ یہ شعر پڑھتے تھے۔

وما ینفع الاعراب لم یکن تقی　　وما ضر ذا تقوی لسان معجم

اگر تقویٰ نہ ہو تو صاف صحیح بولنا کچھ مفید نہیں اور زبان غیر فصیح متقی شخص کو ضرر نہیں۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن یحییٰ بن ابی القاسم ازجی نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر نے کہا خبر دی ہم کو میرے والد عبدالرزاق نے کہا کہ میرے والدؒ نے بعد میں شہرت کے ایک ہی حج کیا ہے۔ اس میں چڑھنے اترنے میں آپ کی سواری کی باگ پکڑے ہوئے رہتا تھا۔ اور جب حلہ میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ دیکھو یہاں پر سب سے زیادہ فقیر، یہ گھر ہے۔ پھر ہم نے خرابہ میں ایک بالوں کا گھر پایا۔ کہ جس میں ایک بوڑھا ایک بڑھیا اور ایک بچی تھی۔ تب میرے والد نے اس کے پاس اترنے

کی اجازت مانگی اس نے آپ کو اجازت دی۔ آپ اور آپ کے ساتھی خرابہ میں اترے اس دن حلہ کے مشائخ و رئیس سردار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے التجا کی کہ آپ ان کے مکان میں تشریف لے چلیں۔ آپ نے انکار کر دیا۔ شہر والے آپ کی خدمت میں بکریاں' گائیں' کھانا' سونا چاندی بیش قیمت کپڑے۔ سواریاں سفر کے لئے لائے۔ اور ہر طرف سے لوگ آپ کی خدمت میں دوڑ کر آئے۔ شیخ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ میں ان گھر والوں کے لئے اپنی تمام چیزوں سے علیحدہ ہوتا ہوں۔ سب نے آپ سے کہا کہ ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ پھر آپ نے اس تمام مال کو ان کے لئے حکم دے دیا۔ اور اس شیخ اور بڑھیا کے حوالہ کر دیا۔ آپ رات رہے اور صبح کو وہاں سے چل دیئے۔

پھر میں حلہ میں کئی سال کے بعد گیا اور دیکھا کہ وہ بوڑھا مرد سب سے بڑھ کر مالدار تھا۔ مجھے کہنے لگا کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو یہ سب کچھ اس رات کی برکت ہے اور ان جانوروں نے بچے دیئے اور بڑھے یہ سب انہیں میں سے ہیں۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو علی اسحاق بن علی بن عبداللہ ہمدانی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ جلیل ابوالفضل اسحاق بن احمد علثی نے وہاں پر کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو صالح طلحہ بن مظفر نے کہا کہ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ نے فرمایا ہے۔ کہ میں نے بغداد میں شروع میں کوئی چیز بیس دن تک کھانے کی نہ پائی۔ اور نہ مجھے کوئی مباح چیز ملی۔ تب میں کسریٰ کے محل کے کھنڈر کی طرف گیا۔ کہ کوئی مباح چیز مل جائے۔ میں نے وہاں پر ستر اولیاء اللہ کو پایا۔ وہ سب کے سب یہی طلب کرتے تھے۔ جو کہ میں طلب کرتا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ مروت کی بات نہیں کہ میں ان کا مزاحم بنوں۔ پھر میں بغداد کو واپس آگیا۔ مجھے ایک شخص ملا اور اس کو میں پہچانتا ہوں کہ یہ ہمارے اہل میں سے ہے۔ اس نے مجھے کچھ سونے کا (یا چاندی کا) ریزہ دیا۔ اور کہا کہ یہ مجھ کو تمہاری والدہ نے دے کر تمہارے لئے بھیجا ہے۔

اس میں سے میں نے کچھ تو اپنے لئے رکھا اور باقی لے کر جلدی ایوان کسریٰ کے خرابہ کی طرف گیا۔ اور وہ تمام ریزہ ان ستر اولیاء اللہ پر تقسیم کر دیا۔ انہوں نے مجھ

سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ میری ماں نے بھیجا ہے۔ میں نے خیال کیا۔ کہ آپ لوگوں کے سوا اپنے آپ کو خاص نہ کروں۔

پھر میں بغداد کی طرف۔ لوٹا اور جو ریزے میرے پاس تھے۔ اس سے کھانا خریدا اور فقراء کو میں نے آواز دی تو ہم سب نے کھایا۔ رات کو میرے پاس اس ریزہ میں سے کچھ باقی نہ رہا۔

خبر دی ہم کو ابوالفتوح نصراللہ بن یوسف بن خلیل بن علی ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالعباس احمد بن اسماعیل بن حمزہ ازجی مشہور ابن بطال نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبداللہ بن حسین بن ابی الفضل نے کہا کہ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی خدمت میں جب کوئی سونا لایا کرتا تو آپ اس کو فرماتے کہ اس کو مصلے کے نیچے رکھ دے اور آپ اس کو ہاتھ نہ لگاتے۔ جب آپ کا خادم آتا تو اس کو آپ فرماتے کہ مصلے کے نیچے جو کچھ ہے لے لے اور نانبائی کو دے دے۔

آپ کا غلام مظفر شیخ دروازہ کے پاس آکر کھڑا ہوتا اور ایک طباق ہوتا جس میں کہ روٹیاں ہوتیں۔ اور جب آپ کے پاس خلیفہ کی طرف سے خلعت آتی (کچھ نقدی) تو آپ فرماتے کہ یہ ابوالفتح حراسیہ کو دے دو اس سے آپ آٹا قرض لیا کرتے تھے۔ اور فقہاء و مہمانوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔

آپ کے گیہوں حلال ہونے کی وجہ سے ہوتے تھے۔ جو کہ ہر سال آپ کے بازار کے بعض دوست اس کو کھیت میں بویا کرتے تھے۔ اور بعض دوست اس کو پیسا کرتے تھے ہر دن آپ کے لئے چار یا پانچ روٹیاں پکائی جاتی تھیں۔ اور شیخ کی خدمت میں عصر کے وقت لائی جاتی تھیں۔ شیخ حاضرین پر ان میں سے ٹکڑا ٹکڑا تقسیم کر دیا کرتے اور باقی اپنے لئے رکھتے۔

جب آپ کے پاس کوئی تحفہ آتا تو تمام حاضرین پر اس کو تقسیم کر دیتے۔ ہدیہ کو قبول کر لیا کرتے اور اس کا عوض دیا کرتے نذروں کو قبول کر لیا کرتے اور ان میں سے کھا لیا کرتے۔

خبر دی ہم کو شریف ابو عبداللہ محمد بن خضر حسینی نے کہا کہ خبر دی ہم کو میرے

بلپ نے اس نے کہا کہ میں سیدی شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے ساتھ جامع مسجد میں جمعہ کے دن آیا۔ آپ کے پاس ایک سوداگر آیا اور کہنے لگے کہ میرے پاس مال ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ فقراء و مساکین میں تقسیم کر دوں اور یہ زکواۃ کا مال نہیں میں نے اس کا کسی کو مستحق نہیں پایا آپ مجھے حکم دیں کہ میں اس کو دوں۔ جس کو آپ چاہتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا کہ اس کو مستحق اور غیر مستحق سب کو دے دے۔

وہ کہتے ہیں کہ آپ نے ایک فقیر شکستہ دل کو دیکھا تو فرمایا تمہارا کیا حال ہے۔ اس نے کہا کہ میں آج نہر کے کنارہ پر گیا۔ اور ملاح سے میں نے سوال کیا کہ مجھ کو دوسری طرف لے جا اس نے انکار کیا۔ میرا دل بوجہ فقر کے شکستہ ہو گیا۔

ابھی فقیر کا کلام پورا نہ ہوا تھا۔ کہ ایک شخص داخل ہوا۔ جس کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں تیس دینار تھے۔ اور وہ شیخ کی نذر کر دیئے۔ شیخ نے فقیر سے کہا کہ یہ تھیلی لے جا اور اس کو جا کر ملاح کو دے دے اور اس سے کہہ دو کہ فقیر کو کبھی رد نہ کیا کر اور شیخ نے اپنا قمیض اتار کر فقیر کو دے دیا۔ پھر اس سے بیس دینار کو خرید لیا۔

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ حسن بن بدران بن علی بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو فقیہ ابو محمد عبدالقادر عثمان تمیمی بردانی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبداللطیف بن احمد قرشی نے کہا کہ ہمارے شیخ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ ایک دن وعظ فرماتے تھے۔ لوگوں پر سستی داخل ہو گئی۔ تب آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور یہ اشعار پڑھے ۔

لا تسقنی وحدی فما عو دتنی　　انی اشح بہا علٰی جلاسی

مجھ کو اکیلے نہ پلا کیونکہ مجھے تو نے اس بات کا عادی نہیں بنایا کہ میں اس سے حضار مجلس پر بخل کروں۔

انت الکریم وھل یلیق تکر ما　　ان یعبر الندماء بدور الکاسی

تو کریم ہے اور کیا سخاوت کو یہ بات لائق ہے کہ ہم نشین پیالہ کے دور کی طرح گذر جائیں۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر لوگوں میں سخت اضطراب ہوا۔ اور بڑی بات ان میں داخل ہوئی

مجلس میں ایک شخص یا دو اشخاص مرگئے۔ تمیمی راوی کا یہ شک ہے۔

خبر دی ہم کو ابو غالب فضل اللہ بن احمد بن بیان مرتضیٰ بن شکر اللہ ہاشمی بغدادی کرخی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان نانبائی نے کہا کہ میں نے شیخ الاسلام عمر بزاز سے سنا وہ کہتے تھے کہ جن وقتوں میں کہ ہم شیخ محی الدین عبدالقادرؓ کی خدمت میں بیٹھا کرتے تھے گویا کہ وہ خواب ہوتا تھا۔

اور جب ہم جاگے تو ان کو ہم نے گم کر دیا۔ ان کے اخلاق پسندیدہ تھے۔ ان کے اوصاف پاکیزہ تھے۔ ان کی ذات بری باتوں کی انکاری تھی۔ آپ کا ہاتھ سخی تھا آپ ہر رات دستر خوان کے بچھانے کا حکم دیتے۔ مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتے ضعیفوں کے ساتھ بیٹھا کرتے۔ بیماروں کی عیادت کرتے۔ طلب علم پر صبر کرتے۔ ان کا ہم نشین یہ کبھی خیال نہ کرتا کہ کوئی شخص اس سے زیادہ آپ کے نزدیک مکرم ہے۔

اور آپ کے وہ اصحاب جو کہ غائب ہوتے ان کی خبر گیری کرتے ان کے حال دریافت کرتے۔ ان کی دوستی کی حفاظت کرتے۔ ان کی برائیوں کو معاف کرتے اور جو قسم کھائے ان کی تصدیق کرتے اور اپنا علم اس کے بارہ میں مخفی رکھتے میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو حیادار نہیں پایا۔

وہ کہتے ہیں کہ شیخ عمر جب شیخ عبدالقادرؓ کا ذکر کرتے تو یہ شعر پڑھتے ۔

الحمد اللہ انی فی جوار فتی   حامی الحقیقۃ نفاع و ضرار

کہ خدا کی حمد ہے کہ میں ایک ایسے جوان کی پناہ میں ہوں کہ حقیقت کا حامی اور نفع و ضرر دینے والا ہے۔

لا یرفع الطرف الا عند مکرمۃ   من الحیاء لا یخفض علی عار

سوائے سخاوت کے آنکھ اوپر کو نہیں اٹھاتا۔ بوجہ حیاء کے اور عار پر چشم پوشی نہیں کرتا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن ابی عمران موسیٰ بن احمد بن حسین مخزومی خالدی شافعی نے وہ کہتے ہیں کہ میں شیخ ابوالحسن علی قرشیؒ کے پاس قاسیوں کے پہاڑ پر حاضر تھا۔ ان سے شیخ عبدالقادرؓ کے حالات دریافت کئے تو انہوں نے کہا آپ ظاہری خوبی والے ہمیشہ

کشادہ رو۔ بڑے خوبصورت فراخ درگاہ' آسان گرفت والے' کریم الاخلاق۔ خوشبو دار پسینہ والے۔ مہربان شفیق تھے۔ ہم نشین کی عزت کرتے تھے۔ اور جب اس کو مغموم دیکھتے تو اس کو خوش کر دیتے۔ اس کے غم کو دور کر دیتے۔ کسی کو ان سے بڑھ کر پاک زبان اور پاک لفظ نہیں دیکھا۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ازدمر محمدی نے کہا کہ میں نے شیخ امام مفتی عراق محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی بن محمد بن جامد بغدادی توحیدی سے اس کے کلام کو ۶۳۶ھ میں اس کے خط سے لکھا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ جلد رونے والے بڑے خوف کھانے والے بڑی ہیبت والے مقبول الدعا کریم الاخلاق۔ خوشبو دار پسینہ والے لوگوں میں سے فحش سے زیادہ دور رہنے والے۔ حق کی طرف لوگوں سے زیادہ قریب ہونے والے۔ (جب اللہ تعالیٰ کے محارم کی ہتک کی جائے تو سخت پکڑنے والے) اپنے نفس کے لئے غصہ نہ کرتے تھے۔ اپنے رب کے بغیر انتقام نہ لینے والے تھے۔ سائل کو رد نہ کرتے تھے۔ اپنے رب کے بغیر انتقام نہ لینے والے تھے۔ توفیق آپ کی طالب تھی۔ تائید آپ کی مدد کرتی تھی۔ علم آپ کو تہذیب دینے والا تھا۔ قرب آپ کو ادب سکھانے والا تھا۔ حضوری آپ کا خزانہ تھی۔ معرفت آپ کی پناہ تھی۔ خطاب آپ کا مشیر تھا۔ گوشہ چشم آپ کا سفیر تھا۔ انس آپ کا ہم نشین۔ فراخی دل آپ کی نسیم۔ صدق آپ کا جھنڈا تھا۔ فتح آپ کی دولت حلم آپ کی صناعت تھی۔ ذکر آپ کا وزیر۔ فکر آپ کا ہم کلام۔ مکاشفہ آپ کی غذا۔ مشاہدہ آپ کی شفا۔ آداب شریعت آپ کا ظاہری اوصاف حقیقتہ آپ کا باطن تھا اور یہ شعر کہے۔

للہ انت لقد رحبت وبا بشرفت اصلا طاھرا ونصابا

اللہ رے آپ کی فراخی بارگاہ' آپ نے اصل پاک کو اور مرتبہ کو شرافت دی۔

وعظمت قدرا شامخا حتی اغتدی قوس الغمام لاخمصیک رکابا

بلند قدر کو آپ نے عظمت دی۔ یہاں تک کہ بادل کی کمان آپ کے پاؤں کی رکاب کو غذا دے گئی۔

وبنیت بیتا فی المعالی اصبحت زھر الکوکب حولہ اطنابا

ہم نے بلندیوں میں گھر بنایا۔ کہ روشن ستارے اس کے گرداگرد رہے بن گئے۔

یا ملبس الدنیا برونق مجدہ بعد المشیب فضارۃ وشبابا

اے وہ شخص کہ دنیا کو اس کے بڑھاپے کے بعد اپنی بزرگی کے رونق کا لباس پہنانے والے اور اس کو تازہ جوان بنانے والے۔

طلبتک ابکار العلی نجم الھدی وھی التی قد اعیت الطلابا

تم سے بلندی کی باکرہ لڑکیوں نے ہدایت کے ستارے مانگے اور وہ ایسی ہیں جنہوں نے طلب کرنے والوں کو تھکا دیا تھا۔

لما راتک حلھا کفوالھا خطبت الیک وردت الخطابا

جب کہ اس کی خوبصورتیوں نے تجھ کو ان کا کفو دیکھا۔ تو انہوں نے آپ کو پیغام نکاح دیا اور دوسرے پیغام والوں کو رد کر دیا۔

واتتک مسمحتہ القیا مضاتب کانت علی من امھن صبعابا

اور تیرے پاس تعریفیں جوانمردی کے ساتھ آئیں۔ وہ اس شخص پر کہ جو آسان سمجھے مشکل ہیں۔

رجل یروقک منظرا وجلالۃ ومکارما وخلائقا وخطابا

وہ ایسے شخص تھے کہ تم اپنے نظارہ اور جلالت و بزرگی و اخلاق و خطاب سے خوش کر دیں۔

ویری علیہ من المحاسن ملیا ومن المھابۃ والعلی جلبابا

ان پر خوبیوں کا لباس دیکھا جاتا ہے۔ اور ان پر ہیبت و بلندی کی چادر ہے۔

آپ کے بعض مشائخ کے نام

جان لے کہ خدا تجھ کو اپنی تائید سے مدد دے۔ تجھ کو اپنے لشکر میں سے بنا دے کہ بے شک قدرت کے ہاتھ نے بحر نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک موتی نکالا۔ جس کی گرہ یتیم ہے۔ اس کی شرافت کا یکتا اس کی توحید کا بنا ہوا اس کے فرد کا یکتا تھا۔ اس کے مالک نے اس کو اپنے لئے خاص کیا اور اس کو قدس کے پڑوس سے پاک

کیا۔ اپنی انس کی رونق سے اس کو روشن کر دیا۔ اپنی محبت سے اس کو صاف کیا۔ اپنے قرب کے لئے برگزیدہ کیا۔ اپنی رحمت کے لئے جذب کیا اور پکارا اس کو اپنے فضل سے۔ اپنے وصل سے اس کو ہلاک کیا۔ اس کو اپنے علم و بھید سے معدنیات سپرد کئے۔ اس کو اپنے نور اور بہتری سے خوبصورتیوں کا لباس پہنایا۔ پھر اس کے ہراول بلندیوں اور فخر کے لشکر میں ظاہر ہوئے۔ وہ شیخ عبدالقادرؒ کی پیشانی کی صبح سے ظاہر ہوا۔ تب اس سے کرامت کے ساتھ ملے۔ توفیق اس کے پیچھے اور آگے تھی۔ وہ ہمیشہ بخشش کی گود میں پرورش یافتہ تھے۔ نعمتوں کے دودھ سے غذا یافتہ۔ رعایت سے ڈھکے ہوئے۔ حمایت سے محفوظ۔ عنایت سے ملحوظ تھے۔

شیخ رضی ۴۸۸ھ میں تشریف لائے۔ وہ کیسے تشریف لائے۔ ان کی تشریف آوری سے جس زمین میں وہ اترے ان شہروں میں مقدمات سعادت متواتر نازل ہونے لگے۔ رحمت کے بادل اس پر پے در پے برسنے لگے۔ پس اس کے نئے پرانے عام طور پر آنے لگے۔

ان پر ہدایت کی بجلیاں دگنی ہوئیں۔ پھر اس کے ابدال او تاد روشن ہو گئے۔ اس کی طرف خوشنودی کے قاصد متواتر آنے لگے۔ ہر وقت اس کی عیدیں آنے لگیں۔ اور ان کے معاہدوں سے رستہ کے نشانات واضح ہو گئے۔ اس کے طالب اور افراد فضیلت دیئے گئے۔ اس کو بلندیوں نے اتارا۔ ایسے حال میں کہ اس کے مرتبوں کی گردن میں شرافت کے ہار تھے اور فضائل نے اس کو جگہ دی ایسے حال میں کہ اس کے مراتب کے سر کے تاج میں اس کی بلندی کے یکتا موتی ہیں۔ عراق کا دل آپ کے فراخ سینہ سے وجد کرتا ہے۔ ان کے دانت کی زبان ان کے چہرہ کے آنے سے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتی ہے۔

بمقدمتحا نهل السحاب و اعشب العرق و زال الغی و اتضح الرشد

آپ کے تشریف لانے سے بادل برس گیا۔ اور عراق سیراب ہو گیا۔ گمراہی جاتی رہی ہدایت ظاہر ہو گئی۔

نعیدا نه رند و صحراء حمی وحصباؤہ و رامر هه شهد

اس کی لکڑیاں عود ہیں۔ اس کے جنگل چراگاہ و حفاظت ہیں۔ اس کے کنکر موتی ہیں۔ اس کے پانی شہد۔

یمیس به صدر العراق صبابة وفی قلب بخد من محاسنة وجد

صدر عراق بوجہ عشق کے خراماں ہے۔ اور نجد کے دل میں ان کی خوبصورتیوں سے وجد ہے۔

وفی الشرق برق من محاسن نوره وفی الغرب من ذکری جلالته رعد

مشرق میں ان کے نور کی خوبصورتیوں کی بجلی ہے۔ اور غرب میں اس کے جلال کے ذکر سے لرزہ ہے۔

جب آپ نے جان لیا کہ علم کی حفاظت فرض اور بیمار نفوس کے لئے شفا ہے۔ کیونکہ وہ تقویٰ کے راستوں میں واضح تر راستہ ہے۔ اور حجت کے لحاظ سے کامل تر ہے۔ دلیل کے لحاظ سے ظاہر تر ہے۔ یقین کی بلند سیڑھی ہے۔ متقیوں کے۔ اعلیٰ مدارج سے ہے۔ دین کے بڑے منصبوں میں سے ہے۔ ہدایت یافتوں کے بڑے فخریہ مراتب سے ہے۔ وہ مقامات قرب و معرفت تک جانے کے لئے سیڑھی ہے۔ اونچی بارگاہ کے متولی بننے کے لئے وسیلہ ہے۔ تو آپ نے اس کے حاصل کرنے میں پوری سعی کی۔ اس کے فروع و اصول کو طلب کیا۔ اور ایسے مشائخ کا قصد کیا۔ جو کہ ہدایت کے جھنڈوں کے امام اور امت کے علماء ہیں۔ آپ قرآن عظیم میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ اس کو پختہ کر لیا۔ اپنی عقل سے اس کے باطن اور ظاہر کو جان لیا۔ اور ان علماء سے فقہ پڑھی۔

ابوالوفا علی بن عقیل۔ ابوالخطاب محفوظ بن احمد کلودانی۔ ابوالحسن محمد بن القاضی ابن حسین بن حسین بن محمد فراء ابو سعد مبارک بن علی مخزومیؒ

ان سے ہر طرح کا علم مذہبی و خلافی فروعی' اصولی حاصل کیا۔ اور حدیث کو محدثین کی ایک جماعت سے سنا۔ ان میں سے ابو غالب محمد بن الحسن بن احمد بن حسن باقلانی۔ ابو سعد محمد بن عبدالکریم بن خشیش۔ ابوالغنائم محمد بن علی بن میموں رسی۔ ابوبکر احمد بن المظفر بن مسوس کھجور فروش۔ ابو محمد جعفر بن احمد بن حسین قاری سراج۔

ابوالقاسم علی بن احمد بن بیان کرخی ابو عثمان اسمٰعیل بن محمد بن احمد بن جعفر بن ملہ اصبہانی۔ ابو طالب عبدالقادر بن محمد بن عبدالقادر بن محمد بن یوسف۔ اور ان کے چچا کے فرزند ابو طاہر عبدالرحمٰن بن احمد بن عبدالقادر بن یوسف۔ اور ان کے چچا کے فرزند ابو طاہر عبدالرحمٰن بن احمد بن عبدالقادر بن محمد یوسف۔ ابوالبرکات ہبتہ اللہ بن مبارک بن موسیٰ سقطی ابوالعز محمد بن مختار ہاشمی۔ ابوالفر محمد ابو غالب احمد ابو عبداللہ یحییٰ فرزندان امام ابو علی حسن بن بنا ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار بن احمد بن ابی القاسم صیرفی مشہور ابن الطیوری ابو منصور عبدالرحمٰن بن ابی غالب محمد بن عبدالواحد بن حسن قزاز۔ ابوالبرکات طلحہ بن احمد عاقولی وغیرہ ہم

آپ نے ادب ابو زکریا یحییٰ بن علی تبریزی رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھا اور شیخ عارف پیشوائے محققین ابوالخیر حماد بن مسلم شیرہ فروش کی صحبت میں رہے ان سے علم طریقت لیا اور ان سے تربیت پائی۔ اور خرقہ شریف قاضی ابو سعد مبارک مخزومی کے ہاتھ سے پہنا۔

زمانہ کے زاہدوں کے سرداروں عارفین عجم و عراق کے بڑے بزرگوں کی ایک جماعت سے ملے کہ جن کے سبب شرافت و سرداری و عزت و فخر سے مکرم تائید یافتہ ہوئے۔ شریعت کے مدد گار و معاون ہیں۔ اسلام کے جھنڈے و ارکان ہیں۔ حق کی تلواریں اور نیزے ہیں۔

پھر ہوشیاری سے ان سے علوم شرعیہ کے لینے کے لئے کھڑے ہوئے اور ان سے دینی فنون لینے میں دوام اختیار کیا۔ یہاں تک کہ اپنے اہل زمان سے بڑھ گئے۔ اور اپنے ہم جنسوں میں خاص امتیاز حاصل کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں کے لئے ظاہر کیا خاص و عام میں ان کو بڑی قبولیت دی۔ علماء کے نزدیک ان کی بڑی ہیبت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل سے زبان پر حکم ظاہر کر دیا۔ اور اس کی قدرت کی علامات اللہ تعالیٰ سے ظاہر ہو گئیں ان کی ولایت کے نشانات ان کی تخصیص کے گواہ۔ ان کا مجاہدہ میں قدم راسخ۔ خواہشات نفسانیہ سے تنہائی۔ تمام مخلوق سے قطع تعلق۔ مولیٰ کی طلب میں صبر بڑی سختیوں وبلا میں صبر

جمیل۔ ہر اشغال کا پورے طور پر چھوڑ دینا تھا۔

پھر آپ اپنے استاد ابو سعد مخزومی کے مدرسہ کی طرف منسوب ہوئے اس کے گرداگرد مکانات اس کے مثل بڑھا دیئے۔ دولتمندوں نے اس کی عمارت بنانے میں اپنے مال خرچ کئے۔ فقراء نے اس میں اپنے لئے کام کیا۔ تب وہ مدرسہ جو آپ کی طرف اب منسوب ہے مکمل ہو گیا۔ اس میں ۵۲۸ھ میں فراغت ہو گئی۔ وہاں پر درس و فتویٰ کے لئے بیٹھنے لگے۔ وعظ کے لئے وہاں بیٹھتے زیارات و نذروں کے لئے ان کا قصد کیا جاتا۔ وہاں پر آپ کے پاس علماء و فقہا و صلحاء کی ایک بڑی جماعت جمع ہو گئی۔ جو کہ آپ کے کلام و صحبت سے نفع حاصل کرتی تھی۔ تمام اطراف سے آپ کی طرف طلباء قصد کرتے اور آپ سے سیکھتے اور سنتے۔ عراق کے مریدوں کی تربیت آپ تک ختم ہوئی۔ حقائق کی کنجیاں آپ کو دی گئیں۔ عارفین اور معارف کی باگیں آپ کے سپرد کی گئیں۔

پھر آپ حکم و علم کے لحاظ سے قطب ہو گئے۔ غور کرنے اور فتویٰ دینے کے لئے آپ نقض و قطع کے طور پر کھڑے ہو گئے۔ علم پر فرع اور اصل کے لحاظ سے برہان قائم کئے۔ حکم کو نقل و عقل کے طور پر بیان کیا۔ قول و فعل میں حق کی تائید کی۔ مفید کتابیں تصنیف کیں اور یکتا فوائد لکھے۔ ان کے ذکر سے رفیقوں نے باتیں کیں۔ زمانہ میں آپ کی خبریں پھیل گئیں۔ آپ کی طرف لوگوں کی گردنیں جھکیں۔ آپ کی خوبصورتیوں کے باغوں میں آنکھیں پاک ہو گئیں۔ آپ کے عجیب اوصاف میں زبانیں بولنے لگیں۔ بعض لوگ آپ کی تعریف کرتے تھے کہ آپ دو بیانوں اور دو زبانوں والے ہیں۔ اور بعض یہ تعریف کرتے تھے کہ آپ کے دونوں جد اور دونوں طرف کریم ہیں۔ بعض آپ کو یہ لقب دے دیتے تھے۔ کہ آپ دو برہانوں اور دو سلطانوں (حجتوں) کے صاحب ہیں اور بعض آپ کو یوں پکارتے تھے کہ آپ امام الفریقین و امام الطریقین ہیں۔ بعض نے آپ کا یہ نام رکھا ہے کہ آپ دو چراغ اور دو منہاج (راستوں) والے ہیں۔ پس زمانہ کے راستے آپ سے روشن ہو گئے اور دین کے طریقے انہیں سے بزرگ ہوئے علم کے مراتب آپ ہی سے بلند ہوئے اور شرع کے

لشکر آپ ہی سے منصور ہوئے۔ اسی لئے علماء کی ایک بڑی جماعت آپ کی طرف منسوب ہوئی۔ بڑے بڑے فقہا آپ کے شاگرد ہو گئے۔

پس جو علماء کہ آپ کی طرف منسوب ہوئے۔ آپ سے شرعی علوم حاصل کئے۔ سنت نبویہ آپ سے سنی جہاں تک کہ مجھے معلوم ہوا ہے یہ لوگ ہیں۔

شیخ امام پیشوا ابو عمرو عثمان بن مرزوق بن حمید بن سلامت قرشی وارد مصر جو کہ مشائخ کے جمال اور علماء کی زینت ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو سعد عبدالغالب بن احمد بن علی الہاشمی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ محی الدین ابو عبداللہ محمد نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ ابو صالح نصر نے کہا کہ میں نے اپنے باپ عبدالرزاق سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب میرے والد نے اس سال میں حج کیا۔ جب کہ میں ان کے ساتھ تھا تو ان کے ساتھ عرفات میں شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق اور شیخ ابو مدین ملے ان دونوں نے ان سے خرقہ برکت پہنا تھا۔ اور ان سے ایک خبر و مرویات سنی تھیں۔ دونوں ان کے سامنے بیٹھے تھے۔ اور اسی اسناد کے ساتھ ابو صلاح تک یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھ کو شیخ ابو الخیر سعد بن شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق نے کہا کہ میرے باپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ کہ ہم سے ہمارے شیخ عبدالقادرؒ نے ایسا ایسا فرمایا تھا اور میں نے اپنے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر کو دیکھا کہ وہ ایسا ایسا کام کرتے تھے۔

ایک قاضی ابو -علی محمد ابو محمد بن فراء جمال الاسلام فخر فقہا ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو محمد سعد اللہ بن علی بن احمد ر-جی فاروقی نے کہا خبر دی ہم کو ابو منصور عبداللہ بن ولید حافظ نے کہا خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالعزیز بن اخضر حافظ نے کہا کہ میں نے قاضی ابو -علی محمد بن فراء سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے بہت کچھ سنا ہے۔ اور میں نے آپ کے ارادہ کے موافق کہا ہے۔

ایک شیخ فقیہ ابو الفتح نصر بن فتیان بن مطر نمنی زاہدوں کے نشان فقہا کے یکتا ہیں۔

خبر دی ہم کو شیخ ابوبکر بن شیخ ابو عبدالحق بن مکی صالح قرشی مصری نے کہا خبر دی

مجھ کو میرے باپ نے کہا میں نے شیخ وجیہہ داؤد بن صالح مقری نابینا سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں بغداد میں شیخ امام زاہد ابو الفتح بن المثنی کے پاس آیا کرتا تھا۔ میں نے ان سے سنا وہ کہتے تھے اور بے شک ذکر کیا شیخ عبدالقادرؒ کا کہ وہ ہمارے شیخ اور شیخ الاسلام ہماری برکت ہمارے پیشواء ہیں اور ہم نے ان سے نفع حاصل کیا۔

ایک شیخ امام ابو محمد محمود بن عثمان جوتا فروش فقہا و محدثین و زاہدوں کی زینت ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو غالب محمد بن الحسن بن علی لخمی بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو سلیمان داؤد بن شیخ ابو الفتح سلیمان بن شیخ ابو عبداللہ عبدالوہاب نے اپنے باپ سے کہا کہ میں نے اپنے باپ عبدالوہاب سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ محمود جوتا فروش اور شیخ عمر فزال شیخ ابو الحسن فارسی، شیخ عبدالکریم فارسی۔ شیخ ابو الفضل احمد بن صالح بن شافع جیلی حافظ سے سنا۔ یہ سب میرے والد کے مرید تھے اور ان سب نے ان سے علم حاصل کیا تھا۔ آپ سے سنا تھا۔ آپ کی کرامات کا ذکر کیا تھا۔

شیخ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن خشاب ہیں۔ جو کہ نحویوں اور لغویوں میں یکتا ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو غالب احمد بن ابی جعفر بن ابی الرضا محمد بن احمد مشہور جدہ نے مقید میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے اپنے باپ سے کہا کہ ابو محمد بن عشاب نحوی شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی طرف منسوب تھے۔ ان سے روایت کرتے تھے۔

ایک حافظ ابو الخیر عبدالمغیث بن زہر بن زداد بن علوی حریی ہیں جو کہ اپنے وقت میں حافظ العراق ہیں۔

خبر دی مجھ کو ابو الرزاد نے کہا خبر دی ہم کو ابوہریرہ محمد بن لیث دنیاری نے کہا حافظ ابو الخیر مغیث شیخ عبدالقادرؒ کی طرف منسوب تھے۔ اور آپ کے ذکر کے بڑے حریص تھے۔

ایک امام یکتا ابو عمرو عثمان بن اسمٰعیل بن ابراہیم سعدی ملقب شافعی زماں

خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو عبداللہ محمد نے کہا خبر دی ہم کو ابو عمرو عثمان نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ ابو الحریم مکی نے کہا کہ میرے والد رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ محی

الدین عبدالقادرؒ سے خرقہ حاصل کیا تھا۔ ان کی شاگردی کی تھی۔ ان کی طرف سے پکارنے والے تھے۔

ایک شیخ بزرگ ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن ثابت مشہور ابن الکیرانی قاریوں اور زاہدوں کے جمل ہیں۔

ایک شیخ فقیہ ابو محمد رسلان بن عبداللہ بن شعبان ہیں جو کہ فقہاء قراء زاہدوں کی زینت ہیں۔

خبردی ہم کو ابو طالب عبدالعزیز بن سالم بن خلف معری مقری نے کہا کہ خبردی ہم کو شیخ بزرگ ابو محمد عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبداللہ کھجور فروش محدث مشہور بہ حکمت نے کہا خبردی ہم کو دو شیخوں شیخ ابو الفضل عمر بن عبدالعزیز بن ہبتہ اللہ عسقلانی عدل اور شیخ ابو المنصور ظافر بن طرخاں بن حواب غسانی نے معر میں ان دونوں نے کہا کہ شیخ ابو عبداللہ بن کیزانی اور فقیہ اسلان رحمتہ اللہ تعالیٰ نے تصرف کا خرقہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے لیا۔ اور آپ کی کرامات بیان کیں۔ وہ دونوں جب کسی کو خرقہ پہناتے تھے تو کہتے تھے کہ ہمارے اور تمہارے شیخ شیخ عبدالقادرؒ ہیں۔

ایک شیخ پیشوا ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی عطار سراج الاولیا ہیں آپ کی صحبت میں رہے ہیں۔ آپ سے تخریج کی ہے۔ اور آپ سے سنا اور یہ بات اس سے زیادہ روشن ہے کہ اس کو بیان کیا جائے۔

ایک شیخ پیشوا ابو عبداللہ بن ابی المعالی اوانی شہید کے کھینچنے والے علماء مشائخ کے جمل فخرا لمتکلمین ہیں۔

ان کے آپ کی طرف منسوب ہونے کی اس قدر شہرت ہے کہ جس پر دلیل لانے کی ضرورت نہیں اور ان کا ترجمہ میں ان کا قصہ انشاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے۔

ایک شیخ ابو عبداللہ بن سنان مشہور ردینی ہیں۔ جو کہ فقہا و زاہدوں کے شیخ ہیں۔

خبردی مجھ کو فقیہ ابو محمد عبدالجبار بن محمد علی قریشی معری مودب نے۔ کہا خبردی ہم کو شیخ ابو الربیع سلیمان بن احمد بن علی سعدی مشہور ابن المغربل نے کہا کہ ہمارے شیخ ردینی شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی طرف منسوب تھے۔ ان کی عظمت کرتے اور جب

ان کے مناقب کرتے تو یہ شعر پڑھتے تھے۔

حسنک لا تنقضی عجائبه　　کالبحر حدث عسر و لا حرج

تمہارے حسن کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔ اس کی مثال سمندر کی ہے کہ اس کی باتیں کر اور کوئی حرج نہیں۔

ایک شیخ بزرگ ابو علی حسن بن عبداللہ بن رافع انصاری و میاطی ہیں جو کہ مشہور قصار (دھوبی) ہیں مفتی سرحد سید المدرسین والا اولیاء ہیں۔

خبردی ہم کو ابو محمد طلحہ بن وزین عبدالرحیم جزری مصری نے کہا خبردی ہم کو شیخ ابو محمد عبدالعظیم بن شیخ ابو محمد عبدالکریم بن محمد مقری مشہور ابن الیا یمنی نے کہا کہ ابو علی قصار شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی طرف منسوب تھے۔ اور لوگوں کو ان کی طرف منسوب ہونے کے لئے بلاتے تھے۔ ان سے میں نے کئی مرتبہ سنا وہ کہتے تھے کہ خدا کی تعریف ایمان و اسلام ہے۔ اور کتاب و سنت پر ہے۔ اور اس پر کہ ہم شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے دوستوں میں سے ہیں۔

ایک شیخ محمد ابو طلحہ بن مظفر بن غانم علثی ہیں۔ جو کہ فقہا و محدثین و زاہدوں کے شیخ اور رکن ایمان ہیں۔

خبردی ہم کو ابو علی حسین بن سلیمان تمیمی حریمی نے کہا خبردی ہم کو ابو محمد یوسف بن حسن علثی مقری نے کہا کہ شیخ طلحہ علثی شیخ عبدالقادرؒ کے شاگرد تھے وہ ان کو دیگر مشائخ زمانہ پر ترجیح دیتے تھے۔

ایک شیخ ابو الخلیل احمد بن اسعد بن دھب بن علی بغدی ہروی ہیں جو کہ قاریوں کے جمال میں وہ آپ کی طرف منسوب ہیں۔ اور آپ سے علم حاصل کیا ہے۔

خبردی مجھ کو فقیہہ ابو الفضل احمد بن یوسف بن محمد ازجی نے کہا خبردی ہم کو میرے چچا شیخ ابو الغنائم رزق اللہ بن محمد بن احمد بن علی نے کہا کہ میں نے امام ابو منصور عبدالسلام بن امام ابو عبداللہ بن عبدالوہاب سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ کو بڑے شیخ احمد بن اسعد نے کہا کہ مجھ پر اللہ عزوجل نے مہربانی کی ہے وہ تیرے دادا کی صحبت کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ میں نے ان سے خرقہ و علم حاصل کیا ہے۔ اور مجھ کو ان سے

محبت تھی۔

ایک شیخ فاضل ابو البقاء محمد ازہری صریفین کے تاج العلماء ہیں۔ ایک بڑے شیخ ابو محمد یحییٰ بن برکہ، محفوظ دبیقی بابصری ہیں جو کہ عراق کے جمال ہیں۔ یہ دونوں آپ کی طرف منسوب ہیں۔ اور آپ سے علم حاصل کیا۔ اور آپ سے سنا ہے اس کی مجھے خبر دی ہے۔ فقیہ ابو نصر غانم بن فتح بن یوسف ہاشمی کرخی نے کہا خبر دی ہم کو شریف ابو القاسم ہبتہ اللہ بن منصوری خطیب نے اور اس کا ذکر کیا۔

ایک شیخ ابو الحسن علی بن احمد بن وہب ازجی رئیس اصحاب ہیں آپ کی صحبت میں رہے۔ آپ کے پاس شغل علم کرتے رہے آپ سے حدیث سنتے رہے۔

اس کی مجھے خبر دی ہے ابو المحاسن یوسف بن شعبان بن مفر بن علی ہلالی ماردینی نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر نے اور اس کا ذکر کیا۔

آیک قاضی القضاۃ ابو الحسن علی ہیں اور اس کے بھائی قاضی بزرگ ابو محمد حسن ہیں۔ یہ تینوں فرزندان قاضی ابو الحسن علی بن قاضی القضاۃ ابو عبداللہ محمد بن علی وامغانی تاج الائمہ سراج الاحکام و العلماء کے ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو احمد عبدالملک بن قیبان بن عیسیٰ ازجی نے کہا خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن النفیس بن نور الدین یورومرماموتی نے کہا کہ دونوں قاضی ابوالحسن اور اس کے بھائی ابو محمد حسن دامغانی کی اولاد میں سے تھے۔ اگلے پچھلے سب شیخ عبدالقادر کے ساتھ ذکر کرتے تھے۔ ان کے ساتھ اپنی صحبت کا ذکر بھی کرتے تھے۔

اور قاضی القضاۃ ابو القاسم عبدالمالک بن عیسیٰ بن ادریس ماردینی قاضیوں کے جلال اور اسلام کے جمال اور ان کے بھائی امام ابو عمرو عثمان شرف الاسلام فخر العلماء اور ان کے فرزند بڑے قاضی ابو طالب عبدالرحمٰن مفتی عراق پیشواء علماء ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو طالب عبدالعزیز بن سالم مصری مقری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبدالعزیز بن ابراہیم کھجور فروش محدث نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالفضل احمد بن عبدالعزیز عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ عادل نے مصر میں کہا کہ قاضی ابو القاسم بن درباس اور اس کے فرزند شیخ عبدالقادر کی طرف منسوب تھے۔ آپ کی کرامات کو ان دونوں

نے لکھا ہے۔

ایک شیخ امام ابو اسحٰق ابراہیم بن مرتبل بن نصر مخزومی نابینا قاریوں فقہا زاہدوں کے تاج اور صدر مدرسین ہیں۔ ان کے فرزند شیخ ابو محمد عبداللہ عدول و فقہا کے شیخ ہیں۔

ایک شیخ ابو عبداللہ محمد بن شیخ امام رسلان بن عبداللہ فقیہ شافعی قاریوں صلحاء کی زینت ہیں۔ یہ سب آپ سے منسوب ہیں۔ اور ان سب نے آپ سے خرقہ لیا ہے۔ مجھے اس کی خبر دی شیخ صالح ابو محمد اسماعیل بن علی بن یوسف بن شیب خرزمی مصری مودب نے کہا خبر دی ہم کو فقیہ مقری ابو المہند صارم بن خلف بن علی انصاری نے کہا کہ میں نے شیخ ابو الشاء احمد بن میسو بن احمد مصری سے سنا اور اس نے اس کا ذکر کیا۔

ایک شیخ عالم ابوبکر عبداللہ بن نصر بن حمزہ تمیمی بکری صدیقی بغداوی مفتی عراق پیشوا سالکین ہیں۔ جنہوں نے خرقہ اور علم آپ سے حاصل کیا ہے۔ اور آپ کی صحبت میں رہے۔ آپ سے تخریج کی۔ آپ سے سنا ہے۔ میں نے اس بات کو ان کی کتاب میں پڑھا ہے۔ جس کا نام ہے انوار الناظر فی معرفت اخبار الشیخ عبدا لقادرؒ

ایک شیخ ابو محمد عبدالجبار بن ابی الفضل بن فرح بن حمزہ ازجی تقفی حصری شہید قاریوں اور فقہا کے جمل ہیں۔ آپ سے علم حاصل کیا ہے۔ آپ سے سنا ہے۔ آپ کی طرف منسوب ہیں۔ اس کی مجھے خبر دی ابو الفضل منصور بن احمد دوری نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو العباس احمد بن محمد بن سمدویہ صرمنینی نے اسی طرح ذکر کیا۔

ایک فاضل فقیہ ابو الحسن علی بن ابی طالب بن ابراہیم بن نجار انصاری واعظ مفسر فخر الفقہاء ہیں۔ ان سے حکایت کی حافظ ابو طاہر سلفی نے بغداد کے عجمی مشائخ ہیں۔ اور وہ امام ابو الفرج عبدالواحد بن محمد شیرازی کے پوتے ہیں۔ انہوں نے آپ سے خرقہ لیا۔ ان سے فقہ پڑھی۔ ان سے حدیث سنی۔ ان کے خرقہ پہننے کا قصہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

ایک شیخ امام ابو عبداللہ عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی ہیں جو کہ امیر المومنین فی

الحدیث پکارے جاتے ہیں۔ وہ حفاظ کے جمال سید العلماء اور یکتا مشائخ زاہدوں کے سلطان ہیں۔

ایک شیخ امام ابو عمرو محمد بن احمد بن محمد قدامہ مقدسی ہیں۔ جو کہ یکتا علماء اور فقہا کے جمال کے زاہدوں کے نشان ہیں۔

ایک شیخ امام ابو اسحٰق ابراہیم بن عبدالواحد مقدسی ہیں۔ جو کہ قراء فقہا محدثین زاہدوں کے سردار ہیں۔

ایک شیخ امام موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد قدامہ مقدسی ہیں جو کہ یکتاء ائمہ اور علماء قراء محدثین فرضین اولیاء کے چراغ ہیں۔

خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شمس الدین ابو عبداللہ محمد مقدسی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ عالم ربانی موفق الدین بن قدامہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اور حافظ عبدالغنی نے شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادرؒ کے ہاتھ سے ایک ہی وقت میں خرقہ پہنا ہے۔ ہم نے فقہ ان سے پڑھی اور ان سے سنی ہے۔ ان کی صحبت سے نفع حاصل کیا ہے۔ اور ان کی زندگی سے ہم نے پچاس راتوں سے بڑھ کر نہیں پایا۔

قاضی القضاۃ کہتے ہیں کہ مجھے یہی علم ہے کہ میرے والد اور شیخ ابو عمرو شیخ محی الدین عبدالقادرؒ ہی کی طرف منسوب ہے۔

ایک بڑے قاضی ابو الفتح محمد بن قاضی بزرگ ابو العباس احمد بن بختیار بن علی واسطی مشہور ابن المندائی بقیۃ السلف شیخ القضاۃ علماء کے جمال زاہدوں کے سردار ہیں۔

خبر دی مجھ کو ابو الجعد نصر بن مفتاح بن ضخر بن مسدد علوی کرخی نے کہا میں نے ابو طالب عبدالرحمٰن بن ابو الفتح محمد بن عبدالسمیع ہاشمی واسطی عادل نے کہا کہ میں نے قاضی ابو الفتح بن مندائی سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر ہمارے سردار اور اس شخص کے شیخ ہیں کہ جس نے اس زمانہ میں یہ امر حاصل کیا ہے۔ وہ ان سے روایت کرتے تھے۔

ایک شیخ جلیل ابو محمد عبداللہ بن حسین بن ابی الفضل جبائی ہیں جو کہ شیخ المسندین

والفقہا ہیں۔ ان کی صحبت میں رہے۔ ان کی شاگردی کی ان سے سنا ہے۔ ان سے فقہ پڑھی ہے۔ اس کی مجھے فقیہ ابوالفرج عبدالصمد بن احمد علی تلفغنی بزار نے خبردی ہے۔

کہا خبردی ہم کو شیخ ابو الفتح نصربن رضوان بن ثروان دارانی مقری نے پھر اس کا ذکر کیا۔

ایک شیخ فقیہہ ابو القاسم خلف بن عیاش بن عبدالعزیز مصری ہیں جو کہ فقہا' قراء محدثین کے فخراور بقیتہ السلف ہیں۔ ان سے خرقہ لیا۔ اور ان سے علم حاصل کیا ہے۔ ہم نے اس کے خرقہ پہننے کا قصہ پہلے بیان کیا ہے۔

ایک شیخ امام نجم الدین ابو الفرج عبدالمنعم بن علی بن نصیربن صیقل حرانی ہیں جو کہ یکتاء علماء اور فضلاء متکلمین کی زینت ہے وہ ان کی طرف منسوب ہیں اور ان کو شیخ مانا ہے۔ اس کے فرزند ہمارے شیخ نجیب الدین ابو الفتوح عبداللطیف رحمتہ اللہ تعالے نے خبردی ہے اور اس کا ذکر کیا ہے۔

ایک شیخ پیشواء ابو الحسن علی بن ابراہیم بن حداد یمنی ہیں جو کہ مشائخ یمن کے استاد اور فقہا و محدثین کے فخر ہیں۔

ایک شیخ جلیل ابو محمد عبداللہ اسدی بقیتہ السلف یمن کے چراغ فقہا محدثین کے شیخ ہیں۔

خبردی مجھ کو فقیہہ ابو الیمن برکات بن شیخ عارف ابو محمد عفیف بن زیاد مقری یمنی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ کو شیخ عبداللہ اسعدی نے کہا کہ جب میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کا معاملہ یمن میں شروع ہوا تو میں نے شیخ علی بن حداد سے خرقہ لیا۔ اور انہوں نے خرقہ ان سے (یعنی شیخ عبدالقادر سے) لیا اور انہیں سے تخریج کی ہے۔ اہل یمن کو ان کی طرف منسوب ہونے کو بلایا۔ پھر یمن کی طرف خبر آئی کہ شیخ محی الدین عبدالقادر اس سال حج کرنے کو چلے ہیں۔ پھر میں نے حج لیا کہ ان کو دیکھوں۔ تب میں نے ان کو عرفات میں پایا۔ اور ان سے خرقہ لیا۔ اور ان سے حدیث نبوی سنی اور اس کے سبب میں نے اس دن کو مشہور کیا۔

ایک شیخ ابو حفص عمربن احمد یمنی ملقب بہ بحراور علماء و صلحاء کے جلال ہیں۔

ایک شیخ ابو محمد دافع بن احمد ہیں جو کہ فقہا زہاد کے جمال ہیں۔

ایک شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن بشارۃ بن یعقوب عدنی مقری محدث بقیۃ السلف ہیں۔

ان سب نے خرقہ لیا ہے۔ اور ان کی طرف منسوب ہیں۔

مجھ کو اس کی خبر فقیہ ابو علی حسن بن غرفہ بن حسین زبیدی نے دی ہے۔ کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو محمد عبداللہ بن مبارک کرمانی نے کہا کہ میں نے فقیہ صالح ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابی الصیف سے سنا اور اس کو ذکر کیا۔

ایک شیخ پیشواء ابو القاسم عمر بن مسعود ابن العز بغدادی مشہور بزار پیشواء اولیاء عمدۃ الفقہاء ہیں ان سے فقہ پڑھی اور ان سے تخریج کی۔

خبر دی مجھ کو شیخ امام شمس الدین ابو عبداللہ مقدسی رحمتہ اللہ علیہ نے کہ انہوں نے شیخ عمر بزار کے فتاویٰ کو بغداد میں دیکھا اور اس کی نسبت کی شہرت دلیل سے مستغنی ہے۔

ایک شیخ صالح ابو عبداللہ شاہ میر بن محمد بن نعمان جیلانی فقیہ زاہد ہیں ان سے فقہ حاصل کی۔ ان سے علم حاصل کیا۔ انہیں کی طرف منسوب ہیں۔

اس کی خبر مجھ کو ابو موسیٰ عیسیٰ بن یحییٰ بن اسحٰق قرشی ابن قائد الدوانی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن حسن بادرانی قاضی القضاۃ نے پھر اس کا ذکر کیا۔

ایک پیشواء ابو عبداللہ بطائحی ۔علبک کے رہنے والے مشائخ کے جمال اولیاء کے پیشواء فقہا کے فخر ہیں۔ ان سے خرقہ و علم لیا ہے۔ مشائخ شام کو انہوں نے خرقہ پہنایا۔ وہ شام کے شیروں کے شیخ ہیں۔ وہ سلطان العارفین ابو محمد عبداللہ بن عثمان یو ۔یلنی ہیں۔

ایک شیخ الشیخ امام ابو محمد ابراہیم بن محمود ۔علبکی مشہور بطائحی ہیں جو کہ قراء کے شیخ فقہا محدثین کے جمال ہیں۔ ان کی نسبت شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے ساتھ ایسی مشہور ہے کہ جس کے بیان کی ضرورت نہیں۔

ایک شیخ امام ابو الحرم مکی بن امام ابو عمرو عثمان بن اسماعیل بن ابراہیم سعدی ہیں جو کہ علماء محدثین زاہدوں کے جمال ہیں۔ اس کے صاحبزادہ شیخ موفق الدین ابو القاسم

عبدالرحمٰن علماء و اولیاء کے سردار ہیں۔ تصانیف مشہورہ کے نظم و نثر میں مصنف ہیں۔

ایک ابو البقا صالح بہاؤ الدین نور الاسلام زین العلماء ہیں۔

خبر دی مجھ کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن منظور کتانی نے کہ شیخ ابو الحرم اور اس کے فرزند موفق کا یہ حال تھا کہ جب وہ کسی سے تصوف میں عہد لیتے تو یہ کہتے تھے کہ ہمارے پیشواء اور تیرے پیشواء شیخ عبدالقادر جیلیؒ ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ میں نے ان دونوں کے خط دو موقعہ پر دیکھے ہیں کہ جن میں ان دونوں کے خرقہ و صحبت کی نسبت شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی طرف مذکور ہے۔

ایک شیخ امام یکتا ابو البقاء عبداللہ بن حسین بن عبداللہ عکبری بصری نابینا ہیں جو کہ فقہا۔ نحویوں۔ فرضیوں۔ لغویوں۔ اصولیوں کے سردار ہیں۔ وہ مختلف علوم کے امام اور مفید تصانیف کے مصنف ہیں۔

شیخ ابو البقاء کا مرید ہونا

خبر دی ہم کو ابو الفضل بن منصور بن احمد دوری نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ فقیہ ابو العباس احمد بن محمد بن سمدویہ صرمنفینی نے اور خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ازدمر نے کہا کہ خبر دی ہم کو زین الدین عبداللہ بغدادی مشہور ابن امعالج نے ان دونوں سے کہا کہ ہم نے اپنے شیخ ابو البقاء عکبری رحمتہ اللہ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دن شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی مجلس میں حاضر ہوا پہلے میں کبھی حاضر نہ ہوا تھا۔ اور نہ آپ کا کلام کبھی سنا تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ میں اس مجلس میں حاضر ہو کر اس عجمی کلام کو سنوں۔ میں مدرسہ میں داخل ہوا اور دیکھا کہ آپ کلام کر رہے ہیں۔ تب آپ نے اپنا کلام قطع کیا اور کہا کہ اے آنکھوں اور دل کے اندھے تو اس عجمی کے کلام کو کیا سنے گا۔ پھر میں نہ رہ سکا۔ یہاں تک کہ آپ کی کرسی تک پہنچ گیا۔ میں نے اپنا سر کھولا۔ اور ان سے عرض کیا کہ مجھے آپ خرقہ پہنائیں تب آپ نے مجھے خرقہ پہنایا۔ اور فرمایا کہ اے عبداللہ اگر خدا تعالیٰ نے مجھے تمہارے انجام کی خبر نہ دی ہوتی تو تم ہلاک ہی ہو گئے ہوتے۔

ایک شیخ بزرگ ابو محمد عبدالرحمن ابن امام ابو حفص عمر بن غزال واعظ ہیں جو کہ فقراء و محدثین کی زینت ہیں۔

ایک شیخ ابو عبداللہ محمد بن شیخ امام ابو محمد محمود جوتا فروش ہیں جو کہ فقہاء محدثین کے جمال ہیں۔

ایک شیخ ابو القاسم بن ابی بکر احمد بن ابو السعوات احمد بن کرم بن غالب زین الاسلام فخرالمحدثین ہیں۔

ایک اس کے بھائی شیخ ابو العباس احمد بن شیخ ابو بکر احمد عمدۃ الحفاظ ہیں۔

ایک شیخ ابوبکر عتیق مشہور معتوق بن ابی الفضل رئیس الاصحاب و الفقہاء بندی جیون ازجیون۔ یہ سب شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی طرف منسوب ہیں اور ان سے ان سب نے سنا ہے۔

مجھے اس کی خبر ابو الخیر سعد اللہ بن ابی غالب احمد بن علی ازجی نے دی ہے کہا خبر دی ہم کو شیخ محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی توحیدی نے کہا خبر دی ہم کو حافظ ابو العباس احمد بن ابی بکر صنعلیجی نے اس کا ذکر کیا۔

ایک امام حافظ ابو محمد عبداللہ بن ابی نصر محمود بن المبارک نہاندی معروف ابن خنہ تاج الحفاظ ہیں۔ جنہوں نے ساٹھ سال تک حدیث بیان کی۔ اور تصانیف مفیدہ تصنیف کیں۔ اور جامع مصر میں ان کا حلقہ تھا۔ وہ اپنے وقت میں عراق میں تھے۔

خبر دی مجھ کو فقیہ ابو الحسن علی بن ثابت بن قاسم مصری مودب نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبدالعزیز بن علی بن ابراہیم بن زرداد بغدادی ہمشیرہ زادہ حافظ ابوبکر محمد بن قدرۃ العارفین ابو محمد عبدالغنی بن ابی بکر شجاع ابن نقطہ نے کہا خبر دی ہم کو میرے ماموں ابوبکر نے کہا کہ میں نے حافظ ابو محمد بن اخضر رحمتہ اللہ تعالیٰ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سلطان العارفین سید الزہاد اور اس شان کے امام تھے۔ اپنے وقت میں اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ان کو علوم شرعیہ بینیہ سے مشرف کیا تھا۔ اور فتاویٰ میں مضبوطی دی تھی ہم نے ان کی برکت کو معلوم کیا۔ اور ان کی صحبت سے نفع حاصل کیا۔

ایک شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی المکارم فضل بن بختیار بن ابی نصر یعقوبی حافظ واعظ خطیب مشہور حجتہ لسان المتکلمین شیخ المحدثین ہیں جو کہ آپ کی طرف منسوب ہیں۔ اور آپ سے سنا تھا۔

مجھ کو اس کی خبر دی ابو الجعد نصر بن مفتاح بن صخر علوی کرخی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو جعفر محمد بن شیخ ابو عبداللہ عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی نے اور پھر اس کا ذکر کیا۔

ایک شیخ عارف فاضل ابو عبدالملک زیال بن ابی المعالی بن راشد بن بنہان عراقی وارد نزیل ارض مقدس ہیں۔ مشائخ اور زاہدوں کے جمال ہیں۔ ان کے فرزند ابو الفرج عبدالملک پیشوا نے فقہاء محدثین و زاہدین ہیں۔

ایک شیخ الاسلام ابو احمد مشہور فضیلتہ صاحب تصانیف و بزرگی اور علوم شرعیہ میں بڑی درس گاہ والے ہیں۔

یہ سب آپ کی طرف منسوب ہیں۔ آپ کے حالات بیان کر رہے ہیں زیال آپ کے پاس بغداد میں داخل ہوئے۔ اور آپ کی کرامات مشاہدہ کیں۔

خبر دی مجھ کو ابو القاسم محمد بن عبادہ بن محمد انصاری نے کہا کہ میں نے شیخ عبدالمالک بن شیخ زیال رحمتہ اللہ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے والد رحمتہ اللہ تعالیٰ اور شیخ ابو احمد مشہور فضیلتہ دونوں شیخ محی الدین عبدالقادر کی تعظیم کرتے تھے۔ اور لکھتے تھے کہ ہم ان کے تمبع اور مقتدی ہیں۔ اور وہ لوگوں کو اس طرف بلاتے تھے۔ میں ان دونوں کا تمبع ہوں۔

ایک شیخ امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن شیخ ابوالعلی نجم بن شرف الاسلام ابوالبرکات عبدالوہاب بن امام ابوالفرج عبدالواحد بن محمد بن علی انصاری خزرجی سعدی مشہور ابن حنبلی جمال الاسلام فخر المدرسین سید الفقہا و المحدثین متکلمین اور متقیوں کی زبان ہیں۔ ان کے والد ابو علی مفتی الانام اماموں کے چراغ امت کے جمال ہیں۔

خبر دی مجھ کو فقیہہ نیک بخت ابو محمد حسن بن عمران موسیٰ بن احمد قرشی خالدی نے کہا کہ میں نے سنا اپنے شیخ ابوالفرج حنبلی سے حلب میں بڑے بڑے علماء کی مجلس میں

جو اس دن وہاں جمع تھے۔ ان میں شیخ پیشواء عالم ربانی شہاب الدین ابو عبداللہ عمر سہروردی اور ہمارے شیخ قاضی القضاۃ جمال الحکام بہاؤ الدین ابوالحسن یوسف بن رافع بن تمیم وغیرہم ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مشائخ کا چلا۔ میرے والد نے مجھ کو شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے طریقہ اور ان کی محبت کی مضبوطی کی وصیت کی اور کہا کہ وہ بھی اسی طریقہ پر تھے۔

ایک شیخ ابوالمجد عیسیٰ بن امام موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی ہیں۔ جو کہ شیخ المحدثین والفقہاء ہیں۔

ایک شیخ ابو موسیٰ عبداللہ بن حافظ ابو محمد عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی جمال الحفاظ ہیں۔

ایک حافظ ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد بن عبدالرحمٰن مقدسی فخرالحفاظ اوحد زمان شرف العلماء ہیں۔

خبر دی مجھ کو قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ شمس الدین ابو عبداللہ مقدسی نے بطور املا کے جو میں نے ان سے اس کا سوال کیا تھا۔ کہا کہ میرے والد عماد نے فرمایا کہ میرے چچا حافظ اور ہمارے شیخ موفق اور ابو عمرو ان ں اولاد اور رشتہ دار اور فرزندوں اور ہمارے شیخ ضیاء الدین محمد اور ضیاء الدین محاسن اور قاضی نجم الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن خلف مقدسی صاحب تصانیف اور ان کے والد امام شہاب الدین اور ابوالفرج عبدالرحمٰن بن عبدالمنعم بن عمر بن سلطان بن سرور مقدسی اور شیخ العالم ابو محمد عبدالحمید بن شیخ ابو احمد عبدالهادی بن یوسف بن محمد بن قدامہ مقدسی اور اس کا بھائی شیخ عالم مسند ابو عبداللہ محمد بھی ہیں۔ جو لوگ ان کی طرف منسوب ہیں وہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی طرف منسوب ہیں۔ وہ ان کے ادب پر چلنے والے ان کی تعظیم کے معتقد ان کی محبت کو دل میں رکھنے والے۔ طریقہ میں ان کی وصیتوں کا اتباع کرنے والے تھے۔ پس جس نے ان میں سے آپ کو پایا اور ان سے مجلس کی تو اس نے ضرور ان سے علم حاصل کیا اور جس نے آپ کی ملاقات نہیں کی تو اس نے ان لوگوں سے علم حاصل نہیں کیا۔ جنہوں نے آپ سے کیا تھا۔ سلف سے خلف تک۔

ایک شیخ ابوالفتوح یحییٰ بن شیخ ابوالسعادت سعد اللہ بن حسین محمد بن یحییٰ بن سری تکرتی ہیں۔ جو کہ جمال المحدثین ہیں۔ وہ آپ کی طرف منسوب ہیں آپ سے سنا ہے آپ سے تخریج اور تصنیف کی ہے۔ اور افادہ کیا ہے۔

خبردی مجھ کو ابو محمد عبدالملک بن صالح بن ابی بکر تکرتی نے کہا کہ خبردی ہم کو میرے چچا شیخ فقیہہ ابوالفتح محمد بن ابی بکر بن علی بن احمد تکرتی نے اور اس کا ذکر کیا۔

اور شیخ ابوالفتح نصر بن ابی الفرج محمد بن علی بغدادی مشہور ابن حصری فخر الفقراء زین العلماء ہیں۔ جنھوں نے قرآن عظیم کو ساتویں قرات کے ساتھ ضبط کیا تھا۔ اور بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ وہ ہمیشہ آپ سے سنتے رہتے۔ اور افادہ کرتے یہاں تک کہ ان کی عمر بوڑھی ہو گئی۔ وہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی طرف منسوب ہیں اور ان سے سنا ہے۔ ان کی خدمت میں علم میں مشغول رہے ہیں۔

اس کی مجھے ابوالمعالی بلال بن الفقیہہ الجلیل ابوالعلاء امیہ بن نا.خہ بن اسد ہلالی عدل نے خبردی ہے۔ اس نے کہا کہ مجھ کو خبردی میرے والد نے پھر ایسا ہی ذکر کیا۔

ایک شیخ ابو محمد یوسف بن المظفر بن شجاع عاقولی ازجی ضمار ہیں۔ جو کہ بقیۃ المشائخ اور فخر الفقہاء ہیں آپ کی طرف منسوب ہیں۔ ان سے سنا ہے۔ ان سے تبرک لیتے تھے۔ ان کا اہل حقیقت کی زبان پر عمدہ کلام ہے۔

خبردی ہم کو ان یا سب باتوں کی ابوالحسن علی بن ثابت ابن القاسم مودب نے کہا خبردی ہم کو شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن بن علی بن زراد بن احت الحافظ ابو بکر محمد بن شیخ ابو محمد عبدالغنی بن نقطہ نے کہا خبردی ہم کو میرے ماموں ابو بکر نے اور اس کا ذکر کیا۔

ایک شیخ ابوالعباس احمد بن اسماعیل بن ابی البرکات مبارک بن حمزہ بن عثمان بن حسین ازجی مشہور ابن طبال شیخ الفقہا و المحدثین ہیں۔ آپ کی طرف منسوب ہیں۔ اور ان سے سنا ہے۔ اس کے فرزند فقیہہ محدث صالح ابوالرضی حمزہ اور اس کے بھائی ابو عبداللہ بن اسماعیل بن حمزہ بقیۃ السلف زین الاصحاب ہیں۔ یہ دونوں آپ کی طرف منسوب ہیں۔ اور آپ سے حدیث بیان کی ہے۔ وہ فقیہہ و حدیث و نیکی کے گھر میں سے ہیں۔

اس کی مجھے خبردی ابو موسیٰ بن یحییٰ بن اسحٰق مقدسی ابن الدوانی نے کہا خبردی ہم کو ہمارے شیخ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن حمزہ بن مبارک ازجی مشہور ابن طبال نے پس ایسا ہی ذکر کیا سب کا۔

ایک شیخ فقیہ عالم ابوالفضل اسحٰق بن احمد بن غانم علثی ہیں جو کہ رکن اسلام جمال المشائخ پیشوائے علماء و محدثین ہیں۔

ایک شیخ امام ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن احمد بن ہبۃ اللہ بن عبدالقادر ابن حسین مشہور ابن المنصور جلال العلماء زین الخطباء والنقباء والمحدثین ہیں۔

ایک شیخ فاضل ابو عبداللہ محمد بن سمدویہ صرصینی سراج العراق مفتی الفرق ہیں۔ اور اس کے فرزند شیخ ابوالعباس احمد تاج الفقہا والمحدثین و الزہاد ہیں۔

خبردی مجھ کو قاضی القضاۃ شمس الدین مقدسی نے کہا کہ میں نے شیخ اسحٰق علثی سے سنا وہ ان کی نسبت کا جو کہ ان کو شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی طرف تھی۔ ذکر کرتے تھے۔ اور میں نے شیخ ابوالقاسم منصوری سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک سال کا تھا۔ جب کہ مجھ کو ہمارے شیخ سیدی محی الدین عبدالقادرؒ کی طرف لایا گیا۔ تب آپ نے مجھے خرقہ پہنایا اور اپنے تمام مرویات و مصنفات کی اجازت دی۔

میں نے شیخ کمال الدین احمد بن سمدویہ صرصینی سے سنا کہ وہ اپنی اور اپنے باپ کی نسبت کا جو ان کو شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے تھی ذکر کرتے تھے۔

شیخ امام شمس الدین نے کہا کہ شیخ فقیہ فاضل ابو عمرو عثمان باسری اور شیخ امام عالم زاہد ابوالفرج عبدالرحمٰن بن بقا مشہور ابن سکاف اور شیخ امام فقیہ مسند ابو عبداللہ محمد بن طالب بغدادی واعظ۔ اور شیخ امام صالح ابو عبداللہ محمد صالح ابو عبداللہ محمد واعظ درزی۔ شیخ جلیل تاج الدین بغدادی۔ شیخ فاضل عالم نبیل رکن الدین مراتبی بغدادی حنبلی یہ سب کے سب قاری تھے۔ اور آپ کی شان کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ آپ کے عالی قدر اور پوری فضیلت کی قدر کرتے تھے۔ اور آپ کی طرف منسوب تھے۔

ایک شیخ عالم فاضل اسحٰق بن ابراہیم بن سعد داری علثی حنبلی ہیں۔ جو کہ فقہاء کی زبان اور فصحاء و محدثین کے فخر ہیں۔

خبر دی مجھ کو ابو زید عبدالرحمٰن بن سالم قرشی نے کہا کہ میں نے شیخ ابراہیم سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے ہاتھ سے منبر کی لکڑیوں پر خرقہ پہنا ہے۔ اس وقت میری عمر سات سال کی تھی۔

ایک شیخ جلیل ابو طاہر بن شیخ پیشواء ابو العباس احمد بن علی بن خلیل بن ابراہیم بن خلیل جوستی صرصری خطیب جمال المشائخ عمدۃ القراء چراغ اولیاء ہیں۔ آپ سے خرقہ لیا۔ اور علم حاصل کیا۔ ان سے سنا اور ادب لیا۔

خبر دی مجھ کو ابو الحسن علی بن ابی بکر ابہری اور ابو محمد سالم بن علی وسیاطی نے ان دونوں نے کہا کہ ہم نے شیخ جلیل سے سنا کہ انہوں نے ایسا ہی ذکر کیا اور علم حاصل کیا۔ ان سے سنا اور ادب لیا۔

خبر دی مجھ کو ابو الحسن علی بن ابی بکر ابہری اور ابو محمد سالم ازجی مشہور ابن الحال شیخ القراء و الزہاد ہیں۔ جنہوں نے آپ سے خرق لیا۔ اور اکثر آپ سے سنا ہے۔

خبر دی مجھ کو ابو محمد رجب بن ابو المنصور داری نے کہا کہ میں نے شیخ ابو بکر محمد بن نحال سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادرؒ ایسے وقت میں خرقہ پہنچا تھا کہ میں سات برس کی عمر کا تھا۔

ایک شیخ رئیس ابو محمد عبدالقادر بن عثمان بن ابی البرکات بن علی بن ابی محمد رزق اللہ بن عبدالوہاب بن عدالعزیز تمیمی بردانی بقیتہ السلف جمال الفقہا و المحدثین ہیں۔ وہ آپ کی طرف منسوب ہیں۔ ان سے سنا ہے۔ ان سے علم و فقہ لیا ہے۔ آپ کی بہت سے کرامات روایت کی ہیں۔

خبر دی مجھ کو ان سب باتوں کی ابو محمد حسن بن بدران بن علی عزجی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے شیخ فقیہ امام ابو محمد عبدالقادر تمیمی سے سنا وہ ایسا ذکر کرتے تھے۔

ایک شیخ نبیل ابو محمد عبدالعزیز بن ولف بن ابی طالب بغدادی عدل تاج فخر المحدثین پیشوائے علماء و زہاد ہیں۔ انہوں نے شیخ سے پڑھا ہے اور بہت پڑھا ہے۔ بہت سا لکھا ہے۔ حدیث بیان کی ہے اور ان سے نفع حاصل کیا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو علی حسن بن احمد بن سلیمان تمیمی حزی نے کہا کہ شیخ عبدالعزیز

ناشخ محی الدین عبدالقادرؒ کی طرف بلانے والے تھے۔

ایک شیخ فاضل ابو محمد عبدالعظیم بن شیخ ابو محمد عبدالکریم بن محمد مصری مشہور ابن الیاسمنی جمل القراء و الفقہاء ہیں۔ وہ مشیخت و علم و صلاح کے گھر میں سے ہیں۔ وہ اور ان کے باپ شیخ کی طرف منسوب ہیں۔

خبردی مجھ کو اس کی ابو الفرج عبدالرحیم بن وزیر بن حسن بن قاسم قرشی مصری مودب نے پس ان سب کا ذکر کیا۔

ایک شیخ امام حافظ ابو منصور عبداللہ بن محمد بن ولید بغدادی زین الحافظ سراج العراق ہیں۔

ایک شیخ جلیل ابو الفرج عبدالمحسن ہیں۔ جن کو حسین کہا جاتا ہے۔ بن محمد بن احمد بن دویرہ بصری جمل القراء و الفقہاء زہاد و المحدثین ہیں۔ یہ دونوں آپ کی طرف منسوب ہیں۔ اور انہوں نے لوگوں کو آپ کی طرف منسوب ہونے کے لئے بلایا ہے۔ آپ کے مناقب لکھے ہیں۔ آپ سے حدیث بیان کی ہے۔

مجھ کو اس کی فقیہ صالح ابو الثناء حامد بن احمد بن محمد بن علی ثقفی ازجی مقری نے خبردی ہے۔ پھر اس کا ان دونوں سے ذکر کیا ہے۔

ایک شیخ امام محمد ابراہیم بن محمود بن جوہر بعلبکی مشہور بطائحی پیشوائے مشائخ عمدۃ الفقہاء والقراء اور نشان اولیاء ہیں۔

خبردی ہم کو فقیہ ابو القاسم محمد بن عبادہ بن محمد انصاری نے کہا کہ میں نے شیخ عالم پیشواء محمد ابو محمد ابراہیم بعلبکی سے سنا وہ کہتے تھے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہ کے میرے شیخ اور پیشواء خدا کی جناب تک شیخ محی الدین عبدالقادرؒ ہیں۔ اور شیخ کی طرف منسوب ہونا بیان کرنے سے مشہور تر ہے۔

ایک شیخ فاضل فقیہ ابو عبداللہ محمد بن حسین بن عبداللہ بن عیسیٰ بن ابی الرجال یونینی بعلبکی ہیں جو کہ زین الحفاظ شیخ العلماء فقہا ہیں۔

خبردی ہم کو فقیہ ابو محمد حسین بن فقیہ فاضل ابو عمران موسیٰ خالدی نے کہا کہ شیخ فقیہ تقی الدین محمد یونینی حافظ رحمتہ اللہ علیہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے ذکر و حکایت

کرنے کے شیفتہ تھے۔ ان کی طرف بلا لوگوں کو بلاتے تھے۔ ان کی طرف اپنی نسبت کرنے کو فخر سمجھتے تھے۔ ان کی اور ان کے حکم کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔

ایک شیخ جلیل ابو عبداللہ محمد بن عبدالصمد بن ابی عبداللہ بن حمائل بن خلیل بن راشد انصاری سعدی صوفی نزیل مصر زین الفقہاء و المحدثین والزہاد ہیں۔ وہ آپ کی طرف منسوب ہیں۔ اور خدا اور رسول کے ان کے طریق کے چلنے پر اعتماد رکھتے تھے۔

اس کی مجھے خبر دی ان کے فرزند جلیل نبیل ابو عبداللہ محمد نے بس اس کا ذکر ان سے کیا اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے آپ سے سنا ہے یہ لوگ بھی ہیں۔

شیخ ابو القاسم ولف بن احمد بن محمد بغدادی حریمی مشہور ابن قوقا شیخ ابو یعقوب یوسف بن ابراہیم ہبتہ اللہ بن محمود بن طفیل دمشقی صوفی حرضی۔ شیخ ابو الرضاء محمد بن احمد بن داؤد مودب حاسب مشہور مفید۔ شیخ ابو طالب عبدالرحمٰن بن ابی الفرج ابو العباس احمد بن مطیع باجسرادی شیخ حافظ ابو الحسن علی بن نفیس بن ابو زیدان بن حسام بغدادی مامونی جنہوں نے آپ سے فقہ بھی پڑھی ہے۔ شیخ ابوہریرہ محمد بن ابی الفتح لیث بن شجاع بن مسعود بغدادی ازجی دیناری نابینا مشہور ابن الوسطانی شریف ابو القاسم اکمل بن مسعود بن عمر بن عمار ہاشمی' شیخ پیشواء ابو محمد علی بن ابی بکر بن ادریس ادریسی روحانی یعقوبی۔ شیخ ابوبکر محمد بن نصر بن نصار بن منصور بغدادی ازجی مقری۔ شیخ فاضل ابو طالب عبداللطیف بن شیخ ابو الفرج محمد بن شیخ ابو الحسن علی بن حمزہ فارس بن محمد حرانی ثم بغدادی تاجر جوہری مشہور ابن السقلی۔

وہ ان لوگوں میں سے سب سے آخر ہیں۔ جنہوں نے شیخ محی الدین عبدالقادر سے سنا ہے۔ جہاں تک ہم جانتے ہیں۔

اور ان لوگوں میں سے کہ جنہوں نے آپ سے فقہ پڑھی ہے۔ اور آپ سے سنا ہے۔ آپ کی اولاد اور ذریت ہے اور وہ (ابن سقلی) عالم فاضل بزرگ صاحب جمال اہل علم و خیر کی تعظیم کرنے والے پسندیدہ عقول و تقویٰ و مرتبہ و صاحب فضیلت ظاہرہ تھے۔ ان میں سے جو عالم تھے۔ ایک شیخ امام سیف الدین ابو عبداللہ عبدالوہاب جمال الاسلام پیشوائے علماء فخر المتکلمین ہیں۔ جنہوں نے اپنے والد سے فقہ پڑھی۔ اور

ان سے حدیث سنی۔ اور لوگوں سے بھی سنی۔ ابو غالب احمد بن الحسن بن نبا۔ ابی منصور عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالواحد۔ ابو الحسن محمد بن احمد بن صری۔ ابو الفضل محمد بن عمر اموی۔ ابو الوقت عبدالدول بن عیسیٰ شجری وغیرہم۔

وہ بلاد عجم کی طرف طلب علم میں گئے۔ اور اپنے والد کے بعد مدرسہ میں درس دینے لگے۔

حدیث بیان کی اور وعظ کیا۔ فتویٰ دیا۔ ان سے بہت لوگوں نے تخریج کی ہے۔ ان میں سے شریف ابو جعفر بن ابی القاسم لبیب بن النفیس بن ابی الکرم یحییٰ الحسینی بغدادی اور شیخ صالح ابو العباس احمد بن عبدالواسع بن امیر بن شافع جیلی وغیرہما ہیں۔

وہ بغداد میں جمعرات کی رات ۲۵ شوال ۵۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ اور اگلے دن مقبرہ حلبہ میں دفن ہوئے۔ ان کی پیدائش ماہ شعبان ۵۲۲ھ میں ہوئی۔

ایک شیخ امام اوحد شریف الدین ابو محمد ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن عیسیٰ بھی ہے۔ شرف الاسلام جمال العلماء چراغ عراق و مصر ہیں۔ دو زبانوں اور دو بیانوں والے متکلمین کی زبان ہیں۔ اپنے والد کی خدمت میں فقہ پڑھی۔ اور انہی سے حدیث سنی اور ابو الحسن محمد بن صری ابو الوقت عبدالدول سحری وغیرہم سے بھی سنی۔ درس دیا۔ حدیث بیان کی۔ وعظ کیا۔ فتویٰ دیا۔ ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام جواہر الاسرار و لطائف الانوار ہے۔ جو کہ علوم صوفیہ میں ہے۔ اس کے مضمون نہایت فصاحت و وضاحت سے بیان کئے ہیں۔ اور اس میں حقائق کے پردے خوب کھول دیئے ہیں۔ مصر میں وہ آئے۔ اس میں حدیث سنائی اور وعظ کہا۔ وہاں کے رہنے والوں نے ان سے تخریج کی۔ ان میں سے ابو ترار ربیعہ بن حسن بن علی بن عبداللہ حضرمی سنعانی شافعی حافظ۔ شیخ ابوالغنائم مسافر بن عمر بن مسافر مصری موتلفی حنبلی مودب۔ شیخ ابوالثناء احمد بن مبسرہ بن احمد بن موسیٰ بن غنائم عدوانی ثم مصری خلال حنبلی۔ شیخ ابوالثناء حامد بن شیخ ابوالعباس احمد بن احمد بن حامد بن مفرج بن غیاث ارتاحی مصری فقیہ مقری اور اس کے چچا شیخ ابو عبداللہ بن احمد فقیہ محدث۔ شیخ ابوالمنصور ظافر بن طرخاں بن جواب غسانی شافعی مقری نحوی لغوی وغیرہم ہیں۔

وہ فصیح و تیز زبان تھے۔ مصر میں ۵۷۳ھ میں فوت ہوئے۔ اور اس کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ وہ وسیع العلم اور بڑی فضیلت والے کامل عقل متواضع تھے۔ بلاوجودیکہ ان کی قدر بڑی اور مرتبہ بلند تھا۔ وہ امر آخرت پر متوجہ تھے۔

ایک بزرگ امام شمس الدین ابو محمد ہیں۔ جن کی کنیت ابو بکر عبدالعزیز بھی ہے۔ جمال عراق فخر العلماء ہیں۔ اپنے والد سے فقہ پڑھی۔ اور ان سے حدیث سنی ابو منصور عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالواحد قزار۔ ابوالفضل احمد بن طاہر منی محمد بن ناصر السلامی ابوالوقت عبدالدوال بن عیسیٰ شجری وغیرہم سے۔ حدیث بیان کی اور وعظ کہا۔ درس دیا۔ ان سے بہت لوگوں نے تخریج کی۔ وہ ایک خوبصورت ثقہ متلاشی سخی وافر عقل کثیرالعلم متواضع حسن الاخلاق تھے۔ انہوں نے جیال کی طرف جو کہ سنجار کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ کوچ کیا تھا۔ اور اسی کو وطن بنایا تھا۔

اور شیخ امام جمال الدین ابو عبدالرحمٰن.ہیں جن کی کنیت ابوالفرج بھی ہے۔ عبدالجبار سراج العلماء ہیں مفتی عراق ہیں۔ اپنے والد سے فقہ پڑھی اور ان سے حدیث سنی اور ابو منصور عبدالرحمٰن قزار نے۔ ابوالحسن محمد بن احمد صرمی۔ ابوبکر محمد بن عبداللہ بن زعفرانی اور ابوالوقت شجری سے حدیث سنی۔ حدیث بیان کی۔ اور وعظ کہا اور درس دیا۔ اور ان سے لوگوں نے نفع حاصل کیا۔

وہ عمدہ خصلت والے وسیع سینہ زائد عقل حق امر کی جلد اطاعت کرنے والے اپنی روایات میں ثابت قدم بزرگ کے دوست تھے۔ علم ان کے ہاتھ میں روشن تھا۔

اور شیخ امام اوحد حافظ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق سراج عراق جمال الائمہ فخر الحفاظ شرف الاسلام پیشوائے اولیاء تھے۔ اور اپنے والد سے فقہ پڑھی۔ ان سے الور ابو محمد حسن بن احمد بن صرمی۔ ابوالفضل محمد بن عمر اموی۔ احمد بن طاہر منی۔ محمد بن ناصر سلامی۔ ابوبکر محمد بن عبداللہ بن زعفرانی۔ ابوالکرم مبارک بن حسن سہروردی ابوالوقت عبدالدوال شجری۔ شریف ابو جعفر احمد بن محمد بن عبدالعزیز عباسی ابوالقاسم سعید بن احمد بن النبا اور ایک بڑی جماعت سے حدیث سنی۔ حدیث بیان کی املا کیا درس دیا۔ تخریج کی۔ فتویٰ دیا۔ ان سے بہت لوگوں نے تخریج کی ہے۔ ان میں سے

شیخ امام جلیل مہذب الدین ابوالفضل اسحٰق بن احمد بن غانم علثی اور شیخ فاضل عارف تقی الدین ابو عبداللہ محمد بن جمیل بغدادی اور شیخ فاضل عارف زاہد ابوالحسن علی بن احمد مشہور معمم۔ اور شیخ فاضل زاہد ابوالحسن علی بن احمد رویا وغیرہم ہیں۔

وہ لوگوں میں نہایت عمدہ اخلاق اور زیادہ سالم اور وسیع بازو۔ کثیرالعلم وافر العقل اور دائم فکر۔ بڑے خاموش۔ صحیح زہد علم پر متوجہ ہونے والے تھے۔ اہل علم کی عزت کرتے تھے۔ اپنی روایات میں جانچ پڑتال کرتے تھے۔ اپنے افعال و اقوال میں عادل تھے۔ ان سے بیان کیا گیا ہے کہ تیس سال تک انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اپنے رب عزوجل سے حیاء کی وجہ سے نہیں اٹھایا۔

اس امر کی خبر دی مجھ کو ابوالفرج احمد بن محمد بن صالح ازجی اور ابو محمد عبداللہ بن اسماعیل بن یوسف بن قاسم حنبلی نے ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ امام محی الدین ابو عبداللہ محمد اور اس کے بھائی شیخ سیف الدین ابو ذکریا یحیٰی نے ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے والد صالح نصر قاضی القضاۃ نے مدینتہ الاسلام (بغداد) میں اس کا ذکر کیا۔

وہ بغداد میں ۶؍ شوال ۶۰۳ھ میں فوت ہوئے۔ اور اگلے دن باب حرب میں دفن ہوئے۔ ان کا مولد ماہ ذی تعد ۵۲۸ھ میں ہوا تھا۔

اور شیخ بزرگ ابواسحٰق ابراہیم زین الفقہاء جمال المسندیں ہیں۔ جنہوں نے اپنے والد سے فقہ پڑھی۔ اور ان سے حدیث اور شیخ ابوالقاسم سعد بن ابی غالب احمد بن الحسن بن النبا اور ابوالوقت عبدالدوال بن عیسٰی سے بھی سنی اور ان لوگوں سے بھی جو ان دونوں کے طبقہ میں تھے۔ حدیث بیان کی وہ ثقہ متواضع کریم الاخلاق تھے۔ اہل علم کی عزت کرتے تھے۔ واسطہ کی طرف کوچ کیا تھا اور وہیں ۵۹۲ھ میں فوت ہوئے۔

اور شیخ بزرگ و دانا فاضل ابوالفضل محمد بن رئیس الاصحاب جمال المسندیں ہیں اپنے والد سے فقہ پڑھی اور ان سے حدیث سنی اور ابوالقاسم سعید بن احمد بن النبا اور ابوالوقت شجری وغیرہم سے بھی سنی۔ حدیث بیان کی وہ ثقہ پاکدامن تھے۔ بغداد میں ۲۵؍ ذیلقعد ۶۰۰ھ میں فوت ہوئے۔ اور اسی دن مقبرہ حلبہ میں دفن کئے گئے۔

اور شیخ اصیل ابو عبداللہ عبدالرحمٰن بقیۃ السلف ہیں۔ جنہوں نے اپنے باپ سے حدیث سنی اور لڑکپن ہی میں ان سے استفادہ کیا۔ اور ابوالقاسم بن حسین ابی غالب احمد بن الحسن النبا سے بھی سنی کہتے ہیں کہ انہوں نے حدیث بیان کی اور وہ بغداد میں ۲۷ر صفر ۵۲۷ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی پیدائش ۵۰۸ھ میں ہوئی ان کی عمر کم اور اولاد بڑی تھی۔

اور شیخ فاضل فقیہ عالم جلیل ابو زکریا یحییٰ ہیں۔ جنہوں نے اپنے والد سے فقر حاصل کا اور ان سے حدیث سنی اور نیز ابوالفتح محمد بن عبدالباقی وغیرھما سے سنی اور حدیث بیان کی۔ اور اس سے نفع حاصل کیا۔ مصر میں آئے۔ وہ فقیہ عالم تھے۔ پسندیدہ اخلاق خوبصورت علم اور اہل علم کے شائق تھے۔ وہ بغداد میں نصف شعبان ۶۰۰ھ میں فوت ہوئے۔ اور اپنے بھائی عبدالوہاب کے پاس دفن کئے گئے۔ ان کی پیدائش ۶ر ربیع الاول ۵۵۰ھ میں ہوئی۔ اور وہ اپنے والد کی اولاد میں سب سے چھوٹے تھے۔

اور شیخ امام ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ سراج الفقہا زین المحدثین بقیۃ السلف ہیں۔ جنہوں نے اپنے والد سے فقہ پڑھی اور ان سے حدیث سنی اور نیز ابوالقاسم سعید بن احمد بن النباء ابوالفضل محمد بن ناصر حافظ ابوالوقت عبدالدوال عیسیٰ بجری اور ابوالفتح محمد بن عبدالباقی بن احمد وغیرہم سے سنی دمشق میں حدیث بیان کی اس میں آباد ہوئے۔ اور نفع حاصل کیا۔ مصر میں داخل ہوئے وہ فاضل ادیب متقی پاک دامن تھے۔ عقیہ میں فقہ حاصل کی بقیۃ السلف تھے۔ دمشق کو وطن بنایا اور اسی میں یکم جماوی الاخر کی شب ۶۱۸ھ میں فوت ہوئے اور کوہ قاسیوں کے نیچے دفن کئے گئے۔ ان کی پیدائش آخر ماہ ربیع الاول ۵۳۹ھ میں ہوئی۔ اور کہتے ہیں وہ اپنے والد کی اولاد میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے ہیں۔

اور شیخ امام عالم فاضل عفیف الدین بن مبارک بغدادی ہیں جو کہ جمال الفقہاء فخر المحدثین کی اولاد میں سے ہیں۔ اپنے دادا وغیرہ سے فقہ حاصل کی اور ان سے حدیث سنی اور ابو زرعہ ظاہر بن حسین زراورازی اور ابوبکر احمد بن المقرب بن حسین فقیہ کرخی ابوالقاسم یحییٰ بن ثابت بن بدران بن ابراہیم دینوری اور قاضی ابو عبداللہ محمد بن

عبداللہ بن محمد بیضاوی۔ ابوالوق عبدالدول بن عیسیٰ سجری وغیرہم سے سنی وہ ثقہ صالح فقیہ فاضل بڑے عقل مند و علم دوست ضروریات پر متوجہ ہونے والے خوشخطی اور زود نویسی میں مشہور تھے۔

ایک شیخ امام منصور عبدالسلام بن امام سیف الدین ابو عبداللہ عبدالوہاب جمال الفقہا زین العلماء و المحدثین ہیں۔ جنہوں نے فقہ اپنے دادا اور باپ سے پڑھی اپنے جد سے حدیث سنی اور ابو الحسن محمد بن اسحاق بن صابی اور ابو الفتح محمد بن عبدالباقی بن احمد وغیرہم سے سنی۔ خود پڑھتے تھے۔ اور اپنے خط سے لکھتے تھے اپنے دادا کے مدرسہ وغیرہ میں درس دیا کرتے تھے۔ حدیث بیان کرتے تھے۔ فتویٰ دیتے تھے چند ریاستوں کے مالک بنے ان سے اہل بغداد کی ایک جماعت نے تخریج کی ہے۔ عمدہ روش۔ کثیرالعلم، کثیرالحلم۔ پسندیدہ اخلاق۔ اہل علم و خیر کی تعظیم کرنے والے تھے۔ اپنے قول و فعل میں ثقہ تھے۔ بغداد میں رجب ۶۱۱ھ میں فوت ہوئے۔ اور اسی دن مقبرہ حلبہ میں فوت ہوئے۔ ان کی پیدائش آٹھویں رات ماہ ذی الحجہ ۵۴۸ھ میں ہوئی۔ اور ان کے بھائی شیخ فقیہ ابو الفتح سلیمان بقیۃ السلف زین العراق ہیں۔ جنہوں نے بہت لوگوں سے حدیث سنی ہے اور حدیث بیان کی ہے۔ علم، حلم، سخاوت میں ان کا روشن ہاتھ تھا۔

اور شیخ امام قاضی القضاۃ عماد الدین ابو صالح نصر بن امام حافظ تاج الدین ابو بکر عبدالرزاق سراج العلماء فخر الفضلاء پیشوائے مشائخ مفتی عراق ہیں۔ جنہوں نے اپنے والد وغیرہ سے فقہ پڑھی اور اپنے والد اور اپنے چچا ابو عبداللہ عبدالوہاب سے حدیث سنی اور اپنے باپ کے افادہ سے ابو ہاشم عیسیٰ بن احمد روشانی۔ ابو شجاع سعید بن سامی بن عبداللہ جمالی ابو احمد سعد بن بلداک حبوبلی۔ ابو العباس احمد بن المبارک مرقعانی ابو الحسین عبدالحق بن عبدالخالق بن احمد بن یوسف۔ ابو عبداللہ مسلم بن ثابت بن نحاس ابو الفضل عبدالمحسن بن برکہ کاتبہ شہدۃ بنت ابو نصر ابری فخر زمان خدیجہ بنت احمد ہزوانی وغیرہم سے حدیث سنی۔

ان کو دو حافظوں ابو العلاء حسن بن احمد ہمدانی اور ابو طاہر احمد بن محمد اصفہانی وغیرہما نے اجازت دی ہے اور قاضی القضاۃ ابو القاسم عبداللہ بن حسین دامغانی وغیرہ

کے پاس حاضر ہوئے ہیں درس دیا اور حدیث بیان کی املا کہا اور وعظ کہا فتویٰ دیا۔ مدینتہ الاسلام میں قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مقرر کئے۔ اہل بغداد کے بہت لوگ علم شریعت و حقیقت میں آپ سے تخریج کرنے لگے۔ میں مصر میں ان میں سے بہت لوگوں کو ملا ہوں۔ وہ فقیہ عالم فاضل عارف زاہد۔ کثیر الفضل کامل عقل وسیع سینہ والے۔ حسن الاخلاق ضروریات پر متوجہ ہونے والے۔ علم دوست۔ اہل علم کی عزت کرنے والے متواضع سچے ثقہ اپنی روایات میں متلاشی تھے۔ آپ کی بزرگی کی شہرت اس سے مستغنی ہے کہ لمبی چوڑی تعریف کی جائے بغداد میں ۲۱ شوال ۶۳۳ھ میں فوت ہوئے۔ اور باب حرب میں دفن ہوئے۔ ان کی پیدائش ۲۴ ماہ ربیع الاخر ۵۳۴ھ میں ہوئی۔

ان کی والدہ ام الکرم تاج النساء بنت فضائل بن علی تکریتی ہیں۔ جس نے اپنے خاوند ابو بکر عبدالرزاق اور ان کے والد سے حدیث سنی ہے اور ابو الفتح محمد بن عبدالباقی احمد سے بھی سنا۔ ان کو خیر و نیک بختی میں حصہ وافر ملا ہوا تھا۔ وہ بغداد میں ۱۲ رجب ۶۱۳ھ میں فوت ہوئیں۔ اور باب حرب میں دفن ہوئیں۔ ان کے بھائی شیخ بزرگ ابو القاسم عبدالرحیم بن عبدالرزاق فخر الفضلاء جلال الاصحاب ہیں۔ جنہوں نے ابو الفتح محمد بن عبدالباقی بن احمد اور خدیجہ بنت احمد ابری وغیرہم سے حدیث سنی۔ حدیث بیان کی۔ وہ بزرگ خوبصورت بارونق دانا متواضع تھے۔ بغداد میں ۷ ربیع الاول ۶۰۶ھ میں فوت ہوئے۔ اور اسی دن باب حرب میں دفن کئے گئے۔

اور شیخ فقیہ ابو محمد اسمٰعیل زین الرؤسا۔ فخر الفضلاء ہیں۔ جنہوں نے بہت لوگوں سے حدیث سنی ہے۔ فقہ حاصل کی اور حدیث بیان کی۔ وہ نیک روش بڑے خاموش رہنے والے پسندیدہ اخلاق تھے۔ بغداد میں ۱۳ محرم ۶۰۰ھ میں فوت ہوئے اور امام احمد بن حنبلؒ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

اور شیخ فقیہ دانا ابو المحاسن فضل اللہ زین المسندین بقیتہ السلف ہیں۔ اپنے والد سے فقہ حاصل کی اور اس سے حدیث سنی اور اپنے چچا امام ابو عبداللہ عبدالوہاب اور ابو الفتح عبید اللہ بن نجا بن شاتیل شیرہ فروش۔ ابو الفضل مسعود بن علی بن احمد بن الحسن

ابو علی عبیدہ بن ناصر صفا۔ عادل۔ ابن یونس وابن کلیب وہبتہ اللہ بن رمضان۔ عبداللہ بن حمید و یوسف عاقولی ابو السعادات مبارک جن کو نصراللہ بن عبدالرحمٰن بن محمد بن معبدالواحد فزاز کہا جاتا تھا۔ مشہور ابن رزیق وغیرہم سے سنا۔ ان کو عبدالحق بن یوسف اور محمد بن جعفر بن عقیل۔ ابو موسیٰ اصبہانی وغیرہم نے اجازت دی ہے۔

انہوں نے حدیث بیان کی وہ نیک روش عمدہ اخلاق لطیف خصائل ثقہ پاک دامن فاضل تھے۔ بغداد میں تاتاریوں کے ہاتھوں ماہ صفر ۶۵۶ھ میں شہید ہوئے۔ ان کی پیدائش ۵۷۴ھ میں بغداد میں ہوئی۔ ان کی دو بہنیں ایک شیخہ صالحہ سعادۃ ہیں۔ جنہوں نے ابو الخیر عبدالحق بن عبدالخالق بن احمد بن یوسف اور ابو علی حسن بن علی بن الحسین نابینائی۔ مشہور ابن شیرویہ وغیرہما سے حدیث سنی۔ وہ نیک بخت ثقہ سچی تھیں۔ بغداد میں ۱۷ جمادی الاخر ۶۳۲ھ میں فوت ہوئیں۔ ان کی نماز جنازہ ان کے بھائی قاضی القضاۃ ابو صالح نے پڑھی تھی۔

اور ایک بہن شیخہ ام محمد عائشہ ہیں۔ جنہوں نے ابو الحسین عبدالحق بن عبدالخالق بن احمد وغیرہ سے حدیث سنی ہے۔ خود حدیث بیان کی ہے۔ وہ پسندیدہ نیک زاہدہ تھیں۔ وہ بغداد میں ۱۳ ربیع الاول کی شب ۶۲۸ھ میں فوت ہوئیں اور اگلے دن میں باب حرب میں دفن کی گئیں۔

اور شیخ رانا ابو محمد عبدالرحمٰن بن شیخ عبداللہ جمال المشائخ شیخ العدول و الزہاد و المسندین ہیں وہ اپنے دادا سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور دونوں باپ قاسم نصر بن عکبری اور سعید بن حسن بن النبا سے اور ابو مظفر ہبتہ اللہ بن احمد بن شبکی سے بھی وہ ثقہ سچے خوبصورت متواضع تھے۔ بغداد میں ۲۶ محرم ۶۱۴ھ میں فوت ہوئے۔ اور ان کے بھائی شیخ الاصیل ابو محمد عبدالقادر رونق جلال الشرف بقیتہ السلف تھے۔ اپنے چچا حافظ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق وغیرہ سے فقہ پڑھی اور ان سے حدیث سنی۔ اور نیز ابو الحسن عبدالحق بن عبدالخالق بن احمد بن یوسف سے حدیث سنی کی۔ وہ اہل علم و عقل مند اور عمدہ روس والے خاموش رہنے والے تھے۔ بغداد کے ایک گاؤں میں ماہ ربیع الاول ۶۳۴ھ میں فوت ہوئے۔ اور وہیں دفن ہوئے رحمتہ اللہ تعالیٰ۔

اور شیخ امام بزرگ پیشوا ابو محمد عبداللہ بن شیخ ابو محمد عبدالعزیز جمال الاولیاء شرف المشائخ ہیں۔ انہوں نے بہت لوگوں سے سنا ہے۔ میں ان کو گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے حدیث بیان کی ہے۔ وہ اپنے اہل زمانہ میں بڑے رتبہ والے بڑے کشف والے بڑی فضیلت والے بڑے چپ رہنے والے تھے۔ میں نے ان کی بہت سی کرامات لکھی ہیں ان کے ترجمہ میں عنقریب کچھ ان کی کرامات کا ذکر کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ان کی بہن ام احمد زہرہ تھی۔ جن کو ابو الحسن عبدالحق اور ابو نصر عبدالرحیم عبدالخالق بن احمد بن یوسف کے دونوں بیٹوں نے اجازت دی تھی۔ اور اسعد بن بلدرک وغیرہم سے روایت کی ہے۔ وہ حدیث بیان کرتی تھیں۔ وہ بقیۃ السلف بہتر پاک دامن تھیں۔ ان کو دین اور نیکی میں عمدہ حصہ ملا تھا۔ اور بغداد میں ۶۳۲ھ میں فوت ہوئیں۔

اور شیخ اصیل ابو سلیمان داؤد بن الشیخ جلیل ابو الفتح سلیمان عبدالوہاب جمال الاسلام ہیں۔ فقہ پڑھی اور حدیث سنی اور حدیث بیان کی وہ بقیۃ السلف اور شیخ المریدین تھے۔ اور بغداد میں ۱۸ ربیع الاول ۶۴۸ھ میں فوت ہوئے۔ اور اگلے دن مقبرہ حلبہ میں ان کے باپ اور دادے کے پاس دفن کئے گئے۔

اور شیخ فقیہ عالم محی الدین ابو عبداللہ محمد بن قاضی القضاۃ ابو صالح نصر سراج العلماء مفتی العراق ہیں۔ جنہوں نے فقہ اپنے والد سے پڑھی۔ ان سے اور ان کے سوا اور بہت سے مشائخ سے حدیث سنی۔ ان میں سے ابو اسحٰق بن یوسف بن ابی حامد بن ابی الفضل محمد بن عمراموی ہیں۔ حدیث بیان کی اور درس دیا اور فتوی دیا۔ وہ اچھی روش والے جلیل القدر کثیر العلم وافر عقل ثقہ متلاشی (علم) تھے۔ ان کا تمام عملہ کوشش سے ہوتا تھا۔ مجھ سے یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے باپ کے دادا شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادرؒ کے مشابہ تھے۔ بغداد میں ۶۵۶ھ میں فوت ہوئے ان کے بھائی شیخ الاسلام سیف الدین ابو ذکریا یحیٰ ہیں۔ جو کہ رونق عراق جمال العلماء فخرالمتکلمین ہیں۔ اپنے والد سے فقہ پڑھی ان سے اور اوروں سے بھی حدیث سنی ہے۔ اوران میں سے ابو العباس احمد بن ابو الفتح یوسف بن ابی الحسن بن ابی الغنائم وقاق ہیں۔ حدیث

بیان کی اور وعظ کہا۔ وہ فقیہ عالم فاضل فصیح دانا حسن الاخلاق متواضع تھے۔ اہل حقیقت کی زبان پر ان کا عمدہ کلام ہے۔ ان کے شعر عمدہ اور فی البدیہہ صاف تھے۔ مجھ کو فقیہ امام پرہیزگار عفیف الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ نے ان کے شعر سنائے تھے۔

اور خبر دی مجھ کو ابو الحسن علی بن ازدمر بغدادی نے کہا کہ میں بغداد میں شیخ سیف الدین قاضی القضاۃ ابو صالح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے تمکین کی نسبت پوچھا گیا۔ تب انہوں نے جلدی سے یہ شعر پڑھ دیئے۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ۔

یسقی و یشرب لا تلھیه سکرته   من الدیم و لا یلھو من الکاس

وہ شراب پلاتا ہے اور پیتا ہے۔ جس کا نشہ اس کو ہم نشین سے غافل نہیں کرتا اور نہ پیالے سے غافل کرتا ہے۔

اطاعه سکره حتی تحکم فی   حال الصحاۃ و بامن اعجب الناس

اس کا سکر اس کا مطیع ہے۔ یہاں تک کہ وہ تندرستوں میں حکم کرتا ہے اور یہ لوگوں میں سے عجیب شخص ہے۔

پھر اشعار میں تصرف کر کے کہا ہے۔

و یشرب ثم یسقیھا الندامی   و لا تلھیه کاس عن ندیم

وہ شراب پیتا ہے اور دوستوں کو پلاتا ہے۔ اس کو پیالہ دوست سے غافل نہیں کرتا۔

له مع سکرۃ تائید ماح   و نشو منشارب و مدی کریم

اس کو سکر کے ساتھ تندرست کی تاکید ہے۔ اور اس کا نشہ شراب پینے والے اور شریف ہم نشین کا ہے۔

وہ بغداد میں ماہ صفر ۶۵۶ھ میں تتارخانیہ کے ہاتھوں سے جن کو خدا ذلیل کرے شہید ہوئے تھے۔

اور شیخ فقیہ عالم پرہیزگار محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی بن محمد بن حامد بغدادی مشہور توحید فرزند حافظ ابو بکر عبدالرزاق جمال العراق فخر القضاۃ و الفقہاء و العلماء والقرا والمحدثین والنجاۃ زین الاولیاء ہیں۔ اپنے ماموں قاضی القضاۃ ابو صالح سے فقہ پڑھی اور

تخریج کی اور حدیث سنی اور پیشوا ابو محمد علی بن ابی بکر بن ادریس یعقوبی رحمتہ اللہ تعالیٰ۔

اور شیخ پیشوا شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی اور ابو الفضل اسحٰق بن احمد علثی اور ابو القاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ بن احمد بن المنصور خطیب وغیرہم سے حدیث بیان کی اور وعظ کہا۔ اور ان سے بہت سے بغداد والوں نے تخریج کی۔ ان کا کلام بلند ہے۔ اشعار عمدہ ہیں جو ہم نے ان سے لکھ لئے تھے۔ جن کا کچھ ذکر ان کے ترجمہ میں عنقریب کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر ہم ان کا ذکر شروع کریں اور ان سب بزرگوں کا ذکر کریں جو ان کی طرف منسوب ہیں جنہوں نے ان سے علم حاصل کیا ہے۔ یا ان سے اور ان کی اولاد وغیرہ سے تو ان کا شمار بکثرت ہو گا۔ اور مدد کم ہو گی۔ مدت دراز خرچ ہو گی۔ ہاتھ چھوٹے ہوں گے اور میدان وسیع ہو گا۔ دل تنگ ہو گا۔ اب جو ہم نے تصور کیا تو اختصار کیا۔ ہم نے شمار نہیں کیا۔ اور جو ہم نے ارادہ کیا اس کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل صاحب توفیق و ہدایت اور لطیف و رعایت کے لائق ہے۔

ایک آیت کے چالیس معانی

خبر دی ہم کو فقیہہ ابو الحسن محمد بن ابی الفتح داؤد بن احمد قرشی ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل محی الدین ابو محمد یوسف بن امام ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزی نے کہا کہ مجھ کو حافظ ابو العباس احمد بن احمد بغدادی بندلجی نے کہا کہ میں اور تیرا والد ایک دن شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ تو قاری نے ایک آیت پڑھی اور شیخ نے اس کی تفسیر میں ایک معنی بیان کیا۔ میں نے تمہارے والد سے کہا کہ تم اس معنے کو جانتے ہو۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ پھر آپ نے ایک اور معنی بیان فرمایا۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ تم یہ معنی جانتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ پھر شیخ نے گیارہ معنی بیان کئے۔ اور میں تمہارے والد سے کہتا تھا کہ کیا یہ معنی جانتے ہو۔ تو وہ یہی کہتے کہ کیا یہ معنی جانتے ہو۔ انہوں نے کہا نہیں۔ یہاں تک کہ آپ نے پورے چالیس

معنی بیان کئے۔ جو نہایت عمدہ اور عزیز معنی تھے۔ اور اس کا ہر معنی اس کے قائل کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اور تیرے والد کہتے تھے کہ میں یہ معنی نہیں جانتا شیخ کی وسعت علم سے اس کا تعجب بڑھ گیا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ہم قال کو چھوڑتے ہیں اور حال کی طرف رجوع کرتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تب لوگ سخت بیقرار ہوئے۔ اور تمہارے والد نے تو اپنے کپڑے پھاڑ لئے۔

شیخ تیرہ علوم میں کلام کیا کرتے تھے

خبر دی ہم کو شریف ابو عبداللہ محمد بن خضر حسینی موصلی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادرؒ تیرہ علوم میں کلام کیا کرتے تھے اور اپنے مدرسہ میں تفسیر' حدیث' مذہب و اخلاقیات کا درس دیا کرتے تھے۔ صبح اور شام کے وقت آپ سے لوگ تفسیر حدیث مذہب خلافیات اصول نحو پڑھا کرتے تھے۔ اور ظہر کے بعد آپ ساتوں قرات میں قرآن پڑھایا کرتے تھے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن احمد بن علی بن ہاشمی بغدادی نے کہا کہ میں نے تینوں مشائخ شیخ محی الدین محمد شیخ سیف الدین یحیٰ فرزندان قاضی القضاۃ ابو صالح اور شیخ ابو الحسن علی نانبائی سے سنا محی الدین اور سیف الدین نے کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے والد نے کہا کہ خبر دی مجھ کو میرے والد عبدالرزاق اور چچا عبدالوہاب نے اور کہا ابو الحسن نے خبر دی ہم کو ابو القاسم عمر بزاز نے یہ سب کہتے ہیں کہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی خدمت میں بلاد عراق وغیرہ سے فتویٰ آیا کرتے تھے۔ ہم نے کبھی یہ نہ دیکھا تھا کہ آپ کے پاس رات کو فتویٰ رہتا کہ آپ مطالعہ کریں یا کچھ سوچیں۔ بلکہ پڑھنے کے بعد اس کا جواب لکھ دیتے تھے۔ اور آپ مذہب شافعیؒ و حنبلی مذہب کے موافق فتویٰ دیا کرتے تھے۔ آپ کے فتاویٰ علماء عراق کے سامنے پیش کئے جاتے تھے۔ تو ان کو آپ کے ٹھیک جواب دینے سے اتنا تعجب نہ ہوتا تھا۔ جس قدر کہ اس سے تعجب ہوتا کہ بہت جلد جواب لکھ دیتے تھے۔

اور جو شخص آپ کی خدمت میں کوئی فن حاصل کرتا تھا تو اس کی طرف اس کے بڑے بڑے ہمزبان محتاج ہوتے تھے۔

خبر دی ہم کو فقیہ نیک بخت ابو محمد الحسن بن فقیہ جلیل ابو عمران موسیٰ بن احمد کالدی نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ امام ابو الفرج عبدالرحمٰن بن امام ابو لعلی نجم الدین بن حنبلی نے کہا کہ میں نے اپنے والد رحمتہ اللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر ان لوگوں میں سے تھے کہ جن کی طرف عراق میں علم فتاویٰ ان کے وقت میں سپرد کر دیا گیا تھا۔

خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شیخ الیشوخ شمس الدین ابو عبداللہ المقدسی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ امام موفق الدین بن قدامہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم بغداد میں ۵۶۱ھ میں داخل ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ شیخ امام محی الدین عبدالقادرؒ ان میں سے ہیں۔ کہ جن کو وہاں پر علم عمل حال فتوے نویسی کی ریاست دی گئی ہے۔ کوئی طالب علم اور جگہ کا قصد اس لئے نہیں کرتا تھا کہ آپ میں تمام علوم جمع ہیں۔ اور آپ ان تمام طلباء کے پڑھانے میں جو آپ سے علم تحصیل کرتے تھے۔ صبر فرماتے تھے۔ آپ فراخ سینہ' سیر چشم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ میں اوصاف جمیلہ اور احوال عزیزہ جمع کر دیئے تھے۔ اور میں نے آپ کے بعد کسی اور کو ایسا نہیں دیکھا۔ اور تمام شکار گور خر کے پیٹ میں ہوتے ہیں۔

خبر دی ہم کو فقیہ عالم عابد عفیف الدین ابو محمد عبدالسلام بن محمد بن مزروع مصری بصری نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ سیف الدین ابو زکریا یحییٰ بن قاضی القضاۃ ابو صالح نصر نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ اپنے باپ عبدالرزاق سے بیان کرتے تھے کہ عجم سے ایک فتویٰ بغداد میں آیا۔ اور وہ پہلے اس سے علماء عراقین یعنی عراق عجم و عراق عرب پر پیش کیا تھا۔ لیکن جواب شافی نہ ملا تھا۔ مسئلہ کی صورت یہ تھی کہ علماء سادات اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے تین طلاق پر ایسی قسم کھائی کہ وہ بالضرور ایسی عبادت کرے گا کہ اس وقت تمام دنیا کے لوگوں سے وہ تنہا عبادت کرے۔ اب وہ ایسی کونسی عبادت کرے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ فتویٰ میرے والد کی

خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے فوراً یہ لکھ دیا کہ یہ شخص مکہ معظمہ جائے اور مطاف اس کے لئے خالی کیا جائے۔ اور وہ اکیلا سات طواف ادا کرے۔ اور قسم کو پوری کرے۔ تب وہ شخص بغداد میں ایک رات بھی نہ ٹھہرا۔

امام احمد بن حنبل کے روضہ کی زیارت

خبردی ہم کو شریف ابو العباس احمد بن شیخ ابو عبداللہ بن ابی الغنائم محمد ازہری حسینی نے کہا کہ میں نے اپنے والد اور شیخ صالح بقیۃ السلف ابو الثنا محمود جیلانی سے کہا کہ میں نے شیخ پیشواء ابو الحسن علی بن الہیتیؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ اور شیخ بقا بن بطو کے ساتھ امام احمد بن حنبلؒ کے روضہ کی زیارت کی۔ میں نے دیکھا کہ امام موصوف قبر سے نکلے اور شیخ عبدالقادرؒ کو اپنے سینے سے لگایا۔ اور ان کو خلعت پہنائی اور فرمایا کہ اے شیخ عبدالقادر بے شک میں تمہارے علم شریعت و علم حقیقت و علم حال اور فعل حال میں محتاج ہوں۔

اور ہم کو اس بات کی شیخ بقا ابو الفتح محمد احمد بن احمد بن احمد بن علی صرمغینی نے خبردی ہے کہا کہ ہم کو خبردی شیخ ابو الحسن علی نانبائی بغدادی نے کہا کہ خبردی ہم کو شیخ ابو القاسم عمر بزاز نے کہا کہ میں نے سنا شیخ بقا بن بطو سے کہ وہ اس بات کا ذکر کرتے تھے۔

خبردی ہم کو شیخ شریف ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابو العباس خضر بن محمد حسنی موصلی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے خواب میں بغداد میں سیدی شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے مدرسہ میں ۵۹۱ھ میں دیکھا کہ ایک بڑا وسیع مکان ہے۔ اور اس میں جنگل اور سمندر کے مشائخ موجود ہیں۔ اور شیخ محی الدین عبدالقادرؒ ان کے صدر ہیں۔ بعض مشائخ تو وہ ہیں کہ جن کے سر پر صرف ایک عمامہ ہے۔ بعض وہ ہیں کہ جن کے عمامہ پر ایک طرہ ہے۔ بعض کے دو طرہ ہیں۔ لیکن شیخ محی الدینؒ کے عمامہ پر تین طرے ہیں۔ میں ان تین طروں کے بارہ میں متفکر تھا۔ جب میں اس حال میں جاگا تو آپ میرے سر پر کھڑے تھے مجھے فرمانے لگے کہ خضر ایک طرہ

علم شریعت کی شرافت کا دوسرا علم حقیقت کی شرافت کا تیسرا شرف کا طرہ ہے۔

علوم حقائق میں راسخ قدم

اس کتاب میں آپ کا کلام اس مطلب میں پہلے تو بہت گذر چکا ہے۔ سو اس کا یہاں اعادہ کرنا ضروری نہیں۔

خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو الفتح محمد بن احمد بن علی صرصینی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو الحسن علی بن سلیمان نانبائی نے کہا کہ میں نے شیخ پیشواء ابوالقاسم عمر بن مسعود بزاز سے سنا وہ کہتے تھے کہ میری آنکھوں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر سے بڑھ کر علوم حقائق میں کسی کو زیادہ فقیہ نہیں دیکھا۔

خبر دی ہم کو شیخ عابد ابوبکر محمد بن عبدالحق بن مکی صالح قرشی مصری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو العلم یاسین بن عبداللہ مغربی نے کہا کہ میں نے شیخ صالح علم الزہاد و بقیۃ السلف ابو عبداللہ محمد بن احمد بلخی سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ سے اس شان کے بعض اکابر نے جو ہمارے اصحاب میں سے ہیں بیان کیا کہ وہ عجم سے بغداد کو آیا۔ اور اس پر حال وارد ہوا۔ جو اس پر غلبہ کر گیا۔ اور اس کو مقہور کر دیا۔ جنگل کی طرف اس کو لے گیا۔ اس کا امر اس پر مشکل ہو گیا۔ اور ایسے شخص کی طلب کا ارادہ کیا۔ جو اس مشکل کو دور کر دے۔ تب ان سے بزبان غیب یہ بات کہی گئی کہ اس امر میں اس وقت شیخ عبدالقادر سے زیادہ فقیہ اور زیادہ عالم مشکلات و مختلفات میں نہیں ہے۔ پھر وہ اپنے دل سے شیخ عبدالقادرؓ کی طرف متوجہ ہو کر طلب کرنے لگا۔ تو شیخ اسی وقت حاضر ہوئے اور ان کے حال کو درست کر دیا۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو العفاف موسیٰ بن شیخ جلیل ابو عمرو عثمان بن موسیٰ بقاعی نے کہا کہ خبر دی ہم کو میرے والد نے کہا کہ میں نے دو شیخوں ابو عمرو عثمان صرصینی اور ابو محمد عبدالخالق حریمی سے سنا اور خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن علی نے جن کا دادا ابن قوقا مشہور ہیں۔ کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو القاسم ہبۃ اللہ بن عبداللہ نقیب الہاشمی نے بغداد میں۔ کہا کہ میں نے شیخ ابو طلحہ بن مظفر بن غانم علثی سے سنا اور خبر دی ہم کو ابو

القاسم عمر بن مسعود بزاز نے یہ سب کہتے ہیں کہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے کہا گیا۔ کہ فلاں شخص اور ان کے ایک مرید کا نام لیا یہ کہتا ہے۔ کہ وہ عزوجل کو سر کی آنکھوں سے دیکھتا ہے پھر اس کو بلایا۔ اور اس سے اس کی بابت پوچھا تو اس نے کہا کہ ہاں آپ نے اس کو جھڑکا اور اس بات کے کہنے سے منع کیا اور اس سے اس امر کا عہد لیا کہ پھر کبھی یہ نہ کہنا آپ سے پوچھا گیا کہ کیا وہ اس امر میں حق پر ہے یا باطل پر تو آپ نے فرمایا کہ وہ سچا ہے۔ مگر اس کو شبہ ہو گیا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ اس نے اپنی چشم دل سے نور جمال کو دیکھا ہے۔ پھر اس کی باطنی آنکھ سے اس کی ظاہری آنکھ کی طرف ایک روزن ظاہر ہوا۔ تب اس کی آنکھ نے اس کی بصیرت سے دیکھا کہ اس کا شعاع اس کے نور شہود سے متصل ہے۔ اور گمان کر لیا کہ اس کی آنکھ نے وہ دیکھا جس کو اس کی بصیرت نے دیکھا تھا۔ حالانکہ اس کی آنکھ نے وہ اس کی بصیرت سے دیکھا تھا۔ لیکن اس کو معلوم نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتے ہیں کہ دو سمندروں کو چھوڑ دیا۔ کہ وہ ملتے ہیں۔ ان کے درمیان ایک پردہ ہے۔ وہ ایک دوسرے پر غلبہ نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ سے اپنی مہربانیوں کے ہاتھوں پر جلال و جمال کے انوار کو اپنے بندوں کے دلوں کی طرف بھیجتا ہے۔ پس ان سے وہ بات لیتا ہے۔ جو کہ مصور صورتوں سے لیتا ہے۔ اور کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ اس کے پرے اس کی بزرگی کی ایک چادر ہے۔ جس کو پھاڑنے کی کوئی سبیل نہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک جماعت مشائخ و علماء کی اس موقع پر حاضر تھی۔ سو ان کو اس کلام نے خوش کر دیا۔ اور اس مرد کے حال کی عمدہ وضاحت سے حیران رہ گئے بعض نے تو کھڑے ہو کر کپڑے پھاڑ دیئے۔ اور جنگل کو برہنہ بھاگ گئے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابی المنصور داری نے کہا کہ میں نے سنا شیخ جلیل ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ بن شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے ۶۲۶ھ میں وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد رحمتہ اللہ سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں اپنے ایک سفر میں جنگل کی طرف نکلا۔ اور چند روز وہاں ٹھہرا اور مجھے پانی نہیں ملتا تھا مجھ کو سخت پیاس معلوم ہوئی۔ تو

ایک بادل نے مجھ پر سایہ کیا۔ اور مجھ پر اس میں سے ایک شے گری جو کہ بارش کے مشابہ تھی۔ سو اس سے میں سیراب ہو گیا۔ پھر میں نے ایک نور دیکھا۔ جس سے آسمان کا کنارہ روشن ہو گیا۔ اور ایک شکل ظاہر ہوئی اس سے مجھ کو آواز معلوم ہوئی کہ اے عبدالقادر میں تیرا رب ہوں اور میں نے تم پر حرام چیزیں یا یوں کہا کہ جو چیزیں اوروں پر حرام ہیں حلال کر دیں تب میں نے کہا اعوذ باللہ من اشیطان الرجیم اے ملعون دور ہو۔ پھر وہ اندھیرا ہو گیا۔ اور وہ شکل دھواں بن گئی۔ پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اے عبدالقادر تم مجھ سے اپنے علم اپنے رب کے حکم اور اپنی فقہ کی وجہ سے جو تم کو اپنے مراتب کے حالات میں ہے۔ نجات پا گئے۔ اور میں نے ایسی باتوں سے ستر اہل طریق مشائخ کو گمراہ کر دیا۔ میں نے کہا کہ میرے رب کا فضل و احسان ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کیونکر جانا کہ وہ شیطان ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی اس بات سے کہ بیشک میں نے تیرے لئے حرام چیزوں کو حلال کر دیا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ شہود ذات اور شہود صفات میں کیا فرق ہے۔ تو فرمایا کہ جب سر (باطن) اس چیز کو دیکھے جو کہ اپنے غیر سے قائم ہے۔ اور اپنے خلاف کے پردہ میں ہے۔ اور اپنے معنے میں چھپا ہوا ہے۔ اور اس وجود کے ساتھ جو اس کے سوا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے۔ سو وہ شہود صفات ہے۔ کیونکہ اس کا قیام اس کے موصوف کے ساتھ ہوتا ہے۔ تو اس کے ظہور سے یہ ضروری ہے کہ اس کے اطراف سے کوئی طرف چھپ جائے۔ کیونکہ ایسے وصف کے ہوتے ہوئے وجود وغیر کے وجوب کی طرف جاذب ہے۔ شہود ذات مفقود ہے۔ اور اس کے غلاف سے پردہ میں ہے۔ کیونکہ جو شخص جمال کو دیکھتا ہے۔ تو وہ ظہور جلال کے لئے قوی نہیں ہوتا۔ اور جو شخص کمال اور رونق کا خوگر ہوتا ہے۔ وہ اس کی عظمت و کبریا کی وجہ سے ثابت نہیں رہتا۔ اور وصف درحقیقت ظہور غیر کے وقت حقیقت سے محجوب نہیں ہوتا۔ بلکہ شاہد کے شہود سے محجوب ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وصف ظاہری شہود وصف باطنی پر غالب آتا ہے۔ اور اس کے معنی میں چھپ جاتا ہے۔ کیونکہ ہر وصف کا معنی یہ ہے۔ کہ وہ اپنے موصوف

کے ساتھ قائم ہو۔ پھر جب اس کے معنی لازمہ کے افعال قوئی اپنے موصوف کے لئے
ازل کی آنکھ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ تو اس کے ظہور کے آثار اس کے معانی کے افعال
میں چھپ جاتے ہیں۔ کیونکہ وحدت تعدد کی ہمسائیگی سے بلند ہے۔ پس وہاں پر اس
کے اطراف متفرقہ وصف فرد اور طاق معنی میں لپٹ جاتے ہیں۔ اور اس کے سوا وجود
کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے کیونکہ سر نے صفات کا مشاہدہ رسوم بشریت کے ساتھ کیا ہے۔
اور اس کا سمندر اس کشتی میں بے دھڑک گھستا ہے۔ جو کہ اس کے وجود کا گوشہ چشم
اور لمحہ اور اس کے منازعات کے کھینچنے والے ہیں۔ ان سب کی علامات تین ہیں۔ شہود
بصیرت ایسی قوت کے ساتھ کہ اس کے لئے اس شہود کے پہلے تھی۔ مشہود کے تعقل
کے ساتھ اس کی حقیقت پر اس کے شہود کے گم ہونے کے بعد استدلال کرنا۔ اور دو
مختلف مشہودوں کا ایک شہود کے ساتھ ایک وصف میں شہود ہونا۔

اور جب سر موجود قائم بذاتہ کو وجود مطلق کے ساتھ کرے تو یہ شہود ذات ہے
اور اس مشہود میں یہ ضروری امر ہے۔ کہ دونوں شہودوں کا سقوط اور حین وقت این
کے لحاظ کے متعلق کی نفی ہو۔ ثبوت فرق و جمع گوشہ چشم کے لئے قرب و بعد مٹ
جائے۔ وجود جاتا رہے۔ شہود و صف مشہود کے ساتھ تنہا ہو۔ ازل کی آنکھ میں ازل
کے مقابلہ کے لئے اس کی قوت کے ساتھ جو کہ ہمیشہ سے ہے۔ اس سے حدوث کے
اوصاف سلب ہونے کے وقت ظاہر ہوں۔ اس کے معانی سے وصف و حکم و عین و حال
کے طور پر خالی ہو۔ پس اس مقام پر ہر ایک وجود کا اول آخر کی طرف رجوع کرتا
ہے۔ کیونکہ تبلیت کا وصف عدم میں مٹ جاتا ہے۔ اور بعدیت کی صفت ابد میں محو
ہو جاتی ہے۔ اس شہود کی علامت یہ ہے کہ وہ ایک وصف ہے جو کہ اس کے وجود
سے پہلے حاصل نہیں اس کی ذات کے چھپنے کے بعد اس کا حکم باقی نہ رہے اور جو چیز
اس سے ظاہر ہو اس کی حقیقت منعقد نہ ہو اس کی حقیقت پر اس وصف سے انفصال
اور نہایت کے ساتھ مشاہدہ کے اتصال کے بعد اس پر دلیل نہ لائیں۔ اور یہ امر
سوائے انبیاء علیہم السلام کے اور کسی کے لئے مقام نہیں ہو سکتا اور یہ صدیقوں کے
سوا اور کسی کا مرتبہ نہیں ہو سکتا۔ اور اولیاء کے سوا اور کسی کا حال نہیں ہو سکتا۔ یہ

سب باتیں کسب سے نہیں پا سکتے۔ بلکہ خدا کی عنایت ہے وسائل سے نہیں دیئے جاتے بلکہ پہلے نوشتہ کی وجہ سے۔

شیخ سے موارد الہیہ اور طوارق شیطانیہ کی نسبت پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ مورد الٰہی مانگنے سے نہیں آتیں اور کسی سبب سے نہیں جاتیں۔ ایک طریقہ پر نہیں آتیں۔ اور نہ وقت مخصوص میں اور طوارق شیطانی غالباً اس کے برخلاف ہوتی ہے۔

محبت کے معنی

شیخ سے محبت کی نسبت پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ وہ محبوب کی طرف سے دلوں میں ایک تشویش ہوتی ہے۔ پھر دنیا اس کے سامنے ایسی ہوتی ہے۔ جیسے انگشتری کا حلقہ یا ماتم کا مجمع۔

محبت ایک نشہ ہے۔ جس کے ساتھ ہوش نہیں ہوتی اور ذکر ہے۔ جس کے ساتھ محو نہیں۔ قلق ہے۔ جس کے ساتھ سکون نہیں اور ہر طرح ظاہر باطن اضطرار سے محبوب کا خلوص ہو نہ اختیار اور تعلقی ارادہ سے ہو نہ تکلف کے ارادہ سے محبت یہ ہے کہ غیر محبوب سے اندھا ہو جائے۔ اور محبوب کی ہیبت سے اندھا ہو جائے پس وہ پورے طور پر اندھا ہے۔ عاشق لوگ ایسے مست ہیں کہ اپنے محبوب کے مشاہدہ کے سوا ہوش میں نہیں آتے۔ وہ ایسے بیمار ہیں کہ اپنے مطلوب کے ملاحظہ کے سوا تندرست نہیں ہوتے وہ ایسے حیران ہیں کہ اپنے مولد کے بغیر ان کو محبت نہیں۔ اس کے ذکر کے سوا اور کسی کے شیفتہ نہیں۔ اس کے پکارنے کے سوا کسی کو جواب نہیں دیتے اور اسی مطلب میں مجنوں لیلیٰ سے یہ اشعار کہتا ہے۔ ؎

لقد لا منی فی حب لیلی ا قا ر بی	ا خی و ا بن عمی و ا بن خا لی و خا لیا
فلو کنت اعمی اخبط الا ر ض با لعصا	ا صم فنا د تنی ا جیب ا لمنا د یا
و ا حر ج من بین ا لبیو ت لعلنی	ا حد ث عنک و ا لنفس با للیل خا لیا
و ا نی لا ستغشی و ما بی غشیة	لعل خیا لا منک یلقی خیا لیا

معذ بتی لو لا ک ما کنت ما ثما　　ا بو ر علی الا طلا ل فی البید عا ر یا
فا ن تمنعو ا لیلی و حسن حد یثها　　فلم تمنعو ا منی ا لبکا و ا لقوا فیا
و ا شهد عند ا لله ا فی ا حبها　　و هذ ا لها عند ی فما عند ها لیا
ا حب من الا سما ء ما و افق اسمها　　و ا شبهه ا و کا ن منه مد ا نیا
یقو ل ا نا س علی مجنو ن عا مر　　یر و م سلو ا قلت ا نی لما بیا
عن ولی ا ز ا و ا ء الهیا م ا صا بنی　　فا یک عنی لا یکن بک ما بیا
ا ذ ا ما طوا ک الد هر یا ا م ما لک　　نشا ن المنا یا القا ضیا ت و شا نیا

توحید کے معنی

اور شیخ سے توحید کی نسبت پوچھا تو فرمایا کہ وہ صابر کی طرف سے دونوں کے بھید چھپانے کا اشارہ ہے۔ ایسے وقت میں کہ حضوری میں وارد ہو اور دل مقالات افکار کی انتہا سے گذر چکا ہو۔ وہ وصال کے اعلیٰ درجات کے منازل اسرار تعظیم تک چڑھ جائے۔ تجرید کے قدموں کے ساتھ تقرب تک چلے۔ تفرید کی سعی سے قرب تک چڑھے۔ اور اس کے ساتھ دونوں جہاں لاشے ہو جائیں۔ دونوں ملک سے برہنہ ہو جائے۔ وصف وجود اور حکم ذات سے علیحدہ ہو جائے۔ ایسے حال میں کہ وہ ان باتوں کا مطالعہ کرتا ہو۔ جو کہ اس کے دل پر خدا کی طرف سے خطرات آتے ہیں۔ صحیح تفرید کا متلاشی ہو۔ اپنے وصف میں صدق کا طالب ہو۔ یہ اس لئے کہ فردات کی صفت اشارہ منفرد کو چاہتی ہے۔ پھر وہ اشارہ فردیت پر تمسک کرتے ہوئے۔ اس کی ذات کی طرف چڑھ جاتا ہے۔ جب اس مطلب میں کسی سبب کا غیر یا کدورت کی علت قدح کرے تو بندہ اس کے پنجہ سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اس کے متمسک سے منقطع ہوتا ہے۔ بشر کی طرف اشارہ واپس لوٹتا ہے۔ وہ حق کے مطالعہ سے شوق ارواح کے جوش کے اور شفقت کی بجلی کی چمک کے نزدیک بشریت کے پردوں سے اور اس پر فردانیت کی صفت سے اشارات اخبار کے پہنچنے معانی ارواح کے پانے اعداد افراد کے وصف سے پردوں میں ہو جاتا ہے۔

تجرید کے معنی

شیخ سے تجرید کی بابت پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تجرید اس کا نام ہے کہ سر کو تدبیر سے علیحدہ کیا جائے۔ اس طرح کہ طلب محبوب سے سکون ثابت رہے۔ اور اطمینان کا لباس اوڑھنے سے محدود کی مفارقت پر برہنگی ہو مخلوق سے حق کی طرف تائب ہو کر رجوع ہو۔

معرفت کے معنی

شیخ سے معرفت کی بابت پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ معرفت یہ ہے کہ مکنونات کے پردوں میں جو مخفی معانی ہیں اور تمام اشیاء میں وحدانیت کے معانی پر اور ہر شے میں اشارہ کے ساتھ حق کے شواہد پر اطلاع ہو۔ ہر ایک فانی کی فنا میں حقیقت کے علم کا تدارک ایسے وقت میں حاصل ہو کہ باقی کا اس کی طرف اشارہ ہو اس طرح پر کہ ربوبیت کی ہیبت کی چمک ہو۔ بقاء کے اثر کی تاثیر اس میں ہو کہ جس طرف باقی کا اشارہ ہو۔ اس طرح کہ جلال الوہیت کی چمک ہو اور اس کے ساتھ یہ بھی ہو کہ دل کی آنکھ سے خدا کی طرف نظر ہو۔

شیخ منصور حلاج و شیخ ابو یزیدؒ کے قول میں فرق

شیخ سے سوال کیا گیا کہ قول حلاج (منصور) اور قول ابو یزیدؒ میں جو انہوں نے سبحانی کہا تھا کیا فرق ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حلاج نے عشق کا راستہ طے کیا تھا۔ اور اس سے محبت کے سر کا جوہر حاصل کیا تھا۔ اس کو اپنے دل کے پوشیدہ خزانہ میں اپنے حال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امانت رکھا تھا پھر جب اس کی بصیرت کی آنکھ کے سامنے اس کے جمال کا نور مقابل ہوا۔ تو موجودات کے دیکھنے سے اندھا ہو گیا۔ تب اس نے گمان کیا کہ مکان موجودات سے خالی ہے۔ پھر لینے کا انکار کیا۔ پھر ہاتھ کٹنے اور قتل کا مستحق ہوا اور تمہاری زندگی کی قسم ہے۔ جو شخص اس جوہر کا مالک ہوتا

ہے۔ وہ سوا اعلیٰ درجہ محبت کے قناعت نہیں کرتا۔ اور وہ فنا ہے۔

ابو یزید رحمتہ اللہ نے اپنی محبت کو صراحت سے بیان نہیں کیا۔ اور نہ اپنے عشق کی خبر دی وہ تو صرف یہ ہوا کہ درجات نہایات کی غایت میں اس کے تحکم کے بعد رستہ کی تھکان کا غبار اس پر پڑا۔ تب انہوں نے سبحانی وصول کے شکریہ میں کہا (اور اس پر عمل کیا) اور "اپنے رب کی نعمت بیان کر" اور یہ بھی ہے کہ حلاج جب دروازہ تک پہنچا اور اس کو کھٹکھٹایا تو ان کو آواز آئی کہ اے حلاج اس دروازہ میں وہی شخص داخل ہو سکتا ہے کہ بشریت صفات سے محو ہو۔ اور آدمیت کی طرز سے فنا ہو جائے۔ پھر وہ محبت کی وجہ سے مر گیا اور عشق کی وجہ سے گل گیا۔ اپنی جان کو دروازہ کے پاس سپرد کر دیا۔ پردہ کے پاس اپنی جان کو بخش دیا اور مقام دہشت میں حیرت کے قدموں پر کھڑا ہو گیا۔ پھر جب اس کو فنا نے گونگا کر دیا۔ تو سکر نے اس کو گویا کیا اور اناالحق کہا تب اس کو ہیبت کے دربان نے جواب دیا کہ آج تم ٹکڑے ٹکڑے اور قتل کئے جاؤ گے۔ اور کل کو تمہیں قرب و وصل ہو گا۔ پھر اس کی زبان حال نے کہا (تب تو ان کی ایک نگاہ میرے خون کے بہنے کے مقابلہ میں گراں نہیں ہے) پھر اس کے لئے ابو یزیدؒ دروازہ کے اندر سے نکلے اس کا مرتبہ عمدہ ہو گیا۔ اور اس کی چراگاہ سرسبز ہوئی اس کی نوبت اس فنا میں قدرت کے ہاتھ کے ساتھ قرب کے ساتھ بجائی گئی۔

مشاہدہ کے خیمے، پہلی عنایت کے ساتھ اس چراگاہ میں کھڑے کر دیئے گئے۔ اس کی دو زبانیں تھیں جو بولتی تھیں اور دو نور تھے جو چمکتے تھے۔ ایک زبان تو وہ تھی جو کہ تجید کی خوشی کے ساتھ بولتی تھی۔ اور دوسری وہ زبان تھی جو کہ حقائق توحید کے ساتھ بولتی تھی۔ اس کی تجید کی خوشی کی زبان گانے لگی اور یہ کہا کہ میں نے جس شے کو دیکھا اس سے پہلے اللہ ہی کو دیکھا۔ پھر اس کو اس کی توحید کے حقائق کی زبان سے یہ جواب دیا۔ سبحانی پھر نور وجدان چلایا کہ قرب نے مجھے فنا کر دیا۔ پھر زندہ کر دیا۔ اور وصل نور پکارا کہ اناالحق۔ مجھ کو اس نے باقی رکھا اور پھر مجھے چڑھایا۔ پھر میں اپنے دیان (جزا دہندہ) اور رحمٰن کے لئے پاک ہوں۔

فیا بارھا بالحزن ان مرارھا　　قریب ولکن بون ذالک اھوال

پس اے اس کے گھر غم کے ساتھ بے شک اس کی زیارت گاہ قریب تو ہے لیکن اس کے ورے ورے ہولناک امور ہیں۔

اور یہ بھی ہے کہ حلاج کے شوقوں کی بلبلیں جوش میں آئیں۔ اس کے جلانے کی آگیں بھڑک اٹھیں تو اس نے وصل طلب کیا۔ تب وہ بساط امتحان پر بٹھایا گیا اور کہا گیا کہ اے حلاج ابن منصور اگر تو محب صادق یا عاشق بیچنے والا ہے۔ تو اپنے نفس نفیس اور روح شریف کو فنا میں بیچ ڈال تاکہ تو ہم تک پہنچے۔ پس حکم کا مقابلہ فرمانبرداری کے ساتھ کیا اور انا الحق کہا۔ تاکہ اسی وقت مقبول ہو جائے۔ (جیسا کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے)۔ اور مت خیال کرو ان لوگوں کو جو کہ اللہ تعالٰی کی راہ میں قتل کئے گئے کہ وہ مردے ہیں۔ جب ابلیس کا قول انا' نافرمانی اور مخالفت کی وجہ سے تھا۔ اور اس سے کہا گیا تھا۔ کہ تو سجدہ کر تو اس نے کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ تب وہ دوری کا مستحق ہوا۔ کیا جس نے کہ پیدا کیا ہے وہ جانتا نہیں۔

اور یہ بھی ہے کہ حلاج کے سویدا قلب پر محبت کا لشکر غالب ہوا تھا۔ اور سلطان عشق نے اس کے بھیدوں کے سر پر غلبہ پا لیا تھا۔ تب اس نے طلب کی حیرت سے انا کہا تھا۔ اور ابلیس کے کبر کی نخوت اس کی ہمت کے دماغ میں داخل ہوئی۔ اور سر کا خزانہ اس کے نفس کے سانسوں کے ساتھ جاری ہوا تو کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ پس جس پر اس کے مولٰی کی محبت کا نشہ غالب ہوا تو وہ اس لائق ہے کہ اس کو وصل پر اپنا قرب دیا جائے۔ اور جس نے اپنے نفس کی طرف تکبر کی آنکھ سے دیکھا وہ اس لائق ہے کہ اس کے سر کو پھٹکار کی تلوار سے قطع کر دیا جائے۔

پھر آپ سے پوچھا گیا کہ منصور کے انا الحق کہنے اور ان کے سبحانی کہنے میں کیا راز ہے؟ تو شیخ نے فرمایا کہ میں کسی کو اس کا اہل نہیں پاتا۔ کہ اس پر انکار روشن کروں اور نہ کسی کو امین پاتا ہوں کہ اس پر یہ اسرار کھولوں۔

ہمت کے معنی

شیخ سے ہمت کی نسبت پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ جب دنیا سے اپنے نفس اور اپنی

ارواح کو تعلق آخرت سے اور اپنی قلت کو مولی ارادے کے ہوتے ہوئے اپنے ارادے سے برہنہ کردے اپنے سر کو موجودات کی طرف اشارہ کرنے ہے اگرچہ ایک لمحہ بھریا ایک آنکھ جھپکنے کے برابر ہو علیحدہ کرلے۔

حقیقت کے معنی

شیخ سے حقیقت کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ اس کی ضد اس کے منافی نہ ہو اور اس کا منافی پایا نہ جائے بلکہ اس کی طرف اشارہ کرنے کے وقت اس کے اضداد باقی رہیں۔ اور اس کے مقابلہ کے وقت اس کا منافی باطل ہو جائے۔

ذکر کے معنی

شیخ سے ذکر کے اعلیٰ درجات کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ دلوں میں حق کے اشارہ سے اس کے اختیار کرنے کے وقت میں اس کی سابقہ عنایت سے ایک اثر پیدا ہو۔ پس یہ ذکر دائم ثابت ہونے والا ہے کہ جس میں نسیان جرح قدح نہیں کرتا۔ اس کو غفلت مکدر نہیں کرتی اور باوجود اس وصف کے چپ رہنا۔ سانس لینا۔ قدم چلنا پھرنا ذکر ہی ہو گا۔ اور یہی بڑا ذکر ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے۔ اور بہت عمدہ ذکر وہ ہے۔ کہ جس کو خطرات وارده جو ملک جبار سے آتے ہوں جوش دلائیں۔ پھر وہ اسرار کے محل میں چھپ جائیں۔

شوق کے معنی

شیخ سے شوق کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ عمدہ شوق یہ ہے کہ مشاہدہ سے ہو۔ ملاقات سے ست نہ پڑ جائے۔ دیکھنے سے ساکن نہ ہو۔ قرب سے چلا نہ جائے محبت سے زائل نہ ہو۔ بلکہ جوں جوں ملاقات بڑھتی جائے۔ شوق بھی بڑھتا جائے اور شوق صحیح نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس کی عقلوں سے علیحدہ نہ ہو جائے۔ وہ روح کی موافقت یا ہمت کی متابعت یا حظ نفس ہے۔ پس شوق اسباب سے مجرد ہو گا۔ پھر وہ سبب کہ اس کے لئے یہ شوق واجب کر دیا۔ اس کو معلوم نہ ہو گا وہ مشاہدہ نہیں کیا

جاتا۔ اور مشاہدہ کی طرف شوق مشاہدہ سے ہوتا ہے۔

توکل کے معنی

شیخؒ سے توکل کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ دل کا خدا کی طرف مشغول ہونا اور غیر خدا سے الگ ہونا ہے۔ پھر جس پر بھروسہ کرے۔ اس کی وجہ سے اس کو بھول جائے اور اس کے سبب غیر سے مستغنی ہو جائے۔ اس سے توکل میں غنا کی حشمت اٹھ جائے۔ توکل سر کا جھانکنا معرفت کی آنکھ کے ملاحظہ سے مقدورات کے غیب کے خفیہ امر کی طرف ہے۔ اور دل کا حقیقت یقین پر مذاہب معرفت کے معانی پر اعتقاد کا نام ہے۔ کیونکہ وہ لازمی ہیں ان میں کوئی نقصان کرنے والا قدح نہیں کرتا۔

انابت کے معنی

شیخؒ سے انابت کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا انابت اس کو کہتے ہیں کہ مقامات کے گذر جانے کو طلب کیا جائے درجات پر ٹھہرنے سے ڈرنا اعلیٰ پوشیدہ باتوں پر چڑھ جانا۔ ہمتوں کے ساتھ مجالس درگاہ کے صدروں پر اعتبار کرنا۔ پھر حضوری اور مجلس کے مشاہدہ کے بعد ان سب سے حق کی طرف رجوع کرنا۔ اور انابت یہ ہے کہ اس سے اس کی طرف ڈرتے ہوئے اس کے غیر سے اس کی طرف ڈرتے ہوئے ہر ایک علاقہ سے اس کی طرف ڈرتے ہوئے رجوع کرنا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ ابلیس نے انا کہا تو وہ راندہ ہوا اور حلاج نے انا کہا تو اس کو قرب ہوا۔ تب شیخؒ نے فرمایا کہ حلاج نے اپنے قول انا سے فنا کا قصد کیا تھا۔ تاکہ وہ بلاہو کے باقی رہے۔ پھر وہ مجلس وصال تک پہنچ گیا اور ان کو خلعت بقا دی گئی۔

اور ابلیس نے اپنے کہنے سے بقا کا قصد کیا تھا تو اس کی ولایت فنا اور نعمت سلب ہو گئی۔ اس کا درجہ پست ہوا اور نعمت بلند ہوئی۔

توبہ کے معنی

شیخؒ سے توبہ کے بارہ میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ توبہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں

کی طرف اپنی قدیم عنایت سے دیکھے اور اس عنایت سے اپنے بندے کے دل کی طرف اشارہ کرے۔ اس کو خاص اپنی شفقت سے اپنی طرف قبضہ کرتے ہوئے کھینچ لے۔ جب وہ ایسا ہو جائے تو دل اس کی طرف ہر ہمت فاسدہ سے (الگ ہو کر) کھنچ آتا ہے۔ روح اس کے تابع اور عقل اس کے موافق ہوتی ہے۔ تو یہ صحیح ہوتی ہے۔ اور تمام امر اللہ کے لئے ہو جاتا ہے۔

توکل کی مزید وضاحت

شیخؒ سے توکل کی بابت بھی پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ اس کی حقیقت اخلاص کی حقیقت کی طرح ہے۔ اور اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ اعمال پر عوضوں کے طلب کرنے سے ہمت بلند ہو جائے۔ اور ایسا ہی توکل ہے کہ حول اور قوت سے سکون کے ساتھ رب الا رباب کی طرف نکل جائے پھر فرمایا اے غلام کتنی دفعہ کہا جائے گا۔ کیا تو سنتا نہیں اور کس قدر سنے گا۔ کیا سمجھے گا نہیں۔ کس قدر سمجھے گا۔ کیا عمل نہ کرے گا۔ کس قدر عمل کرے گا۔ کیا اخلاص نہ کرے گا۔ کس قدر اخلاص کرتا ہے کیا اپنے اخلاص میں اپنے وجود سے غائب نہ ہو گا۔

گریہ

شیخؒ سے رونے کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس کے لئے رو۔ اس سے رو۔ اس پر رو۔

دنیا

شیخؒ سے دنیا کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس کو اپنے دل سے ہاتھ تک نکال دے پھر تجھ کو وہ نقصان نہ دے گی۔

تصوف

شیخؒ سے تصوف کی بابت پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ صوفی وہ ہے کہ اپنی گم گشتہ چیز کو

خدا سے مراد مٹایا ہو۔ اور دنیا کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہو۔ تب وہ اس کی خدمت کرے گی۔ اور اس کو اس کے حصے دے گی۔ دنیا میں آخرت سے پہلے اس کا مقصود حاصل ہو گا۔ پس اس پر اس کے رب کی طرف سے سلام ہو۔

تعزز و تکبر

شیخ سے پوچھا گیا۔ کہ تعزز اور تکبر میں کیا فرق ہے۔ فرمایا کہ تعزز تو یہ ہے کہ اللہ کے لئے اور اللہ میں ہو وہ نفس کی ذلت اور اللہ عزوجل کی طرف ہمت کے بلند ہونے کو مفید ہوتا ہے۔

اور تکبر یہ ہے کہ نفس کے لئے ہو اور خواہش میں ہو اس کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف ارادہ کرنے سے طبیعت کا جوش اور غلبہ ہو۔ کبر طبعی بہ نسبت کبر کسبی کے آسان تر ہوتا ہے۔

شکر

شیخ سے شکر کی نسبت پوچھا گیا۔ تو فرمایا شکر کی حقیقت یہ ہے کہ منعم کی نعمت کا اس طرح اقرار ہو کہ اس میں عاجزی ہو اور احسان کا مشاہدہ حرمت کی حفاظت اس طرح ہو کہ یہ سمجھ لے کہ وہ شکر ہر شکر کرنے سے عاجز ہے۔ اس کی بہت سی اقسام ہیں۔ ایک تو زبان کا شکر ہے وہ یہ کہ سکون کی نعمت کے ساتھ نعمت کا اقرار ہو۔ ایک شکر بالارکان ہے۔ وہ یہ کہ خدمت اور وقار سے متصف ہو جائے۔ ایک شکر دل کا ہے۔ وہ یہ کہ بساط شہود پر حفظ و حرمت کی دوام کے ساتھ اعتکاف ہو۔ ٥ پھر اس مشاہدہ کے حضور کے بعد غیبت تک منعم کو دیکھتے ہیں نعمت کے نہ دیکھنے سے ترقی ہو۔
شاکر وہ ہے کہ موجود پر شکر کرے اور شکور وہ ہے کہ مفقود پر شکر کرے حامد وہ ہے کہ منع کو عطا اور ضرر کو نفع دیکھے پھر اس کے نزدیک دونوں وصف برابر ہو جائیں اور حمد وہ ہے کہ حمد کرنے والا معرفت کی آنکھ کے ساتھ بساط قرب پر مستفید ہو۔
شیخ سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں فاذکرونی اذکرکم کیوں

ہمارا ذکر پہلے ہوا اور اس کا ذکر بعد ہوا۔ اور اس قول یحبھم و یحبو نہ میں کیوں اپنی محبت کو ہماری محبت پر مقدم کیا۔ فرمایا کہ ذکر مقام طلب و قصد ہے اور طلب عطا کا مقدمہ ہے۔ اس لئے ہمارے ذکر کو مقدم کیا۔ لیکن محبت تو صرف تقدیر کی طرف سے خدائی تحفہ ہے۔ اس میں بندہ کا فعل نہیں اور اس کا وجود بندہ میں بغیر اس کے صحیح نہیں کہ غیب کی جانب سے مشیت کے ہاتھ پر اس کا ظہور ہو اور بندہ وہاں پر کسب کا دور کرنے والا اور سبب کا مٹا دینے والا ہے۔ اسی لئے اسی نے اپنی محبت کو جو ہم سے ہے۔ ہماری محبت پر جو ہم کو اس سے ہے مقدم کیا۔

پھر آپ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ثم تا ب علیھم لیتو بوا میں اپنے توبہ و رجوع کو جو ہم پر ہے۔ ہماری توبہ و رجوع سے جو اس کی طرف ہے۔ کیوں مقدم کیا۔ حالانکہ وہ بھی کسب ہے جیسا کہ ذکر ہے تو فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ توبہ اول مقامات طلب ہے اور منازل اکسیر کا مبداء ہے۔ سو اپنے فعل کو اس میں ہمارے فعل پر مقدم کیا۔ کیونکہ اس کو اس کے سوا اور کوئی نہیں کھولتا اور کوئی اس پر چلنے کی قدرت اس کی آسانی دینے کے سوا نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہی عزوجل غافلوں کے جگانے اور سونے والوں کے بیدار کرنے اور متفرق پھرنے والوں کو قصد کرنے والوں کے راستوں کی طرف لانے اور ذکر محبوب کی طرف لانے کے پھیرنے میں متفرد اور تنہا ہے۔

صبر کے معنی

شیخ سے صبر کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ صبر یہ ہے کہ بلا ہوتے ہوئے اللہ عزوجل کے ساتھ حسن ادب و صفات سے وقوف ہو۔ اور اس کے کڑوے فیصلوں کو فراخ دلی کے ساتھ احکام کتاب و سنت پر ماننے اس کی بہت سی اقسام ہیں۔ اللہ کے لئے صبر کرنا وہ یہ ہے کہ اس کے امر کو ادا کرے اور اسکی نہی سے باز رہے۔ اور ایک صبر اللہ و عزوجل کے ساتھ ہے۔ وہ یہ کہ اس کی قضا کے جاری ہونے کے نیچے اور تجھ میں اس کے فعل ہونے میں سکون ہو۔ اور فقر کی حالت میں بجز چیں بہ جبیں ہونے کے غنی کا

اظہار ہو۔ ایک صبر اللہ پر ہے وہ یہ کہ ہر شے میں اس کے وعدہ کی طرف میلان ہو۔ اور دنیا سے آخرت کی طرف مومن پر چلنا سہل ہو۔ مخلوق کو چھوڑنا خدا کے مقابلے میں سخت ہوتا ہے۔ اور نفس کا اللہ عزوجل کی طرف چلنا زیادہ سخت ہوتا ہے۔ صبر اللہ تعالیٰ کے ساتھ زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اور فقیر صابر غنی شاکر سے افضل ہوتا ہے۔ فقیر شاکر ان دونوں سے افضل ہوتا ہے۔ فقیر صابر شاکر ان سب افضل ہوتا ہے۔ اور بلا کو وہی بلاتا ہے۔ جو کہ عارف ہوتا ہے۔

حسن خلق کے معنی

شیخؒ سے حسن خلق کی بابت پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ حق کے مطالعہ اور تیرے نفس کے مشکل سمجھنے پر لوگوں کا ظلم تم پر کوئی اثر نہ کرے اور جو اس میں معرفت ہو معتبر ہو۔ اور جو لوگوں کو ایمان و حکمت دی گئی ہو اس لحاظ سے ان کو بڑا سمجھے اور یہ بندہ کے افضل مناقب میں سے ہے۔ اسی کے سبب مردوں کے جوہر ظاہر ہوتے ہیں۔

صدق

شیخؒ سے صدق کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا صدق اقوال میں تو یہ ہے کہ دل قول کے موافق اپنے وقت میں ہو۔ صدق اعمال میں یہ ہے کہ حق سبحانہ' کی رویت پر ان کا قیام ہو اور اس کی رویت فراموش ہو جائے۔ صدق احوال میں یہ ہے کہ حالات اس طرح گذریں کہ طبیعت حق پر قائم رہے۔ ان کو رقیب کا مطالعہ اور فقیہ کا جھگڑا مقدر نہ کر سکے۔

فنا

شیخؒ سے فنا کی بابت پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ حق تعالیٰ اپنے ولی کے بھید کا مطالعہ کرے۔ پھر موجودات لاشے ہو جائیں۔ ولی اس اشارہ میں فنا ہو جائے۔ اس وقت میں اس کا فنا بقا ہے۔ لیکن وہ باقی کے اشارہ کے نیچے فنا ہو جاتا ہے۔ پھر اگر حق تعالیٰ کا

اشارہ ہو تو وہ اس کو فنا کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس کی تجلی اس کو باقی رکھتی ہے۔ گویا کہ اس کو اس سے نفی کرتی ہے۔ پھر اس کو اس کے ساتھ باقی رکھتی ہے۔

بقا

شیخ سے بقا کی نسبت پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ بقا لقا کے سوا نہیں ہوتی کیونکہ وہ بقا جس کے ساتھ فنا نہ ہو۔ وہ اسی بقا کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس کے ساتھ انقطاع نہ ہو۔ اور یہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسے آنکھ کی جھپک یا اس سے بھی قریب اور اہل بقا کی علامت یہ ہے کہ ان کے بقا کے وصف میں ان کے ساتھ فنا شے نہ ہو کیونکہ یہ دونوں ضدیں ہیں۔

وفا

شیخ سے وفا کی نسبت پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ حرمتوں میں خدا تعالیٰ کے حقوق کی رعایت کی جائے۔ اس طرح کہ ان کا مطالعہ نہ دل سے ہو نہ نظر سے اور اللہ کی حدود پر قولاً فعلاً محافظت ہو۔ اس کی مرضیوں کی طرف ظاہر و پوشیدہ پورے طور پر جلدی کی جائے۔

رضا

شیخ سے رضا کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا وہ یہ ہے کہ تردد کو اٹھا دیا جائے اور جو کچھ اللہ عزوجل کے علم ازلی میں پہلے ہو چکا ہو۔ اس پر کفایت کرنا اور رضا یہ ہے کہ قضایائے الٰہی میں سے کسی خاص قضا کے نزول کی طرف دل نہ پھر جائے۔ اور جب کوئی قضا نازل ہو۔ تو دل اس کے زوال کی طرف نہ جھانکے۔

ارادہ

شیخ سے ارادہ کی نسبت پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ حرص کے مادہ کے ساتھ جس میں ذکر جاری ہوا ہے۔ دل میں فکر کی تکرار ہو۔

عنایت

شیخ سے عنایت کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ عنایت ازلی یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی صفات میں سے ہے۔ اس نے اس کو کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ اور اس کی طرف کسی وسیلہ سے نہیں پہنچا جاتا۔ اس میں کوئی سبب ضرر نہیں دیتا۔ اور نہ اس کو کوئی علت بگاڑتی ہے۔ نہ اس کو کوئی شے مکدر کرتی ہے۔ وہ اللہ کا بھید ہے۔ اللہ کے ساتھ جس پر کوئی مطلع نہیں ہے۔ اور موجودات کو اس کی طرف راستہ نہیں عنایت سابقہ ہے۔ مقید بالوقت نہیں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے۔ اس کو اہل بنا دیتا ہے۔ اور اہل معرفت کو عنایت کی رائے پر چھوڑتا ہے۔ پھر اختیار کو مخلوق کی طرف چھوڑتا ہے۔ پھر بخشش کو اختیار کی رائے پر۔ پھر توفیق کو بخشش کی رائے پر۔ پھر قبول کو توفیق کی رائے پر۔ پھر ثواب کو قول کی رائے پر بنا دیا۔ اور اس شخص کی علامت جس پر کہ اس کی عنایت ہو یہ ہے کہ گرفتاری پھر کھینچنا۔ پھر قید پھر اس سے بالکل تقید ہو جائے۔ پھر اس کو مخلوق سے کھینچ لینا۔ پھر اس کو حضور قدس میں قید کر دے۔ پھر حرمت کی قید سے اس کو مقید کر دے۔ پھر اس کے پاس وہ باقی پڑا رہے۔

وجد

شیخ سے وجد کی نسبت پوچھا گیا کہ روح ذکر کی حلاوت کے ساتھ مشغول ہو جائے۔ اور محب رقیب سے حق کے لئے حق کے ساتھ خالی ہو جائے۔ وجد ایک شراب ہے کہ صاحب وجد کو مولیٰ منبر کرامت پر پلاتا ہے۔ اور جب وہ پی لیتا ہے تو ہلکا ہوتا ہے اور جب ہلکا ہوتا ہے تو اس کا دل محبت کے پردوں میں قدس کے باغوں میں اڑتا ہے۔ پھر وہ ہیبت کے سمندروں میں گر پڑتا ہے۔ پھر بچھڑ جاتا ہے۔ اس لئے وجد والے پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔

خوف

شیخ سے خوف کی بابت پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ خوف کی بہت سی اقسام ہیں۔ خوف تو

گناہگاروں کو ہوتا ہے۔ رہبہ عابدین کو خشیت عالموں کو۔ وجد دوستوں کو ہیبت عارفوں کو ہوتی ہے۔ گناہگاروں کا خوف عذابوں سے عابد کا خوف ثواب عبادت کے فوت ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ عالموں کا خوف طاعات میں شرک خفی سے ہوتا ہے عاشقوں کا خوف ملاقات کے فوت ہونے سے ہے۔ عارفوں کا خوف ہیبت و تعظیم ہے۔ اور یہ خوف سب سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ یہ کبھی دور نہیں ہوتا۔ اور یہ تمام اقسام جب رحمت و لطف کے مقابل ہو جائیں تو تسکین پا جاتے ہیں۔

رجا

شیخؒ سے رجا کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ اولیائے کرام کے حق میں حق رجا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے فقط حسن ظن ہو۔ کیونکہ رجا طمع کو کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر اس بارے میں کہ اس نے بندہ کے لئے لکھا۔ اور مقدر کیا ہے تقاضا کرے اہل صفا کی طرف سے اس پر تقاضا خواہ نفع میں یا برائی کے دفع کرنے میں ہو۔ کیونکہ اہل ولایت یہ بات یقیناً" جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی تمام ضروریات سے فارغ ہو چکا ہے۔ سو وہ اس پر تقاضا کرنے کی محبت کے تقاضے سے مستغنی ہیں۔ اور اس وقت حسن ظن تقاضے کی امید سے افضل ہے۔ اور رجا خوف کی وجہ سے ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ جو شخص اس بات کی امید رکھتا ہے کہ وہ کسی شے تک پہنچ جائے۔ تو اس بات سے ڈرتا ہے کہ وہ شے اس سے فوت ہو جائے اللہ تعالیٰ سے حسن ظن یہ ہے کہ اس کی جمیع صفات کے ساتھ معرفت ہو۔ اور اس کی طرف سے اس کو پہنچے۔ عبد کی حیثیت سے نہ پہنچے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی صفات یہ ہیں۔ کہ وہ محسن و کریم۔ لطیف و مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن یہ ہے کہ پہلی نظر عنایت کے ساتھ ہمتوں کا تعلق ہو۔ اور دل کی رب کی طرف نظر ہو۔ اور دل کی طمع ہو اور ارواح و نفوس کی آرزو ہو عام کی امید ہو جب اکثر اسباب کی تیاری ہو جائے تو اس پر رجا کا نام صادق آتا ہے۔ اور جب اس کے اکثر اسباب منقطع ہو جائیں تو طمع کا نام رجا کے ضمن میں بہتر

ہے۔ خوف کے بغیر امید امن ہے اور خوف بغیر امید کے نا امیدی ہے۔

علم الیقین

شیخؒ سے علم الیقین کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ نظر کے طور پر خبر و معرفت میں جمع کرنے کا نام ہے۔ پھر جب علم ہو جائے۔ اور اس کو دل کے فیصلہ و یقین معرفت کے ساتھ قبول کر لے اور نظر سے معلوم کر لے تو علم الیقین ہو جاتا ہے۔

موافقت

شیخؒ سے موافقت کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قضا پر بدوں احتیاج بشریت کے دل کی موافقت کا نام ہے۔ پھر ارادہ ایک ہو جاتا ہے۔

دعا

شیخؒ سے دعا کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس کے تین درجہ ہیں۔ تصریح۔ تعریض۔ اشارہ۔ تصریح یہ ہے کہ اس کا تلفظ ہو۔ اور تعریض وہ دعا ہے جو کہ دعا میں چھپی ہوئی ہو۔ اور قول وہ ہے جو قول میں چھپا ہوا ہے۔ اور اشارہ قول مخفی میں ہے۔

تعریض میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ خداوندا ہم کو ہمارے نفسوں کی طرف ایک لحظہ کے لئے سپرد مت کر۔

اور اشارہ میں سے ابراہیم خلیل صلوات اللہ و سلامہ علیہ کا یہ قول ہے کہ اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ یہ اشارہ رویت کی طرف ہے۔

اور تصریح موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے اس قول میں ہے کہ "اے میرے رب مجھے اپنا آپ دکھا دے کہ میں تجھ کو دیکھ لوں۔

حیا

شیخؒ سے حیا کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ بندہ اس قول سے حیا کرے کہ اللہ کے

اور اس کے حق پر قائم نہ ہو۔ اور یہ کہ اس کی طرف ایسے حال میں متوجہ ہو کہ اس کو یہ علم نہ ہو کہ وہ اس کے لائق ہے۔

اور خدا سے ایسی بات کی آرزو کرے کہ یہ جانتا ہو کہ اس پر اس کا یہ حق نہیں ہے اور یہ کہ گناہوں کو حیا کی وجہ سے چھوڑ دے نہ یہ کہ خوف کی وجہ سے اور یہ تقصیر کے خیال سے عبادات بجالائے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دل کا خبردار جانے پھر اس سے حیا کرے۔ اور کبھی حیا اس طرح پیدا ہوتی ہے ۔ کہ دل اور ہیبت کا درمیانی پردہ اٹھ جایا کرتا ہے۔

مشاہدہ

شیخ سے مشاہدہ کی بابت پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ دونوں جہاں سے دل کی آنکھ اندھی ہو جائے۔ اور چشم معرفت کے ساتھ مطالعہ ہو۔ مگر یہ کہ استدراک کا وہم نہ ہو۔ اور نہ تصور میں جمع ہو نہ کیفیت میں اور دلوں کی اطلاع یقین کی صفائی کے ساتھ اس امر کی طرف ہو جو حق تعالیٰ نے غیبوں کی خبر دی ہے۔

قرب

شیخ سے قرب کے معنی پوچھے گئے تو آپ نے فرمایا کہ مسافتوں کو لطف قرب کے ساتھ طے کرنے کو کہتے ہیں۔

سکر

شیخ سے سکر کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ محبوب کے ذکر کے معارضہ کے وقت دلوں میں جوش ہو جائے۔ اور خوف محبوب کے غلبہ کے علم کی وجہ سے دلوں کے اضطراب کا نام ہے۔

اور یقین یہ ہے کہ مغیبات کے احکام کے اسرار کی تحقیق ہو۔

وصل یہ ہے کہ محبوب کا اتصال ہو اور اس کے ماسوا سے انقطاع ہو۔

اور فراخ دلی یہ ہے کہ سوال اور اصلاح حال کے وقت دبدبہ جاتا رہے اور

وحشت سے انس ہو۔

ذکر میں غیبت یہ ہے کہ اپنے نفس کو ذکر کے وقت دیکھے۔ پھر ناگاہ تو اس سے غائب ہو جائے۔ اور غیبت حرام ہے۔

مشاہدہ میں ترک حرمت شہود کے حال میں تواجد ہے کیونکہ تواجد بسلط بقا پر ہے۔ اور مشاہدہ بسلط قرب پر۔ اور ترک اس میں حرام ہے۔

اور جو سکر مشاہدہ کے وقت حاصل ہوتا ہے۔ اس سے فہم اور وہم عاجز ہے محبت کے ہوتے ہوئے غیبوبت متصور نہیں۔ اور جب ارادہ قوی ہو اور اس کے ساتھ ذکر مل جائے۔ مقصود مراد کے ساتھ بڑھ جائے تو اس سے محبت پیدا ہوتی ہے اور جب مراد تمام دل پر حاوی ہو جاتی ہے تو اس کی مالک بن جاتی ہے۔ اور جب اس کی مالک بن جاتی ہے تو اس کے غیر کی طرف اس کی گردش جاتی رہتی ہے۔ اور اس شہنشاہ کا گرنا حقیقتاً" ہو گا۔ اور یہ حالت صحبت خالص ہے۔ جو تو نے اس کا ذکر کیا تو تو محب ہے۔ اور جب تو سنے کہ وہ تیرا ذکر کرتا ہے تو پھر تو محبوب ہے۔ اور مخلوق تیرے نفس سے تیرا حجاب ہے اور تیرا نفس تیرے رب سے حجاب ہے۔ جب تک تو مخلوق کو دیکھتا ہے تو اپنے نفس کو نہیں دیکھے گا۔ اور جب تک اپنے نفس کو دیکھے گا اپنے رب کو نہ دیکھے گا۔ پس فقر موت ہے۔ اور یہ لوگ تلاش کرتے ہیں۔ اس میں زندہ رہیں۔

قال کی عام لوگ پیروی کرتے ہیں اور حال کی خواص لوگ اور جب تجھے فراخی دے تو فراخ ہو جاتا ہے۔ اور تیری رخصت عزیمت سے بدل جاتی ہے تیری عزیمت میں دلالت ہے۔ پس رخصت تو ناقص الایمان کے لئے ہے اور عزیمت کامل الایمان کے لئے۔ اور ملک فنا ہونے والوں کے لئے ہے۔ پھر قاری نے آپ کے سامنے یہ آیت پڑھی لمن الملک الیوم یعنی آج ملک کس کا ہے۔ تب شیخ کھڑے ہو گئے۔ اور جب آپ کھڑے ہوئے تو آپ کی جلالت کی وجہ سے اور لوگ بھی کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ نے ان کو اشارہ کیا کہ تم اپنے حال پر رہو۔ پھر آپ یہ کہتے رہے! کون کہتا ہے کہ میرا ملک ہے۔ کون کہتا ہے کہ میرا ملک ہے اس کو کئی دفعہ تکرار کیا۔ تب آپ کی خدمت میں ایک شخص بڑے صالحین میں سے کھڑے ہوئے۔ جن کو شیخ احمد

داران کہتے تھے۔ وہ بڑے عابد اور بڑے مجاہد تھے وہ کہنے لگے میں کہتا ہوں کہ میرا ملک ہے۔ کیونکہ وہ میرے لئے ہے۔ اور اس کے لئے مجھ جیسا کوئی نہیں۔ پھر شیخ اس پر بڑے چلائے اور فرمایا کہ اے احمق تو کب اس کا تھا۔ کہ وہ تیرا ہو جائے۔ تو نے کب بلا کو دیکھا کہ وہ تیرے گرد چکر لگاتی ہو۔ پھر تو نے اس کو اپنی طرف کھٹکھٹایا ہو پھر فقیر چلایا اور اپنا کپڑا پھینکا جو اس پر سیاہ صوف کا تھا اور جنگل کی طرف برہنہ چلا گیا اور ایک دن آپ کے سامنے شریف مسعود بن عمر ہاشمی مقری نے یہ آیت پڑھی و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک یعنی ہم تیری تعریف اور تقدیس کی تسبیح پڑھتے ہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ اے غلام! چپ رہو۔ پھر آپ بڑے چلائے اور کہا کب تک تم یہ کہو گے کہ ہم تسبیح پڑھتے ہیں۔ اور کب تک یہ کہو گے کہ ہم تسبیح کرنے والے ہیں۔ تم نے اپنے اسرار ظاہر کر دیئے۔ اور ہم نے چھپائے۔ پس قرب ہم کو فنا کرتا ہے۔ اور اپنے سر کو آپ نے بلند کیا اور فرمایا کہ اے میرے رب کے فرشتو تم حاضر ہو کہ اکثر ہماری جماعت تمہاری جماعت سے کامل تر ہوتی ہے۔

بعض مرویات با اسناد ذکر

خبر دی ہم کو شیخ جلیل مسند زین الدین ابوبکر محمد بن امام حافظ تقی الدین ابو الطاہر اسماعیل بن عبداللہ بن عبدالمحسن انباطی نے اور میں نے ان کے سامنے کئی دفعہ پڑھا۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ کو شیخ امام عالم موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی نے خبر دی ہے' ایسے حال میں کہ ان کے سامنے پڑھا گیا ہو۔ اور آپ نے سنا ہو۔ ماہ ذیقعد ۶۱۰ھ میں جامع دمشق میں تو انہوں نے اقرار کیا اور کہا کہ ہاں خبر دی ہم کو امام تاج العارفین محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح جیلیؒ نے ان کی جناب میں پڑھا جاتا تھا۔ اور میں سنتا تھا۔ ماہ ربیع الاول ۵۶۱ھ میں بغداد میں کہا خبر دی ہم کو ابو غالب محمد بن الحسن بن احمد بن الحسین بن محمد بن شاذان بزاز نے کہا خبر دی ہم کو عثمان بن احمد میمون بن اسحٰق ابو سہل بن زیاد نے ان سب نے کہا کہ بیان کیا ہم سے احمد بن عبدالجبار نے بیان کیا ہم سے ابن ادریس نے ابن جریج سے وہ

ابن ابی عمار سے وہ عبداللہ بن تلمہ سے وہ حطے بن امیہ سے اس نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ (اس آیت میں) کہ تم پر کوئی جرح نہیں۔ اگر تم ڈرو اور نماز قصر کہو۔ اب تو لوگ بیخوف ہو گئے ہیں۔ کہا کہ میں نے بھی اس امر سے جس سے تم نے تعجب کیا ہے۔ تعجب کیا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ یہ ایک صدقہ ہے کہ خدا نے تم کو دیا ہے۔ سو اس کے صدقے کو قبول کر لو۔ نکالا اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں نماز میں ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو کریب محمد بن العلاء اور ابو خیثمہ زہیر بن حرب اسحٰق بن ابراہیم سے روایت کی ہے اور یہ چاروں عبداللہ بن ادریس اور محمد مقدسی سے وہ یحیٰی بن سعید سے اور یہ دونوں ابن جریج سے روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے تخریج کی ہے۔ پس ہمارے لئے اس کا بدل واقع ہوا۔

اور ابن شاذان کی اسناد سے یوں ہے وہ کہتے ہیں کہ خبر دی ہم کو احمد بن سلیمان نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن مکرم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عثمان بن عمر بن یونس بن یزید نے زہری سے وہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے وہ اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلم کی روح ایک پرندہ ہو گی جو کہ جنت کے دروازہ میں لٹکتا ہو گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے جسم میں اس دن لوٹائے گا جس دن کہ اس کو اٹھائے گا اس حدیث کو تین آئمہ نے نکالا ترمذی نے اپنے جامع میں اور نسائی و ابن ماجہ نے اپنے سنن میں ترمذی نے باب جہاد میں محمد بن یحیٰی بن ابی عمر عدنی سے اس نے سفیان بن عینہ سے وہ عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں۔ اور روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے جنائز میں قتیبہ بن سعد سے وہ مالک" سے روایت کرتے ہیں اور باب الجنائز میں محمد بن یحیٰی ذہلی نے یزید بن ہارون سے اور محمد بن اسماعیل احمسی سے وہ محاربی سے اور یہ دونوں محمد بن اسحٰق سے وہ حرث بن فضیل سے اور یہ تینوں زہری سے پس ابن ماجہ کے طریق میں ابن اسحٰق کی روایت سے عدد کے اعتبار سے ہمارے لئے دو بڑے درجہ حاصل ہوئے۔ اور اللہ کی تعریف اور اس کا احسان ہے۔

اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسی کی اسناد سے ابن شاذان تک یہ کہ اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے احمد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن مکرم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یزید بن ہارون نے کہا خبر دی ہم کو شعبہ نے محمد بن زیاد سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا ہمہ عمل کے لئے کفارہ ہے اور روزہ میرے لئے ہے میں اس کی جزا دوں گا۔ اور روزہ دار کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔ یہ حدیث شریف ہے جس کو بخاری اپنی صحیح میں توحید کے بارے میں آدم بن ابی یاس سے وہ ابوالسطام سعید بن الحجاج بن درو حتکی سے روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے اس کو نکالا ہے۔ پس ہمارے لئے اس کے بدلہ میں یہ ہے اور اسی اسناد سے ابن شاذان تک وہ کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے عثمان بن احمد عبداللہ بن بریہ احمد بن یحییٰ ادمی اور میمون بن اسحق نے ان سب نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے احمد بن عبدالجبار نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو معاویہ نے اعمش سے وہ ابو صالح سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ میرا یہ کہنا سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو یہ (کلمہ) میرے لئے ان تمام چیزوں سے جن پر آفتاب طلوع کرتا ہے محبوب تر ہے۔

اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں باب الدعوات میں ابوبکر بن ابی شبہ ابو کریب محمد بن علاء سے اور ان دونوں نے ابو معاویہ سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس کو نکالا ہے۔ پس اس کا بدلہ ہمارے لئے حاصل ہو اور اسی اسناد سے ابن شاذان تک کہا خبر دی ہم کو عثمان بن سماک نے حدیث بیان کی ہم سے احمد بن الجبار نے حدیث بیان کی ہم سے ابو معاویہ نے اعمش سے وہ ابو صالح سے وہ ابو سعید حذری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے صحابہ کو گالی مت دیا کرو کیونکہ مجھ کو اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کہ اگر تم میں سے کوئی (جو صحابہ نہیں) احد (پہاڑ) کے برابر سونا راہ خدا میں)

خرچ کر دے۔ تو ان کے ایک مد (پیمانہ بقدر سیر یا کم) کے برابر نہ پہنچے گا۔ اور نہ اس کے نصف کی برابر یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کی صحت پر اتفاق ہے نکلا اس کو شش آئمہ نے بخاری و مسلم نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے اپنی جامع میں ابو داؤد نسائی ابن ماجہ نے اپنی سنن میں۔ امام بخاری نے حضرت ابوبکر کے فضائل میں آدم بن ابی یاس سے اس نے شعبہ سے اس نے اعمش سے اور کہا کہ اس کے تابع ہوا ہے۔ جریر اور عبداللہ بن داؤد ابو معاویہ مجاہد اعمش سے اور روایت کیا اس کو مسلم نے فضائل میں کئی طریقہ سے حدیث اعمش سے اور روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اپنے سنن میں مسدد بن مسرہد سے وہ ابو معاویہ سے اور روایت کیا اس کو ترمذی نے مناقب میں حسن بن علی خلال سے وہ ابو معاویہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور حدیث شعبہ سے وہ اعمش سے روایت کرتے ہیں۔ اور روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے سنت میں کئی طریقوں سے بعض ان میں سے ابو کریب سے وہ ابو معاویہ سے اور روایت کیا اس کو نسائی نے مناقب میں محمد بن ہشام سے وہ خالد بن حرث سے وہ شعبہ سے وہ اعمش سے روایت کرتے ہیں سو ہمارے لئے اس کے بدلے تینوں امام ابو داؤد ترمذی ابن ماجہ ہیں۔ اور نسائی کے طریقہ سے دو درجہ تک بلند ہے۔ اور یہ اللہ کا احسان اور اس کی منت ہے۔

اور اسی کی اسناد سے ابن شاذان تک یہ ہے کہ اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے احمد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن مکرم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے علی بن عاصم نے کہا خبر دی ہم کو سہل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے کسی کا انگار پر بیٹھنا جس سے کہ اس کے کپڑے جل جائیں اور پھر اس کی جلد تک (اس کا اثر) پہنچے البتہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے بھائی کی قبر پر بیٹھ جائے نکلا اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں (کتاب) الجنائز میں زہیر بن حرب سے وہ جریر سے روایت کرتا ہے اور قتیبہ بن سعید سے وہ دراوردی سے اور عمر ناقد سے وہ ابو احمد زہیری سے وہ سفیان ثوری سے اور یہ تینوں سہل سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا پس اس کی جلد تک پہنچ جائے۔ اور یہ نہیں کہا کہ یہاں تک کہ اس کی جلد تک پہنچ جائے اور باقی روایت پوری اس کے

مثل ہے۔ پس عدد کے اعتبار سے ثوری کی روایت میں ہماری سند عالی ہے۔ دو درجہ سے اور اللہ کی تعریف اور اس کا احسان ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ امام قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن امام عالم عماد الدین ابو اسحٰق ابراہیم بن عبدالواحد سے کہا میں نے ان کے سامنے پڑھا کہ خبر دی ہم کو شیخ امام ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن منصوری نقیب الہاشمین رحمتہ اللہ تعالیٰ نے کہا خبر دی ہم کو شیخ امام شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر بن ابی صالح جیلیؒ نے بطور اجازت کے کہا خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن احمد بن عمر بن حفص مقری نے ابوالفتح حافظ کے تابع ہو کر خبر دی ہم کو ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے کہا خبر دی ہم کو اسحٰق بن الحسن نے کہا خبر دی ہم کو عبداللہ بن مسلمہ نے خبر دی ہم کو مالک بن انس نے ابوالنضر مولی عمر بن عبیداللہ نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے وہ ام المومنین حضرت عائشہ زوجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے حتی کہ ہم کہتے ہیں۔ کہ آپ افطار نہ کریں گے اور افطار کیا کرتے تھے۔ حتی کہ ہم کہتے تھے کہ روزہ نہ رکھیں گے اور میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ پورا مہینہ روزہ رکھا ہو۔ سوائے ماہ رمضان کے اور میں نے آپ کو شعبان سے بڑھ کر کسی اور مہینہ میں زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

ہم کو عالی سند کی خبر دی شیخ بزرگ شہاب الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالمنعم بن محمد انصاری نے اور میں نے ان کے سامنے پڑھا کہا خبر دی ہم کو مسند موفق الدین ابو حفص عمر بن محمد بن معمر بن طبرز و بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد بن عبداللہ انصاری نے ان پر پڑھا جاتا تھا۔ اور ہم سنتے تھے۔ ۵۲۶ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو محمد محسن بن علی بن محمد جوہری نے املا کے طور پر بروز جمعہ بعد نماز جامع المنصور میں ۳ شعبان ۴۴۷ھ میں خبر دی ہم کو ابوالحسن محمد بن مظفر بن موسیٰ الحافظ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے احمد بن محمد طحاوی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے فرنی نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی شافعی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے امام مالکؒ

نے ابو نصر مولی عمر بن عبداللہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے وہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ رکھتے تھے۔ حتی کہ ہم کہتے تھے کہ اب افطار نہیں کریں گے۔ اور افطار کرتے تھے حتی کہ ہم کہا کرتے تھے کہ اب روزہ نہ رکھیں گے۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ سوائے ماہ رمضان کے کسی اور ماہ میں پورا مہینہ روزے رکھے ہوں اور شعبان سے بڑھ کر کسی اور میں زیادہ روزے رکھتے ہوں۔ میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔

یہ حدیث صحیح ہے اس کی صحت پر اتفاق ہے نکلا اس کو بخاری و مسلم نے اپنے اپنے صحیح میں۔ پس بخاری نے اس کو عبداللہ بن یوسف سے روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے اس کو یحییٰ سے روایت کیا ہے اور یہ دونوں امام مالک سے روایت کرتے ہیں۔ پس ہم کو اس کے بدلہ میں حدیث ملی۔

خبر دی ہم کو شیخ مفید شرف الدین ابو محمد الحسن بن علی عیسیٰ بن الحسن بن علی لخمی نے اور میں نے ان کو سامنے پڑھا کہا خبر دی ہم کو ابوالعباس احمد بن ابی الفتح المفرج بن ابی الحسن علی دمشقی نے شیخ امام عارف تاج العارفین ابو محمد محی الدین عبدالقادر بن ابی صالح جیلی ؒ سے اور خبر دی ہم کو بہ سند عالی بڑے بڑے شیخوں امام عالم صفی الدین ابوالصفا خلیل بن ابی بکر بن محمد مراغی اور شیخ صالح بقیۃ السلف ابو محمد عبدالواحد بن علی بن احمد قرشی اور مسند ابوبکر محمد بن امام حافظ ابو طاہر اسماعیل بن عبداللہ انماطی ان پر پڑھتے تھے اور میں سنتا تھا ان سب نے کہا کہ خبر دی ہم کو امام ابو نصر موسیٰ بن امام جمال الاسلام اوحدالانام پیشوائے عارفین محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلی ؒ نے کہا خبر دی ہم کو ابوالوقت عبدالدول بن عیسیٰ ہروی نے ان کے سامنے پڑھا جاتا تھا۔ اور ہم سنتے تھے ۵۵۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو ابو عبدالرحمٰن بن محمد مظفر داؤدی نے ان پر پڑھا جاتا تھا۔ اور میں سنتا تھا کہا خبر دی ہم کو ابو محمد عبداللہ بن احمد بن حمویہ سرحسی نے ان پر پڑھا گیا کہا خبر دی ہم کو ابراہیم بن حریم شاشی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد بن حمید بن نصر نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن داؤد نے زہیر بن معاویہ سے کہا

کہ حدیث بیان کی ہم سے سعد ابو مجاہد طائی نے حدیث بیان کی ہم سے ابو المدلہ مولی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم نے کہا یا رسولؐ اللہ جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو ہمارے دل نرم ہوتے ہیں۔ اور ہم اہل آخرت سے ہوتے ہیں۔ اور جب ہم آپ سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ اور عورتیں اور اولاد ہم سے ملتے ہیں۔ تو ہم کو دنیا اچھی معلوم ہوتی ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کہ اگر تم اسی حال پر رہو جس حال پر کہ میرے پاس ہوتے ہو تو تم سے فرشتے آکر تمہارے ساتھ مصافحہ کریں اور تمہارے گھروں میں آکر تمہاری ملاقات کریں اور اگر تم گناہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائے جو کہ گناہ نہ کرے اور استغفار مانگے۔ پھر اس کو خدا تعالیٰ بخشے ہم نے کہا یا رسول اللہ ! ہم کو جنت کی بابت بیان فرمائیں کہ اس کی ساخت کیسی ہے۔ آپنے فرمایا کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی اس کے کنکر موتی اور یاقوت کے ہیں۔ اس کا گارا مشک اور مٹی زعفران کی ہے۔ جو شخص اس میں داخل ہو گا وہ تروتازہ رہے گا پرانا نہ ہو گا۔ ہمیشہ رہے گا۔ نہ مرے گا نہ اس کے کپڑے پرانے ہوں گے نہ اسکی جوانی فنا ہو گی۔ تین شخص ہیں کہ جن کی دعا مردود نہیں (ایک تو روزہ دار کی جب کہ وہ افطار کرے) دوسرا امام عادل کی (تیسرا) مظلوم کی دعا۔ اس کی دعا بادل پر اٹھائی جاتی ہے۔ اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ مجھ کو اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں تجھ کو فتح دوں گا۔ اگرچہ ایک مدت کے بعد ہو یہ حدیث حسن ہے۔ حدیث ابو خیثمہ زہیر بن ابی معاویہ کوفی سے اور بخاری و مسلم نے اس کی حدیث سے حجت لانے پر جو کہ ابو مجاہد سعد طائی سے ہو اتفاق کیا ہے۔ وہ ثقہ تھے جو کہ ابو المدلہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مولی سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ ابو ہریرہ سے روایت کرنے میں ثقہ تھے۔ نکالا اس کو ترمذی نے اپنی جامع میں اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ترمذی نے اس کو مختصراً" محمد بن علا ہمدانی سے اس نے عبداللہ بن نمیر سے روایت کی ہے اور روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے بھی

مختصراً" علی بن محمد سے وہ وکیع بن الجراح سے اور یہ دونوں سعدان بن بشر سے وہ سعد طائی سے روایت کرتے ہیں۔ اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے اور ابو مدلہ مولی ام المومنین ہیں۔ اور ہم ان کو اسی حدیث سے پہچانتے ہیں۔ اور اس سے یہ حدیث بہ نسبت اس کے لمبی بھی روایت کی گئی ہے۔ پھر ترمذی اس حدیث کو جسے ہم نے یہاں روایت زبیر بن معاویہ سے پوری روایت کیا ہے۔ بڑھاتا ہے۔ اور بے شک نکالا مسلم نے اپنی صحیح میں کچھ اس کا حصہ حنظلہ بن ربیع اسدی سے روایت کیا ہے اور ہم کو یہ حدیث عالی سند سے دوسرے طریقے سے مرفوع پہنچی ہے۔ الحمد للہ۔

اور اسناد سے روایت کی ہم سے عبداللہ بن حمید نے خبر دی ہم کو جعفر بن عون نے خبر دی ہم کو ابو عمیس بن مسلم نے وہ طارق بن شہاب سے روایت کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین ایک آیت تمہاری کتاب میں ہے۔ جس کو تم پڑھتے ہو۔ یہودی کہتے ہیں۔ کہ اگر ہم پر یہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید کا دن بناتے آپ نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم الخ یعنی آج کے دن ہم نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا۔ الخ تب حضرت عمرؓ نے فرمایا بیشک میں اس دن کو جس میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ اور اس مکان کو جس میں آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری تھی۔ خوب جانتا ہوں۔ عرفات میں جمع کے دن نازل ہوئی تھی۔ (یعنی وہ حج کا دن اور جمعہ کا دن تھا۔ مقصود یہ کہ دو عیدیں اس دن جمع تھیں۔) یہ صحیح حدیث اور متفق علیہ ہے۔ نکالا اس کو تینوں اماموں یعنی بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں اور نسائی نے اپنی سنن میں پس اس کو بخاری و مسلم نے متعدد طریق سے روایت کیا ہے۔ ان میں سے بخاری کتاب الایمان میں ابو علی الحسن بن محمد بن صباح بغدادی زعفرانی سے۔ اور مسلم کا طریق آخر کتاب عبداللہ بن حمید سے ہے۔ اور روایت کیا اس کو نسائی نے ایمان میں ابو داؤد سلیمان بن یوسف حرانی سے ان تینوں نے جعفر بن عون سے جیسا کہ ہم نے اس کو نکالا۔ پس مسلم کے ساتھ ہماری موافقت ہوئی۔ اور اس کے بدلہ بخاری و نسائی کے لئے اور الحمد للہ والمنتہ۔

اور اسی روایت سے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد بن حمید نے کہا خبر دی ہم کو عبدالرزاق نے معمر سے وہ قتادہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اہل مکہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا۔ پس مکہ میں دو دفعہ شق قمر ہوا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ اقتربت الساعتہ وانشق القمر متحمر تک ثابت کہتے ہیں کہ نکلا اس کو تین اماموں نے مسلم نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے اپنی جامع میں نسائی نے اپنی سنن میں اسحق بن ابراہیم سے روایت کیا ہے۔ ان تینوں نے عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس کو نکالا ہے پس ہم کو ترمذی سے موافقت۔ اور مسلم و نسائی کے لئے بدلہ ہوا۔

خبر دی ہم کو شیخ امام حافظ شرف الدین ابو محمد عبدالمومنین بن خلف بن ابو الحسن دمیاطی نے میں نے ان کے سامنے پڑھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دمشق میں ابو العباس احمد بن ابی الفتح المفرج بن علی دمشقی کے سامنے پڑھا۔ وہ شیخ امام عارف ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح جیلی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم کو خبر دی ابو بکر احمد بن مظفر بن حسین بن سوسن کھجور فروش نے کہا خبر دی ہم کو ابو علی الحسن بن احمد بن ابراہیم بن الحسن بن محمد بن شاذان بزاز نے کہا کہ خبر دی ہم کو ابو بکر محمد بن العباس بن نجیح نے کہا حدیث بیان کی ہم سے جعفر بن محمد بن شاکر نے حدیث بیان کی ہم سے عفان نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد بن یزید نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عطاء بن سائب نے وہ اپنے باپ سے وہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز پڑھی۔ اور اس کو ہلکا کیا۔ جب وہ نماز پڑھ چکے تو میں نے ان سے اس کا ذکر کیا۔ تو کہا کہ میں نے وہ دعائیں مانگی ہیں۔ جن کا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا۔ کہا کہ پھر عمار چلے۔ اور ان کی طرف سے ایک مرد کھڑا ہوا۔ اور اس کے پیچھے ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ میرا باپ تھا۔ اس نے دعا کی نسبت ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہے۔

الھم بعلمک الغیب و بقدرک علی الخلق احینی ما کانت الحیاۃ خیر الی توفنی ما کانت الو لمھات خیر الی و اسالک خشیتک فی الغیب و الشھا بۃ و اسا

لک کلمتہ الحکمت فی الرضاء والغضب واسالک قرۃ عین لا تنقطع واساک الرضاء عند القضاء واسانک برد العش بعد الموت واسانک انظر الی وجھک والشوق الی بقاءک فی غیر ضراء مضرۃ ولا فتنتہ مضلتہ اللھم زینا بزینتہ الایمان واجعلنا ھداہ مھتدین۔

اس کو روایت کیا نسائی نے یحییٰ بن عربی سے وہ حملو بن زید سے و عطاء بن السائب سے جیسا کہ ہم نے اس کو نکالا ہے۔ پس ہمارے لئے بدلہ ہوا اس کا بدلہ ہوا۔ اور خدا کی تعریف ہے۔

خبر دی ہم کو فاضل شرف الدین ابو الفضل الحسن بن علی عیسیٰ بن الحسن نے میں نے ان کے سامنے پڑھا کہا کہ خبر دی ہم کو ابو العباس احمد بن ابی الفتح الفرج بن ابی الحسن علی دمشقی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ امام عارف جمال الدین پیشوائے سا لکین تاج العارفین محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح جیلیؒ نے اور نفع دے ہم کو اللہ ان کی محبت سے کہا کہ خبر دی ہم کو ابو منصور عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالواحد فراز نے حافظ العلاء حسن بن احمد بن حسن بن عطاء ہمدانی کی قرات کے ساتھ جو ان کے سامنے پڑھی گئی۔ اور میں سنتا تھا۔ جمادی الاخری ۵۳۱ھ میں بغداد کے باب ازج میں کہا خبر دی ہم کو امام حافظ ابو بکر احمد بن ابی ثالث بغدادی نے ان پر پڑھا۔ اور میں سنتا تھا۔ ۴۴۳ھ میں خبر دی۔ ہم کو احمد بن محمد بن غالب نے خبر دی ہم کو ابوبکر اسماعیلی نے کہا۔ حدیث بیان کی ہم کو ابو جعفر محمد بن ابراہیم بن عبداللہ جرجانی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن علی بن زہیر نے حدیث بیان کی ہم سے ثابت بن مسلم نے حدیث بیان کی ہم سے حملو بن سلمہ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ثابت نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے وہ صہیب سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کے بارہ میں الذین احسنوا الحسنیٰ و زیادۃ یعنی جنہوں نے نیکی کی ہے۔ ان کے لئے نیکی ہو گی۔ اور زیادہ ملے گا۔ فرمایا کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے اور دوزخی دوزخ میں تو پکارنے والا پکار کر کہے گا کہ اے جنتیو! تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس ایک زیادتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کو پورا کر دے۔ وہ کہیں گے کہ کیا؟ اس نے ہمارے

چہرے روشن نہیں کئے۔ اور ہماری میزانیں اپنے دیدار سے بڑھ کر محبوب اور خوش کرنے والی چیز ان کو نہ دے گا۔

خبر دی ہم کو اس روایت سے اعلیٰ تین درجہ تک شیخ مسند ابو الفضل عبدالرحیم بن یوسف بن یحییٰ دمشقی نے ان پر پڑھا جاتا تھا۔ اور میں سنتا تھا۔ کہا خبر دی ہم کو ابو حفص عمر بن محمد بن معمر بن طبرزدار قزی نے ان پر پڑھا جاتا تھا اور میں حاضر تھا اور سنتا تھا کہ خبر دی ہم کو ابو القاسم ہبۃ اللہ محمد بن عبدالواحد بن احمد بن حسین شیبانی نے ان پر پڑھا جاتا تھا۔ اور ہم سنتے تھے کہ خبر دی ہم کو ابو طالب محمد بن محمد بن ابراہیم بن غیلان بزاز نے کہا خبر دی ہم کو ابو بکر محمد بن عبداللہ بن ابراہیم شافعی نے کہا خبر دی ہم کو محمد بن مسلم واسطی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یزید بن ہردن نے کہا خبر دی ہم کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے وہ صہیب سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں گے۔ تو ان کو پکارنے والا پکارے گا۔ کہ اے اہل جنت تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس وعدہ ہے۔ جس کو تم نے نہیں دیکھا وہ کہیں گے وہ کیا ہے۔ کیا اس نے ہماری میزانیں بھاری نہیں کیں۔ ہمارے چہرے سفید نہیں کئے ہم کو جنت میں نہیں داخل کیا۔ دوزخ سے نجات نہیں دی۔ فرمایا کہ پھر اللہ عزوجل پردہ کھول دے گا۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے۔ پس خدا کی قسم کہ ان کو اپنے دیدار سے بڑھ کر پیاری کوئی چیز عطا نہ کرے گا۔

پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ للذین احسنو الحسنی و زیا دۃ یہ حدیث صحیح ہے۔ شرط مسلم پر نکالا۔ اس کو امام بزرگ احمد بن محمد بن حنبل نے اپنی مسند میں یزید بن حرون سے اور نکالا اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں ابوبکر بن ابی شیبہ نے یزید بن حرون سے جیسا کہ ہم نے اس کو نکالا۔ پس ہمارے لئے امام احمد کے ساتھ بڑی موافقت ہوئی اور مسلم کے ساتھ عالی درجہ کا بدل ہوا۔ اور پچھلی اسناد میں عدد کے اعتبار سے گویا کہ میں نے ابو منصور عبدالرحمٰن بن محمد قزاز سے سنا ہے پس اللہ تعالیٰ کی تعریف و احسان ہے۔ اور انہی اسناد کے ساتھ جو پہلے گذر چکیں۔ ابو منصور قزانہ

تک کہا کہ خبردی ہم کو ابوبکر خطیب نے کہا خبردی ہم کو ابو الحسن محمد بن ابراہیم حضرمی نے بغداد میں کہا خبردی ہم کو ابو حامد بن قدامہ بلخی وراق نے ۲۹۸ھ میں حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ بن سعید نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مالک نے ابن شہاب سے وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے۔ اور آپ کے سر پر خود تھی۔ پھر آپ ابن خطل سے جو کہ کعبہ شریف کے پردوں میں لٹکا ہوا تھا ملے اور فرمایا کہ اس کو قتل کر ڈالو۔

خبردی ہم کو اس سے دو درجہ پر اعلیٰ شیخ مسند ابوبکر محمد بن امام حافظ ابو طاہر اسماعیل بن عبداللہ انماطی نے میں نے ان کے سامنے پڑھا تھا۔ کہا خبردی ہم کو قاضی القضاۃ ابوالقاسم عبدالصمد بن محمد بن ابی الفضل انصاری نے ان کے سامنے پڑھا جاتا تھا۔ اور میں سنتا تھا کہ خبردی ہم کو ابو محمد عبدالکریم بن حمزہ بن خضر سلمی نے بطور اجازت کے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ابوالقاسم حسین بن محمد بن ابراہیم حیانی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابوالحسن عبدالوہاب بن حسن بن ولید کلابی نے کہا خبردی ہم کو ابوبکر محمد بن حریم بن محمد عقیلی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام بن عمار بن نصر بن میرہ سلمی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مالک بن انس اصبحی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابن شہاب ازہری نے انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کی صحت پر اتفاق کیا گیا ہے۔ اور اس حدیث کا ثبوت امام دار الہجرۃ مالک بن انس اصبحی سے ہے۔ جو کہ ابوبکر محمد بن ہشام زہری سے روایت کرتے ہیں۔ اور اس حدیث کو زہری سے زیادہ کسی ثقہ سے صحیح طور پر سوائے مالکؒ کے اور کسی نے نہیں روایت کیا۔ اور امام مالک سے آئمہ کی ایک جماعت نے جو کہ آپ کے ہمعصر اور اصحاب وغیرہم تھے۔ روایت کیا ہے۔ ان میں سے ابن جریج معمر ابن عینیہ وغیرہم ہیں۔ اور اصحاب حدیث اپنے طریق سے ان کو جمع کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس حدیث کو امام مالک سے قریب دو سو مردوں نے روایت کیا ہے۔ اور کہا ترمذی نے کہ ہم نہیں پہچانتے کسی کو کہ اس نے اس حدیث کو سوائے امام مالک کے

روایت کیا ہو۔ نکلا اس کو شش آئمہ نے بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں اور ترمذی نے اپنی جامع میں اور ابو داؤد نسائی ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں پس روایت کیا اس کو بخاری نے حج میں عبداللہ بن یوسف سے اور جہاد میں اسماعیل بن ابی اویس سے اور مغازی میں یحییٰ بن قزعہ سے اور لباس میں ابوالولید طیاسی سے اور روایت کیا۔ اس کو مسلم نے مناسک میں اور ترمذی نے جہاد میں اور ترمذی نے جہاد میں اور نسائی نے حج میں قتیبہ بن سعید سے اور روایت کیا اسی کو مناسک میں بھی یحییٰ اور عقبی نے روایت کیا۔ اس کو ابو داؤد نے جہاد میں عقبی سے اور روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اس میں مختصرا" ہشام بن عمار اور سوید بن سعید سے یہ نوراوی امام مالک سے روایت کرتے ہیں۔ پس پہلے طریق سے ہم کو مسلم ترمذی نسائی قتیبہ بن سعید سے ہوئی اور بخاری کا بدل ہوا اور دوسرے طریقہ سے ہم کو اعلیٰ درجہ کی ابن ماجہ سے ہشام بن عمار سے موافقت ہوئی۔ اور عالی درجہ کا بدل ان پانچوں سے ہوا۔ اور ترمذی نے شمائل میں بھی احمد بن عیسیٰ سے وہ ابن وہب سے روایت کرتے ہیں۔ اور روایت کیا اس کو نسائی نے بھی سیر میں محمد بن مسلم سے ابوالقاسم سے اور حج میں مختصرا" عبداللہ بن فضالہ سے وہ حمیدی سے وہ سفیان بن عینہ سے یہ تینوں امام مالکؒ سے روایت کرتے ہیں۔ پس ہم کو ان تین طریق میں عدد کے لحاظ سے سند عالی ملی۔ وللہ الحمد والفضل واتمتہ

اور مجھ کو اس حدیث میں لمبے طریق اور مختصر ملے ہیں جن کا یہاں بیان کرنا بوجہ اختصار کے چھوڑ دیتا ہوں۔ اور اسناد گذشتہ کے ساتھ جو کہ ابو منصور قزاز تک ہے۔ ابوبکر خطیب نے کہا خبر دی ہم کو احمد بن علی بن الحسین نوری نے کہا خبر دی ہم کو عمر بن القاسم بن محمد مقری نے حدیث بیان کی ہم سے ابو عبداللہ محمد بن اسحق معدل مرنی نے مکبر سے کہا حدیث بیان کی ہم سے زکریا بن یحییٰ مرزوی نے کہا خبر دی ہم کو قاضی ابوبکر احمد بن الحسن بن احمد حرسی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابوالعباس احمد بن یعقوب اصم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو یحییٰ مرزوی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اور خبر دی ہم کو بہ سند عالی ابو محمد الحسن بن علی بن عیسیٰ بن الحسن لخمی نے میں نے ان کے سامنے پڑھا۔ خبر دی ہم کو بڑے بڑے مشائخ امام عالم علامہ مفتی

مسلمین بہاؤ الدین ابوالحسن علی ابی الفضل ہبتہ بن سلامہ بن مسلم جو کہ آئمہ شافعیہ کے بڑے امام ہیں۔ ان کے سامنے پڑھا جاتا تھا۔ اور میں سنتا تھا۔ اور مسند ابو محمد عبدالوہاب بن ظافر بن علی اور ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن مکی حاسب کیان نے یہ سب کہتے ہیں کہ خبردی ہم کو امام جمال الاسلام اوحد الانام حافظ ابو طاہر احمد بن محمد بن احمد سلفی اصبہانی نے ان کے سامنے پڑھا جاتا تھا۔ اور ہم سنتے تھے کہا کہ خبردی ہم کو استاد رئیس جمال العراق ابوالحسن مکی بن منصور بن محمد بن علان کرخی نے وہ اصبہان میں ۴۹۱ھ میں آئے۔ اور اس میں فوت ہوئے۔

کہا خبردی ہم کو قاضی ابوبکر محمد بن الحسن بن احمد حری حسری نے نیشاپوں میں۔ کہا حدیث بیان کی ہم سے ابوالعباس احمد بن یعقوب اصم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ بن ! اسد مروزی نے بغداد میں کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے زہری سے وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کے لئے کیا تیار کیا اس نے کہا کہ کچھ نہیں مگر اتنا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہوں۔ تب آپ نے فرمایا کہ تو ان کے ساتھ ہو گا جن کو تو دوست رکھتا ہے۔ یہ صحیح حدیث اعلیٰ درجہ کی ہے۔ حدیث ہے ابوبکر محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب زہری سے و ابو حمزہ انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ نکالا اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں اور روایت کیا اس کو ادب میں ابوبکر بن ابی شیبہ اور عمر بن محمد ناقد اور زہیر بن حرب محمد بن عبداللہ بن نمیر محمد بن یحییٰ بن ابی عمر سے ان پانچوں نے سفیان بن عنید سے پس ہمارے مسند عالی میں بدلہ میں ملی۔ اور نکالا اس کو مسلم نے بھی محمد بن نافع عبد بن حمید سے ان سب نے عبدالرزاق سے وہ عمر سے یہ دونوں زہری سے روایت کرتے ہیں۔ اور بخاری و مسلم نے اتفاق کیا ہے۔ اس کے نکالنے میں اپنی صحیحین میں حدیث سالم بن ابی الجعد سے و انسؓ سے پس روایت کیا اس کو حدیث جریر سے وہ منصور سے اور روایت کیا اس کو بخاری نے ادب میں عبدان سے وہ اپنے باپ

سے شعبہ سے وہ عمرو بن عمرو سے روا روایت کیا اس کو مسلم نے بھی محمد بن یحییٰ لشکری سے وہ عبدان سے وہ اپنے باپ سے وہ شعبہ سے وہ عمر بن مرہ سے اور یہ دونوں سالم سے روایت کرتے ہیں۔ پس اس عدد کے لحاظ سے یہ شمار انس تک پہنچتا ہے۔ ہمارے لئے سند عالی طریق ثانی میں ہے۔ میرے شیخ نے اس کو فقیہ زاہد ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن سفیان نیشاپوری صاحب مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ پیر کے دن ماہ رجب ۳۰۰ھ میں فوت ہوئے۔ وللہ الحمد و الفضل و المنتہ

اور پہلے اسناد سے جو کہ ابو منصور قزار تک ہے۔ خبر دی ہم کو ابوبکر خطیب نے کہا خبر دی ہم کو ابوبکر محمد بن طاہری نے کہا کہ میں نے ابوالخیر بن سمعون سے سنا وہ ذکر کرتے تھے کہ وہ مدینتہ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیت المقدس کا قصد کر کے نکلے اور کھجور کو مع دیگر طعام کے اس جگہ پر چھوڑا جہاں ان کا ٹھکانہ تھا۔ پھر ان کے نفس نے تر کھجور کی تلاش کی اور لائمہ میں ان کی طرف آئے اور کہنے لگے کہ اس جگہ کہاں مجھ کو تر کھجوریں ملیں گی۔ اور جب افطار کا وقت آیا تو کھجور کا قصد کیا کہ اس میں سے کھائے۔ تب اس کو تر کھجور صحانی کی پایا۔ پھر اس میں سے کچھ نہ کھایا۔ پھر اگلے دن اس کی طرف شام کے وقت آئے۔ اس کو اپنی پہلی حالت پر پایا۔ اور اس کو کھایا۔ یا ایسے کہا۔ اور پہلی اسناد کے ساتھ ابو منصور قزار تک کہا کہ خبر دی ہم کو خطیب ابوبکر نے کہا خبر دی ہم کو ابو نعیم حافظ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے احمد بن محمد بن مقسم نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابوبکر خیاط صوفی نے کہا کہ میں نے ابو حمزہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے ایک سفر توکل پر کیا۔ پھر اس اثنا میں کہ ایک رات چلتا تھا۔ اور نیند میری آنکھوں میں تھی۔ ناگاہ میں ایک کنویں میں جا پڑا۔ پھر میں نے اپنے کو کنوئیں میں دیکھا اور اس کی بلندی کی وجہ سے نکلنے پر قادر نہ ہوا۔ پھر میں اس میں بیٹھ گیا۔ اتنے میں بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھا ناگاہ کنوئیں کے سر پر دو مرد کھڑے ہیں۔ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ہم چلے جاتے ہیں۔ اور اس کے لئے کنوئیں کو اس راستہ میں چھوڑ دیتے ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ ہم ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ اس کو بند کر دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے نفس نے یہ کہا کہ میں کنوں میں اندر ہوں تب

مجھے پکارا گیا کہ تو نے ہم پر توکل کیا تھا۔ اور اب ہماری بلا کا شکوہ اوروں کے پاس کرتا ہے۔ پھر میں چپ ہو رہا اور وہ دونوں چل دیئے پھر دونوں لوٹے اور ان کے ساتھ کوئی شے تھی۔ تو انہوں نے کنویں کے سر پر ڈال دی۔ اور اس کو اس کے ساتھ بند کر دیا۔ پھر مجھ کو میرے نفس نے کہا کہ اس کے اندر ہونے سے تو میں بے خوف ہوا۔ لیکن اب میں قید میں پڑ گیا۔ پھر میں ایک رات دن ٹھہرا۔ اور جب اگلا دن ہوا تو مجھے کسی ہاتف نے پکارا (جس کو میں دیکھتا نہ تھا) اور کہا کہ مجھ سے مضبوطی کے ساتھ چمٹ جا۔ میں نے ہاتھ بڑھایا۔ تو میرا ہاتھ کسی سخت چیز پر پڑا۔ جس سے میں چمٹ گیا اس نے مجھے اوپر کھینچ لیا۔ اور مجھے ڈال دیا۔ میں نے اسے زمین پر غور سے دیکھا تو وہ درندہ تھا۔ جب میں نے اس کو دیکھا تو دل میں عادتاً" اس سے خوف کھانے لگا۔ پھر مجھ کو کسی نے پکارا کہ اے ابا حمزہ ہم نے تجھ کو بلا سے بلا کے ساتھ چھڑایا اور جس سے تو ڈرتا ہے۔ اس سے ہم کافی ہو گئے ہیں۔

اور اسی اسناد سے خطیب تک یہ کہا خبر دی ہم کو ابوالقاسم رضوان بن محمد بن الحسن دینوری نے کہا کہ میں نے احمد بن محمد بن عبداللہ نیشاپوری سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابوبکر محمد بن احمد بن عبدالوہاب حافظ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو عبداللہ محمد بن صیم سے سنا وہ ابو حمزہ دمشقی سے بیان کرتے تھے کہ وہ جب کنوئیں سے نکلے تو یہ اشعار پڑھتے تھے۔

نہانی حیائی منک ان اکشف الھوی　　واغنیتنی بالقرب منک من الکشف

مجھ کو حیاء نے اس بات سے منع کیا کہ تیری محبت ظاہر کروں۔ اور تو نے اپنے قرب کی وجہ سے اظہار محبت سے مجھے بے پرواہ کر دیا۔

تدا ایت لی بالغیب حتی کانما　　تبشرنی بالغیب انک فی الکف

میں نے اپنے آپ کو دیکھا۔ یہاں تک کہ گویا۔ تو مجھے غیب میں خوشخبری دیتا ہے کہ تو ہتھیلی میں ہے۔

اراک وبی من ھیبتی منک وحشتہ　　فتونسنی بالعطف منک وباللطف

میں تجھ کو ایسے حال میں دیکھتا ہوں کہ تیری ہیبت کی وجہ سے مجھے وحشت ہے۔

پھر اپنی طرف سے مجھ پر مہربانی و شفقت کرتا ہے۔

ویحیی محب انت فی الحب حتفه　　وزاعجب کون الحیاة مع الحتف

وہ عاشق زندہ ہے کہ محبت میں جس کی تو موت ہے اور یہ تعجب ہے کہ زندگی موت کے ساتھ رہے۔

اور اسی اسناد سے خطیب تک کہا کہ خبردی مجھ کو ابو علی عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن فضالہ نیشاپوری نے رے میں کہا کہ میں نے ابو جعفر بن احمد بن الحسن بن ازوی خطیب سے سمنان میں سنا وہ کہتے تھے کہ جعفر بن محمد خلدی نے کہا کہ مشائخ کا ایک گروہ اس لئے گھر سے نکلا کہ ابو حمزہ صوفی کا استقبال کریں۔ جب وہ مکہ معظمہ سے آرہے تھے۔ دیکھا تو ان کا رنگ متغیر ہوا ہے۔ تب حریری نے کہا کہ اے میرے بچے! جب صفات بدلتے ہیں تو کیا اسرار بھی بدل جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا معاذ اللہ اگر اسرار بدلیں تو صفات بدل جائیں۔ اور اگر صفات بدل جائیں تو جہان ہلاک ہو جائے۔ لیکن اسرار سکون پاتے ہیں۔ پس ان کی حفاظت کرتا ہے۔ اور صفات سے اعراض کرتا ہے۔ پھر ان کو لاشے کر دیتا ہے۔ پھر ہم کو چھوڑ دیا۔ اور پیٹھ پھیر کر چلائے اور یہ کہتے تھے۔

کماتری صیرنی قطع تنار انومن　　شرونی عن وطنی کاننی لم اکفی

جیسے تم دیکھتے ہو اس نے مجھے بنا دیا۔ زمانہ کے میدان قطع کر دیئے۔ مجھ کو میرے وطن سے جدا کر دیا۔ گویا کہ میں تھا ہی نہیں۔

اذا اغبت مبدا هو وان بدغیبنی　　یقول لا تشهد ما تشهد او تشهدنی

جب میں غائب ہوا۔ تو وہ ظاہر ہوا۔ اور اگر ظاہر ہوتا ہے تو مجھے غائب کر دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تو نہ مشاہدہ کر جو کرتا ہے۔ یا میرا مشاہدہ کر۔

مشائخ و علماء کا شیخ کی عزت و تعریف کرنا

اس کتاب میں پہلے کئی دفعہ اس امر کا ذکر آچکا ہے۔ اس کے اعادہ کرنے سے گذشتہ ذکر نے یہاں پر مجھے مستغنی کر دیا ہے۔ ہاں یہاں پر بعض ان اکابر مشائخ کا ذکر

کرتا ہوں کہ جن سے یہ امر مجھے پہنچا ہے۔ یکے بعد دیگرے اور اس ضمن میں ان مشائخ کے مختصراً" مناقب و فضائل بھی اشارۃ بیان کروں گا۔ کیونکہ اگر کوئی طالب اپنے لمبے ہاتھوں سے ان کے انجام تک پہنچنا چاہے تو البتہ اس کی غایت کی فہم کی ہتھیلی اپنے مقصود کے حصول سے عاجز رہے گی۔ یا کوئی ایسا شخص کہ بلاغت کے فرق پر قادر ہو۔ اور فصاحت کے قیمتی مال سے چھیننے والا اس امر کا گمان کرے کہ مدد کی قوتوں کے غلبہ سے اس کی غایت کا مالک ہو جائے تو اس کا بیان بند رہے گا۔ اس کا دل حیران ہو گا۔ پس اس میں کوئی تعجب نہیں کہ میں اس کے سمندروں میں سے ایک گھونٹ پر کفایت کروں۔ اور اس کی بارش میں سے ایک قطرہ پر راضی ہو جاؤں۔ پھر میں ان کے اوصاف کے بعد اس طرف متوجہ ہوں۔ اور ان کی بعض کرامات بیان کروں۔ اس میں ایسی روشن کرامات کا ذکر کروں۔ کہ معنے مقصود کے چہرے سے ظاہر ہوں۔ اور موتی ایسے گھاٹ سے لاؤں۔ جس کا میں نے ارادہ کیا ہے۔ پھر اس پر میں اتروں اور وہ اچھا گھاٹ ہے۔ جس پر آیا جائے۔ اور اللہ عزوجل سے مدد طلب کی گئی ہے۔ اور اگر میں مدد چاہوں تو مضائقہ نہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ المنان

الشیخ ابوبکر بن ھوار بطائحیؒ

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ بڑے عارفین اور مقربین کے صدروں میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ و مقامات فاخرہ و روشن بھیدوں والے بصائر غالبہ جلالات عظیمہ احوال جسیمہ افعال خارقہ انفاس صادقہ عالی ہمتوں مراتب علیہ صاحب اشارات نورانیہ خوشبو میں روحانیہ اسرار ملکوتیہ محاضرات قدسیہ ہیں۔ ان کے لئے معارف میں معراج اعلیٰ ہے۔ حقائق میں طریق روشن ہے۔ بلندیوں میں طور اعلیٰ ہے۔ صدور مراتب میں تقدم ہے۔ اونچی منازل تک سبقت ہے۔ احوال نہایت میں ان کا قدم راسخ ہے۔ علوم موارد میں ان کا ہاتھ روشن ہے۔ تصریف جاری میں ان کا ہاتھ لمبا اور وسیع ہے۔ تمکین میں ان کا دل فراخ ہے حقائق آیات سے ان کا کشف خارق عادت ہے۔ معانی مشاہدات میں ان کو دگنی فتح ہے۔ وہ ایک ان میں سے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود

کی طرف ظاہر کیا۔ اور لوگوں کی طرف کھلے طور پر بھیجا۔

ان کے دلوں کو اس کی ہیبت سے اور ان کے دلوں کو اس کی محبت سے بھر دیا ان کے لئے قبول تام خاص و عام کے نزدیک کر دیا۔ خدا نے ان کو عالم میں تصرف دیا۔ احکام ولایت کی ان کو قدرت دی۔ ان کے لئے موجودات کو پھیر دیا۔ عادات کو توڑ دیا۔ ان کو مغیبات سے گویا کر دیا۔ اس کے ہاتھ سے عجائبات کا ظہور کیا۔ ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا۔ اور اس شان میں جو کچھ پرانا ہو گیا تھا۔ ان کے سبب اس کو زندہ کر دیا۔ اور طریق سلف کو مٹنے کے بعد ظاہر کر دیا مجھ کو اس بات کی خبر دی قاضی القضاۃ شمس الدین ابو عبداللہ محمد مقدسی نے۔ کہا کہ میں نے شیخ صالح ابو زکریا یحیٰی بن یوسف صرصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ پیشواء علی بن ہیتی رحمہ اللہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ پیشواء تاج العارفین ابو الوفا سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ پیشواء ابو محمد شبکی سے سنا۔ پس اس نے اس کا ذکر کیا اور وہ پہلے شخص ہیں کہ جن کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خواب میں خرقہ پہنایا۔ جب وہ جاگے تو اس کو اپنے اوپر پایا۔ اور اس کی شرح انشاء اللہ عنقریب آئے گی۔

خصائص مزار

وہ' وہ ہیں کہ جنہوں نے کہا ہے کہ جو شخص ۴۰ بدھ تک میری قبر کی زیارت کرے گا۔ تو اس کو اس کی قبر میں دوزخ سے برات حاصل ہو گی۔ اور انہوں نے یہ کہا ہے کہ میں نے اپنے رب عزوجل سے اس بات کا عہد لیا ہے کہ جو میری اس چار دیواری میں داخل ہو گا۔ یعنی ان کے مزار پر تو اس کا جسم نہ جلے گا۔

اور کہتے ہیں کہ جو چربی اور گوشت وہاں پر داخل ہو تو اس کو آگ نہیں پکاتی اور نہ کوئی اور چیز اور وہ اس طریق کے ایک رکن ہیں۔ ان کے سادات کے صدر ہیں۔ اس کے اماموں کے سرداد ہیں۔ وہ ان کے اکابر ہیں۔ جو کہ اس راستہ کی طرف کھینچنے والے اور بلانے والے ہیں اور علم و عمل حال و قال زہد و تمکین تحقیق جلالت و

مہابت میں ان علماء کے بڑے ہیں۔ ان کے زمانہ میں اس امر کی ریاست ان تک پہنچی اور عراق میں انہی کے سبب مریدین صدیقین کی تربیت مشہور ہوئی۔ ان کے مشکل مسائل کو انہوں نے حل کیا۔ ان کے پوشیدہ احوال کو کھول دیا۔ ان کی صحبت سے کئی اکابر نے تخریج کی جیسے شیخ ابو محمد شبنکی ہیں۔ اور انہیں طرف عراق کے اکثر بڑے مشائخ کی طرف منسوب ہیں۔ اور ان کی ارادت کے احوال فاخرہ کے جم غفیر قائل ہوئے ہیں۔ ان کے اس قدر شاگرد ہوئے ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ جن کے مقامات بلند ہیں۔ مشائخ و علماء کا ان کی بزرگی و احترام ان کے قول کی طرف رجوع کرنے کے حکم کی طرف لوٹنے پر اجماع قرار پایا ہے۔ ان کی زیارت کے تیر ان کی طرف پھینکے گئے ہیں۔ بڑے بڑے راستہ سے اہل سلوک ان کی طرف دوڑ کر آئے ہیں۔

وہ جمیل صفات شریف الاخلاق کامل الاداب کثیر التواضع دائم خندہ پیشانی وافر عقل احکام شرع کے سخت پابند اہل علم کی تعظیم کرنے والے اہل دین و سنت کی عزت کرنے والے حق کے مرید کے دوست تھے اس کے ساتھ ہمیشہ مجاہدہ اور لزوم مراقبہ کے ساتھ موت تک رہے۔ علوم معارف میں ان کا کلام بلند تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔

توحید

توحید یہ ہے کہ حدوث سے قدم کا علیحدہ ہونا۔ موجودات سے نکلنا حجاب کا قطع کرنا اپنے علم و جہل کا ترک ہے۔ اور یہ کہ سب کی جگہ حق رہے۔ علم توحید اپنے وجود کا مخالف ہے۔ اور اس کا وجود اس کے علم سے جدا ہے اور جب عقلاء کی عقلیں توحید میں منتہی ہوتی ہیں۔ تو پھر حیرت تک پہنچتی ہے۔

تصوف

اور تصوف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدوں علاقہ کے ہو۔ اس کے ساتھ ذکر اجتماع کے ساتھ اور خوف نفع کے ساتھ اور اچھی طرح اتباع ہو۔

زہد

زہد یہ ہے کہ دل اس بات سے خالی ہو کہ جس سے ہاتھ خالی ہے۔ دنیا کو ذلیل سمجھے دل سے اس کے آثار کو مٹادے۔

خوف اس بات کو متلزم ہے کہ پکڑ کے واقع ہونے سے سانسوں تک جاری ہونے کے ساتھ ڈرے۔

اور خشوع یہ ہے کہ علام الغیوب کے لئے دل ذلیل ہو۔

تواضع یہ ہے کہ بازوپست ہوں اور طرف نرم ہو۔

نفس امارہ بالسوء (یعنی برائی کا حکم دینے والا) یہ ہے کہ ہلاکتوں کی طرف بلانے والا ہو۔ دشمنوں کا مددگار ہو جو کہ خواہش نفسانی کے تبع ہیں۔ اور طرح طرح کی برائیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔

انبیا صلوات اللہ علیہم کا کلام حضوری پر خبر دینا ہے۔ اور صدیقین کا کلام مشاہدات کے اشارے ہیں۔ اور اسی سے عارفین کے دلوں میں تصدیق کی زبان سے اور عابدوں کے دلوں میں زبان توفیق میں اور مریدوں کے دلوں میں زبان تفکر سے علماء کے دلوں میں زبان تذکر سے عاشقوں کے دلوں میں زبان شوق سے حکمت بولا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت یہ ہے کہ ادب ہو ہمیشہ ہیبت ہو۔ مراقبہ کا لزوم ہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحبت یہ ہے کہ آپ کی سنت کا اتباع ہو۔ علم سے معانقہ ہو۔

اولیاء اللہ کی صحبت یہ ہے کہ ان کے لئے دعا اور رحم کرنا اور خدا کے ساتھ جمع ہونا یہ کہ غیر سے تفرقہ کرنا اور غیر سے تفرقہ جمع ہے۔ جو شخص اس کی دوستی تک پہنچا وہ اس کے قرب سے ناموس ہو گا۔ اور جو دوستی سے ملا تو اس کی صفائی بندوں کے درمیان صحیح ہوئی۔ تب حق ایک ہی ہے تو اس کا طالب بھی وحدانی الذات ہو گا۔

مشتاق وہ ہے کہ جس کو محبوب کے آثار شاق گذریں۔ اس کا مشاہدہ اس کو فنا کر دے۔ پھر ان کے لئے وہ معانی ظاہر ہوں۔ جو کہ غیروں سے چھپے ہوئے ہیں پھر ان کی

طرف ازل دوستی کی زبان سے اشارہ کرے گی۔ کہ وہاں تک۔ پھر اس سے وہ نعمت یافتہ ہوں گے۔ پھر پردہ پڑ جائے گا۔ اور خوشی رونا بن جاتی ہے۔

خوف تجھ کو اللہ عزوجل تک پہنچاتا ہے۔ اور عجب و سرور اللہ تعالیٰ سے تجھ کو قطع کر دیتا ہے اور تیرا لوگوں کو حقیر سمجھنا اتنا بڑا مرض ہے کہ جس کی دوا نہیں ہو سکتی۔

خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ شمس الدین ابو عبداللہ مقدسی نے کہا کہ میں نے سنا تین شیخوں شیخ عارف ابوالحسن علی بن سلیمان بغدادی مشہور نانبائی شیخ صالح ابو زکریا یحییٰ بن یوسف بن یحییٰ صرصری۔ شیخ عالم کمال الدین ابو الحسن علی بن محمد بن وضاع شہربانی سے ان تینوں نے کہا کہ ہم نے سنا شیخ بزرگ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی سے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ علی بن الہیتی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ تاج العارفین ابو الوفا سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ ابو محمد شبنکی سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ ابوبکر بن ہوار (شروع میں) شاطر تھے۔ جنگلوں میں ڈاکہ مارا کرتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کے اور ساتھی بھی تھے۔ وہ ان کے سردار تھے۔ وہ راستوں میں بیٹھ کر لوگوں کا مال تقسیم کیا کرتے تھے۔ ایک رات ایک عورت سے سنا کہ وہ اپنے خاوند سے کہہ رہی ہے کہ تم یہاں ہی اتر پڑو۔ ایسا نہ ہو کہ ہم کو ابن ہوار اور اس کے ساتھی پکڑ لیں۔ یہ سن کر آپ کو نصیحت ہو گئی۔ اور روئے یہ کہا کہ لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔ ان کے دل میں یہ بات آئی کہ وہ کسی پیر سے ملیں جو ان کو ان کے رب تک پہنچا دے اور عراق میں ان دنوں کوئی ایسا شیخ مشہور نہ تھا کہ جو اہل طریق سے ہو تب انہوں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ پھر عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھ کو خرقہ عطا کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے ابن ہوار میں تیرا نبی ہوں اور یہ تمہارے شیخ ہیں۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔

پھر فرمایا کہ اے ابوبکرؓ اپنے ہم نام ابن ہوار کو خرقہ پہناؤ۔ جیسا کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں۔ تب صدیق رضی اللہ عنہ نے کپڑا اور طاقیہ (چادر) ان کو پہنائی۔ اور اپنا ہاتھ

ان کے سر پر پھیرا اور ان کی پیشانی کو چھوا اور کہا کہ خدا تم کو برکت دے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ تم سے عراق میں اہل طریق کے طریقے جو کہ عراق میں مردہ ہو چکے ہیں زندہ ہوں گے۔ اور اہل حقائق کے مینار خدا کے دوستوں کے ساتھ ان کے پرانے ہونے کے بعد کھڑے ہوں گے عراق میں قیامت تک تم میں شیخیت رہے گی تمہارے ظہور سے اللہ کی روحوں کی ہوائیں چلیں گی۔ اللہ کی خوشبوئیں۔ تمہارے قیام سے بھیجی جائیں گی۔

پھر جب جاگے تو وہی کپڑا اور طاقیہ بعینہ اپنے اوپر پایا۔ اور ان کے سر پر مسے تھے۔ پھر ان کو نہ دیکھا (کیونکہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے سر پر ہاتھ پھیرا تھا وہ جاتے رہے) گویا کہ زمانہ میں پکارا گیا ہو۔ کہ ابن ہوار اللہ عزوجل کی طرف پہنچا دیا گیا ہے۔ پھر تو تمام اطراف سے لوگ دوڑ دوڑ کر آنے لگے۔ ان کے قرب خدائی کی علامات ظاہر ہونے لگیں۔ اور اللہ عزوجل سے ان کی خبریں ہم معنے ہونے لگیں۔ میں ان کی خدمت میں آتا تھا۔ اور وہ جنگل میں اکیلے ہوتے تھے۔ شیر آپ کے گرداگرد ہوتے تھے۔ اور بعض ان کے قدموں پر لوٹا کرتے تھے۔ ایک دن میں نے ایک بڑے شیر کو دیکھا کہ ان کے سامنے اپنے رخساروں کو مٹی میں آلودہ کر رہا ہے۔ جس طرح کوئی خطاب کر رہا ہے۔ اور شیخ گویا کہ اس کو جواب دے رہے ہیں۔ پھر شیر چلا گیا۔ تب میں نے کہا کہ آپ کو اس خدا کی قسم ہے کہ جس نے یہ آپ پر عنایت کی ہے۔ آپ نے شیر سے کیا کہا اور اس نے آپ سے کیا کہا۔ آپ نے فرمایا کہ اے شبکی اس نے مجھ سے کہا کہ مجھ کو آج تین دن گذر گئے ہیں کہ کھانا نہیں کھایا۔ مجھ کو بھوک نے تنگ کیا ہے۔ اور میں نے آج کی رات صبح کے وقت اللہ تعالیٰ سے فریاد کی تو مجھ سے کہا گیا کہ تیرا رزق ایک گائے ہے جو کہ موضع ہامیہ میں ہے تو اس کو پھاڑے گا۔ مگر تجھے تکلیف بھی پہنچے گی۔ میں اس تکلیف سے ڈرتا ہوں کہ وہ کیا ہے مجھے اس کا علم نہیں۔

میں نے اس کو یہ کہا ہے کہ تم کو ایک زخم پہنچے گا جو تمہارے دائیں بازو پر لگے گا جس سے تم کو درد معلوم ہو گا ایک ہفتہ تک پھر وہ درد جاتا رہے گا اور میں نے لوح

محفوظ میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ گائے اس کا رزق ہے۔ جس کو وہ ضرور پائے گا۔ اور اہل ہمامیہ میں سے گیارہ آدمی نکلیں گے۔ ان میں سے تین مر جائیں گے ایک دوسرے سے پہلے دو گھنٹہ مر جائے گا اور دوسرا تیسرے کے ساتھ گھنٹہ کے بعد مرے گا۔ اور شیر کو ان میں سے ایک کی طرف سے اس کے دائیں بازو میں زخم پہنچے گا اور ہفتہ کے بعد اچھا ہو جائے گا۔

حضرت شنبکی کہتے ہیں کہ میں جلد ہمامیہ کی طرف گیا دیکھا تو شیر مجھ سے پہلے وہاں پہنچ گیا ہے۔ اور ہمامیہ میں سے گیارہ آدمی نکلے ہیں۔ ان میں سے ایک نے ایک اچھا زخم شیر کو اس کے دائیں بازو میں پہنچایا اور میں نے شیر کو دیکھا کہ گائے کو اپنے ساتھ کھینچے ہوئے لے جا رہا ہے۔ اور اس کے زخم سے لہو نکلتا تھا۔ میں ان کے پاس اس رات ٹھہرا۔ پھر ان میں سے (یعنی تینوں زخمیوں میں سے جن کو شیر نے بھی زخمی کر دیا تھا) ایک زخمی تو مغرب کے وقت دوسرا عشاء کے بعد تیسرا صبح کے وقت فوت ہو گیا۔

پھر میں ایک ہفتہ بعد شیخ کی خدمت میں آیا تو شیر کو دیکھا کہ ان کے سامنے موجود ہے اور اس کا زخم اچھا ہو گیا ہے۔

مردہ کو زندہ کر دینا

خبر دی ہم کو ابوالفتوح عبدالملک بن محمد بن عبدالمحمود ر حمی واسطی نے کہا کہ میں نے شیخ صالح بقیۃ السلف ابوالغرائم مقدام بن صالح بطائحی پھر بغدادی سے وہاں پر سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ ابوالعباس احمد بن ابوالحسن رفاعی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے ماموں شیخ منصور سے سنا وہ کہتے تھے کہ پہلے جس نے شیروں اور سانپوں کو جنگل والوں کے لئے ذلیل کیا وہ شیخ ابوبکر بن ہوار ہیں۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ جنگلوں سے نکل کر شہروں میں سکونت اختیار کریں پس ان کو سانپوں شیروں پرندوں جنوں نے گھیر لیا اور خدا کی قسم دلا کر یہ التجا کی کہ آپ ہم کو چھوڑ کر نہ جائیں۔ تب آپ نے ان سے عہد و پیمان لیا کہ آپ کے مرید اور دوست کو قیامت تک تکلیف نہ دیں اور یہ کہ جہاں کہیں ہوں ان کی اطاعت کریں جب

تک دنیا قائم رہے۔

وہ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس جنگلوں میں سے ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میرا لڑکا نہر میں ڈوب گیا ہے۔ اور اس کے سوا میرا اور کوئی بیٹا نہیں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اس نے تم کو طاقت دی ہے کہ میرے بیٹے کو آپ پھر میرے پاس لوٹا دیں اور اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو میں قیامت کے دن اللہ اور اس کے رسول کی طرف شکایت کروں گی۔ میں کہوں گی کہ میرے رب میں ان کے پاس دکھ سے آئی تھی۔ اور یہ میرے دکھ کو دور کر سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا۔

تب آپ نے سر نیچا کیا اور فرمایا کہ مجھے دکھلا کہ تیرا بیٹا کہاں غرق ہوا وہ آپ کو لے کر کنارے پر آئی تو دیکھا کہ اس کا بیٹا پانی پر مردہ تیر رہا ہے۔ پھر شیخ پانی میں تیر کر وہاں تک پہنچے اور اس کو اپنے کندھے پر اٹھا لائے اس کی ماں کو دے کر فرمایا کہ لے اس کو میں نے زندہ پایا ہے۔ وہ گئی ایسے حال میں کہ بچہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا گویا کہ کبھی اس کو کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ابی بکر عمر زادی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو طاہر خلیل بن شیخ پیشوا ابوالعباس احمد بن علی صرصری نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عزاز بن مستودع نفسانی باز اشب سے وہ کہتے تھے کہ شیخ ابوبکر بن ہوار سلف کے گذرنے کے بعد عراق میں پہلے شیخ ہیں اور چونکہ رجال الغیب کثرت سے آپ کی زیارت کو آتے تھے اس لئے جنگل میں رات کے وقت انوار دکھائی دیتے تھے جو کہ جنگلوں کو چیرتے تھے۔ آپ مقبول دعا تھے۔ جنگلوں کے لئے برکت کی دعا کی تھی اور کہا تھا خداوندا! ہمارے جانوروں اور سبزیوں اور رزقوں میں برکت دے پھر جنگل آپ کی دعا و برکت سے اور جگہ کی زمین سے زیادہ سرسبز زیادہ بہتر زیادہ وسیع رزق جانوروں کے اعتبار سے تھے۔ آپ کا تصرف ظاہر تھا۔ جب کبھی کسی گاؤں میں قحط پڑتا تو وہاں کے لوگ آپ کے پاس قحط کی شکایت کرتے اور آپ سے بارش کی التجا کرتے تو آپ ان سے فرماتے کہ جلد گھروں کو جاؤ۔ پھر وہ گھروں پر سوائے اس کے کہ پانی میں چلتے ہوئے جائیں۔ گھروں میں نہ پہنچ سکتے تھے۔ اور وہ بارش اس گاؤں سے

آگے نہ بڑھتی تھی۔ اور بسا اوقات بغیر بارش کے موسم میں یہ بات ہوئی۔

واسط میں ایک دفعہ سخت زلزلہ آیا کہ جس سے پہاڑ مل گئے اور مکانات گر گئے لوگ چلا اٹھے کیا دیکھتے ہیں کہ شیخ ابوبکر ان کے درمیان ہیں۔ آپ میں اور واسط میں چند روز کا راستہ تھا پھر زلزلہ ٹھہر گیا۔ اور شیخ کو تلاش کیا تو نہ دیکھا اس دن واسط میں ایک نیک بخت مرد تھا۔ اس نے خواب میں اس رات دیکھا کہ آسمان سے دو فرشتے اترے ہیں ایک ان میں سے دوسرے کو کہتا ہے قریب تھا کہ یہ زمین آج کے دن چلی جائے تو دوسرے نے کہا پھر کس نے اس کو روک لیا کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ابن ہوار کی طرف نظر کی تو مخلوق پر رحم کیا اور ان سے راضی ہوا۔ انہوں نے اجازت مانگی کہ زلزلہ ٹھہر جائے تب اس نے اجازت دی پھر انہوں نے کہا ساتوں زمینوں اور مٹی کو پھاڑا یہاں تک کہ وہ بھوت تک پہنچے اور اس کو کہا اے خدا کے بندے ٹھہر جا اس نے کہا کہ تم کون ہو؟ آپ نے کہا میں ابوبکر بن ہوار ہوں اس نے کہا مجھے حکم ہوا ہے۔ کہ میں تمہاری اطاعت کروں اور تیرے اہل زمان میں سے اور کسی کی اطاعت نہ کروں اور ٹھہر گیا۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ نے ایک دن جنگل میں ایک ایسے کنوئیں میں وضو کیا جو کہ معطل پڑا ہوا تھا۔ پھر اس کا پانی بڑھ گیا۔ اور شیریں ہو گیا۔

وہ ہواریوں میں سے تھے ہوار کردوں کا ایک قبیلہ ہے جو کہ جنگلوں میں آرہا تھا۔ وہیں آپ فوت ہوئے آپ کی عمر بڑی ہو چکی تھی۔ وہیں آپ کی قبر ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

کہتے ہیں کہ جب آپ کی وفات قریب ہوئی تو ان کو بلند انوار نے ڈھانپ لیا جس کو اس شان کے لوگوں نے دور و نزدیک سے دیکھ لیا اور حاضرین نے اس طرح کی خوشبو سونگھی کہ دنیا میں اس سے بڑھ کر خوشبو کسی نے نہ سونگھی ہو گی۔ اور جب آپ کا انتقال ہوا تو اطراف جنگل سے رونے اور چلانے کی آواز آتی تھی۔ مگر لوگ دکھائی نہ دیتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جنوں کی آواز تھی۔

خبر دی مجھ کو شیخ نیک بخت ابوالفضائل عبداللہ بن احمد بن علی بن یوسف ہاشمی

قیلوی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو جعفر عمر بن شیخ ابوالخیر سعید بن الشیخ پیشوا ابو سعید قیلوی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے باپ ابو سعد سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ پیشواء شریف ابو سعد بن ماحس حلدی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ ابو محمد شنبکیؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابوبکر بن ہوارؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ عراق کے اوتاد سات ہیں۔ معروف کرخیؒ' احمد بن حنبل' بشر حافیؒ' منصور بن عمار' جنید سری' سہل بن عبداللہ تستری' عبدالقادر جیلیؒ۔ ہم نے کہا کہ کون عبدالقادر فرمایا کہ ایک عجمی شریف ہو گا۔ جو کہ بغداد میں رہے گا۔ اور اس کا ظہور پانچویں صدی میں ہو گا وہ منجملہ صدیقین ہو گا۔ اوتاد وہ افراد ہیں کہ دنیا کے سردار اور زمین کے قطب ہیں۔

شیخ ابو محمد شنبکیؒ

یہ شیخ مشائخ عراق کے بزرگوں میں سے ہیں۔ اکابرالعارفین اور آئمہ محققین میں سے ہیں صاحب کرامات خارقہ اور افعال ظاہرہ احوال نفیسہ مقامات جلیلہ بلند ہمت عالی مرتبت اشارات نورانیہ اسرار قدسیہ انفاس ملکوتیہ صاحب الفتح روشن اور کشف جلی وصل خوشگوار سر روشن والے ہیں۔ ان کی بصیرتیں انوار غیوب سے روشن ہیں۔ ان کے بھید تھے جو کہ علائق موجودات سے مجرد تھے ان کے بزرگ ارادے صد در مراتب سے اوپر تھے اطوار معارف کے اعلیٰ درجہ تک بڑھے ہوئے تھے۔ مدارج حقائق اعلیٰ درجہ تک پہنچے ہوئے تھے مراتب قدس میں ان کی صدارت تھی۔ منازل قرب میں وہ آگے بڑھے ہوئے تھے۔ قرب کی سیڑھیوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ مضبوط تمکن میں ان کا قدم راسخ تھا۔ تصرف جاری میں ان کو طولی تھا۔ احکام ولایت میں ان کا ہاتھ روشن تھا۔ احوال نہایت میں ان کو بڑی قوت تھی۔ عوالم غیب میں ان کی نظر خارق تھی۔ خرق احوال میں ان کو مظہر عظیم تھا۔

باوجود اس کے کہ ان کو مقابلہ میں شروع اور مشاہدہ میں احوال تھے۔ اللہ کے مقام پر مقام رضا میں ثبات تھا۔ اس کی تقدیروں کی تصاریف کے ساتھ طلب محبت

تھی۔

وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف ظاہر کیا۔ وجود میں اس کو تصرف دیا اور احوال کی اس کو قدرت دی اسرار کا مالک کیا اس کو خرق علاوات دیئے موجودات کو اس کے لئے پلٹ دیا اس کے ہاتھ پر عجائبات کا ظہور کیا۔ غیب کی باتوں سے گویا کیا۔ اس کی زبان پر اسرار اور طرح طرح کی حکمتوں کو جاری کیا۔ اور اس کے لئے سینوں میں پورا قبول ڈال دیا۔ خاص و عام کے نزدیک اس کی ہیبت رکھ دی اس کو متقیوں کا امام اور ہدایت یافتوں کا نشان بنا دیا۔ وہ اس طریق والوں کے رکن اور بڑے اعلیٰ اماموں میں سے ہیں۔ ان کے محققین کے سرداروں کے سردار احکام شرع میں عالموں میں مشہور ہیں علم و عمل و زہد و تحقیق و تمکین و جلالت و مہابت کے راستوں میں بڑے ہاتھوں اور آنکھوں والے ہیں۔

ان کے وقت میں اس شان کی ریاست ان تک پہنچ گئی۔ انہی کے سبب عراق کے سالکین و صادقین کی تربیت ان کے مشکلات کے حل کرنے ان کے احوال کی تفصیل میں عمدہ کام ہوا ان کی صحبت سے بڑے بڑے لوگوں نے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ تاج العارفین ابوالوفا شیخ منصور شیخ عزار شیخ ابو سعد بن ماجس۔ شیخ موہوب، شیخ مواھب، شیخ عثمان بن مروہ بطائحین و غیرہم انہیں کے ارادہ کے ساتھ احوال فاخرہ کی ایک جماعت نے ارادہ کیا ہے۔ اعلیٰ مقامات والوں نے ان کی شاگردی اختیار کی ہے۔ جن مشائخ کا اس طریق میں قدم راسخ ہے ان میں سے ایک بڑی جماعت ان کی طرف منسوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مریدوں میں سے ایسے ایسے مرید پیدا کئے کہ جن کے افعال و اقوال کی اتباع کی جاتی ہے۔ اور تمام لوگ ان کے مناقب میں متفق ہیں۔ شرق و غرب میں ان کا اتباع ہے۔

یہی وہ شیخ ہیں کہ اپنے شیخ ابوبکر بن ہوار کے بعد عراق میں مشیخت اور راہ حق میں موجودات کے ان اسرار کو جو ان کو دیئے تھے۔ پھیلانے کے لئے کھڑے ہو گئے اللہ تعالیٰ کی طرف زبان صدق سے بلایا۔ پس دلوں کی محبتوں نے اس کو قبول کیا۔ اسرار کے معانی نے لبیک کہا ان کی زندگی پر اجماع ہو گیا۔ مشائخ و علماء نے ان کی

عزت کا اشارہ کیا۔ ان کے قول کی طرف رجوع کیا ان کے مرتبہ کا اقرار کیا۔ ان کی عدالت کو ظاہر کیا۔ اور ہر طرف سے طالبان طریق نے ان کا قصد کیا۔

وہ شریف الاخلاق لطیف الصفات کامل الاداب وافر عقل ہمیشہ خوش جھکنے والے کثیر التواضع بڑے با حیا۔ احکام شرع و آداب سنت پر ہمیشہ چلنے والے۔ اہل فضل کے دوست۔ اہل علم کی تعظیم کرنے والے تھے۔ ان کا قدم نہ پھسلتا تھا۔ اور خواہش نفسانی جس کا لوگ اتباع کرتے ہیں۔ ان کو تھکاتی نہ تھی۔ یہاں تک کہ ان کی موت آگئی۔

زبان اہل حقائق پر ان کا کلام نفیس تھا۔ منجملہ ان کے یہ ہے۔ اصل طاعت پرہیز گاری نفس سے حساب لینا ہے۔ نفس کا اصل حساب خوف و امید ہے۔ خوف و امید کی اصل معرفت و حدود عبد ہے اس کا اصل فکر و غور ہے۔ اس کی سردار عبرت ہے حسن خلق تکلیف کا برداشت کرنا۔ غصہ کم ہونا۔ رحم زیادہ ہونا ہے۔ اور جو شخص خدا کی آواز نہیں سنتا۔ وہ اس کے داعی کی آواز کیسے سنے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز سے غنی ہوتا ہے تو وہ خدا کی قدر سے حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص اپنے باطن کو مراقبہ و اخلاص سے زینت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو مجاہدہ و اتباع سنت و مخلوق سے وحشت ہو کر خدا سے محبت کرنے سے زینت دیتا ہے۔ مخلوق سے وحشت کی علامت یہ ہے۔ کہ خلوت کے مقامات اور شیریں ذکر سے علیحدگی کی طرف بھاگ جائے۔ جو شخص خدا تعالیٰ کو قدرت کے ساتھ نہیں پہچانتا تو اس نے اس کو پہچانا ہی نہیں کیونکہ جب اس نے اس کو پہچان لیا کہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ مجھ سے جو میرے پاس ہے لے لے اور وہ غیر کو دے دے اور یہ کہ اپنے فعل سے اس چیز کو میرے پاس نہیں ہے دیتا ہے تب اس نے اس کو پہچانا۔

اور جو شخص ارادہ کرے کہ اپنے یقین کا امتحان کرے تو وہ سوچے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اس کے ساتھ کیا وعدہ کیا ہے۔ اب دیکھئے کہ اس کا دل کس پر زیادہ بھروسا کرتا ہے۔

جو شخص اللہ عزّوجلّ کے ساتھ اس کے حکم پر مدد چاہتا ہے اور خدا کے آداب پر اللہ کے لئے صبر کرتا ہے تو وہ مقامات والوں میں سے ہے۔

جو شخص اپنے نفس پر آداب کے ساتھ غالب ہو تو اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اخلاص کے ساتھ کی۔

مخلوق کا خدا سے حجاب یہ ہے کہ اپنے نفسوں کے لئے تدبیریں کریں اور جس نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ تو اس کے قریب ہے تو اس کے دل سے اس کے سوا تمام چیزیں دور ہو جاتی ہیں۔ قوم (صوفیہ) نے اپنے نفسوں کو مجاہدہ میں۔ اپنی خواہشوں کو تکلیفوں میں۔ اپنے ارادوں کو مراقبہ میں گم کر دیا ہے۔ پھر ان کی شہوتیں مشاہدہ میں ہو گئی ہیں۔

انہی کے کلام سے یہ بھی ہے۔

جس شخص کو تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ ایسی حالت کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اس کو علم شریعت سے نکال دیتی ہے تو تم اس کے قریب مت جاؤ۔

اور جس کو تم دیکھو کہ وہ ریاست و تعظیم سے تسکین پاتا ہے تو اس سے بچو۔ اور جس کو تم دیکھو کہ وہ اپنے نفس میں مستغنی ہے تو جان لو کہ وہ جاہل ہے۔

اور جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میرا دل خدا کی طرف ہے اور اس کا ظاہر اس کی گواہی نہیں دیتا تو اس کے دین میں تہمت لگاؤ۔

اور جس کو دیکھو کہ اپنے نفس میں خوش ہے اور اپنے وقت سے تسکین پاتا ہے تو وہ دھوکہ میں ہے۔

جس کو تو دیکھے کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ اطمینان میں ہے اور اس کے کمال حال کا مدعی ہے تو اس کی بیوقوفی کی گواہی دے۔

اور جب کسی مرید کو دیکھے کہ وہ قصائد و اشعار سنتا ہے اور تن آسانی کی طرف اس کا میلان ہے تو اس کی بہتری کی امید نہ کر۔

اگر تو بھوکا مرجائے تو ایسے فقیر کی ہرگز رفاقت نہ کر جو کہ دنیا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی رفاقت چالیس دن تک دل کو سخت کر دیتی ہے۔

جو شخص کہ فرض کو سنت کے ساتھ ادا کرے اور حلال کو پرہیز گاری کے ساتھ کھائے ظاہر و باطن میں منہیات سے بچے اور اس بات پر موت تک صبر کرے تو بیشک

حقیقت ایمان تک پہنچ گیا۔

دل کی دوستی تین چیزوں سے ہوتی ہے۔ دنیا کے ترک' خدا کی تقسیم پر رضا آخرت کے لئے طلب علم کے شغل سے۔

اور جو بندہ بغیر علم کے دنیا کی شہوت حاصل کرتا ہے تو وہ عذاب ہی کو لیتا ہے۔

بلندیوں کی طرف پہنچنے کے لئے ترقی کی اعلیٰ سیڑھی یہ ہے کہ مراد حق کے لئے باطن کی اصلاح ہو۔ قرب کے رویہ کے لئے مخلوق کو دور کرنا۔ حجابوں کے رفع کے لئے اللہ تعالیٰ پر اعتماد ہو۔

اور ولی ہمیشہ اپنے حال کو چھپانے میں رہتا ہے۔ تمام مخلوق اس کی ولایت کی باتیں کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف دلوں میں زیادہ قریب وہ دل ہے کہ فقراء کے حصہ پر راضی ہے اور باقی کو فانی پر ترجیح دیتا ہے۔ گذشتہ قضا کی گواہی دیتا ہے اپنے افعال سے پرامید ہوتا ہے۔ اور جب تو کسی چیز سے عاجز ہو تو اپنے ضعف کو دیکھنے سے عاجز نہ ہو۔

علمائے ربانی

علمائے ربانی ہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ حدود آداب پر قائم ہیں۔ وہاں سے اس کے حکم کے بغیر تجاوز نہیں کرتے تمام علوم میں زیادہ نافع علم اللہ تعالیٰ (کی ذات صفات) کا علم ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد ماجد بن محمد بن خالد عراقی حلوانی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ صالح ابوبکر محمد بن شیخ عارف عوض بن سلامتہ غراد بغدادی صوفی نے کہا خبر دی ہم کو میرے والد نے سنا شیخ پیشواء ابو محمد ماجد" کردی سے وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے سنا اپنے شیخ تاج العارفین ابو الوفا سے وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ ابو محمد شبنکی کا شروع میں یہ حال تھا کہ جنگلوں میں قافلوں کو لوٹا کرتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کے ساتھی بھی تھے۔ ایک رات ایک قافلہ کو شیخ ابوبکر بن ہوار کے گاؤں میں روک لیا۔ لوگوں کو قتل کیا۔ اور ان کے مال کو تقسیم کیا۔ لیکن جب شیخ ابن" ہوار کے حجرہ سے صبح کے وقت آگے بڑھے تو ابو

محمد شنبکی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم چلے جاؤ شیخ نے میرے دل کو پکڑ لیا ہے۔ اور میں ان کے آگے کہیں دائیں بائیں نہیں بڑھ سکتا۔ ان سب نے کہا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ اور جو کچھ ان کے پاس مال وغیرہ تھا۔ سب وہیں ڈال دیا۔ تب شیخ ابوبکر نے اپنے مریدوں سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ اٹھو کہ مقبولوں سے جا ملیں۔ شیخ ان کے ساتھ نکلے۔ جب ان لوگوں نے شیخ کو دیکھا تو کہنے لگے۔ اے میرے سردار حرام ہمارے پیٹوں اور خون ہماری تلواروں میں ہے۔ شیخ نے ان سے کہا کہ اس کو چھوڑو کیونکہ ہر کچھ تم میں ہے۔ سب کچھ قبول ہو گیا۔ پھر ان سب نے شیخ کے ہاتھ پر بیعت کی اور شیخ ابوبکر شیخ ابو محمد اصلاح کے لئے تین دن تک متوجہ رہے۔ پھر چوتھے دن اس سے کہا اے ابو محمد! تم حداویہ کی طرف جاؤ۔ وہیں پر بیٹھو۔ اور اللہ عزوجل کی طرف (لوگوں کو) بلاؤ کیونکہ تم بیشک شیخ کمل ہو گئے ہو۔

پھر وہ حداویہ کی طرف چلے آئے۔ جیسا کہ شیخ نے ان کو حکم دیا تھا۔

شیخ ابوبکر نے فرمایا کہ ابو محمد اللہ عزوجل تک تین دن میں پہنچ گیا۔

شیخ ابو محمد سے پوچھا گیا کہ آپ تین دن میں اللہ عزوجل تک کیسے پہنچ گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک دن میں میں نے دنیا کو ترک کیا۔ دوسرے دن آخرت کو چھوڑ دیا۔ اور تیسرے دن میں نے صرف اللہ تعالیٰ کو طلب کیا۔ جو غیر سے مجرد ہو۔ سو میں نے اس کو ایسا ہی پایا۔

آپ کا ذکر تمام زمانہ میں پھیل گیا۔ تمام دور دور کے راستوں سے لوگ زیارت کے لئے آنے لگے۔ ان کے قرب کی جو خدا کے ساتھ تھی۔ علامت ظاہر ہونے لگی۔ ان کی کرامات پے در پے ظاہر ہونے لگیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعا سے مادر زاد اندھوں۔ برص والوں۔ اور پاگلوں کو اچھا کرتا تھا۔ اور تھوڑی چیز میں ان کے لئے برکت ہوتی تھی۔

خبر دی ہم کو ابو محمد سالم بن علی میاطی صوفی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ امام عارف عزالدین ابو العباس احمد بن جلیل ابو اسحق ابراہیم عراقی فاروثی نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ احمد بن رفاعیؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے ماموں شیخ منصور سے سنا وہ

فرماتے تھے کہ شیخ ابو محمد شنبکی جنگل میں تنہا بیٹھے تھے۔ پھر ان کے اوپر سے سو پرندے گذرے۔ اور ان کے گرد اتر پڑے ان کی آوازیں مل کر بلند ہوئیں تو آپ نے فرمایا کہ اے رب انہوں نے مجھے پریشان کر دیا۔ ان کی طرف دیکھا تو سب مر گئے۔ پھر آپ نے کہا کہ خداوندا میں نے ان کے مرنے کا قصد نہیں کیا تھا۔ پھر وہ کھڑے ہو گئے اور پر جھاڑ کر اڑ گئے۔

وہی فرماتے ہیں کہ آپ ایک جماعت پر گذرے۔ جن کے سامنے شراب کے مٹکے اور آلات خوشی تھے۔ آپ نے کہا خداوندا ان کی زندگی آخرت میں اچھی کر دے تب وہ شراب پانی ہو گئی اور ان پر اللہ تعالیٰ نے خوف ڈال دیا۔ پھر تو وہ چلائے اور اپنے کپڑے پھاڑ لئے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ انہوں نے اپنے برتنوں اور آلات کو توڑ دیا۔ ان کی توبہ اچھی ہو گئی۔

وہ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس مشکیزے آئے جن میں دودھ تھا۔ تب آپ نے ایک مشکیزے کا قصد کیا۔ اور اسی کو پھاڑ دیا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اس بکری کو جس کی یہ جلد ہے زندہ کیا۔ اور اس نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ مردہ ہے اور اس چمڑہ کو میرے لئے بلایا ہے کہ میں رنگا نہیں گیا۔

اس امر کی تلاش کی گئی تو بات وہی نکلی۔ جس کی آپ نے خبر دی تھی۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو الحسن علی بن ولی یحییٰ بن ابی القاسم ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ علی بن سلیمان نانبائی نے بغداد میں کہا کہ میں نے سنا شیخ علی بن ادریس روحانی سے اور خبر دی ہم کو ابو الفتح عبدالرحمٰن بن شیخ ابو الفرج توبہ بن ابراہیم صدیقی بغداذی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے سنا شیخ پیشواء۔ مکارم نہر خالصی سے یہ دونوں کہتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنے شیخ پیشواء علی بن الہیتی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ شیخ عزاز بن مستودعؒ کے مریدوں نے کہا کہ اگر کوئی ہم سے کہے کہ تمہارا شیخ کون ہے تو ہم کہیں گے کہ عزاز نہر اگر کوئی کہے تمہارے شیخ عزاز کا کون شیخ ہے تو ہم کہیں گے۔ "پس وحی کی اپنے بندے کی طرف جو کچھ وحی کی" یہ بات ان کے شیخ شیخ ابو محمد شنبکی کو پہنچی تو اپنے مریدوں سے کہنے لگے کہ ہمارے ساتھ شیخ عزاز کے گاؤں کی طرف

چلو۔ اور جب نہر کے دروازہ کے قریب پہنچے تو شیخ عزاز نکلے اور ان سے ملے۔ اور شیخ ابو محمد ان کے پاس چند روز رہے ایک دن شیخ ابو محمد نے اپنی دونوں آنکھیں بند کیں۔ اور آہ کیا۔ تب ان سے شیخ عزاز نے عرض کیا کہ اے میرے سردار! آپ کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ میری آنکھ۔ انہوں نے کہا مجھے بھی آپ دکھایئے۔

جب شیخ نے آنکھ کھولی تو شیخ عزاز غش کھا کر زمین پر گر پڑے اور ابو محمد حداویہ کی طرف چل دیئے۔ اور جب شیخ عزاز کو ہوش آیا تو اپنے تمام اصحاب کو جمع کیا اور ان سے کہا۔ جب تم سے کہا جائے کہ تمہارا شیخ کون ہے تو کہہ دیا کرو شیخ ابو محمد شبنکی اور عزاز ہمارے بھائی ہیں۔

شیخ علی بن الہیتی کہتے ہیں کہ مجھ سے شریف ابو سعد بن ماجس نے کہا کہ میں شروع میں جب کبھی حداویہ میں جاتا تو خلا میں فرشتے شیخ ابو محمد شبنکی کی ولایت کی نوبت بجایا کرتے تھے۔ اور شاویش (ملائے اعلیٰ) آسمان میں ان کے دبدبہ و غلبہ کے لئے چلاتے تھے۔ اور میں فرشتوں کو دیکھتا تھا۔ کہ فوج در فوج ان پر عزت و احترام کے ساتھ سلام کہتے تھے۔ میں اب یہ بات عراق کے تمام اطراف میں سنتا ہوں۔

میں نے جب کبھی آسمان سے بلا نازل ہوتے دیکھی ہے تو حداویہ پر سے گذرتے ہوئے۔ پھٹ جاتی اور دور ہو جاتی ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ فقیہ ابو القاسم محمد بن عبادہ انصاری حلی نے کہا کہ میں نے شیخ پیشواء ابو الحسن قرشی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ ابو سعد قیلوی سے سنا وہ کہتے تھے کہ اہل حداویہ نے حداویہ میں ایک گھر بنایا۔ اور اس کو مضبوط بنانے کے لئے۔ اس کے بنانے کے وقت کاریگروں پر غضب کرنے لگا۔ اس نے شیخ ابو محمد شبنکی کے مریدوں میں سے ایک مرید کو قابو کر لیا۔ اور کثرت سے اس کی شکائتیں ہوئیں۔ شیخ ابو محمد ایک دن اوپر سے گذرے اور کہا کہ انا نحن نورث الارض و من علیھا الا یہ یعنی ہم زمین اور زمین کے رہنے والوں کے مالک ہیں۔

تب وہ گھر دھڑام سے گر پڑا۔ اس کی بنائیں ٹوٹ گئیں۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ کبھی اونچا نہ ہو گا۔ مگر یہ کہ خدا چاہے ان کا یہ حال تھا کہ جب اس کی بنا مضبوط بناتے تھے

تو وہ گر جاتی تھی۔ ان گھر والوں کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ کبھی اس کی دیوار کو اونچا کریں۔

وہ کہتے ہیں کہ شیخ کی خدمت میں ان کا ایک مرید آیا اور کہنے لگا کہ بادشاہ کے پاس کوئی پیغام بھیجئے وہ مجھ کو اس قدر مال دے کہ میں اس سے اپنی ضروریات کی مدد کر سکوں۔ اگلے دن مرید آیا۔ اور کہنے لگا کہ اے میرے سردار! کیا آپ نے کسی کو سلطان کی خدمت میں بھیجا شیخ نے اس سے کہا بلکہ میں نے اس سے (یعنی اللہ تعالیٰ سے) کہا تھا۔ تو اس نے مجھ سے کہا ہے کہ اس کو جب تک وہ زندہ رہے گا میں کسی مخلوق کا محتاج نہ کروں گا۔

راوی کہتا ہے کہ اس کا یہ حال تھا کہ جب بھوکا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اس کی طرف بھیج دیتا کہ وہ اس کی مرضی کے موافق اس کو کھانا کھلا دیتا۔ اور جب برہنہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کپڑا بھیجتا جو پہن لیتا۔ اور جب چاندی یعنی روپیہ کا محتاج ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف بغیر سوال کے بھیج دیتا۔ اس کی ہمیشہ یہی حالت رہی۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ کو ایک شخص نے کہا کہ اے میرے سردار جب تو بادشاہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو تو اس سے میری نسبت دریافت کرنا۔ شیخ نے تھوڑی دیر سر نیچے کیا۔ اور پھر کہا میں نے اس سے تیری نسبت پوچھا تو فرمایا۔ نعم العبد انہ اواب یعنی اچھا بندہ ہے۔ بیشک وہ رجوع کرنے والا ہے (خدا کی طرف) اور عنقریب تو آج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا۔ آپؐ تمہیں اس بات کی خبر دیں گے۔

پھر اس شخص نے خبر دی کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات خواب میں دیکھا آپؐ نے فرمایا کہ شیخ ابو محمد شبکی نے سچ کہا ہے۔ تیرے حق میں بیشک کہا گیا ہے۔ نعم العبد انہ اواب

شیخ شنا بکہ میں جو کہ کرو کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ حداویہ میں سکونت رکھتے تھے جو کہ جنگل کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ اور اس میں وہ فوت ہوئے۔ ان کی عمر بڑی ہو گئی تھی۔ آپ کی قبر بھی وہیں ظاہر ہوئی جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

خبردی ہم کو فقیہ ابو غالب رزق اللہ بن محمد بن علی رتی نے کہا خبردی ہم کو شیخ صالح ابو اسحق ابراہیم بن شیخ پیشواء ابو الفتح منصور بن اقدام رتی نے وہاں پر کہا کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے سنا شیخ بزرگ پیشواء ابو عبداللہ محمد بن ماجد رتی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ بزرگ پیشواء ابو العباس احمد .تلی یمانی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے نانا شیخ بزرگ پیشواء ابو الفتح مواہب بن عبدالوہاب ہاشمی بطائحی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابو محمد شبنکی سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ ابوبکر بن ہوار شیخ عبدالقادر کا ذکر کرتے تھے۔ کہ وہ عنقریب عراق میں وسط قرن پنجم میں پیدا ہوں گے۔ اور ان کی فضیلت کی تصریح کرتے تھے۔ جو میرا علم ان کی نسبت ہے۔ وہ میرے کانوں سے تجاوز کر گیا ہے۔ پھر مجھے مقامات اولیاء کا کشف ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ ان کے صدر ہیں۔ اور مقربین کے مراتب کا کشف ہوا تو دیکھا کہ وہ ان سے بلند تر ہیں۔ مکاشفین کے اطوار کا مکاشفہ ہوا تو دیکھا کہ وہ ان کے بزرگ ہیں۔ عنقریب اللہ تعالیٰ ان کو ایسا مقرب بنائے گا۔ کہ اس میں ان کے سچے مرید اور ربانی علماء کے سوا اور کوئی ظاہر نہ ہو گا۔ وہ ایسے ہوں گے کہ ان کے افعال کی اقتداء کی جائے اور عنقریب اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے اپنے بندوں میں سے ایسے لوگوں کو بھیجے گا کہ جن کے بڑے درجات ہوں گے۔ وہ ایسے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب اور امتوں پر قیامت کے دن فخر کرے گا۔ اور ان کا جنت ٹھکانا کرے گا۔

شیخ عزاز بن مستودع بطائحی

یہ شیخ مشائخ عراق میں سے ہیں۔ سرداران عارفین اور اعلیٰ مقربین میں سے ہیں صاحب کرامات و احوالات فاخرہ افعال خارقہ انفاس صادقہ مقامات عالیہ اسرار قدسیہ تھے۔

صاحب راز ہائے ۔تینہ حقائق لطیفہ معارف شریفہ ہمت ہائے بلند مراتب عالیہ۔ فتح روشن کشف جلی قلب روشن بلند مشرب خوشگوار تھے قرب کے راستوں میں ان کا بلند معراج تھا۔ محاضر قدس میں ان کا مقام بلند تھا۔ وصل کی سیڑھیوں میں ان کا روشن

طور تھا۔ صدور مراتب میں وہ آگے ہیں۔ بلند منازل کی طرف وہ بڑھے ہوئے ہیں۔ وسیع تمکین میں ان کا قدم پختہ ہے۔ تصریف جاری میں ان کا لمبا ہاتھ ہے۔ علوم منازلات میں ان کا روشن ہاتھ ہے معانی مشاہدات میں ان کا ہاتھ فراخ ہے۔ حقائق آیات سے ان کی نظر کشادہ ہے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو خدا تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا۔ موجودات میں ان کو تصرف دیا۔ احوال نہایت پر ان کو قدرت دی۔ اسرار ولایت پر ان کو مالک کیا ہے۔ موجودات کو ان کے لئے بدل دیا۔ عادات کو ان کے لئے خرق کر دیا۔ ان کے ہاتھوں پر خرق عادات کو ظاہر کیا۔ غیب کی باتوں پر ان کو گویا کیا۔ ان کی زبان پر حکمت کی باتیں جاری کیں۔ ان کے لئے قبول تمام مخلوق کے نزدیک کر دیا۔

ان کے سینے ان کی ہیبت سے بھر دیئے۔ ان کے دلوں کو ان کی محبت کے ساتھ آباد کر دیا۔ راہ حق کے چلنے والوں کو ان کا پیشواء بنا دیا۔ اس شان کے وہ ایک رکن ہیں۔ اور ان کے برے اماموں کے سردار ہیں۔ ان کے محققین علماء کے صدر ہیں۔ ان کے سردار ہیں جو اس طرف لے جاتے ہیں۔ علم و عمل، زہد و تمکن، ہیبت و جلالتہ کے لحاظ سے احکام میں طاقتور اور عقل مند ہیں۔

وہ ایسے ہیں کہ ان کی طرف اس امر کی رعایت صادق مریدوں کی تربیت جنگل میں منتہی ہوئی ہے۔ ان کے پاس صلحاء اور اہل مراتب کی ایک جماعت جمع ہوئی تھی۔ اور ان سے علم طریقت آداب حقیقت سیکھا تھا۔ اس سے فائدہ حاصل کیا تھا۔ اور ان کی صحبت میں انہوں نے تخریج کی تھی۔ اصحاب احوال کی ایک بڑی جماعت ان کی ارادت کی قائل تھی۔

اور جن کا اس شان میں قدم راسخ ہے۔ وہ بہت سے ان کے شاگرد ہوئے ہیں۔ مشائخ و علماء نے ان کی تعظیم و احترام پر اجماع کیا ہے۔ ان کے مرتبہ کا اقرار کیا۔ ان کی عدالت کو ظاہر کیا ہے۔ ان کی بات تک پہنچے ہیں۔ ان کے حکم پر راضی ہوئے ہیں۔ ان کی زیارت کا تمام اطراف سے قصد کیا۔ امیروں نے ان کو آنکھوں سے دیکھا۔ اور قاصدوں نے اطراف جہاں سے ان کا قصد کیا ہے۔ اور جنگل کے مشائخ نے ان کا

لقب باز اشہب رکھا ہوا تھا۔ ان کی تعظیم کرتے تھے۔ اور ان کی قدر کو بڑھاتے تھے۔ وہ بزرگ صفات لطیف کامل آداب دائم توجہ ظاہر روشن بڑے حیا دار۔ وافر عقل احکام شرع کے بڑے پابند آثار سنت کے اتباع میں ہمیشہ رہنے والے احکام الٰہی کے پابند اللہ تعالیٰ کی تقدیروں کے محب' اہل دین کے دوست اہل فضل کی عزت کرنے والے اس کے ساتھ ہمیشہ مجاہدہ کرنے والے مقام مراقبہ کے پابند باطن و ظاہر میں طریقہ سلف کے ہم بغل تھے۔ آپ کا کلام اہل معارف کی زبان پر بلند تھا۔ منجملہ اس کے یہ ہے۔

غفلت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک غفلت رحمت اور دوسری غفلت غضب۔ رحمت تو یہ ہے کہ پردہ کھول دیا جائے تاکہ قوم عظمت و جلال کا مشاہدہ کرے پھر عبودیت سے ان کو نسیان ہو جاتا ہے۔ مگر فرائض و سنن سے نہیں دل کی مراعات سے غافل ہوتے ہیں۔ مگر مراقبہ واردات ہیبت سے نہیں۔

اور جو غفلت غضب ہے۔ وہ یہ کہ بندہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طاعت سے بے پرواہ ہو جائے یا کرامات کے دیکھنے کی طرف اس کی توجہ ہو اور عبودیت میں استقامت سے غافل ہو۔ بساط مجد اولیاء کی .سط ہے۔ تاکہ اس سے وہ مانوس رہے۔ اور ان سے حشمت جاتی رہے۔ جس میں کہ فوری مشاہدہ۔ اور غلبہ کی بساط دشمنوں کی بساط ہے تاکہ وہ اپنے قبیح افعال سے وحشی بنیں۔ پھر وہ اس امر کا مشاہدہ نہیں کرتے۔ جس کی طرف ان کی انتہا ہے۔ اور جن سے وہ مانوس ہے۔ اس پر ان کو اطمینان نہیں ہوتا۔ اور جب تیرا نفس تجھ سے بچ رہا تو بیشک تو نے اس کا حق ادا کیا۔ اور جب تجھ سے مخلوق بچ رہے تو بیشک تو نے ان کا حق ادا کیا۔ عارف کو یہ خوف ہوتا ہے کہ اس کا دیا ہوا جاتا نہ رہے اور خوف وعید کے نزول سے ڈرتا ہے۔ خوف' عدل کے غلبہ کے ملاحظہ سے پیدا ہوتا ہے اور امید و رقت فضل کے گوشہ چشم سے پیدا ہوتی ہے۔

ارواح شوق کے ساتھ باتیں کرتے ہیں۔ پھر حقیقت کی سوزش کے وقت مشاہدہ کے دامنوں سے لٹکتے ہیں۔ پھر وہ خدا کے سوا کسی کو معبود نہیں دیکھتے وہ یقین کرتے ہیں کہ محدث قدیم کو صفات معلومہ کے ساتھ نہیں پا سکتا۔ صفات حق اس کی طرف ملنے والی ہیں۔ پس خدا تو اس سے ملتا ہے۔ لیکن وہ منیفہ اس سے نہیں ملتا۔ عاشقوں

کے دل معرفت کے پروں کے ساتھ خدا کی طرف اڑنے والے ہیں۔ محبت کے ساتھ اس کی طرف چلنے والے ہیں۔ اس انوار اقدس کے ساتھ انس کے انوار کی طرف کھینچے ہوئے ہیں۔

قلب سلیم

قلب سلیم وہ ہے جو نیچے سے تو وفا کی طرف اور اوپر سے رضا کی طرف دائیں سے بخشش کی طرف اور بائیں سے آرزوؤں کی طرف اس کے سامنے سے ملاقات کی طرف اور پیچھے سے بقاء کی طرف اشارہ کرے۔ یہ بھی آپ کا کلام ہے۔

ارادہ

ارادہ یہ ہے کہ دل کو تمام اشیاء سے پھیر کر رب اشیاء کی طرف پھیرا جائے۔

تصوف

اور تصوف یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے ساتھ بلا فکر جلوس ہو۔ تجرید ایک بجلی ہے جو کہ بقایا کو جلا دیتی ہے۔ اور رسوم کو مٹا دیتی ہے۔ موجودات کے دیکھنے سے بچا دیتی ہے۔

وجد ایک نور ہے۔ اشتیاق کی آگ کے ساتھ مل کر روشن کرتا ہے۔ اور بقایا کو جلا دیتا ہے۔ جسمانی صورتوں پر اس کے آثار چمکتے ہیں۔

محبت ایک پیالہ ہے۔ جس کی سوزش اور بھڑک سینوں میں ہے۔ جب دلوں میں قرار پکڑتی ہے تو وہ فنا ہو جاتے ہیں۔ جب نفوس میں جگہ لیتی ہے تو وہ لاشے ہو جاتے ہیں۔ جب ارواح سے ملتی ہے تو وہ اڑ جاتی ہیں۔ جب عقلوں سے ملتی ہے تو وہ بیہوش ہو جاتی ہیں۔ جب فکروں سے ملتی ہے تو وہ حیران ہوتی ہیں۔

اور پورا علم یہ ہے کہ صفات جلال کی کنہ تک پہنچنے سے امید منقطع ہو جائے۔ اور جو شخص اپنے دل سے اپنے نفس کے سایہ کو اٹھا لیتا ہے۔ تو لوگ اس کے سایہ میں جیتے ہیں۔

تیرا افضل وقت وہ ہے کہ جس میں تو نفس کے خطرات سے بچا رہے اور لوگ اس میں تیری بدظنی سے بچ رہیں۔ شیخ عزاز رحمتہ اللہ علیہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

عو بونی الوصال والوصل عذاب   ورمونی باالصدوالصد صعب

مجھے انہوں نے وصال کا وعدہ دیا اور وصال شیریں ہے اور پھیکا انہوں نے رکاوٹ کی اور رکاوٹ سخت ہے۔

زعمواحسین اعتبواان جرمی   فرط حبی لھم وماذاک زنب

ان کا گمان ہے۔ جب کہ انہوں نے مجھے عتاب کیا کہ میرا جرم۔ ان کی فرط محبت ہے۔ حالانکہ یہ گناہ نہیں ہے۔

لاوحسن الخضوع عندالتلاقی   ماجزامن یحب الایحب

اور نہ اچھی طرو تنی ملاقات کے وقت میں (گناہ ہے) اور دوست کی جزا الجزا اس کے سوا اور نہیں کہ اس سے محبت کی جائے۔

خبر دی ہم کو ابوالمحاسن یوسف بن ایاس بن رجا۔طلبکی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن عبداللطیف بن شیخ ایشوخ ابوالبرکات اسماعیل بن ابی سعد احمد بن محمد بن دست زاد نیشاپوری بغدادی نے دمشق میں کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عزاز بطائحی نخلستان میں جا رہے تھے۔ کہ ان کی طبیعت نے کھجور کھانے کی خواہش کی۔ پھر ان کے لئے کھجوروں کے گچھے قریب ہو گئے۔ یہاں تک کہ زمین سے لگ گئے۔ آپ نے ان میں سے کھجوریں کھالیں۔ پھر وہ اپنے حال پر ہو گئے۔ جیسے کہ پہلے تھے۔

راوی کہتا ہے کہ آپ سے جن اور شیر باتیں اور محبت کرتے تھے۔ وحشی جانور بھی الفت کرتے تھے اور پرندے آپ کے پاس ٹھکانا کرتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ ہر شے اس سے محبت کرتی ہے۔ اور جو خدا سے باتیں کرتا ہے۔ اس سے ہر شے باتیں کرتی ہے۔ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے۔ ہر شے اس سے ڈرتی ہے۔ جو خدا تک پہنچ جاتا ہے۔ اس سے ہر شے اس کے جلال کی وجہ سے پیچھے ہو جاتی ہے۔ جو شخص خدا کو پہچانتا ہے تو ہر شے

اس سے بیگانہ ہوتی ہے۔ اس وجہ سے کہ اس کو ایک بڑی چیز (خدا نے) دی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ شیخ عزاز سے ہر شے مخاطب ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ جملوات و پتھر وغیرہ۔

اور ہر چیز ان سے ڈرتی تھی یہاں تک کہ ان کی ہیبت سے قریب تھا کہ ان کو لرزہ چڑھ جائے۔

آپ کا جلیس آپ سے ایسی محبت کرتا تھا کہ ان کے سوا اوروں کو بھول جاتا یہاں تک کہ جن مقامات میں بیٹھتے تھے۔ تو ان کے جدا ہونے کے بعد محبت اور راحت پائی جاتی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ آپ ایک شیر پر گذرے کہ جس نے جنگل میں ایک جوان کو پھاڑا تھا۔ اس کی پنڈلی کو دو ٹکڑے کر دیا تھا۔ اس نے راستہ بند کر رکھا تھا۔ اور لوگوں کو تھکا دیا۔ تمام جنگل کے لوگ اس سے تنگ آگئے تھے۔ تب شیخ اس پر چلائے تو وہ عاجزانہ صورت میں بھاگنے لگا۔ آپ کے سامنے دونوں رخسارے زمین پر ملنے لگا۔ پھر شیخ نے زمین پر سے ایک کنکر چنے کے برابر لیا۔ اور اس کو پھینکا تو وہیں مردہ ہو کر گر پڑا۔

پھر شیخ اس جوان کی طرف آئے۔ اور جو پنڈلی اس کی ٹوٹ گئی تھی۔ اس کو اس کے مقام پر رکھ دیا۔ اور اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے گھر کی طرف چلا گیا۔ ان کو اس امر کی اطلاع دی لوگ آئے۔ اور شیر کا چمڑا اتار لیا۔ شیخ اس کے تھوڑے دنوں بعد فوت ہو گئے۔

پتھر ہاتھ میں ریت کی طرح ہو گیا

خبر دی ہم کو شیخ صالح ابوالفضائل عثمان بن نصر بن یوسف بن احمد حسینی واسطی مقری نے کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو طالب عبدالرحمٰن بن ابی الفتح محمد عبدالسمیع ہاشمی واسطی مقری عادلؒ نے واسطہ میں کہا کہ میں نے اپنے دادا ابوالمظفر عبدالسمیع بن عبداللہ بن عبدالسمیع واسطی سے سنا وہ کہتے تھے کہ خلیفہ مقتدی باہر اللہ نے شیخ عزاز کو

جنگل سے بغداد کی طرف اس لئے طلب کیا کہ ان سے تبرک حاصل کرے۔ جب وہ محل میں داخل ہوئے۔ اور دہلیزوں سے گذرے تو جس پردے پر ان کی نظر پڑتی تھی۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ پھر جب مقتدی سے آپ کی ملاقات ہوئی تو شیخ نے اس سے کہا کہ عنقریب ایک عجمی بادشاہ ایسے لشکر کے ساتھ قصد کرے گا کہ تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لیکن میں نے بلاشبہ تیرے لشکر کو اس کے لشکر کی گردنوں کا اور تجھ کو اس کی گردن کا مالک بنا دیا ہے۔

سو ایک مدت کے بعد عجم کا بادشاہ بغداد کی طرف ایک بڑے لشکر کو لے کر آیا۔ مگر وہی حال ہوا۔ جیسا کہ شیخ نے فرمایا تھا۔ بادشاہ قید ہو گیا۔ اور چند روز بغداد میں مقید رہا۔ پھر بہت سا مال فدیہ کے طور پر دیا۔

اور شیخ منصوری سے کہا گیا کہ شیخ عزاز نے جب کہ پردوں کی طرف دیکھا تو وہ پھٹ گئے۔ تب اس نے کہا کہ جب حجاب ان کے سانسوں سے پھٹ گئے اور ان کی ہمت سے لپیٹے گئے تو پردے ان کی نظر سے کیسے نہ پھٹیں۔

وہ کہتے ہیں کہ شیخ عزاز سے کہا گیا ایسے حال میں کہ وہ پہاڑ کے نیچے تھے۔ کہ حال میں کیا قوت ہوتی ہے۔ تو فرمایا کہ جس کے لئے ہر ٹھوس چیز نرم ہو جائے اور سخت عاجز ہو جائے۔ پھر پہاڑ سے ایک پتھر ٹھوس لیا سو ان کے ہاتھ میں ریت کی طرح ہو گیا۔

خبر دی ہم کو شیخ صالح ابوالجعد عبدالرحمٰن بن ابی السعادات احمد بن محمد بن رضوان قرشی بصری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف بقیۃ السلف ابوالخیر مکارم بن خلیل بن یعقوب مصری بصری وراق نے کہا کہ میں نے شیخ بزرگ ابوالمعمر اسماعیل بن برکات واسطی خادم شیخ عزاز سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ عزاز سے سنا وہ فرماتے تھے۔ کہ مجھ پر شروع میں ایک حال وارد ہوا کہ جس میں چالیس دن تک استغراق میں رہا نہ میں کچھ کھاتا تھا نہ پیتا تھا۔ اس میں مجھے دو امر میں تمیز نہیں ہوتی تھی۔ پھر میں اپنے ہوش میں آیا۔ اپنے نفس سے سترہ دن تک مجھ کو ذہول ہو گیا۔ پھر میں اپنی عادت کی طرف لوٹ آیا۔ اور میرا نفس گیہوں کی گرم روٹی اور بھنی ہوئی مچھلی اور میٹھے پانی کا جو کہ

نئے برتن میں ہو مشتاق ہوا۔ اس وقت میں نہر کے کنارہ پر تھا۔ پھر میں نے بھنور میں ایک سیاہ شکل دیکھی اور جب وہ میرے نزدیک ہوئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ تین مچھلیاں ہیں۔ جو کہ پانی میں تیرتی ہیں۔ ان میں سے ایک کی پیٹھ پر روٹی ہے۔ اور دوسری کی پیٹھ پر ایک برتن ہے۔ جس میں مچھلی بھنی ہوئی ہے۔ اور تیسری کی پیٹھ پر نیا سرخ برتن ہے۔ اور موجیں سب کو دائیں بائیں تھپڑ مارتی ہیں۔ اسی طرح وہ چلتی رہیں حتیٰ کہ میرے پاس آپہنچیں۔ پس ان میں سے ہر ایک مچھلی نے جو کچھ اس پر تھا۔ میرے سامنے لا کر ڈال دیا۔ گویا وہ انسان ہے جو کہ دوسرے انسان کے سامنے وہ چیز رکھتا ہے کہ جس کا وہ ارادہ کرتا ہے۔ پھر وہ پانی میں چھپ گئیں اور میں نے روٹی کو لے لیا تو دیکھا کہ وہ سپید گیہوں کی روٹی ہے۔ جیسے کہ کھجور کا گودہ نرم ہوتا ہے۔ جس کی ہوا اونچی ہوتی ہے۔ پھر میں نے بھنی ہوئی مچھلی کھائی اور نئے برتن سے پانی پیا کہ دنیا میں اس سے بڑھ کر شیریں کبھی نہ پیا تھا۔ کھانے اور پانی سے میرا پیٹ بھر گیا۔ اور اس میں سے دسواں حصہ بھی کم نہ ہوا۔ میں نے باقی کو چھوڑ دیا اور چل دیا۔

شیخ بطائح کی زمین میں سے نفسیات کے کنارہ پر رہنے لگے اور وہیں فوت ہوئے۔ آپ کی عمر بڑی تھی۔ اور ان کی وفات شیخ منصور کی وفات سے پہلے ہوئی تھی۔ ایسا ہی مجھ کو معلوم ہوا۔ ان کی قبر وہاں پر ہے۔ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

خبر دی ہم کو ابو المحاسن یوسف بن ایاس ·علبکی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو الفتح نصرہی رضوان دارانی مقری نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ الشیوخ ابو الحسن عبداللطیف بن شیخ الشیوخ ابو البرکات اسماعیل بن احمد نیشا پوری بغدادی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ عزاز بن مستودع بطائحی سے ۴۸۹ھ میں سنا وہ کہتے تھے کہ بیشک بغداد میں ایک جوان عجمی شریف داخل ہوا ہے۔ جس کا نام عبدالقادر ہے۔ عنقریب وہ ہیبت کے مقامات میں چلے گا۔ اور بزرگ کرامات میں ظاہر ہو گا۔ غلبہ سے غالب ہو گا۔ محبت کی بلندی میں بلند ہو گا۔ ایک مدت تک موجودات اور جو اس میں فاعل مفعول ہوں گے۔ سب اس کے سپرد ہوں گے۔ تمکین میں اس کا قدم راسخ ہے۔ حقائق میں اس کا ہاتھ سفید ہے کہ ازل میں اس کے سبب ممتاز ہوا ہے۔ اور اللہ

عزوجل کے سامنے حضرت قدس میں اس کی زبان ہے۔ وہ ان صاحبان مراتب میں سے ہے کہ جو بہت سے اولیاء اللہ سے بڑھ چکے ہیں۔

شیخ منصور بطائحی

یہ شیخ عراق کے اکابر مشائخ اور بڑے عارفوں ہشیار محققین سرداران مقربین میں سے تھے۔ صاحب کرامات ظاہرہ افعال خارقہ احوال جلیلہ مقامات عالیہ مراتب بزرگ پختہ ارادہ موسوی رکھتے تھے۔ اشارات ملکوتیہ نغمات قدسیہ انفاس روحانیہ۔ صاحب فتح خوش نما اور کشف روشن بصائر خارقہ' اسرار صادقہ۔ معارف و حقائق روشن تھے۔ مراتب قرب میں سے ان کا محل بلند تھا۔ ان کی مجلس اونچی منازل اعلیٰ میں تھی۔ چشمہائے وصل میں سے ان کا میٹھا گھاٹ تھا۔ قرب کی سیڑھیوں میں سے ان کا طور اعلیٰ تھا۔ تمکین میں احوال نہایت سے قدم راسخ تمام احکام ولایت کے تصرف کرنے میں ان کا ہاتھ بلند ہے۔ علم میں مواقع غیوب میں مشاہدات قلوب کی تفاصیل کی ساتھ ان کا ید بیضا تھا۔

معارف و معانی کی شیر دار اونٹنیوں کی طرف ان کو سبقت ہے تقدم و بلندی کے درجات پر بلند ہے۔ اسرار کے خزانوں پر ان کی اطلاع ہے۔ انوار کی معدنیات میں وہ غوطہ زن ہے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف ظاہر کیا ہے وجود میں ان کو تصرف دیا ہے۔ احوال کی قدرت دی ہے۔ اسرار کا ان کو مالک کر دیا ہے۔ موجودات کو ان کے لئے بدل دیا۔ اسباب کو ان کے لئے خرق کر دیا۔ ان کو مغیبات سے ناطق کیا۔ ان کے ہاتھوں پر عجائبات کو ظاہر کر دیا۔ ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا۔ خاص و عام کے نزدیک ان کو پورا مقبول کر دیا۔ ان کی ہیبت سے لوگوں کے سینے بھر گئے۔ اور دل محبت سے بھرے۔ ان کو سالکین کا پیشواء بنایا۔ صادقین کے لئے ان کو حجت بنا دیا۔ وہ اس طریق کے ایک رکن ہیں ان کے سرداروں کے سردار ہیں۔ ان کے اماموں کے بڑے ہیں۔ اور جو لوگ اس راستہ کی طرف لوگوں کو بلا کر کھینچ

رہے ہیں۔ ان کے صدر ہیں۔ علماء احکام معرفت اور دانائی کے راستوں کے بڑے سرداروں کے جھنڈے اور نشان ہیں۔ آپ کی طرف آپ کے وقت اس کی ریاست سپرد کی گئی ان کے امور کی باگیں ان کے زمانہ میں ان کو دی گئیں۔ وہ شیخ بزرگ پیشواء ابو الحسن احمد رفاعی کے ماموں ہیں۔ ان کی صحبت سے تخریج کی۔ ان کی طرف احوال جلیلہ کی بڑی جماعت منسوب ہے۔ مقامات عالیہ والوں کی ایک جم غفیر جماعت ان کی شاگرد ہے۔ اور صلحاء کی ایک جماعت ان کے ارادہ کی قائل ہے آپ کی والدہ حاملہ ہونے کی حالت میں ان کے شیخ شیخ ابو محمد شنبکی کی خدمت میں جاتیں۔ اور دونوں میں باہمی رشتہ تھا۔ شیخ اس کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ آپ سے یہ امر بہ تکرار ثابت ہوا۔

آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں اس بچہ کی تعظیم کے لئے جو اس کے شکم میں ہے کھڑا ہوا کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ خدا کے مقربوں اور اصحاب مقامات میں سے ہے۔ اس کی بڑی شان ہو گی۔ علماء مشائخ ان کی تعظیم و عزت پر اتفاق رکھتے ہیں۔

ان کے مرتبہ کے اقرار ان کی منزلت کے اعتراف ان کے قول کی طرف رجوع کرنے ان کے حکم کی طرف پھرنے ان کے آداب پر چلنے ان کے ظہور عدالت پر اجماع ہو چکا ہے۔

ان کی زیارت کا قصد کیا گیا۔ اور ہر طرف سے نذریں آتی تھیں۔ وہ خوبصورت بارونق تھے۔ کامل الاداب جمیل الصفات کریم الاخلاق دائم خندہ پیشانی تھے اور اس کے ساتھ مجاہدات کا لزوم سلف کے طریقہ کا التزام راحت و رنج میں رکھتے تھے۔ ظاہر و باطن میں آداب شرع کا لحاظ رکھتے تھے۔ اللہ عزوجل کے احکام میں سختی اور نرمی میں محبت سے چلتے تھے۔ ان کا طریقہ کبھی اوندھا نہیں ہوا۔ علوم حقائق میں ان کا کلام بزرگ تھا۔ منجملہ ان کے یہ ہے۔

جس نے دنیا کو پہچانا اس میں زاہد بنا۔ اور جس نے آخرت کو پہچانا اس نے رغبت کی جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا تو اس کی رضا مندی احترام کیا۔ جس نے اپنے نفس کو نہ پہچانا۔ وہ غرور میں ہے۔ غفلت اور سختی سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو نہیں آزماتا۔

جس کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اس کو بیداری و خواب میں فائدہ پہنچاتا ہے۔

جوں جوں بندہ کا (دنیاوی) مرتبہ اونچا ہوتا ہے۔ اسی قدر عذاب اس کی طرف جلدی کرتا ہے۔

مضطرین کا زاد راہ صبر ہے۔ عارفین کا درجہ رضا ہے۔ پس جو صبر پر صبر کرے وہ صابر ہے جو شخص دین کو لے کر اللہ عزوجل کی طرف بھاگتا ہے تو وہ اس کو اپنے رزق میں مہتم کرتا ہے۔ اور وہ اس کے لئے بھاگتا ہے۔ نہ اس کی طرف دنیا کی موجودات اگر دنیا کے ترک پر تیری مدد نہ کریں تو وہ تیری مخالف ہیں۔ نہ تیرے فائدہ کی۔ اور اولیاء اللہ کی تین خصلتیں ہیں۔ ہر شے میں خدا تعالیٰ پر بھروسا کرنا۔ اس سے ہر شے سے بے پرواہی۔ ہر حال میں ان کی طرف رجوع کرنا۔ ان کا کلام ہے۔

نہایت ارادہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف چلے۔ پھر اس کو اشارہ سے پائے۔

توکل یہ ہے کہ معاملہ کو ایک ہی طرف لوٹانا۔

اخلاص میں ہر مخلص کا نقصان یہ ہے کہ وہ اپنے اخلاص کو دیکھا کرے۔

اللہ تعالیٰ سے انس یہ کہ دل قرب خدا سے خوش ہوں۔ اس سے ان کو سرور حاصل ہو۔ سکون میں اسی کی طرف ان کی نظر ہو۔

اپنے ماسوی سے ان کو پاک کردے وہ اسی کی طرف چلے۔ حتیٰ کہ وہی منشاء اللہ ہو جائے۔ جو شخص صفات عبودیت سے دھوکہ میں آجائے۔ نسیان ربوبیت اس میں داخل ہو گا۔

جس نے عبودیت کی اقامت کی حالت میں ربوبیت کی صنعت کی گواہی دی تو اس نے اپنے نفس سے قطع تعلق کیا اور اپنے رب عزوجل کی طرف سکون کیا اس وقت وہ استدراج سے بچ جائے گا۔

استدراج یہ ہے کہ یقین جاتا رہے کیونکہ یقین ہی کے ساتھ فوائد غیب کا استفادہ ہوتا ہے۔ کشف یہ ہے کہ دلوں میں ایسے انوار کہ غیبوں سے غیب کی طرف تمام اسرار معرفت کی قدرت کی وجہ سے چمکتے ہیں۔ بلند ہوں۔ حتیٰ کہ اشیاء کو اس طرح دیکھ لے جس طرح کہ ان کو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے۔ پھر لوگوں کے دلوں کی باتیں بتاتا

ہے۔ اور جب حق دلوں پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو ان کے لئے رجا و خوف کی زیادتی باقی نہیں رہتی۔

جب اللہ جل جلالہ' قیامت کے دن شرافت کی بساط بچھائے گا تو اولین و آخرین کے گناہ اس کے کرم کے حواشی میں سے ایک حاشیہ میں داخل ہو جائیں گے اور جب بخشش کی آنکھوں میں سے ایک آئینہ ظاہر کرے گا۔ تو گنہگار نیکوں سے مل جائیں گے۔ حضور کو اول درجہ قلب کا خدا کے ساتھ زندہ رہنا۔ پھر ہر شے سے غائب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو رہنا۔ عبارت کو علماء پہچانتے ہیں۔ اشارہ کو حکماء جانتے ہیں۔ اور لطائف پر مشائخ کے سردار واقف ہوا کرتے ہیں۔ اور یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

فلا زو به من بعد كل نهايه   ليا نه عزب لخضوع مع الجد

وہ اس کے ساتھ ہر نہایت کے بعد پناہ مانگتے ہیں ایسی پناہ کہ عاجزی سے اقرار کرنے والے کامیابی کے ساتھ ہیں۔

يعجز و تقصير مع الوجب الذى   به عرفوه لا و بو و بمن لو ب

عجز اور تقصیر کے ساتھ اس واجب کے ہوتے ہوئے کہ جس سے انہوں نے دوست کی دوستی کو پہچانا ہے۔

شیخ منصور کی کرامات

خبردی ہم کو ابوالمحاسن یوسف بن ایاس ۔طلبکی نے کہا خبردی ہم کو شیخ عالم ابوالفتح بصربن رضوان دارانی نے دمشق میں کہا۔ خبردی ہم کو شیخ الشیوخ ابوالحسن عبداللطیف بن شیخ الشیوخ ابوالبرکات اسماعیل نیشاپوری نے کہا کہ میں نے سنا اپنے باپ سے وہ کہتے تھے عجم کے لشکر نے ایک دفعہ شیخ منصور بطائحی کی موجودگی میں بغداد کا قصد کیا۔ اور جب دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا تو منصور ایک اونچے ٹیلے پر جو دونوں لشکروں کے سامنے تھے۔ اپنے مریدوں میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو بڑھایا اور فرمایا کہ یہ عراق کا لشکر ہے اور پھر بائیں ہاتھ کو پھیلایا اور کہا کہ یہ عجم کا لشکر ہے۔ پھر دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی۔ تب دونوں لشکر بھڑے پھر آپ نے بایاں ہاتھ روک لیا۔ اور اس کی انگلیوں کو سختی سے بند کر لیا۔ تب عراق کے لشکر پر عجم کا لشکر غالب آیا۔ اور عراقی بھاگ نکلے پھر دائیں ہاتھ کو پھیلایا اور اس کی انگلیوں کو سختی سے جمع کیا تو عراق کا لشکر عجمی لشکر پر غالب آیا۔ اور عجمی بری طرح بھاگے اور عراقی اپنے گھروں کو فتح مند اور خوشحال واپس آئے۔

خبردی ہم کو ابو محمد سالم بن علی ومیاطی صوفی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ بزرگ ابو حفص عمر بریدی سے وہ شیخ پیشواء ابوالحسن علی بن ہیتی سے بیان کرتے ہیں کہ شیخ منصور بطائحی اکابر مشائخ سے تھے۔ پورے تصرف والے مقبول الدعا ظاہر کرامات کثیر البرکات بڑے رعب والے۔ بحکم پروردگار ان کی ایک نگاہ سے وہی ہوتا تھا۔ جس کا وہ ارادہ کرتے تھے۔

وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک دن جنگل میں شیر پر گذرے جس نے ایک مرد کو پچھاڑا تھا۔ اور اس کے بازو کے ٹکڑے کر دیئے تھے۔ آپ شیر کی طرف آئے اور اس کی پیشانی کو پکڑ کر فرمایا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ ہمارے پڑوسیوں کے درپے نہ ہوا کرو۔ وہ شیر عاجزی کرنے لگا اور مرد کو چھوڑ دیا۔ شیخ نے اس سے کہا کہ خدا کے حکم سے مرجا تو وہ شیر مردہ ہو کر گر پڑا۔

شیخ نے جو مرو کا بازو الگ ہو گیا تھا۔ اس کو لے کر اس کی جگہ پر رکھ د اور کہا یا حیی یا قیوم ذو الجلال و لا کرام ۔ اس کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو باندھ دیا۔ پھر اس کا بازو تندرست ہو گیا گویا کہ اس کو کوئی تکلیف ہی نہ پہنچی تھی۔ اس نے اسی ہاتھ سے شیر کی کھال اتاری۔

ایک شخص آپ کی خدمت میں مصر سے آیا اور ان سے کہا کہ اے میرے سردار میں آپ کی طرف مصر سے ہجرت کر کے آیا ہوں۔ اور میں نے اپنا مال اپنی اولاد اپنا وطن اپنی وجاہت سب کچھ آپ کی خدمت میں رہنے کی خواہش سے چھوڑ دیا۔

تب شیخ نے مرو کے سینہ میں پھونک ماری تو اس کے دل میں ایک چمک پہنچی جس سے اس کو ملکوت اعلیٰ کا کشف ہو گیا اور فرمایا کہ یہ (انعام) تیرے مال اولاد وطن چھوڑنے پر ہے۔ پھر ایک مہینہ کے بعد اس کے سینہ میں پھونکا تو بقایا اس سے محو ہو گئی اور تمام مزے اس سے جاتے رہے اور فرمایا کہ یہ (انعام) تجھ کو تیری جاہ و ریاست کے ترک کی وجہ سے ہے۔ پھر ایک مہینہ کے بعد اس کے سینہ میں پھونکا اور اس کا مقام اللہ عزوجل کے سامنے دکھا دیا اور اس کے سامنے کھڑا کر دیا۔ اور فرمایا کہ یہ (انعام) اس لئے کہ تو نے میری طرف ہجرت کی ہے۔

اور فرمایا اے شخص میں نے تجھ کو اللہ تعالیٰ سے مانگ لیا ہے۔ اس نے تجھ کو مجھے دے دیا ہے۔ مجھ کو تیرے بارے میں تصرف دیا ہے۔ اور تیرے انعام کو میرے ہاتھ پر رکھ دیا ہے۔ یہ تیری غایت ہے کہ جس کے پاس تو قائم ہے

راوی کہتا ہے کہ وہ شخص اسی حال پر ثابت رہا یہاں تک کہ وہ جنگل ہی میں فوت ہو گیا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد قرشی ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو طاہر جلیل بن شیخ ابوالعباس احمد بن علی صرصری نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ پیشوا ابو محمد عبدالرحمٰن طفسونجی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ منصور کے زمانہ میں آسمان کی طرف سے عراق پر بلا نازل ہوتے ہوئے دیکھی تھی۔ جس طرح کہ بادل کا ٹکڑا ہوتا ہے کہ تمام دنیوی اور

بدنوں کو شامل تھی۔ تب شیخ منصور نے اس کے دفع کرنے میں اذن مانگا تو ان کو اذن دیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ جس زمین پر تم ہو اس پر رحم کیا گیا اور تمہاری خاطر ان کی برائیاں تم کو دی گئیں۔ پھر شیخ نے ایک شاخ لی اور اس کے ساتھ آسمان اور بلا کی طرف اشارہ کیا۔ اور یہ کہا کہ خداوندا اس کو ہم پر رحمت بنا دے وہ بادل بن گیا اور برس گیا۔ اور لوگوں نے اس سے بہت فائدہ حاصل کیا۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو زید عبدالرحمٰن بن سالم بن احمد قرشی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابوالفتح واسطی سے اسکندریہ میں سنا وہ کہتے تھے کہ بیان کیا مجھ سے شیخ بزرگ ابوالحسن علی ہمشیرہ زادہ سیدی احمد نے کہا کہ میں نے اپنے ماموں شیخ احمدؒ سے سنا فرماتے تھے کہ میرے ماموں شیخ منصورؒ سے پوچھا گیا کہ محبت کیا ہے۔ تو فرمایا میں سنتا تھا کہ عاشق اپنے خمار میں مست ہے اپنی شراب میں حیران ہے۔ سکر سے حیرت کی طرف نکلتا ہے۔ اور حیرت سے سکر ہی کی طرف جاتا ہے۔ پھر یہ اشعار پڑھے۔

الحب سکر خماره التلف　　یحسن منیه الذبول والدنف

محبت ایک نشہ ہے۔ جس کا خمار تلف ہے۔ اس سے لاغری اور بیماری اچھی ہوتی ہے۔

والحب کلموت یفنی کل ذی شغف　　ومن تطعمه اودی به التلف

محبت موت کی طرف ہے جو کہ ہر عاشق کو فنا کر دیتی ہے۔ اور جو شخص اس کو چکھتا ہے اس کو تلف ہلاک کر دیتا ہے۔

فی الحب مات الاولی صفوا محبهم　　ولو یحبوا لما ماتوا وما تلفوا

پہلے لوگ جن کی محبت صاف تھی محبت میں مر گئے۔ اگر وہ محبت نہ کرتے تو البتہ نہ مرتے اور نہ ضائع ہوتے۔

پھر آپ ایک درخت کی طرف کھڑے ہوئے جو کہ سبز اور تر و تازہ تھا۔ اس کے پاس سانس لیا وہ خشک ہو گیا اور اس کے پتے جھڑ پڑے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ محبت کی مثال اس ہولناک آواز کی ہے کہ جس میں آگ ہو یا ہوا جس میں کہ ہلاکت ہو اگر درختوں پر پڑے تو وہ مٹ جائیں اگر سمندروں پر چلے تو بے قرار ہو جائیں اگر

پہاڑوں پر تیزی سے چلے تو البتہ گر پڑیں اور دلوں کے جنگل میں اتر آئے تو موجودات کا کچھ اثر باقی نہ رہے۔ پھر تو وہ موجودات سے کوئی خبر نہ سنے اور یہ اشعار پڑھے۔

ان البلا د ما فیھا من الشجر لو با الھوی عطشت لسم تر و با لمطر

بے شک شہر اور اس کے جو درخت ہیں اگر وہ محبت کی وجہ سے پیاسے ہو جائیں۔

لو ذاقت الار ض حب اللہ لا شتغلت اشجار ھا با لھو ی فیھا من الثمر

اگر زمین خدا کی محبت کا مزہ چکھ لے اس کے درخت عشق کی وجہ سے اس میں پھل سے فارغ ہو جائیں۔

و عا اعضا نھا جدو ابلا ورق من خر نا الھو ی یر میر با لشر ر

ان کی شاخیں پتوں کے بغیر برہنہ ہو جائیں۔ عشق کی آگ کی حرارت سے شرارے پھینکیں۔

لیس الحدید و لا ھم الجبال اذا افو ی علی لحب و البلو ی من البشر

اس وقت انسانی محبت و بلا سے بڑھ کر نہ تو لوہا اور نہ ٹھوس پہاڑ قوی ہیں۔

پھر ہم سے کہا کہ فلاں شخص کی طرف چلو اور جنگل کے ایک بڑے جلیل القدر شخص کا نام لیا۔ اس سے جا کر محبت کی نسبت پوچھو۔ وہ تم کو اس کی خبر دے گا۔

راوی کہتا ہے کہ ہم اس کے پاس آئے اور اس سے پوچھا پھر وہ چپ کر گیا اس کے بعد وہ ایسا گلا جس طرح آگ پر رانگ قطرہ قطرہ ہو کر گلتی ہے۔ ہم اس کو دیکھتے تھے یہاں تک کہ وہ جاری پانی کی طرح ہو گیا۔ پھر اس کے پاس مشائخ آئے۔ اور اس کو روئی میں لپیٹ کر مقبرہ دار وان جو کہ واسط میں ہے دفن کر دیا۔

شیخ جنگل کی زمین میں نہو فلی پر رہتے تھے۔ اس کو وطن بنا لیا تھا۔ یہاں تک کہ اس میں فوت ہوئے ان کی بڑی عمر تھی۔ وہیں ان کی قبر ہے۔ جس کی لوگ زیارت کرتے ہیں۔

اور جب ان کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بیوی نے ان سے کہا کہ اپنے فرزند کے لئے وصیت کرو۔ آپ نے کہا نہیں بلکہ میرے بھانجے احمد کے لئے پھر جب بیوی نے

مکرر کہا تو آپ نے اپنے بیٹے اور بھانجے دونوں سے کہا کہ میرے پاس کھجور کے پتے لاؤ۔ تب بیٹا تو بہت سے لے گیا لیکن بھانجا کچھ نہ لایا آپ نے اس سے کہا کہ اے احمد تم کیوں نہ کچھ لائے اس نے جواب دیا کہ میں نے سب کو پایا کہ وہ خدا کی تسبیح کرتے ہیں۔ اس لئے مجھ سے نہ ہو گا۔ کہ میں ان کو کاٹوں۔ پھر شیخ نے بیوی سے کہا کہ میں نے کئی دفعہ سوال کیا کہ میرا بیٹا ہو تو مجھ سے کہا گیا نہیں بلکہ تمہارا بھانجا۔

خبر دی ہم کو فقیہہ ابوالفضل احمد بن یوسف بن محمد ازجی نے کہا خبر دی ہم کو میرے چچا شیخ ابوالغنائم رزق اللہ بن محمد بن احمد نے کہا کہ میں نے امام ابو منصور عبدالسلام میں امام ابو عبداللہ عبدالوہاب سے سنا وہ بغداد میں کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا ابو اسحٰق ابراہیم اور شیخ ابو طالب عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالسمیع ہاشمی واسطی سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم نے شیخ منصور بطائحی کے اصحاب کی ایک جماعت سے سنا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ منصور سے شیخ عبدالقادر کا ذکر کیا گیا اور ان دنوں وہ ابھی جوان تھے تو شیخ نے فرمایا کہ عنقریب ایک زمانہ آئے گا۔ کہ جس میں لوگ ان کے محتاج ہوں گے۔ اور عارفین میں ان کا مرتبہ بلند ہو گا۔ اور وہ ایسے حال میں فوت ہو گا کہ اللہ تعالٰی اس کے رسول کی طرف زمین والوں سے اس وقت زیادہ محبوب ہو گا۔ پس جو شخص تم میں سے وہ وقت پائے تو ان کی عزت کرے۔ اور ان کے امر کی تعظیم کرے۔

شیخ تاج العارفین ابو الوفاؒ

یہ شیخ اپنے وقت میں عراق کے مشہور مشائخ میں سے ہیں۔ اور اپنے زمانہ میں بڑے صاحب کرامات خارقہ اور احوال جلیلہ و انفاس صادقہ تھے۔ قرب و تمکن میں ان کا قدم راسخ تھا۔ حکمتوں و تواضع میں ان کا ید بیضا تھا۔ تصرف جاری میں ان کا ہاتھ لمبا تھا۔

ان کے زمانہ میں ان کی طرف اس شان کی ریاست منتہی تھی۔ مشائخ عراق کی بڑی جماعت نے ان سے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ علی بن الہیتی شیخ بقا بن بطو شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی۔ شیخ مطر بادرائی۔ شیخ ماجد کردی۔ شیخ احمد .تقی یمانی وغیرہم۔

بہت سے لوگ جن کے قدم اس امر میں راسخ ہیں۔ ان کے ارادہ کے قائل ہوئے۔ ان کے شاگرد اتنے ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ ان کے چالیس خادم ایسے تھے جو کہ صاحب حال تھے۔

عراق کے مشائخ ذکر کرتے تھے۔ کہ ان کے مریدوں میں سے ان کے علم کے ماتحت سترہ سلطان تھے۔

اور جنگل کے مشائخ کہتے تھے کہ ہم اس شخص پر تعجب کرتے ہیں کہ جو شیخ ابو الوفا کا ذکر کرے پھر وہ اپنے چہرے پر ہاتھ نہ پھیرے اور نہ خدا کا نام لے اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے تو کیسے اس کا چہرہ ان کی ہیبت کی وجہ سے نہ گرے۔

شیخ کی پہچان

وہ اول شخص ہیں کہ جن کا نام عراق میں جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ تاج العارفین رکھا گیا ہے۔ اور یہ وہی ہیں کہ جنھوں نے کہا ہے کہ شیخ کبھی شیخ نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ کاف سے قاف تک پہچان لے۔

آپ سے پوچھا گیا کاف اور قاف کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو اللہ تعالیٰ تمام موجودات پر ابتدائے خلقت سے جو کلمہ کن سے ہوئی ہے۔ اس مقام تک (کہ یہ کہا

جائے گا) وقفوھم انھم مسؤلون یعنی ان کو ٹھہراؤ بے شک ان سے پوچھا جائے گا۔ مطلع کر دے۔

وہ ان میں سے ایک ہے کہ جن کی تقلیست کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی کرامات و مناقب میں ایک کتاب جمع کی گئی ہے۔ اہل حقائق کی زبان پر ان کا بلند کلام تھا منجملہ اس کے یہ ہے۔

جس شخص کو نظر کا اثر پریشان کر دے اور خبر کا سننا بے قرار کر دے وہ شوقوں کے جنگل میں چلتا ہے۔ وہ زمانہ کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اور اپنی پریشانی میں یہ کہتا ہے کہ ایسے وصل کی طرف جس سے میں زندہ رہوں کیوں کر راستہ ملے۔

یہ بھی ان کا کلام ہے۔

ذکر وہ ہے کہ اپنے وجود سے تجھ کو تجھ سے غائب کر دے اور تجھ سے اپنے شہود کی وجہ سے (ہوش) لے لے۔ ذکر شہود حقیقت اور عادات کے کم ہونے کا نام ہے۔

اجسام قلمیں ہیں اروح تختیاں ہیں۔ نفوس پیالے ہیں۔ وجد ایک انگار ہے جو بھڑکتا ہے۔ پھر نظر سے جو چھینی جاتی ہے اور عبد کے فنا ہونے کے وقت حضوری میں دل کی باتوں کی قوت ہو۔ غلبہ شہود کی وجہ سے مشاہدہ کے سمندر میں دل مستغرق ہو۔

جو شخص اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کرتا ہے۔ تو وہ جھوٹے دعویٰ سے چھوٹ جاتا ہے۔

جو شخص کہ اپنے وقت کے حکم کو ضائع کرتا ہے وہ جاہل ہے اور جو اس سے قاصر رہے وہ غافل ہے اور جو اس کا اہتمام کرے وہ عاجز ہے۔

تسلیم یہ ہے کہ نفس کو میدان احکام میں چھوڑ دے۔ اور اس پر شفقت جو آئندہ خیالات سے ہوتی ہے۔ ترک کر دے۔

خبر دی ہم کو ابو المظفر ابراہیم بن ابو عبداللہ محمد بن ابوبکر محمد بن ناصر بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو میرے نانے شیخ صالح ابو عمرو عثمان بن طفسونجی نے کہا کہ میں نے سنا اپنے شیخ پیشواء ابو محمد عبدالرحمٰن طفسونجی سے طفسونج میں وہ کہتے تھے کہ میں نے غلبہ وقت میں یہ کہا کہ میں جب تک زندہ ہوں قلمینیا کی طرف نہ جاؤں گا۔ اور وہاں کے

لوگوں کی مجھے ضرورت نہیں۔ میری مراد اس سے شیخ تاج الدین ابو الوفاؒ تھے۔ پھر میں نے اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے استغفار کی اور ان کی خدمت میں آیا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اے عبدالرحمٰن تم نے ایسا ایسا کہا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کہ اب دن میں سے کونسا وقت ہے میں نے کہا ظہر کا وقت ہے۔ پھر آپ نے بیچ کی انگلی کو انگشت شہادت پر رکھا اور فرمایا کہ دیکھ اب کیا وقت ہے۔ تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ کالی رات ہے میں نے کہا اے میرے سردار! اس وقت میری نگاہ میں رات ہے۔ پھر اپنی انگشت شہادت کو انگلی سے نکالا اور اپنے مصلے کے کنارہ کو اٹھایا اور ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ اور فرمایا کہ میرے قرب ہو اور دیکھ کہ انگوٹھی کہاں گئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک ہاویہ ہے آگ میں جو کہ زمین کے گڑھے میں ہے۔ جسے میں دیکھ کر ڈر گیا۔ پھر کہا اے عبدالرحمٰن! مجھ کو عزت عزیز کی قسم ہے کہ اگر باپ کی شفقت بیٹے پر نہ ہوتی تو تم اس انگوٹھی کے مکان میں ہوتے۔

خبر دی ہم کو ابو الفتح محمد بن محمد بن علی ہذلی ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی نے وہاں پر کہا کہ میں نے سنا اپنے سردار شیخ علی بن ہیتی سے وہ فرماتے تھے کہ ہمارے شیخ تاج الدین ابو الوفاؒ کے زمانہ میں دس اولیاء پر غیب کے منازل وارد ہوئے۔ ان کے اسرار میں میں شریک تھا۔ اور ایک بات ان سب پر مشکل ہو گئی۔ تب وہ جمع ہو کر تاج العارفین ابو الوفا کی خدمت میں آئے تاکہ ان سے اس کی بابت پوچھیں انہوں نے آپ کو سوتے پایا اور سنا کہ ان کا ہر ایک عضو تسبیح، تہلیل و تقدیس کر رہا ہے۔ وہ اس لئے بیٹھ کر ان کے جاگنے کا انتظار کرنے لگے۔ پھر ان کے اعضاء بولے ان کے منازل سے ان کو خطاب کیا۔ جو امر ان پر مشکل ہو گیا تھا۔ وہ ان پر کشف ہو گیا۔ اور ان کے جاگنے سے پہلے سب چلے گئے۔

آپ پرجبی الاصل تھے جو کہ کردوں کا ایک قبیلہ ہے وہ یہ کہا کرتے تھے کہ میں شام کو عجمی ہوتا ہوں اور صبح کو عربی آپ کی قلمینیا میں سکونت تھی جو کہ عراق کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ اور وہیں رہے حتیٰ کہ بعد ۵۰۰ھ کے فوت ہو گئے۔ آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی۔

وفات سے پہلے آپ ایک درخت پر سے گذرے جو کہ آپ کے حجرہ کے قریب تھا۔ اس پر آپ نے اپنا ہاتھ رکھا اور کہا (بلاد تختی و خرمن) ہم نے اس کا مطلب نہ سمجھا اور جب آپ کا انتقال ہوا۔ وہ درخت کاٹا گیا۔ اور اس سے آپ کا تابوت بنا اور ان کی قبر کے دروازے پر چوکھٹ بنی تب ان کا مقصود سمجھا گیا۔

خبر دی مجھ کو اس بات کی فقیہ ابو اسحٰق ابراہیم بن احمد بن علی ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ کمال الدین محمد بن محمد بن وضاح نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد علی بن ادریس نے کہا ہم کو شیخ علی بن ہیتیؒ نے اس کا ذکر کیا۔ آپ کا نام جہاں تک مجھے معلوم ہے کیس ہے اور آپ کی کنیت ابو الوفا آپ کے دادا پیر شیخ ابو محمد شبنکیؒ نے رکھی تھی۔ کیونکہ انہوں نے ان کے وعدہ کی وفا کی تھی اور قصہ اس میں مشہور ہے۔

تسبیح کا چکر لگانا

خبر دی ہم کو ابو محمد صالح بن علی دمیاطی نے کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں ابو الحسن بغدادی نے جو کہ موزہ فروش تھے۔ اور الحسن علی نانبائی نے کہا موزہ فروش نے کہ خبر دی ہمارے شیخ ابو السعود حریمی عطار نے اور کہا نانبائی نے خبر دی ہم کو عمران گیماتی اور بزاز نے اور خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن منصور داری نے کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی اور ابوبکر محمد سخال مقری نے کہا ادریس نے خبر دی ہم کو ہمارے شیخ علی بن الہیتی نے اور ابن الخال نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ماجد کردی نے ان سب نے کہا تاج العارفین ابو الوفاؒ ایک دن کرسی پر بیٹھ کر وعظ فرما رہے تھے اور شیخ عبدالقادر ان کی مجلس کی طرف آئے اور وہ ان دنوں جوان تھے۔ اور بغداد میں اول ہی داخل ہوئے تھے۔ تب تاج العارفین نے اپنے کلام کو قطع کیا۔ اور شیخ عبدالقادر کے نکال دینے کا حکم دیا۔ پھر وہ نکالے گئے اور تاج العارفین نے کلام شروع کیا۔ پھر شیخ عبدالقادر مجلس میں داخل ہوئے۔ پھر تاج العارفین نے کلام شروع کیا اور حکم دیا کہ ان کو نکال دو۔ پھر نکالے گئے۔ اور تاج العارفین نے کلام شروع کیا۔ پھر شیخ عبدالقادر تیسری بار داخل ہوئے۔ تب تاج العارفین کرسی سے اتر پڑے ان سے معانقہ

کیا ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا کہ اے اہل بغداد ولی اللہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ میں نے ان کے نکالنے کا حکم کچھ ان کی اہانت کی وجہ سے نہیں دیا تھا۔ بلکہ اس لئے کہ تم ان کو پہچان لو اور معبود کی عزت کی قسم ہے ان کے سر پر مناجق ہے۔ جن کی زلفیں مشرق و مغرب سے بھی گذر جائیں گی۔

پھر ان سے کہا اے عبدالقادر ! اب ہمارا وقت قریب ہے اور عنقریب تمہارا وقت آئے گا اور عراق تم کو دے دیں گے۔

اے عبدالقادر ہر مرغ بولتا ہے اور چپ کر جاتا ہے۔ مگر تیرا مرغ قیامت تک چلائے گا۔ ان کو اپنا مصلی اور قمیض تسبیح اور پیالہ و عصا دے دیا۔ پھر ان سے کہا گیا کہ اس سے عہد لے لو تو کہا کہ اس کی پیشانی پر ایک پکارنے والا معظم ہے جب مجلس ختم ہو چکی اور تاج العارفین کرسی پر سے اترے تو آخری سیڑھی پر بیٹھ گئے شیخ عبدالقادر کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور ان سے کہا کہ اے عبدالقادر تمہارے لئے ایک وقت آنے والا ہے۔ جب وہ آئے تو اس بوڑھے کو بھی یاد کر لینا اور اپنی آنکھوں کو پکڑا۔

شیخ عمر بزاز کہتے ہیں کہ تاج العارفین کی وہ تسبیح جو شیخ عبدالقادر کو دے دی تھی۔ جب اس کو شیخ محی الدین زمین پر رکھتے تھے۔ تو اس کا ہر ایک دانہ زمین پر چکر لگاتا۔ اور جب شیخ فوت ہوئے تو وہ تسبیح ان کے پاجامہ کے کمربند میں پائی گئی۔ ان کے بعد شیخ علی بن الہیتی نے اس کو لیا۔ ان کے بعد شیخ علی بن شیخ محمد فائد نے لی۔

پیالے سے ہاتھ کانپنا

اور جو پیالہ شیخ کو دیا تھا۔ اس کو جو شخص ہاتھ میں پکڑتا تھا۔ اس کا ہاتھ مونڈھے تک کانپنے لگتا تھا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالمحسن بن عبدالمجید بن عبدالخالق حسینی اربلی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابوالفلاح منجمع بن شیخ جلیل ابوالخیر کرم بن شیخ پیشوا ابو محمد مظفر بادراتی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ فرماتے کہ میں ایک دن اپنے شیخ تاج العارفین ابوالوفا کی خدمت میں ان کے حجرہ میں جو قلمینیا میں

تھا۔ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اے مظفر دروازہ بند کر دے۔ اور جب ایک جوان عجمی میرے پاس آنے کو چاہے تو اس کو منع کر دے۔ پھر میں کھڑا ہوا۔ اتنے میں شیخ عبدالقادر آئے۔ وہ اس وقت جوان تھے۔ کہ مجھے اندر جانے کی اجازت دو پھر شیخ سے میں نے اجازت مانگی تو انہوں نے مجھے داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ میں نے ان کو گوشہ میں چلتے ہوئے دیکھا کہ وہ گھبراتے ہیں۔ پھر ان کو اجازت دی اور جب ان کو دیکھا تو چند قدم آگے بڑھے۔ اور ان سے دیر تک معانقہ کیا۔ اور کہا اے عبدالقادر مجھے اس کی عزت کی قسم ہے کہ جس کو عزت ہے مجھ کو پہلی دفعہ تیرے حق کے انکار نے تیرے آنے سے نہیں روکا تھا۔ بلکہ خوف کی وجہ سے۔ لیکن جب میں نے جان لیا کہ تم مجھ سے لوگے اور مجھے دو گے تو بے خوف ہو گیا۔

شیخ حماد بن مسلم دباس

یہ شیخ بغداد کے بڑے مشائخ میں سے ہیں۔ ان کے زاہدوں کے رئیس ان کے عارفوں کے نشان صاحب کشف خارقہ۔ احوال نفیسہ کرامات ظاہرہ وجاہت روشن تھے مخلوق کے نزدیک ان کو پورا قبول تھا۔ ان کا مقامات میں طور بلند تھا۔ اللہ تعالیٰ کے قرب میں مضبوط مرتبہ تھا۔ علوم حقائق میں علماء راسخین میں سے وہ یکتا عالم تھے۔ بغداد میں مریدوں کی تربیت کی انتہا ان پر ہوئی۔ مخفیات حالات کے کشف میں ان پر جماع ہو چکا ہے۔ ان کے وقت میں بغداد کے بڑے مشائخ وصوفی ان کی طرف منسوب تھے۔

وہ ان لوگوں میں سے ہیں کہ جن کی صحبت میں شیخ محی الدین عبدالقادر رہے ہیں۔ انہوں نے شیخ کی تعریف کی ہے۔ اور ان کی کرامات روایت کی ہیں۔ تاج العارفین ابوالوفا جب بغداد میں آتے تو ان کے پاس اترتے۔ ان کی شان بڑھاتے۔ مشائخ بغداد ان کی تعظیم کرتے۔ ان کے حضور میں ادب کرتے۔ ان کے کلام کو سنتے۔ آپس میں اختلاف کے وقت ان کو حکم بناتے۔

شیخ نجیب الدین سہروردی فرماتے تھے۔ اگر ابوالقاسم قشیری شیخ حماد دباس کو دیکھتے تو ان کو اپنے رسالہ میں بہت سے مشائخ پر مقدم لکھتے۔

امام پیشوا ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی فرماتے تھے کہ شیخ حماد دباس کی تحقیق میں وہ موشگافیاں ہیں کہ بہت سے متقدمین پر جن کے باعث بڑھ گئے ہیں۔ اپنے نفس پر بڑی گرفت کیا کرتے تھے۔

ان سے روایت ہے کہ وہ ایک شیخ معروف (کرخیؒ) کی زیارت کو نکلے راستہ میں ایک لونڈی کو دیکھا کہ وہ اپنے آقا کے گھر گا رہی ہے۔ تب وہ اپنے مکان کی طرف لوٹے۔ گھر والوں کو جمع کیا۔ اور فرمایا کہ آج مجھ سے کونسا گناہ ہوا ہے کہ اس عذاب میں مبتلا ہوا ہوں۔ ان کو کوئی گناہ یاد نہ آیا سوا اس کے کہ یہ کہا ہم نے کل ایک برتن خریدا تھا۔ جس میں تصویر تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اسی وجہ سے مجھ پر یہ عذاب ہوا ہے۔ اس برتن کی طرف بڑھے اور اس کی صورت کو مٹا دیا۔ ان کا کلام بلند تھا۔ منجملہ

ان کے یہ کہ دل تین قسم کے ہیں۔ ایک دل تو دنیا میں چکر لگاتا ہے۔ اور ایک آخرت میں۔ اور ایک دل مولی کا چکر لگاتا ہے۔ پس جس نے دنیا کا چکر لگایا وہ زندیق ہے۔

تم دل کو یقین کے ساتھ پاک کرو۔ تاکہ اس میں تقدیریں جاری ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ قریب راستوں میں اس کی محبت کا راستہ ہے۔ اس کی محبت صاف نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ محب روح بدوں نفس رہ جائے۔ جب تک اس کا نفس ہے ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں محبت کرے۔ اور نفس کے گم ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ کی سچی محبت آیا کرتی ہے۔

ان کا کلام یہ بھی ہے۔

ازلی محبت تقدیر سے پہچانی جاتی ہے۔ ازلی عشق خلق و امر سے جو تیرے پاس امر ہے اس کے موافق اخلاص کر بچ رہے گا۔ اور (اخلاص کر) جس قدر تیرے نزدیک قدر ہے۔

اس چیز کو پہچان جو یہاں پر تیرے وجود میں پائی جاتی ہے تو موحد ہو گا۔ اور اپنے ارادہ کو اس کی تدبیر پہچان تو فانی ہو جائے گا۔ اگر وہ تجھے بلائے تو اس کی بات مان۔ اگر تجھ سے وعدہ کرے تو کل کر۔ اگر تیرے برخلاف مقدر کرے تو تسلیم کر۔ اگر وہ کہے میں نے تجھ کو پسند کیا تو کہدے کہ میں نے سپرد کر دیا۔ اگر تجھ سے کہے کہ طلب کر تو کہو کہ تو نے سچ کہا۔ اگر تجھے کہے کہ میری عبادت کر تو کہو کہ مجھے توفیق دے۔ اگر تجھے کہے کہ مجھ کو ایک سمجھ تو کہو کہ مجھ کو جذب کر۔

جب معرفت آجائے تو وہ افعال ربانی ہو جاتے ہیں۔ موجودات جاتے رہتے ہیں۔ تو تو قبضہ میں ایسا صاحب دل ہو جاتا ہے کہ تجھ کو کوئی شے سوائے عزوجل کے نہیں ہوتی۔ جو کچھ کہ اس کے ساتھ ہو۔ وہ اس لئے ہوتا ہے جو تیرے ساتھ ہوتا ہے وہ تیرے لئے ہوتا ہے۔ پھر ایمان کے ساتھ دنیا کے اقسام سے فارغ ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ اس میں اس کی تصدیق ہے۔ علم سے اقسام آخرت سے فارغ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں اس کی معرفت ہے۔ معرفت کے ساتھ سب فارغ ہو جاتا ہے۔ جہاں کہیں ہو

گا کیونکہ وہ تیرے ساتھ اسی قدر ہے۔ جس قدر کہ تیری معرفت تیری قدر کے موافق ہے۔

برص کا بدن میں پھیلنا

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بنؒ عبداللہ بن ابی بکر ابہری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف عالم شہاب الدین ابو حفص عمر سہوردی نے کہا کہ میں نے اپنے چچا شیخ نجیب الدین عبدالقادر سہوردیؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ حماد بن مسلم دباس بغداد کے ان مشائخ میں سے جن سے میں ملا ہوں بڑے تھے۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ جن کی برکت کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کشائش (معرفت) کی ہے۔ ان کے شیرے پر نہ تو بھڑیں آتی تھیں نہ کھیاں (خلیفہ) مسترشد کا ایک غلام آپ کی زیارت کو آیا کرتا تھا۔ آپ نے اس سے کہا کہ میں تیری تقدیر میں قرب الٰہی کا بڑے درجات میں حصہ دیکھتا ہوں۔ تم دنیا کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جاؤ۔ اس نے آپ کا حکم نہ مانا وہ خلیفہ کا معتبر تھا پھر وہ ایک روز آپ کی خدمت میں آیا۔ درآنحالیکہ میں بھی آپ کے پاس موجود تھا آپ نے اس کو وہی بات کہی۔ لیکن وہ شیخ کی موافقت سے انکاری ہوا تب آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں حکم دیا ہے کہ تجھ کو اس کی طرف جس طرح چاہوں کھینچ لوں۔ میں برص کو حکم دیتا ہوں کہ تجھ کو ڈھانک لے۔

راوی کہتے ہیں کہ واللہ ابھی آپ نے اپنا کلام پورا نہ کیا تھا۔ کہ غلام کے تمام بدن میں برص پھیل گیا۔ پھر تو حاضرین حیران رہ گئے۔ وہاں سے اٹھا اور خلیفہ کے پاس گیا۔ خلیفہ نے اس کے لئے تمام حکیموں کو بلایا لیکن سب نے مل کر اتفاق کیا کہ اس کی کوئی دوا نہیں۔ پھر معتمدین دولت نے خلیفہ کو اشارہ کیا۔ کہ اس کو محل سے نکال دیا جائے۔ تب وہ نکال دیا گیا وہ شیخ حماد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے دونوں پاؤں چومے اور اپنی بدحالی کی شکایت کی اور التزام کیا کہ جو کچھ آپ فرمائیں گے وہی کروں گا۔ تب شیخ کھڑے ہوئے اس کا قمیص آپ نے اتار دیا جو کہ اس کے جسم پر تھا اور

فرمایا اے برص ! ادھر ہی چلی جا جدھر سے آئی تھی۔ ہم نے دیکھا کہ اس کا جسم ایسا ہو گیا جس طرح سفید چاندی پھر اگلے دن اس کو خطرہ (شیطانی ہوا) کہ خلیفہ کی طرف چلا جائے۔ شیخ نے اپنی انگلی اس کی پیشانی پر ماری تو اس کی پیشانی پر ایک خط برص کا پڑ گیا اور کہا کہ یہ نشانی تجھ کو خلیفہ کے پاس جانے سے روک دے گی۔ اس نے شیخ کی خدمت لازم کر لی یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن ابی عمران موسیٰ بن احمد مخزومی صوفی نے کہا کہ میں نے شیخ شہاب الدین ابو عبداللہ عمر سہروردی سے سنا اور خبر دی ہم کو ابو زید عبدالرحمٰن بن سالم بن احمد قرشی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابو محمد عبداللہ بن مطر رومی سے مصر میں ان دونوں نے کہا کہ ہم نے اپنے شیخ ابو نجیب عبدالقادر سہروردی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں شروع عمر میں شیخ حماد دباس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان سے میں نے کثرت مجاہدہ اور کشود کار نہ ہونے کی شکایت کی۔

انہوں نے کہا کہ میرے پاس کل دودھ کا سد (برتن) درس سے اٹھنے کے بعد لانا اور اپنا لباس نہ بدلنا۔ اور جب صبح ہوئی تو میں مدرسہ سے نکلا اور لباس بھی نہ بدلا بازار کی طرف گیا۔ وہاں سے دودھ کا سد خریدا اور اس کو سر پر اٹھا لیا۔ اور بغداد کے بازار میں چلا۔ اور ایسا اتفاق ہوا کہ میرے جان پہچان والے لوگ کھڑے ہو کر میری طرف دیکھتے تھے۔ اور جوں جوں میں چلتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرا نفس اس طرح گلتا ہے۔ جیسے قلعی آگ پر۔ اور جب شیخ حماد کی دوکان شیرہ کے قریب گیا۔ تو ان کو دیکھا کہ وہ اس کے دروازہ پر میرے انتظار میں کھڑے ہیں۔

جب انہوں نے مجھ کو ایک نظر سے دیکھا تو مجھ کو اس سے بھر دیا۔ میری عقل جاتی رہی۔ اور منہ کے بل گرا۔ اور دودھ بھی زمین پر گر پڑا۔ اور میں اب تک اس کی نظر کی برکت میں ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ان سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نہیں کھاتا بغیر کے فضل کھانے کے وہ خواب میں کسی شخص کو دیکھتے۔ وہ یہ کہتا کہ حماد کی طرف کچھ لے جا۔ اور دیکھنے والے کو یہ معین کر دیتا تھا۔ کہ یہ اس کی طرف لے جاؤ۔

وہ کہتے تھے کہ جو جسم فضل کے طعام سے پرورش پایا ہو۔ اس پر بلا کبھی غالب نہیں ہوتی۔ طعام فضل سے ان کی یہ مراد تھی کہ جو ان کو فتوح حق سبحانہ' سے صحت کا حال مشاہدہ ہوا تھا۔

گھوڑے کا امیر کو اڑا لے جانا

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ابی بکر بن عمر ازجی نے کہا۔ خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو طاہر خلیل بن شیخ جلیل ابو العباس احمد علی صرصری نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ حماد وباس" بغداد کے ایک گاؤں پر گذرے اور مظہریہ یہ حکومت کے امیر کو دیکھا کہ سوار اور نشہ میں جا رہا ہے شیخ نے اس پر انکار کیا۔ اور امیر نے اس پر غلبہ کیا۔ تو شیخ نے فرمایا اے گھوڑے اس کو پکڑ تب گھوڑا اس کو اس طرح دوڑا کر لے گیا۔ جس طرح بجلی ہو کہ نگاہ سے بھی آگے بڑھ جائے۔ اور گم ہو گیا۔ معلوم نہ ہوا کہ کدھر گیا۔ خلیفہ نے اس کے پیچھے لشکر دوڑایا لیکن اس کا پتہ نہ چلا۔

اور شیخ حماد وباس نے فرمایا کہ مجھ کو عزت معبود کی قسم ہے کہ گھوڑے نے اس کو نہ جنگل میں نہ سمندر میں نہ نرم زمین میں نہ پہاڑ پر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو کوہ قاف کے پرے لے گیا ہے۔ اور وہیں سے اٹھایا جائیگا۔

آپ کی اصل شام کے علاقہ کی تھی۔ اور بغداد میں مظفریہ میں سکونت تھی یہاں تک کہ وہیں ۵۲۵ھ میں انتقال کیا۔ آپ کی عمر بڑی تھی۔ شونیزی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ ان کا مزار وہاں ہی ہے۔ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن بن توقا بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبداللطیف بن معمر بن عسکر بن قاسم بن محمد ازجی مخزومی مودب نے کہا کہ میں نے اپنے دادا عسکر جو کہ قاضی ابو سعد مخزومی کے دوست اور صاحب تھے سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ حماد وباس" سے سنا وہ کہتے تھے۔ ایسے حال میں کہ ان کے پاس شیخ محی الدین عبدالقادر" کا ذکر کیا گیا۔ اور ان دنوں جوان تھے کہ میں نے ان کے سر پر ولایت کے دو نشان دیکھے ہیں۔ اور وہ دونوں اس کے لئے بھوات اسفل (طبقہ زمین) سے لے کر

ملکوت اعلیٰ تک ہیں۔ اور میں نے ثلاویش (ملاء اعلیٰ) کو سنا کہ اس کے لئے افق اعلیٰ میں صدیقین کے انقلاب سے پکارتے ہیں۔

خبر دی ہم کو فقیہ صالح ابو یوسف یعقوب بن اسماعیل بن ابراہیم بن محمد قرشی حمصی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو العباس احمد بن اسماعیل بن حمزہ ازجی مشہور لبن البقال نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو عبداللہ محمد بن شیخ امام ابو الثنا محمود بن عثمان جوتا فروش بغدادی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دن شیخ حماد دباس کی خدمت میں تھا۔ پھر شیخ عبدالقادر تشریف لائے۔ وہ اس دن جوان تھے۔ تب شیخ حماد ان کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ان سے ملے۔ اور فرمایا کہ مرحبا پہاڑ راسخ اور پہاڑ بلند کے لئے جو کہ حرکت نہ کرتا ہو۔ ان کو اپنے ایک طرف بٹھالیا۔ اور ان سے پوچھا کہ حدیث و کلام میں کیا فرق ہے۔

انہوں نے جواب دیا کہ حدیث یہ ہے کہ جس کے جواب کے تم مدعی ہو۔ اور کلام یہ ہے کہ جو تم کو خطاب پہنچے خبرداری کی دعوت کے لئے۔ دل کا گھبرانا۔ جن و انسان کے عمل سے زیادہ وزنی ہے۔ تب شیخ حماد نے فرمایا کہ تم اپنے زمانہ میں سید العارفین ہو۔

شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانیؒ

یہ شیخ خراسان کے بڑے مشائخ اور وہاں کے علماء کے سردار ہیں۔ اور سربر آوردوں میں سے ہیں۔ وہاں کے زاہدوں عارفوں میں سے بڑے ہیں۔ امام پرہیز گار عالم باعمل مسلمانوں پر حجت صاحب احوال جلیلہ و کرامات واضح مقامات روشن تھے۔ خاص و عام کے دلوں میں ان کی ہیبت تھی۔ علوم معارف میں ان کا قدم راسخ تھا فتاویٰ دینیہ میں ان کا ید بیضا تھا۔ احکام شرعیہ میں ان کا ہاتھ لمبا تھا۔ دلوں کی مخفی چیزوں کو کھول کر بتلاتے تھے۔

تصریف ظاہر میں ان کا فعل خارق عادات کا کام کرتا تھا۔ وہ اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن تھے۔ خراسان میں مریدوں کی تربیت کی ریاست ان تک ختمی ہوئی

ہے۔ ان کے پاس علماء فقہا صلحا کی ایک بڑی جماعت جمع ہو گئی۔ اور ان کے کلام سے انہوں نے نفع حاصل کیا۔ اور اس کی صحبت سے تخریج کی۔ لڑکپن سے لے کر وقت تک عبادت و خلوت و ریاضت نفس میں صراط مستقیم پر تھے۔ بڑے زاہدوں کی جماعت کی صحبت میں رہے تھے۔ علماء زمان میں سے ایک جماعت ان کی شاگرد تھی۔ جیسے ابو اسحٰق شیرازی بغداد میں۔ ابو المعالی جوینی نیشاپور میں وغیرہم جیسا کہ خراسان کے بڑے صدر و صلحاء کی ایک جماعت ان کی شاگرد تھی۔ وہاں کے مشائخ آپ کی بڑی قدر کرتے تھے۔ آپ کی تعظیم میں مبالغہ کرتے تھے۔ اہل حقیقت کی زبان پر آپ کا عالی کلام تھا۔ اس میں سے یہ کلام ہے کہ۔

سماع

سماع خدا کی طرف ایک سفیر اور خدا کا قاصد ہے وہ خدا کے لطائف اور زوائد میں سے ہے۔ غیب کے فوائد اور موارد ہے۔ فتح کے ابتداء اور انجام ہے۔ کشف کے معانی اور اس کی بشارت ہے۔ پس وہ ارواح کے لئے ان کی قوت ہے۔ جسموں کے لئے غذا دلوں کے لئے زندگی ہے۔ اسرار کے لئے بقا ہے۔ ایک گروہ وہ ہے۔ کہ اس کو خدا تعالیٰ مشاہدہ تربیت کے ساتھ سنتا ہے۔ ایک گروہ وہ ہے۔ کہ جس کو خدا تعالیٰ نعمت ربوبیت سے سناتا ہے۔ ایک وہ گروہ ہے کہ جس کو وصف قدرت سے سنتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لئے سنانے والا اور سامع ہوتا ہے۔ پس سماع ستر کو توڑنے والا اور سر کو کھولنے والا ہے۔ وہ چمکتی ہوئی بجلی اور چمکتا ہوا آفتاب ہے۔

ارواح کا سماع دلوں کے سنانے سے بسلط قرب پر حضور کے سامنے بدوں حضور نفسی موجودات پر فکر میں ہر لحظہ ہر تدبر ہر تفکر اور ہر ایک ہوا کے چلنے پر ہر درخت کی شاخ اور ہر بولنے والے کی بولی میں ہوتا ہے۔ تم ان کو دیکھتے ہو۔ کہ وہ متوالے حیران کھڑے ہوئے قیدی و عاجز و مست ہیں۔

آسمان کے صوفی

اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رونق کے نور سے ستر ہزار مقرب فرشتے پیدا کئے ہیں۔ ان کو عرش و کرسی کے درمیان حضور انس میں کھڑا کیا۔ ان کا لباس سبز صوف کا ہے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہیں۔ وہ وجد کرتے ہیں۔ عاشق حیران عاجزی کرنے والے مست ہیں۔ جب سے پیدا ہوئے ہیں۔ رکن عرش سے کرسی تک سخت شیفتگی کی وجہ سے کودتے پھرتے ہیں۔ وہ آسمان والوں کے صوفی ہیں۔ اور نسب میں ہمارے بھائی ہیں۔ اسرافیل علیہ السلام ان کے کھینچنے والے اور مرشد ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام ان کے رئیس اور متکلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا انیس اور مالک ہے۔ ان پر سلام و تحیتہ و اکرام ہو۔

گستاخی اور موت

خبر دی ہم کو شیخ فاضل ابو عبداللہ محمد بن شیخ بزرگ ابو العباس احمد بن الشیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن ابی عبداللہ بن علی جوینی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا میں نے سنا اپنے باپ سے وہ کہتے تھے کہ شیخ یوسف بن ایوب ہمدانی ایک دن لوگوں کو وعظ سناتے تھے۔ آپ سے دو فقیہوں نے کہا کہ تم چپ رہو۔ کیونکہ تم بدعتی ہو۔ تب آپ نے ان سے کہا تم چپ رہو۔ اور زندہ مر جاؤ۔ وہ اسی جگہ مردہ ہو کر گر پڑے۔

قسطنطنیہ سے لڑکے کی رہائی

اور اسی اسناد سے ہے کہ ہمدان کی ایک عورت کے لڑکے کو فرنگیوں نے قید کر لیا۔ وہ عورت شیخ یوسف ہمدانی کی خدمت میں روتی ہوئی آئی آپ نے اس کو صبر دلایا۔ اس نے صبر نہ کیا۔ پھر آپ نے کہا خداوندا اس کے قیدی کو چھوڑ دے۔ اور اس کو جلد خوش کر دے۔

پھر آپ نے اس سے کہا کہ اپنے گھر کی طرف جا اس کو اپنے گھر میں پائے گی عورت گھر کی طرف گئی۔ تو دیکھا کہ اس کا لڑکا گھر میں موجود ہے۔ عورت نے تعجب کیا۔ اور اس سے حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں اس وقت بڑے قسطنطنیہ میں تھا۔ سر سے پاؤں تک زنجیر تھی۔ پہرہ دار مجھ پر مقرر تھے۔ میرے پاس ایک شخص آیا۔ جس کو میں نے کبھی دیکھا نہ تھا۔ مجھ کو اٹھا کر یہاں پر ایک آنکھ کی جھپ میں لے آیا ہے۔ پھر وہ بڑھیا شیخ یوسف کی طرف آئی۔ آپ نے فرمایا۔ کیا خدا کے امر سے تعجب کرتی ہے۔

یہ شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن حسین بن شعیب ہمدانی نوسنجروی ہیں۔ اور نوسنجرو ہمدان کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا نام ہے۔ آپ وہیں ۴۴۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اور بنیامین میں ہرات سے مرو کی طرف جاتے ہوئے پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول ۵۳۵ھ میں فوت ہوئے۔ ایک مدت تک وہاں دفن رہے۔ پھر آپ کی نعش مرو کی طرف لائی گئی۔ اور سجدان کے آخری حصہ میں خصیرہ میں جو آپ کی طرف منسوب ہے۔ دفن کئے گئے۔

خبر دی ہم کو ابو المعالی عبدالرحیم بن مظفر بن مہذب قرشی نے کہا خبر دی ہم کو حافظ بن نجار بغدادی نے کہا کہ میری طرف عبداللہ بن ابی الحسین بن جبائی نے لکھا۔ اور میں نے اس کے خط سے نقل کیا وہ کہتے ہیں کہ شیخ یعنی شیخ محی الدین عبدالقادرؒ فرماتے ہیں کہ ہمدان سے بغداد کی طرف ایک شخص آئے۔ جن کو یوسف ہمدانی کہتے ہیں۔ اور یہ کہا جاتا تھا کہ وہ قطب ہیں۔ وہ سرائے میں اترے۔ جب میں نے سنا تو

میں سرائے کی طرف گیا۔ میں نے ان کو دیکھا۔ ان کی بابت پوچھا تو مجھ سے کہا گیا کہ وہ تہ خانہ میں ہیں۔ میں اتر کر ان کے پاس گیا۔ انہوں نے جب مجھے دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور مجھ کو اپنے قریب بلایا۔ میرے تمام احوال کا مجھ سے ذکر کیا۔ اور میری تمام مشکلات کو حل کر دیا۔ پھر مجھے کہا اے عبدالقادر لوگوں کو وعظ سناؤ۔ میں نے کہا اے میرے سردار! میں ایک عجمی شخص ہوں۔ بغداد کے فصحاء کے سامنے کیسے وعظ کروں۔

انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم نے اب تو فقہ۔ اصول فقہ و خلاف نحو۔ لغت تفسیر حفظ کر لی ہے۔ اب تم کو مناسب ہے کہ لوگوں کو وعظ سناؤ۔ کرسی پر چڑھو۔ اور لوگوں کے سامنے بولو۔ کیونکہ میں تم میں جڑھ دیکھتا ہوں۔ اور وہ عنقریب کھجور ہو جائے گی۔

الشیخ عقیل منجیؒ

یہ شیخ اپنے وقت میں شام کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ اور اپنے وقت کے بڑے عارفوں میں سے تھے۔ صاحب کرامات ظاہر و افعال خارقہ احوال عزیز۔ مقامات عالیہ۔ دلوں میں ہیبت عظیمہ والے تھے۔ علم حال و زہد میں اس طریقہ کے ایک رکن تھے۔ تمکین و ریاست و جلالت میں ان کے بڑوں میں سے ایک تھے۔ وہ بڑے کامل آئمہ اور محققین کے سرداروں میں ایک تھے۔ مشکلات آئندہ کے حل کرنے میں ان پر اجماع ہو چکے تھے۔

اس طریق میں ان تک ریاست کا انتہا ہوا ہے۔ وہ اپنے وقت میں شام میں شیخ الشیوخ تھے۔ ان کی صحبت میں ایک سے زیادہ بڑے بڑے مشائخ نے تخریج کی ہے۔ ان میں سے شیخ عدی بن مسافر اموی۔ شیخ موسیٰ بن ماہین زولی شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق قرشی۔ شیخ رسلان دمشقی وغیرہم ہیں۔

ہوا میں اڑنا

وہ اول ان لوگوں سے ہیں کہ جو خرقہ عمریہ کے ساتھ داخل ہوئے۔ اور شام کو

اس سے اللہ تعالیٰ نے مشرف کیا ہے۔ لوز ان سے لیا گیا۔ انہیں کا نام طیار تھا۔ کیونکہ جب انہوں نے اس گاؤں سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔ جس میں کہ وہ رہتے تھے تو آپ اس منارہ پر چڑھے اور وہاں کے لوگوں کو پکارا۔ جب وہ جمع ہوئے۔ آپ ہوا میں اڑے۔ لوگ آپ کو دیکھتے تھے۔ وہ آپ کے پاس آئے تو ان کو بلاد مشرق کے میدان میں دیکھا۔

چار مشائخ کی فضیلت

ان کا نام غواص (غوطہ زن) بھی ہے۔ یہ نام ان کے شیخ مسلمہ نے رکھا۔ کیونکہ وہ شیخ مسلمہ کے مریدوں کے ساتھ ایک دفعہ چلے تھے۔ کہ ان کی زیارت کریں۔ جب سب دریائے فرات پر پہنچے تو ان میں سے ہر ایک نے اپنا مصلی پانی پر رکھ دیا۔ اور اس پر سے پار ہو گئے۔ لیکن شیخ عقیل نے اپنا مصلی پانی پر بچھایا اور اس پر بیٹھ کر پانی میں غوطہ لگایا۔ لوگوں کو معلوم بھی نہ ہوا کہ وہ دوسری طرف نکل گئے اور بالکل تر نہ ہوئے۔ جب شیخ مسلمہ کی طرف سب آئے تو شیخ عقیل کا حال جو انہوں نے دیکھا تھا۔ بیان کیا انہوں نے کہا شیخ عقیل غوطہ زنوں میں سے ہیں۔ اور یہ ان چاروں میں سے ہیں کہ جن کے بارہ میں شیخ علی قرشیؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے چار مشائخ کو دیکھا کہ وہ اپنی قبروں میں ایسا تصرف کرتے ہیں۔ جس طرح زندہ کرتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر۔ شیخ معروف کرخی۔ شیخ عقیل منجی۔ شیخ حیات بن قیس حرانی۔

معارف میں کلام ان کا بلند تھا۔ منجملہ اس کے یہ ہے۔

معارف اس میں ہے کہ جس میں اس کی ترجیح دی جائے۔ عبودیت اس میں ہے کہ وہ حکم دیا جائے۔ خوف تمام امور کا سردار ہے۔ عارفین کا خوف یہ ہے کہ ان کے ارادے اللہ عزوجل کے افعال میں پائے جائیں۔

اولیاء کا خوف یہ ہے کہ ان کی خواہش اس کے حکم میں ہوں۔

متقی کا خوف یہ ہے کہ اپنے نفس کو مخلوق کے دیکھنے میں ایسا پائے کہ اگر ان کو تم میں موجود پائے۔ تو شریک ہو جائے۔ اور اگر تجھ کو تجھ پر غالب کر دے تو جھگڑے۔ یہ

بھی ان کا کلام ہے۔

اے شخص تو یہ کہہ کہ خداوندا مجھ کو اپنی قدر سے گم کردے اور اپنی مخلوق سے مجھے بچالے۔ جب امر آئے تو کہے کہ خداوندا مجھے ان سے بچا۔ اور جب قدر آئے تو کہے خداوندا مجھ کو مجھ سے بچا۔ اور جب فضل آئے تو کہے کہ خداوندا تیرا فضل جو مخلوق پر میرے بغیر ہے۔ پھر اگر تو چاہے تو خضوع کے وقت تجھ کو عبودیت حاصل ہو گی اور ناز کے وقت توحید پس تیری عبودیت اس کی طرف احتیاج کے ساتھ ہے۔

اور تیرا ناز' یہ ہے کہ یہاں پر اس کے سوا اور کوئی نہ ہو۔ اور جب کوئی معبود آجائیں تو کہو "اللہ پھر ان کو چھوڑ دے کہ اپنے شغل میں کھیلتے رہیں" خواہش سے مجاہدہ کر کے تو اس کو پہچانے گا۔ اور مخلوق سے نکلنے کے ساتھ اس کو ایک جانے گا۔

ہمارا طریق سعی و کوشش ہے اور اس سعی کو لازم رکھنا یہاں تک کہ گذر جائے پھر یا تو جوان اپنی آرزو کو پہنچے گا یا اس بیماری کے ساتھ مرجائے گا۔

جو شخص اپنے لئے حال یا مقام طلب کرے تو وہ معارف کے طریقوں سے دور ہے۔ جواں مردی یہ ہے کہ بندوں کی نیکیوں کو دیکھے اور برائیوں سے دور رہے۔ مدعی وہ ہے کہ اپنے نفس کی طرف اشارہ کرے۔ افسوس' رونا' سستی کو مقام سلوک میں گم کر دینا' رسوائی کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ صالح ابوالحسن علی بن شیخ فقیہ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن علی قرشی کرخی نے کہا خبر دی مجھ کو میرے باپ نے خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابوالخیر سعد بن شیخ امام ابو عمرو عثمان بن مرزوق بن حمید بن سلامہ قرشی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عقیل منجبی کے مرید تھے۔ ایک بار مع سترہ اشخاص کے جو اصحاب احوال میں سے تھے اور شیخ مسلمہ کے مرید تھے۔ ایک غار میں بیٹھے اور ان میں سے ہر ایک نے غار میں ایک جگہ اپنے اپنے عصا رکھ دیئے پھر ہوا پر سے چند مردان خدا آئے۔ اور ہر ایک عصا کو اٹھاتے تھے۔ لیکن شیخ عقیل کے عصا کی طرف آئے۔ اور سب نے قصد کیا کہ اس کو اٹھائیں علیحدہ علیحدہ اور مل کر بہتیری سعی کرتے رہے۔ لیکن نہ اٹھا سکے۔ اور جب یہ سب شیخ مسلمہ کی خدمت میں گئے۔ تو ان کو خبر دی

انہوں نے فرمایا کہ یہ لوگ اولیاء زماں میں سے تھے۔ جس عصا کو وہ اٹھاتے تھے۔ اس کا مالک ان کے مقام پر تھا یا اس سے کم اس لئے اس عصا کو اٹھا سکتے تھے۔ اور ان میں کوئی شخص عقیل کے مقام تک نہیں تھا۔ اور نہ اس کا شریک تھا اس لئے وہ ان کے عصا کو نہ اٹھا سکے۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ عقیل ایک دن بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس کو آپ چھیلتے تھے۔ اور آپ کے سامنے ایک ڈھیر اس کے چھلکوں کا پڑا تھا۔ اتنے میں منبج کا ایک تاجر آیا۔ اور اس نے آپ کے سامنے کچھ سونا رکھ دیا۔ تب شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے مرد ہیں۔ اگر وہ چاہیں اور یہ کہیں کہ یہ ریزے سونا بن جائیں تو سونا ہو جائیں۔

راوی کہتا ہے کہ وہ ریزے آپ کے سامنے پڑے تھے۔ سب روشن سونا ہو گئے۔

صادق کی علامت

خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد حسن بن شیخ ابو محمد عبداللہ شیخ ابوالحسن علی بن شیخ ابوالمجد مبارک بن احمد بن یوسف غزاری منبجی نے کہا کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے اپنے باپ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ ابوالمجد رحمتہ اللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دن شیخ عقیل منبجیؒ کی خدمت میں منبج کے پہاڑ کے نیچے حاضر ہوا۔ اور ان کے پاس صلحاء کی ایک جماعت تھی۔ تب ان میں سے ایک شخص نے کہا۔ کہ اے میرے سردار صادق کی کیا علامت ہے۔ فرمایا کہ اگر وہ اس پہاڑ سے کہے کہ حرکت کرے۔ تو وہ حرکت کرنے لگے۔ راوی کہتا ہے کہ وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا۔

پھر ان میں سے ایک نے پوچھا کہ اے میرے سردار وجود میں تصرف کرنے والے کی کیا علامت ہے۔ فرمایا کہ اگر جنگل اور سمندر کے جانوروں سے کہے کہ اس کے پاس آئیں تو آجائیں۔

راوی کہتا ہے کہ آپ نے ابھی اپنا کلام پورا نہ کیا تھا کہ پہاڑ پر سے ہمارے پاس وحشی جانور اور شیر جمع ہو گئے۔ جنہوں نے تمام میدان کو بھر دیا۔

راوی کہتا ہے کہ ہم کو ایک بچے نے خبر دی کہ دریائے فرات کا کنارہ اس وقت مچھلیوں سے بھر گیا ہے۔ جو مختلف قسم کی تھیں۔ پھر کہا کہ اے میرے سردار اس مخص کی کیا علامت ہے کہ جو زمانہ میں مبارک ہو فرمایا کہ اگر وہ اپنے پاؤں سے اس پتھر کو ایڑی مارے تو اس میں سے چشمے جاری ہو جائیں۔ کہا کہ پھر اس پتھر سے جو آپ کے سامنے تھا۔ چشمے جاری ہو گئے۔ پھر وہ ویسے ہی ٹھوس پتھر ہو گیا۔ جیسا کہ پہلے تھا۔

شیخ منبج میں رہے۔ اور وہیں وطن بنایا چالیس سال کے قریب وہاں رہے۔ اور وہیں انتقال فرمایا۔ ایسے وقت میں کہ آپ کی عمر بڑی ہو گئی تھی۔

خبر دی ہم کو ابو سعد عبدالقادر بن احمد بن بہنان کوفی نے کہا خبر دی ہم کو میرے نانا شیخ صالح ابوالخیر مسعود بن علی بن خلف بانسی نے کہا کہ میں نے اپنے ماموں شیخ عالم عارف ابو سلیمان داؤد بن یوسف بن علی بن محمد محمی شافعی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن شیخ عقیل کے پاس تھا۔ اور آپ سے کہا گیا۔ کہ بغداد میں ایک عجمی شریف کا جس کا نام عبدالقادر ہے۔ بڑا نام مشہور ہوا ہے۔ شیخ نے کہا کہ اس کا معاملہ آسمان میں زمین کی نسبت زیادہ مشہور ہے۔

یہ جوان بڑے مرتبے والا ہے۔ جس کا نام ملکوت میں بازاشہب مشہور ہے اور عنقریب اپنے وقت میں فرد ثابت ہو گا۔ عنقریب اس کی طرف امر لوٹایا جائے گا۔ اور اسی سے صادر ہو گا۔ اس کے زمانہ میں اس کی زیارت کی جایا کرے گی۔ اور راوی کہتا ہے کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ شیخ عقیل وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے شام میں شیخ عبدالقادرؒ کی نسبت یہ خبر دی ہے کہ وہ بازا شہب ہیں۔

شیخ ابو یعزی مغربیؒ

یہ شیخ بڑے مشائخ میں سے اور صدر اولیاء ہیں۔ ان کی کرامات خارقہ اور تصریف جاریہ ہے۔ ان کے مقامات روشن اوصاف بلند احوال جلیلہ ہے۔ وہ مغرب کے ایک اوتاد تھے۔ وہاں کے بڑے عارف اور بڑے زاہد محقق تھے۔ اس طریقہ کے ایک رکن

تھے نامور عالم تھے۔ مرتبوں میں ان کا قدم راسخ تھا۔ ان کی نظر خارق تھی۔ مغیبات کا ان کو کشف صادق اور جلی تھا۔ دلوں میں ان کی بڑی ہیبت تھی ان آنکھوں میں ظاہری حسن کی خوبصورتی تھی۔ بلاد مشرق و مغرب سے ان کی زیارت کا قصد کیا جاتا تھا۔

وہ ہمیشہ مراقبہ میں رہتے تھے اور اپنے نفس سے بڑی سختی کرتے تھے۔ مجاہدہ پر قوی تھے۔ باطنی بیماریوں کے واقف تھے۔ جو کہ سالکین کی فتوحات کی مشکلات کو حل کرتے تھے۔ مغرب میں انہیں کی طرف صادقین کی تربیت کی انتہا ہوئی ہے ان کی صحبت میں اکابر مشائخ کی ایک جماعت نے تخریج کی ہے۔ ان میں سے شیخ ابو مدین وغیرہ ہیں۔

ان کے ارادہ کی اس قدر مخلوق صاحب احوال قائل ہوتی جس کا شمار نہیں ہو سکتا اہل مغرب ان سے بارش طلب کرتے تو پانی ان کی وجہ سے ملا کرتا تھا۔ مشکلات میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے تو وہ کھل جاتی تھیں۔ ان کا معارف میں بلند مقام تھا۔

احوال اہل ہدایت کے مالک ہیں۔ وہ ان کا تصرف ہے اور اہل نہایات کا مملوک ہے۔ پھر وہ ان میں تصرف کرتے ہیں۔ اور جو حقیقت عبد کے اثر و رسوم کو محو نہ کر دے تو وہ حقیقت نہیں ہے۔

اسی میں سے ہے کہ جس نے خدا کو فضل کی جہت سے طلب کیا تو وہ اس کی طرف پہنچ جائے گا۔

اور جو شخص خدا کے ساتھ نہیں۔ وہ کسی کے ساتھ بھی نہیں زیادہ فائدہ مند وہ کلام ہے جو کہ مشاہدہ سے اشارہ ہو یا حضوری کی تعریف ہو۔

ولی ولی نہیں جب تک کہ اس کو قدم' مقام' حال' منازلہ' سر نہ ہو' قدم وہ ہے۔ کہ تو اپنے راستہ میں حق سبحانہ' و تعالیٰ کی طرف چلے۔

مقام وہ ہے کہ علم ازلیت میں تیری پیش قدمی تجھ کو اس پر برقرار رکھے۔

حال یہ ہے کہ تجھ کو فواید اصول سے بھیجے نہ نتائج سلوک سے۔

منازلہ یہ ہے کہ جو حضور کے نیچے ہے تو اس کے ساتھ مشاہدہ کی تعریف سے نہ سر کی وصف سے خاص ہو۔

اور سر یہ ہے کہ تو لطائف ازل کو ہجوم جمع اور سوائے کے مٹنے اور تیری ذات کے لاشے ہونے کے وقت اس کو سپرد کر دے۔

پس حکم قدم کی حفاظت طریق میں فقہ کے مفید ہے۔ اور حکم مقام کی حفاظت خفیہ معانی پر اطلاع پانے کے مفید ہے۔ حکم حال کی محافظت تعریف اللہ اور باللہ میں بسط زائد کر دیتی ہے۔

حکم منازلہ کی حفاظت فتح لدنی کے لشکر کے لئے اس کے سلطان قہر کی تائید کرتی ہے۔ حکم سر کی حفاظت موجودات کی خفیہ چیزوں کی اطلاع پر قدرت بڑھاتی ہے۔ حفظ و وقت مراقبہ پیدا کرتا ہے۔ حکم انفاس کی حفاظت مقام غیبت کی طرف حضور میں پہنچاتی ہے۔

خبر دی ہم کو فقیہ صالح ابو عبداللہ محمد بن موسیٰ بن ملوک بن ساسین مراکشی نے کہا کہ شیخ فقیہ عابد ابو محمد عبداللہ بن محمد بن احمد بن علی افریقی سے سنا۔ انہوں نے شیخ ابو سحری کو پایا تھا۔ کہا کہ شیخ ابو سحری شروع حال میں جنگل میں پندرہ سال تک رہے۔ اس عرصہ میں سوائے خبازی (ایک بوٹی یا درخت کا نام ہے) کے دانہ کے اور کچھ نہ کھاتے تھے اور شیر آپ کے پاس ٹھکانا کرتے تھے۔ پرندے آپ پر جھکے رہتے جب کبھی شیر جاتے اور قافلہ کو پھاڑتے راستے لوٹتے تو ابو سحری آتے ان کے کانوں کو پکڑتے اور کھینچتے پھر وہ ذلیل بن کر ان کے تابع ہو جاتے۔ ان سے آپ کہتے۔ اے خدا کے کتو یہاں سے چلے جاؤ ورنہ پھر نہ آنا۔ تب وہ وہاں سے چلے جاتے۔ حتیٰ کہ اس جگہ میں پھر کوئی ان سے نہ دیکھا جاتا۔

لکڑہارے ایک دفعہ آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور جس جنگل میں سے وہ لکڑیاں کاٹا کرتے تھے۔ اور ان سے روزی کماتے تھے۔ اس میں شیروں کی کثرت کی شکایت کی۔ آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ جنگل کے راستہ کی طرف جا۔ اور بلند آواز سے پکار دے کہ اے شیروں کے گروہ تم کو ابو سحری حکم دیتا ہے۔ کہ اس جنگل سے چلے جاؤ۔

راوی کہتا ہے کہ وہ خادم گیا اور اس نے ایسا ہی کیا شیروں کا یہ حال ہوا کہ جنگل

سے باہر دیکھے جاتے تھے۔ کہ اپنے بچوں کو اٹھایا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ جنگل میں ان میں سے کوئی نہ رہا اس کے بعد وہاں کوئی شیر نہ دیکھا گیا۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ مدین کہتے ہیں کہ میں قحط کے دنوں میں جبکہ مغرب میں تھا۔ شیخ ابو یعزیٰ کی خدمت میں آیا اور وہ جنگل میں بیٹھے تھے۔ ان کے گرداگرد بہت سے وحشی تھے۔ شیر وغیرہ ملے جلے تھے۔ ایک دوسرے کو تکلیف نہیں پہنچاتے تھے۔ اور آپ کے سر پر بہت سے پرندے تھے۔ ایک وحشی آپ کے پاس آتا اور آواز کرتا۔ گویا کہ آپ سے بات کرتا ہے۔ اور شیخ اس سے کہتا ہے کہ تم کو خدا تعالیٰ فلاں مکان میں رزق دے گا۔ پھر وہ آپ کے سامنے سے چلا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح آخری وحشی اور پرندہ آیا۔ جب کوئی آپ کے پاس باقی نہ رہا۔ تو میں نے کہا اے میرے سردار یہ کیا ہے۔ آپ نے مجھ سے کہا کہ اے شعیب یہ وحشی اور پرندے جمع ہو کر میرے پاس قحط سے سخت بھوک کی شکایت کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم بلاد مغرب کے سوا اور زمین میں رہنا پسند نہیں کرتے اس لئے کہ ان کو میرے پڑوس میں رہنے کی محبت ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے رزقوں کی اطلاع دی ہے۔ جس وقت اور جہاں ان کو ملے گا۔ سو میں نے ان کو اس کی خبر دی ہے۔ اب وہ اپنے رزقوں کی طرف چلے گئے ہیں۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو البقا عیسیٰ بن موسیٰ بن عبادہ بن نزاد تلمسانی نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ پیشواء ابو محمد صالح بن ویر جان وکالی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ پیشواء ابو مدینؒ سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ ہمارے بعض دوست ہمارے شیخ ابو یعزیؒ کی طرف ان دنوں میں آئے کہ مغرب میں قحط پڑا ہوا تھا۔ ان سے کہا کہ میری ایک زمین ہے۔ جس کے رزق سے میں اور میرا عیال کھاتا ہے۔ لیکن وہاں قحط پڑ گیا ہے۔ تب شیخ اس کے ساتھ کھڑے ہوئے اس کی زمین کی طرف آئے۔ اس میں چلے اور اس سے اس کی حد دریافت کرنے لگے وہ کہتا تھا کہ یہاں تک ہے۔ حتی کہ اس کے آخر تک پہنچا۔ پھر اسی کی زمین میں خاص کر بارش ہو گئی یہاں تک کہ سیراب ہو گئی۔ اور بارش اس سے آگے نہ بڑھی اس کے سوا اس کی قریب کی اور کھیتی آباد نہ ہوئی۔

راوی کہتا ہے کہ جب مغرب میں قحط پڑتا تو آپ عیدگاہ کی طرف آتے بارش مانگتے اور سجدہ کرتے آپ سجدہ سے سر کو جب تک بارش سے تر نہ ہوتے نہ اٹھاتے۔ لوگ شہر کی طرف پانی میں چلتے ہوئے آتے۔

شیخ پر گنہ فاس کے ایک گاؤں اعتب میں رہتے تھے۔ اور اسی کو وطن بنایا۔ یہاں تک کہ اس میں فوت ہوئے۔ ان کی عمر بڑی ہو گئی وہیں ان کی قبر ہے۔ جو کہ زیارت گاہ ہے۔ اہل مغرب نے آپ کا لقب بدرو رکھا ہوا تھا۔ اور اس کے معنے ان کے نزدیک بڑے باپ کے ہیں۔ یہ لقب اس لئے دیا کہ ان کی شان ان کے نزدیک بڑھی ہوئی تھی۔

خبر دی ہم کو ابو الحجاج یوسف بن عبدالرحیم بن حجاج بن علی مظفری فاسی نے کہا خبر دی ہم کو ابو محمد عبداللہ بستانی فاسی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ بزرگ عارف ابو حفص عمر بن ابی معمر ضہاجیؒ سے وہ کہتے تھے کہ ہمارے بعض دوست شیخ ابو حریؒ کے پاس آئے۔ ان سے بغداد کی طرف جانے کی اجازت چاہتے تھے۔ آپ نے ان سے کہا کہ جب تم بغداد میں آؤ تو تم سے وہاں ایک ایسے مرد کی زیارت فوت نہ ہو۔ جو کہ شریف [illegible] ہے۔ اس کا نام عبدالقادرؒ ہے۔ جب تو ان کو دیکھے تو میرا سلام کہنا اور میرے لئے ان سے دعا چاہنا۔ ان سے یہ کہنا کہ ابو حری کو اپنے دل سے نہ بھلانا کیونکہ میں نے واللہ تمام عجم میں اس جیسا کوئی شخص نہیں چھوڑا۔ اور عراق میں اس جیسا ہرگز کوئی نہ دیکھے گا۔ بیشک اس کی وجہ سے مشرق مغرب پر فضیلت رکھتا ہے۔ اس کے علم و نسب نے اور اولیاء پر اس کو واضح طور پر بہت سے امتیاز دیا ہے۔

شیخ عدی بن مسافر امویؒ

یہ شیخ مشہورین مشائخ اور بڑے عارفین مذکورین بڑے مقربین محبوبین میں سے تھے۔ صاحب کرامات واضح افعال خارقہ بلند مقامات احوال نفیسہ حقائق روشیہ معارف جلیلہ اشارات لطیفہ بلند ہمت معانی نورانیہ تھے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کے لئے خدا تعالیٰ نے اسباب آئندہ کو خرق کیا اور

موجودات کو ان کے لئے بدلا دیا۔ ان کے ہاتھوں نے عجائبات ظاہر کئے۔ دلوں کو ان کے لئے ذلیل کیا۔ ان کو وجود تصرف دیا۔ سینوں میں ان کی پوری ہیبت اور آنکھوں میں اچھی وجاہت ڈال دی۔ ان کو حجت و پیشواء قائم کیا۔ وہ اس طریق کے ایک رکن اور اس طریقہ کے بڑے عالم زاہدین محققین کے صدر ہیں۔ انہوں نے بلاشبہ مجاہدہ اور شروع احوال میں وہ طور پایا۔ جس کی چڑھائی مشکل جس پر تیر پھینکنا بعید جس کا پانا مشکل ہے۔ بہت سے مشائخ پر ان کا سا سلوک مشکل ہوا ہے۔

شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادرؒ ان کا ذکر فرماتے اور بہت تعریف کرتے تھے۔ ان کی سلطنت کی گواہی دیتے اور یہ فرماتے کہ اگر نبوت مجاہدہ سے مل سکتی تو بیشک اس کو عدی بن مسافر پا لیتے۔

بیشک ہم کو خبر دی ابو العفاف موسیٰ بن شیخ ابو المعالی عثمان بن بقائی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو اسحٰق ابراہیم بن محمود بعلبکی مقری نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابو محمد عبداللہ بطائحی سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے شیخ عدی بن مسافرؒ کے ساتھ مقام لالش میں پانچ سال تک نماز پڑھی ہے۔ ان کے پاس پانچ سال تک رہا ہوں۔ ان کا یہ حال تھا۔ کہ جب سجدہ میں ہوتے تھے۔ تو ان کے سر کے مغز میں سخت مجاہدہ کی وجہ سے ایک ایسی آواز آتی تھی۔ جیسے خشک کدو میں کنکروں کی آواز آتی ہے۔

شروع میں یہ حال تھا۔ کہ غاروں۔ پہاڑوں۔ جنگلوں میں تنہا رہتے اور سفر کرتے تھے۔ اپنے نفس پر طرح طرح کے مجاہدے مدت تک جاری رکھے۔ سانپ کیڑے پرندے وہاں آپ سے الفت کرتے تھے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جو بلاد مشرق میں مریدین صادقین کی تربیت کے لئے صدر نشین بن کر بیٹھے تھے۔ ان تک ان کی تربیت منتہی ہوئی۔ ان کے لئے ان کے احوال کے مشکلات کھلے بعض اولیاء اللہ ان کے شاگرد ہوئے ہیں۔ ان کی صحبت میں بہت سے فخریہ احوال والوں نے تخریج کی بہت سے صلحاء ان کی طرف منسوب ہوئے۔ چاروں طرف سے لوگ ان کی زیارت کا قصد کر کے آتے تھے۔

ان کے زمانہ میں ان کی بزرگی اور ان کے مرتبے کے اقرار پر مشائخ وغیرہ نے

اجماع کیا ہے۔

اور وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے تاج العارفین ابو الوفاؒ کو غسل دیا ہے بحالیکہ آپ جوان تھے۔ اہل طریق کی زبان پر ان کا کلام بلند تھا۔

اور اس کتاب میں ان کا کچھ ذکر پہلے گذر چکا۔ اور اس میں سے یہ ہے کہ تیرے لینے اور چھوڑنے کی ابتداء اللہ عزوجل سے خالی نہ ہو۔ پھر اگر اس کے ساتھ ہے تو وہ دینے میں تجھ سے شروع کرے گا۔ اور اگر اس کے لئے ہے تو اس سے اس کے امر سے رزق مانگ۔ اور جس میں مخلوق ہو تو اس سے ڈر۔ پھر جب تو ان کے ساتھ ہو گا۔ تو وہ تجھے بندہ بنا کر رہیں گے۔

اور تو جب اللہ عزوجل کے ساتھ ہو گا تو وہ تیری حفاظت کرے گا۔ اور جب تو اسباب کے ساتھ ہے تو پھر اپنا رزق زمین سے طلب کر۔ کیونکہ تجھ کو آسمان سے ہرگز نہ دیا جائے گا۔ اور جب تو ایمان کے ساتھ ہے تو اس کو آسمان سے طلب کر۔ کیونکہ پھر تجھے زمین سے نہیں دیا جائے گا۔

اور جب تو توکل کے ساتھ ہے۔ پھر تو نے اپنی ہمت سے طلب کیا۔ تو وہ تجھے ہرگز نہ دے گا۔ اور اگر تو نے اپنی ہمت کو دور کر دیا تو وہ تجھے دے گا۔ جب تو اللہ عزوجل کے ساتھ کھڑا ہے تو تمام موجودات کے مکان تیرے لئے خالی ہوں گے۔ تو قبضہ میں فانی ہو گا۔ اور تمام موجودات تجھ میں ہوں گے۔ اور تیرے لئے۔

شیخ اور مرید

شیخ وہ ہے کہ جو تجھ کو اپنی موجودگی میں جمع کرے اور اپنے غائب ہونے کی حالت میں تیری حفاظت کرے۔ اپنے اخلاق سے تجھے مہذب بنائے اور روشوں سے تجھے ادب سکھائے۔ تیرے باطن کو اپنی نورانیت سے منور کر دے۔

مرید وہ ہے کہ جس کا دل فقراء کے ساتھ محبت و خوشی سے صوفیوں کی ساتھ ادب و ارتباط سے مشائخ کے ساتھ خدمت کرنے اور رشک سے عارفین کے ساتھ تواضع و انکساری سے منور ہو۔

حسن خلق

حسن خلق ہر شخص کا وہ معاملہ ہے جو اس کو مانوس بنائے نہ وحشی۔ پھر علماء کے ساتھ تو اس طرح کہ ان کی باتیں کان لگا کر اور محتاج بن کر سنے۔ عارفین کے ساتھ بہ تواضع اہل معرفت کے ساتھ سکون و انتظار سے اہل مقامات کے ساتھ توحید و انکسار سے پیش آئے۔

جب تم کسی مرد کو دیکھو کہ اس کی کرامات اور خرق عادات ظاہر ہوتی ہیں۔ تو دیکھو کہ وہ امر و نہی کے وقت کیسا ہے۔

بدعتی سے پرہیز

جو شخص مودبین سے ادب سے نہیں لیتا تو وہ اپنے متبعین کو بگاڑتا ہے۔ اور جس میں ادنی بدعت ہو۔ اس کی مجلسوں سے ڈرتا رہ۔ تاکہ اس کی شامت تیری طرف نہ اوٹے۔ اگرچہ ایک مدت کے بعد ہو۔

جس شخص نے علم میں بدوں اس کی حقیقت کے بیان کرنے کے کلام ہی پر کفایت کی تو وہ منقطع ہوا۔

جس شخص نے عبادت پر بغیر فقر کے کفایت کی تو وہ نکل گیا۔ اور جس نے فقہ پر بغیر پرہیزگاری کے کفایت کی وہ دھوکہ میں پڑا۔

جو شخص اپنے واجبی احکام کو بجالاتا رہے تو وہ نجات پائے گا۔

ان کا کلام باری تعالیٰ کی توحید میں یہ ہے۔

اس کی ماہیت کہنے میں نہیں آتی اس کی کیفیت دل میں نہیں گذرتی وہ امثال و اشکال سے بلند ہے۔ اس کی صفات اس کی ذات کی طرح قدیم ہیں۔ وہ اپنی صفات میں جسم نہیں۔

وہ اس سے برتر ہے کہ اس کو اس کی مخلوقات سے تشبیہ دی جائے یا اس کو اس کی نوپیدا چیزوں کی طرف نسبت کیا جائے۔ اس کی مثل کوئی نہیں۔ وہ سمیع و بصیر ہے۔

اس کی زمین اور اس کے آسمانوں میں اس کا نہ کوئی ہم نام ہے۔ نہ اسکے حکم وارادہ میں کوئی اس کا ہمسر ہے۔ عقلوں پر یہ بات حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کا مثل بنائے۔

اور اوہام پر اس کو محدود کر دینا ظنوں پر اس کا قطع کر دینا۔ دلوں پر اس کی دور اندیشی نفوس پر اس کا تفکر فکر پر اس کا احاطہ عقلوں پر اس کا تصور بدوں اس کے کہ اس نے اپنی کتاب عزیز یا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر تعریف کی ہے حرام ہے۔

ہمارے اس طریقہ پر چلنے والے کے لئے یہ بات واجب ہے کہ وہ جھوٹے دعووں کو ترک کر دے۔

شیخ کی کرامت

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ محمد بن علی بن حسین بن محمد موصلی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو الفاخر حدی بن الشیخ ابو البرکات بن صخر بن مسافر اموی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے شیخ نیک ابو اسرائیل یعقوب بن عبدالمقدر بن احمد حمیدی اربلی سیاح سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ تین سال تک تنہا کوہ ہکار و لبنان و عراق و عجم کے پہاڑوں پر پھرتا رہا جب حالات مجھ پر آتے تھے۔ تب تو اپنے منہ کے بل گر پڑتا تھا۔ پھر مجھ پر ہوائیں چلتی تھیں۔ یہاں تک کہ مجھ پر سیل کی ایک جلد معلوم ہوتی تھی۔ میرے پاس بھیڑیا آیا۔ اور میری طرف ہنسی سے دیکھنے لگا۔ میری تمام جلد کو چاٹنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کو کھجور کے گابھے (گودے) کی طرح کر دیا۔ اور چل دیا۔ مجھ کو تعجب معلوم ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ میرے پاس آیا۔ اور میری طرف غصہ سے ترچھی نگاہ سے دیکھنے لگا۔ مجھ پر بول کر گیا۔ تب میں پانی کے چشمہ پر آیا۔ اور اس میں غسل کیا۔ جنگل کے درمیان پہاڑوں میں ایک قبہ میں داخل ہوا۔ مجھ میں اور لوگوں میں دس روز کی راہ تھی نہ کوئی شے نظر آتی تھی۔ اور نہ کسی کو دیکھتا تھا۔

میں نے کہا کہ کاش اللہ تعالیٰ میرے لئے بعض عارفین کو قابو کرے ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ عدی بن مسافر میرے پاس ہیں۔ مجھے انہوں نے سلام نہ کہا۔ تب میں ان کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ پھر میں نے جی میں کہا کہ انہوں نے مجھ کو سلام کیوں نہ کہا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم ایسے شخص پر سلام اور مرحبا نہیں کہتے جس پر کہ بھیڑیئے بول کرتے ہوں۔

پھر مجھ سے تمام وہ حالات بیان کئے جو مجھ کو سفر میں پیش آتے تھے۔ اور جو میرے دل میں باتیں آتی رہیں تھی۔ ہر بات جو میرے دل میں کھٹکتی تھی۔ اور میرے دل میں چبھتی تھی۔ ان کا ایک ایک واقعہ بیان کیا حتیٰ کہ بعض وہ باتیں بیان کیں کہ جن کو میں بھول گیا تھا۔

پھر میں نے کہا اے میرے سردار میں چاہتا ہوں۔ کہ اس قبہ میں قطع تعلق کر کے بیٹھ رہوں۔ اور میرے پاس ایک چشمہ پانی کا ہو۔ جس سے پانی پیا کروں۔ اور کچھ کھانے کو ہو تو کھا لیا کروں۔ آپ دو پتھروں کی طرف کھڑے ہوئے جو کہ اس قبہ میں تھے۔ ان میں سے ایک کو پاؤں کی ایڑی ماری اس سے میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ جو کہ نیل کے دریا کا تھا۔ دوسرے کو ایک ایڑی ماری تو اسی وقت اس میں ایک انار کا درخت اگ آیا اس سے آپ نے کہا کہ اے درخت میں عدی بن مسافر ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک دن میٹھا انار اور دوسرے دن کھٹا ہو جا۔ مجھ سے کہا کہ اے ابو اسرائیل تم یہاں رہو۔ اس درخت سے کھایا کرو اور اس چشمہ سے پیا کرو جب تیرا ارادہ کرے تو میرا نام لیجو میں تمہارے پاس آجاؤں گا۔

میں وہاں پر کئی سال تک رہا۔ اس درخت پر سے ایک دن میٹھا انار اور ایک دن کھٹا انار کھایا کرتا تھا۔ دنیا کے عمدہ سے عمدہ اناروں میں سے تھا۔ اور میں نے جب کبھی ان کو یاد کیا۔ تو فوراً اپنے پاس ان کو حاضر پایا۔ ان کے غائب رہنے کے زمانہ میں جو میرے دل میں باتیں گذرتی تھیں وہ سب بیان کر دیتے تھے۔

پھر کئی سال کے بعد ان کی خدمت میں موضع لالش میں آیا۔ اور ایک رات ان کے پاس رہا۔ مجھ کو ان کے سانسوں نے جلا دیا۔ اور چالیس دن تک میں ہر دن ٹھنڈا

پانی اپنے اوپر ڈالتا تھا۔ اپنے اندر ان کے سانسوں کی ہیبت کی وجہ سے سخت آگ محسوس کرتا تھا۔

میں نے آپ کو ایک دفعہ عبادان کے سفر کے لئے وداع کیا تو مجھ سے فرمایا کہ اگر تو کسی درندے کو دیکھے اور ڈرے۔ تو اس سے کہہ دیجو کہ تجھ کو عدی بن مسافر کہتے ہیں کہ چلا جا۔ اور مجھ کو چھوڑ جا۔ اور جب سمندر کی موج کا خوف ہو تو کہدیا کر اے متلاطم موجو تم کو عدی بن مسافر کہتا ہے ٹھہر جاؤ۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر جب میں کسی وحشی شیر وغیرہ سے ملتا تو اس سے کہتا کہ تجھ کو عدی بن مسافر کہتے ہیں کہ چلا جا۔ اور مجھے چھوڑ جا۔ تب وہ سر نیچا کر لیتا۔ اور جب کبھی سمندر ہم پر جوش میں آتا۔ اور ہم غرق ہو جانے کو ہوتے تو میں کہتا اے متلاطم موجو تم سے شیخ عدی بن مسافر کہتے ہیں کہ ٹھہر جاؤ۔ پھر میرا کلام پورا بھی نہ ہوتا کہ ہوا ٹھہر جاتی اور سمندر ساکن ہو جاتا۔ اور اس طرح ہوتا جیسے مرغ کی آنکھ۔

ایک ساعت میں حفظ قرآن

اور خلوم شیخ عدی بن مسافر کی اسناد سے یہ ہے کہا میں نے شیخ عدی بن مسافر کی خدمت کئی سال تک کی میں نے ان کے خارقات اپنے بارے میں مشاہدہ کئے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ کہ ایک دن میں اپنے ہاتھوں پر گرم پانی ڈالتا تھا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ کیا کرتا ہے میں نے کہا کہ قرآن مجید کی تلاوت کا ارادہ کرتا ہوں۔ کیونکہ میں اس میں سے سوا سورہ فاتحہ اور اخلاص کے اور کوئی سورت یاد نہیں رکھتا۔ اس کا حفظ کرنا مجھ پر بہت مشکل ہے۔

تب انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا۔ تو میں نے اسی وقت تمام قرآن حفظ کر لیا۔ اور میں ان کے پاس سے نکلا تو اس کو پورا پڑھتا تھا اس میں سے مجھ پر کوئی آیت بھی اٹکتی نہ تھی۔ میں اب تک اس کے پڑھنے میں اور لوگوں سے عمدہ پڑھتا ہوں اور اس کے درس پر زیادہ قادر ہوں۔

مجھ کو انہوں نے ایک دن فرمایا کہ تم بحر محیط کے چھٹے جزیرے میں جاؤ وہاں ایک مسجد پاؤ گے۔ اس میں داخل ہو جانا۔ وہاں ایک شیخ پاؤ گے اس سے کہہ دینا کہ تجھے شیخ عدیؒ بن مسافر کہتے ہیں کہ اعتراض کرنے سے ڈر اور اپنے نفس کے لئے کوئی ایسا امر نہ اختیار کر کہ جس میں تیرا کوئی ارادہ ہو۔

میں نے ان سے کہا کہ اے میرے سردار بھلا میں کہاں بحر محیط پہنچ سکتا ہوں۔ انہوں نے میرے دونوں کندھوں میں ہاتھ مارا۔ حالانکہ میں لائش کے حجرہ میں تھا کہ دریا دیکھتا ہوں کہ بحر محیط کے جزیرے میں ہوں۔ مجھے معلوم نہ ہوا کہ کیسے آیا ہوں۔ میں مسجد میں داخل ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک شیخ بارعب کسی فکر میں بیٹھے ہیں۔ میں نے ان کو سلام کہا اور شیخ کا پیغام پہنچا دیا۔ پھر وہ رو پڑے۔ اور کہا کہ خداوند جزاء خیر دے۔ میں نے کہا اے میرے سردار یہ کیا بات تھی۔ انہوں نے کہا کہ اے میرے فرزند اس وقت سات خواص (اولیاء) میں سے ایک ولی حالت نزع میں ہیں میرے دل میں یہ ارادہ تھا کہ میں ان کی جگہ ہو جاؤں۔ اور میرا خطرہ ابھی پورا نہ ہوا تھا کہ تم

آگئے ایسے وقت میں کہ میں یہی سوچ رہا تھا۔ پھر میں نے کہا کہ اے میرے سردار میں کوہ ہکار تک کیسے پہنچوں گا تب انہوں نے میرے کندھوں پر ہاتھ مار کر مجھے دھکیل دیا۔ میں نے دیکھا تو پھر شیخ عدی بن مسافر کے حجرہ میں ہوں۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ وہ دس خواص میں سے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن شیخ سے عرض کیا کہ اے میرے سردار کچھ مجھے غیب کی چیزیں دکھائیے۔ آپ نے مجھے ایک رومال دیا۔ اور فرمایا کہ اس کو اپنے چہرہ پر رکھ لے میں نے اس کو رکھ لیا۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ اس کو اٹھا لے میں نے اٹھا لیا۔ تو میں نے فرشتوں کو دیکھا۔ جو کہ کاتب ہیں۔ میں نے ان کی تحریر اور مخلوق کے تمام اعمال کو دیکھا۔ پھر میں اس حالت میں تین دن تک رہا جس سے میری طبیعت مکدر ہو گئی۔ پھر میں نے اس حالت سے فریاد کی تو آپ نے پھر وہی رومال میرے چہرہ پر رکھ دیا۔ پھر اس کو اٹھا لیا۔ وہ تمام مجھ سے چھپ گیا۔

آپ نے مجھ کو ایک دن وہ مرغا بتلایا جو کہ نمازوں کے وقت عرش کے نیچے اذان دیتا ہے۔ میں نے کہا اے میرے سردار مجھ کو اس کی آواز سنا دیں جب ظہر کا وقت ہوا تو مجھ سے فرمایا کہ میرے قریب آجا۔ اور اپنے کان کو میرے کان کے پاس رکھ دے۔ میں نے ایسا کیا تو مرغے کی آواز سنی۔ جس سے مجھے تھوڑی دیر تک غشی آگئی۔

ایک دن شیخ عقیل منبجیؒ کا میرے لئے ذکر کیا اور ان کے ذکر میں طول دیا۔ میں نے کہا اے میرے سردار کیا آپ ان کو مجھے دکھا سکتے ہیں۔ پھر آپ نے مجھے ایک آئینہ دیا اور حکم دیا کہ اس میں دیکھو میں نے اس میں اپنی شکل دیکھی پھر وہ مجھ سے چھپ گئی۔ اور میرے سامنے ایک شیخ ظاہر ہوئے۔ کہ جن کو میں دیکھتا تھا۔ اور ان کے چہرہ میں سے کوئی چیز بھی مجھ پر مخفی نہ رہی تھی۔ پھر مجھ سے شیخ عدی نے فرمایا کہ ادب کر۔ کیونکہ یہ شیخ عقیل ہیں۔ اور دیر تک میں اسی طرح دیکھتا رہا۔ پھر مجھ سے وہ چھپ گئے۔ اور میرے سامنے ایک اور شخص بھی ظاہر ہوا۔ وہ شیخ شرف الدین ابو الفضائل عدی بن مسافر بن اسماعیل بن موسیٰ بن مروان بن الحکم بن مروان اموی تھے۔ جن کی اصل حوران میں سے ہے۔ آپ ہکار پہاڑ پر رہتے تھے۔ اور لائش کو

وطن بنایا۔ یہاں تک کہ اس میں ۵۰۸ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی عمر بڑی تھی۔ اور لائش کے حجرہ میں دفن کئے گئے جو ان کی طرف منسوب ہے۔ ان کی قبر وہیں ہے۔ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

وہ فقیہ عالم فصیح ظریف متواضع حسن اخلاق تھے۔ اور باوجود اس کے پاکیزہ رو اور بڑے باہیبت تھے۔

خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو عبداللہ محمد بن کامل حسینی بیانی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابو محمد شاو شیلی محلی سے وہاں پر کہتے تھے کہ خلیفہ نے بغداد میں ولیمہ کی دعوت کی۔ اور اس میں عراق کے مشائخ و علماء کو دعوت دی۔ وہ سب حاضر ہوئے مگر شیخ عبدالقادر۔ شیخ عدی بن مسافر۔ شیخ احمد رفاعی حاضر نہ ہوئے اور جب لوگ واپس ہوئے تو وزیر نے کہا کہ شیخ عبدالقادر۔ شیخ عدی بن مسافر اور شیخ احمد حاضر نہیں ہوئے۔ خلیفہ نے کہا گویا کہ کسی کو طلبی نہیں پہنچی۔ پھر اپنے دربان کو حکم دیا کہ شیخ عبدالقادر کی طرف جائے۔ اور ان کو بلائے اور کوہ ہکار اور ام عبیدہ کی طرف جائے۔ کہ شیخ عدی اور شیخ احمد کو لائے۔

راوی کہتا ہے کہ پہلے اس سے کہ دربان خلیفہ کی مجلس سے اٹھے اور پہلے اس سے کہ وہ خط لکھے فرمایا کہ اے شاور تم اس مسجد کی طرف جاؤ کہ جو باب حلبہ میں ہے۔ وہاں پر شیخ عدی کو پاؤ گے۔ ان کے ساتھ دو آدمی اور ہوں گے ان کو میری طرف بلا لا۔ پھر مقبرہ شونیزی کی طرف جانا وہاں پر شیخ احمد رفاعی کو پاؤ گے اور ان کے ساتھ دو اور آدمی ہوں گے۔ ان کو بھی میری طرف بلا لانا۔

وہ کہتا ہے کہ میں اس مسجد کی طرف کہ ظاہر حلبہ میں تھی گیا تو وہاں پر شیخ عدی کو پایا۔ اور ان کے ساتھ دو شخص تھے۔ میں نے کہا اے میرے سردار شیخ عبدالقادر کے حکم کو مانو۔ انہوں نے کہا بسر و چشم وہ سب کھڑے ہو گئے۔ اور میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ تو مجھ کو شیخ عدی نے فرمایا اے شاور کیا شیخ احمد کی طرف نہیں جاتا جب کہ تجھ کو شیخ نے حکم دیا ہے۔ میں نے کہا ہاں جاتا ہوں۔ پھر میں مقبرہ شونیزی کی طرف آیا۔ تو وہاں پر شیخ احمد کو پایا۔ اور ان کے ساتھ دو اور شخص تھے۔ میں نے کہا اے میرے

سردار شیخ عبدالقادر کے حکم کو مانا۔ انہوں نے کہا بسر و چشم وہ کھڑے ہوئے اور مغرب کے وقت دونوں شیخ شیخ عبدالقادر کی رباط میں جمع ہو گئے۔ تب شیخ ان کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور ان سے ملے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ خلیفہ کا دربان شیخ کی طرف آیا۔ اور دونوں کو آپ کی خدمت میں پایا۔ دربان خلیفہ کی طرف جلدی دوڑا اور جا کر خلیفہ کو اطلاع دی کہ تینوں حضرات ایک جگہ جمع ہیں۔ پھر خلیفہ نے شیخ کی طرف اپنے ہاتھ سے عریضہ لکھا کہ جس میں تشریف لانے کی درخواست تھی۔ اور ان کی خدمت میں اپنے صاحبزادہ اور دربان کو بھیجا۔ انہوں نے دعوت قبول کی اور تشریف لے گئے۔ شیخ نے مجھ کو بھی اپنے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ اور جب ہم نہر کے کنارے پر پہنچے تو اتفاقاً" شیخ علی بن الہیتی بھی وہاں پر ملے اور یہ مشائخ ان سے ملے وہ بھی ان کے ساتھ ہو لئے۔ پھر وہ ہم کو ایک مکان میں لایا اور دیکھا کہ خلیفہ وہاں پر کھڑا ہے۔ اور کمر بندھی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ دو خادم ہیں۔ اور گھر میں اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ پھر خلیفہ ان سے ملا۔ اور ان سے عرض کیا کہ اے سرداران بیشک بادشاہ جب رعایا پر گزرتے ہیں۔ تو وہ ان کے لئے ریشمی کپڑا بچھاتے ہیں۔ تاکہ وہ اس پر چل کر آئیں۔ خلیفہ نے ان کے لئے اپنا دامن بچھایا۔ اور ان حضرات سے درخواست کی اس پر چل کر تشریف لائیں۔ تب ان حضرات نے ایسا ہی کیا۔ خلیفہ ہم کو دستر خوان کی طرف لے گیا۔ جو تیار کیا گیا تھا۔ پھر سب بیٹھے اور سب نے کھانا کھایا۔ ہم نے بھی ان کے ساتھ کھایا۔

پھر وہ نکلے اور امام احمد بن حنبلؒ کی قبر کی زیارت کو آئے وہ رات بڑی اندھیری تھی۔ شیخ عبدالقادر جب پتھر یا لکڑی یا دیوار یا قبر پر سے گزرتے تو اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے۔ پھر وہ اس طرح روشن ہوتے۔ جیسے چاند روشن ہے۔ اسی کے نور سے چلتے۔ یہاں تک کہ وہ روشنی ختم ہوتی۔ پھر شیخ اور شے کی طرف اشارہ کرتے۔ تو وہ روشن ہو جاتی۔ اس طرح نور میں چلتے رہے ان میں کوئی ایسا نہ تھا کہ شیخ عبدالقادر سے بڑھے۔ یہاں تک کہ امام احمد کی قبر پر آئے۔ پھر چاروں شیخ زیارت کرتے تھے۔ ہم دروازہ پر کھڑے رہے یہاں تک کہ یہ تمام حضرات باہر نکلے۔ اور جب ان سب

نے جدا ہونے کا ارادہ کیا۔ تو شیخ عدی نے شیخ عبدالقادرؒ سے کہا کہ مجھے آپ وصیت کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ پھر سب جدا ہو گئے۔

خبر دی ہم کو شیخ شمس الدین ابو عبداللہ مقدسی نے کہا کہ میں نے دو شیخوں ابو القاسم ہبتہ اللہ بن منصوری اور ابو الحسن علی نانبائی بغدادی سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم نے شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بزاز سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر شیخ عدی بن مسافر کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ پھر مجھے ان کی زیارت کا شوق ہوا۔ اور شیخ سے ان کی زیارت کی اجازت مانگی آپ نے مجھے اجازت دی۔ تب میں نے سفر کیا۔ یہاں تک کہ میں کوہ ہکار کی طرف آیا۔ تو ان کو لائش میں اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑا پایا۔ انہوں نے فرمایا اے عمر خوش آمدی۔ اے عمر تو سمندر کو چھوڑ کر نالی کی طرف آیا ہے۔ شیخ عبدالقادر اس زمانہ کے تمام اولیاء کی باگوں کے مالک اور تمام محبین کی سواریوں کے ہانکنے والے ہیں۔

شیخ علی بن الہیتیؒ

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور مشہور عارفین و آئمہ محققین میں سے ہیں۔ کرامات ظاہرہ افعال خارقہ۔ احوال جلیلہ۔ مقامات روشنہ۔ ہمت عالیہ۔ اوصاف شریفہ۔ اخلاق پسندیدہ۔ صاحب فتح روشن و کشف چمکنے والے تھے۔ معارف میں ان کی بڑے درجے اور حقائق میں اشارات لطیفہ تھے۔ بلندیوں میں طور بلند تھا۔ قرب میں محل محمود تھا۔ وصل سے چشمہ شیریں۔ تصریف میں فراخ ہاتھ تمکین میں ان کے فراخ باع تھے۔ (دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤں کی مقدار کو باع کہتے ہیں)

وہ اس طریقہ کے ایک رکن۔ اس کے علماء کے نشان۔ اس کے سرداروں کے صدر۔ علم عمل حال زہد تحقیق میں ہیں۔ وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن کی نسبت قطبیت کا ذکر کیا جاتا ہے۔

چار مشائخ کے احوال

وہ ان چاروں میں سے ہیں۔ کہ جن کو مشائخ عراق براۃ کہتے ہیں۔ اس معنی سے کہ وہ مادر زاد اندھوں اور ابرص کو اچھا کرتے تھے۔ وہ یہ ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلی۔ شیخ علی بن الہیتی۔ شیخ بقا بن بطو۔ شیخ ابو سعد قیلوی۔

یہ وہ بات ہے کہ جس کی ہم کو خبر دی ابو الفتوح عبدالحمید بن معالی صرصری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ علی نانبائی نے کہا میں نے دو عمروں کیمانی اور بزاز سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ ہم نے صدر اول کے مشہور مشائخ کو پایا کہ شیخ عبدالقادر۔ شیخ علی بن الہیتی شیخ بقا بن بطو۔ شیخ ابو سعد قیلوی کو براۃ کہتے تھے۔ یعنی یہ حضرات مادر زاد اندھے اور ابرص کو اچھے کرتے تھے۔

ابو الفرج صرصری کہتے ہیں کہ شیخ محمد درزی بغدادی مشہور بواعظ رحمتہ اللہ شیخ علی خباز کے پاس بیٹھے تھے۔ جبکہ انہوں نے یہ بات کہی ہے۔ اور وہ بہرے ہو گئے تھے۔ پھر انہوں نے ایک شخص سے جو ان کے قریب تھا۔ پوچھا کہ شیخ نے کیا کہا اس شخص نے ان کو دوہرا دیا۔ تب واعظؒ نے کہا کہ خداوندا ان مشائخ کی حرمت سے میرے کان درست کر دے۔ پھر اسی وقت ان کا بہرہ پن جاتا رہا۔ حتی کہ دو مردوں کی سرگوشی کی بات بھی سننے لگے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو بہرہ دیکھا تھا۔ اور پھر میں نے ان کو دیکھا کہ وہ سرگوشی سن لیا کرتے تھے۔

اور شیخ علی بن الہیتی کے پاس وہ دو خرقے تھے۔ کہ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر بن ہوار کو خواب میں دیئے تھے۔ وہ بیدار ہوئے تھے تو ان خرقوں کو اپنے اوپر پایا۔ وہ ایک کپڑا اور ایک چادر تھی۔ ابن ہوار نے وہ دونوں خرقے اپنے مرید شیخ ابو محمد شبنکی کو دیئے۔ اور شبنکی نے وہ اپنے مرید تاج العارفین ابو الوفاء کو دیئے۔ تاج العارفین نے وہ اپنے مرید شیخ علی بن الہیتی کو دیئے اور ابن الہیتی نے وہ اپنے مرید شیخ علی بن ادریس کو دیئے۔ پھر وہ گم ہو گئے۔

اور شیخ علیؒ وہ شیخ ہیں۔ کہ جن کو یہ خطاب ہوا تھا کہ اے میرے ملک تم میرے

ملک میں تصرف کرو۔ اور ان سے یہ مشہور ہوا ہے کہ ان پر اسی سال گزرے کہ نہ ان کو خلوت تھی نہ تنہائی بلکہ فقراء کے درمیان سوتے تھے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف ظاہر کیا ہے۔ اور مخلوق کے دلوں میں ان کی بڑی مقبولیت پیدا کر دی تھی۔ لوگوں کے سینوں میں ان کی ہیبت ڈال دی تھی۔ اور دلوں میں ان کی محبت۔ ان کو غائب چیزوں کے ساتھ گویا کیا۔ ان کے لئے خرق عادات کر دیا۔ ان کو حجت و پیشواء بنایا شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادرؒ ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے اور ان کو دوست رکھتے۔ ان کی عزت و احترام کرتے۔ ان کی شان کو بڑھاتے تھے۔

اور فرماتے کہ بغداد میں جو اولیاء عالم الغیب و الشہادۃ سے آتے ہیں وہ ہماری ضیافت میں ہوتے ہیں۔ اور ہم شیخ علی بن الہیتی کی ضیافت میں ہیں۔

اور فرمایا کہ علی بن الہیتی کی دل کی بستگی ایسے وقت کشادہ ہوئی کہ ان کی عمر سات سال کی تھی۔ اور ہم کو نہیں معلوم کہ شیخ محی الدین عبدالقادر کے زمانہ کے مشائخ میں سے شیخ علی بن ہیتی سے بڑھ کر کسی کو اتنی محبت یا اکثر آمد و رفت اور خدمت گزاری شیخ موصوف کی جناب میں ہو۔

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب دادی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ ابو الحسن نانبائی سے کہا کہ میں نے ابو الحسن جوسقیؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب میرے سردار عبدالقادرؒ نے فرمایا کہ میرے لئے ہر طویلہ میں ایک نر گھوڑا ہے۔ جس سے کوئی لڑ نہیں سکتا۔ میں حاضر تھا۔ اور سن رہا تھا۔ تب ان کو میرے سردار شیخ علی بن الہیتیؒ نے کہا کہ اے میرے سردار میں اور میرے تمام یار آپ کے غلام ہیں۔ اور شیخ علی بن الہیتی کے زمانہ میں ان سے بڑھ کر کسی اور مشائخ عراق کو فتوحات نہ آتی تھیں۔ ہر ایک شہر میں سے ان کے لئے نذرانے آتے تھے۔ اور مشائخ عراق کی طرف ہر روز بقدر معلوم نذرانہ آتا تھا اور شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے سوا کسی کو پوری نیاز نہ آتی تھی۔

مریدین صادقین کی تربیت اور مشکلات احوال کے کشف اور منازلات موارد نہر الملک کے اعمال اور اس کے متعلقات میں اس شان کی ریاست ان تک ختم ہوئی۔ ان

کی صحبت میں کئی بڑے بڑے اکابر نے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ پیشواء ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی اور ایک جماعت کثیرہ جو صاحبان احوال فاخرہ تھی۔ ان کی مرید ہوئی۔ ان کی طرف مخلوق کی ایک امت منسوب ہوئی ہے۔ مشائخ و علماء نے ان کی بزرگی و احترام پر اجماع کیا ہے۔ ان کے شیخ تاج العارفین ابو الوفاؒ ان کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ اور ان کو ان کے غیر پر مقدم کرتے تھے۔ ان کی فضیلت پر اطلاع دیتے تھے۔ ان کو ایک طاقیہ (چادر) دے کر شیخ جاگیر کی طرف بھیجا۔ اور ان کو حکم دیا کہ ان کے سر پر رکھ دینا ان کو آپ نے قائم مقام بنایا۔

شریعت و حقیقت

ان کا زبان محققین پر عالی نفیس کلام تھا۔ اسی میں سے ایک یہ کہ شریعت وہ ہے کہ جس کے ساتھ تکلیف آئی ہو۔ اور حقیقت وہ ہے کہ جس سے تعریف حاصل ہو پس شریعت کی تائید حقیقت سے ہوتی ہے۔ اور حقیقت شریعت کے ساتھ مقید ہے۔

شریعت اللہ عزوجل کے لئے افعال کا وجود اور علم کے شروط پر انبیا کے ذریعہ سے قیام کا نام ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شہود احوال ہو۔ اور غلبات حکم کو تقریر سے مانا ہو نہ بالواسطہ۔ جب تک تمیز باقی ہے۔ تکلیف متوجہ رہے گی۔

صحت حال کی علامت یہ ہے کہ اس کا صاحب جب تک کہ اوقات ہوش میں مغلوب ہے اپنے غلبہ کے احوال میں محفوظ ہو۔ اور اپنے رب کے ساتھ وہ ہے کہ جو اس کے حقوق کو ثابت رکھے۔ اس کے دوام شہود میں خالص ہو جائے۔

احوال بجلیوں کی طرح ہیں کہ جب نہ ہوں تو ان کا حاصل کرنا ممکن نہیں اور جب حاصل ہوں تو ان کا پورا لے لینا بھی غیر ممکن ہے۔ مگر ہاں کسی شخص کے لئے بعض احوال غذا ہو جائیں۔ پھر اس کو خدا تعالیٰ اس سے پرورش کرے۔ پھر اس کا وہ وطن ہو جاتا ہے اور ٹھکانا۔

اور اللہ تعالیٰ اس سے پرے ہے کہ لوگ اس کو اپنی سمجھوں سے سمجھ لیں۔ یا اپنے علوم سے اس کو احاطہ کریں یا اس پر اپنی معرفتوں سے جھانکیں۔

جس شخص کو کسی امر کا کشف ہوتا ہے۔ تو وہ اس کی قوت و ضعف و سستی کے موافق ہوتا ہے۔ اب جس شخص کو حقیقتاً کسی امر کا کشف ہوتا ہے یا تو وہ سوائے حق کے اور کچھ نہیں دیکھتا یا وجود حق کی وجہ سے اپنے مشاہدہ سے اچک لیا جاتا ہے۔ یا وہ حق الحق میں محو ہو جاتا ہے۔ یا وہ سلطان حقیقت کے ساتھ اس سے بالکل الگ کیا گیا ہو۔ یا جلال حق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اس پر تجلی ہو اس کے آخر تک جس سے کوئی تعبیر کرنے والا تعبیر کرے یا اشارہ کرنے والا اشارہ کرے یا اس کی طرف علم منتہی ہو تو سوا اس کے نہیں کہ وہ شواہد حق اور حق میں سے ہے۔ اور جو کچھ مخلوق پر ظاہر ہوتا ہے۔ وہ وہی ہے کہ جو مخلوق کے لائق ہے۔ اور وہ حق کی وجہ سے ہے۔ اور وہ تمام چیزیں کہ اس سے وصف کے ساتھ مخلوق تحقیق ہے۔ وہ احوال ہیں۔ اور احوال اہل معرفت کی صفات میں سے ہیں مخلوق کو سوائے احوال کے مٹانے اور سکون سے احوال کی طرف ترقی کرنے کے اور کوئی طریق نہیں۔ احوال سے غیبت اور احوال سے تنقید ایک حال منجملہ احوال کے ہے۔

توحید معارف کے اوپر ہے۔ آپ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

ان رحت اطلبه لا ینقفی سفری او جئت احضرت او حشت الحضر

اگر میں چلوں اور اس کو طلب کروں تو میرا سفر ختم ہو جائے گا۔ یا میں آؤں کہ اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ تو حضوری سے وحشی بنتا ہوں۔

فما اراه ولا ینفسک عن النظری وفی ضمیری ولا القاه فی عمری

پھر میں اس کو دیکھتا نہیں لیکن وہ میری نظر سے جدا نہیں ہوتا۔ وہ میرے دل میں ہے۔ اور عمر بھر میں اس سے ملتا نہیں۔

فلیتنی غبت عن حی برونیة وعن فزادی وعن سمعی وعن بصری

پس کاش کہ میں اس کے دیکھنے سے اپنی حس اور دل کی آنکھ سے غائب ہو جاتا۔

مقولہ شیخ علی

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن یحییٰ بن نجیم حورانی اور ابو حفص عمر بن مزاحم

و نیسری نے کہا کہ میں نے شیخ علی بن ادریس یعقوبی سے سنا اور خبر دی ہم کو ابو محمد سالم بن علی میاطی صوفی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابو حفص عمر یزیدی سے ان دونوں نے کہا کہ ہم نے اپنے شیخ علی بن الہیتیؒ سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ اگر کوئی سیاہ چیونٹی اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر کوہ قاف کے پرے چلے۔ اور مجھے میرا رب اس کی بلا واسطہ خبر نہ دے اور مجھے اطلاع نہ دے علانیہ طور پر تو ضرور میرا پتا پھٹ جائے۔

اور یہ دونوں صاحب کہتے ہیں کہ شیخ موصوف ایک دفعہ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور ایک شہر کی طرف جو کہ نہر الملک کے علاقہ میں تھا۔ تشریف لائے وہاں کے کسی شخص کے پاس اترے تو اس شخص نے آپ کے واسطے ایک بڑی مجلس قائم کی شیخ نے اس کو فرمایا کہ اس مرغی کو اور اس کو ذبح کرو جو کہ آپ کے سامنے موجود تھی۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر ان کے پیٹوں سے سونے کے دانے نکلے وہ شخص حیران ہو گیا۔ اور اس کی بہن کا عنبریہ (ہار) سونے کا تھا۔ جو ٹوٹ گیا تھا۔ اس کو اس کا پتہ نہ لگا تھا۔ مرغیوں نے اس کے دانے چن لئے تھے۔ اس کو اس نے گم کر دیا تھا۔ اور گھر والوں نے گمان کیا تھا کہ کچھ بات ہوئی ہے۔ انہوں نے اس کے قتل کا ارادہ اس رات کر لیا تھا۔ شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمہاری بہن کے معاملہ کی اطلاع دی ہے۔ اور اس کی بھی جو تمہارے دلوں میں ہے۔ اور جو کچھ ان مرغیوں کے پیٹ میں ہے۔ میں نے خدا تعالیٰ سے اجازت لی ہے کہ میں تم کو تمہارا جھگڑا بتا دوں۔ اور تم کو ہلاکت سے بچاؤں۔ اس نے مجھے اجازت دی ہے۔

مردہ کو زندہ کر دینا

وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم شیخ کے ساتھ ایک دفعہ نہر الملک کے دیہات میں گئے تو ہم نے دو بستیوں والوں کو دیکھا کہ تلواریں نکالے ہوئے لڑنے کو تیار ہیں۔ ان میں ایک مقتول پڑا ہے۔ اور ہر ایک فریق اس کے قتل سے متہم ہوا ہے۔ پھر شیخ آئے۔ یہاں تک کہ مقتول کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ اس کے سر کے بالوں کو پکڑ کر کہنے لگے اے خدا کے بندے تجھ کو کس نے قتل کیا۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اور آنکھیں کھول

دیں اور بزبان فصیح کہنے لگا جس کو تمام حاضرین نے سن لیا کہ مجھ کو فلاں بن فلان نے قتل کیا ہے۔ پھر ٹھنڈا ہو گیا۔ جیسا کہ تھا۔ اور پہلی حالت کی طرف لوٹ گیا۔

شیخ کا تصرف

خبر دی ہم کو ابو محمد عبداللہ بن احمد بن علی قلقشنی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ علی بن سلیمان نانبائی نے کہا کہ میں نے شیخ ابو الحسن جوسقی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں زاہران مں سیدی شیخ علی بن الہیتیؒ کی مجلس سماع میں حاضر ہوا تھا۔ اس میں مشائخ و صلحاء فقہاء قراء کی ایک جماعت موجود تھی۔ جب مشائخ کو سماع کا مزاہ آیا (یعنی وجد میں ہوئے) تو فقہا و قرا نے اپنے اپنے دلوں میں انکار کیا۔ تب شیخ علی بن الہیتی نے ان فقہاء و قراء پر چکر لگایا۔ ان میں سے جب کسی پر کھڑے ہو کر دیکھتے تو وہ اپنے سینے سے تمام علم و قرآن کو مفقود پاتا۔ یہاں تک کہ ان کے اخیر تک پہنچے وہ سب چلدیئے اور ایک مہینہ ان کی یہ کیفیت رہی (یعنی محض بے علم بن گئے) پھر سب کے سب شیخ کی طرف آئے اور آپ کے پاؤں چومے آپ سے استغفار کرنے لگے۔ تب شیخ نے ان کے لئے دستر خوان بچھوایا۔ انہوں نے کھانا کھایا شیخ نے بھی ان کے ساتھ کھایا۔ اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک لقمہ کھلایا تب ان میں سے ہر ایک نے جو کچھ علم گم کیا تھا۔ اس شیخ کے لقمہ سے سب پا لیا۔ پھر وہ خوش خوش گھروں کو لوٹ گئے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک دن آپ کو ایسے حال میں کہ میرے گمان میں تھا آپ نے مجھے نہیں دیکھا۔ ایک کھجور کے نیچے جو میدان میں تھی بیٹھے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ ڈالیاں کھجوروں سے بھر گئی اور جھک گئی ہیں اور — یہاں تک کہ شیخ کے قریب آگئی ہیں اور شیخ اس سے لے کر کھاتے ہیں۔ واللہ عراق میں ایک کھجور تک کسی درخت پر نہ تھی۔ اور نہ وہ ان کے پھل کا وقت تھا۔ پھر آپ چل دیئے اور میں ان کے پیچھے اس جگہ گیا میں نے ایک کھجور پائی۔ اور اس کو کھایا۔ واللہ میں نے دنیا کی کھجوروں میں سے اس جیسی کھجور نہ کھائی تھی۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ موصوف کو ایک دن ایک کنوئیں کے کنارہ پر دیکھا کہ

ڈول پانی میں ڈالتے تھے۔ کہ پانی سے وضو کریں۔ ڈول نکلا تو اس میں سونا بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اے میرے رب میں تو پانی چاہتا ہوں۔ جس سے وضو کروں۔ پھر کنوئیں میں ڈول ڈالا اور دوبارہ نکلا تو ڈول میں میوے موجود تھے۔ پھر کہا کہ اے رب میں پانی چاہتا ہوں۔ جس سے وضو کروں۔ پھر کنوئیں میں ڈول ڈالا تو اس دفعہ پانی نکلا۔ اس سے وضو کیا۔ پھر اپنا سر کنوئیں میں اٹھایا تو اس کا پانی کنوئیں کے سرے تک آگیا۔ یہاں تک کہ اس سے پیا۔ حالانکہ بڑی رسی پڑتی تھی۔

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب ولائی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابو محمد حارثی سے وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ علی بن الہیتیؒ کی ایک عورت خدمت کیا کرتی تھی۔ جس کا نام ریحانہ تھا۔ اس کا لقب ست البہا تھا۔ وہ بیمار ہوئی جس سے وہ فوت ہوئی۔ شیخ سے کہنے لگی اے میرے سردار میرا جی تر کھجور کو چاہتا ہے اس وقت زریران میں تر کھجور نہ تھی۔ قلفنا میں ایک مرد صالح تھا جس کا نام عبدالسلام قلفنی تھا۔ اس کے پاس کھجوریں تھیں جن پر تر کھجوریں تھیں جو کہ اوروں سے پیچھے فروخت ہوتی ہیں۔ تب شیخ نے اپنا چہرہ قلفنا کی طرف کیا اور فرمایا اے عبدالسلام ریحانہ کی طرف اپنی تر کھجوروں میں سے تر کھجوریں لا۔ اللہ تعالیٰ نے عبدالسلام کو شیخ کی آواز سنا دی۔ اس نے تر کھجوریں لیں۔ اور زریران کی طرف سفر کیا اور ریحانہ کے سامنے لا کر ڈال دیں۔ اس نے وہ کھائیں۔ بحالیکہ شیخ علی بن الہیتی اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ عبدالسلام نے اس نیک بخت سے کہا کہ اے سردارنی تمہارے سامنے تو وہ چیز ہے کہ جو ان کھجوروں سے بہتر ہے (یعنی جنت) اس نے کہا اے عبدالسلام میں شیخ علی بن الہیتیؒ کی خادم ہوں۔ پھر مجھ سے دنیا و آخرت کی شہوات سے کوئی چیز فوت ہو جائے؟ جا تو ضرور نصرانی ہو گا۔ پھر وہ فوت ہو گئی اور عبدالسلام بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے راستہ میں چند نصاری عورتیں دیکھیں جن میں سے ایک پر عاشق ہو گیا۔ اس سے نکاح کی درخواست کی اس نے کہا کہ تم عیسائی ہو جاؤ تو نکاح ہو سکتا ہے۔ وہ عیسائی ہو گیا۔ اور اس کے پاس اس کے شہر میں ایک مدت رہا۔ اس کے تین لڑکے بالے ہوئے۔ پھر سخت بیمار ہو گیا جس سے مرنے لگا شیخ علی بن الہیتی سے عرض کیا گیا۔ تو

آپ نے فرمایا کہ میں بھی ریحانہ کے غصہ کی وجہ سے اس پر غصہ تھا۔ لیکن اب میں راضی ہو گیا ہوں۔ تم میرے پاس عبدالسلام کو لاؤ۔ کیونکہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا حشر اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ ہو۔

شیخ نے شیخ عمر بزاز سے کہ وہ اس وقت ان کی زیارت کو آئے ہوئے تھے فرمایا کہ تم فلاں گاؤں میں جاؤ۔ اور عبدالسلام سے ملو اس پر ایک ٹھلیا (مٹی کا چھوٹا گھڑا) پانی کی ڈال دو پھر اس کو میرے پاس لاؤ۔

تب شیخ عمر اس کی طرف گئے۔ اس کو دیکھا کہ بہت بیمار ہے۔ پھر اس پر ایک ٹھلیا پانی کی ڈالدی تو وہ جھٹ کھڑا ہو گیا۔ اور اسلام لے آیا۔ اس کے بیوی بچے اور تمام اس کے گھر والے بھی مسلمان ہو گئے۔ اسی وقت بیماری سے اس کو شفا ہو گئی یہ لوگ سب مل کر شیخ علی بن الہیتی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور شیخ عبدالسلام پر تمام نیکی کی باتیں لوٹ آئیں۔

شیخ زریران میں رہتے تھے۔ جو کہ نہر الملک کے پرگنہ میں سے ایک شہر ہے۔ یہاں تک کہ وہیں ۵۶۴ھ میں انتقال فرمایا۔ ایک سو بیس سال سے زیادہ ان کی عمر ہو گئی تھی۔ اس میں دفن کیے گئے۔ وہیں آپ کا مزار ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

خضر علیہ السلام کی آمد

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن یحییٰ بن ابی القاسم ازجی نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر اللہ نے کہا میں نے بڑے بڑے مشائخ ابو محمد علی ادریس یعقوبی ابو الحسن جوستی ابو الحفص عمر یزیدی سے سنا وہ سب کہتے تھے کہ ہمارے شیخ علی بن الہیتیؒ جب شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی زیارت کا ارادہ کرتے تو زریران سے نکلتے ان کے ساتھ ان کے بڑے بڑے مرید ہوتے تھے۔ اور جب بغداد شریف تک پہنچتے تو آپ ان کو حکم دیتے کہ تم سب دجلہ میں غسل کرو۔ اور اکثر آپ بھی ان کے ساتھ غسل فرماتے۔ پھر ان سے کہتے کہ اپنے دلوں کو پاک و صاف کر لو اپنے خطرات کی حفاظت کرو۔ کیونکہ ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جب بغداد میں

داخل ہوتے تو لوگ ان سے ملتے اور ان کی طرف دوڑتے آتے تو آپ ان سے کہتے کہ شیخ عبدالقادر کی طرف دوڑو۔ جب شیخ کے مدرسہ کے دروازہ تک پہنچتے تو اپنے جوتے اتار لیتے اور کھڑے ہو جاتے۔ تب شیخ خود ان کو پکارتے کہ برادر آؤ پھر داخل ہوتے اور شیخ کی طرف بیٹھ جاتے وہ دعا مانگتے۔ تب شیخ عبدالقادر ان سے فرماتے کہ تم کس بات سے ڈرتے ہو بحالیکہ تم عراق کے شیخ ہو۔

شیخ علی کہتے کہ اے میرے سردار آپ سلطان ہیں مجھ کو اپنے خوف سے بے خوف کر دو۔ جب آپ اپنے خوف سے مجھ کو مامون کر دیں گے۔ تو میں بے خوف ہو جاؤں گا شیخ ان سے فرماتے کہ تم کو کوئی خوف نہیں۔

یہ حضرات کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم ان کی خدمت میں زریران میں حاضر ہوئے آپ کے سامنے صاحب دیوان وغیرہ لوگ تھے۔ پھر آپ کے پاس ایک شیخ آئے اور ان کے کان میں کچھ چپکے سے کہا۔ پھر چل دئے۔ تب شیخ کھڑے ہوگئے اور کمر باندھ لی۔ اس وقت ان سے صاحب دیوان نے عرض کیا کہ اے میرے سردار یہ کیا بات ہے۔

فرمایا کہ جب تمہارے پاس خلیفہ کا حکم آجائے تو کیا کرو گے کہا کہ اے میرے سردار جیسا کہ آپ نے کیا ہے۔ میں کمر کو خوب مضبوط باندھوں۔ پھر میں نہ ٹلوں جبتک خلیفہ کا حکم بجا نہ لاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ بس یہی میرا حال ہے۔ مجھ کو خلیفہ کا حکم آیا مجھ پر ضرور ہے کہ جلد اس کی تعمیل کروں۔ اس نے کہا کہ اے میرے سردار وہ خلیفہ کون ہے۔ فرمایا کہ شیخ عبدالقادرؒ ہیں۔ جو کہ اولیاء و مشائخ کے اس وقت خلیفہ اور اس زمانہ میں سلطان الوجود ہیں۔ اور میرے پاس خضر علیہ السلام ان کا پیغام لے کر آئے کہ وہ مجھ سے دو بیل اپنے حمام کے لئے طلب کرتے ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو حفص عمر بن مزاحم نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو الحسن خفاف بغدادی نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی عطار سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک دفعہ شیخ علی بن الہیتیؒ ہمارے شیخ عبدالقادرؒ کی زیارت کے لئے آئے تو ان کو سوتے ہوئے پایا۔ ہم نے ارادہ کیا کہ آپ کو جگا دیں تو ہم کو شیخ علی نے منع کیا اور کہا کہ واللہ واللہ میں گواہی دیتا ہوں۔ اللہ عزوجل کے نزدیک کہ حواریوں میں

کوئی ان جیسا نہیں ہے۔ اور شیخ عبدالقادر کی طرف اشارہ کیا جب آپ جاگے تو فرمایا کہ میں محمدی ہوں۔ اور حواری عیسائی تھے۔ پھر شیخ عبدالقادر نے معارف میں بڑا کلام کیا۔ پھر شیخ علی نے کہا کہ شیخ کے بعد کوئی ایسا باقی نہیں کہ ایسا کلام کرے۔

خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد مقدسی نے کہا خبر دی ہم کو ابو القاسم ہبتہ اللہ بن عبداللہ منصوری نے کہا کہ میں نے بڑے شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک دفعہ شاہ عجم نے بڑے لشکر کے ساتھ بغداد کا قصد کیا اور اس دن خلیفہ اس کی لڑائی سے عاجز ہوا اور اپنے ملک کے زوال کا گمان کیا۔ پھر وہ ہمارے شیخ عبدالقادر کی خدمت میں ان کے امر کی بابت استغاثہ کرتے ہوئے حاضر ہوا۔ اور اس وقت اتفاقاً شیخ علی بن الہیتیؒ بھی آپ کی خدمت میں موجود تھے۔ تب شیخ عبدالقادرؒ نے شیخ علی بن الہیتیؒ سے فرمایا کہ ان کو حکم دے دو کہ بغداد سے چلے جائیں انہوں نے کہا بہت اچھا۔ پھر شیخ علی بن الہیتی نے اپنے خادم سے کہا کہ عجم کے لشکر کی طرف جاؤ۔ اور اس کے آخر تک پہنچو۔ وہاں پر ایک کپڑے کو پاؤ گے جو کہ عصا پر اٹھایا ہوا ہو گا۔ جیسے خیمہ۔ اس کے نیچے تین شخص ہوں گے۔ ان سے کہو کہ تم کو علی بن الہیتی کہتا ہے کہ بغداد سے چلے جاؤ۔ اگر وہ یہ کہیں کہ ہم حکم کے ساتھ یہاں آئے ہیں۔ تو ان سے کہ دو کہ میں بھی تمہارے پاس حکم کے ساتھ آیا ہوں۔ تب خادم آیا اور ان تینوں شخصوں تک پہنچا ان سے کہا کہ تم کو شیخ علی بن الہیتی فرماتے ہیں کہ بغداد سے چلے جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہاں پر حکم کے بغیر نہیں آئے۔ اس نے ان سے کہا کہ میں بھی تمہارے پاس حکم کے بغیر نہیں آیا۔

راوی کہتا ہے کہ ان میں سے ایک نے اپنا ہاتھ عصا کی طرف بڑھایا اور کپڑے کو لپیٹا اور عجم کی طرف چل دیئے۔ پھر دیکھا کہ تمام لشکر نے اپنے خیمے اتار لئے۔ اور الٹے پاؤں واپس چلا گیا۔ جدھر سے آیا تھا۔

شیخ عبدالرحمانؒ طفسونجی

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور بڑے عارفین اور مقربین کے صدر ہیں صاحب

احوال فاخرہ کرامات ظاہرہ۔ مقامات بلند افعال خارقہ۔ معارف جلیلہ۔ حقائق روشنہ ہیں۔

ان کا کشف جلی اور تصرف جاری احکام ولایت میں بڑی فراخی اور احوال میں مضبوط تمکین۔ ان کے قرب میں درجات بلند اور مقامات میں ان کا طور بلند تھا۔ وہ اس طریقہ کے ایک اوتاد اور بڑے عالم ہیں۔ سرداران محققین کے آئمہ میں سے ہیں۔ مفتیوں کے رئیس ہیں وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے۔ موجودات میں تصرف دیا ہے۔ ان کے ہاتھ پر کرامات کو ظاہر کیا ہے۔ موجودات کو ان کے لئے پلٹ دیا۔ مغیبات کے ساتھ ان کو بلایا۔ دلوں میں ان کی بڑی مقبولیت اور سینوں میں بڑی ہیبت ڈالدی ہے۔

آپ وہ شخص ہیں جنہوں نے کہا کہ میں اولیاء میں ایسا ہوں۔ جس طرح کونج پرندوں میں ہوتی ہے۔ ان سے بڑی گردن والا ہوں۔ اور یہ بھی انہوں نے کہا ہے کہ میرے جس مرید کی گردن پر گٹھڑی اور بوجھ ہو۔ وہ میرے مونڈھے پر رکھ دے۔

ایک نیک بخت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور ان کی بابت آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ حضرت قدس میں متکلمین میں سے ہیں۔

شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر ان کی بڑی تعریف کرتے تھے اور ان کی شان بڑھانے ان کی عزت کرنے کی وصیت کرتے ان کے بارہ میں یہ کہا ہے کہ شیخ عبدالرحمٰن ایک مضبوط پہاڑ ہے جو حرکت نہیں کرتا۔

آپ فقیہ فاضل۔ فصیح ظریف شیخ کریم بڑے عارف' زاہد' محقق تھے۔ آپ طفسونج اور اس کے قریب کے علاقہ میں علم شریعت و حقیقت کا وعظ بڑی کرسی پر بیٹھ کر فرماتے تھے۔ ان کی خدمت میں مشائخ و فقہاء حاضر ہوتے تھے۔ علماء کا لباس پہنتے تھے۔ اور خچر پر سوار ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ طفسونج اور اس کے قریبی علاقہ میں مریدین صادقین کی تربیت ان تک پہنچی۔ ان کی خدمت میں بہت سے اکابر نے تخریج کی ہے۔ ایک جماعت اہل کرامت کی۔ ان کی مرید ہوئی۔ بہت سی مخلوق ان تک پہنچی

ہے۔ ان کی بزرگی و عزت کا مشائخ و علماء وغیرہ نے اشارہ کیا۔ تمام شہروں سے ان کی زیارت کا قصد کیا گیا۔ معارف و تحقیق کی زبان سے کلام کرتے تھے۔ اس میں سے یہ ہے۔

مراقبہ ایسے بندہ کا ہوتا ہے۔ جو کہ خدا کی حفاظت خدا کے ساتھ کرے اور مصطفٰی صلے اللہ علیہ وسلم کے فعال و اخلاق و آداب میں تابع ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے احباب و خواص کو اس امر کے لئے خاص کر لیا ہے۔ کہ ان کو ان کے کسی احوال میں ان کی طرف سپرد کرے۔ اور نہ ان کے غیر کی طرف بلکہ ان کا معاملہ اپنے متعلق رکھے پس وہ اللہ تعالیٰ کا مراقبہ کرتے ہیں۔ اور اسی سے سوال کرتے ہیں کہ وہ مراقبہ میں ان کی حفاظت کرے۔ مراقبہ حال قرب تک پہنچا دیتا ہے۔ اللہ عزوجل قریب ہے۔ اس کی طرف دل اسی قدر قریب ہیں۔ جس قدر کہ وہ ان سے قریب ہے۔ پس وہ اپنے بندوں کے دلوں سے اس قدر قریب ہے۔ جس قدر کہ وہ دیکھتا ہے کہ بندوں کے دل اس کے قریب ہیں۔ اب تو سوچ کہ وہ کس چیز سے تیرے دل کے قریب ہوتا ہے۔ حال قرب حال محبت کا مقتضی ہے۔ اور محبت اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے غنی و جلال عظمت علم قدرت کی طرف دیکھے۔ پھر وہ شخص خوش قسمت ہے جو کہ اس کی محبت کی شراب کا پیالہ پئے اس کی مناجات کی نعمت کو چکھے اس کا دل محبت سے بھر جائے۔ پھر وہ اللہ سبحانہٗ کی طرف خوشی کے مارے اڑے۔ اس کی طرف شوق کے مارے شیفتہ ہو۔ پس اے وہ دیکھنے والے جو کہ اپنے رب سے محبت کرتا ہے۔ اس کی محبت میں شیفتہ و بیمار ہے۔ جس کو تسکین نہیں۔ اس کے سوا اور کسی سے الفت نہیں۔ سو وہ ایسا عاشق ہے کہ محبت کی نظر سے محبت کے علم کے فنا سے محبوب کی نظر کی طرف چلا گیا ہے۔ اس طرح سے کہ اس کا محبوب غیب میں تھا۔ اور وہ محبت کے ساتھ نہ تھا۔ پھر جب عاشق اس نسبت کی طرف نکل جائے تو وہ عاشق بلا علت ہو گا۔ محبت ذکر کو چاہتی ہے اور عاشق ہمیشہ اپنے رب عزوجل کا ذکر اس پر غالب آتا ہے۔ ایسا ہو جاتا ہے۔ جیسے کوئی اپنے نفس سے غافل ہو۔ پھر اپنے نفس کے ذہول سے بھی غافل ہو جاتا ہے۔ اور اپنے رب کے ذکر کے غلبہ کی وجہ سے تمام محسوسات کو بھلا دیتا

ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ مذکورہ نظر میں داخل ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اپنے نفس سے فنا ہو گیا۔ کہا جاتا ہے اپنے رب کے پاس باقی رہا۔ کہا جاتا ہے کہ اپنی فنا سے بھی فنا ہو گیا۔ یعنی وہ اپنے نفس کی غفلت کے ذکر سے بوجہ غلبہ ذکر رب سے غافل ہو گیا۔ وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کو نہیں دیکھتا یہاں پر پہنچ کر وہ اس کا ذکر کرتا ہے ایسے حال میں کہ اس کے مشاہدہ سے غائب اپنے نفس سے اچکا ہوا ہو۔ اپنے آپ سے محو ہو۔ تمام فنا شدہ اور جب تک یہ حالت باقی ہے تو نہ تمیز ہے نہ اخلاص ہے نہ صدق ہے۔ اور یہ جمع الجمع اور عین وجود ہے۔ یہی وہ وصول ہے کہ احوال تمیز و تکلیف کی طرف لوٹاتا ہے۔ پھر ایک قسم کے پردہ کے ساتھ اس وصف سے پردہ میں ہو جاتا ہے تاکہ حق شرع پر قائم ہو جائے۔ یہاں پر بڑے مغالطے پڑتے ہیں۔ محفوظ وہ شخص ہے کہ احکام شریعت ادا کرنے کی طرف رجوع کرے۔

یہ بھی آپ کا کلام ہے۔

کہ جو شخص دنیا کی طلب میں مشغول ہو وہ اس میں ذلت کے ساتھ مبتلا ہوتا ہے جو شخص اپنے نفس کے قبض سے اندھا ہوتا ہے۔ وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ جو زوال پذیر شے کے ساتھ زینت بناتا ہے۔ وہ مغرور ہے۔

زیادہ نافع وہ علم ہے کہ جو احکام عبودیت کا علم ہو۔ اور اعلیٰ علم معرفت توحید ہے تواضع کے ساتھ جبکہ واجبات و سنن کو قائم رکھے۔ بیکاری نقصان نہیں دیتی۔

تکبر کے ساتھ علم و عمل مستحب اور علم مقبول کو نتیجہ پیدا نہیں کرتا اگر وہ تجھے کھڑا کرے تو ثابت رہے گا۔ اگر تو خود کھڑا ہو گا تو گر جائے گا۔ آپ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

حاضر فی القلب یعمرہ   لست انساہ فاذکرہ

وہ میرے دل میں حاضر ہے۔ اور اس کو آباد کرتا ہے۔ میں اس کو نہیں بھلاتا اور یاد کرتا ہوں۔

ان یصلنی کنت نے راحۃ   او جفانی ما اغیرہ

اگر وہ مجھے بلائے تو میں آرام میں ہوتا ہوں۔ یا وہ مجھ پر ظلم کرتا ہے تو میں اس

کو نہیں بدلتا۔

فھو مولائی اول بہ وکسا ارجوہ احذرہ

پس وہ میرا مولا ہے کہ میں اس سے ناز کرتا ہوں۔ اور جیسے اس کی امید کرتا ہوں۔ اس سے ڈرتا بھی ہوں۔

سماع

ان سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے اپنی سرائے کے اندر طفسونج میں مجلس سماع قائم کی قوال نے اشعار پڑھے تو حاضرین خوش ہوئے اور ان کو وجد نے ڈھانک لیا تو ان پر شیر آئے۔ اور ان کے ساتھ مل گئے۔ ایک شخص فوت ہو گیا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو محمد عبداللہ بن محمد بن احمد بن علی قرشی ازجی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو طاہر خلیل بن شیخ بزرگ ابو العباس احمد بن علی صرصری نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عبدالرحمٰنؒ طفسونجی عراق کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ ان کا ہاتھ مبارک تھا۔ جس بیمار پر پھیرتے وہ اچھا ہو جاتا۔ اور جس مادر زاد اندھے پر پھیرتے وہ بینا ہوتا۔ جس گنٹھیا والے پر پھیرتے وہ چلنے لگتا۔ وہ مقبول الدعاء تھے۔ جس کسی کام کے لئے دعا مانگتے وہ ہو جاتا۔

میں ان کے پاس ایک دفعہ حاضر ہوا۔ ان کی خدمت میں ان کا ایک مرید حاضر تھا۔ جو ان سے کہنے لگا۔ اے میرے سردار میری کھجوریں ہیں وہ گیارہ سال سے پھل نہیں دیتیں اور گائیں ہیں جو تین سال سے بچے نہیں جنتیں۔ آپ ان کے لئے برکت کی دعا مانگیں۔ آپ نے اس کے لئے دعا مانگی۔ تو اسی سال اس کی کھجوریں پھل لائیں۔ اور وہ عراق کی عمدہ کھجوروں اور زیادہ پھل لانے والیوں سے ہو گئیں۔ اس کی گائیوں نے اسی ماہ بچے جنے۔ حتی کہ وہ اور لوگوں کی گائیوں سے بڑھ کر چوپائیوں والا اور سب سے بڑھ کر دودھ والا ہو گیا۔

آپ کا تصرف جاری اور فعل ظاہر تھا۔ بڑی ہیبت والے تھے۔ میں ان کی خدمت میں ایک دن طفسونج میں تھا۔ آپ سے کہا گیا کہ فلاں شخص اور ان کے ایک مرید کا

نام لیا جو دوسرے شہر میں تھا یہ کہتا ہے کہ جو آپ کو چیز دی گئی ہے وہ مجھے بھی دی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے مجھے دی ہے۔ اس نے اس کو بھی دی ہے۔ لیکن جیسے مجھ کو دی ہے اس کو نہیں دی۔

پھر فرمایا کہ میں اس کو ایک تیر پھینکتا ہوں۔ ایک گھڑی سر نیچے کیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے اس کو تیر پھینکا ہے۔ جو اس کو لگا ہے۔ ابھی اور پھینکوں گا۔ اور سر نیچے کیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے ایک اور پتھر پھینکا ہے۔ وہ بھی اس کو لگا ہے۔ اور ابھی تیسرا تیر پھینکوں گا اگر وہ اس کو لگ گیا تو بیشک وہ دیا گیا جو مجھ کو دیا گیا ہے۔ اور سر نیچے کیا۔ پھر فرمایا کہ بیشک وہ مرگیا لوگ جلدی دوڑے گئے۔ تو اس کو اس کے شہر میں گھر میں مردہ پایا۔ میں نے اس پر نماز پڑھی۔

متکلم کو گونگا بنا دینا

وہ کہتا ہے کہ آپ نے ایک شخص سے ایک دن سنا کہ وہ شعر پڑھتا ہے۔ اور ادھر موذن اذان دیتا ہے۔ آپ نے اس کو چپ رہنے کا حکم دیا تو وہ چپ نہ ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ چپ رہو۔ پھر کلام نہ کر یہاں تک کہ میں تم کو حکم دوں۔ پھر مرد گونگا ہو گیا۔ اس کو بولنے کی طاقت نہ رہی۔ تین دن تک اس کا یہی حال رہا۔ آخر وہ شیخ کی خدمت میں آیا۔ توبہ و استغفار کرنے لگا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ جا وضو کر۔ اس نے وضو کیا تو کلام کرنے لگا۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمارے بعض نیک بخت اصحاب نے مجھ سے حکایت بیان کی کہ میں شیخ کے سامنے ایک دن حاضر تھا۔ آپ کے پاس ایک سرمہ دانی اور سلائی تھی۔ جس کے ساتھ سرمہ لگایا کرتے تھے۔ میں نے آپ سے درخواست کی کہ مجھ کو اپنے ہاتھ سے سرمہ لگا کر دیں۔ آپ نے ایک سلائی لگا کر مجھے دی تو مجھ کو بڑے بڑے امور دکھائی دینے لگے اور فرش سے لے کر عرش تک مجھ کو دکھائی دینے لگا۔

خبر دی ہم کو ابو الفتح نصر اللہ بن عبداللہ بن سلیمان انصاری واسطی نے کہا خبر دی ہم کو میرے ماموں شیخ نیک بخت ابو نصر صالح بن ابو المعالی بن حسن بن احمد انصاری

ملفونجی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عبدالرحمن ملفونجی غیب کی بہت سی باتیں بیان کیا کرتے تھے جس بات کی خبر دیتے ویسے ہی ہوتی جیسا کہ انہوں نے خبر دی تھی۔ اگرچہ چالیس سال کے بعد کیوں نہ ہو۔ اپنے مریدوں کو ان کے امور اور جزوی حالات بالتفصیل بیان کر دیا کرتے جب مرید کو خلوت میں بٹھاتے تو اس کو ہر دن طریق کی منازل میں سے ایک منزل میں اتارتے اس کے تمام احکام اس کے پانے سے پہلے اس کو بتلا دیتے پھر اس کو درجہ بدرجہ بڑھاتے۔ یہاں تک کہ فرماتے کل تم اپنی مراد پالو گے جب وہ مقام وصول تک پہنچ جاتا تو اس سے فرماتے کہ یہ تیرا رب ہے۔ اور تو ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کے ساتھ عراق کے ایک جنگل میں پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ شیخ نے فرمایا وہ خدا پاک ہے کہ وحشی جانور جنگلوں میں اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اتنا کہنا تھا کہ بہت سے وحشی آ گئے۔ جنہوں نے جنگل بھر دیا۔ وہ اپنی بولیاں بولتے تھے اور عاشقانہ آوازیں نکالتے تھے۔ شیر خرگوش اور ہرنوں سے مل گئے تھے۔ ان میں سے بعض آئے اور آپ کے قدموں پر لوٹنے لگے۔

پھر آپ نے کہا پاک ہے وہ ذات جس کی تسبیح پرندے اپنے گھونسلوں میں جمع کرتے ہیں۔ اتنے میں ہر ایک قسم کے پرندے آپ کے سر پر ہوا میں جمع ہو گئے جنہوں نے میدان بھر لیا۔ اور وہ طرح طرح کی بولیاں بولتے۔ طرح طرح کی آوازیں نکالتے تھے۔ آپ کے قریب ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ کے سر پر جھک پڑے۔

پھر کہا پاک ہے وہ ذات کہ جس کی تسبیح تیز ہوائیں کرتی ہیں۔ پھر ہر طرف سے مختلف ہوائیں چلنے لگیں کہ ان میں سے اکثر میں نے کبھی دیکھی نہ تھیں اور نہ اس سے بڑھ کر نرم اور لطیف چلتی دیکھی تھیں۔ اس کلام سے پہلے وہ نہ چلی تھیں۔

پھر کہا پاک ہے وہ ذات کہ جس کی تسبیح اونچے پہاڑ کرتے ہیں تب وہ پہاڑ جس کے نیچے آپ بیٹھے ہوئے تھے ہلنے لگا۔ اور اس سے کئی پتھر نیچے گرے۔

شیخ قبیلہ اسد سے تھے۔ آپ کا نام جہاں تک مجھے معلوم ہے حبیب تھا۔ لیکن ان کو باطن میں کہا گیا کہ مرحبا عبدالرحمن تب سے آپ کا نام عبدالرحمن پڑ گیا۔ آپ

طفسونج میں رہتے تھے جو کہ عراق میں ایک شہر ہے۔ وہیں آپ بڑی عمر میں فوت ہوئے۔ اور وہیں ان کا مزار ہے۔ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

خبر دی ہم کو ابو الفتح نصر اللہ بن عبداللہ بن سلیمان انصاری نے کہا خبر دی ہم کو میرے ماموں ابو نصر صالح بن حسن طفسونجی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ اصیل ابو حفص عمر بن شیخ پیشواء ابو محمد عبدالرحمٰن طفسونجی سے وہ کہتے تھے کہ میرے والد جمعہ کے دن اپنے گھر سے نکلے تاکہ خچر پر سوار ہوں۔ اور نماز جمعہ کے لئے جائیں پھر رکاب میں پاؤں رکھا اور نکال لیا اور ایک گھڑی زمین پر ٹھہر گئے۔ پھر سوار ہوئے اور چلے۔ جب نماز پڑھ چکے تو میں نے اس کا سبب پوچھا جواب دیا۔ کہ شیخ عبدالقادر بغداد میں اس وقت اپنی خچر پر سوار ہونا چاہتے تھے۔ اور جامع مسجد کو جانے کو تھے۔ تب میں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ ادب کی وجوہ سے سواری میں مجھے ان سے پیش قدمی نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی نے ان کو ان کے اہل زمان پر مقدم کیا ہے۔ ان کے مراتب پر ان کو فضیلت دی ہے۔ ان کے حالات پر ان کو بزرگی دی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ ایک دن وہ سفر کے ارادہ پر نکلے۔ رکاب میں پاؤں رکھ کر نکال لیا۔ اور اپنے گھر میں چلے گئے۔ پھر میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا۔ تو کہا کہ اے میرے فرزند میں نے زمین میں کوئی جگہ نہ دیکھی کہ جس میں میرا قدم سما سکے پھر طفسونج سے نہ نکلے یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

اور خبر دی ہم کو ابو الفتح واسطی نے اپنے ماموں ابو نصر طفسونجی نے کہا کہ میں نے سنا ابو الحسن بن احمد طفسونجی سے وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی پر جب وقت نزع آیا تو ان کے فرزند نے ان سے کہا کہ مجھ کو وصیت کیجئے انہوں نے فرمایا کہ میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ شیخ عبدالقادرؒ کی عزت کیجیو ان کے حکم کو مانیو۔ ان کی خدمت کو لازم کیجیو۔

جب وہ انتقال کر گئے تو ان کے فرزند شیخ عبدالقادر کی خدمت میں بغداد آئے تو شیخ نے ان کی عزت کی اور اپنا خرقہ اس کو پہنایا اور اپنی صاحبزادی کا ان سے نکاح کر دیا۔

وہ علماء کا لباس پہنتے تھے۔ وہ ایک دن شیخ عبدالقادر کے مدرسہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک فقیر عاشق آیا۔ ان کے پاس بیٹھ گیا۔ ان کی آستین کو پلٹانے لگا اور کہنے لگا یہ آستین شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کے فرزند کی نہیں یہ تو ابن ہبیرہ یعنی وزیر کی آستین ہے۔ تب وہ کھڑے ہوئے اپنے گھر کی طرف گئے اپنے کپڑے اتارے اور ٹاٹ پہن لیا۔ بغداد سے نکل گئے اور کسی کو ان کی خبر نہ ہوئی کہ کدھر گئے۔ پھر شیخ عبدالقادر نے کچھ مدت کے بعد اپنے اصحاب میں سے دو مریدوں کو کہا کہ تم عباوان کی طرف جاؤ۔ تم اس میں شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کے فرزند کو پاؤ گے۔ جب تمہاری نظر اس پر پڑے تو وہ تمہارا معتقد ہو جائے گا اس کو میرے پاس لے آؤ۔

جب دونوں عباوان میں پہنچے ان کی بابت وہاں کے ایک رہنے والے سے پوچھا جو کہ دریا کے کنارہ پر رہتے تھے۔ اس نے کہا کہ وہ ہر روز دریا کی طرف آتا ہے۔ اور وضو کرتا ہے۔ اس کی آواز شیر کی آواز ہوتی ہے۔ قریب ہے کہ دریا اس کی ہیبت سے بیقرار ہو جائے۔ ہم تھوڑی دیر ٹھہرے تھے کہ اسی طرز پر وہ آئے۔ جب انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ تم نے مجھے اس شخص کا قیدی بنا دیا ہے۔ جس نے تم کو بھیجا ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ شیخ عبدالقادر کی بات مانو۔ اس نے کہا بسر و چشم وہ دونوں چلتے تھے۔ اور وہ ان کے پیچھے چلتا تھا۔ جب چلتے تھے تو چلتا تھا۔ اور جب وہ بیٹھتے تھے وہ بھی بیٹھتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو بغداد میں لے آئے۔ پھر وہ شیخ عبدالقادر کے سامنے سر جھکا کر ادب سے بیٹھ گیا۔ شیخ نے اس کا ٹاٹ اتار دیا۔ اور اس کے کپڑے ان کو پہنچا دیئے اور ان کی بیوی کے پاس پہنچا دیا۔

الشیخ بقاؒ بن بطو

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور بڑے عارفین و بڑے صدیقین میں سے ہیں۔ صاحب احوال نفیسہ مقامات جلیلہ کرامات روشنہ افعال خارقہ معارف روشنہ حقائق علیہ۔ اشارات لطیفہ معارف شریفہ تھے تمکیں میں ان کا مکان عالی اور قرب میں مقام بلند کشف میں لمبا ہاتھ تصریف میں مضبوط قدم ہے۔

وہ اس طریق کے ایک رکن اس شان کے اوتاد ان کے سرداروں کے صدر ان کے اماموں کے سردار ان کے علماء کے نشان ہیں۔

وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو خدا تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے اور عالم میں تصرف دیا ہے۔ احوال میں قدرت دی ہے۔ آنیوالی چیزوں کو ان کے لئے خرق کیا ہے۔ موجودات کو ان کے لئے بدلہ دیا ہے۔ ان کے لئے بڑی پوری مقبولیت اور دلوں میں بڑی ہیبت دی ہے۔ وہ ان چاروں میں سے ایک ہیں جن کا نام براۃ رکھا گیا ہے۔ جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

شیخ محی الدین شیخ الاسلام عبدالقادر ان کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ ان کی شان کو بڑھاتے تھے۔ اور فرمایا تمام مشائخ کو ناپ کر دیا گیا ہے۔ مگر شیخ بقا بن بطو کو بدوں ناپ دیا گیا ہے۔ نہر الملک اور اس کے آس پاس زہد علم الاحوال موارد صادقین کی مشکلات کا کشف ان تک منتہی ہوا ہے۔ بہت سے صلحاء ان کے شاگرد تھے۔ مشائخ و علماء وغیرہ ان کی عزت کرتے تھے ہر شہر سے ان کی زیارت و نذروں کا قصد کیا جاتا تھا۔ شیخ ابو ذکریا یحییٰ بن یوسف صرصری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جس کا اول یہ ہے۔

هذی لتهامة تا حبس غیر متهم   واعلم بان الهوی من نمیة العلم

وقد کسوت بقاء خلعت جهت   له بذا الشهر فضلا غیر منعزم

تولمه زمر الزوار طالبه   لما رفعت له فی الناس من علم

وقد حللت بمعناه علی ثقة   من صدق وعدک فی الابناء والحکم

آپ کا اہل حقائق کی زبان پر بلند کلام ہے اس میں سے یہ ہے۔

فقر یہ ہے کہ علائق سے دل کو علیحدہ کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مستقل کرنا جائیداد سے علیحدہ ہو جانا۔ فقر کے اوصاف میں سے ایک وصف ہے۔ کیونکہ وہ تحمل اور قطع ہیں۔ جب ان سے بندہ سکون کرتا ہے۔ اور جب املاک کے دینے کے وقت تنہا ہو جائے۔ اور اسباب کے وجود عدم سے اس کا حال متغیر نہ ہو۔ قوت میں ضعف میں نہ سکون میں نہ حرکت میں اور اس میں ہلاکتیں اثر نہ کریں۔ تب اس کا فقر صحیح ہو گا۔

وہ آزاد ہو گا۔ اس کو اسباب قید نہ کریں گے۔ ان کا وجود اس کو حرکت نہ دے گا۔ ان کا عدم اس کو نہ ڈرائے گا۔

اگر وہ مالک ہوا۔ تو گویا کہ مالک نہیں اگر مالک نہیں ہوا تو گویا مالک ہوا پس وہ دنیا اور آخرت میں اپنے نفس کے لئے نہ مقام دیکھتا ہے۔ نہ قدر اور جیسا کہ نہیں دیکھتا نہیں کرتا اور جیسا طلب نہیں کرتا۔ آرزو نہیں کرتا۔ وہ اس کے ساتھ مستقل ہے۔ قائم بلاطمع ہے۔ رو سے گرتا نہیں اور قبول سے اٹھتا نہیں بجز اس کے کہ اس کا اعتقاد اپنے طریق میں غیر پر فضیلت کا ہوتا ہے۔ یہ بلند مقام ہے امر اس میں باریک ہے۔ اور اپنے فقر میں صادق نہیں ہوتا۔ اور جب تک فقر سے فقر کے لئے فقر کے شہود سے نفی کرنے کے ساتھ نہ نکل جائے۔ اپنے فقر میں صادق نہیں ہوتا۔

فقیر صادق کی تعریف وہ ہے کہ جو اللہ سبحانہ نے فرمائی ہے کہ جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچائے گئے۔ وہ فلاح پانے والے ہیں۔

اس کی صفت وہ ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمائی کہ وہ اپنے نفسوں پر (اوروں کو) ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ ان کو خود احتیاج ہو۔ اس کی علامت یہ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ تاکہ تم اپنی فوت شدہ چیزوں پر افسوس نہ کھاؤ۔ اور جو تم کو ملے اس پر خوش نہ ہو۔

اپنے نفس سے لوگوں سے انصاف کر اور نصیحت اپنے غیروں سے قبول کر تو مراتب کی بزرگی پائے گا۔

جو شخص اپنے دل میں کوئی جھڑکنے والا نہ پائے تو وہ خراب ہے۔ جب دل شہوات سے تسلی پائے تو وہ تندرست ہے۔

جو شخص اپنے نفس پر اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگتا تو نفس کو پچھاڑے گا۔ اور جو شخص کہ مبتدیوں کے آداب پر قائم نہیں تو اس کو منتہیوں کے مقامات کا دعویٰ کیسے درست ہے۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن یحییٰ بن ابی القاسم ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو الفتح بن احمد وقوتی خادم شیخ بزرگ عارف دانا ابو ذکریا یحییٰ بن محمد دوری مرتعش"

نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ یحیٰی سے ان کے رعشہ کی نسبت دریافت کیا کہ کیا یہ مرض ہے یا اس کا کوئی سبب ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک دن ہوا پر اڑا جا رہا تھا۔ شیخ بقا بن بطو کے گاؤں پر سے گذرا تو ایک شخص کو کوڑے پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں نے کہا اے شخص جو کہ کوڑے پر بیٹھا ہوا ہے۔ یہاں سے اٹھ کیونکہ کوڑوں پر وہی بیٹھتا ہے جس کو صدور مراتب کا مرتبہ حاصل ہو۔ تب اس شخص نے اپنا سر اوپر کو اٹھایا۔ اور میری طرف دیکھا تو وہ شیخ بقا نکلے اور مجھے ان کی ہیبت و نگاہ سے رعشہ پڑ گیا۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک دن شیخ بقا کرامات اولیاء کا بیان کر رہے تھے اور آپ کے پاس ایک شخص صاحب احوال و کشف بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگا کہ ہمارے زمانہ میں بعض ایسے شخص ہیں کہ اگر کنوئیں سے پانی نکالے تو ڈول میں اس کے لئے سونا نکل آئے۔ اور جب کسی طرف متوجہ ہو تو اس کا سونا دیکھے اور جب کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگے تو کعبہ کو اپنے سامنے دیکھے اور اس شخص کا یہی حال تھا تب اس کی طرف شیخ بقا نے دیکھا۔ پھر سر نیچے کر لیا تو اس کا تمام حال جاتا رہا اور جو اس کو مشاہدہ ہوتا تھا یا وہ پاتا تھا۔ سب چھپ گیا۔ تب وہ شیخ کی طرف استغفار کرتا ہوا آیا۔ تو شیخ نے فرمایا کہ جو گزر گیا وہ نہیں لوٹتا۔

راوی کہتا ہے کہ تین فقہا آپ کے ملنے کو آئے۔ اور آپ کے پیچھے انہوں نے عشاء کی نماز پڑھی آپ نے اس قسم کی قرات نہ پڑھی جیسے کہ فقہا چاہتے تھے۔ ان کا شیخ کے بارے میں بدگمان ہوا۔ رات کو ایک گوشہ میں پڑ کر سو رہے تینوں رات کو جنبی ہو گئے۔ حجرہ کے دروازہ پر جو نہر تھی۔ اس کی طرف نکلے اور اس میں نہانے کے لئے اترے تب ایک بڑا شیر آیا۔ اور ان کے کپڑوں کو پکڑ لیا۔ وہ رات بھی سردی کی تھی۔ انہوں نے اپنے مرنے کا یقین کر لیا۔

پھر شیخ اپنے حجرہ سے نکلے تو شیر آکر آپ کے پاؤں پر لوٹنے لگا شیخ اس کو اپنی آستین سے مارنے لگے اور اس سے کہا کہ تو ہمارے مہمانوں کے کیوں درپے ہوا کرتا ہے۔ اگرچہ وہ ہم سے بدگمان ہوں۔ پھر شیر تو چلا گیا اور فقہا پانی سے نکلے اور آپ سے معافی مانگنے لگے۔ آپ نے ان سے کہا کہ تم نے اپنی زبانوں کی اصلاح کی ہے۔

اور ہم نے اپنے دلوں کو درست کیا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد خلیل بن صالح بن یوسف بن علی زریرانی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو المحاسن فضل اللہ بن امام ابوبکر عبدالرزاق نے کہا کہ میں نے شیخ بزرگ' ابو محمد علی بن ابی ادریس یعقوبی سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ بقا بن بطو کے گاؤں میں ہولناک آگ لگ گئی۔ اور وہ اس کے تمام اطراف میں پھیل گئی اور اڑ گئی۔ تب شیخ بقا آگ اور ان مواضع کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ کہ جہاں ابھی نہ لگی تھی۔ اور فرمایا کہ اے آگ مبارکہ یہاں تک رہو اور بجھ جا۔ پس وہیں اس وقت بجھ گئی۔

راوی کہتا ہے کہ ایک دن آپ اپنی زمین کو پانی دینے کے لئے نکلے۔ اس وقت آپ کے پاس کوئی آدمی آپ کے مریدین میں سے نہ تھا۔ آپ میں ضعف کی وجہ سے اتنی طاقت نہ تھی کہ نہر سے پانی کو اپنی زمین کی طرف پھیریں۔ آپ نے خلا کی طرف دیکھا۔ اس میں حالانکہ کوئی بادل نہ تھا۔ لیکن ایک بادل مغرب کی جانب سے آیا۔ یہاں تک کہ آکر ان کے سر پر کھڑا ہو گیا۔ اور خاص ان کی زمین پر برسنے لگا۔ اور یہ حال ہوا کہ زمین کا جو ٹکڑا پانی کا محتاج ہوتا۔ آپ پھرتے بادل اسی کی طرف جاکر اس کو سیراب کر دیتا۔ حتیٰ کہ جب آپ کی تمام سرزمین سیراب ہو گئی۔ اور آپ بیٹھ گئے۔ تو بادل بھی چلا گیا اور بارش موقوف ہو گئی۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک دن آپ نہرالملک کے کنارہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک کشتی گزری جس میں لشکر تھا۔ اور ان کے ساتھ شراب' میوے' آراستہ عورتیں بچے اور گانے والے تھے۔ وہ نہایت لہو و سرکشی میں جا رہے تھے۔ شیخ بقا نے ملاح سے کہا کہ خدا سے ڈر اور کشتی کو جنگل کی طرف لا۔ انہوں نے آپ کی بات پر توجہ نہ کی۔ پھر آپ نے فرمایا اے نہر مسخران بدکاروں کو پکڑ تب تو پانی ان پر چڑھ گیا۔ حتیٰ کہ کشتی تک پہنچ گیا۔ اور لگے ڈوبنے۔ پھر وہ سب شیخ کے سامنے چلانے لگے۔ اور علانیہ توبہ کا اظہار کیا۔ پھر پانی اپنے حال پر آگیا۔ اور ان کی توبہ اچھی ہو گئی۔ اس کے بعد وہ اکثر شیخ کی زیارت کو حاضر ہوا کرتے تھے۔

آپ باب نوس میں رہتے تھے۔ جو کہ نہرالملک کا ایک گاؤں ہے۔ آپ نے وہیں

قریب ۵۵۳ھ کے انتقال فرمایا۔ آپ کی عمر قریباً ۸۰ سال کی ہو گئی تھی۔ آپ کی قبر وہیں ہے۔ جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ آپ بڑے کریم بڑے بزرگ خوبصورت تھے۔ اخلاق میں بڑے شریف تھے۔ خوبیوں میں بڑے کریم تھے۔ اور بطو' با کی فتح اور طاکی تشدید اور ضمہ اس کے بعد واؤ ساکن بروزن مدو شد اور نوس نون مضمومہ اور واؤ ساکنہ اور سین مہملہ کے ساتھ ہے۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ازدمر محمدی ہمدانی نے کہا خبر دی ہم کو فقیہ ابو عبداللہ محمد بن علی بن عبدالرحمٰن باسری حنبلی نے کہا۔ میں نے سنا شیخ اصیل ابوبکر احمد بن شیخ' ابوالغنائم اسحاق بن بطو نہرالملکی سے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ شیخ عبدالقادر جیلی میرے بھائی شیخ بقا کی زیارت کرتے تھے۔ اور شیخ عبدالقادر ان کی ہیبت سے کانپتے تھے۔ اور خوف ڈالتے تھے۔ پھر ایک سال کے بعد میرے بھائی شیخ عبدالقادر کی زیارت کو جاتے تھے۔ تو میرے بھائی شیخ عبدالقادر کی ہیبت سے کانپتے تھے۔ اور خوف ڈالتے تھے۔ اور یہ خدا کا فضل ہے۔ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

خبر دی ہم کو ابوالمعالی صالح بن یوسف عجلان غسانی تلعفنی نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو محمد عبداللطیف مشہور بہ مطرز نے خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو محمد عبدالغنی بن ابی بکر بن نقطہ نے کہا کہ میں نے سنا اپنے شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی سے وہ کہتے تھے کہ شیخ بقا بن بطو اور شیخ علی بن الہیتی شیخ ابو سعد قیلوی شیخ عبدالقادر کے مدرسہ کی طرف آتے تھے۔ ان کے دروازہ پر جھاڑو دیا کرتے تھے۔ اور چھڑکاؤ کرتے تھے۔ ان کی خدمت میں بدون اذن کے نہ جاتے۔ اور جب ان کی خدمت میں جاتے۔ تو آپ ان سے کہتے۔ بیٹھ جاؤ۔ وہ کہتے کہ کیا ہمارے لئے امان ہے۔ تو آپ فرماتے کہ ہاں امن ہے۔ پھر وہ سب ادب کے ساتھ بیٹھ جاتے۔ اور جو ان میں سے حاضر ہوتا۔ اور شیخ سوار ہوتے۔ تو وہ غاشیہ آپ کے سامنے لا دیتا۔ اور چند قدم شیخ کے ساتھ چلتا۔ آپ ان کو اس کام سے منع فرماتے۔ تو وہ کہتے کہ ان باتوں سے ہم خدا کی طرف تقرب چاہتے ہیں۔

چوکھٹ کو چومنا

راوی کہتا ہے۔ کہ میں نے اکثر عراق کے ان مشائخ کو دیکھا کرتا تھا۔ جو کہ شیخ عبدالقادر کے معاصر تھے۔ جب مدرسہ کے دروازہ پر یا سرائے کے دروازہ پر پہنچے تو چوکھٹ کو چومتے۔ اور بغداد کے اکابر سے جو میں نے اس مطلب میں سنا ہے۔ یہ شعر ہیں ۔

تزاحم تیجان الملوک ببابہ ویکثر نی وقت السلام از نحلمھا

بادشاہوں کے تاج اس کے دروازے پر ہجوم کرتے ہیں۔ سلام کے وقت ان کا ہجوم بہت ہوتا ہے۔

ازا اعانیۃ من بعید ترجلت وان ھی لم تفعل ترجل ھا مھا

جب کہ اس کو دور سے دیکھتے ہیں تو پیادہ پا ہو جاتے ہیں۔ اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان کے پیر پیادہ پا ہو جاتے ہیں۔

شیخ ابو سعد قیلوی

یہ شیخ عراق کے مشہور مشائخ اور بڑے عارف اور آئمہ محققین میں سے ہیں۔ صاحب انفاس صادقہ افعال خارقہ احوال فاخرہ کرامات ظاہرہ حقائق روشنہ معارف عالیہ صاحب فتح روشن و مقام نگہداشت و کشف جلی و سر روشن تھے۔ قرب میں ان کا مرتبہ عالی تھا۔ بلندی میں ان کا مکان مضبوط تھا۔ تعریف میں ان کا لمبا ہاتھ تھا۔ بزرگ اخلاق اور عمدہ صفات میں ان کا ہاتھ روشن تھا۔ وہ ان چاروں میں سے ایک ہیں۔ جن کا نام براۃ ہے وہ معتبرین فقہا اور مفتی علماء میں سے ایک ہیں۔ اپنے شہر اور اس کے آس پاس کے مفتی تھے۔ وہ اس شان کے ایک اوتاد ان کے سادات کے رکن ان کے صدر تھے۔ جن کی طرف لوگ کھچے آتے ہیں۔ ان کے بڑے عالم تھے۔ وہ حل مشکلات و احوال و کشف خفیات موارد میں مضبوط ذمہ دار تھے۔ ان کی طرف زہد معرفت مریدین کی تربیت قیلویہ اور اس کے متصل علاقہ ہستی میں ہوئی۔ ان کی صحبت

میں بڑے بڑے اکابر نے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ ابو الحسن علی قرشی اور شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد مدینی شیخ خلیفہ بن موسیٰ شیخ مبارک بن علی حملی شیخ محمد بن علی فیدی وغیرہم۔ بڑے بڑے بزرگ ان کے شاگرد ہوئے۔ جم غفیر صلحاء کا ان کی طرف منسوب ہوا۔ ان کی بزرگی و احترام پر اجماع منعقد ہوا ہے۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے مخلوق کی طرف ظاہر کیا۔ اور ان کے دلوں میں ان کی مقبولیت تام اور ہیبت عظمیہ ڈال دی تھی۔ ان کے وجود میں اللہ تعالیٰ نے تصرف دیا تھا۔ ان کو مغیبات کے ساتھ بلایا تھا۔ ان کے ہاتھ پر خرق عادات کیا تھا۔ اہل طریق کے لئے ان کو حجت و امام بنایا تھا۔ قیلویہ میں بڑی بلند کرسی پر بیٹھ کر علوم شرائع و حقائق کو بیان کرتے تھے۔ ان کی مجلس میں مشائخ و علماء حاضر ہوا کرتے تھے۔ اس امر کی ریاست و جلالت ان تک منتہی ہوئی۔ ان کی زیارات و نذروں کا قصد کیا گیا۔ علوم حقائق میں ان کا بلند کلام تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔ فقیر کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ اور کوئی شی اس کی مالک نہیں ہوتی۔ اس کا دل ہر میل سے پاک ہوتا ہے۔ ہر ایک کے لئے اس کا سینہ صحیح و سالم ہوتا ہے۔ اس کا نفس سخاوت و ایثار کی جوانمردی کرتا ہے اور تصوف ایسے لوگوں کے لئے ہے کہ دیئے گئے حتیٰ کہ فراخی کرنے لگے۔ اور منع کئے گئے وصل میں حتیٰ کہ گم ہو گئے۔ پھر اس کے اسرار قرب کے ساتھ پکارے گئے۔ تو انہوں نے کہا لبیک (یعنی خداوند ہم حاضر ہیں)

تصوف کا معنی

تصوف کا معنی یہ ہے۔ کہ اپنے غیر سے بیزاری ماسوئی سے تخلیہ حسن ارادہ ہر ایک روشن و خلق میں داخل ہونا۔ اور ہر نکمے وصف سے نکل جانا مراقبہ احوال ہر سانس میں لزوم ادب خدا کی طرف نظر مٹا کر۔ اور تکلف کو دور کرنے کے ساتھ متوجہ ہونا۔ توکل یہ ہے۔ کہ مضمون پر بھروسہ کرنا۔ احکام بجا لانا۔ دل کی مراعات دونوں جہاں سے علیحدگی حق و صدق سے چمٹنا۔ وجد کے اشارات کے ساتھ لوگوں سے چھپنا شائل قصد کے ساتھ موجودات سے خفیہ رہنا ہے۔

توحید

توحید یہ ہے کہ ایسی ذات کے مشاہدہ سے جو کہ ہر نقص سے پاک ہے۔ موجودات سے چشم پوشی کرنا۔ عارف وحدانی الذات ہے۔ جس کو کوئی قبول نہیں کرتا۔ نہ وہ کسی کو قبول کرتا ہے۔ تمام احوال کی بناتیں خصلتوں پر ہے۔ فقر و احتیاج سے تمسک سخاوت و ایثار کی علوت تعرض و اختیار کو چھوڑ دینا۔

صادق و کاذب کی علامت

اپنے طریقہ میں صادق کی یہ علامت ہے کہ غنی کے بعد محتاج ہو جائے۔ عزت کے بعد ذلیل ہو۔ شہرت کے بعد مخفی ہو جائے۔ اپنے دعویٰ میں جھوٹے کی علامت یہ ہے کہ فقر کے بعد مستغنی ہو۔ ذلت کے بعد عزیز ہو۔ خفا کے بعد مشہور ہو۔ اور جب تو کسی شخص کو دیکھے۔ کہ طمع کی زیادتی کو ادب کو اخلاص حق سے نکلنے کو شطح اور برائیوں سے لذت حاصل کرنے کو اچھی خواہش کی اتباع کو ابتلائے دنیا کی طرف کرنے کو وصول' بد خلقی کو صولت' بخل کو بہادری' سوال کرنے کو عمل کہتا ہے۔ تو اس نے بیشک ارکان طریق کو گرا دیا۔ اس کے آثار کو مٹا دیا۔ اس کے راستوں کو بدل دیا۔ اس کے معانی کو متغیر کر دیا۔ اللہ عزوجل کی نظر سے گر گیا۔ اور آپ ان اشعار کو پڑھا کرتے تھے۔

لی حبیب ازورہ فی الخلوات حاضر غائب عن اللحضات

میرا ایک حبیب ہے کہ جس کی میں خلوتوں میں زیارت کرتا ہوں۔ وہ حاضر ہے اور اشارات سے غائب ہے۔

ما ترانی اصغی الیہ بسری کی اوعی ما یقول من کلمات

مجھے تو نہیں دیکھتا کہ اس کی طرف اپنے باطن سے کان لگاؤں۔ تاکہ میں اس کے کلمات جو کہتا ہے یاد رکھوں۔

حاضر غائب قریب بعید وھو لم تحوہ رسوم الصفات

وہ حاضر ہے۔ غائب ہے قریب سے بعید ہے۔ اور اس کو رسوم صفت گھیرتی ہیں۔

هو ادنى من الضمير الى الواسم   واخفى من لامع الخطرات

وہ دل سے وہم کی طرف زیادہ قریب ہے۔ اور خطرات کے اشارہ سے زیادہ مخفی ہے۔

بیمار کو تندرست اور تندرست کو بیمار کردیا

خبردی ہم کو ابو الفتح عبدالحمید بن معالی بن عبداللہ صرصری نے کہا خبردی ہم کو شیخ اصیلی ابو الحفص عمر بن شیخ بزرگ ابو الخیر سعید بن شیخ پیشواء ابو سعد قیلوی نے کہا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میرے والد ایک دن قیلویہ میں کرسی پر بیٹھ کر وعظ کر رہے تھے۔ اتنے میں آپ کے پاس دو صندوق (یا ٹوکرے) جن پر مہر لگی ہوئی تھی۔ لائے گئے۔ آپ نے قطع کلام کر کے ان لوگوں کو جو لائے تھے۔ فرمایا کہ تم رافضی ہو۔ تم انہیں اس لئے لائے ہو کہ میرا امتحان کرو۔ کہ ان میں کیا چیز ہے۔ پھر آپ اتر آئے۔ اور ان میں سے ایک کو کھولا۔ تو اس میں ایک لڑکا تھا۔ جس کو گنٹھیا تھا۔ پھر آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ اور کہا۔ کھڑا ہو جا۔ وہ کھڑا ہو کر پھرنے لگا۔ پھر دوسرے کو کھولا۔ اس میں ایک تندرست تھا۔ وہ کھڑا ہونے لگا۔ تو آپ نے اس کے سر کے بالوں کو پکڑ کر فرمایا کہ بیٹھ جا۔ اس کو گنٹھیا ہو گیا۔ پھر وہ جماعت سب آپ کے ہاتھ پر رفض سے تائب ہوئی۔ اور قسم کھانے لگے کہ ان کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہ جانتا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ بعض لوگوں نے آپ کو دعوت کے لئے بلایا۔ آپ اس طرف گئے۔ آپ کے ساتھ کچھ لوگ تھے۔ ان میں سے ایک میں بھی تھا۔ تب ہمارے سامنے بہت سا کھانا ہر ایک قسم کا رکھا گیا۔ والد نے ہم کو منع کیا کہ مت کھاؤ۔ پھر میرے والد نے وہ تمام کھانا کھا لیا۔ جب وہ لوٹے تو ہم ساتھ تھے اور جب قیلویہ میں پہنچے تو آپ کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے میں نے تم کو اس کھانے سے اس لئے منع کیا تھا کہ وہ کھانا حرام تھا۔ پھر آپ نے سانس لیا۔ اور ان کے منہ یا ناک

سے ایک بڑا دھواں ستون کی طرح نکلا۔ اور اوپر کو چڑھ گیا۔ یہاں تک کہ ہماری آنکھوں سے غائب ہو گیا۔ آپ نے کہا۔ کہ یہ جو تم دیکھتے ہو۔ وہی کھانا تھا۔ جو کہ میں نے کھایا تھا۔

خبر دی ہم کو فقیہہ نیک بخت ابو الفضل غانم بن احمد بن محمد بن علی ملقی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ امام ابو الفضل اسحاق بن احمد بن غانم ملقی نے کہا۔ میں نے سنا شیخ عارف ابو محمد طلحہ بن مظفر ملقی سے وہ کہتے تھے کہ ابو سعد قیلوی بڑے مشائخ اور صاحب خرق عادت تھے۔ جس امر کی دعا کرتے وہ ہو جاتا۔ اور جس مریض کی عیادت کرتے اگر اس کی عمر ہوتی تو اسی دن اچھا ہو جاتا۔ جس خراب دل کی طرف دیکھتے۔ وہ آباد ہو جاتا۔ اور جس آباد دل کی طرف غضب کی نگاہ سے دیکھتے تو وہ خراب ہو جاتا۔ میں ان کے ساتھ ایک دن زوال کے وقت قیلویہ کے میدان میں تھا۔ پھر آپ ایک پتھر پر چڑھ گئے۔ اور اذان دی۔ جب اللہ اکبر کہا تو اس پتھر کے پانچ ٹکڑے ہو گئے۔ اور یوں خیال آتا تھا کہ ان کی تکبیر کی ہیبت سے زمین کانپ اٹھے گی۔

ترش انار کا شیریں ہونا

ایک دن میں آپ کی خدمت میں قیلویہ میں تھا۔ ان کی طرف انار کچھ میٹھے اور کچھ کھٹے تحفہ میں آئے۔ آپ نے حاضرین میں ان کو تقسیم کر دیا مجھے بھی ایک دیا۔ جب میں نے توڑا۔ تو وہ بہت کھٹا تھا۔ مین نے دل میں کہا۔ کاش میٹھا ہوتا۔ تو اچھا تھا۔ تب شیخ نے مجھے فرمایا۔ کہ مجھ کو دو۔ میں نے وہ آپ کو دے دیا۔ آپ نے اس کو اپنے ہاتھ میں ادھر ادھر پلٹایا۔ اور اس میں سے کھایا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ تو میٹھا ہے۔ جب میں نے چکھا۔ تو وہ نہایت شیریں تھا۔

ایک اور کرامت

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن قاضی ابن عمران موسیٰ المخزومی صوفی نے کہا۔ کہ میں نے شیخ عارف ابو الحسن علی قرشی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے سردار شیخ ابو سعد قیلوی

ایک دن قضائے حاجت کے لئے نکلے۔ اور میں ان کے پیچھے لوٹا پانی کا بھرا ہوا لے کر نکلا۔ اتنے میں میرے پاس سے لوٹا گرا اور ٹوٹ گیا۔ اس کے اجزا متفرق ہو گئے اس کے سوا ہمارے پاس کوئی اور لوٹا نہ تھا۔ نہ وہاں پانی تھا۔ پھر شیخ آئے۔ اور آپ نے نہ تو اس کو ہاتھ سے درست کیا۔ اور نہ اس پر ہاتھ پھیرا۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ وہ لوٹا صحیح و سالم ہے اور پانی سے بھرا ہوا ہے جیسے کہ پہلے تھا۔

دو سیب سفر میں کافی ہونا

مجھ سے شیخ محمد بن مدینی نے بیان کیا۔ کہ میں نے اپنے شیخ ابو سعد قیلوی سے دمشق کی طرف جانے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دی اور مجھ کو دو سیب دیئے اور کہا ایک کو جاتے وقت کھاتے جانا۔ اور ایک کو واپسی کے وقت۔ ان دونوں کے سوا اور کچھ نہ کھائیو۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ان میں سے ایک سیب عراق سے دمشق تک جانے میں (تمام راہ میں) میرا زاد راہ تھا۔ جب مجھے بھوک معلوم ہوتی۔ اس میں سے پیٹ بھر کر کھا لیتا۔ اور اس کے تمام کھانے کی مجھے قدرت نہ ہوتی۔ اور جب میں دوبارہ کھانے لگتا۔ تو وہ بالکل ثابت ہوتا۔ گویا کہ کسی نے اس کو چھوا تک نہیں۔ جب میں دمشق پہنچ گیا۔ تو پھر میں نے سیب کھا لیا۔ اور دوسرا سیب دمشق سے عراق تک میرا زاد راہ اسی طرح ہوا۔ جیسا کہ اس پہلے (سیب) کا حال میں نے بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ شیخ ابو سعدؒ کی خدمت میں ابو العباس خضر علیہ السلام اکثر آیا کرتے تھے۔ شیخ قیلویہ میں رہتے تھے۔ جو کہ نہر الملک کے دیہات میں سے ایک قریہ ہے۔ بغداد کے قریب وہیں آپ نے ۵۵۷ھ کے قریب (اندازاً) انتقال کیا۔ ان کی عمر بڑی ہو گئی تھی۔ ان کی وہیں قبر ظاہر ہے۔ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ شیخ شریف النسب امام حسینؓ شہید نواسہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اولاد میں سے تھے۔ علماء کا لباس پہنتے تھے۔ اور چادر پہنتے تھے۔ اور خچر پر سوار ہوتے تھے۔ عمدہ عادات والے بارونق خوبیوں والے شریف الاخلاق تھے۔

قیلویہ فتح قاف سکون یای لام مضمومہ واؤ ساکنہ یای مفتوحہ اور ہائے تانیث کے

ساتھ ہے۔ حمدویہ کے وزن پر ہے۔ اس کی طرف آپ منسوب ہیں۔ اس لئے آپ کو قیلوی کہا جاتا ہے۔

خبردی ہم کو ابو الفرح عبدالحمید صرصری نے کہا خبردی ہم کو ابو حفص عمر بن شیخ ابو الخیر سعید بن شیخ پیشواء ابو سعد قیلوی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے باپ کی وفات کا وقت آیا۔ تو میں نے کہا کہ آپ مجھ کو وصیت کریں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے عزیز فرزند! میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ شیخ عبدالقادر کی عزت کیا کرنا۔ تب ان سے شیخ محمد بن مدینی نے کہا۔ اے میرے سردار ہم کو شیخ عبدالقادر کا حال بتلاؤ۔ تو فرمایا کہ اے محمد شیخ محی الدین اس زمانہ میں اسرالاولیا کے پھول ہیں۔ اور اس زمانہ میں لوگوں میں سے خدا کے زیادہ قریب اور خدا کے زیادہ دوست ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ جب ان کا انتقال ہوا۔ تو میں شیخ عبدالقادر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے میری عزت کی۔ اور مجھ کو قمیص و عمامہ اور طرحہ پہنایا۔ وہ اس کو پہنتے تھے۔ بحالیکہ وہ اپنے والد کے مرید اور شیخ عبدالقادرؒ کے مرید ہیں۔

خبردی ہم کو ابو الفتوح نصراللہ بن یوسف بن خلیل ازجی نے کہا خبردی ہم کو شیخ ابو العباس احمد بن اسماعیل ازجی معروف ابن الطبال نے کہا۔ کہ میں نے سنا شیخ معمر ابو المظفر منصور بن مبارک واسطی سے جو مشہور جرادہ ہیں۔ اور خبردی ہم کو ابو عبید اللہ محمد بن شیخ ابو العباس بن خضر حسنی موصلی نے کہا۔ کہ خبردی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے عراق کے بڑے بڑے مشائخ سے جو کہ عراق کے تاج تھے یعنی شیخ ابو مسعود مدلل۔ شیخ عمر بزاز۔ شیخ ناصر الدین بن قائد الادانی سے سنا۔ وہ سب کہتے تھے۔ کہ شیخ عبدالقادر۔ شیخ بقا بن بطو شیخ ابو سعد قیلوی۔ شیخ علی بن الہیتی باب ازج کے دروازہ پر جمع ہوئے۔ تو شیخ عبدالقادر نے شیخ علی بن الہیتی سے کہا کہ تم بولو انہوں نے کہا کہ میں آپ کے سامنے کیسے بولوں۔ پھر شیخ بقا سے. کہا کہ تم کلام کرو۔ انہوں نے بھی کہا کہ آپ کے سامنے کیسے بولوں۔ پھر شیخ ابو سعد سے کہا کہ تم بولو۔ انہوں نے تھوڑا سا کلام کیا۔ اور چپ ہو گئے۔ اور کہا کہ میں نے اس لئے کلام کیا کہ آپ کے حکم کی تعمیل ہو۔ اور آپ کی بزرگی کے لئے چپ ہو گیا۔ پھر شیخ عبدالقادرؒ نے علوم

حقائق میں وہ کلام کیا کہ جس کو حاضرین نے بڑا سمجھا۔ پھر ان حضرات نے آپ سے قوال کے بارہ میں اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت دی تو قوال نے یہ اشعار پڑھے۔

بد ق تا لق مر هن لمعا نه | و بد له من بعد ما ا بد مل ا لهو ی
صعب ا لذ ری مستنع ا ر کا نه | يبد و کما شئته ا لر و ا ز ر و نه
نظرا اليه و ربه ا شجا نه | نبد و الينظر کيف لا ح فلم يطق
و ا لما ء ما سمهت به ا جفا نه | فالنار ما اشتملت عليه ضلو عه

کہتے ہیں۔ کہ پھر شیخ عبدالقادرؒ زمین سے ہوا پر اڑ گئے۔ اور ہوا میں چکر لگاتے رہے۔ یہاں تک کہ گھر کے اوپر سے نکل گئے۔ لوگ مدرسہ کی طرف گئے۔ تو وہاں آپ کو پایا۔

شیخ مطر باذرائی

شیخ مطر باذرائی۔ یہ شیخ عراق کے مشائخ اور عارفین کے سرداروں میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ احوال فاخرہ افعال خارقہ مقامات روشنہ بلند ہمت صاحب فتح روشن کشف جلی تھے۔ مراتب قرب میں ان کو تقدم تھا۔ مواطن قدس میں صدر تھے۔ معارف کے معراج پر چڑھنے والے تھے۔ حقائق کی سیڑھیوں میں ان کو بلندی ہے۔ تصریف جاری میں ان کا ہاتھ لمبا ہے۔ احکام ولایت میں ان کے ہاتھ روشن ہیں۔ درجات نہایت میں ان کے قدم راسخ ہیں۔ ثبات و تمکین میں بلند طور ہیں۔ وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جو اپنے اسرار کے مالک ہیں۔ اپنے احوال پر غالب ہیں۔ اپنے امر پر غالب ہوئے۔ وہ اس طریق کے ایک رکن ہیں۔ ان کے اوتاد کے صدر ان کے آئمہ کے بڑے ہیں۔ علم و عمل قال و حال زہد تحقیق و مہابتہ میں علماء کے سردار ہیں۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کر دیا ہے اور موجودات میں ان کو تصرف دیا ہے۔ احوال کی ان کو قدرت دی ہے۔ مغیبات سے ان کو گویا کیا ہے۔ ان کے لئے آنے والی چیزوں کو خرق کر دیا ہے۔ موجودات کو ان کے لئے بدل دیا ہے۔ ان کے ہاتھ پر عجائبات کو ظاہر کر دیا ہے۔ ان کی زبان پر فوائد جاری کر دیئے۔

طالبین کی پیشوائی کے لئے ان کو مقرر کیا۔ ان کے شیخ تاج العارفین ابوالوفاؒ تھے۔ وہ ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔ اور ان کی فضیلت پر لوگوں کو متنبہ کرتے تھے۔ ان کے بارے میں کہتے تھے کہ شیخ مطر میرے حال و مال کے وارث ہیں۔ وہ ان کے خاص اصحاب اور خدام میں سے ہیں۔ ان کو کوہ راسخ کا لقب دیا ہوا تھا۔ اور ان کو شیخ کہتے تھے۔ اور یہ کہا کرتے تھے یا شیخ مطر باذراء اور اس کے علاقہ میں مریدین محققین کی تربیت میں اس طریق کی ریاست تم پر منتہی ہے۔ عراق کے بڑے بڑے لوگوں نے ان سے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ ابوالکرم تمیم حلاوی شیخ ابوالعز نصر ملکی وغیرہم یہ وہ شیخ ہیں۔ جنہوں نے تاج العارفین ابوالوفاؒ کو پایا ہے۔ لیکن انہوں نے شیخ مطر کے حوالہ کر دیا تھا۔ اہل طریق کی ایک جماعت نے ان کی شاگردی کی ہے۔ اور صلحاء کی ایک جماعت ان کی طرف منسوب ہے۔ مشائخ و اولیاء ان کی عزت کرتے تھے۔ ان کی فضیلت کا اقرار کرتے تھے۔ ان کے مرتبہ کو برقرار رکھتے تھے۔ ان کی زیارت کا قصد کیا جاتا تھا۔ احوال قوم کے مشکلات ان سے حل ہوتے تھے۔ وہ دانا خوبصورت متواضع کریم با ادب تھے۔ ان کے حال پر سکر غالب تھا۔ اہل معارف کی زبان پر ان کا کلام بلند تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔ نفوس کی لذت رفیق اعلیٰ کی معرفت اور سرگوشی کرنا ہے۔ قلوب کی لذت۔ انس کے امیر سے کہ جس نے مقدس دل کے مقام پر نظر کی ہو۔ تمجید کے باغوں میں توحید ہے۔ مطربات معانی کے ساتھ اس مثانی سے جو کہ اس کے اہل کے لئے قسم ثانی تک جاذب ہیں ان کے مالکوں کو امیدوں کے مدارج میں مقام صدق تک بادشاہ باقتدار تک اٹھانے والے ہیں۔ لذت ارواح یہ ہے کہ محبت کا پیالہ فتح لدنی کے عروسوں کے ہاتھوں سے خلوت وصل میں بسلط مشاہدہ میں پینا معانی اور عالم موجودات کے درمیان بے ہوشی نور عزت میں باخبر ہونا۔ اور صفحات الواح پر جو ذرات وجود کی جانیں قلم توحید (یعنی) ہرگز یہ بات نہیں بلکہ وہ اللہ عزیز و حکیم کے حکم سے لکھی گئی ہے۔ ان کا پڑھنا لذت اسرار ہے۔ کہ یہ حیات ذاتیہ کی نسیم کا مطالعہ ہو حقائق غیوب تک اندرون قلب سے وصول ہو۔ اسرار کی اندرونی باتوں کا افکار کے ساتھ معائنہ ہو۔ پھر دل حقائق غیوب کا معاینہ کرتے ہیں۔ اور شواہد اسرار کا قبول اس کے ساتھ

رہتا ہے۔ پھر دل افکار کے سمندروں میں داخل ہوتے ہیں۔ اور عالم محجوب کے تحفہ کی طرف نفوس مطمئن ہوتے ہیں۔ پھر جوں جوں غیوب سے اتقان صفت و ابداع فطرت کی دلالت کے پردے کھل جاتے ہیں۔ مقبول کی ہیبت و فکر ان کے مقابل ہوتی جاتی ہے۔ اور مخرج اعتبار کا تعلق قلب سے ہے۔ جب قلب پاک ہو تو اعتبار شواہد کے ساتھ نافذ ہوتا ہے۔ اس کی ہمت بلند ہوتی ہے۔ اس کی فکر ترقی پر ہوتی ہے کوئی اس کو مانع نہیں ہوتا۔ پس فکر حق کا طریق ہے۔ اور صدق پر دلیل ہے فکر کا اصل ثمرہ معرفت ہے۔ معرفت کے مزہ کا پھل عمل ہے۔ عمل کی لذت کا مزہ اخلاص ہے اخلاص کی غایت کی لذت نعیم ہے۔ نعیم ایک ایسی غایت ہے کہ جو ختم نہ ہو گی۔ عقلوں کے ہاتھ نفوس کی باگوں سے تمسک کرتے ہیں۔ نفس عقل کو مسخر کر لیتا ہے۔ عقل انوار الٰہیہ سے مدد طلب کرتی ہے۔ اسی سے وہ حکمت صادر ہوتی ہے۔ جو کہ علوم کی سردار ہے۔ عدل کی میزان ہے۔ ایمان کی زبان بیان کا چشمہ ارواح کا باغ۔ اشکال کا نور۔ خوبیوں کی گردن۔ حقائق کی میزان۔ وحشیوں کی محبت راغبین کی تجارت مشتاقین کی آرزو ہے۔ حکمت حق کا پالنا ہے۔ اور جب عقل پر وارد ہو۔ تو ہدایت کے پردوں پر دلالت کرتی ہے۔ دلوں کے زنگاروں کو صاف کرتی ہے۔ باطنوں کے عیوب کو مار ڈالتی ہے۔ جو چیز کہ اپنے غیر سے قائم ہو۔ تو ضرورت اس کو مس کرتی ہے۔ اور جس کا جسم کے ساتھ ظہور ہو۔ تو عرض اس کو لازم ہے۔ جس کا آلات کے ساتھ اجتماع ہو۔ اس کی قوتیں اس کو تمسک کرتی ہیں۔ جس چیز کو وقت جمع کر دے۔ اس کو وقت ہی متفرق کرتا ہے۔ جس کو محل ٹھکانا دے۔ اس کو این پالیتا ہے۔ جس شے کے لئے جنس ہے۔ اس کو نوع لازم ہے۔ اور جس کے لئے عرض ہو۔ پس طول اس کی مساحت ہے۔ اور جس پر وہم فتح پائے۔ پس تصویر اس کی طرف چڑھتی ہے۔ جو شخص خلا میں ساکن ہے۔ وہ خلا سے غائب ہوتا ہے۔ جو جرم دار چیز ہے۔ اس کا وزن ہو گا۔ جو ساکن ہے وہ متحرک ہو گی۔ جو شخص کسی شے سے مدد طلب کرتا ہے۔ پس فاقہ اس سے ملے گا۔ جو مادہ کے ساتھ یاد کرتا ہے۔ اس کو ان باتوں سے نسیان ہو گا۔ جو فکر کرے گا۔ مشغول ہو گا۔ جو مشورہ کرے یا بوجھ اٹھائے وہ ناقص ہے۔ اور یہ تمام

صفات حادث کے وصف ہیں اور قدیم سبحانہ' اپنی ذات و صفات میں مخلوق سے مبائن ہے۔ اور ان سب سے پاک ہے۔ وہ بابرکت اور بلند ہے۔ جو وہ بیان کرتے ہیں۔ شیخ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے ۔

سھر ت ا لليل من و جد ی بحيا   و ا ذ کر ھا فتجر لی مقلسيا
ا صنم جو ا نحی بيد ی شو قا   نيشتعل ا لذ و فير بر ا حتيا
ب يسکر نی مد با ا لحب تيھا   و من يصلحو ا ذ شر ب ا لحميا
و ما خو نی من ا لسکر ا حتب لا   و لکن ا ن ا بو ح بسر مبا
فجو و ی ب ا ر حی يا مي مضنی !   کو ا ہ ھجر ک و ا لعبد کيا
و ر قی ا لذ ی ا مسی کئيبا !   من ا لبلو ی تسا مر ہ ا لمشد يا

خبردی ہم کو ابو محمد ماجد بن محمد بن خالد حلوانی صوفی نے کہا۔ خبردی ہم کو شیخ صالح ابوبکر محمد بن الشیخ عوض بن سلامتہ غراد بغدادی صوفی نے کہا خبردی ہم کو میرے والد نے کہا کہ میں بادرانی میں گزرا۔ وہاں بڑے ٹڈی دل کو دیکھا۔ جس نے کہ کنارہ آسمان کو بند کر دیا۔ آگے آگے ایک شخص تھا جو کہ ٹکڑی پر سوار تھا۔ بلند آواز سے پکارتا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہر نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور ٹکڑی جدھر وہ جاتا تھا۔ اس کے پیچھے جاتی تھی۔ شیخ مطر اپنے حجرہ سے باہر نکلے اور پکارا اے خدا کے بندے جدھر سے آئے تھے ادھر ہی چلے جاؤ۔ پھر تمام ٹکڑی الٹے پاؤں چلی گئی۔ اور وہ شخص ہوا سے عقاب کی طرح اترا یہاں تک کہ شیخ کے سامنے آگرا۔ شیخ نے اس سے کہا جا چلا جا۔ پھر وہ شخص ہوا پر اس طرح اڑا۔ جس طرح تیر کمان سے چھوٹتا ہے۔ اور بلاد عراق میں ٹکڑی گر پڑی۔ جس کو لوگوں نے پکڑ لیا۔ اور چھ روز تک کھاتے رہے تب شیخ نے کہا کہ اس ٹکڑی کا ارادہ تھا۔ کہ کھیتوں اور حیوانوں کو ہلاک کرے۔ میں نے خدا تعالیٰ سے درخواست کی کہ میں اس کو لوٹا دوں۔ تب مجھ کو اس نے اجازت دی۔

خبردی ہم کو ابو محمد احمد بن علی بن یوسف یتمی بغدادی نے کہا۔ خبردی ہم کو شیخ شریف ابو ہاشم احمد بن مسعود ہاشمی بغدادی نے کہا کہ میں نے ابو احمد عبدالباقی بن

عبدالجبار ہروی صوفی حرصی سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ شیخ مطر بازراء ی مشائخ عراق کے بڑوں میں سے تھے۔ ان کی نگاہ جس نافرمان پر پڑتی وہ مطیع ہو جاتا تھا۔ اگر بھولے بھٹکے پر پڑتی۔ تو وہ بیدار اور ہوشیار ہو جاتا تھا۔ جو یہودی نصرانی آپ کے پاس آتا وہ مسلمان ہو جاتا۔ اور جو زمین افتادہ ہوتی۔ اس پر گزرتے تو وہ سبزہ زار ہو جاتی۔ اور جس شے یا برکت یا غیر برکت کی دعا مانگتے اس کے آثار ظاہر ہو جاتے۔

ساٹھ گٹھڑ کے پانچ سو گٹھڑ

ایک دفعہ میں ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ ان کے پاس ان کے مریدوں میں سے ایک دیہاتی شخص تھا۔ جو غمزدہ تھا۔ کہنے لگا۔ اے میرے سردار ! میری زمین کی زراعت تو اس سال اچھی تھی۔ مگر سوائے ساٹھ بار گٹھڑ غلہ کے اور کچھ نہیں نکلا۔ حالانکہ ہر سال تین سو بار نکلا کرتے تھے۔ اور مجھ پر لوگوں کا ستر بار قرض ہے۔ تب شیخ اس زمین کی طرف آئے اس شخص کے خرمن پر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ اس کو ناپو۔ تب وہ تین سو بار ہوئے۔ پھر خرمن سے اترے اس کو تولا۔ تو وہ دو سو بار تھے۔

دودھ کا بڑھ جانا

ایک دفعہ میں ان کی خدمت میں آیا۔ میرے ساتھ پانچ شخص تھے۔ آپ نے مرحبا کہا۔ اور ہمارے لئے ایک برتن نکلا۔ جس میں دودھ قریباً ایک سیر ہو گا۔ ہم نے پیا یہاں تک کہ سیر ہو گئے۔ اتفاقاً سات اور شخص آگئے۔ پھر ان کو شیخ نے برتن دیا۔ انہوں نے پیا یہاں تک کہ وہ بھی سیر ہو گئے۔ اتفاقاً اور دس آدمی آگئے۔ ان کو بھی شیخ نے وہی برتن دیا۔ وہ بھی پی کر سیر ہو گئے۔ واللہ دودھ اس میں پہلے سے بھی زائد معلوم ہوتا تھا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابوالفضل رزق اللہ بن عبدالصمد بن احمد بن محمد ہاشمی کرخی صوفی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابو طاہر خلیل بن احمد صرصری سے وہ اپنے باپ سے بیان کرتے تھے کہ میں نے ایک رات صبح کے وقت بازراء میں ایسی خوشبو

سونگھی کہ عنقریب تھا کہ جانیں اس لذت سے نکل جائیں۔ سکر کی وجہ سے عقلیں غائب ہو جائیں۔ پھر اس کے بعد ایک نور ظاہر ہوا۔ جس نے کہ تمام آسمان کے کنارہ کو روک دیا۔ اور مجھ سے کہا گیا کہ آج کی رات اللہ عزوجل کی تجلی اس کے بندے شیخ مطر پر ہوئی ہے۔ پھر وہ تجلی پردہ میں گئی۔ اس مشاہدہ کی حسرت سے میں نے ٹھنڈا سانس لیا۔ میں نے ایسی خوشبو کبھی نہ سونگھی تھی۔ اور وجود کی طرف حسرت کی آنکھ سے اس تجلی کی طلب میں دیکھا۔ تو میں نے وہ نور نہ دیکھا۔ تب میں صبح کو ان کی زیارت کو گیا۔ تو میں نے ان کے حجرہ کے دروازہ پر گھاس پائی۔ جس کو میں نے کل خشک دیکھا تھا اب دیکھا کہ وہ سبز ہے۔ ان کے حجرہ میں دو مردوں کو دیکھا۔ جن کو میں کل پہچانتا تھا ایک تو اندھا تھا۔ دوسرا بیمار قریب المرگ۔ پھر کیا دیکھا کہ اندھا تو بینا ہو گیا اور بیمار اچھا ہو گیا ہے۔ میں نے ان کے مریدوں سے اس کی بابت پوچھا تو کہنے لگے کہ آج کی رات شیخ گھاس پر سوئے تھے۔ اور مریض کے لئے گھاس کے آخر حصہ میں ہم نے بچھونا کر دیا تھا۔ اور اندھا شیخ کے پاس سویا تھا۔ لیکن آج صبح کو گھاس سبزہ ہو گئی۔ اندھا بینا ہو گیا۔ مریض تندرست ہو گیا۔ شیخ کردوں میں سے تھے۔ باذراء میں رہتے تھے۔ جو کہ عراق کی زمین لحف کے پرگنوں میں سے ایک گاؤں ہے۔ باذراء ذال معجمہ اور الف تانیث ممدودہ سے ہے۔ آپ نے خواب میں اپنے شیخ تاج العارفین کے زمانہ میں ایک بڑا درخت دیکھا تھا۔ جس کی بہت سی شاخیں تھیں۔ اور ہر شاخ پر ایک شخص تھا جو کہ تاج العارفین کے مریدوں میں تھا۔ اور اپنے آپ کو ایک شاخ پر دیکھا جو کہ باذراء کے متصل ہے۔ جب صبح ہوئی اور تاج العارفین کی خدمت میں آئے انہوں نے کہا اے شیخ مطر میں وہ درخت ہوں جو تم نے خواب میں دیکھا تھا۔ تم باذراء کی طرف جاؤ۔ پھر آپ نے اسی کو وطن بنایا۔ اور وہیں انتقال کیا۔ وہیں آپ کا مزار ہے۔ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ آپ کی وفات شیخ بقا بن بطو کی وفات سے پہلے ہوئی ہے۔

خبر دی ہم کو ابو سعد عبد الغالب بن احمد ہاشمی نے کہا۔ خبر دی ہم کو ابو الحسن علی نان بائی بغدادی نے کہا میں نے سنا شیخ ابو القاسم عمر بزاز سے وہ کہتے تھے کہ بیان کیا مجھ

سے شیخ ابو الخیر کرم بن شیخ پیشواء مطر باذرائی نے کہا۔ جب میں اپنے والد کی وفات کے وقت حاضر ہوا۔ تو میں نے کہا۔ مجھ کو آپ وصیت کریں کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں آپ نے کہا کہ شیخ عبدالقادر کی میں نے گمان کیا۔ کہ آپ غلبہ مرض میں کہہ رہے۔ پھر میں نے ایک گھڑی تک سکوت کیا۔ اور پھر کہا کہ آپ مجھے وصیت کریں۔ کہ آپ کے بعد کس کی اتباع کروں۔ پھر فرمایا کہ شیخ عبدالقادرؒ کی۔ پھر میں نے ایک گھڑی تک ان سے کچھ نہ کہا۔ پھر وہی بات کہی۔ پھر فرمایا اے فرزند! ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس میں سوائے شیخ عبدالقادرؒ کے اور کسی کی اقتداء نہ کی جائے گی۔

میں کہتا ہوں کہ اس قصہ کا ذکر طول دوسری اسناد سے میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ اب اس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ اللہ عزوجل توفیق دینے والا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن زراد نے کہا۔ خبر دی ہم کو ابوبکر بن نحال نے کہا میں نے سنا امام ابوبکر عبداللہ بن نصر یتمی سے وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ مطر باذرائیؒ کی زیارت باذرائی میں کی۔ تو مجھ کو مرحبا کہا۔ اور میری خاطر تواضع کی مجھ سے کہا کہ مجھ کو شیخ عبدالقادر کے احوال بتلا۔ میں نے کچھ حالات بیان کئے۔ سن کر وہ دائیں بائیں وجد کرتے تھے۔ اور کہا کہ شیخ عبدالقادرؒ زمین میں اللہ تعالیٰ کا ایک پھول ہیں۔ کہ جن سے اولیاء کے اسرار روح القدس کی خوشبو سونگھتے ہیں وہ حضوری میں متکلم ہیں۔ اور انتقام کی تلوار ہیں۔ کوئی ولی اس وقت حال و مقام ان کے ہاتھ کے سوا نہیں جاتا۔ وہ واسطہ عقد ہیں۔ مجلس کے سردار ہیں۔ موجودات کی آنکھ ہیں۔ اولیاء کے درمیان وہ خالص عرب اور عربوں کے صاحب ہیں۔ جب وہ ایک نگاہ دیکھتے ہیں تو ہم سب اس نظر کی ضیافت ہوتے ہیں۔ یا قدم اٹھاتے ہیں۔ تو ہم سب اس کے قدم سانس کی حفاظت میں ہوتے ہیں۔ یا قدم اٹھاتے ہیں۔ تو ہم سب اس کے قدم کے سایہ میں ہوتے ہیں۔

شیخ ماجد کردی

شیخ ماجد کردی یہ شیخ عراق کے مشہور مشائخ میں سے اور بڑے عارفین میں سے

ہیں۔ مقربین کے صدر محققین کے امام ہیں۔ کرامات ظاہرہ و احوال فاخرہ۔ مقامات جلیلہ بلند مراتب بزرگ بخششوں والے ہیں۔ ان کے حقائق و معارف و دقائق و لطائف ہیں۔ ان کے لئے مراتب قرب منازل حضوری اور وصل کے چشمہ کی سیرابی میں تقدم ہے۔ بلندی کی گھوڑ دوڑ کے گھوڑوں کی طرف اور احوال نہایات کی باگوں کے لینے اور اسرار ولایت کی خوبصورتیوں کی چادر پہننے تمکین استوار کے بلند درجات کے پانے۔ تعریف خارق کی سیڑھیوں پر چڑھنے معالم قدسیہ و معانی نورانیہ کی سیڑھیوں پر چڑھنے میں ان کو سبقت ہے۔ وہ اس طریق کے ایک رکن ہیں۔ اس گروہ کے اپنے وقت میں علم۔ عمل۔ حال قال تحقیق رفعت ریاست میں اوتاد ہیں۔ وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ تعالٰی نے وجود کی طرف ظاہر کیا۔ موجودات میں تصرف دیا ہے۔ ان کے ہاتھ پر عجائبات ظاہر کئے۔ اسرار پر ان کو مطلع کیا ہے۔ موجودات کو ان کے لئے بدلا دیا ہے۔ عادات کو ان کے لئے خرق کر دیا ہے۔ ان کو حکمتوں کے ساتھ گویا کیا ہے۔ شواہد الغیب اور معانی تقدیر و آیات ملکوت کو انہیں دکھایا ہے۔ اس کے ساتھ ان کا عبادات میں قدم راسخ ہے مجاہدہ میں ادب تھا۔ مشاہدہ میں جولانی تھی۔ دلوں میں خدا تعالٰی نے ان کو مقبولیت بڑی دی تھی۔ نفوس میں ان کو پوری ہیبت دی تھی۔ اس طریقہ کے چلنے والوں اور طالبوں کے لئے خدائے تعالٰی نے ان کو پیشوا بنایا تھا۔ یہ طریق ان تک منتہی ہوا۔ پہاڑ اور اس کے اردگرد میں مریدین صادقین کی تربیت میں انہیں کے ساتھ امر سیراب ہوا۔ ان کی صحبت میں عراق کی ایک مشہور جماعت نے تخریج کی ہے۔ اور صلحاء کی ایک جماعت ان کی شاگرد ہے۔ ان کی عزت و احترام پر مشائخ و غیرہم کا اجماع ہوا ہے۔ ہر طرف سے ان کی زیارت کا قصد ہوا ہے۔ اونٹیوں کی بغلیں ان کی طرف ہر طرف سے مار کر چلاتے تھے۔ ان سب باتوں کے ساتھ ان میں اللہ تعالٰی نے صفات شریفہ اخلاق پسندیدہ آداب کاملہ تواضع عظیم جمع کر دیئے تھے۔ اہل حقائق کی زبان پر ان کا نفیس کلام تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔ مشتاقوں کے دل' اللہ تعالٰی کے نور کے ساتھ منور ہوتے ہیں۔ جب ان میں اشتیاق حرکت کرتا ہے تو اس کا نور زمین و آسمان میں روشن ہوتا ہے۔ تب اللہ تعالٰی فرشتوں کے درمیان ان کے

ساتھ فخر کرتا ہے۔ اور کہتا ہے تم گواہ رہو۔ کہ میں ان کو مشتاق ہوں۔ اور جو اپنے رب تبارک و تعالیٰ کی طرف شوق کرتا ہے۔ اس کو محبت ہوتی ہے۔ جس کو محبت ہوتی ہے۔ وہ خوش ہوتا ہے۔ اور جو خوش ہوتا ہے۔ وہ قریب ہوتا ہے۔ اور جو قریب ہوتا ہے۔ وہ راز کی باتیں کرتا ہے۔ اور جو راز کی باتیں کرتا ہے۔ وہ گرم ہوتا ہے۔ اور جو گرم ہوتا ہے وہ اڑتا ہے اور جو اڑتا ہے۔ اس کی آنکھیں بوجہ قرب کے ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ پس زاہد صبر کا علاج کرتا ہے۔ مشتاق سکر کا واصل ولایت کا علاج کرتا ہے۔ شوق اللہ عزوجل کی آگ ہے جو کہ دوستوں کے دلوں میں بھڑکتی ہے۔ پھر ان کو اس کی ملاقات و نظر ہی سے آرام پاتا ہے۔ ہیبت کی آگ دلوں کو پگھلا دیتی ہے۔ محبت کی آگ ارواح کو گلاتی ہے۔ شوق کی آگ نفوس کو گلاتی ہے۔ خاموشی بلا تکلیف عبادت ہے۔ اور بلا زیور زینت ہے۔ اور بغیر غلبہ کے ہیبت ہے اور بغیر دیوار کے قلعہ ہے۔ بغیر پیالہ کے شراب ہے۔ کا تبین کی راحت عذر سے غنی کر دیتی ہے مرد کو یہ علم کافی ہے کہ خدا تعالیٰ سے ڈرے اور اس کی جہالت کے لئے یہی کافی ہے۔ کہ اپنے دل میں خوش رہے۔ عجب حماقت کی فضیلت ہے۔ جس سے اس کا صاحب اپنے نفس کے عیوب کو چھپا لیتا ہے۔ پس اس کو معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کہاں اس کو لے جائے گا۔ پھر اس کو تکبر کی طرف پھیر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز ایسی پیدا نہیں کی کہ جس کا نقش آدمی کی صورت میں نہ ہو۔ کسی غریب امر کو ایجاد نہیں کیا۔ مگر اس کو صورت آدمی میں جاری کیا ہے۔ کسی شر کو ظاہر نہیں کیا۔ مگر اس میں اس علم کی کنجی ہے۔ پس انسان عالم کا ایک مختصر نسخہ ہے۔ سکر بندہ کا ایسے وارد سے غائب ہوتا ہے۔ جو اس کو روایت غیر سے فارغ کر دے۔ پھر ہر دن پوشیدہ اسرار و رموز موارد کے غلبہ کی وجہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ سکر ایک رسم ہے۔ جس کے ساتھ خوشی میں بے قابو ہونے کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ وہ خاص محبوں کا مقام ہے۔ کیونکہ فنا کی آنکھیں اس کو نہیں قبول کر سکتیں۔ منازل علم وہاں تک نہیں پہنچ سکتیں۔ سکر کی تین علامتیں ہیں۔ شغل، سوا سے تنگی۔ تعظیم پر قائم رہنا۔ شوق کے بھنور میں گھسنا اور تمکین دائم بحر سرور میں غرق اور صبر متحیر۔ اس کے ماسواء آنکھوں کا نقصان ہے۔ جیسے سکر حرص سکر

جہل سکر شہوت۔ اور جس شخص کا سکر خواہش کے ساتھ ہو تو اس کی ہوش گمرہی کی طرف ہو گی۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالواحد بن صالح بن یحییٰ القرشی بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عالم محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی البغدادی مشہور توحیدی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ فاضل عارف ابو محمد عبدالرحیم بن شیخ ابو حفص عمر واعظ مشہور ابن العزال نے شیخ پیشواء مکارم نے وہ عراق کے بڑے مشائخ اور آئمہ طریق سے تھے۔ ان کی کرامات ظاہرہ و احوال فاخرہ مقامات روشنہ معارف جلیلہ تھے۔ اس شان میں ان کا قدم مضبوط تھا۔ احکام شریعت و ولایت میں ان کی تعریف جاری تھی۔ شاگردوں اور متبعین میں ان کا ہاتھ لمبا تھا۔ وہ تاج العارفین ابو الوفا کے خاص مریدوں اور قدیمی خادموں میں سے تھے۔ وہ موضع توشان کے رہنے والے تھے۔ جو کہ عراق کے پرگنوں میں سے ایک قصبہ ہے۔ وہیں آپ فوت ہوئے۔ وہاں پر ان کی زندگی و موت میں بڑی شہرت تھی۔

ایک ہی کشتی سے ہر قسم کی چیز

راوی کہتا ہے کہ ایک شخص ہمارے اصحاب میں سے شیخ ماجد کردی کی طرف آیا ان سے رخصت لیتا تھا۔ اور حج کا غیر حج کے مہینوں میں ارادہ رکھتا تھا۔ شیخ سے کہنے لگا کہ میں نے حج کا ارادہ قدم تجرید اور وحدت پر ارادہ کیا ہے میں نے نہ توشہ لیا ہے اور نہ کسی شخص کو ہمراہ لیا ہے۔ تب شیخ ماجد نے اس کے لئے ایک چھوٹی کشتی دی۔ اور فرمایا اگر تو وضو کا ارادہ کرے گا۔ تو یہ پانی ہو گا۔ اگر تجھے پیاس لگے گی تو یہ دودھ ہو گا۔ اور اگر تجھے بھوک معلوم ہوئی تو یہ ستو ہوں گے۔ اس کا حال یہ تھا کہ حمرین پہاڑ سے لے کر مکہ معظمہ تک کے سفر میں اور جس عرصہ میں کہ عرب میں رہا اور حجاز سے عراق تک لوٹنے کے وقت تک جب وضو کا ارادہ کرتا۔ تو اسی میں سے عمدہ پانی کے ساتھ وضو کر لیتا۔ اور جب پیاس لگتی۔ کبھی تو ایسا عمدہ میٹھا پانی جو کہ فرات کے پانی سے عمدہ ہوتا۔ پیتا یا دودھ اور شہد ہوتا۔ جو کہ دنیا کے دودھ اور شہد سے عمدہ۔ اور جب کھانے کا ارادہ کرتا تو اس میں ایسے ستو نکلتے جو کہ شکر کے مشابہ ہوتے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبداللہ محمد بن عیسیٰ بن عبداللہ ارزنی رومی صوفی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو محمد عباس بن شیخ بزرگ ابو النجاۃ سلیمان بن شیخ پیشواء ابو ماجد کردی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا۔ کہ میں ایک دن اپنے والد کے پاس خلوت میں تھا۔ اس میں کوئی ایسی شے کھانے پینے کی نہ تھی۔ پھر وہ اس کے دروازہ پر بیٹھ گئے میں آپ کے ساتھ تھا۔ پھر آپ کی خدمت میں بیس آدمی آگئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے سلمان تم اندر داخل ہو اور خلوت کی طرف اشارہ کیا۔ ہم کو کھانا لا کر دے میں آپ کی مخالفت نہ کر سکا اور اندر داخل ہوا۔ میرے وہ خادم بھی داخل ہوئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اندر کھانے کے برتن بھرے ہوئے ہیں۔ تب ہم نے ان کو نکالا۔ وہ سب ان کو کھلا دیا۔ یہاں تک کہ اس میں کچھ باقی نہ رہا۔ پھر پندرہ آدمی داخل ہوئے تو مجھ سے والد نے کہا۔ اے سلیمان یہاں داخل ہو اور ہمارے پاس کھانا لا۔ میں آپ کی مخالفت نہ کر سکا اور اندر داخل ہوا میرے ساتھ دو خادم بھی تھے۔ دیکھا تو اس میں پہلے کھانے کے علاوہ اور کھانا موجود ہے ہم نے اس کو نکالا۔ انہوں نے سب کھانا کھا لیا۔ حتیٰ کہ جب اس میں کچھ باقی نہ رہا۔ تو پھر تیس آدمی اور آگئے۔ پھر میرے والد نے مجھ سے کہا۔ کہ وہاں داخل ہو۔ اور ہمارے لئے کھانا لاؤ۔ میں آپ کی مخالفت نہ کر سکا۔ میں داخل ہوا اور دو خادم میرے ساتھ تھے۔ دیکھا اس میں بہت سے برتن کھانے کے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پہلے اور دوسرے کھانے سے علاوہ ہیں۔ ہم نے ان کو نکالا۔ تب انہوں نے کھا لیا۔ پھر میرے والد نے دونوں خادموں کی طرف دیکھا تو زمین پر بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اور اپنے مکانوں کی طرف بھیج دیئے گئے۔ وہ دو تختوں کی طرح تھے۔ نہ بات کرتے تھے نہ حرکت کرتے تھے۔ صرف آنکھیں ہلتی تھیں۔ اس طرح وہ چھ ماہ تک رہے۔ پھر والد کی خدمت میں ان دونوں کے والدین روتے ہوئے آئے اور اپنے بیٹوں کی شکایت کرتے ہوئے آئے۔ تب مجھ سے میرے والد نے فرمایا کہ اے سلمان تم جاؤ ان دونوں کو لاؤ۔ میں ان میں سے ایک کے پاس گیا۔ میں نے اس سے کہا۔ میرا والد تم کو بلاتا ہے۔ وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور اس کو کوئی تکلیف نہ تھی۔ دوسرے سے بھی یہی باتیں ہوئی۔ میں ان دونوں کو لے کر آپ کے

پاس آیا۔ پھر وہ استغفار کرتے ہوئے کچھ دیر کھڑے رہے میں ان دونوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان دونوں سے ان کا حال دریافت کیا۔ تب ان میں سے ایک نے کہا کہ جب ہم نے تیسری دفعہ کھانا نکالا۔ تو میں یہ دیکھ کر ڈر گیا۔ اور میرے دل میں یہ خطرہ ہوا کہ یہ جادو ہے۔ دوسرے نے کہا کہ میرے دل میں آیا کہ ان کے پاس کوئی جن آتا ہے۔ ان دونوں نے خدا کی قسم کھائی' کہ جو ہمارے دل میں بات تھی۔ اس کی خبر سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہ تھی۔ اور ہر ایک نے اپنے دل کو ملامت کی اور دوبارہ اس پر استغفار کیا اور جان لیا کہ یہ برا وسواس ہے پھر اس کا جلدی وقوع ہوا۔ جس کو تم نے دیکھ لیا۔

ایک درخت تین پھل

مجھ سے میرے والد نے ایک دن کہا۔ اے سلمان پہاڑ کے آخری حصہ کی طرف جاؤ وہاں پر تین شخص ہیں۔ ان سے کہو کہ میرے والد تم کو سلام کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جو تم چاہتے ہو وہ تم کو ملے گا۔ میں ان کے پاس آیا۔ اور ان کو میں نے والد کا پیغام پہنچا دیا۔ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ میں انار چاہتا ہوں دوسرے نے کہا سیب تیسرے نے کہا انگور چاہتا ہوں۔ پھر میں والد کی خدمت میں آیا اور ان کو خبر دی۔ پھر مجھ سے کہا تم فلاں درخت کی طرف جاؤ۔ جس کو میں پہچانتا تھا کہ وہ خشک تھا اور ہمارے قریب تھا۔ اس میں سے جو وہ مانگتے ہیں توڑ لے میں نے ان کا کلام رد نہ کیا اور ہمارے قریب تھا۔ تو وہ سبز خوشنما تھا۔ اس میں میں نے انار سیب انگور تینوں پائے کہ ایسے عمدہ اور خوشبو دار کبھی نہ دیکھے تھے۔ میں نے وہ توڑ لئے اور والد کے پاس لا دیئے۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ تینوں کی طرف لے جا۔ میں ان تینوں کی طرف آیا تو انار والے نے انار انگور والے نے انگور کھایا۔ سیب والے نے کہا یہ سیب میں تم کو دیتا ہوں اور خود نہ لیا۔ میں نے اپنے دل میں اس کا خدشہ پایا۔ پھر وہ تھوڑی دور چلے۔ اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہ ہوا پر اڑنے لگے۔ لیکن سیب والا اوپر کو ایک بالشت بھر نہ چڑھ سکا۔ جو اس کے ہاتھ میں تھا وہ گر پڑا۔ اس کے ساتھی اس کی طرف اتر

آئے اور اس سے کہنے لگے اے شخص! یہ بات اس لئے ہوئی کہ تم نے سیب کے لینے سے انکار کیا۔ پھر وہ تینوں ننگے سر ہو کر میرے والد کی خدمت میں آئے تب میرے والد ان سے ملے اور اس شخص سے کہا اے میرے فرزند تم کو میرے عطیہ کے لینے اور اپنے ساتھیوں کی موافقت سے کس نے روکا تھا۔ وہ میرے والد کے قدموں پر گر پڑا۔ اور چومتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ پھر فرمایا اے سلیمان وہ سیب کہاں ہے۔ میں نے ان کو دے دیا۔ آپ نے اس کے ٹکڑے کئے۔ ایک ٹکڑا آپ کھایا اور ایک ٹکڑا مجھے کھلایا اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک ٹکڑا دیا۔ میں نے دیکھا تو اس میں بیج نہ تھا۔ اور ایسا ہی انگور و انار تھا۔ پھر اس شخص کے دونوں کندھوں میں اپنے ہاتھ سے دھکا دیا۔ تو وہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیر کی طرح ہوا میں اڑ گیا۔ میں نے والد سے ان کی بابت پوچھا تو فرمایا کہ یہ رجال الغیب ہیں جو کہ چلتے رہتے ہیں۔ اور مجھ سے عہد لیا کہ میری زندگی میں تم کسی سے یہ ذکر نہ کرنا۔ شیخ کردوں میں سے تھے۔ عراق کی زمین میں حمرین پہاڑ پر رہتے تھے اور اسی کو وطن بنالیا تھا۔ یہاں تک کہ وہیں بعد ۵۶۱ھ کے فوت ہوئے۔ آپ کی عمر بڑی تھی۔ اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

خبر دی جو کہ ابو محمد حسن بن احمد بن قوقا حریمی نے کہا۔ خبر دی ہم کو میرے دادا محمد بن ولف نے کہا خبر دی ہم کو شیخ فاضل ابو العباس احمد بن یحیٰی بر کہ بغدادی بزاز مشہور ابن الدبیثی نے کہا۔ کہ میں نے اپنے باپ یحیٰی سے سنا کہتے تھے کہ میں نے شیخ ماجدؒ کردی سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر زمین والوں کے امام اور اس طریق کے امام ہیں اس زمانہ میں شیوخ زمانہ کے شیخ ہیں۔ انہیں کے نور سے اہل دل اپنے احوال میں روشنی حاصل کرتے ہیں۔ انہی کی باطنی خوبی سے اہل حقائق کے اسرار ان کی معرفتوں میں اوپر کو چڑھتے ہیں۔ پھر میں نے ان سے اس کی بابت پوچھا تو فرمایا کہ اس لئے کہ ہر دل والے کا دل ان کے تصرف میں ہے۔ اور ان کا ایسا نور ہے۔ کہ اس دل انوار پر اس کا نور چمکتا ہے۔ پھر جب بلندیوں کے راستوں میں دل سیر کرنے میں دور تک جاتا ہے۔ تو اس کے سامنے اس نور کے سوا اور کوئی چیز ثابت نہیں رہتی

اور نیز اس کے لئے ہر صاحب باطن کے باطن میں مطالعہ ہے کہ جن پر خدا کی نظر سے جھانکتے ہیں۔ اور جب اس باطن پر مواجد قدس اشرف کے منازل وارد ہوتے ہیں تو اس سرے محل حقائق فراخ ہو جاتا ہے۔ معارف کے اسراران اسرار نازلہ کے پردوں سے اس مطالعہ کے جھانکنے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کا نور' نور نبویؐ سے روشن ہے۔ اس کی قوت اور رونق اصل نبوی سے مدد لیتی ہے۔ اسی سے اس کا قوام ہے اور اسی پر اس کا اعتماد ہے۔

شیخ جاگیرؒ

یہ شیخ اکابر مشائخ اور مقرب عارفین اعلیٰ محققین کے آئمہ میں سے ہیں۔ صاحب فتح طلوع کرنے والی اور کشف روشن۔ بصیرت خارقہ اور باطن روشنہ صاحب کرامات عالیہ احوال فاخرہ مقامات جلیلہ حقائق نفیسہ معارف روشنہ ہیں۔ مراتب قرب میں ان کا بڑا مرتبہ ہے۔ مجالس قدس میں صدر اور بلند ہیں۔ تصریف میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اہل تمکین میں ان کا بلند مرتبہ ہے۔ معانی نورانیہ کے درجات میں ان کو ترقی ہے۔ یہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے۔ اور عالم میں تصرف دیا ہے۔ احکام احوال میں قدرت دی ہے موجودات کو ان کے لئے بدل دیا ہے۔ عادات کو ان کے لئے بدل دیا ہے۔ ان کے عجائبات پر ہاتھوں کو ظاہر کیا۔ مغیبات کے ساتھ ان کو بلایا۔ ان کی زبان پر حکمتیں جاری کیں۔ مخلوق کے نزدیک ان کو مقبول کر دیا۔ ان کی ہیبت سے سینے بھر دیئے وہ اس شان کے ایک رکن اور اس طریق کے امام ہیں۔ معرفت و علم وشہود و حال میں اس طریق کے بڑے عالم ہیں۔ شیخ تاج العارفین ابوالوفاؒ کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ ان کے ذکر کو بلند کرتے تھے۔ شیخ علی بن الہیتی کے ہاتھ ان کو اپنی چادر بھیجی تھی۔ کہ ان کے سر پر میری طرف سے نائب بن کر تم رکھ دینا۔ ان کو حاضر ہونے کی تکلیف نہ دی تھی۔ اور کہا تھا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی کہ جاگیر میرا مرید ہو جائے۔ سو خدا نے ان کو مجھے دے دیا ہے۔ مشائخ عراق کہتے ہیں۔ کہ شیخ جاگیر اپنے نفس سے اس طرح نکل گئے ہیں جس طرح

سانپ اپنی جلد سے نکل جاتا ہے۔ وہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ میں نے کسی سے عہد نہیں لیا۔ یہاں تک کہ لوح محفوظ میں اس کا نام دیکھ لیا۔ کہ وہ میرے مریدوں میں سے ہے۔ اور یہ بھی وہ کہتے تھے کہ میں وہ تلوار دیا گیا ہوں۔ جو تیز ہے۔ جس کی ایک طرف مشرق میں ہے۔ اور دوسری مغرب میں۔ اگر اس کے ساتھ سخت پہاڑوں کی طرف اشارہ کروں تو وہ بھی جھک جائیں۔ ان کے شہر اور اس کے اطراف میں اس طریق کی ریاست ان تک منتہی ہوئی۔ ان سے ایک جماعت نے نفع حاصل کیا ان کی طرف صلحاء کی ایک بڑی جماعت منسوب ہے مشائخ ان کی تعظیم اور ان کی فضیلت کا اقرار کرتے ہیں۔ آپ عمدہ اخلاق والے اور خوب خصائل کامل آداب شریف الصفات لطیف المعانی تھے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کو ادب شریعت کے لزوم اور حفظ قانون عبودیت کی تائید کی تھی۔ اہل حقائق کی زبان پر ان کا بلند کلام تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔

مشاہدہ یہ ہے کہ بندہ سے آداب کے درمیان حجاب اٹھ جائیں۔ پھر وہ قلب کی صفائی سے غیب کی خبروں پر جو وہ بیان کرتا ہے۔ مطلع ہوتا ہے۔ وہ جلال و عظمت کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اس پر احوال و مقامات بدل جاتے ہیں۔ اس پر حیرت و دہشت داخل ہوتی ہے۔ پھر اس کو حیرت مبہوت ہونے کی طرف لے جاتی ہے۔ اس کو دیکھتا ہے کہ وہ حق کے ساتھ حق کی طرف اونچی نگاہ کر کے دیکھتا ہے۔ کبھی وہ جمال کا مشاہدہ کرتا ہے۔ کبھی کمال کا کبھی خوبصورتی کا۔ کبھی اس کے سامنے بزرگی و عزت چمکتی ہے۔ کبھی جبروت و عظمت کبھی لطف و رونق کا مشاہدہ اور کبھی کمال کا مطالعہ کرتا ہے۔ پھر یہ تو فراخ ہوتا ہے۔ اور یہ قبض ہوتا ہے۔ یہ اس کو لپیٹتا ہے۔ یہ اس کو پھیلاتا ہے۔ یہ اس کو گم کرتا ہے۔ یہ اس کو پا لیتا ہے۔ یہ اس کو ظاہر کرتا ہے یہ اس کو لوٹاتا ہے۔ یہ اس کو فنا کرتا ہے۔ یہ اس کو باقی رکھتا ہے۔ پس یہ صفات بشریہ سے اس کو دور کر دیتا ہے۔ صفات عبودیت کے ساتھ قائم ہے۔ اغیار کو نہیں دیکھتا۔ سوائے عظمت جبار کے اور کچھ مشاہدہ نہیں کرتا۔ جب تعظیم کی آگ ہیبت کے نور کے ساتھ باطن کے چقماق میں بھڑکتی ہے۔ تو ان دونوں سے مشاہدہ کی شعاع پیدا ہوتی ہے۔ پس جس نے اللہ

تعالیٰ کا مشاہدہ اپنے دل میں کیا تو اس کے دل سے موجودات گر جاتے ہیں اور جب قوم پر مشاہدہ پے در پے ہو تو اللہ تعالیٰ پے در پے کے دامنوں سے متولی بنتا ہے۔ پھر ان کو پے در پے کے دیکھنے سے روک دیتا ہے۔ پھر وہ حیرت سے نور مشاہدہ میں حیرت کی طرف نور ازل میں جذب ہو جاتے ہیں دہشت سے قدس انس میں دہشت کی طرف خاص جمع ہیں اچک لئے جاتے ہیں۔ پس بعض تو پردوں اور تجلی میں گزرنے والے ہیں بعض بعد و قرب میں حیران ہیں۔ بعض وصل اور بلندی میں ساکن ہیں۔ وہ محل استقامت و تمکین ہے۔ اور یہ صفت حضور کی ہے۔ اس میں سوائے اس کے کہ محل حیرت کے نیچے ذبول (لاغری) ہو اور کچھ نہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ پھر جب وہ اس کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے چپ رہو"۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس قول میں فرمایا "بے شک ان لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر استقامت کی"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے مشاہدہ پر استقامت کی۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے۔ وہ اس کے غیر سے ڈرتا نہیں۔ جو شخص کسی کو دوست رکھتا ہے۔ اس کے سوا اور کسی کا مطالعہ نہیں کرتا۔ شیخ یہ دونوں بیت پڑھا کرتے تھے۔

فالشوق والوجد فی مکان   قد مفسانی من القرار

پس شوق اور سوزش عشق ایسے مکان میں ہے کہ انہوں نے مجھ کو قرار سے منع کر دیا ہے۔

ھما معی لا یفارقانی   فلاء شعاری وزار ثاری

وہ دونوں میرے ساتھ ہیں۔ مجھے چھوڑتے نہیں۔ یہ میرا اندر کا کپڑا (استر) ہے۔ اور یہ میرا اوپر کا کپڑا۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن بن شیخ نیک بخت ابو محمد حسن بن شیخ عارف ابو بصر یعقوب بن احمد بن علی حمیدی سامری نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے اپنے والد رحمتہ اللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ جاگیرؒ کو خرچ غیب سے آتا تھا۔ وہ جاری تعریف والے اور خارق الفعل متواتر الکشف تھے ان کو نذرانہ بکثرت آتا تھا۔ ایک دن میں ان کے پاس تھا۔ تو مجھ پر گائیں ان کے چرواہوں سمیت گذریں۔ پھر ان

میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا کہ یہ گائے ایک بچھڑے سرخ رنگ سفید پیشانی کے جس کے یہ صفات ہیں حاملہ ہے اور فلاں وقت فلاں دن اسے جنے گی۔ وہ میری نذر ہے اور فقراء فلاں دن اس کو ذبح کریں گے اور فلاں فلاں آدمی اس کو کھائیں گے۔ پھر دوسری گائے کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ بچھڑی کے ساتھ حاملہ ہے۔ جس کی یہ صفت ہے فلاں وقت پیدا ہو گی وہ بھی میری نذر ہے فقراء میں سے فلاں شخص اس کو فلاں دن ذبح کرے گا۔ اور فلاں فلاں اس کو کھائے گا۔ سرخ کتے کا بھی اس میں نصیب ہے۔ راوی کہتا ہے کہ واللہ وہی واقعہ ہوا۔ جس کا شیخ نے بیان کیا تھا۔ اس میں ذرا خلاف نہ ہوا اور سرخ کتا حجرہ کی طرف آیا اور بچھڑی کے گوشت میں سے ایک ٹکڑا اڑا کر لے گیا۔ راوی کہتا ہے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور شیخ سے کہنے لگا کہ اے شیخ جاگیر میرا ارادہ یہ ہے کہ آپ آج مجھ کو ہرن کا گوشت کھلائیں۔ تب شیخ نے سر نیچا کیا۔ اور اتنے میں ایک ہرن آیا۔ اور شیخ کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ آپ نے اس آنے والے کے لئے اسے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ تب وہ ذبح کیا گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سات سال تک آپ کی خدمت کی تھی۔ میں نے اس ہرن کے سوا ان کے حجرہ کے قریب کوئی ہرن نہ دیکھا۔

کشتی کو بچانا

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابوالیمن برکات بن مسعود بن کامل عباسی تکریتی نے کہا۔ میں نے سنا شیخ عزز بن شیخ بزرگ پیشواء جاگیرؒ سے کہتے ہیں۔ کہ ایک سوداگر اہل واسطہ سے میرے والد کی خدمت میں آیا۔ وہ والد کو دوست رکھتا تھا۔ اس کا ان سے اعتقاد تھا۔ ان سے بحر ہند میں تجارت کرنے کی اجازت مانگی۔ جب آپ نے اس کو رخصت کیا۔ تو کہا کہ جب تم کسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ۔ تو جس کے رفع کرنے پر قادر نہ ہو تو میرے نام کو پکارنا۔ وہ شخص سفر کو چلا گیا۔ پھر چھ ماہ کے بعد میرے والد کود کر کھڑے ہوئے ہم آس پاس تھے۔ انہوں نے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی اور کہا سبحن الذی سخر لنا ھذا و ما کنا لہ مقرنین یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو

ہمارے لئے مسخر کر دیا۔ اور ہم اس کو مطیع کرنے والے نہ تھے۔ اور چند قدم دائیں بائیں چلے۔ ہم یہ سب معاملہ دیکھتے تھے۔ پھر آپ بیٹھ گئے۔ اور ہم نے اس کا سبب آپ سے دریافت کیا تو فرمایا کہ عنقریب سوداگر واسطی جس کو اللہ تعالیٰ نجات نہ دیتا تو غرق ہو چلا تھا۔ ہم نے وہ تاریخ لکھ لی۔ سات ماہ کے بعد وہ سوداگر آیا تو میرے والد کے پاؤں پر گر کر بوسہ دیا۔ اور کہنے لگا۔ اے میرے سردار! اگر آپ نہ ہوتے تو ہم اس دن ہلاک ہی ہو گئے تھے۔ میرے والد ہنستے تھے۔ جب ہم سوداگر سے علیحدہ ہو کر ملے۔ تو ہم نے ان سے یہ معاملہ پوچھا۔ اس نے کہا کہ ہم شہر چین کی طلب میں بحر محیط کے بھنور میں پڑ گئے اور راستہ بھول گئے اور ملاح اور تمام کشتی والوں نے ہلاکت کا یقین کر لیا۔ پھر جب فلاں وقت فلاں دن تھا۔ اور اسی وقت کا ذکر کیا۔ کہ جس کو ہم نے لکھ لیا تھا۔ تو شمال کی جانب سے ہم پر تیز ہوائیں چلنے لگیں۔ سمندر کو جوش آیا اس کی موجیں تلاطم میں آئیں وہ بڑھنے لگیں اور ہمارا سخت معاملہ ہونے لگا۔ ہم اس پر تیار ہو گئے تھے کہ سمندر میں گر جائیں تب میں نے شیخ کے فرمان کو یاد کیا۔ اور کھڑا ہو کر عراق کی طرف متوجہ ہوا اور پکارا کہ اے جاگیر! ہم کو پکڑنا۔ ابھی میں نے اپنا کلام پورا نہ کیا تھا کہ ان کو اپنے پاس کشتی کے اندر اپنے پاس کھڑا ہوا دیکھا۔ شیخ نے اپنی آستین سے شمال کی طرف اشارہ کیا تو ہوا ٹھہر گئی۔ پھر وہ کشتی سے کود کر سمندر کی سطح پر جا کھڑے ہوئے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں سے تالی بجائی۔ اور کہا سبحان الذی سخر لنا وما کنا لہ' مقرنین اور پانی پر چند قدم دائیں بائیں چلے تو سمندر ٹھہر گیا۔ اس کی موجیں ٹھہر گئیں۔ وہ ایسا ہو گیا گویا کہ مرغ کی آنکھ ہے۔ پھر اپنی آستین سے جنوب کی طرف اشارہ کیا تو ہم پر عمدہ ہوا چلنے لگی۔ اس مقام سے ہم نکل کر راہ سلامت پر پہنچ گئے۔ شیخ سمندر پر چلے یہاں تک کہ ہم سے غائب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان کی برکت سے ہلاکت سے نجات دی۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے ان سے خدا کی قسم کھائی کہ اس وقت شیخ ہماری آنکھوں سے غائب نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ ہم ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے اللہ عظیم کی قسم کھائی۔ کہ اگر شیخ ہمارے پاس حاضر نہ ہوتے تو ہم سے کوئی نجات نہ پاتا۔ مگر وہی جس کو خدا تعالیٰ چاہتا۔ شیخ کردوں میں سے

ہیں۔ عراق کے جنگلوں میں سے ایک جنگل میں جو کہ قلعی کے پل کے پاس جو کہ سامرہ سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے۔ سکونت رکھتے تھے۔ اسی کو وطن بنا لیا تھا۔ یہاں تک کہ وہیں بڑی عمر میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی قبر وہیں ہے۔ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ لوگوں نے آس پاس ایک گاؤں آباد کیا۔ اس سے وہ برکت چاہتے تھے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابی المنصور داری نے کہا کہ میں نے سنا۔ شیخ عارف مسعود سے وہ کہتے تھے۔ کہ میں شیخ جاگیر و شیخ علی بن ادریس کی خدمت میں جب کہ وہ دونوں جمع تھے گیا۔ پھر مشائخ کا ذکر چھیڑا اور جو کچھ ان دونوں کو ان کی صحبت میں پیش آیا تھا پوچھا۔ پس شیخ جاگیر نے فرمایا کہ بعد میرے سردار تاج العارفین ابوالوفاؒ کے مشائخ میں سے کوئی ایسا شخص جس کا حال ایسا فخر والا اور تصریف میں زیادہ تیز و تمکین میں زیادہ قوی جس کے اوصاف پورے اور اس کا مقام اعلیٰ ہو۔ سیدی شیخ عبدالقادرؒ سے بڑھ کر نہیں ہوا۔ اور انہی سے شیخ علی بن الہیتی کی طرف تعلیت نقل ہوئی میرے سردار شیخ عبدالقادرؒ نے احوال تعلیت میں قدرت پائی۔ اور اس کے مقامات میں ترقی کی۔ اس کے مدارج میں استغراق کیا۔ اس کے تمام اطراف پر غلبہ پایا۔ اس کے اسباب کو جمع کیا۔ جس کو کسی اور مشائخ نے جہاں تک ہم کو معلوم ہے نہیں پایا۔ راوی کہتا ہے کہ جب ہم شیخ علی بن ادریس سے علیحدہ ملے اور ان سے دریافت کیا کہ شیخ جاگیر کا قول کیسا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو انہوں نے مشاہدہ کیا۔ وہی کہا۔ اور جو کچھ خدا کے علم سے انہوں نے معلوم کیا تھا۔ وہی کہا ہے۔ پس اپنے افعال و اقوال میں کھلے پسندیدہ ہیں۔

شیخ ابو محمد قاسم بن عبدالبصری یہ شیخ عراق کے مشہور مشائخ اور بڑے مشہور عارفین مقربین مذکورین میں سے ہیں۔ صاحب احوال فاخرہ کرامات ظاہرہ احوال و افعال خارقہ انفاس صادقہ۔ مقالات روشنہ صاحب حقائق روشنہ معارف غالبہ ہیں۔ منازل قرب میں کے مراتب علیہ اور معارج رفیعہ محاضر قدس کی طرف تھے۔ عوالم غیب سے ان کے کشف واضح عجائب فتح کے ساتھ اخبار میں ان کی زبان لمبی تھی۔ تصریف جاری

میں ان کا ہاتھ لمبا تھا۔ التمکین میں ان کا قدم راسخ تھا۔ معالی اور درجات عوالی کی سبقت کی طرف قدم بڑھا ہوا تھا۔ وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن کی تعلیست کا ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے۔ موجود میں ان کو تصرف دیا ہے۔ موجودات کو ان کے لئے بدل دیا ہے۔ عادات کو ان کے لئے خرق کر دیا۔ ان کے ہاتھ پر عجائبات کو ظاہر کیا ہے۔ ان کو غیب کی باتوں کے ساتھ بلایا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں ان کی بڑی مقبولیت اور بڑی ہیبت ڈال دی ہے۔ ان کو حجت و پیشوا بنا دیا۔ وہ ان علماء میں سے ایک ہیں جو کہ علم شریعت میں ظاہر ہیں۔ ان فضلاء و مفتیوں میں سے ہیں جو کہ امام دارالہجرۃ مالک بن انس کے مذہب پر فتویٰ دیتے ہیں۔ ان کے شہر اور اس کے اطراف میں فتویٰ کا علم انہیں کی طرف سپرد کیا گیا تھا۔ ان کے وقت میں اسی شان کی ریاست علم و عمل۔ حال۔ نقل۔ تحقیق براۃ۔ زہد۔ مجد۔ جلالت مہابت میں ان تک منتہی ہوئی وہ اس طریق کے ایک اوتاد اور ان کے ارکان کے صدر ان کے آئمہ کے سردار ان کے علماء کے نشان اور اس کی طرف بلانے والوں کے سردار ہیں۔ انہی سے بلا و بصرہ میں اور اس کے آس پاس میں مریدین صادقین کی تربیت میں عمدہ کام بنا۔ ان کی صحبت میں اہل مراقبہ کی ایک جماعت نے تخریج کی ہے۔ اصحاب احوال کی ایک جماعت نے ان کی بزرگی اور عزت اور ان کے قول کی طرف رجوع کرنے ان کی بزرگی کے اقرار پر اجماع ہوا ہے۔ ان کی زیارت کا قصد کیا گیا۔ ان سے مشکلات کا حل لیا گیا ہے۔ اہل بصرہ اپنی مشکلات میں ان کی طرف التجا کیا کرتے تھے پھر وہ مشکلات آسان ہو جاتی تھیں۔ اپنی سختیوں میں ان کی طرف عاجزی کیا کرتے تھے۔ پھر وہ مشکلات آسان ہو جاتی تھیں۔ آپ کے اخلاق شریفانہ اور آداب بدرجہ کمال تھے۔ آپ کے اوصاف جمیلہ تھے۔ آپ کریم تھے دانا اور متواضع تھے۔ بصرہ میں علم شریعت و حقیقت میں بڑی کرسی پر بیٹھ کر وعظ کرتے تھے۔ ان کی مجلس میں مشائخ و علماء حاضر ہوا کرتے تھے۔ معارف میں ان کے کلام کو لیا کرتے تھے۔ جو حقائق کے راستوں میں مشہور اور متداول ہے۔ اس میں سے یہ ہے۔ جب تک شہود نہ ہو وجد ممنوع ہے۔ حق کا مشاہدہ کرنے والا شواہد وجود کو فنا کر دیتا

ہے۔ آنکھوں سے اونگھ کو دور کر دیتا ہے۔ اس کا نشہ شراب کے نشہ سے بڑھ کر ہے۔ وجد کرنے والوں کے ارواح معطر اور لطیف ہیں ان کا کلام مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ عقلوں میں زیادتی کرتا ہے۔ وجد عقل کو دور کر دیتا ہے۔ اور مکانوں اور موجودات کو ایک وجود بنا دیتا ہے۔ اس کے پہلے رفع حجاب اور مشاہدہ رقیب۔ حضور فہم۔ ملاحظہ غیب۔ باطن سے باتیں کرنا۔ مفقود سے مانوس ہونا ہے۔ صحت وجد کی شرط یہ ہے کہ اوصاف بشریہ کا تعلق اس معنی سے منقطع ہو کہ وجد وجود کے وقت ہو۔ اور جس کو گم گشتگی نہ ہو اس کا وجد نہیں۔ اہل وجد کے دو مقامات ہیں۔ ناظر اور منظور الیہ پس ناظر مخاطب ہے۔ جو اس چیز کا مشاہدہ کرتا ہے۔ کہ جس کو وہ اپنے وجود میں پاتا ہے۔ اور منظور الیہ غائب ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ پہلے ہی ورود پر اچک لیتا ہے۔ اور وجود نہایت وجد ہے اس لئے کہ تو اجد عبد کے پالینے کو واجب کرتا ہے۔ اور وجد استغراق عبد کا موجب ہے۔ اور وجود ہلاکت عبد کا موجب ہے۔ اس امر کی ترتیب حضور ہے۔ پھر ورود ہے۔ پھر شہود ہے۔ پھر وجود پھر خمود۔ پس وجود کے موافق خمود حاصل ہوتا ہے۔ صاحب وجود کے لئے صحو اور محو ہوتا ہے پھر اس کے صحو کا حال یہ ہے۔ کہ خدا کے ساتھ اس کی بقاء ہے۔ اس کے محو کا حال یہ ہے کہ حق کے ساتھ فنا ہو۔ یہ دونوں حالتیں ہمیشہ ایک دوسرے کے پیچھے آتی ہیں۔ وجود تین معنی کا نام ہے۔ اول وجود علم لدنی ہے۔ جو کہ تیر حق کے مشاہدہ کی صحت میں علم شواہد کو قطع کر دے دوم وجود حق کا ایسا ہے۔ کہ اشارہ کے کانوں سے غیر منقطع ہے۔ سوم وہ وجود کہ اولیت کے استغراق میں رسم وجودیتی مقام پر ہو۔ پھر جب وصف جمال کے ساتھ بندہ پر مکاشفہ ہوتا ہے۔ تو دل ساکن ہو جاتا ہے۔ پھر روح خوش ہوتی ہے۔ اور باطن حیران ہوتا ہے۔

فصحوک من لفظی هو الوصل کله وسکرک من لحظی يبيح لک الترابا

پس تیرا محو میرے لفظ سے پورا وصل ہے اور تیرا سکر میری آنکھوں سے تیرے لئے شراب مباح کرتا ہے۔

فما مل ساقيها وما مل شارب لحاظ جمال کاسه يسکر الابا

پس نہ تو اس کا ساقی اکتاتا ہے۔ نہ پینے والا۔ جمل کی آنکھ کا پیالا عقل کو نشہ وار بنا دیتا ہے۔

پس صحو تو حق کے ساتھ ہے اور جو غیر حق میں ہے۔ وہ حیرت سے خالی نہ ہو گا۔ حیرت شعور میں نہیں۔ بلکہ نور عزت کے مشاہدہ میں حیرت ہے۔ اور جو حق سے ہے تو اس پر علت پے در پے نہیں آتی۔ پھر صحو جمع کی دواؤں اور وجود کی چمکوں اور منازل حیات میں سے ہے حیات تین معنی پر آتی ہے۔ اول یہ کہ علم کی زندگی جمل کی موت سے ہے۔ اس کے تین انفاس ہیں۔ نفس خوف۔ نفس رجا۔ نفس محبت۔ دوم حیات۔ جمع موت تفرقہ سے اس کے تین انفاس ہیں۔ نفس اضطرار ۔ نفس افتقار۔ نفس افتخار۔ سوم حیات موجود موت فنا ہے اور وہ خدا کی زندگی ہے۔ اس کے تین انفاس ہیں۔ نفس ہیبت اور وہ نفس ہے۔ جو اعتلال کو مارتا ہے۔ اور نفس وجود جو کہ انفصال کو روکتا ہے۔ نفس انفراد' جو کہ اتصال کا موجد ہے۔ اس کے سوا اور کوئی نظارہ کے لئے نظارہ گاہ نہیں اور اشارہ کی طاقت نہیں۔ مواجید اوراد کے ثمرہ اور منازلات کے نتائج ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سر کے ساتھ سستی کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی زبان کو اس کے نفس کے عیبوں کے ساتھ بلاتا ہے۔ اور شیخ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

کارت سرائر سری ان تسر بما   اولیتنی من جمیل لا اسمیه

عنقریب میرے باطنی اسرار اس امر کے ساتھ خوش ہوں گے۔ کہ جس کی خوبی کا تم نے مجھے والی بنایا ہے۔ جس کا میں نام نہیں لیتا۔

فصاح بالسر سر منک یرقبه   کیف السرور بسر بون مبدیه

پھر سر کے ساتھ تیرا سر چلایا جو اس کا منتظر تھا۔ سوائے اس کے ظاہر کرنے والے کے سر کے ساتھ کیسے خوشی ہوتی ہے۔

فظل یلحظنی سری لا لحظه   والحق یلحظنی هلاء راعیه

پھر وہ مجھے میرا باطن گوشہ چشم سے دیکھنے لگا۔ تا کہ میں اس کے گوشہ چشم سے دیکھوں اللہ تعالیٰ مجھے دیکھتا ہے کہ میں کیوں اس کی حفاظت نہیں کرتا۔

واقبل الوجد یفنی الکل من مفتی   واقبل الحق یفننینی واء بدیه

سوزش عشق سامنے آئی۔ کہ وہ میری صفت سے کل کو فنا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سامنے آیا۔ مجھے فنا کرتا ہے۔ اور میں اس کو ظاہر کرتا ہوں۔

خبر دی ہم کو ابو محمد سالم بن علی میاطی صوفی نے کہا کہ میں نے سنا۔ شیخ پیشوا شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد سہروردی سے فرماتے تھے کہ میں بصرہ کی طرف اس لئے گیا کہ شیخ ابو محمد بن عبدالبصری کی زیارت کروں میں نے راستہ میں مویشی اور کھیت اور بہت سی کھجوریں دیکھیں جب میں ان میں سے کسی محافظ کو پوچھتا تو وہ کہتے کہ یہ سب مال شیخ ابو محمد عبدالبصری کا ہے تب میرے دل میں خطرہ گزرا کہ یہ تو بادشاہوں کا حال ہوا کرتا ہے۔ میں بصرہ میں داخل ہوا۔ بحالیکہ میں سورۂ انعام پڑھتا تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ جس آیت پر شیخ کے دروازہ پر میں پہنچوں گا۔ وہی میری فال ان کے ساتھ ہو گی۔ جب میں ان کے دروازہ تک پہنچا۔ اور اپنے پاؤں کو ان کی چوکھٹ پر رکھا تو میں یہ آیت پڑھتا تھا۔ اولئک الذین ھدا ھم اللہ نبدا ھم اقتدہ یعنی یہ (بینا) وہ لوگ ہیں۔ کہ جن کو خدائے تعالیٰ نے ہدایت دی ہے پس ان کی ہدایت کی آپ اقتداء اور پیروی کریں۔ تب ان کا خادم میری طرف جلد نکلا۔ پہلے اس کے کہ میں اذن طلب کروں مجھ سے کہنے لگا کہ شیخ تم کو بلاتے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے پہلے ہی مجھ سے کہا اے عمر! تم نے وہ سب جو زمین پر دیکھا ہے۔ وہ زمین پر ہی ہے۔ اس کے بندہ کے فرزند کے دل میں اس کی کوئی وقعت نہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ اس سے میرا تعجب بڑھ گیا۔ کہ میرے حال پر ان کو علم ہو گیا۔ جس کو اللہ تعالیٰ اور میرے سوا اور کوئی جانتا نہ تھا۔

خبر دی ہم کو ابو سعد عبدالغالب بن احمد بن علی ہاشمی نے کہا میں نے سنا شیخ ابوالحسن علی نانبائی سے وہ کہتے تھے کہ میں بصرہ میں اپنے بعض احباب کے پاس تھا۔ تو ہمارے پاس ایک فقیر پراگندہ حال غبار آلودہ آیا۔ باغ کے مالک سے کہنے لگا کہ میرا پیٹ بھر دو۔ اس نے اس کے سامنے انجیریں ایک اچھے وزن کی پیش کیں۔ اس نے وہ کھا لیں۔ پھر اس نے کہا کہ اور دو۔ پھر اس نے اور دیں پھر کہا مجھے اور دو اس نے اور دیں۔ اس طرح وہ دیتا رہا۔ یہاں تک کہ ہزار رطل (رطل آدھ سیر) کھا گیا۔ پھر

نہر پر آیا جو وہاں پر تھی۔ اور دونوں ہاتھ سے بہت سا پانی پی گیا۔ اور چل دیا۔ پھر ایک مدت کے بعد مجھے باغ کے مالک نے کہا کہ اس کی انجیر اس سال اپنی مقدار سے جو ہر سال پیدا ہوتی تھی کئی حصہ زائد پیدا ہوئی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دوسرے سال حج کیا۔ میں ایک دن قافلہ کے پیچھے چلا جا رہا تھا۔ تو میرے دل میں اس شخص کا خیال آیا اور میری تمنا یہ ہوئی کہ میں اس کو دیکھوں۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ میرے دائیں جانب ہیں۔ تب تو میں گھبرایا اور خوش بھی ہوا۔ وہ چلتے تھے۔ میں ان کے ساتھ تھا۔ اگر وہ بیٹھ جاتے تو سارا قافلہ وہیں منزل کر دیتا۔ اور جب چلتے تو سارا قافلہ چل دیتا۔ پھر وہ دونوں ہاتھوں سے مٹی نکالتے تھے اور اس طرح کھاتے تھے۔ جیسے کوئی ہم میں سے حلوا کھائے۔ یہاں تک کہ بہت سی مٹی کھا گئے۔ مجھے بھی ایک ٹکڑا مٹی کا دیا تو میں نے اس کو اپنے منہ میں مزا دار پایا۔ جیسا حلوا خشکانک ہوتا ہے۔ اور اس میں خالص مشک کی خوشبو تھی۔ پھر دونوں ہاتھوں سے اس پانی کو بہت سا پیا۔ اور مجھے کہا اے علی یہ کھانا اس میں سے ہے۔ جس کو تو نے دیکھا اور ان دونوں کے درمیان کھانا پانی نہیں ہے۔ میں نے ان سے کہا اے میرے سردار یہ بات آپ کو کہاں سے حاصل ہوئی کہا کہ میری طرف شیخ محمد بن عبدا لبصری نے ایک نگاہ دیکھا۔ پھر میرا دل بھر گیا۔ اور میرا باطن رب سے مل گیا۔ تمام موجوودات میرے لئے لپیٹے گئے۔ موجودات بدل دیئے گئے۔ بعید مجھ سے قریب ہو گیا۔ ان کی نظر سے میں مقصود کو پہنچ گیا اور مجھ کو ایسا مطلب پہنا دیا کہ جس سے میں کھانے پینے سے مستغنی ہو گیا۔ مگر اس وقت کہ احکام بشریہ کا وقت آجائے۔ پھر وہ مجھ سے غائب ہو گئے اور اب تک میں نے ان کو نہیں دیکھا۔

طی الارض

خبر دی ہم کو ابوالخیر سعد بن ابی غالب احمد بن علی ازجی الاصل نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالعباس احمد بن اسماعیل بن حمزہ ازجی ابن الطبال نے کہا کہ میں نے شیخ صالح زاہد ابو عبداللہ محمد بلخی سے سنا۔ وہ اصحاب عزلت و انفراد سے تھے۔ جنگل میں رہتے تھے۔

یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں سے کھاتے ہیں۔ ان کا قدم معرفت میں تھا۔ اور اس شان سے ان کو رسوخ تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک سال حرم کعبہ مکہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں مجاور تھا۔ ایسے حال میں کہ وہاں پر میں ایک دن ضحی کے وقت مقام ابراہیم صلوات اللہ علیہ میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں میرے پاس شیخ ابو محمد عبدالبصری مقام (موصوف) پر آئے اور آپ کے ساتھ چار شخص اور تھے۔ پھر ان کے ساتھ چند نوافل پڑھے۔ پھر طواف کعبہ سات دفعہ کیا۔ جب طواف کر چکے تو وہ بنی شیبہ کے دروازہ سے نکل گئے۔ میں ان کے پیچھے ہو لیا۔ تو ان میں سے ایک نے مجھے لوٹا دیا۔ لیکن شیخ ابو محمد نے فرمایا کہ چھوڑ دو۔ پھر شیخ جماعت کے سامنے کھڑے ہوئے۔ ان کی پانچ صفیں کیں۔ کہ ہر مرد جو آگے تھا۔ اس کے پیچھے دوسرا' اور میں ان سب سے آخر تھا۔ ہم سب کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنا قدم وہاں رکھے جہاں اس کے اگلے نے رکھا ہے۔ پھر شیخ چلے ہم ان کے پیچھے ان کے حکم کے موافق تھے زمین ہمارے قدموں کے نیچے لپٹی جاتی تھی۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ ہم مدینہ شریفہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ساکنہا میں پہنچ گئے۔ پھر ہم نے زیارت کی اور ظہر کی نماز وہاں پڑھی۔ پھر وہ نکلے اور ہم ان کے پیچھے اسی ترتیب سے نکلے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ بیت المقدس میں جا پہنچے وہاں پر نماز عصر پڑھی پھر وہ نکلے ہم ان کے پیچھے ان کے ساتھ تھے۔ تھوڑی دیر نہ گزری کہ ہم دیوار یاجوج ماجوج پر پہنچے۔ وہاں مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر وہ نکلے ہم ان کے پیچھے تھے۔ تھوڑی دیر میں کوہ قاف پہنچے وہاں ان کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ شیخ پہاڑ کی ایک چوٹی پر بیٹھ گئے۔ اور ہم ان کے گردا گرد تھے۔ کہ ان کے پاس مردان غائب آئے۔ ان کی ہیبت شیروں کی طرح تھی۔ ان کے انوار تھے جو کہ آفتاب و چاند سے زیادہ روشن تھے۔ ان کے سامنے وہ انوار دوڑتے تھے۔ وہ شیخ کو سلام کہتے تھے۔ اور ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ ان کا ادب کرتے تھے۔ ان کے پاس اور مرد آسمان کی طرف سے آئے جو کہ ہوا میں اس طرح اترتے تھے۔ جیسے بجلی چمکتی ہو۔ ان سب نے آپ کی طرف دیکھا اور عرض کیا کہ آپ کچھ وعظ فرمائیں۔ پھر شیخ نے وعظ فرمایا۔ ان کا یہ حال تھا کہ کوئی تو بے ہوش ہو گیا تھا۔ کوئی تڑپتا تھا۔ کسی کے آنسو جاری تھے کوئی چلاتا تھا۔ کوئی ہوا میں اڑتا

تھا۔ یہاں تک کہ نظر سے غائب ہو گئے۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ ہمارے نیچے حرکت کر رہا ہے۔ ساری رات یہی حال رہا۔ یہاں تک کہ فجر ہو گئی۔ تب شیخ نے ان کے ساتھ نماز فجر پڑھی۔ پھر آپ پہاڑ سے پرے اترے۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ زمین نہایت سفید بہت سے انوار والی اور لطیف جسم ہے۔ جو دنیا کی زمینوں سے مشابہ نہیں۔ اس کی کوئی طرف معلوم نہیں ہوتی۔ اس میں مشک خالص کی سی خوشبو تھی۔ جو کہ ہمارے قدموں کے نیچے سے مہکتی تھی۔ اور ہم ایک جماعت پر گزرتے تھے۔ جن کے چہرے آدمیوں کے چہروں کی طرح تھے۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح طرح طرح کی ایسی آوازوں سے کرتے تھے کہ سننے والوں نے ان سے خوبصورت آواز نہ سنی ہو گی۔ ان کو انوار نے ڈھانک لیا تھا۔ کہ عنقریب ناظرین کی آنکھیں اچک لے جائیں۔ انہوں نے منازلات قدس کے وجدوں کو ثابت کر دیا تھا۔ اگر ان کی طرف کسی دیکھنے والے یا ان کی آوازوں کے سننے والی کی موت آچکی ہو تو ان کی ہیبت و لذت کی خوبی سے اس کی جان پگھل جائے۔ شیخ ابو محمد کا یہ حال تھا کہ اس زمین کی اطراف میں تسبیح پڑھتے تھے کبھی وجدان کو دائیں طرف کبھی بائیں طرف لے جاتے تھے۔ کبھی ہوا اور اس کے خلا میں تیر کی طرح اڑتے تھے۔ کبھی یہ کہتے تھے کہ تیرا شوق مجھے بے قرار کرتا ہے۔ تیرا بعد مجھ کو قتل کرتا ہے۔ تیرا خوف مجھے تلف کرتا ہے۔ تیری امید مجھے زندہ رکھتی ہے۔ تیرا اعراض مجھے مار ڈالتا ہے۔ تیری محبت مجھے حیران کر دیتی ہے۔ تیرا قرب مجھے جمع کرتا ہے۔ تیری محبت مجھے خوش کرتی ہے۔ تیرے ساتھ میری خلوت جلوت ہے۔ تیرا مشاہدہ مجھے لپیٹتا ہے۔ اور پھیلاتا ہے۔ پس رحم کر اے وہ ذات کہ تیرے در کی باگیں تیرے دونوں ہاتھوں میں ہیں۔ یہ حال ان کا اس طرح ضحی کے وقت رہا۔ پھر اسی مقام کی طرف لوٹ آئے۔ جہاں سے ہم آئے تھے۔ وہ چلے اور ہم ان کے پیچھے تھے۔ پھر ہمیں تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک شہر تک پہنچے جو سونے چاندی کی اینٹوں کا بنا ہوا تھا۔ اس میں گھنے درخت تھے۔ نہریں چلتی تھیں۔ پھل تہ بہ تہ تھے۔ میوے بہت تھے۔ ہم اس میں داخل ہوئے ان کے پھل کھائے اور نہر سے پانی پیا اور شیخ نے ہم سب کو حکم دیا کہ ایک سیب یہاں سے ہر شخص لے لے۔ پھر ہم میں سے ہر ایک نے

ایک ایک سیب لے لیا۔ مگر وہ شخص جس نے مجھے لوٹایا تھا۔ اس کا ہاتھ نہ بڑھا اور نہ لے سکا۔ شیخ نے کہا کہ یہ سزا تمہاری بے ادبی کی ہے جو تم نے اس شخص کی خاطر شکستہ کی۔ اور اشارہ میری طرف کیا۔ تب اس نے استغفار پڑھی۔ شیخ نے فرمایا کہ اس امر کی بنا' ادب کی محافظت اور احکام کی رعایت پر ہے پھر اس کو کہا کہ تم بھی ایک سیب لے لو جیسے تمہارے ساتھیوں نے لے لیا ہے۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھایا اور ایک سیب اس نے بھی لے لیا۔ پھر شیخ نے ہم سے فرمایا کہ یہ شہر ہے جس کو اولیاء کا شہر کہتے ہیں۔ اس میں سوا ولی کے اور کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ پھر وہاں سے نکلے اور چلے اور ہم آپ کے پیچھے تھے پھر جس خشک درخت پر گزرتے وہ سبز ہو جاتا۔ اور جس بیمار پر گزرتے وہ تندرست ہو جاتا یہاں تک کہ ہم مکہ معظمہ میں آئے وہاں آکر ظہر پڑھی۔ اور مجھ سے شیخ نے عہد لیا کہ یہ سب امور ان کی موت سے پہلے کسی سے ذکر نہ کرنا۔ پھر مجھ سے وہ اور ان کے ساتھی غائب ہو گئے۔ اور میں نے ان کو نہ دیکھا پھر ایک مدت بعد مجھے ان کے ملنے کا شوق ہوا۔ میں نے بصرہ کا سفر کیا اور چند روز ان کے پاس رہا۔ پھر وہ ایک دن شہر کے باہر نکلے میں ان کے ساتھ تھا۔ تب وہ حضرت طلحہؓ بن عبداللہ انصاری اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لئے آئے۔ جب دور سے قبر کو دیکھا تو الٹے پاؤں واپس ہو گئے۔ پھر لوٹے اور قبر کی طرف آئے اور زیارت کی بحالیکہ سر نیچے تھا۔ ادب کے ساتھ جب وہاں سے نکلے تو میں نے آپ سے اس کی بابت پوچھا تو کہا۔ جب میں ان کی قبر کی طرف آیا۔ تو میں نے دیکھا کہ ان پر سبز حلہ ہے۔ اور تاج ہے جو کہ موتیوں اور جواہر سے جڑا ہوا ہے۔ ان کے پاس دو حوریں ہیں۔ تب مجھے حیاء آئی۔ اور پیچھے کو واپس آگیا۔ پھر انہوں نے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم دلائی کہ میں ان کی طرف لوٹ آؤں پھر میں ان کی طرف گیا۔ راوی کہتا ہے کہ واللہ میں نے سب باتوں کی کسی کو خبر نہ دی تھی۔ حتیٰ کہ شیخ فوت ہو گئے۔

یہود و نصاری کا ایک گروہ جنازہ دیکھ کر مسلمان ہوا

شیخ بصرہ میں رہتے تھے اور وہیں ۵۸۰ھ سے پہلے فوت ہوئے ان کی عمر بڑی ہو گئی تھی اور شہر سے باہر دفن کئے گئے۔ ان کی قبر کی زیارت کی جاتی ہے۔ جب ان کے جنازہ کی نماز پڑھی گئی تو آسمان کی طرف خلا سے ڈھولوں کی آواز سنائی دیتی تھی جو بجاتے تھے۔ اور جب تکبیر میں لوگ نماز جنازہ میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ تو وہ آواز سنتے تھے۔ اس دن یہود و نصاری کا ایک گروہ مسلمان ہوا۔ اور وہ دن تھا۔ جس میں کہ لوگ (بکثرت) جمع ہوئے تھے۔

خضر علیہ السلام زندہ ہیں

خبر دی ہم کو شیخ ابو المحاسن یوسف بن شیخ ابو العباس احمد بن شیب بصری نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عالم ابو طالب عبدالرحمان بن ابی الفتح محمد بن عبدالسمیع ہاشمی واسطی مقری عدل نے کہا۔ کہ میں نے شیخ پیشوا جمال الدین ابو محمد بن عبدا لبصری سے سنا۔ وہ کہتے ہیں بھا لیکہ ان سے خضر علیہ السلام کی بابت پوچھا گیا کہ وہ زندہ ہیں یا مردہ انہوں نے کہا کہ میں ابو العباس خضر علیہ السلام سے ملا ہوں ان کو میں نے یہ کہا کہ مجھ سے کوئی عجیب واقعہ بیان کرو۔ جو کہ تم پر اولیاء کے ساتھ پیش آیا ہو۔ انہوں نے کہا میں ایک دن بحر محیط کے کنارہ پر گذر رہا تھا۔ جہاں کوئی آدمی وغیرہ نہ تھا۔ پھر میں نے ایک شخص کو دیکھا جو کہ عباء پہن کر لیٹا ہوا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ وہ ولی ہے۔ پھر میں نے اس کو پاؤں سے ہلایا۔ تو اس نے سر اٹھایا اور مجھ سے کہا تم کیا چاہتے ہو۔ میں نے کہا کہ خدمت کے لئے کھڑا ہو جا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ تم چلے جاؤ اپنا کام کرو۔ میں نے کہا اگر تم کھڑے نہ ہو گے تو میں لوگوں میں پکار کر کہہ دوں گا کہ یہ اللہ کا ولی ہے۔ اس نے مجھ سے کہا اگر تم نہ جاؤ گے۔ تو میں ان سے کہہ دوں گا کہ یہ خضر ہے۔ میں نے اسی سے کہا کہ تم نے مجھے کیونکر پہچانا۔ اس نے کہا کہ تم ابو العباس خضر ہو۔ بتلاؤ کہ میں کون ہوں۔ میں نے اپنی ہمت اللہ تعالی کی طرف بڑھائی اور میں

نے دل میں کہا اے میرے رب میں نقیب الاولیاء ہوں۔ پھر مجھے آواز آئی کہ اے ابو العباس تو ان کا نقیب ہے۔ جو کہ مجھ کو دوست رکھتے ہیں۔ اور یہ شخص ان میں سے ہے کہ جس کو ہم دوست رکھتے ہیں۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا۔ کہ اے ابو العباس ! کیا تم نے میری باتیں اس کے ساتھ سن لیں۔ میں نے کہا ہاں مجھ کو دعا دو توشہ دو اس نے کہا کہ اے ابو العباس دعا تمہارا کام ہے۔ میں نے کہا ضرور کرو کہا کہ جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارا نصیب اپنی طرف سے زیادہ دے۔ میں نے کہا اور زیادہ کرو۔ تب وہ مجھ سے غائب ہو گیا۔ اور اولیاء مجھ سے غائب ہونے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر میں نے اپنی طبیعت میں چلنے کی اور طاقت دیکھی۔ تو میں چلا حتیٰ کہ ریت کے بڑے ٹیلہ پر پہنچا۔ میرے دل نے مجھے اس کے اوپر چڑھنے کی طرف رغبت دی جب میں اس کے اوپر چڑھ گیا اور مجھے گمان ہوا کہ آسمان تک پہنچ گیا ہوں تو میں نے اس کے اوپر ایک نور دیکھا جو آنکھوں کو اچک لیتا ہے۔ میں نے اس کا قصد کیا۔ تو کیا دیکھا کہ وہاں ایک عورت ہے جو سوتی ہے۔ اور ایسی عباء میں لپٹی ہوئی ہے جو کہ اس مرد کی عباء کے مشابہ ہے۔ جو میرا ابھی مصاحب ہو چکا تھا میں نے ارادہ کیا کہ اس کو پاؤں سے جگاؤں تو مجھے پکارا گیا۔ کہ ادب کر اس سے جس کو ہم دوست رکھتے ہیں۔ تب میں اس کے جاگنے تک بیٹھ گیا۔ پھر وہ عصر کے وقت جاگی اور کہنے لگی کہ اس خدا کی تعریف ہے جس نے مجھ کو زندہ کیا۔ بعد میرے مارنے کے اور اسی کی طرف اٹھنا ہے۔ اس خدا کی تعریف ہے جس نے مجھ کو زندہ کیا محبت دی ہے۔ اور اپنی مخلوق سے مجھے وحشی بنا دیا ہے۔ پھر اس نے مجھے التفات کیا اور مجھے دیکھا تو کہا۔ اے ابو العباس تم کو مرحبا۔ اور تو اگر بغیر منع کئے میرا ادب کرتا تو بہتر ہوتا۔ میں نے کہا تم کو خدا کی قسم ہے۔ کیا تم اس شخص کی بیوی ہو۔ کہنے لگیں ہاں۔ اس جنگل میں ایک ابدالہ فوت ہو گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس کی طرف بھیجا پھر میں نے اس کو غسل دیا۔ اور کفن پہنچایا۔ جب اس کی تجہیز سے فارغ ہوئی۔ تو وہ میرے سامنے آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ یہاں تک کہ میری نگاہ سے غائب ہو گئی۔ میں نے کہا کہ مجھ کو دعا دو۔ اس نے کہا اے ابو العباس دعا تمہارا کام ہے۔ میں نے کہا ضرور ہے کہ دعا کرو اس نے کہا جاؤ خدائے تعالیٰ

تمہارا نصیب اپنی طرف سے وافر دے۔ میں نے کہا کہ اور زائد کرو۔ اس نے کہا کہ جب ہم تم سے غائب ہو جائیں تو ہم کو ملامت نہ کرنا۔ میں نے ادھر خیال کیا۔ تو پھر اس کو نہ دیکھا۔ شیخ ابو محمد نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا کہ کیا ان دوستوں کے لئے کوئی مرد یکتا ہے۔ کہ جس کے حکم کی طرف ہر وقت وہ رجوع کرتے ہوں اس نے کہا ہاں میں نے کہا کہ ہمارے اس وقت میں کون ہیں کہا کہ وہ شیخ عبدالقادر ہیں۔ میں نے کہا کہ مجھ کو شیخ عبدالقادرؒ کے حال کی خبر سناؤ کہا کہ وہ فرد الاحباب اور قطب الاولیاء اس وقت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اگر کسی ولی کو کسی مقام پر پہنچایا ہے تو شیخ عبدالقادر اس سے اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جس حبیب کو اپنی محبت کا پیالہ پلایا ہے تو شیخ عبدالقادر کو بہت خوش گوار پلایا ہے۔ کسی مقرب کو اللہ تعالیٰ نے حال بخشا ہے۔ تو شیخ عبدالقادر کو بہت بڑا حال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے اسرار میں سے وہ سر دیا ہے۔ کہ جس سے وہ جمہور اولیاء سے بڑھ گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جس کو اپنا ولی بنایا ہے۔ جو گذر چکا یا آئندہ ہو گا۔ وہ قیامت تک ان کا ادب کرے گا۔

شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق قرشی

یہ شیخ مصر کے بڑے مشہور مشائخ اور عارفین مذکور کے صدر اور علماء محققین کے بڑے لوگوں میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ احوال فاخرہ افعال خارقہ انفاس صادقہ مقامات روشنہ اشارات بلند احکامات ولایت میں بڑی فراخی والے ہیں۔ مراتب نہایت میں بلند درجہ منازل قرب میں اونچے مکان والے۔ اطوار معارف میں طور اعلیٰ حقائق کے راستوں میں بلند راستہ ہے۔ ملکوت کے پردوں کے لئے بصیرت خارقہ انوار غیوب کے ساتھ روشن ضمیر منازلات قدس کے لئے دل پاک جو ادب بقایا ہے۔ سر مجرد ہے۔ ان کے لئے فتح چڑھنے والی اور کشف روشن مفاخر معالی تقدم و تعالی ہے۔ وہ علماء مصنفین اور فضلاء متقین آئمہ اکابرین سرداران قائمین بالسنۃ و احکام دین میں سے ہیں مصر میں امام احمدؒ بن حنبلؒ کے مذہب پر فتوی دیتے تھے۔ درس دیتے مناظرہ اور تخریج و املا کرتے تھے۔ طالب علم ان کا قصد کیا کرتے تھے۔ مصر میں اکثر علماء نے ان

سے روایت کی ہے۔ وہ اس طریق کے ایک رکن اور ان احکام کے مشہور عالم ہیں۔ مشکلات احوال کو رفع کرتے تھے۔ ان کے اماموں کے سردار ہیں۔ علم و عمل و حال و مقال و تحقیق و تمکین و زہد و شرافت و جلالت و مہابت میں ان لوگوں کے بڑے ہیں۔ جو اس طرف لوگوں کو کھینچتے تھے۔ اس کے ساتھ مجاہدہ اور مشاہدہ کی جولانی میں ادب کا لحاظ رکھتے تھے۔ علم و تواضع پر ان کی جبلت واقع ہوئی تھی۔ اور کرم و حیا سے ملی ہوئی تھی۔ وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف ظاہر کیا ہے۔ اور ان کو قدرت دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے موجودات کو ان کے لئے بدل دیا تھا۔ آنے والی باتوں کو خرق کیا۔ ان کو مغیبات کے ساتھ بلایا۔ ان کے ہاتھوں پر عجائبات کو ظاہر کر دیا۔ ان کی زبان پر وہ بات جاری کر دی۔ جن سے دل آباد ہوتے ہیں۔ اسرار روشن ہوتے ہیں۔ شریعت مطہرہ کو ان کے سبب زندہ کیا۔ مسلمانوں پر ان کو حجت اور سالکین کا پیشواء بنا دیا۔ مریدوں اور صادقوں کی مصر اور اس کے علاقہ میں تربیت ان تک منتہی ہوئی ان واردات کی مخفی چیزوں کو روشن کر دیا۔ ان کی صحبت سے بہت بڑے بڑے صادقوں نے جن کا اس شان میں قدم راسخ ہے۔ نفع حاصل کیا۔ اور اصحاب جمال کا ایک جم غفیر ان کے ارادہ کا قائل ہوا۔ ان کی طرف بہت سے صلحا منسوب ہوئے ہیں۔ مشائخ علماء کا ان کی بزرگی و احترام پر اجماع ہوا ہے۔ اور اپنے اختلافات میں ان کو حاکم بناتے تھے۔ ان کی بات کی طرف سب رجوع کیا کرتے تھے۔ ان کی عدالت کو ظاہر اور ان کی فضیلت کا اقرار کرتے تھے۔ آپ دانا خوبصورت عمدہ اخلاق والے کامل آداب و اشرف الصفات تھے۔ اہل تحقیق کی زبان پر ان کا بلند کلام تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت و صفات کا راستہ فکر اور اس کے ہر حکم و آیات پر اعتبار کرنا ہے۔ عقلوں کو اس کی ذات کی حقیقت کے دریافت کرنے کے لئے کوئی راستہ نہیں۔ اگر خدائی حکمتیں حد عقول تک منتہی ہوتیں۔ یا قدرت ربانیہ ادراک علوم میں منحصر ہوتی۔ تو یہ حکمت میں تصور اور قدرت میں نقص ہوتا۔ لیکن عقول سے اسرار ازل حجاب میں ہیں۔ جیسے کہ آنکھوں سے جلال کے انوار پوشیدہ ہیں۔ بیشک وصف کا معنی

وصف میں رجوع کر گیا۔ اور سمجھ دریافت سے اندر ہی ہے اور رواء الملک ملک میں ہے مخلوق اپنے مثل کی طرف مختص ہے اس کو شکل کی طرف بڑی طلب ہوتی ہے۔ آوازیں رحمان کے لئے پست ہوں گی پس سوائے نرم آواز کے کچھ نہ سنا جائے گا۔ پس تمام مخلوق ذرہ سے لے کر عرش تک اس کی معرفت کی طرف راستے اور اس کی ازلیت پر حجتیں بالغہ ہیں۔ تمام موجودات اس کی وحدانیت پر بولنے والی زبانیں ہیں۔ اور تمام عالم ایک کتاب ہے۔ جس کے اشخاص کے حروف بصارت والے اپنی بصارت کے موافق پڑھتے ہیں۔ جب دلوں کے باغوں پر سعادت کی ہوا چلتی ہے۔ اور عنایت کی بجلی چمکتی ہے اور حقائق کی بارش غیوب کے بادلوں کے جلال سے برستی ہے۔ تو اس میں قرب محبوب کے پھول ظاہر ہوتے ہیں۔ اور مطلوب کے حاصل کرنے کے انوار کی خوبصورتی پختہ ہوتی ہے۔ پھر قرب کی ہوا مشاہدہ کی لذت میں پائی جاتی ہے۔ اور حضور کی روشنی کی طلب سماع کی غذا ہے۔ اور ہیبت کی غذا معلوم ہوتی ہے۔ جس کو محبت کی صفائی نے بھڑکایا ہے۔ اس کے ساتھ انس سے مقام تک اور وہاں سے نور ازل تک حیرانی کے غلبہ کے ساتھ ادھر کو آنکھیں رہتی ہیں۔ اور وہ اقدام فنا کے ساتھ خلوت وصل میں بساط گفتگو پر ایسی مناجات کے ساتھ کہ جس سے موجودات صفا اتصال سے بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ قائم ہوتی ہے۔ نہایات خبر موجودات کے شروع میں غرق ہو جاتی ہے۔ اور حدوث کے حواشی عزت ازل کی بقا میں لپٹے جاتے ہیں۔ پھر وہاں پر ان کی روحیں غیب الغیب میں راسخ ہوتی ہیں۔ ان کے اسرار سرالسر میں غوطہ لگاتے ہیں۔ پھر ان کو معلوم بتلاتا ہے۔ جو کچھ کہ بتلاتا ہے۔ اور ان سے مقتضائے آیات سے وہ ارادہ کرتا ہے جو کہ ان کے غیر سے ارادہ نہیں کرتا۔ وہ علم لدنی کے سمندروں میں فہم بینی کے ساتھ اس لئے غوطہ لگاتے ہیں کہ زیادہ طلب کریں۔ پھر ان کے لئے جمع شدہ خزانوں میں اس کے ہر ایک ذرہ میں وجود کے ذرات سے علم پوشیدہ اور سر فخروں اور سبب متصل حضور قدس میں جس سے اپنے سردار عزوجل کی خدمت میں داخل ہوتے ہیں کشف ہونے لگتا ہے۔ پھر ان کو اپنے وہ عجائبات دکھلاتا ہے۔ کہ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کانوں نے سنا ہے۔ نہ کسی بشر کے دل پر ان کا خطرہ ہوا

ہے۔ جو شخص اپنے دل میں کوئی جھگڑنے والا نہ پائے۔ تو وہ خراب ہو گا۔ جو شخص اپنے نفس کو پہچانتا ہو۔ وہ لوگوں کی تعریف کرنے سے دھوکہ میں نہیں پڑتا۔ جو شخص اپنے مولا کی محبت پر صبر نہیں کرتا۔ تو خدا تعالیٰ اس کو غلاموں کی محبت میں جتلا کرتا ہے۔ جس شخص کی تمام امیدیں اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں سے منقطع ہو جائیں تو وہ حقیقت میں عبد ہے۔ دعویٰ نفس کا تکبر ہوتا ہے۔ بلا سے لذت حاصل کرنا رضا کو ثابت کرنا ہے۔ عارف کا زیور خوف و ہیبت ہے۔ تم پہلے طریق کی مضبوطی کرنے میں اقدام کی مضبوطی کے اصحاب احوال کے محاکلت سے بچتے رہو۔ کیونکہ وہ تم سے منقطع ہو جائیں گے۔ تیرے خلط ملط رہنے کی دلیل یہ ہے کہ تو غلط کرنے والوں کی صحبت میں ہے تیری بطالت کی دلیل یہ ہے کہ تو بطالین کی طرف میلان کرے۔ تیری وحشت کی دلیل یہ کہ تو وحشت زدوں سے محبت کرے۔ اور شیخ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

یا غارس الحب بین القلوب والکبد　　هتکت بالصد متر الصبر الجد

اے دل و جگر میں محبت کے (پودے) گڑانے والے۔ تو نے اپنی رکاوٹ سے صبر اور سختی کے ستر کو توڑ دیا ہے۔

یا من قوم مقام الموت فرقته　　ومن یحل محل الروح فی الجد

اے وہ محبوب کہ جس کی فرقت موت کے قائم مقام ہے۔ اور جو جسم میں روح کی جگہ اترا ہوا ہے۔

ترجاوذا الحب فی اعلی مراتبه　　فلو طلبت مزید مه لم اجد

بے شک محبت اپنے اعلیٰ مراتب سے تجاوز کر گئی ہے۔ پھر اگر میں اس سے زیادہ طلب کروں تو نہ پاؤں گا۔

اذا وعا الناس قلبی علیک مال به　　حسن الوجاء فلم یصدر ولم یرد

جب لوگ میرے دل کو تجھ سے پھرنے کے لئے بلاتے ہیں تو حسن امید اس کو اس کی طرف میلان دلاتی ہے۔ وہ نہ اترتا تھا۔ نہ آتا ہے۔

ان توفنی لم ارو ما ومت لی بدلا　　وان تغیرت لم اسکن الی احد

اگر تو وفا کرے تو جب تک تو میرا ہے۔ اس کے بدل کا ارادہ نہیں کروں گا۔ اگر تو بدل جائے تو اور کسی کی طرف آرام نہ پاؤں گا۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو طالب عبدالعزیز بن سالم بن خلف مصری مقری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ بزرگ ابو محمد عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبداللہ کھجور فروش محدث مشہور بہ حکمت نے کہا خبر دی ہم کو شیخ امام ابو الفضل نعمت اللہ بن عبدالعزیز ہیت اللہ عسقلانی عادل نے مصر میں کہا کہ میں نے سنا شیخ عالم عارف ابو اسحٰق ابراہیم بن مرہبل مخزومی نابینا سے وہ کہتے تھے کہ شیخ ابو عمر عثمان بن مرزوق قرشی مصر کے اوتاد میں سے تھے۔ وہ پے در پے کشف اور ظاہر کرامات والے تھے۔ ایک سال نیل کا پانی بہت زائد ہو گیا۔ قریب تھا کہ مصر غرق ہو جائے۔ اور زمین پر پانی رہا حتیٰ کہ کھیتی کا وقت عنقریب فوت ہونے کو تھا۔ تب لوگ شیخ ابو عمر عثمان کی خدمت میں اس کی وجہ سے شور مچاتے ہوئے آئے۔ پھر آپ نیل کے کنارے پر آئے۔ اور اس سے وضو کیا۔ تو وہ اسی وقت دو گز کے قریب کم ہو گیا۔ اور زمین پر سے اتر گیا یہاں تک کہ زمین کھل گئی۔ اور دوسرے دن لوگوں نے کھیتوں میں بیج ڈال دیا۔ اور ایک سال کا ذکر ہے کہ نیل بالکل نہ چڑھا۔ اکثر کھیتی کا وقت فوت ہو گیا۔ اناج گراں ہو گیا۔ لوگوں نے ہلاکت کا گمان کیا۔ تب بھی شیخ ابو عمر عثمان کی خدمت میں لوگ چلاتے ہوئے آئے۔ پھر شیخ نیل کے کنارے پر آئے اور اس میں سے لوٹے میں پانی لے کر وضو کیا۔ جو آپ کے خادم کے پاس تھا۔ تب اس دن نیل بڑھ گیا اور برابر بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ اپنی حد کو پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں فائدہ دیا۔ اور شیخ کی برکت سے اس سال کھیتی میں برکت دی۔

وہ کہتے ہیں کہ ان کا خادم شیخ نیک بخت ابو العباس احمد بن برکات سعدی مقری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ شیخ نے مصر میں اپنے مکان پر اندھیری رات میں عشاء کی نماز پڑھی۔ اور نکلے میں بھی ان کے پیچھے تھا۔ اور زمین ہمارے نیچے اس طرح لپٹی جاتی تھی جیسے کہ انوار سامنے دائیں بائیں دوڑتے تھے۔ وہ کسی پہاڑ پر پہنچتے اور کسی زمین سے چلتے تو ان کے سامنے ٹوٹ جاتی گویا کہ وہ موجود نہ تھی۔ یہاں تک کہ ہم بہت جلد مکہ معظمہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں پہنچ گئے۔ تب شیخ نے طواف کیا وہاں

پر رات کے اکثر حصہ تک نماز پڑھتے رہے۔ پھر وہاں سے نکلے اور میں آپ کے پیچھے تھا۔ ایسا ہی ہم چلتے تھے۔ یہاں تک کہ مدینہ شریفہ صلوات اللہ علی سا کنہا میں پہنچے وہاں زیارت کی اور نماز پڑھی۔ جتنی کہ خدائے تعالیٰ نے چاہی۔ پھر وہاں سے نکلے اور میں آپ کے پیچھے تھا۔ اسی طرح چلتے رہے یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچے۔ وہاں زیارت کی اور نماز پڑھی۔ جتنی کہ خدائے تعالیٰ نے چاہی۔ پھر وہاں سے نکلے اور میں آپ کے پیچھے تھا۔ چلتے رہے یہاں تک کہ ہم مصر میں داخل ہوئے۔ اور موذن فجر کی اذان دے رہا تھا۔ واللہ میں شروع رات سے بڑھ کر قوی تھا۔ اور مجھے نہ تھکان معلوم ہوئی نہ کوئی تکلیف ہوئی۔ اور شیخ نے مجھ سے عہد لیا کہ ان کی زندگی میں یہ کسی سے ذکر نہ کرنا میں نے ان کی وفات کے بعد اس کا ذکر کیا۔

خبر دی ہم کو شیخ صالح ابو محمد عبدالجبار بن احمد بن علی قرشی مصری موؤب نے کہا خبر دی ہم کو شیخ امام ابو الربیع سلیمان بن احمد بن علی سعدی مقری مشہور ابن المعزل نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو العباس احمد بن برکات بن اسماعیل سعدی مقری خادم شیخ پیشواء ابو عمرو عثمان بن مرزوقؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ ابو عمر کی نو سال تک خدمت کی تھی۔ رات دن میں ان پر کوئی ایسا وقت نہ گذرتا تھا۔ کہ جس میں طرح طرح کے نیک اعمال نہ کئے تھے۔ یا تو قرآن شریف پڑھتے یا پڑھواتے۔ یا حدیث سنتے یا سناتے یا علم میں مشغول یا اپنے مریدوں کو ادب سکھاتے۔ یا اللہ عزوجل کی طرف احوال قرب کے احکام اور منازلات باطنی کے ساتھ متوجہ ہوتے تھے۔ میں ایک دن ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتنے میں ایک شیخ آپ کے پاس آیا۔ جس کے بال پراگندہ اور غبار آلودہ تھے۔ میں نے اس کو پہلے دیکھا تھا نہ اب تک دیکھا تھا۔ تب وہ شیخ کے سامنے با ادب اور عاجزی کے ساتھ بیٹھ گیا۔ شیخ نے تھوڑی دیر سر نیچا کیا۔ پھر اس کی طرف دیکھا تو وہ غش کھا کر گر پڑا۔ شیخ نے فرمایا کہ اس کو اٹھا لے جاؤ۔ ہم نے اس کو ایک گھر میں رکھ دیا۔ وہ اس میں چار ماہ تک ایسے حال میں رہا کہ نہ حرکت کرتا تھا۔ نہ اس کو کچھ ہوش تھا۔ اس کا حال مردہ کا سا تھا۔ لیکن اتنی بات تھی کہ وہ سانس لیتا تھا۔ پھر شیخ اس کے پاس آئے اور اپنا ہاتھ اس کے سینے پر پھیرا۔ تو اس کو

ہوش آگیا۔ میں نے اس سے حال پوچھا تو کہنے لگا کہ اے ابو العباس میری عمر بڑی ہو گئی تھی۔ میں نے مجاہدے بہت کئے تھے سیر و سفر بہت کئے تھے۔ لیکن اس طریق کا میں نے کوئی نشان نہ دیکھا۔ تب میں نے دل سے خدا کی جناب میں استغاثہ کیا۔ تو مجھے آواز آئی۔ کہ تم اس جنگل کے سلطان کے پاس جاؤ کیونکہ جو تو چاہتا ہے اس کے پاس موجود ہے۔ میں نے کہا وہ کون ہے مجھ سے کہا گیا کہ وہ شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق ہیں۔ جب میں ان کے سامنے بیٹھا۔ اور انہوں نے میری طرف دیکھا تو ان کی نظر نے میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ وصل کے خیموں کو پھاڑ دیا۔ مسافات بعد میرے لئے لپیٹے گئے۔ اور مجھ کو میری حس اور عالم سے اچک لیا۔ مجھ کو میرے وجود سے اور جو اس میں ہے غائب کر دیا۔ میں فنا کے قدم پر اور موجودات سے غائب ہو کر مقام قرب پر قائم ہو گیا۔ اپنے مطلوب کو پا لیا۔ اپنے محبوب تک ان کی نظر کی برکت سے پہنچ گیا۔ پھر مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حال میں گزر ہوا۔ میری طرف آپ نے دیکھا اور فرمایا کہ اس شخص کو حکم دو کہ جو اس میں اور اس کی عقل میں خلل ہو گیا ہے۔ اس میں قوت رکھ دے کہ اس قوت سے اس حال کے غلبہ پر غالب آئے۔ پھر اپنی تمیز کی طرف لوٹے۔ اور احکام شرع کی پابندی کرے۔ تب میری طرف شیخ ابو عمر نے جلدی کی پھر میں نے اپنے آپ میں قوت دیکھی۔ جس کے اسباب میں اپنے حال کا مالک بن گیا۔ اپنے وجود کی طرف لوٹ آیا۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ پھر چلا گیا۔ اور اب تک پھر اس کو نہیں دیکھا۔

ریت میں ستو اور پانی کا نکالنا

وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کے ساتھ شام تک قدم تجرید پر سفر کیا۔ اور سوائے اللہ سبحانہ' کے اور کوئی تیسرا ہمارے ساتھ نہ تھا۔ مجھے تین دن گزر گئے کہ کوئی کھانے پینے کی چیز نہ پائی۔ قریب تھا کہ زمین پر گر پڑوں۔ جب شیخ نے مجھے اس حال میں دیکھا تو ریت کے ٹیلے پر چڑھ گئے۔ دونوں ہاتھوں سے ریت بھر لی۔ اور مجھ کو ستو بھنے ہوئے۔ جس میں شکر پڑی ہوئی تھی۔ دیئے میں نے وہ کھائے یہاں تک کہ میرا پیٹ

بھر گیا۔ پھر ٹیلے میں جونہی ایک ہاتھ مارا تو اس میں سے ایک میٹھا چشمہ نکل آیا جو کہ دنیا کے میٹھے چشموں سے بہتر تھا۔ میں نے اس سے پانی پیا حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا۔

عجمی کا عربی اور عربی کا عجمی ایک رات میں سیکھ لینا

ان کے پاس مصر میں دو شخص آئے ایک تو عربی تھا۔ جو عجمی کا ایک لفظ نہیں جانتا تھا۔ دوسرا عجمی آیا جو کہ عربی کا ایک لفظ نہ جانتا تھا۔ دونوں باتیں کرنے لگے وہ ایک دوسرے کی بات نہ سمجھتے تھے۔ عربی نے کہا میں چاہتا ہوں کاش عجمی جانتا۔ عجمی نے کہا میں چاہتا ہوں۔ کہ کاش میں عربی جانتا۔ وہ دونوں کھڑے ہوئے۔ پھر اگلے دن شیخ کی خدمت میں آئے تو یہ حال تھا کہ عربی تو عجمی میں کلام کرتا تھا۔ جیسے فصیح عجمی کرتے ہیں اور عجمی ایسی عربی بولتا تھا۔ کہ کوئی بڑا فصیح عربی بول رہا ہے عربی کہنے لگا کہ آج کی رات میں نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زیارت کی۔ ان کے پاس شیخ ابو عمرو تھے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابو عمرو سے کہا کہ تم ہماری نیابت میں اس کو عجمی سکھا دو۔ شیخ نے میرے منہ میں لعاب ڈال دیا۔ اور جب میں جاگا تو میں عجمی بولی بولنے لگا عجمی نے کہا کہ میں نے آج رات کو خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اور آپ کے پاس شیخ ابو عمرو تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ ابو عمرو سے فرمایا کہ میری طرف سے اس کو عربی سکھا دو۔ تب شیخ ابو عمرو نے میرے منہ میں لعاب ڈال دیا۔ اور جب میں جاگا تو عربی بولتا تھا۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن زکریا یحییٰ بن احمد ازجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عالم محمد عبدالکریم بن منصور بن ابوبکر محدث مشہور ابری نے بغداد میں کہا خبر دی ہم کو شیخ بزرگ اصلی ابوالخیر سعد بن شیخ پیشوا و علامہ ابو عمرو عثمان بن مرزوق قرشی نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک دفعہ میں سیر کی غرض سے کوہ مقطم میں جو کہ گورستان مصر میں ہے پھر رہا تھا۔ میں اس میں چند دن تک رہا۔ کہ کسی کو نہ دیکھتا تھا۔ ایک رات سحر کے وقت میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ وہ اپنی مناجات میں ایسی آواز سے کہ جو دلوں کو ہلا دے اور ایسے گریہ سے کہ عقلوں کو پریشان کر دے۔

کہتا تھا میں نے اپنی بلا کو تیرے غیر سے چھپایا ہے۔ اپنے راز کو تجھ پر ظاہر کیا ہے۔ تیرے ساتھ تیرے ماسوا کو چھوڑ کر مشغول ہوا ہوں۔ پھر چلا کے رونے لگا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں کہ جس نے تجھ کو پہچان لیا۔ پھر وہ کیسے تجھ سے غافل رہتا ہے۔ اور اسی پر تعجب ہے کہ جس نے تیری محبت کا مزہ چکھا ہے۔ وہ تجھ سے کیسے صبر کرتا ہے۔ اے عارفوں کے مولیٰ اور مقربین کے حبیب محبوں کے انیس' طالبین کی امید کی غایت۔ منقطعین کے مددگار پھر چلایا۔ اور کہنے لگا (داشو قاہ تیری طرف اور داکرباہ) پھر میں آواز کے پیچھے ہوا۔ میرے دل میں اس کی محبت ہو گئی۔ یہاں تک کہ میں اس تک پہنچ گیا۔ دیکھا تو ایک شیخ لاغر بدن زرد رنگ ہے۔ جس پر ہیبت غالب ہے۔ اور وقار نے اس کو ڈھانکا ہوا ہے۔ اہل معرفت کی اس میں علامت ہے۔ پھر میں اس کے قریب گیا۔ اس کو سلام کہا اس نے کہا مرحبا تم کو ابو عمرو۔ میں نے کہا کہ تم نے میرے نام کو کیسے پہچان لیا۔ حالانکہ مجھ کو اس سے پہلے آپ نے کہیں نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے تمہارے وجود کو زمین پر دیکھا اور تمہارے مقام کو آسمان پر تمہارے نام لوح محفوظ میں پڑھا ہے۔ پھر میں نے کہا اے میرے سردار مجھ کو کچھ فائدہ کی بات کہو فرمایا اے ابو عمرو اللہ عزوجل نے اپنے نبی داؤد علیہ السلام پر وحی کی کہ اے داؤد میرے ولیوں اور دوستوں کو کہہ دے کہ تم کو ایک دوسرے سے الگ ہو جانا چاہئے۔ کیونکہ میں تمہارا دوست ہوں۔ اپنے ذکر کرنے سے اور ان سے باتیں کرتا ہوں۔ اپنی محبت سے اپنے اور ان کے درمیان جو پردہ ہے۔ اس کو کھول دیتا ہوں۔ تاکہ وہ میری عظمت و جلال اور میرے چہرہ کی رونق کو دیکھیں۔ میں ہر دن ان کے نزدیک ہوتا ہوں۔ میں ہر گھڑی اپنے چہرہ کے نور سے ان کے قریب ہوتا ہوں۔ ان کو اپنی کرامت کا مزہ چکھاتا ہوں۔ اور جب یہ معاملہ ان کے ساتھ کرتا ہوں تو وہ دنیا اور اہل دنیا سے اندھے ہو جاتے ہیں۔ پھر کوئی شے مجھ سے بڑھ کر ان کو پیاری نہیں ہوتی۔ اور میری طرف دیکھنے سے بڑھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہوتیں۔ وہ میری طرف جلد قدم بڑھاتے ہیں۔ اور میں اس بات کو برا سمجھتا ہوں۔ کہ ان کو موت دوں۔ کیونکہ مخلوق میں وہ میرے محل نظر ہیں۔ میں ان

کی طرف دیکھتا ہوں اور وہ میری طرف دیکھتے ہیں۔

اے داؤد اگر تم ان کو دیکھتے بحالیکہ ان کے نفوس گل گئے ہیں۔ ان کے جسم لاغر بن گئے ہیں۔ ان کی آنکھیں غربانہ ہیں۔ ان کے اعضا شکستہ ہیں۔ جب وہ میرا ذکر سنتے ہیں۔ تو ان کے دل نکل جاتے ہیں۔ (تو تم تعجب) کرتے۔ پھر میں اپنے فرشتوں اور آسمان والوں کے سامنے ان سے فخر کرتا ہوں وہ میری طرف دیکھتے ہیں۔ پھر وہ خوف عبادت میں بڑھ جاتے ہیں۔ اگر وہ مجھ سے سرگوشی کرتے ہیں تو میں ان کی باتیں سنتا ہوں۔ اگر وہ مجھے پکارتے ہیں تو میں ان کی طرف آگے بڑھتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ تو میں ان کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ میرے قریب ہوتے ہیں۔ تو میں بھی ان کے قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں تو میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے صاف ہوتے ہیں تو میں بھی صاف ہوتا ہوں۔ اگر وہ میرے لئے کام کرتے ہیں۔ تو میں ان کو جزا دیتا ہوں۔ میں ان کے کاموں کی تدبیر کرنے والا ہوں۔ ان کے دلوں کا محافظ ہوں۔ ان کے احوال کا متولی ہوں۔ میں نے ان کے دلوں کے لئے کسی شے میں سوائے اپنے ذکر کے کوئی راحت نہیں پیدا کی۔ وہ میرے سوا اور کسی سے محبت نہیں کرتے۔ ان کے دلوں کے کجاوے میرے سوا اور کہیں نہیں اترتے۔ پس مجھ کو اپنے عزت و جلال کی قسم ہے۔ کہ میں ان کو اپنی زیارت کی قدرت دوں گا۔ ان کی نگاہ کو اپنی طرف دیکھنے سے سیر کر دوں گا۔ یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائیں گے۔ اور رضا سے بڑھ کر دوں گا۔

پس اے داؤد علیہ السلام زمین والوں کو یہ بات پہنچا دے کہ میں اس کا حبیب ہوں۔ جو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اس کا ہم نشین ہوں جو کہ میرے ساتھ بیٹھتا ہے۔ اس کا انیس ہوں جو کہ میرا انیس ہے۔ اس کا صاحب ہوں جو کہ میرا صاحب ہے۔ اس کا مطیع ہوں جو میرا مطیع ہے اس کا مختار ہوں جو کہ مجھے اختیار کرتا ہے۔ سو تم میری زندگی اور مصاحبت و معاملہ کی طرف بڑھو میں جواد ماجد ہوں۔ جس شے کو کہتا ہوں کہ ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔ پھر عبرت نے اس کا گلا گھونٹ لیا یہاں تک کہ ان کو غش پڑ گیا۔ جب ان کو ہوش آیا تو میں نے کہا اے میرے سردار! مجھے وصیت کیجئے۔

کہا کہ اے عمرو! دل سے ہر علاقہ کو قطع کر دے۔ اور اس کے سوا اور کسی پر قناعت نہ کر۔

پھر میں نے کہا اے میرے سردار میرے لئے دعا کرو انہوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ تجھ سے چلنے کی تکلیف کی برداشت کو آسان کر دے۔ تجھ میں اور اپنے میں حجاب نہ ڈالے پھر اس طرح بھاگا۔ جس طرح کوئی شیر سے بھاگتا ہے۔ اور یہ اشعار پڑھے۔

ذکرتک لا انی نستیک لمحة مایسر ما فی ذکر ذکر لسانی

میں تجھ کو یاد نہ کرتا ہوں نہ اس لئے کہ مجھ کو ایک لمحہ بھول گیا ہوں۔ ذکر میں بہت آسان ذکر میری زبان کا ہے۔

بلدت بلا وجدا مرت من الهوی وهام علی القلب یا لخفقانی

اور عنقریب ہے کہ بغیر سوزش عشق کے عشق کی وجہ سے مرجاؤں۔ میرے دل پر خفقان شیفتہ ہے۔

فلما رآنی الوجد انک حاضری شهدلک موجودا بکل مکانی

پھر جب مجھ کو عشق نے دیکھا تو حاضر ہے۔ تو میں نے تجھ کو ہر مکان میں حاضر دیکھا۔

فخاطبت موجودا بغیر تکلم ولا خطت معلوما بغیر عیانی

پس میں موجود سے بغیر کلام کے مخاطب ہوا۔ اور معلوم کو بغیر ظاہر کے دیکھ لیا۔

شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق بن حمید بن سلامتہ قرشی حنبلی مصر میں رہتے تھے۔ اور اسی کو وطن بنا لیا۔ وہیں ۵۶۴ھ میں فوت ہوئے تھے۔ اور ان کی عمر ستر سے بڑھ گئی تھی۔ مصر کے قبرستان میں امام شافعیؒ کے مزار کے مشرق کی طرف دفن ہوئے۔ جو کہ ستون کے متصل ہے۔ اور ان کی قبر کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالجبار بن احمد بن علی قرشی موذن نے کہا خبر دی ہم کو شیخ امام ابو الربیع بن احمد مقری مشہور ابن المعزل نے کہا کہ میں نے شیخ بزرگ ابا اسحٰق ابراہیم بن مرنبل مخزومی سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق قرشی سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ شیخ عبدالقادر ہمارے شیخ امام سید ہیں۔ ان سب کے

سردار ہیں جو کہ اللہ عزوجل کے راستہ پر اس زمانہ میں چلتے ہیں۔ یا حال دیا گیا۔ یا قائم کر دیا گیا۔ پس شیخ عبدالقادر ان کے امام اور منازلات احوال میں امام ہیں۔ اللہ عزوجل کے سامنے ہمارے کھڑے ہونے میں امام ہیں۔ اس زمانہ کے اولیاء سے ان کی بابت عہد لیا۔ اس زمانہ کے تمام ارباب مراتبہ سے اس بات کا سخت عہد لیا کہ ان کے قول کی طرف رجوع کریں۔ ان کے مقام کا ادب کریں۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں جس کو ولی بنایا ہے تو ان کے ہاتھ پر اس کی بخشش دی ہے۔ ان کی تمام بخششیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سبحانہ' نے جس شخص کو اس وقت کے قریب پسند کیا ہے۔ شیخ محی الدین عبدالقادر کو اس کے احوال میں مشارکت اور اس کے مقام میں ان کا گذر ہے۔ اس کے اسرار کی طرف مطالعہ ہے۔ لیکن ان کے احوال و مقامات اسرار میں انبیاء علیہم السلام کے سوا اور کوئی شریک نہیں اس طریق میں ان پر سوائے اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کا احسان نہیں ہے۔

شیخ سوید بخاریؒ

شیخ سوید بخاری یہ شیخ مشرق کے بزرگ مشائخ اور عارفین کے صدر محققین کے اکابر ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ احوال فاخرہ مقامات روشنہ افعال خارقہ اشارات علیہ بزرگ ہمت ہیں۔ مراتب قرب میں ان کا بلند رتبہ موارد و تمکین میں بلند طور چشمہ وصل کے شیریں گھاٹ ہیں۔ مدارج معارف میں بلند معراج والے حقائق کی سیڑھیوں میں اعلیٰ بلندی پر ہیں۔ بڑے بلندیوں کے فائدہ کی طرف بڑھنے والے ہیں۔ اس کے ساتھ ان کا کشف روشن پے درپے ہے اور فتح روشن دونی ہے۔ وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے۔ ان کو عالم میں تصرف دیا ہے۔ احوال پر قدرت دی ہے۔ احکام تعریف کا ان کو پابند کیا ہے۔ تمکین کی باگوں کا مالک بنا دیا ہے۔ مجالس قدس میں ان کو صدر بنا دیا۔ صدر و مراتب میں ان کو مقدم کر دیا۔ اہل نہایات کے احوال کے ساتھ ان کو موید بنا دیا ہے۔ عجائب غیوب پر ان کو مطلع کر

دیا۔ فنون حکمت کے ساتھ ان کو گویا کر دیا۔ موجودات کو ان کے لئے بدلا دیا۔ علاوات کو خرق کر دیا۔ ان کے ہاتھوں پر عجائبات خارقات کو ظاہر کر دیا۔ مردوں کے سینوں میں ان کی پوری قبولیت اور دلوں میں پوری ہیبت ڈالدی۔ سا لکین کا ان کو امام بنایا۔ شریعت حقیقت کے ہر دو علم کو ان کے لئے جمع کر دیا۔ علم، عمل، تحقیق۔ زہد جلالت میں اس شان کی ریاست ان تک منتہی ہوئی۔ ان کے وقت میں سنجارا اور اس کے ارگرد مریدین صادقین کی تربیت میں انہیں کے سبب امر سرسبز ہوا۔ ان کی صحبت سے بہت سے اکابر نے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ حسین تلعفری شیخ عثمان بن عاشورا سنجاری وغیرہما۔

اور اس کے ارادہ کی ایک جماعت قائل ہوئی ہے۔ جن کا اس شان میں قدم راسخ تھا۔ ان کی طرف بہت سے صلحاء منسوب ہیں۔ ان کی بزرگی و احترام پر مشائخ و علماء کا اجماع ہو چکا ہے۔

شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔ ان کی فضیلت کا ذکر کرتے تھے۔ وہ اس طریق کے رکن ہیں۔ ان کے مشہور عالم ہیں۔ ان کے احکام و شرح احوال محققین سے ہیں۔ اس کے ساتھ علوم شرعیہ میں فراخ ہاتھ اور احکام الہی کی معرفت میں ید طولی ہے۔ ہر ایک طرف سے ان کی زیارت کا قصد کیا جاتا ہے۔ ہر کنارہ میں ان کا ذکر مشہور تھا۔ دانا خوبصورت۔ کامل۔ فاضل۔ ادیب۔ عاجز۔ اشرف اخلاق۔ اکرام الخصائل روشن صفات تھے۔ علوم معارف میں ان کا کلام شریف تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔

مقامات عارفین سات اصول پر ہیں۔ اللہ کی طرف باطن سے قصد کرنا۔ حکم میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوطی کرنا۔ امر اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنا۔ ظاہر و باطن میں خدا کے بندوں کی خیر خواہی کرنا۔ لپیٹنے اور پھیلانے میں اللہ تعالیٰ کے اسرار کو چھپانا۔ صبر حال کا ثبوت علم کے ساتھ ہونا۔ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین کا ذکر کرنا۔ جب عارف ان احوال کو قطع کر لے اور نظر احوال سے ترقی کر جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے باطن سے اللہ کی طرف قصد کرنے میں دروازہ نفس کو کھول دیتا ہے۔ اس کی

علامت یہ ہے۔ کہ دل انوار تجلی کی طرف نفس سرور اور چراغ انس کے ساتھ کشف کے طاقچہ میں راحت پاتا ہے۔ یہ نفس بعد اس کے کہ ارواح معارج احوال میں غائب ہوں۔ اور اسرار مدارج روح القدس مادہ جہات کے قطع اور اتحاد علم اور رسم کے جاتے رہنے کے ساتھ مستغرق ہوں۔ یہ عارفین کا پہلا لباس ہے۔ سب سے پہلی راحت پانا ارواح تجلی کے انفاس ہیں یہ وہ ہے۔ کہ اس کے شہود کا نور اس کے وجود کے نور کو بجھاتا نہیں۔ اس کے وجودو کا نور اس کی حقیقت کے شہود کا حجاب نہیں ہوتا۔

آنکھوں کی اقسام

اللہ تعالٰی کی طرف باطن سے مقید کرنے کی حقیقت یہ ہے کہ ظہور حقیقت علم کے پردہ میں ظاہر ہو۔ پھر اللہ تعالٰی کے اعتصام کے ساتھ اس کے لئے خدا تعالٰی معانی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالٰی اس کی بصیرت سے تین آنکھیں کھول دیتا ہے۔ بصر کی آنکھ۔ بصیرت کی آنکھ۔ روح کی آنکھ۔

بصر کی آنکھ تو محسوسات کو معلوم کرتی ہے۔ اور بصیرت کی آنکھ معنویات کو۔ روح کی آنکھ پوشیدہ چیزوں کو معلوم کرتی ہے۔ پھر اللہ تعالٰی اس کے لئے اپنے ساتھ بیٹھنے کی وجہ سے تفرید کی آنکھ میں استغراق کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

اس کے لئے پانچ رکن ہیں۔ عین مشاہدہ میں قرب۔ جمع کے سمندر میں علم کا نابود ہونا۔ بحر ازل میں فنا ہونے والے کا ہلاک ہونا۔ قدم کے لپیٹنے میں وجود کا استغراق۔ ابد کی بجلی میں بقا کا معدوم ہونا۔

پس عین مشاہدہ میں فنا قرب مرسلین کے لئے تو صفائی اسرار مقربین کے لئے عنایات انوار ہے۔ جمع کے سمندر میں علم کا نابود ہونا۔ صدیقوں کے لئے تو رویت ہے۔ ابرار کے لئے مشاہدہ ہے۔ کیونکہ رویت ذات کے لئے اور انوار صفات کے لئے مشاہدہ ہے۔ اور ازل کے سمندر میں فنا کرنے والا مرسلین کی حقیقت اور مقربین کے لئے طریقت ہے۔ قدم کے لپیٹنے میں وجود کا استغراق صدیقوں کے لئے تفرید توحید

ہے۔ ابرار کے لئے تحقیق تجرید اور ابد کی بجلی میں بقا کا معدوم ہونا شہداء کے لئے حیات قرب اور دوام رزق الصالحین کے لئے روح کی نسیم ریحان کی راحت اور جنت نعیم کے معارف ہیں۔ پھر بناء قرب عین میں عقل ہوتی ہے۔ جمع کے سمندر میں علم کے نابود ہونے کے ساتھ روح ہوتی ہے۔ بحر ازل میں فنا ہونے والے کی ہلاکت کے ساتھ بسر ہوتی ہے۔ قدم کے لپیٹنے میں وجود کا استغراق ذرہ بنتا ہے۔ ابد کی بجلی میں بقا کا عدم ذات ہے۔ جو کہ کامل الوجود اور پوری تقویم والی ہے۔ عقل سے ایمان ثابت ہوتا ہے۔ روح سے خطاب سر سے امر کا سمجھنا ذرہ سے حکمتوں کا سمجھنا۔ اور ذات کے ساتھ حرکت واقع ہوتی ہے۔ پس حرکت ظاہر الحکم ہے۔ اور حکم ظاہر الامر ہے۔ اور امر ظاہر الخطاب ہے اور خطاب ظاہر الایمان ہے۔ اور ایمان ظاہر الصفات ہے۔ اور صفات ظاہر الذات ہے۔

پس ایمان بصیرت العقل ہے اور سر بصیرت الروح ہے۔ امر بصیرت الحکم ہے۔ اور حکم بصیرت الحرکت ہے۔ اور یہ اس بات کی حقیقت ہے۔ جو اس عارف کے لئے کھلتی ہے۔ جو کہ درجہ معرفت میں منتہی ہے۔ ان سے یہ بھی ہے۔ علم تین قسم کے ہیں۔ ایک علم خدا کی طرف سے تھا۔ وہ علم۔ امر۔ نہی۔ احکام۔ حدود کا ہے۔ دوم علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ وہ علم خوف و رجا و محبت و شوق کا ہے۔ اور تیسرا علم بہ اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ اس کی نعمتوں اور صفات کا علم۔ علم ظاہر۔ علم طریق۔ علم باطن۔ علم منزل۔ علم حکم۔ علم شرع ہے۔ جو کہ اس کے باطن کو ظاہر قائم نہ کرے۔ وہ باطل ہے۔ اصل عقل خموشی ہے۔ اس کا باطن اسرار کا چھپانا ہے۔ اس کا ظاہر پیروی سنت ہے۔ جب خواہش نفسانی غالب ہوا کرتی ہے۔ تو عقل چھپ جاتی ہے۔ اور جو شخص اپنے علوم کے حجاب کی طرف گیا۔ وہ اپنے کسی عیب کو نہیں دیکھتا اور آپ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

و قف علی با ب ا لحبیب مسا ئلا   نا بد ی جو ا بی قبل ا ن ا تکلما

و کا ن جو ا بی ا نت ۔ ۔ ا نت ما نخزی   فمت بو جو ب ا لو جد حتی تهد ما

و ر ب ر ا و ی ما ا سلمت نا تنی — ما جل و ر ی فی ا لمجا ب معظما
و ا کشف حب ا لعمر عن لا نی — ا جیب ند ا ا لعا ر فین تکر ما
شفا و ک عند ی خیر ا نی ا حب ا ن — ا ر ا ک علی مر فن ا لمحبه مسقما

سلف صالحین کی بدگوئی کا نتیجہ

خبر دی ہم کو شیخ عارف نیک بخت ابو عبداللہ محمد بن ابی الحسن علی بن احمد مخزومی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو المجد سالم بن احمد بن عبداللہ تلعفری نے وہاں پر کہا کہ میں نے شیخ بزرگ ابو الفرج حسن تلعفری سے وہاں پر سنا وہ کہتے تھے کہ سنجار کے مالداروں میں ایک شخص تھا۔ جو کہ سلف کے بارہ میں بلاوجہ نکتہ چینی کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا اور جب مرنے لگا تو سب باتیں کرتا تھا۔ مگر کلمہ شہادت اس کی زبان پر جاری نہ ہوتا تھا۔ جب اس کو کہا جاتا کہ کلمہ شہادت پڑھ۔ تو وہ کہتا تھا کہ مجھ کو کیوں اس بارہ میں کہا جاتا ہے۔ تب لوگ چلائے اور شیخ سوید کی خدمت میں آئے۔ آپ اس کے پاس آئے۔ اور اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اور دیر تک سر نیچے رکھا۔ اور لا الہ الا اللہ کہا۔ پھر اس شخص نے بھی کہا اور کئی دفعہ اس کی تکرار کی۔ پھر شیخ نے کہا کہ اس کو یہ عذاب اس لئے ہوا تھا کہ سلف میں نکتہ چینی کرتا تھا۔ میں نے اس میں اس کی سفارش کی تو مجھ سے کہا گیا کہ ہم نے تمہاری سفارش قبول کی۔ اگر ہمارے پہلے اولیاء اس سے راضی ہو جائیں۔ پھر میں درگاہ شریف میں داخل ہوا اور اس کا گناہ شیخ معروف کرخی۔ سری سقطی۔ شیخ جنید۔ شیخ شبلی۔ شیخ ابو یزید وغیرہم سے معاف کرنے کی درخواست کی۔ (انہوں نے معاف کر دیا) تب اس کی زبان شہادت میں بولی۔

راوی کہتا ہے کہ اس شخص نے کہا کہ جب میں کلمہ شہادت کہنے لگتا ہوں تو ایک کالی شے مجھ پر حملہ کرتی۔ اور میری زبان بوجھل ہو جاتی ہے۔ مجھ کو بولنے نہیں دیتی۔ اور مجھ سے کہتی کہ میں وہ تمہاری بدگوئی ہوں۔ جو کہ اولیاء اللہ کے بارہ میں تھی۔ پھر اس کے بعد ایک نور آیا۔ جو چمکتا تھا وہ سیاہی مجھ سے جاتی رہی۔ اور اس نے کہا کہ میں خدا کی رضامندی ہوں۔ کیونکہ اولیاء تجھ سے راضی ہو گئے ہیں۔ اور دیکھو

میں یہ نور کے گھوڑوں کو دیکھتا ہوں۔ جو کہ آسمان زمین کے درمیان ہیں۔ جنہوں نے تمام خلد کو بھر دیا۔ ان نور کے سوا ہیں۔ جن کے ہیبت کی وجہ سے سرنیچے ہیں۔ وہ کہتے ہیں سبوح قدوس رب الملئکته والروح۔ راوی کہتا ہے کہ وہ مرد برابر شہادتین شوق سے پڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہوا۔

اندھا ہونا اور پھر اچھا ہونا

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن قاضی ابی عمران موسم المخزومی صوفی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو عمرو عثمان بن عاشورہ سنجاری سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں اپنے شیخ سوید کے ساتھ سنجار کے بعض راستوں میں جا رہا تھا۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ گوشہ چشم سے ایک خوبصورت عورت کو اشارہ کر رہا ہے۔ آپ نے اس کو منع کیا وہ باز نہ آیا۔ پھر آپ نے کہا خداوندا اس کی آنکھیں لے۔ تب وہ شخص اندھا ہو گیا۔ پھر سات دن کے بعد شیخ کی خدمت میں آیا۔ اور اپنے اندھے ہونے کی شکایت کی۔ سچی توبہ کی بہت ہی انکساری کی پھر شیخ نے ہاتھ اٹھائے۔ اور کہا کہ خداوندا اس کی آنکھ کو لوٹا دے۔ مگر گناہوں کے وقت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کی آنکھ درست کر دی۔ اس کا یہ حال تھا کہ جب حرام کی طرف دیکھنے کا ارادہ کرتا تھا۔ تو اندھا ہو جاتا تھا۔ اور پھر اس کی آنکھ درست ہو جاتی تھی۔

راوی کہتا تھا کہ ایک دن شیخ مسجد میں آئے۔ اتنے میں ایک نابینا آیا۔ اور غیر قبلہ کی طرف کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ شیخ نے کہا خداوندا اس کی آنکھ کو نور دے دے۔ پھر وہ مسجد سے ایسے حال میں نکلا کہ اس کو نظر آتا تھا۔ وہ بیس سال کے بعد فوت ہوا۔ اور اس کی آنکھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچی۔

ناک کٹے کو درست کر دینا

خبر دی ہم کو فقیہ نیک بخت ابو الفضائل اسحاق بن احمد بن علی سنجاری نے کہا کہ

خبر دی ہم کو فقیہ عالم نیک بخت تاج الدین ابو الحسن علی بن بقائی حنفی نے موصل میں کہا کہ میں نے شیخ عارف مقبول الدعا ابا معہ سلامہ بن نافل مفروتی سے جن کا لقب رو بیج تھا۔ سنجار میں سنا وہ کہتے تھے کہ ایک مرد کا ناک بدوں قصاص کے کاٹ دیا گیا۔ سو شیخ سوید" کو یہ حال برا معلوم ہوا۔ تو اس کے ناک کا وہ حصہ جو جدا ہوا تھا۔ پکڑا اپنے ہاتھ سے اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اور کہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم تب اس شخص کا ناک جیسا تھا۔ ویسا صحیح تندرست ہو گیا۔

جذامی کا اچھا ہونا

راوی کہتا ہے کہ آپ ایک دن ایک جذامی پر گذرے کہ جس کے جسم سے کیڑے گرتے تھے۔ اور اس سے خون پیپ جاری تھا۔ تمام اطبا اس سے عاجز آگئے تھے۔ اس کو کئی سال گذر گئے تھے۔ پھر شیخ نے کہا خداوندا تو اس کے عذاب سے غنی ہے۔ اس کو آرام دے دے۔ تو وہ اسی وقت تندرست ہو گیا۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم سے اچھا ہو گیا۔

پتھر سے چشمہ کا نکلنا اور ستو ظاہر ہونا

خبر دی ہم کو ابو محمد مالک بن شیخ ابی الفتح منجی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف فقیہ فاضل ابو الفرج عبید بن منیع بن کامل عصمی مقری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو یحییٰ زکریا بن شیخ ابی زکریا یحییٰ بن شیخ بزرگ ابو حفص عمر بن یحییٰ مشہور حدیدی نے کہا کہ میں نے سنا اپنے باپ سے وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ عارف ہوشیار ابو الشاء احمد بن عبدالحمید سنجاری ذرعی سے سنا وہاں پر وہ کہتے تھے کہ میں نے ایک سال شیخ سوید کے ساتھ قدم تجرید پر حج کیا۔ جب ہم ایک جنگل میں پہنچے تو پانی ہمارے پاس نہ تھا۔ ہم کو سخت پیاس لگی۔ میں تو موت کے کنارہ تک پہنچ گیا۔ شیخ راستہ سے تھوڑی دور الگ ہو گئے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی میں آپ کے ساتھ تھا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ ایک پتھر پر مارا جو وہاں تھا۔ تو اس میں سے ایک نہایت شیریں چشمہ پھوٹنے لگا۔ ہم نے پانی

پیا یہاں تک کہ ہم سیر ہو گئے۔ اور شیخ نے اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر کر مجھے پلایا تو میں نے پانی اور ستو پیئے۔ پھر ایک چلو بھرا اور پیا اس کے بعد اس پر ہاتھ پھیرا تو پھر وہی سخت پتھر بن گیا۔ کہ جس پر تری کا نام و نشان نہ تھا۔ پھر میں سات دن تک کھانے پینے سے مستغنی ہو گیا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عمران بن عثمان بن محمد سنجاری موذن نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا شیخ عارف ابو المحاسن یوسف بن شیخ پیشواء ابو الحسن علی زنجانی سے وہاں پر وہ کہتے تھے کہ شیخ سوید سنجاری کے مریدوں میں ایک شخص تھا۔ جس کا نام شیخ فرج بن عبداللہ حسنی تھا۔ اس کے حالات بزرگ تھے۔ ایک دفعہ تجلیات عظمت سے اس پر ایک تجلی واقع ہوئی۔ تو اس کا جسم ایسا ہو گیا۔ جیسے جما ہوا پانی۔ پھر شیخ سوید سے ان کی بابت کہا گیا۔ آپ تشریف لائے اور تھوڑی دیر سوچتے رہے۔ اور کہا کہ خوبصورت عورتوں کو لاؤ۔ کہ اس کے پاس بلند آوازے کریں۔ ان میں سے کوئی اس کو نہ چھوئے۔ جب وہ اپنی عادت کے موافق ہوش میں آجائے تو سب باہر نکل جائیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن ایک عورت نے اپنی انگلی اس کی ران پر رکھ دی۔ تو اس کی انگلی اس میں غائب ہو گئی اور جب وہ اپنی انسانیت کی طرف لوٹا۔ تو جلدی سب عورتیں پردہ میں ہو گئیں۔ شیخ سے اس بارہ میں پوچھا گیا۔ تو کہا کہ میں نے اپنے باطن سے تمام ملکوں کا چکر لگایا تو اس کی ہمت کے لئے کسی شے سے تعلق نہ پایا۔ مگر اتنی بات دیکھی کہ اس کے نفس میں خوبصورت عورتوں کی طرف میلان ہے۔ سو میں نے چاہا کہ وہ اس کے نفس کو اپنی طرف میلان دلائیں اور اگر یہ حال اس پر ایک مدت تک رہتا تو اس کا وجود البتہ پگھل جاتا۔ (اور مر جاتا)

راوی کہتا ہے کہ ہمیشہ اس عورت کی انگلی سے شگاف کا اثر اس کی ران میں موجود رہا یہاں تک کہ وہ فوت ہوا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے شیخ سوید سے سنا وہ کہتے تھے کہ شروع حال میں میں نے نفس سے مجاہدہ کیا تھا۔ اور ایک مدت تک اس سے پانی کو روکا تھا۔ ایک سفر میں پانی کے تالاب پر میرا گذر ہوا۔ تو میرے نفس نے پانی کی مجھے رغبت دلائی میں نے اس کو

روکا۔ تب مجھ سے ایک سیاہ شکل نکل کر کودی۔ اور اس نے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا۔ میں نے دیکھا تو وہ میرا نفس تھا۔ پھر وہ پانی میں میرے سامنے کھڑا ہو گیا۔ مجھ سے اللہ تعالیٰ کے لئے تخفیف چاہنے لگا۔

میں نے کہا واللہ میں اپنے مجاہدہ کو نہ توڑوں گا۔ اور نہ اس بیعت کو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ میں نے کی ہے۔

میں نے شیخ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے نفس کو کوئل کے سر پر رکھا۔ اس کو ذبح کر دیا اور اس سے چھوٹ گیا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت بقیۃ السلف ابو المعالی اسحاق بن اسماعیل بن نصر اللہ قریشی سنجاری نے کہا کہ میں نے شیخ اصیل ابا محمد عبداللہ بن شیخ ہوشیار ابو محمد اسماعیل بن شیخ بزرگ ابو الفضائل سوید سنجاری سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے باپ (شیخ سوید) کی سلطان سنجار کے پاس چغلی کھائی گئی۔ اس نے ان کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ آپ کے مرید آپ پر خوف کھانے لگے۔ تب شیخ نے سر نیچا کیا۔ پھر کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ مجھ سے کہا گیا کہ تم ڈرو مت میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب شیخ سلطان کے دروازہ تک پہنچے تو سلطان کو سخت قولنج نے پکڑا۔ جب آپ دہلیز میں داخل ہوئے۔ تو اور زیادہ درد ہوا۔ اور سلطان کو غش آ گیا۔ اس کی عورتیں چلا اٹھیں اس میں ان کو یقین آ گیا۔ کہ یہ خرابی شیخ کے بلانے کی وجہ سے ہے۔ پھر شیخ کی طرف وہ سب ننگے پاؤں نکلیں۔ شیخ کے قدموں پر گر پڑیں۔ اور عذر کرنے لگیں۔ تب شیخ لوٹ گئے۔ تو اسی وقت درد جاتا رہا۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ قاضی سنجار کے سامنے ان کی شکایت کی گئی۔ اس نے آپ کے بلانے کا حکم دیا۔ جب آپ کھڑے ہوئے تو قاضی اور اس کے تمام اہل مجلس کو بخار نے پکڑ لیا۔ جب شیخ دروازہ تک پہنچے تو ان کا بخار اور سخت ہو گیا۔ پھر ان سب نے درخواست کی کہ آپ ان سے راضی ہوں۔ اور واپس تشریف لے جائیں۔ آپ واپس ہوئے تو بخار اسی وقت جاتا رہا۔

شیخ نے فرمایا۔ اگر میں ان کے پاس جاتا۔ تو ان کا مرض لمبا ہو جاتا۔ اور دردیں

اور بیماریاں ان پر پے در پے قائم رہتیں۔

شیخ سنجار میں رہتے تھے۔ اور قدیم سے ان کا وطن وہی تھا۔ اسی میں وہ معمر ہو کر فوت ہوئے۔ وہیں ان کی قبر ہے۔ جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے ان کا نام نصر اللہ ہے۔ اور سوید ان کا لقب تھا۔ جو ان کے نام پر غالب ہو گیا۔ حالانکہ آپ گورے سرخ سپید رنگ کے تھے۔

خبر دی ہم کو ابو علی الحسن نجیم بن عیسیٰ حورانی نے کہا خبر دی ہم کو ابو عمرو عثمان بن عاشورا سنجاری نے وہاں پر کہا کہ میں نے اپنے شیخ سوید سے کئی دفعہ سنا وہ کہا کرتے تھی کہ شیخ عبدالقادر ہمارے شیخ اور سردار و امام و پیشواء ہیں۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک وہ اپنے تمام اہل عصر پر علم حال و مقامات ثبوت میں اللہ عزوجل کے سامنے مقدم ہیں۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو البرکات یونس بن سالم بن علی بکری اربلی نے کہا کہ میں نے شیخ ابو محمد عبداللہ بن شیخ ابی احمد اسماعیل بن شیخ پیشوا سوید سنجاری سے وہاں پر کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے والد رحمہ اللہ سیدی عبدالقادرؒ کا ذکر بڑے شوق و ذوق سے کیا کرتے تھے۔ اور اپنی اکثر مجالس میں ان کا ذکر کرتے تھے۔ حتی کہ لوگوں کو ان کی زیارت کا شوق دلایا۔ اور ایک دفعہ یہ کہا تھا۔ کہ شیخ عبدالقادرؒ حضرت قدس کے اہل کے صدر ہیں۔

شیخ خیاۃ بن قیس حرانی

یہ شیخ بڑے مشائخ۔ بڑے عارف۔ مشہور محقق ہیں صاحب کرامات خارقہ و احوال فاخرہ مقامات رفیعہ حالات بزرگ ہمت بلند ہدایات عظیمہ صاحب فتح روشن و کشف جلی قدر بلند تھے۔ ان کا مراتب میں مقام عالی تھا۔ حقائق میں طور بلند تھے۔ معارج میں معراج بلند تھے۔ درجات تمکین میں ترقی پر تھے۔ منازل تقدم کی طرف بڑھے ہوئے تھے۔

وہ اس طریق کے ایک رکن اور اس کے اماموں کے صدر علماء احکام کے نشان اور

اس طرف کھینچنے والوں کے سردار تھے۔ وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے ظاہر کیا ہے۔ وجود میں ان کو تصرف دیا ہے۔ موجودات کو ان کے لئے پلٹ دیا۔ آنے والی چیزوں کو ان کے لئے خرق کر دیا۔ ان کے ہاتھوں پر عجائبات کو ظاہر کیا۔ اور ان کو مغیبات کے ساتھ بلایا ہے۔ احوال نہایات پر ان کو قدرت دی ہے۔ احکام ولایت اور قوم کے احوال کی مشکلات کے حل کرنے کے لئے ان کو ذمہ دار بنایا ہے۔ اہل طریق کے لئے ان کو حجت و پیشواء بنایا ہے۔ اس کے ساتھ اجتہاد و صائب میں ان کا قدم راسخ تھا۔ تصرف جاری میں ان کا ہاتھ فراخ تھا۔ حکمتوں و تواضع و کرم شرائف اخلاق لطائف معانی اکمل آداب میں ان کا ہاتھ روشن تھا۔

وہ ان چار مشائخ میں سے ہیں۔ جن کے بارہ میں شیخ قرشیؒ نے کہا ہے کہ میں نے چار مشائخ کو دیکھا کہ اپنی قبروں میں ایسا تصرف کرتے ہیں۔ جیسے زندہ کرتے ہیں۔ شیخ معروف کرخی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلیؒ۔ عقیل منجی۔ شیخ حیات بن قیس حرانی۔

اس بات کی ہم کو خبر دی ابوالقاسم محمد بن عبادت انصاری جیلی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابوالحسن علی قرشی سے سنا وہ اس کا ذکر کرتے تھے۔ اس شان کی ریاست علم۔ عمل۔ زہد۔ حال' جلالت میں ان تک منتہی ہوئی۔ حران اور اس کے آس پاس میں مریدین محققین کی تربیت میں ان کے سبب امر سر سبز ہوا۔ ان کی صحبت میں بہت اہل مقامات نے تخریج کی ہے۔ اور بہت سے اصحاب احوال نے ان کی شاگردی کی ہے۔ اکابر کا جم غفیر ان کے ارادہ کا قائل ہوا ہے۔ ان کی طرف ایک بڑا جہان منسوب ہوا ہے۔ جن کا بوجہ کثرت کے شمار نہیں ہو سکتا۔ مشائخ و علماء و غیرہم نے ان کی طرف بزرگی کا اشارہ کیا ہے۔ لوگوں نے ان کو احترام و عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اکثر مشائخ ان کے سامنے بیٹھے ہیں۔ اور ان کے قول کی طرف رجوع کئے ہیں۔

ان کے فضل ان کے مرتبہ و حفظ حرمت کا خاص و عام نے اقرار کیا ہے۔ اہل حران ان سے پانی کی درخواست کرتے تھے۔ اور ان معاملات کی مشکلات میں ان کی طرف پناہ لیتے تھے۔ تو ان کی مشکلات حل ہو جاتی تھیں۔ ان معاملات میں ان کے حالات اتنے مشہور ہیں۔ کہ حاجت اظہار نہیں۔ ان کے آثار و کرامات شمار سے زائد

ہیں۔ اہل حقائق کی زبان پر ان کا کلام تھا۔

منجملہ اس کے یہ ہے۔ اس کے امر کا تمکین یہ ہے کہ اس کا نور معرفت اس کے نور اتقا کو نہ بجھائے۔ علم باطن میں ایسا کلام نہ کرے کہ جس کا علم ظاہر توڑ دے اور کرامات اس کو اس امر پر برانگیختہ نہ کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محارم کے پردوں کی ہتک نہ ہو۔

حقیقت وفا یہ ہے۔ کہ غفلات کی نیند سے باطن کو افاقہ ہو۔ جمیع کائنات سے ہمتوں کو فراغت ہو۔ جو شخص تواضع کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی عظمت کی طرف متوجہ کرے۔ کیونکہ وہ گل جائے گا اور صاف ہو جائے گا۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کے غلبہ کی طرف نگاہ کرتا ہے۔ اس کا غلبہ نفس جاتا رہتا ہے۔ کیونکہ تمام نفوس اس کی ہیبت کے نزدیک فقیر ہوتے ہیں۔ اور جو شخص اس بات کو دوست رکھتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے خوف کو دل میں دیکھے۔ صدیقین کے نشانات کو دیکھے۔ تو وہ حلال کے سوا اور کچھ نہ کھائے۔ سوائے سنت یا ضرورت کے اور کوئی کام نہ کرے۔

جو شخص کہ مشاہدہ ملکوت سے محروم ہوتا ہے۔ وصول سے حجاب میں ہوتا ہے وہ دو ہی وجہ سے ہوتا ہے۔ برا کھلانے۔ اور مخلوق کے ایذا دینے سے۔

اے بردار من ! زہد کی حلاوت امید کے کم کرنے اور لوگوں کی صحبت اسباب طمع کو قطع کرنے سے کھینچ۔ رقت قلب کے لئے اہل ذکر کے جلسہ کے درپے ہو۔ نور قلب کو دائمی خوف سے کھینچ۔ خوف کے دروازہ کو طول فکر سے کھول تمام احوال میں صدق کو اللہ کے لئے زینت دے اس کی طرف جلد قلم چلانے سے دوستی پیدا کر۔ (یعنی عنقریب یہ کروں گا) کہنے سے بچتا رہ۔ کیونکہ وہ مردے کو غرق کر دیتا ہے۔ غفلت سے ڈرتا رہ۔ کیونکہ وہ دل کو سیاہ کر دیتی ہے۔ سستی سے جس میں کوئی عذر نہ ہو بچتارہ۔ کیونکہ وہ ندامت والوں کی جائے پناہ ہے۔

پس پچھلے گناہوں سے سخت ندامت و کثرت استغفار کے ساتھ رجوع کر اور اللہ عزوجل کی معافی کے لئے اچھی مراجعت کے ساتھ تعرض کر۔

پس خوف عمل کا رقیب ہے اور امید محنت کی شفیع ہے۔ صادق اس کو پہلے ہی قدم میں پالیتا ہے۔ سچے مرید کی علامت یہ ہے۔ کہ اس کے ذکر سے ست نہ ہو۔ اس کی محبت سے اکتا نہ جائے۔ اس کے غیر سے محبت نہ کرے۔ سنت و فرض کو لازم پکڑے۔

پس سنت ترک دنیا ہے (ترک دنیا عجمی فلسفہ ہو سکتا ہے سنت ہرگز نہیں) اور فرض صحبت مولی ہے۔ کیونکہ سنت پورے طور پر دنیا کے ترک پر دلالت کرتی ہے اور کتاب تمام صحبت مولی پر دلالت کرتی ہے۔

پس جو شخص سنت و فرض پر عمل کرتا ہے۔ اس کا کام پورا ہو جاتا ہے۔ جو شخص دنیا میں بہ تکلف زاہد بنتا ہے اس نے ان کی قدر کی۔ اپنے قلب و نفس میں خبردی ہے۔ سو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے اس امر کا حیا کرے۔ کہ اس کے غیر کو ایسی چیز کے ساتھ بدلے کہ جس کی اس کے نزدیک قدر نہیں بلا کے نزول کے وقت صبر کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ ان تقدیروں کے مکاشفہ کے وقت رضا کی حقیقتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس سے بچنا کہ زہد کو اپنا پیشہ بنائے لیکن اس کو اپنی عادت بنا۔

محبت دل کے تعلق کا نام ہے۔ جو کہ ہیبت اور انس کے درمیان ہوتا ہے۔ وہ (گروہ) صوفیہ کا نشان طریقت کا عنوان نسبت کی جائے نشست۔ محبوب کی زیارت کا تعلق مطلوب کے ملاقات کی شیفتگی ہے۔ اس طرح کہ عقل جلی کا غلبہ سماع کے لئے ہو۔ طاقت کی حالت میں ہو۔ موت کی لذت ہو۔ پھر وہ کبھی رحم نہیں کرتا۔ اور مدت کو قبول نہیں کرتا۔

پس اس وقت قلب پر خدائی ظہور ہو گا۔ اس طرح کہ حال کا غلبہ اس کے علم پر ہو۔ وجد کا غلبہ اس کی طاقت پر ہو۔ کشف کا غلبہ اس کی ہمت پر جمع کا غلبہ اس کی رسم پر سبقت کا غلبہ اس کے وقت پر۔ مشاہدہ کا غلبہ اس کی روح پر۔ اتصال کا غلبہ اس کے لطف و بخشش پر نور دل کا غلبہ نور عنایت پر۔ شوق ظاہری کا غلبہ شوق خبر پر۔ اور شیخ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

سوا جد حق او جد الحق کلما — وان مجزت منها فموم الاکابر
وما الحب الا خطرے ثم نظرے — تشی لمیبا بین تلک السری
اذا سکن الحق السریدے صوعفت — ثلاثۃ احوال لاھل البصائر
فحال بعید السرعن کنہ وحدہ — ویحضر للشرق فی حال حاثر
وحال بہ زمت زدی السرنا محت — الی منظر افناہ عن کل ناظر

خبردی ہم کو فقیہ ابو محمد عبدالرحمان بن احمد بن محمد قرشی مقدسی حنبلی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو محمد عبدالملک بن شیخ بزرگ ابو عبدالملک ذیال بن ابی المعالی عراقی پھر مقدسی نے کہا خبردی ہم کو میرے باپ رحمتہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں نے شیخ اصیل ابا حفص عمر بن شیخ پیشوا شیخ حیات بن قیس الحرانی سے وہاں پر سنا۔ وہ کہتے تھے کہ شیخ زغیب رجبی رحمہ اللہ تعالیٰ رحبہ سے حران تک میرے والد کی زیارت کو آئے۔ پھر ان کو صبح کی نماز کے بعد اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھا ہوا پایا۔ ان کے سامنے ایک بکری تھی۔ ان پر سلام کیا۔ اور ان کے سامنے دوسری جانب پر جس میں دس گز سے زائد فاصلہ تھا بیٹھ گئے۔ لیکن میرے والد نے ان سے کلام نہ کی۔ شیخ زغیب نے اپنے دل میں کہا کہ میں رحبہ سے ان کے پاس آیا۔ اور آپ اپنی بکری کی طرف مشغول ہیں۔ اس کو دیکھ رہے ہیں۔ اور میری طرف التفات نہیں کرتے۔ پھر شیخ نے ان کی طرف دیکھا اور کہا اے زغیب مجھ کو حکم ہوا ہے۔ کہ میں تجھ کو بوجہ اس کے کہ تم نے ہم پر اعتراض کیا ہے۔ کچھ انتقام لوں۔

پس اب تم اختیار کرو۔ کہ وہ عذاب تمہارے ظاہر پر ہو یا باطن پر۔ انہوں نے کہا اے میرے سردار! بلکہ میرے ظاہر پر ہو۔ پھر میرے والد نے انگلی کو تھوڑا بڑھایا۔ تو شیخ زغیب کی آنکھ ان کے رخسارہ پر آئی۔ پھر وہ کھڑے ہو گئے۔ زمین کو بوسہ دیا اور رحبہ کی طرف لوٹ آئے۔

راوی کہتا ہے کہ پھر میں ان سے کئی سال بعد مکہ معظمہ میں ملا کہ ان کی دونوں آنکھیں درست تھیں۔ میں نے ان سے پوچھا تو کہا کہ میں اپنے شہر میں مجلس سماع میں تھا۔ اس میں ایک شخص تھا۔ جو کہ تمہارے والد کے مریدوں میں تھا۔ اس نے اپنا

ہاتھ میری آنکھوں پر رکھا تو وہ تندرست ہو گئیں۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ شیخ زغیب نے کہا کہ جب تمہارے والد نے اپنی انگلی سے میری طرف اشارہ کیا۔ اور میری آنکھ میرے رخسارہ پر بہ آئی۔ تو میرے دل میں ایسی آنکھ کھل گئی۔ کہ جس سے میں نے اسرار اور قدر کو دیکھا جو کہ آیات الٰہی کے عجائبات تھے۔

ریاضی دان کی اصلاح

خبر دی ہم کو ابوالمکارم بن محمد بن علی حرانی حنبلی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو طالب عبدالملک بن ابی الفرج محمد بن علی حرانی مشہور ابن قیسلی نے کہا کہ حران میں ایک مسجد شیخ حیات کی زندگی میں بنائی گئی۔ جب لوگوں نے اس کے محراب رکھنے کا ارادہ کیا۔ تو شیخ حیات تشریف لائے۔ اور مہندس (ریاضی دان) سے کہا کہ قبلہ اس طرف ہے۔ اس نے کہا نہیں قبلہ اس طرف ہے۔ پھر شیخ نے کہا دیکھ کعبہ تیرے سامنے ہے۔ تب ریاضی دان نے دیکھا۔ تو کعبہ شریف اس کے سامنے تھا۔ اور اس کو اپنی آنکھوں سے اعلانیہ دیکھ رہا تھا۔ کہ اس میں اور کعبہ میں کوئی حجاب نہ تھا۔ پھر وہ غش کھا کر گر پڑا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابواسحٰق ابراہیم بن عیسٰی بن محمد اربلی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عارف ابوالروح عیسٰی بن احمد بن علی حرانی نے وہاں پر کہا کہ میں نے سنا شیخ نیک بخت بقیۃ السلف ابوالفتح نصر اللہ بن قاسم حرانی خادم۔ شیخ حیات سے وہ کہتے تھے کہ بیان کیا ہم سے شیخ نیک بخت ابوالعلی غانم بن علی تکریتی تاجر نے کہا کہ ایک دفعہ میں نے یمن سے سمندر میں سفر کیا۔ اور جب ہم بحرالہند کے وسط میں پہنچے تو ہم بھول گئے۔ ہوا ہم پر غالب ہوئی۔ اور موجوں نے ہم کو ہر طرف سے پکڑ لیا۔ ہماری کشتی ٹوٹ گئی۔ میں ایک تختہ پر پڑا رہا۔ اس نے مجھے جزیرہ کی طرف پھینک دیا۔ میں اس میں پھرنے لگا۔ تو اس میں میں نے کسی کو نہ دیکھا۔ اس میں بہت سی مفید چیزیں تھیں۔ اس میں ایک مسجد تھی۔ میں اس میں داخل ہوا۔ دیکھا تو اس میں چار اشخاص ہیں۔ میں نے ان کو سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ اور میرا حال پوچھا۔ میں نے ان کو خبر دی۔ اور ان کے پاس باقی دن بیٹھا رہا۔ ان کی توجہ اور خدا تعالیٰ کی طرف

اچھی طرح متوجہ ہونے سے ایک بڑا معاملہ دیکھا۔ جب عشاء کا وقت آیا تو شیخ حیات حرانی آئے۔ وہ سب با ادب کھڑے ہو کر سلام کہنے لگے۔ شیخ آگے بڑھے اور عشاء کی نماز پڑھائی پھر انہوں نے نماز کو طلوع فجر تک لمبا کیا۔ میں نے شیخ حیات کو سنا کہ وہ دعا مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا وندا میں تیرے سوا کوئی جائے طمع نہیں پاتا۔ اور نہ تیرے غیر کی طرف جائے فائدہ۔ سو میں تیرے دروازہ پر بیٹھا ہوں۔ تیرے پردہ کو دیکھتا ہوں۔ کہ میری سختی کو دور کرنے کے لئے کب کھلے گا۔ پھر میں مجالس قرب تک پہنچوں گا۔ بے شک میں نے اپنے نفس کو سختی کے دور ہونے کے وقت تجھ سے خوشی اور تیرے ذکر سے اس کی خوبصورتی کا پورا وعدہ دیا ہے۔ میرے لئے اس میں ایک سوراخ ہے خوشیوں کا۔ جس کی طرف میرے شوقوں کے عشق راحت پاتے ہیں۔ تیرے ساتھ میرے وہ حالات ہیں۔ کہ جن کو عنقریب ملاقات ظاہر کر دے گی۔

اے توبہ کرنے والوں کے دوست اے عارفین کے سرور۔ اے عابدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اے منفردین کے انیس اے پناہ مانگنے والوں کی جائے پناہ اے الگ رہنے والوں کے مددگار اے وہ جس کی طرف صدیقوں کے دل شوق کرتے ہیں۔ اسی سے عاشقوں کے دل محبت کرتے ہیں۔ اس پر ڈرنے والوں کی ہمت جھکی ہوئی ہے۔ پھر سخت روئے میں نے انوار کو دیکھا کہ ان کو انہوں نے ڈھانک لیا ہے۔ وہ مکان روشن ہو گیا ہے۔ جیسے کہ چودھویں رات کے چاند کی روشنی ہوتی ہے۔ پھر شیخ حیات مسجد سے نکلے اور یہ اشعار پڑھتے تھے۔

سیر المحب الی لمحبوب اعجال   والقلب فیہ من الاھوال بلبال

عاشق کی محبوب کی طرف سیر جاری ہے۔ اور دل اس میں خوفوں سے غمزدہ ہے۔

اطوی المھامہ من قفہ علی قدم   الیک یدفعنی سھل واجبال

میں جنگل لپیٹتا ہوں۔ ایک میدان سے دوسرے میدان تک۔ ایک قدم پر تیری طرف مجھے نرم زمین اور پہاڑ لوٹاتے ہیں۔

پھر مجھ کو ان لوگوں نے کہا۔ کہ تم شیخ کے پیچھے ہو لو۔ میں شیخ کے پیچھے ہو لیا۔ اور یہ حال ہوا۔ کہ زمین کے جنگل اور سمندر نرم زمین اور پہاڑ ہمارے قدموں کے

نیچے لپٹتے جاتے تھے۔ میں ان سے سنتا تھا۔ جوں جوں قدم اٹھاتے تھے۔ یہ کہتے تھے یارب حیات کن حیات یعنی اے حیات کے رب حیات کے لئے ہو جا۔ گاہ دیکھا تو ہم حران میں بہت جلد آگئے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے ہیں۔

ببول کے درخت پر کھجوریں

خبر دی ہم کو ہمارے شیخ نجیب الدین ابوالفرج عبداللطیف بن شیخ نجم الدین عبدالمنعم بن علی بن صیقل حرانی نے کہا کہ میں نے سنا اپنے باپ رحمتہ اللہ سے وہ کہتے تھے کہ شیخ حیات حرانی نے ایک سال حج کیا۔ ایک منزل میں سب قافلہ اترا۔ شیخ اور اس کے ساتھی ایک کیکر کے درخت کے سایہ تلے بیٹھے۔ ان کے خادم نے کہا اے میرے سردار کھجوروں کو چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس درخت کو ہلا تو اس نے کہا اے سردار یہ تو ببول کا درخت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسی کو ہلا۔ اس نے ہلایا تو اس پر سے تر کھجوریں جھڑیں۔ اور سب نے کھائیں یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے اور چل دیئے۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن احمد بن محمد انصاری حرانی حنبلی نے کہا۔ خبر دی ہم کو ابوالفضل معالی بن شیخ ابی الخیر سلامہ بن عبداللہ بن سوطلہ حرانی حنبلی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمتہ اللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں شیخ حیات بن قیس حرانی کے پاس حران میں بیٹھا ہوا تھا ان کے پاس شیخ عالم مقری نیک بخت ابوالفرج عبدالوہاب بن عبدالعزیز موصلی آئے۔ پھر شیخ سے کہا اے میرے سردار! میں موصل کے جنگل میں تھا۔ پھر بارش نے مجھ کو ایک خراب قبہ کی طرف جانے کے لئے مجبور کیا۔ میں نے دیکھا کہ اس قبہ کے سامنے ایک بالوں کا گھر بنا ہوا ہے۔ میں اس میں گیا تو دیکھا کہ ایک شیخ کر دی ہیں۔ اور ایک بڑھیا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا۔ مرحبا اے ابوالفرج۔ میں نے کہا کہ آپ نے مجھے کیسے پہچان لیا۔ انہوں نے کہا کہ ان ارواحوں سے جب کہ ہم کو تقدیر نے مجلس الست بربکم میں جمع کیا تھا۔ پھر مجھ میں اور بڑھیا میں پردہ کر دیا۔ مجھ کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ تب میں ان کے پاس اس رات رہا۔ میں نے ان کو دیکھا کہ

نہ سوئے نہ کچھ کھایا۔ نہ وضو کیا۔ بلکہ نماز کے لئے کھڑے رہے۔ جب میرے دل میں کوئی خطرہ آتا۔ تو وہ چلا کر کہتے۔ اے ابو الفرج اس خطرہ کو چھوڑ۔ اور ذکر میں مشغول ہو۔ اور جو میرے دل میں خطرہ ہوتا اس کی تصریح کر دیتے۔ اس بات میں میرے خطرہ سے بڑھ جاتے۔ میں نے ان کے دل کی صفائی ایسی دیکھی کہ جس نے مجھے حیران کر دیا۔ ان کے ساتھ میں نے مغرب اور عشاء پڑھی اور جب صبح ہوئی۔ تو میں نے کہا کہ اے میرے سردار! آپ نماز پڑھائیں۔ پھر وہ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ لیکن سورۂ فاتحہ اچھی طرح نہ پڑھی۔ جیسے کہ مجھے خیال تھا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا اے میرے سردار! کاش آپ سورۂ فاتحہ کو اچھی طرح سیکھ لیتے۔ تو مجھ سے کہا اے ابو الفرج میں نہیں جانتا تم کیا کہتے ہو۔ مگر اتنی بات ہے کہ مجھ کو میرا رب عزوجل ہر رات صبح کے وقت یہ کہتا ہے۔ اے میرے خلیل تو میرا ہو۔ میں تیرا ہوں گا۔ مجھ سے علیحدہ نہ ہو۔ میں تجھ کو چھوڑ دوں گا۔

وہ کہتا ہے کہ پھر میں رویا۔ ان کو وداع کیا اور لوٹ آیا۔ پھر میں کئی دفعہ اس مکان کی طرف گیا۔ تو وہاں کوئی گھر نہ دیکھا۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر شیخ حیات نے (یہ سن کر) کہا کہ چھلکوں کی قیمت ان کے اصل کی وجہ سے ہے۔ محلوں کی قیمت ان کی بناؤں سے ہے۔ مردوں کی قیمت ان کی عقلوں سے ہے غلاموں کی عزت ان کے مالکوں سے ہے۔ دوستوں کی عزت دوستوں کے سبب سے ہے۔ پھر فرمایا کہ جب آثار محبت ظاہر ہوتے ہیں۔ تو وہ قوم کو مار ڈالتے ہیں۔ بعض کو زندہ کرتے ہیں۔ اسرار کو باقی رکھتے ہیں۔ ان کے مختلف آثار ہوتے ہیں۔ پھر ان دو شعروں کو پڑھا۔

و ا ذ ا لر يا ج مع ا لغشى تنا و حت نبهن حا سد : و هجن غيو ر

و ا متن ذ ا ر جد بو جد ب ا نم و ا قمن ز ا و كشفن عنه ستو ر

شیخ حران میں رہتے تھے۔ اسی کو وطن بنایا تھا۔ یہاں تک کہ وہیں بدھ کی رات آخر ماہ جمادی الاخر ۵۸۱ھ میں فوت ہوئے۔ اور وہیں دفن کئے گئے۔ وہیں اس کے اطراف میں ان کی قبر ہے۔ جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

صاحب تاریخ حران نے ان کے بعض اخبار کا ذکر کیا ہے۔ ان کے استسقا کا قصہ جو حران والوں کے لئے ہوا تھا۔ ایک مشہور واقعہ ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو الفتوح داؤد بن ابی المعالی نصر بن شیخ ابو الحسن علی بن شیخ ابی المجد مبارک بن احمد بغدادی حریمی حنبلی نے کہا خبر دی ہم کو میرے والد نے کہا خبر دی ہم کو ابو الحسن نے کہا کہ میں نے شیخ حیات بن قیس حرانیؒ سے سنا وہاں پر وہ کہتے تھے کہ شیخ عبدالقادر ہمارے اس وقت میں سلطان العارفین ہیں۔

اور خبر دی ہم کو ابو محمد الحسن بن ابی القاسم احمد بن محمد بن ولف بغدادی نے جن کا دادا ابن قوقا مشہور تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ خبر دی ہم کو میرے دادا محمد نے کہا میں نے شیخ ابو العباس احمد یحییٰ بن برکت بغدادی مشہور ابن الدبیقی سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ حیات بن قیس سے حران میں سنا وہ کہتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس وقت کے شیخ عبدالقادر کی برکت سے تھنوں میں دودھ دیتا ہے۔ بارش اتارتا ہے۔ بلاؤں کو دفع کرتا ہے۔ وہ اس وقت سید الاولیاء والمقربین ہیں۔

شیخ رسلان دمشقی

یہ شیخ شام کے مشائخ کے اکابر ہیں۔ عارفوں کے سردار اور بڑوں کے صدر اس امر میں ہیں۔ صاحب اشارات عالیہ۔ ہمت بلند انفاس صادقہ کرامات خارقہ مقامات جلیلہ مکانات رفیعہ ہیں۔ معارف میں اعلیٰ طور اور حقائق میں اعلیٰ مرتبہ ہیں قرب اور حقائق آیات کے کشف و شواہد مغیبات۔ مشارق زندگی کی فتح روشن۔ فوائد احصلات میں ان کا مرتبہ بلند ہے۔ اس کے ساتھ ان کی قدرت مضبوط اور تصریف جاری ہے۔ وہ اس نشان کے ایک امام اور علم، عمل، تحقیق و معرفت و زہد میں اس کے ارکان ہیں۔ وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے ظاہر کیا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں ان کی پوری مقبولیت اور پوری ہیبت دی ہے۔ ان کو احوال ولایت پر قدرت دی ہے اسرار موجودات پر ان کو اطلاع دی ہے۔ ان کے ہاتھ پر عجائبات ظاہر کئے ہیں۔ عادات کو توڑا ہے۔ ان کو سالکین کا امام مقرر کیا ہے۔ شام میں مریدوں کی تربیت کی

ریاست اس امر میں ان تک پہنچی ہے۔ وہاں کے مشائخ ان کی طرف منسوب ہیں۔ ان کی صحبت سے بہت سے لوگ نفع پاتے ہیں۔ اصحاب احوال روشنہ کی ایک جماعت ان کے ارادہ کی قائل ہوئی ہے۔ مشائخ نے ان کی عزت و بزرگی کا اشارہ کیا ہے۔ ان کے صحن میں ہر طرف سے سواریاں آیا کرتی تھیں۔ ان کے نشانات کے آثار پر سوار لوگ ہر فراخ راستہ کی طرف چلے۔ آپ دانا خوبصورت متواضع کامل آداب اشرف اخلاق روشن صفات تھے۔ حقائق کے راستوں میں ان کا کلام عالی تھا۔

منجملہ اس کے یہ ہے۔ عارف کا مشاہدہ۔ جمع میں تحکیم کی مضبوطی اور اطلاع میں بروز تفرقہ کو مفید ہے۔ کیونکہ عارف واصل ہے۔ مگر یہ ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کے اسرار سب کے سب وارد ہوتے ہیں۔

پس وہ اس کے انوار میں ازخود رفتہ ہے۔ اس کے سمندر میں غرق ہے۔ اس کی تنزیل میں ہلاک ہے۔ حضور عارف اس کو عین جمع میں بجاتا ہے۔ تحکیم کے بھید پر اس کو مطلع کرتا ہے۔ اس کے نفس سے تقریب ماخوذ ہے۔ تہذیب اس کے نفس کی رو کی گئی ہے۔ اس کے دل میں تمکین تخصیص ہے۔ تقریب اس کو ظاہر کرتی ہے۔ تہذیب اس کو موجود کرتی ہے۔ تخصیص اس کو مفرد کرتی ہے۔

پس اس کی تفرید اس کا وجود ہے۔ اس کا وجود اس کا شہود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کو آنکھیں نہیں پا سکتیں وہ آنکھوں کو پا سکتا ہے۔ پھر اس کی آنکھوں کو ادراک کرانے سے دل کی آنکھیں اس کا مشاہدہ کرتی ہیں۔

عارف وہ ہے کہ جس کے دل کو اللہ تعالیٰ ایک تختی بنا دے جو اسرار موجودات سے منقش ہے اور انوار حق یقین اس کو بڑھاتا ہے۔ ان کے سبب ان سطور کے حقائق کو ان کے مختلف اطوار کے باوجود معلوم کرلیتا ہے۔ اسرار افعال کو معلوم کرلیتا ہے۔

پس ملک اور ملکوت میں کوئی حرکت ظاہری یا باطنی ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے بصیرت ایمان اور ظاہری آنکھ سے اس کو معلوم کرا دیا کرتا ہے۔ تب وہ علم کشف سے اس کو دیکھتا ہے۔ وہ وہی ہے۔ کہ اپنے باطن سے ملکوت کی موجودات میں آفتاب کی طرح چڑھ جاتا ہے۔

پس نظر اس کی طرف دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ اس کی صفت یہ ہے۔ کہ اعمال علم سے اور احوال باطن کے ساتھ کامل ہوتے ہیں۔

یہ تین قسم پر ہے۔ حاضر و غائب و غریب۔ حاضر تو لطائف علم کے ساتھ ہے۔ غائب شواہد حقیقت کے ساتھ ہے۔ غریب وہ ہے کہ اس میں اور اس کے ماسواء میں سبب منقطع ہو جائے۔ پھر جو شخص اس کا مقابلہ بغیر نفس کے کرے تو جل جائے۔ حقیقت غربت کی یہ ہے کہ این ساقط ہو۔ اور رسم مٹ جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے۔ پھر اس کو موت پالے۔ تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے۔

اس کی علامت یہ ہے کہ وہ سوائے سماع امر کے وقت مخصوص میں نہیں پکارتا۔ کشف اسباب و رفع حجاب سے اللہ سبحانہ' اس کو مواطن امور سے کشف و فراست کے طور پر مطلع کر دیتا ہے۔ کشف سے اس کو مجملاً" اور فراست سے اس کو مفصلاً" اصل وضع اور حقیقت رسم پر معلوم کرلیتا ہے۔ ارواح من حیث الوضع اور اجسام کو من حیث الترکیب خطاب کرتا ہے۔ علم کی طرف رموز اشارہ سے اشارہ کرتا ہے۔ کشف عبارت کو سمجھتا ہے۔ تیزی ہر برائی کی کنجی ہے۔ اور غضب تجھ کو ذلت عذر پر قائم کرتا ہے۔ مکارم اخلاق یہ ہے۔ قدرت کے وقت معاف کرنا۔ ذلت میں تواضع کرنا۔ بغیر احسان کے دینا۔

جب تو اپنے دشمن پر قابو پائے۔ تو معافی کو اپنی قدرت کا اس پر قدرت بنا دے۔ کریم کو جو تکلیف برداشت کرے اور بلا کے وقت شکایت نہ کرے۔ بہت عمدہ اخلاق یہ ہے کہ احتیاج کے وقت قدرت پانے والے کا معاف کرنا۔ غضب کا یہ سبب ہے۔ کہ ان امور کا ہجوم جن کو نفس مکروہ سمجھتا ہے۔ وہ اس سے کم درجہ کے ہیں۔

اور غم کا سبب یہ ہے کہ ان باتوں کا ہجوم ہو۔ جن کو نفس مکروہ سمجھتا ہے۔ اور وہ اس سے اعلیٰ درجہ پر ہوں۔

پس نفس باطن انسان سے ظاہر کی طرف حرکت کرتا ہے۔ اور غم ظاہر انسان کی طرف حرکت کرتا ہے۔ پھر غضب سے غلبہ اور انتقام پیدا ہوتا ہے۔ غم سے امراض و

بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

ولی کی تعریف

خبر دی ہم کو فقیہ عالم ابو محمد حسن بن قاضی ابی عمران موسیٰ بن احمد خالدی صوفی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابا محمد ابراہیم بن محمود بعلبکی مقری نے عقیبہ میں کہا کہ شیخ ارسلان دمشق کے باغوں میں سے ایک باغ میں گرمیوں کے دنوں میں تھے۔ اور آپ کے ساتھ ایک جماعت آپ کے مریدوں کی تھی۔ ان میں سے ایک مرید نے کہا۔ اے میرے سردار ولی کی کیا تعریف ہے۔ جو کہ تمکین کے احکام پر مشتمل ہو۔ آپ نے کہا کہ ولی وہ ہوتا ہے۔ کہ جس کو اللہ تعالیٰ وجوہ میں تصریف کی باگوں کا مالک بنا دیتا ہے۔ اس نے کہا کہ علامت کیا ہے۔

تب شیخ نے چار شاخیں لیں۔ ان میں سے ایک کو الگ کر کے کہا کہ یہ گرمی کے لئے ہے۔ دوسری کو الگ کیا اور کہا کہ یہ ربیع کے لئے ہے۔ تیسری کو الگ کیا اور کہا کہ یہ خریف کے لئے ہے۔ چوتھی کو الگ کیا۔ اور کہا کہ یہ سردی کے لئے ہے۔ پھر اس شاخ کو جو گرمی کے لئے مقرر کی تھی۔ ہاتھ میں پکڑا اور اس کو ہلایا تو بڑی سخت معلوم ہونے لگی۔ پھر اس کو پھینک دیا۔ اور اس کو پکڑا۔ جس کا نام ربیع کی شاخ رکھا تھا۔ اور اس کو ہلایا تو باغ کے تمام پتے سبز ہو گئے۔ اس کی شاخیں پک گئیں۔ ربیع کی ہوائیں اور نسیمیں چلنے لگیں پھر اس کو پھینک دیا۔ اس کو پکڑا جو خریف کے لئے تھی۔ اس کو ہلایا تب فصل خریف کے آثار شروع ہو گئے۔ پھر اس کو پھینک دیا اور اس شاخ کو پکڑا جو سردی کے لئے تھی۔ اس کو ہلایا تو سردی کی ہوائیں چلنے لگیں۔ اور سخت سردی پڑنے لگی۔ باغ کے درختوں کے تمام پتے خشک ہو گئے۔ پھر ان پرندوں کی طرف دیکھا جو باغ کے درختوں پر تھے۔ ان میں ایک درخت کی طرف کھڑے ہوئے۔ اور اس کو ہلایا اور جو پرندہ اس پر تھا۔ اس کو اشارہ کیا کہ اپنے خالق کی تسبیح کہو۔ پھر وہ پرندہ ایک عمدہ آواز سے گایا۔ جس نے سامعین کو خوش کر دیا اور ایسا ہی تمام درختوں کے پرندوں کے ساتھ معاملہ کیا۔ ان میں سے ایک کی طرف اشارہ

کیا کہ اپنے خالق کی بزرگی بیان کر۔ تو وہ نہ بولا۔ تب شیخ نے کہا کہ تو چپ رہا زندہ نہ رہ۔ پھر اسی وقت پرندہ زمین پر مردہ ہو کر گر پڑا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابوالمحاسن یوسف بن شیخ ابی بکر محمد بن شیخ بیکر عراقی پھر اربلی نے کہا کہ میں نے اپنے دادا شیخ ابالخیر مشہور حمصی سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ شیخ رسلان کے پاس پندرہ شخص آئے اور ان کے پاس پانچ روٹیوں کے سوا اس وقت کچھ نہ تھا۔ تب آپ نے ان روٹیوں کو توڑ کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ اور کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم خداوندا ہم کو ہمارے رزق میں برکت دے۔ پھر ان سب نے کھایا۔ اور سب کا پیٹ بھر گیا۔ حالانکہ وہ سب بھوکے تھے۔ ان روٹیوں سے کچھ بچ گیا۔ تو وہ ٹکڑے کر کے ان کو تقسیم کر دیا۔ ان لوگوں نے آپ کو دمشق میں رخصت کیا۔ اور بغداد کی طرف چلے گئے۔ انہوں نے خبر دی کہ وہ بغداد میں داخل ہوئے۔ اور ان کے ساتھ اس میں کچھ باقی تھا۔ وہ تمام راستہ میں اسی سے کھاتے گئے۔

شیخ کا کنکر پھینکنا

خبر دی ہم کو شیخ زاہد۔ نیک بخت ابو الفضائل فضل اللہ بن ابی الحسن علی بن احمد دمشقی نے کہا کہ میں نے سنا۔ شیخ عارف بقیۃ السلف ابا محمد محمود بن کردی شیبانی حیلوی سے اربل میں کہا کہ میں نے شیخ رسلان دمشقیؒ کو ہوا میں ایک دفعہ اڑتا ہوا دیکھا۔ کبھی تو دائیں طرف جاتے ہیں۔ کبھی بائیں طرف چار زانو بیٹھے ہوئے ہیں۔ کبھی تیر کی طرح جو کمان سے چھوٹتا ہے۔ اور کئی دفعہ میں نے ان کو پانی پر چلتے ہوئے دیکھا ایک سال میں حج کیا اور ان سے عرفات پر ملا۔ میں نے ان کو تمام مناسک حج میں دیکھا۔ پھر میں نے ان کو گم پایا۔ اور جب میں دمشق میں آیا۔ تو ان کو وہاں پایا۔ ان پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا میں نے دمشق والوں سے ان کی بابت پوچھا تو انہوں نے کہا۔ واللہ شیخ ہم سے کبھی ایک دن کامل غائب نہیں رہے۔ بلکہ یوم عرفہ اور یوم نحر بعض ایام تشریق کے دنوں کے کچھ حصے ہم سے غائب رہے ہیں۔

وہ کہتا ہے کہ میں نے ایک دن آپ کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اور شیر ان کے قدموں

پر لوٹ رہا تھا۔ لیکن شیخ اپنے حال میں مستغرق ہیں۔ شیر کی طرف منہ پھیر کر بھی نہیں دیکھتے۔

ایک دفعہ میں نے ان کو دمشق کے باہر دیکھا۔ کہ کنکر پھینک رہے ہیں۔ میں نے ان سے اس وقت پوچھا۔ تو کہا کہ فرنج کو تیر مار رہا ہوں۔ اس وقت وہ ساحل بحر سے نکلے تھے اور اہل شام کو تکلیف پہنچاتے تھے۔ اور مسلمانوں کا لشکر ان کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ مسلمان کہتے ہیں کہ ہم نے کنکروں کو دیکھا کہ ہوا سے اتر کر فرنگیوں کے لشکر پر پڑتے ہیں۔ تو سوار اور گھوڑے ہلاتے ہیں۔ اس سے ان کے بہت سے آدمی مارے گئے۔

سماع شیخ رسلان

خبر دی ہم کو فقیہ ابواحمد عبدالمالک بن ابی الفتح بن منصور عزازی نے کہا۔ خبر دی ہم کو فقیہ ابو عمرو عثمان بن حواو ہلالی نے اعزاز میں کہا۔ کہ میں نے سنا۔ شیخ امام ابوالفرج عبدالرحمان بن شیخ ابوالعلی نجم بن شرف الاسلام ابی البرکات عبدالوہاب خزرجی معروف ابن الحنبلی سے دمشق میں انہوں نے اپنے باپ رحمتہ اللہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ شیخ رسلان دمشق میں ایک گھر میں سماع میں حاضر ہوئے۔ جس میں ایک جماعت مشائخ و علماء کی تھی۔ اور قوال نے یہ اشعار پڑھے۔

کا نی ا نا ر ی صحر ۃ حین ا عر ضت — من ا لصم لو تمشی بھا ا لعصمر ز لت

صفو حا نیما یلقا ک ا لا بحیلۃ — فمن مل منھا ز ا لک ا لو صل ملت

ا سینی نبا ا و ا حسنی لا ملوتہ — لد نیا و لا نسلو ا ذ ا ھی صد ت

و لکن ا نیلی بر ا ز کر ی من مو ر ۃ — لنی خلقہ کا نت لد یک فضیلت

و کنا سلکنا فی صعو بہ من ا لھو ی — فلما تو ا فینا ثبت و ز لت

و کنا شد و نا عقد ۃ ا لو صل بیننا — فلما تو ا فیننا شد ت و حلت

نا ن سا ل ا لد ا شو ن مم هجر تها فقل نفس حر سليت فتسلت
هنيا مر ئيا غير و ا ء مفا مه لعذ ة من ا عر ا ضنا ما استعلت

راوی کہتا ہے کہ شیخ رسلان ہوا میں اڑتے تھے اور بہت سے چکر لگاتے تھے۔ پھر زمین کی طرف آہستہ اتر آتے تھے۔ یہ کئی دفعہ کیا حاضرین یہ تماشا دیکھتے تھے۔ اور جب زمین پر ٹھہر گئے تو اس گھر میں جو ایک انجیر کا سوکھا ہوا درخت تھا۔ اس کے ساتھ پیٹھ لگا کر بیٹھ گئے اس کا پھل مدت سے قطع ہو چکا تھا۔ وہ سبز اور باورق ہو گیا۔ اور پک گیا۔ اسی سال اس میں انجیریں پیدا ہو گئیں۔ اس کی انجیریں دمشق کی انجیروں سے عمدہ تھیں۔

جنازہ کی شان

شیخ دمشق میں رہتے تھے۔ اس کو قدیمی وطن بنا لیا تھا۔ یہاں تک کہ وہیں فوت ہوئے۔ ان کی عمر بڑی تھی۔ اور اسی کے باہر فوت ہوئے۔ اور ان کی وہیں قبر ہے۔ جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

جب ان کا جنازہ لوگوں کی گردنوں پر تھا تو سبز پرندے آئے اور جنازہ پر جھک پڑے اور لوگوں نے سفید گھوڑوں پر سواروں کو دیکھا۔ جنہوں نے جنازہ کو گھیرا ہوا تھا۔ پہلے اور پیچھے کبھی دیکھے نہ تھے۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو المحاسن یوسف بن ایاس بن مرجان ۔طلیکی مقری نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابا یونس مشہور ارمنی سے جامع دمشق میں سنا کہا میں نے شیخ الشیوخ ابا الحسن عبداللطیف بن شیخ الشیوخ ابی البرکات اسمٰعیل بن احمد نیشا پوری سے دمشق میں ۵۹۶ھ میں سنا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ رسلان دمشقیؒ سے سنا۔ وہ فرماتے تھے۔ درحالیکہ شیخ عبدالقادر کا ذکر ہو رہا تھا۔ کہ شیخ عبدالقادر حضوری کے شیوخ کے صدر اور وجود کے افراد ہیں۔ وہ حکمت کی باتیں کرتے ہیں۔ اور احکام تصریف ہر قریب و بعید میں ان کے زمانہ میں لینے اور دینے قبول و رد ان کے سپرد کئے گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وقت نائب ہیں۔

شیخ ابو مدین شعیب

یہ شیخ مغرب کے مشہور مشائخ مقربین کے صدر عارفین بڑے محققین کے امام ہیں۔ صاحب کرامات خارقہ افعال ظاہرہ احوال عزیزہ مقامات علیہ بلند ہمت۔ صاحب فتح روشن کشف جلی۔ حقائق نفیسہ معارف جلیلہ ہیں۔ مراتب قریب اور منازل قدس کے تقدم میں وہ صدر ہیں۔ ملکوت کے راستوں میں وہ بڑھے ہوئے ہیں۔ معارج وصل میں ان کو ترقی ہے۔ مدراج عالیہ میں ان کو بلندی ہے۔ عوالم غیب میں ان کو نظر خارق ہے۔ تمکین استوار میں ان کا قدم راسخ ہے۔ تصریف جاری میں ان کے ہاتھ لمبے ہیں۔ احکام ولایت میں ان کا ہاتھ روشن ہے۔ احوال نہایت میں وہ بڑے قوی ہیں۔ خرق اسباب اور موجودات کے پلٹنے میں وہ بڑے مظہر ہیں۔

وہ مغرب کے ایک اوتاد اور اس شان کے ایک رکن ہیں۔ وہ بڑے امام اور محققین کے سردار بڑے عالم احکام ہیں۔ اس کے راستوں کے ہاتھوں اور آنکھوں والے ہیں۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے۔ اور عالم میں تصرف دیا ہے۔ اور احوال کی قدرت دی ہے۔ اسرار کا ان کو مالک کیا ہے۔ ان کے ہاتھوں پر عجائبات کو ظاہر کیا ہے اور طرح طرح کی نعمتوں سے ان کو بلایا ہے۔ ان کی زبان پر لطائف اسرار جاری کیے ہیں۔ لوگوں کے دلوں میں ان کو بڑا مقبول کیا۔ اور ان کی ہیبت ڈال دی ہے۔ ان کی زیارت کا ہر طرف سے قصد کیا گیا۔ ان کا ذکر زمانہ میں شرق سے لے کر غرب تک مشہور ہوا۔

وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے علم شریعت و حقیقت کا جامع بنایا ہے۔ بلاد مغرب میں وہ امام مالک بن انسؒ کے مذہب پر فتویٰ دیتے تھے۔ مناظرہ کیا اور املا لکھا۔ طالب علموں نے ان کی خدمت کا قصد کیا۔ ان سے علم پڑھا فقہا اور صلحا کی ایک جماعت ان کے پاس جمع ہوئی۔ اور ان کے کلام و صحبت سے نفع حاصل کیا۔ بلاد مغرب میں اس شان کی ریاست ان تک منتہی ہوئی۔ ان کی صحبت میں بہت سے اکابر مشائخ نے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ ابو محمد ابراہیم بن احمد بن جون مغربی شیخ پیشواء ابو محمد

عبداللہ محمد بن احمد بن ابراہیم قرشی۔ شیخ ابو عبداللہ قسطلی فاسی۔ شیخ پیشواء۔ ابو محمد عبداللہ بن دیر خان دوکالی۔ شیخ ابی غانم سالم۔ شیخ ابی علی واضح شیخ ابو البصر ایوب مکنا سفین شیخ ابی محمد عبدالواحد۔ شیخ ابی الربیع مظفر بن شیخ ابی زید ہبیت اللہ ورنی وغیرہم۔

اہل طریق کی ایک جماعت ان کی شاگرد ہوئی ہے۔ اصحاب احوال کا جم غفیر ان کے ارادہ کا قائل ہوا ہے۔ ان کی طرف بڑے بڑے صلحاء عالم منسوب ہیں۔ ان کی تعظیم و احترام پر علماء و مشائخ متفق ہیں۔ ان کی فضیلت کا اقرار کرتے ہیں۔ ان کے قول کی طرف رجوع کیا ہے۔ ان کے سامنے ادب کرتے ہیں۔ آپ خوبصورت۔ دانا۔ متواضع۔ زاہد۔ پرہیز گار۔ محقق بزرگ علوات۔ بزرگ صفات۔ عمدہ اخلاق۔ کامل آداب تھے۔ اس کے ساتھ بڑے مجاہدے کرتے تھے۔ محافظت اوقات۔ مراعات انفاس۔ قیام بر وظائف شرع کے پابند تھے۔ اہل تحقیق کی زبان پر ان کا کلام عالی و نفیس تھا۔ جو لکھا گیا ہے۔ اس میں سے یہ ہے۔

جمع یہ ہے کہ تیرے تفرقہ کو دور کر دے۔ تیرے اشارہ کو محو کر دے۔ وصول یہ ہے کہ تیرے اوصاف کا استغراق ہو۔ تیری صفتیں لاشے ہو جائیں۔

غیرت یہ ہے کہ نہ تو پہچانا جائے نہ پہچانے۔ غنیوں میں بڑا غنی وہ ہے کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے حق کی حقیقت ظاہر کر دے۔

بڑا فقیر وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حق کو اس سے چھپائے۔ انس و شوق سے خالی محبت کے گم کرنے والا ہے۔ جو شخص مخلوق کی طرف حقیقت کے وجود سے پہلے جو اس کو اس کی طرف سے ملا ہے نکلے تو وہ مفتون ہے۔ جس کو تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے حال کا دعوی کرتا ہے۔ کہ اس کے پاس ظاہر میں کوئی شاہد نہ ہو تو اس سے ڈرو۔ اور جب حق ظاہر ہو جایا کرتا ہے تو اس کے ساتھ غیر باقی نہیں رہا کرتا۔

اور دل کے لئے ایک جہت کے سوا اور کوئی جہت نہیں۔ وہ جس جہت کی طرف متوجہ ہو گا اس کے غیر سے محجوب ہو گا۔ جب دل میں خوف ساکن ہوتا۔ تو اس کو مراقبہ کا وارث بنا دیتا ہے۔ جس نے عبودیت کو ثابت کیا۔ تو اپنے افعال کو ریا کی آنکھ سے اپنے احوال کو دعوی کی آنکھ سے اپنے اقوال کو افترا کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ صریح

حریت تک وہ شخص نہیں پہنچ سکتا۔ جس پر اس کے نفس کو بقیہ ہو۔

تو اس کے مشاہدہ کو اپنے لئے مشاہدہ کر۔ اور اپنے مشاہدہ کو اس کے لئے مشاہدہ نہ کر۔ مقرب اپنے قرب سے خوش ہوتا ہے۔ اور عاشق اپنی محبت میں عذاب دیا جاتا ہے۔ فقر توحید کی علامت ہے۔ اور تفرید پر دلالت ہے۔ فقر یہ ہے کہ اس کے سوا اور کسی کو نہ دیکھے فقر کو جب تک تو چھپائے تو وہ نور ہے۔ اور جب اس کو ظاہر کر دے تو اس کا نور جاتا رہے گا جس شخص کو لینا بہ نسبت دینے کے زیادہ محبوب ہے۔ تو اس پر فقر کی ہوا بھی نہیں۔

اخلاص یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے مشاہدہ میں تجھ سے مخلوق غائب ہو جائے۔ اور جو شخص موجودات کی طرف ارادہ اور خواہش کی نگاہ سے دیکھے۔ تو غیرت سے اس میں اور اس کے نفع لینے میں محجوب ہوتا ہے۔ جو شخص کسی کو پہچانتا ہے۔ وہ لینا نہیں جانتا۔ اور حق یہ ہے کہ علم و قدرت سے کوئی شخص اس سے جدا نہ ہو۔ اور من حیث الذات والصفات کوئی اس سے نہ ملے۔

جو شخص معرفت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ تو وہ رویت اعمال کے ساتھ مشغول ہوتا ہے جو اس سے سنتا ہے۔ وہ اس سے پہنچتا ہے۔ شہید اپنے مال کو دیکھتا ہے۔ تو خوش ہوتا ہے۔ اور مردہ اپنے اعمال کو دیکھتا ہے تو گھبراتا اور رنجیدہ ہوتا ہے۔

پس یہ قول ورد سے ڈرتا ہے۔ اور وہ رحمت و رضوان سے خوش اور شرف یافتہ ہوتا ہے۔ اخلاص یہ ہے کہ نفس سے اس کی درایت فرشتے سے اس کی کتاب اور شیطان پر اس کی گمراہی ہوا پر اس کا میلان دلانا مخفی ہو۔ اولیا کی زندگی دنیا میں بہت اچھی ہے ان کے ابدان اس کے نشان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان کے ارواح اس کی نظر سے نعمت حاصل کرتے ہیں۔

پس فقر فخر ہے۔ اور علم غنیمت ہے۔ خاموشی نجات ہے۔ ناامیدی راحت ہے۔ قناعت غنی ہے۔ زہد عافیت ہے۔ نسیان حق خیانت ہے۔ اس سے علیحدہ ہونا کمینہ پن ہے۔ اس کے ساتھ حضوری ڈھال ہے۔ اس سے غائب رہنا دوزخ ہے۔ اس سے قرب لذت ہے۔ اس سے بعد حسرت ہے۔ اس کے ساتھ انس زندگی ہے۔ اس سے

وحشت موت ہے۔ گناہی بندہ پر رحمت ہے۔ اگر اس کے شکر کو پہچانے۔ صحیح توبہ سے پہلے ارادہ کی طلب غفلت ہے۔

جو شخص رب کے واصل سے قطع کرے۔ وہ خود قطع کیا جاتا ہے۔ جو شخص مشغول بالقرب کو شغل میں ڈالے اس کو غضب الٰہی پا لیتا ہے۔ اعمال و احوال سے مہلت بساط حق تعالیٰ کے لئے صلاحیت نہیں رکھتی۔ شیخ کی دعاؤں میں سے ایک یہ دعا تھی کہ خداوند! بیشک علم تیرے پاس ہے۔ اور وہ مجھ سے پردہ میں ہے۔ میں کسی بات کو نہیں جانتا کہ اس کو اپنے نفس کے لئے اختیار کروں۔

پس بیشک میں نے تیری طرف اپنے امر کو سپرد کر دیا ہے۔ اور اپنے فقرو فاقہ کے لئے تیری امید کرتا ہوں۔

پس اے میرے خدا مجھے اپنے ان امور کی طرف جو کہ تیری طرف زیادہ محبوب اور زیادہ پسند ہیں اور ان کا انجام بہت عمدہ ہے۔ رہنمائی کر کیونکہ جو تو چاہتا ہے۔ اپنی قدرت سے کرتا ہے بیشک تو ہر شے پر قادر ہے۔ اور یہ اشعار ان کے ہیں۔

یا من علا فرای ما نی الغیوب وما   تحت الثریٰ و ظلام اللیل مسدل

اے وہ کہ بلند ہے پس جو غیوب میں ہے اس کو اور اس چیز کو جو کہ تحت الثریٰ اور رات کے اندھیروں میں لٹکی ہوئی ہے۔ دیکھتا ہے۔

انت الغیاث لمن ضاقت مذاھبہ   انت الدلیل لمن حارث بہ الحیل

تو ان کا فریاد رس ہے۔ جن کے راستے تنگ ہیں۔ اور تو ان کی دلیل ہے۔ جن کے حیلے حیران ہیں۔

انا قصدناک والاما ل واثقۃ   والکل یدعوک ملھون و مبتھل

ہم نے تیرا قصد کیا ہے۔ اور امیدیں مضبوط ہیں۔ اور ہر چیز تجھ کو مضطر اور عاجز ہو کر پکارتی ہے۔

فان عفوت فذو فضل و ذو کرم   وان سطوت فانت الحاکم العدل

پھر اگر تو معاف کرے۔ تو تو صاحب فضل و کرم ہے۔ اور اگر تو غلبہ کرے تو تو حاکم عادل ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو الحسن علی بن یوسف بن احمد قوی نے خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو بکر بن شافع نے قنا میں کہا خبر دی ہم کو ہمارے بزرگ ابو الحسن بن صبارغ نے کہا۔ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ پیشواء ابو محمد ابرہیم بن احمد بن جحون مغربی نے قنا میں کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابا مدین سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ کو مرے رب عزوجل نے اپنے سامنے کھڑا کیا۔ اور مجھ سے کہا کہ تیرے دائیں طرف کیا ہے۔ میں نے کہا کہ اے میرے رب تیری بخشش ہے۔ کہا کہ تیرے بائیں جانب کیا ہے۔ میں نے کہا اے میرے رب تیری قضا ہے۔ کہا اے شعیب میں نے وہ تیرے لئے دگنی کی۔ اور یہ میں نے تیرے لئے بخش دی۔ خوش ہو جائے۔ وہ شخص کہ جس نے تجھ کو دیکھا۔ اور تیرے دیکھنے والے کو دیکھا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے ان سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ سے میرے رب تعالیٰ نے میرے تمام اصحاب اور ان کے بارے میں جو مجھ کو دوست رکھتے ہیں۔ وعدہ کیا ہے۔ کہ ان کو بہت سی بہتری دوں گا۔

راوی کہتا ہے۔ کہ آپ نے ایک دفعہ نماز میں یہ آیت پڑھی و یسقو ن فیھا کا سا کا ن مزا جھا ز نجبیلا۔ یعنی جنتی اس میں ایسا پیالہ پلائے جائیں گے کہ جس کی ملاوٹ سونٹھ ہو گی تو آپ نے اپنے دونوں لب چوسے۔ اور جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ جب میں نے یہ آیت پڑھ تو مجھ کو پیالہ پلایا گیا۔

راوی کہتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے پڑھا کہ "بیشک نیک لوگ جنت میں ہوں گے۔ اور برے لوگ جہنم میں" پھر فرمایا کہ میں نے دونوں فریق کے مقام کو دیکھا۔

شیخ کا فرنج سے لڑنا اور بھگانا

خبر دی ہم کو فقیہ ابو العباس احمد بن قریش بن اسحق خزرجی تلمانی نے کہا کہ میں نے سنا اپنے شیخ ابو محمد صالح دوکالی سے وہ کہتے تھے کہ مغرب میں ایک دفعہ مسلمانوں اور فرنج کی لڑائی ہوئی۔ ہمارے شیخ ابو مدین زندہ تھے۔ فرنج اس میں مسلمانوں پر غالب آئے تھے۔ تب شیخ نے اپنی تلوار لی اور جنگل کو مع اپنے چند مریدوں کے نکل گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ آپ ایک ریت کے ٹیلے پر بیٹھ گئے۔ اور دیکھا تو آپ کے

سامنے بہت سے خنزیر ہیں۔ جنہوں نے کثرت کی وجہ سے جنگل بھر لیا ہے۔ تب شیخ کودے اور ان میں پہنچ کر تلوار نکالی۔ خنزیروں کے سر پر چلانے لگے۔ حتیٰ کہ ان میں سے اکثر کو قتل کیا۔ اور بقیہ ان کے سامنے سے بھاگے۔ اور لوٹ گئے آپ سے ہم نے پوچھا۔ تو فرمایا۔ کہ یہ فرنج تھے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے رسوا کیا۔ ہم نے اس دن کی تاریخ لکھ لی۔ پھر فرنج کی شکست کی خبر اسی وقت میں جس کو ہم نے لکھ رکھا تھا۔ آئی اور جب مجاہدین آئے۔ تو وہ شیخ کے قدموں پر گر پڑے۔ اور ان کو چومتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ اگر آپ ہمارے ساتھ دونوں صفوں کے درمیان نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو گئے ہوتے۔ اور یہ خبر دی کہ آپ کی تلوار فرنج کے سوار پر پڑتی تھی۔ اور اس کو اور اس کے گھوڑے کو پچھاڑتی تھی۔ انہوں نے ان کو بہت ہی قتل کیا۔ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور لڑائی کے بعد ہم نے آپ کو نہیں دیکھا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ شیخ میں اور اس لشکر میں ایک مہینہ کے راستہ سے زائد تھا۔

شیر کا عجیب واقعہ

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابو منصور داری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو الحجاج اقصری نے وہاں پر کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابو محمد عبدالرزاق سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ ہمارے شیخ ابو مدین مغرب کے ایک گاؤں میں گزرے۔ وہاں پر ایک شیر کو دیکھا۔ جس نے گدھے کو پچھاڑا ہوا ہے۔ اور اس کو کھاتا ہے۔ اس کا مالک دور کھڑا ہوا غریبی کی وجہ سے رو رہا ہے۔ تب شیخ آئے اور شیر کی چوٹی پکڑ کر اس کو کھینچا اور ذلیل کیا۔ اور پکارا اے گدھے والے ادھر آ۔ ادھر آ۔ وہ قریب آیا۔ حتیٰ کہ شیر سے چمٹا۔ آپ نے اس سے کہا کہ شیر کو پکڑ لے اور لے جا۔ اور اس کو اپنے گدھے کی جگہ میں کام لا۔ اس نے کہا۔ اے میرے سردار! میں اس سے ڈرتا ہوں۔ آپ نے کہا مت ڈرو۔ تم کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکے گا۔

پھر مرد چلا گیا اور شیر کو کھینچ کر لے گیا۔ لوگ دیکھتے تھے۔ جب شام ہونے لگی تو اس کو شیخ کے پاس لے آیا۔ اور کہا اے میرے سردار میں اس سے بہت ڈرتا ہوں۔

جدھر میں جاتا ہوں وہ میرے پیچھے جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تمہیں کچھ حرج نہیں۔ اس نے کہا کہ جناب لیجئے وہ یہ ہے۔ (یعنی آپ اس کو رخصت کریں) پھر شیخ نے شیر سے فرمایا کہ چلا جا۔ اور جب تم بنی آدم کو ایذا دو گے تو میں ان کو تم پر غالب کر دوں گا۔

کشتی کا ٹھہر جانا

راوی کہتا ہے کہ ایک دن شیخ سمندر کے کنارے پر چلے جا رہے تھے۔ پھر ان کے سامنے فرنج کے لوگ آئے۔ اور آپ کو قید کر کے اپنی ایک بڑی کشتی تک لے گئے۔ آپ نے دیکھا تو اس میں مسلمانوں کی ایک جماعت قیدی ہے۔ جب شیخ اس میں بیٹھ گئے۔ تو انہوں نے اس کا بادبان چھوڑ دیا۔ اور چلنے لگے۔ لیکن وہ کشتی چلتی نہ تھی۔ نہ دائیں نہ بائیں نہ شمال کو اور باوجود سخت ہوا کے اپنی جگہ سے نہ ہلی۔ جب ان کو یقین ہو گیا۔ کہ وہ چلانے پر قادر نہیں اور اس سے ڈرے کہ مسلمان ان کو پکڑ لیں گے۔ تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ اس مسلمان کے سبب سے ہے۔ شاید یہ کوئی خدا کے دوستوں میں سے ہے۔ وہ شیخ کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ تب انہوں نے کہا کہ آپ اتر جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم جب تک ان تمام مسلمانوں کو جو تمہاری کشتی میں ہیں نہ چھوڑو۔ میں نہیں اتروں گا۔ جب ان کو یقین ہو گیا کہ اس سے ہم کو خلاصی نہیں تو انہوں نے سب مسلمانوں کو نکال دیا۔ اس وقت ان کی کشتی فوراً" روانہ ہو گئی۔

انگور کا بے موسم پیدا ہو جانا

خبر دی ہم کو فقیہ نیک بخت ابو محمد عبداللہ بن مسعود بن عمر بجلماسی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عالم ابو زکریا یحیٰی بن محمد مشہور مغربی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ پیشواء ابو محمد صالح بن دیر جان دوکالی سے وہ کہتے تھے کہ مشرق کی جانب سے کچھ لوگ ہمارے شیخ ابو مدین کی خدمت میں آئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم انگور کھانا چاہتے ہیں۔ اس وقت

مغرب میں انگوروں کا وقت نہ تھا۔ تب شیخ نے کہا کہ اے صالح تم باغ کی طرف جاؤ۔ وہاں سے ہمارے پاس انگور لاؤ۔ میں نے کہا اے میرے سردار میں تو ابھی باغ سے نکلا ہوں۔ وہاں پر کوئی انگور نہیں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ اس میں انگور ہیں۔ پھر میں باغ میں جو آیا۔ تو میں نے دیکھا کہ انگور اس طرح لدے ہوئے ہیں۔ جس طرح کہ موسم میں کثرت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ واللہ میں نے تھوڑی دیر پہلے اس کو چھوڑا۔ کہ ایک انگور کا دانہ وہاں نہ تھا۔ پھر میں اس میں سے بہت سے انگور توڑ کر لایا۔ ان سب نے کھائے۔ اور میں نے بھی ان کے ساتھ کھائے اور دیکھا کہ ان میں دانہ نہیں۔ وہ کہتے تھے کہ ہم انگور کھانے کے مشتاق تھے۔ اور جانتے تھے کہ مغرب کے علاقہ میں آپ کے سوا اور کوئی ہم کو نہ کھلائے گا۔

خبر دی ہم کو فقیہ فاضل ابو الحجاج یوسف بن عبدالرحیم بن حجاج فاسی نے کہا کہ میں نے شیخ بزرگ ابا الربیع سلیمان بن عبدالوہاب مظفری سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ ابو مدین ایک دن دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے وضو کرتے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی۔ وہ پانی میں گر گئی۔ آپ نے کہا اے میرے پروردگار میں اپنی انگوٹھی چاہتا ہوں پھر ایک مچھلی فوراً باہر نکلی۔ اور اس کے منہ میں وہ انگوٹھی تھی آپ نے اس کو لے لیا۔

راوی کہتا ہے کہ ایک دن آپ چلے جا رہے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں لوٹا تھا۔ جس میں ستو پانی میں گھولے ہوئے تھے۔ وہ لوٹا آپ کے ہاتھ سے گر گیا۔ اور اس کے کئی ٹکڑے ہو گئے۔ ستو زمین پر گر پڑے پھر آپ کھڑے ہو گئے۔ اور کہا کہ اے میرے رب میں اپنا لوٹا مع ستوؤں کے چاہتا ہوں۔ تب وہ برتن درست ہو گیا۔ اور اس میں ستو موجود تھے۔

راوی کہتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے اپنے مریدوں کی جماعت کے ساتھ سفر کیا اور جنگل میں منزل کی۔ جب رات ہوئی۔ تو انہوں نے آوازیں سنیں۔ جس سے لوگوں کو گمان ہوا کہ وہ ان کو ایذا دیں گے۔ سب گھبرا گئے۔ شیخ نے ان سے کہا۔ کچھ گھبراؤ نہیں۔ پھر ان کی بے صبری بڑھ گئی۔ اور کہنے لگے ہم چاہتے ہیں۔ کہ روشنی ہو۔ جس

سے ہم مانوس ہوں۔ وہ رات بڑی اندھیری تھی۔ تب شیخ ایک درخت کی طرف جو وہاں تھا۔ کھڑے ہوئے اور اس کے نیچے دو رکعتیں پڑھیں۔ اور دعا مانگی۔ پھر وہ درخت روشن ہو گیا۔ حتیٰ کہ تمام جنگل بہت روشن ہو گیا۔ جس سے ان کا خوف جاتا رہا۔ وہ درخت اس وقت سے لے کر صبح تک برابر روشن رہا۔

خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابوالمعالی فضل اللہ بن شیخ نیک بخت عارف ابواسحٰق ابراہیم بن شیخ نیک بخت فاضل ابوالعباس احمد بن محمد انصاری تلمانی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابو مدین سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے۔ اپنی مجلس میں بحالیکہ وہ مجلس نور اور رونق' وقار و روشنی ملائکہ و اولیاء سے بھری ہوئی تھی وہ کہتا ہے کہ فقیہ ابوالقاسم عبدالرحمان بن محمد حضرمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ شیخ فاضل ابوالعباس احمد بن سلامہ قرشی تلمانی واعظ شیخ ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن علی جبیسانی کی خدمت میں جبیانہ میں حاضر ہوئے۔ کہ ان کی زیارت کریں۔ اور ان سے کہا کہ آپ میرے لئے دعا کریں۔ انہوں نے کہا کہ اے احمد۔ اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے نفس کے بخل کو دکھا دے گا۔ حالانکہ ابوالعباس بڑے سخی تھے۔ اور لوگوں میں سے بڑے کریم تھے۔ وہ لوٹے اور ان کے دل میں یہ بات آئی۔ کہ اگر شیخ میرے بخل کو نہ جانتے۔ تو یہ بات نہ فرماتے۔ پھر وہ حجام کی دکان پر بیٹھے۔ تاکہ سر منڈائیں جب حجام ان کے سر مونڈنے سے فارغ ہوا ایک شخص ان کے پاس سو دینار لایا وہ ابوالعباس نے حجام کو دے دیئے کہ یہ سو دینار ہیں۔ تب ان سے حجام نے کہا کہ یہ اس بخل کا محل ہے۔ جو شیخ ابواسحاق نے تمہاری نسبت کہا تھا۔ اس نے اس سے کہا کہ مجھ کو اس کی نسبت بتلا۔ حجام نے کہا کہ بخل ان کے نزدیک یہ ہے کہ دمڑی اور سو دینار میں فرق نہ کیا جائے اگر تمہارے دل میں بخل نہ ہوتا تو تم مجھے اس پر تنبیہہ نہ کرتے۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ چلے گئے۔ اور گھر میں ایک سال تک بیٹھے رہے۔ کسی سے کلام نہ کرتے اور بجز نماز جمعہ کے باہر نہ نکلتے۔ پھر لوگ ان کے دروازہ پر جمع ہوئے۔ اور ان سے سوال کرنے لگے کہ ان کو وعظ سنائیں۔ انہوں نے انکار کیا۔ جب انہوں نے مجبور کیا تو نکلے اتفاقاً" گھر کی بیری پر چڑیاں تھیں۔ انہوں نے ان کو دیکھا تو

بھاگ گئیں۔ آپ لوٹ آئے۔ اور کہا کہ اگر میں وعظ کے قابل ہوتا۔ تو مجھ سے جانور نہ بھاگتے۔ کیوں کہ جس میں خوف الٰہی ثابت ہو اس سے ہر شے بے خوف ہوتی ہے۔ پھر لوٹے اور گھر میں ایک سال تک بیٹھے رہے۔ پھر نکلے تو چڑیاں ان سے نہ بھاگیں۔ تب لوگوں کو وعظ سنایا۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ ابو مدین نے اپنا یہ قصہ پورا نہ کیا تھا۔ حتیٰ کہ پرندے آئے اور آپ کے گرداگرد چکر لگانے لگے۔ ان پر جھک پڑے۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ جانور ان پر جھک پڑے ہیں تو سب کو وجد کی حالت ہو گئی۔ اور شیخ کو بھی وجد آگیا۔ اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

توجع ممراض وخون مطالب واشفاق مهموم وحرن كئيب

بیمار کا سا درد ہے۔ اور طلب شدہ کا خوف۔ غم زدہ کا خوف اور دردناک کا غم۔

ولومة مشتاق وزفرة وآله بسقطه مسقام بغير طبيب

مشتاق کی سوزش اور شیفتہ کی آہ سوزاں۔ اور بیمار کا گرنا بغیر طلب کے۔

وفكرة حوال ونظفة غائص ليا خذمن طيب الكرى بغيب

چکر لگانے والے کی فکر اور غوطہ لگانے والے کی دانائی۔ تاکہ میٹھی نیند سے حصہ لے۔

الملت بقلب حرية طوارق من الشوق حتى ذل ذل غريب

ایسے دل پر شوق آئے کہ جس سے آنے والے حیران رہ گئے۔ یہاں تک کہ غریب کی طرح ذلیل ہوا۔

يكاتم اشجانا ويخفى محبة ثوت واستكنت فى فوارحبيب

وہ اپنے غموں کو چھپاتا ہے۔ اور ایسی محبت کو مخفی رکھتا ہے۔ جو حبیب کے دل میں ساکن ہے۔

راوی کہتا ہے کہ مجلس میں ایک شور وہنگامہ برپا ہوگیا۔ اور ایک پرندہ اپنے پروں کو پھڑپھڑاتا رہا۔ یہاں تک کہ مردہ ہو کر گر پڑا۔ اور حاضرین میں سے بھی ایک شخص فوت ہو گیا۔

خبردی ہم کو شیخ نیک بخت ابوالحسن علی بن یوسف بن احمد قوصی نے کہا خبردی ہم کو ابوبکر بن محمد بن شافع نے قنا میں کہا خبردی ہم کو شیخ ابوالحسن بن صباغ نے کہا خبردی ہم کو شیخ ابو محمد ابر عبدالرحیم بن احمد نے کہا میں نے سنا شیخ ابو عبداللہ محمد بن حجاج غزالی مغربی سے وہ کہتے تھے۔ کہ ابدال عارف کے قبضہ میں ہے۔ کیونکہ ابدال کا ملک آسمان سے لے کر زمین تک ہے اور عارف کا ملک عرش سے فرش تک ہے۔ عارفین کے مقابلہ میں ابدال کے مناقب ایسے ہیں۔ جیسے بجلی اچکنے والے کی چمک۔

معرفت کا درجہ یہ ہے۔ کہ حضرت ربوبیت کا قرب اور مجالس قرب کی نزدیکی۔ پھر فرمایا کہ توحید ایک سر ہے کہ جس کا امر دونوں جہان کو محیط ہے۔

راوی کہتا ہے کہ جب رات ہوئی تو مجھ کو مکاشفہ ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں شیخ ابو مدینؒ شیخ ابی حامد غزالی شیخ ابو طالب مکی شیخ ابی یزید .بسطامی شیخ ابی عبدالرحمٰن سلمی اور ایک جماعت صوفیہ اور ابدال کے سامنے ہوں۔ ان سب نے شیخ ابو مدینؒ سے کہا۔ کہ ہم کو اپنی توحید کے سر کی خبر سناؤ۔ انہوں نے کہا کہ میرا سر ان اسرار سے خوش ہے۔ جن کو الٰہی سمندروں سے مدد ملی ہوئی ہے۔ اور جن کو پھیلانا غیر اہل کے لئے مناسب نہیں۔ کیونکہ اشارہ ان کے بیان سے عاجز ہے۔ غیرت اس کے ستر ہی کو چاہتی ہے یہ اسرار ہیں۔ جو کہ وجود کو محیط ہیں۔ اس کو کوئی نہیں پاتا۔ مگر وہی جس کا وطن مفقود ہو۔ یا عالم حقیقت کی فضا میں اڑتا ہے۔ جبروت کے خیموں میں تیرتا ہے۔ وہ اسماء و صفات سے خوف پذیر ہے مشاہدہ ذات کے ساتھ اس لئے فنا ہو جاتا ہے۔ وہاں پر میرا اقرار وطن میرے آنکھوں کی ٹھنڈک کا مسکن ہے۔ اور اللہ عزوجل ہر ایک سے غنی ہے۔ میرے وجود میں اپنی قدرت کے عجائبات ظاہر کر دئے ہیں۔ مجھ پر حفظ و توفیق سے متوجہ ہوا ہے۔ تحقیق کے پردہ کی باتیں مجھ کو کھول دی ہیں۔

پس میری زندگی وحدانیت کے ساتھ قائم ہے۔ میرے اشارات فردانیت کے ساتھ ہیں۔

پس میری روح غیب میں راسخ ہیں۔ مجھ کو میرا مالک کہتا ہے۔ کہ اے شعیب ہر دن غلاموں پر نیا ہوتا ہے۔ اور ہمارے نزدیک زیادتی ہے۔ تب سب نے کہا اے

ابلدین" اللہ تعالیٰ تمہارے انوار کو زیادہ کرے۔ جب صبح ہوئی تو میں شیخ ابلدین کی خدمت میں آیا اس واقعہ کا ذکر آپ سے کیا۔ تو آپ نے میرے واقعہ کی تصدیق کی۔ اور اس میں سے کسی بات کا انکار نہ کیا۔ اور اسی اسناد سے غزالی تک یہ ہے۔

غزالی کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابو مدین نے اپنی مجلس میں شیطان کا ذکر کیا۔ پھر جب رات ہوئی۔ تو میرے سامنے ایک نورانی شخص ظاہر ہوا۔ وہ مجھ سے کہتا ہے۔ کہ شیطان کا مکر ابو مدین کے ساتھ ایسا ہے۔ جس طرح کوئی شخص کسی سے مکر کرتا ہے۔ وہ اپنے نفس ہی کو ہلاک کرے اور اس کو معلوم نہ ہو۔ لیکن اس کا مکر ابومدین کے شاگرد عبدالرزاق کے سوا اس شخص کی طرح ہے۔ جو سمندر میں اس لئے بول کرے کہ اس کو ناپاک کر دے گا۔ عام لوگوں سے ان کا مکر اس بادشاہ عادل کی طرح ہے۔ جو کہ اپنی رعیت سے کرے کہ جو اس کو درست رکھتا ہے اور وہ اس کو دوست رکھتی ہے۔

پھر میں نے مغرب کے مشائخ اور صلحا کی ایک بڑی جماعت کو دیکھا۔ کہ ان کے ہاتھ میں چراغ روشن ہیں۔ اور میں نے شیخ ابلدین کو دیکھا۔ کہ ان کے مرید ان کے پیچھے ہیں۔ ان کا شاگرد عبدالرزاق ان کے سامنے ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑی شمع روشن ہے۔ اس میں ایک سوراخ ہے۔ میں نے ایک شخص سے کہا۔ کہ یہ سوراخ کیسا ہے۔ اس نے کہا کہ تم جس قدر ان لوگوں کے پاس شمعیں دیکھتے ہو۔ وہ اسی سوراخ سے ہیں۔ پھر ہم اس کے ساتھ ایک دروازہ کی طرف آئے۔ جس کی چوڑائی مشرق سے مغرب تک کی معلوم ہوتی ہے۔ اس پر ابدال و صوفیہ کی ایک بڑی جماعت ہے۔ پھر میں نے شیخ ابومدین سے دروازہ کی بابت پوچھا۔ تو کہا کہ یہ ابدال کا دروازہ ہے۔ ہم اس کے دربان ہیں۔

پس جو کوئی اس کی رعایت کرے۔ ہم اس کو بلا لیتے ہیں۔ اور جب وہ کلام کرتا ہے۔ تو اس کی تمیز کر لیتے ہیں۔ پھر شیخ آگے بڑھے۔ اور اس میں داخل ہوئے۔ اور اس کے بعد سب داخل ہوئے۔ ہم نے دیکھا کہ وہ نور کا ایک بڑا سمندر تھا۔ اس پر ایک نور کی کشتی تھی۔ پھر شیخ نے کہا۔ یہ وصول کا سمندر ہے۔ اور امید کی کشتی ہے۔

پھر کہا کہ تم سب اس میں داخل سوار ہو جاؤ۔ بسم اللہ مجریھا و مرسلھا اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے۔

تیرے رب کی طرف اس کی انتہا ہے۔ تم اس میں شوق کی ہواؤں کے ساتھ فکر کی موجوں کے درمیان ذکر کے کنارہ کی طرف چلو۔

پھر جب ظاہر ہوئے۔ تو اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے۔ پھر کہا ایسے سفروں میں انوار حاصل کئے جاتے ہیں۔ علوم و اسرار کا استفادہ کیا جاتا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ جب صبح ہوئی تو میں شیخ ابومدین کی خدمت میں آیا۔ اور یہ واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے اس کو برقرار رکھا۔ اور مجھ پر اس میں کسی امر کا انکار نہ کیا۔

اور اسی اسناد سے غزالی تک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابو مدین نے اپنی مجلس میں حضرت موسیٰ الکلیم علیہ السلام کا ذکر کیا۔ اور دیر تک ان کی تعریف بیان کرتے رہے۔ جب رات ہوئی۔ تو میں نے خواب میں ایک دروازہ کھلا ہوا دیکھا۔ موسیٰ علیہ السلام اس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں۔ اے ابامدین تم نے علوم سے اعلیٰ حصہ لیا ہے۔ معارف سے بڑا بلند حصہ لیا۔ اس کے پیدا کرنے والے کی طرف تم نے نسبت کی۔ تو نے ولایت کو اس کے سر کے ساتھ جمع کیا ہے۔

پس تجھ کو اس کا معاملہ خوش ہو۔ اور یہ تیرے لئے چراگاہ ہو۔ یہاں تک کہ تو نے اس سے فائدہ پایا اور فکر کے لئے ہم جلسہ ہوا۔ یہاں تک کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ انیس ہوا پس چونکہ تو نے علم سے اس کی پاکیزگی کی ہے۔ اس نے تجھ کو قریب کر لیا ہے۔ اور معرفت سے تو نے اس کا ذکر کیا ہے تو اس نے تجھ کو قریب کر لیا ہے۔

پس لوگ شہوات اور موجودات سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ اور تو رحمٰن کے مشاہدہ سے نفع حاصل کرتا ہے۔

پھر میں نے آسمان میں فرشتوں کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ سبوح قدوس رب الملئکۃ و الروح پھر دروازہ کھلا تو دیکھا موسیٰ علیہ السلام میرے ساتھ زمین پر ہیں۔ مجھے تعجب ہوا انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم کس بات پر تعجب کرتے ہو۔ یہ ابومدین ہیں کہ عرش سے لے کر کرسی تک ایک لحظہ میں قطع کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں

شیخ ابامدین کی خدمت میں آیا۔ اور یہ خواب بیان کیا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت فقیہ عالم ابو الفضل سعدان بن مواہب بن عبد الصمد رحمی اسفاری نے کہا۔ میں نے سنا شیخ عارف ابا الحجاج اقصری سے وہاں پر کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابا محمد عبدالرزاق سے کہا کہ میں نے ابو العباس خضر علیہ السلام سے قنا میں مغرب میں ۵۸۰ھ میں ملاقات کی۔ پھر میں نے اس سے اپنے شیخ ابو مدین کی نسبت پوچھا تو کہا کہ وہ اس وقت میں امام الصدیقین ہیں۔

اور اس کا سر ارادہ سے ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے سر محفوظ کی حجاب قدس کے ساتھ کنجی دی۔ اس وقت اس سے بڑھ کر مرسلین کے اسرار کا جامع اور کوئی نہیں۔

راوی کہتا ہے۔ پھر شیخ ابو مدینؒ اس کے بعد تھوڑے دن میں فوت ہو گئے۔ وہ ابو مدین شعیب بن الحسن مغربی ہیں۔ بلاد مغرب میں رہتے تھے۔ امیر المومنین نے ان کے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ تاکہ ان سے تبرک حاصل کرے۔ اور جب وہ تلمان میں پہنچے۔ تو کہنے لگے ہم کو سلطان سے کیا مطلب آج کی رات ہم اپنے بھائیوں کی زیارت کرتے ہیں۔

پھر سواری سے اترے اور قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ کلمہ شہادت پڑھا۔ پھر کہا کہ ہاں میں آیا ہوں۔ "اور میرے رب نے تیری طرف جلدی کی تاکہ تو راضی ہو جائے" اور وہیں فوت ہو گئے۔ پھر جبانہ عباد میں دفن کئے گئے۔

آپ کی عمر اسی سال کی ہو گئی تھی۔ وہیں آپ کی قبر ہے۔ جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے فقیہ ابو الحجاج یوسف بن الفقیہ ابی الحسن علی بن احمد خزرجی تلمانی نے ہم کو یہ شعر سنائے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ مجھے میرے باپ رحمہ اللہ نے کہا۔ کہ ہم کو بعض ہمارے دوست علماء و صلحاء میں سے جو کہ مغرب کے رہنے والے تھے۔ اپنے اشعار سنائے۔ جو کہ ابو مدین کی مدح میں کہتے تھے وہ یہ ہیں۔

تبدت لنا اعلام علم الہدی صدقا ❊ فصار لشمس الدین فرباؤ شرقا

واشرق منہا کل ما کان انلا ❊ را صبح نور السعد قد ملا الا فقا

سقى ا الله من ما ء المحبة و ا بلا — قلو با به ها مت فقل كيف لا تسقى

لقد ز هد و ا فيما سو ا ه نا صبحت — نفو سهم طر ا نتا ب ى ا لد نا سحقا

لقد غر قو ا نى بحر جب ا لا لهم — فنا هيك من بحر و نا هيك و من غر قى

ا ذا ما مر ت للسر ا سر ا ر شو قهم — لسيد هم ز ا ب و ا لر و بية شو تا

قلو ب سر ت نحو ا لهد ى بمعسكر — فعا ر ت سها م ا لحب تر شقها ر شقا

و جا ء من التو حيد جيش عر موم — فا قنى الذى يقنى و البقى الذى سقى

هم ا لقو م لا يشقى بعيد جلسيهم — و ا هل ا حد يخطى بقر بهم تشيقى

لبا مد ير ر ا نت لد نيك عصبه — فو ا سيتهم حبا ب ا ب نيتهم ر فقا

لك ا الله يا شمسا احناء نبو ر ها — من ا لد ين ما قد كا ن ا ظلم ا ز ر قا

سقيت قلو با طا لما شقها ا لظما — فا مطر تها من ما ع علم ا لهد ى و ر قا

نا حييت منها كل ما كا ن ميتا — و ر قيت منها كل ما كا ن لا ير قى

فا خر جتها سن كل جهل و ظلمعته — فمها و جا ليل ا لحت له بو قا

ب ا ب خلتها حمسن ا لتو كل فا نشت — و ا منكها ذ و ا لفر با لعر و ة ا لو ثقى

شفيت بعلم يا شعيب قلو بنا — تا سمك من شعب ا لقلو ب قد ا شتقا

و قد كا ن سلطا ن ا لهد ى قا ب ا نفسا — ب ا ر سعها ذ لا و عبد ما ر قا

فا عتقها من رنته بتلطف — فجو ز يت من خير منحت ا لو ب ء عتقا

ا ذ ا ا س تبقت با لعا ر فين خيو لهم — فخيك با لتو حيد قد ز ت ا لسبقا

و ا ن ر كبو ا نحو ا لمعا ر ف مر كبا — ر كبت ا ليها فى بحا ر ا لهو ى عشقا

سمو ت نبور ا الله عن كل نا ظر — نصرت ترى فى الغيب مالاترى النقا

و ا نت ا ما م ا لعا ر فين و نو ر هم — و منطقهم مهما ا ر ب ت بهم نطقا

عليك سلا م ا الله ما ذ ر شا ر ق — و ما سبحت شجو ا لسيد ها و ر تا

و صل على ا لمختا ر من ا ل ها شم — كما جا ء با لحق ا لذى ا ظهر ا لحقا

خضر علیہ السلام سے ملاقات

خبر دی ہم کو ابو محمد مسعود سلماسی نے کہا۔ خبر دی ہم کو شیخ پیشواء ابو زکریا یحییٰ بن محمد مغربی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ پیشواء ابو محمد صالح دو کالی سے وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے اپنے شیخ ابو مدین سے ۵۶۰ھ میں سنا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ میں ابو العباس خضر علیہ السلام سے تین سال ہوئے کہ ملا تھا۔ اور اس سے ہمارے زمانہ کے مشائخ مشرق و مغرب کی نسبت پوچھا۔ اور شیخ عبدالقادر جیلیؒ کی نسبت بھی پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ امام صدیقین اور حجتہ العارفین ہیں۔ وہ معرفت میں روح ہیں۔ اور اولیاء کے درمیان ان کی عجب شان ہے۔ اس میں اور مخلوق میں صرف ایک نفس باقی ہے۔ اور تمام اولیاء کے مراتب اس نفس سے علیحدہ ہیں۔ میں اولیاء کے مراتب کو ان کے اشارہ سے بدلاتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے خضر علیہ السلام کو ان کے ماسوا کسی اور کے حق میں یہ کہتے ہوئے نہیں سنا۔

شیخ ابو محمد عبدالرحیم مغربی

یہ شیخ مصر کے بڑے مشہور مشائخ میں سے ہیں۔ عارفین مذکورین سے بڑے ہیں۔ صاحب کرامات خارقہ انفاس صادقہ افعال ظاہرہ احوال فاخرہ۔ حقائق روشہ معارف جلیلہ صاحب مقام محفوظ و فتح عجیب کشف جلی قدر بلند تھے۔ مراتب قرب میں ان کا محل اونچا تھا۔ منازل قدس میں ان کی مجلس اونچی تھی۔ چشمہ وصل میں ان کا گھاٹ شیریں تھا۔ مشاہدہ غیوب میں معارف کی تفصیل کے ساتھ علم میں ان کا ہاتھ روشن تھا۔ احکام ولایت کے ساتھ تصریف میں ان کا ہاتھ لمبا تھا۔ احوال نہایت کے ساتھ تمکین میں ان کا قدم راسخ تھا۔ موجودات کے پردوں کے لئے ان کی بصیرت روشن تھی۔ ملکوت کے راستوں میں ان کی باطنی حالت سیر کرنے والی تھی۔ وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے علم شریعت و حقیقت جمع کر دیا تھا۔ ان کو کتاب و حکمت کی بہت سی معرفت اور سر محفوظ کے علم کی کنجی دی تھی۔

جب وہ موذن سے کہتے ہوئے سنتے تھے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ تو کہتے کہ ہم

ان باتوں کی گواہی دیتے ہیں۔ جو اس نے ہم کو دکھائیں۔

اس شخص کے لئے ویل ہے جو کہ خدا پر جھوٹ بولتا ہے۔ وہ کہا کرتے تھے۔ کہ متکلمین حق کے گردا گرد مذبذب ہیں۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے۔ موجودات کو ان کے لئے بدلا ہے۔ ان کے لئے اسباب کو توڑا ہے۔ ان کے ہاتھ پر عجائبات کو ظاہر کیا ہے۔ ان کو حکمت کی باتیں بولنی سکھائی ہیں۔ ان کی زبان پر ازل کی عروسوں کو روشنی دی ہے۔ پوشیدہ اسرار کو ان کے لئے ظاہر کر دیا ہے۔ لوگوں کے سینوں میں ان کی پوری مقبولیت اور ہیبت ڈال دی ہے۔

وہ اس شان کے ایک رکن ہیں اور اس طریق کے اوتاد ہیں۔ ان کے سرداروں کے امام ہیں۔ اس کے حکام کے بڑے عالم ہیں۔ علم اور عمل حال و تحقیق و جلالت و مہابت و ریاست میں ان لوگوں کے صدر ہیں۔ جو اس طریق پر چلانے والے ہیں۔

اس کے ساتھ طریق مجاہدہ۔ مراعات اوقات مراقبہ احوال و شمار انفاس کالزوم تھا اس شان کی ریاست ان تک منتہی ہوئی۔ اور بلاد مصر میں ان کے وقت میں مریدین صادقین کی تربیت میں سب امر سرسبز ہو گیا انہیں کی صحبت سے شیخ پیشواء ابو الحسن بن ملغ نے تخریج کی ہے۔

اس طریق کے بہت سے لوگ ان کے شاگرد ہوئے ہیں۔ اصحاب احوال کا جم غفیر ان کی طرف منسوب ہوا ہے۔ ان کی بزرگی و احترام پر علماء و مشائخ کا اجماع ہوا ہے۔ ان کے مرتبہ کا اعتراف کیا ہے۔ ان کی عدالت کو ظاہر کیا ہے۔ ان کی بات تک بس کی ہے۔ ان کی زیارت کا ہر طرف سے قصد کیا گیا تھا۔ ان کا ذکر شرق و غرب میں مشہور ہوا ہے۔

آپ خوبصورت دانا متواضع ادیب شریف الصفات لطیف المعانی تھے۔ اہل حقیقت کی زبان پر ان کا بزرگ کلام تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔ علائق کا قطع گم شدہ کو بھلا دینا ہے۔

ظہور عقد یہ ہے کہ ماسوا کی طرف التفات نہ ہو۔ دل کا اعتبار قدر سابق کی تربیت

کے ساتھ ہے۔

تجرید یہ ہے کہ دونوں زمانوں کا حکماً نسیان ہوا۔ اور حال کے طور پر دونوں جہاں سے۔ ذہول ہو۔ وقت کے لحاظ سے این سے آنکھ بند ہو۔ یہاں تک کہ موجودات بدل جائیں ان کا باطن ظاہر ہو جائے۔ اس کا متحرک ساکن ہو جائے۔

پس تمکین قدر سے قطع حکم پر تسکین پائے۔ موارد کی فراخی اور موجودات کی صورتوں سے اور سینوں کے کھلنے کے ساتھ خوشی حاصل ہو۔ اس کے بعد تکوین رسوخ تمکین ثبوت مقام ہو۔

پھر آسمان اس کے لئے چادر ہے۔ اور زمین بسلط ہے۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کی ہیبت باطن کی آنکھوں کو اس کے مشاہدہ اور ماسوا کے مشاہدہ حسن سے اندھی کر دیتی ہے۔

پس وہ انوار جلال کے سوائے اور کچھ نہیں دیکھتا۔ اور سوائے جمال کی بلندی کے اور کچھ ملاحظہ نہیں کرتا۔

رضا یہ ہے کہ تقدیروں کے مجاری کے نیچے بطور حال تفرقہ کی نفی اور بطور جمع کے علم توحید کی نفی ہو۔ پھر وہ قدرت کو قادر کے ساتھ اور امر کو امر کرنے والے کے ساتھ مشاہدہ کرتا ہے۔ یہ اس کو احوال کے ہر ایک حال میں لازم ہے۔

تمکین یہ ہے۔ کہ کشف کے طور پر شہود علم ہو۔ اس کی طرف قہر کے طور پر احوال کا رجوع ہو۔ حلم کے طور پر قادح پر تصرف ہو۔ شعاً کمال امر ہو۔

بھوک یہ ہے۔ کہ استغراق اذکار میں اسرار کی صفائی ہو۔ شوق یہ ہے کہ خوشی کے مارے مبادی ذکر میں استغراق ہو۔ پھر سکر کی وجہ سے توسط ذکر میں غاصیت ہو پھر صحو کے طور پر اواخر ذکر میں حضور ہو۔

پس وہ استغراق کے درمیان ہے جو اس کو برانگیختہ کرتا ہے۔ اور غیبت کے درمیان ہے جو اس کو بے قرار کرتی ہے، حضور کے درمیان ہے کہ اس کو خوش کرتا ہے۔ مشتاق کے وقت کا ثلث استغراق ہے۔ ثلث غیبت ہے۔ ثلث حضور ہے۔
زندگی یہ ہے۔ کہ دل کشف نور سے زندہ ہو۔ پھر خدا کے اس بھید کو دیکھ لے۔ کہ

جس کے ساتھ موجودات اپنے مختلف اطوار میں زندہ ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسے زندہ ہیں۔ اس سے وہ اسرار معانی اور الطاف مبانی سے مخاطب ہو۔

حول و قوت سے بیزاری یہ ہے کہ خواطر اس پر اترنے سے جاتے رہیں۔ امتزاج انفاس میں فنا کا فنا ہونا غیبت ہے۔ اس کے صاحب کو یہ بات مفید ہے۔ کہ اس کے حال کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے۔ اس کے مقام کو ہر لحظ ترقی دیتا ہے۔ پھر ملک و ملکوت میں کوئی حرکت سکون اختلاف طور بالحکم نہیں ہوتا۔

مگر اس کے لئے اس میں نورانی اور حقیقت ایمانیہ کی زیادتی ہوتی ہے۔ مقام کی کثرت ہوتی ہے۔ اس پر اس کا حال مقدر نہیں ہوتا۔ نہ اس کی سوزش عشق مختلف ہوتی ہے۔ پھر اگر اس پر قدرت ظاہر ہو تو اس کو چھپاتی ہے۔ اور اگر اس میں چھپتی ہے۔ تو اس کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کی رویت غیبت ہے اس کا حضور بطون ہے۔

اسرا کی صفائی یہ ہے کہ وہ کسی آیت کے سوائے مخاطب کے اپنے باطن میں مراد کے سر کے ساتھ عمل میں نہ سنے۔ عمل میں اختلاف مقالات کے ساتھ سمجھیں۔ مختلف ہوتی ہیں۔ پھر وہ اسرار کے باغوں میں چرتا ہے۔ خالص انوار کے ساتھ صاف ہوتا ہے۔ انور جمال میں اس کے لئے حکم ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی طرف وہ انوار اس کی ہدایت کرتے ہیں۔ اور اپنی بخشش اس کو دیتے ہیں۔ واصل اپنے کان سننے کے لئے آگے کرتا ہے۔ اور باطنی آنکھ دیکھنے کے لئے کھولتا ہے۔ پھر موجودات کے حروف اس کے کانوں کے بھید میں نذیر اور حکم و نصائح بن جاتے ہیں۔

پس وہ نذیر کے باغ میں نصائح کے متکلم اور خاموش نصیحتوں کے باغوں اور باطنی ظاہری حکمتوں کے پھولوں کے درمیان ہوتا ہے۔

تقویٰ یہ ہے کہ اس کے محل پر جو حرکت ظاہر ہو وہ ایسی ہو۔ کہ علم کی رسی سے وابستہ ہو۔ اس کے ساتھ اس کی حرکت سے غیبت ہو۔ پھر اگر وہ باطنہ ہے تو باطن علم میں اس کا حکم ہو۔ اور اگر ظاہرہ ہو تو ظاہر علم میں اس کا وجود ہو۔ اس کے ساتھ طہارت قلب۔ تسلیم نفس۔ سرعت وقت ہو۔ جب بندہ کی یہ حالت درست ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو علم لدنی دیتا ہے۔ اس کے لئے الہام وحی کا دروازہ (وحی سے وہ وحی

مراد قطعاً" نہیں جو انبیاء کو ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ منقطع ہو چکی ہے۔ بلکہ بمعنی الہام و القا ہے) پھر اس کی روح اسرار ملکوت اور انوار غیبیہ میں تحقیق استغراق کے ساتھ باتیں کرتی ہے۔

پس اپنے دل کو ایک طاقچہ دیکھتا ہے۔ جس کے انوار دائمی ہیں۔ پھر اس کے سبب حقیقت نفس معلوم کر لیتا ہے۔

اور یہ کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے اس کی وضع کو ترتیب دیا ہے۔ لوگ اس میں دو قسم کے ہیں۔ متمکن امکن اور متمکن غیر امکن۔

پس اول وہ ہے کہ عبارت علمیہ کو لطیف حال کے ساتھ جو کہ بشرط ملاقات تبلیغ کو واضح کر دے۔ وابستہ ہو۔

دوسرا وہ ہے کہ اس بات کو کشف کے طور پر دریافت کر لے اور اس کی عبادت ادا نہ ہو سکے۔ وہ اس کو اس حقیقت تک نہیں پہنچاتا۔ جس کو لطیف انوار و مخفی اسرار سے معلوم کر لیا ہے۔

معنی کشف

کشف یہ ہے کہ صدیقی میزان اور حنیفی راستہ پر افعال و احوال کا ظہور ہو۔ ایسا ہی موجودات میں ہے کہ اس کے حقائق وضع اول بربدوں اشارہ تمثیل و اشارہ تحویل کے اس پر ظاہر ہوں۔ بلکہ بروز تشکیل ہو۔ اور وہ اس کے لئے بارہ قسم پر ظاہر ہوتے ہیں۔ بتوں والے اور غیر تنہ والے۔ معارف کے شموس اور لطائف العوارف کے لئے اور اس کے لئے وہ شاہد ہے۔ جو کہ انفصال اور اتصال کے پہلے تھا۔

ذکر یہ ہے کہ ذاکر مذکور کی رویت میں منفصل ہو جائے۔ یہاں تک کہ عین محو میں محق اور صحو کے سر میں نشہ دار ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہے "اپنے رب کو جب تو بھولے تو یاد کر" اس کا معنی یہ ہے کہ جب تو اپنے ذاکر ہونے کو بھول جائے تو تیرا نسیان ذکر ہے۔ اور تیری غیبت نسیان سے شہو و مذکور ہے۔ اور یہی وہ ہے کہ جس کو ذکر ذاکر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سوائے

عاقلین یہ کہتا ہے۔ کہ جب تو اس کے ماسوئی کو بھول جائے تو اس کو یاد کر۔ سو یہ عاقلین کے سوا محققین کے لائق نہیں۔ یہ تمام مقالات کتاب و سنت کا حسن ادب کے ساتھ اتباع کرنے کا نتیجہ ہیں۔ اور جس کو شرع کا اتباع نہ ہو۔ اس کو نہ یہ مقالات حاصل ہوتے ہیں نہ احوال۔

شیخ ابو محمد عبدالرحیم

خبر دی ہم کو فقیہ ابوالفضل سعدان بن مواہب اسنائی نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ امام مجد الدین اباالحسن علی بن وہب بن مطیع قشری سے قوص میں سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے اپنے شیخ اباالحسن ابن صباغ سے قنا میں سنا وہ کہتے تھے۔ کہ ہمارے شیخ ابو محمد ابراہیم قنا میں محفل سماع میں حاضر ہوئے۔ اور اس میں مشائخ و علماء کی ایک جماعت تھی۔ قوال نے یہ اشعار پڑھے۔

کما یتر فیک قد ا مسیت ا خفیها	خو ف ا لعد ا و بـ مو ع ا لعین تبیها
و ز فر ة با ت شر تی طو ل لیلة	ا لیک ینشر ها عو بـ ا و یطو یها
فا ر حم تقلقل قلب حشو ه حر ق	تتجنو ا لجحیم و لا تجنو تلظیها
فلیس فی بد نی عضو و جا ر حة	ا لا و حیک فیها قبل ما فیها

پھر شیخ اور حاضرین خوش ہوئے اور قوال نے یہ اشعار بھی پڑھے۔

سر و ر ی ا ن ا ر ا ک بـ ا ن تر ا نی	و ا ن ید نو مکا نک من مکا نی
و عیشی فی لقا نک کل یو م	و حسبی ذ ا ک من کل ا لا ما نی
لئن و ا صنلتنی بـ ا ر بـ ت قر بی	ر حقک ما ا با لی لبن جفا نی

قوال کی زبان بند کر دی

راوی کہتا ہے کہ پھر شیخ پر بڑی حالت طاری ہوئی۔ اور قوال سے کہا پھر کہو تو قوال کو اس میں سستی ہوئی۔ تب شیخ نے اس سے کہا کہ چپ رہو۔ وہ بولنے پر قادر نہ ہوا۔ ایسا کئی دن تک رہا۔ پھر شیخ کی خدمت میں عذر کرتا ہوا توبہ کرتا ہوا آیا۔ تب

شیخ نے کہا کہ کچھ قرآن کی آیات پڑھ اس نے شیخ کے سامنے چند آیات پڑھیں۔ اور خوش ہو کر چلا گیا۔ پھر اس کا یہ حال ہوا کہ جب قرآن پڑھنا چاہتا۔ تو صاف پڑھ لیتا۔ اور جب شعر پڑھنا چاہتا۔ تو اس پر قادر نہ ہوتا۔ پھر وہ شیخ کی خدمت میں فریاد رس ہو کر آیا تو آپ نے اس کو کہا کہ جا اب پڑھا کر۔ پھر وہ شخص لوٹا تو پڑھتا تھا۔ جیسے کہ پہلے پڑھا کرتا تھا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو یونس عبداللہ بن فضل اللہ بن احمد سعدی اقصری نے کہا کہ میں نے سنا اپنے شیخ ابو الحجاج اقصریؒ سے وہ کہتے تھے۔ کہ مصر میں دو شیخ جمع ہوئے۔ شیخ عبدالرحیم اور شیخ عبدالرزاق۔

پھر شیخ عبدالرحیم نے تھوڑی دیر سر نیچے کیا۔ پھر عبدالرزاق سے کہا کہ اے برادر من میں نے لوح محفوظ میں دیکھا ہے۔ کہ ابدال کا اس وقت بیت المقدس میں جان کنی کا وقت ہے۔ مجھے حکم ہوا ہے۔ کہ اس کی وفات پر حاضر ہو جاؤں۔ تب وہ دونوں کھڑے ہوئے اور اسی وقت بیت المقدس آئے۔ اور ابدال کی موت پر حاضر ہو گئے۔ اس کی تجہیز و تکفین میں شامل ہوئے۔ باقی دن میں دونوں مصر میں آگئے۔ پھر شیخ عبدالرحیم نے شیخ عبدالرزاق سے کہا کہ چلو اللہ تعالیٰ نے اس ابدال کی جگہ ایک شیخ کو بنایا ہے۔ جو کہ نیل کی کشتی میں ہے۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس کو لاؤں۔ پھر دونوں نیل کے کنارہ کی طرف ہوئے۔ تو دیکھا کہ وہ کشتی دوسرے کنارے کی طرف چل رہی ہے۔

شیخ عبدالرحیم نے اپنا عصا لیا۔ اور اس کو زمین میں گاڑ دیا۔ تو کشتی وہیں ٹھہر گئی۔ دائیں بائیں نہ چلتی تھی۔ پھر شیخ عبدالرحیم پانی پر گذر گئے۔ یہاں تک کہ کشتی میں جا کھڑے ہوئے۔ اور اس شخص کو پکارا۔ اس نے جواب دیا۔ جب وہ ان کے قریب آیا تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور پانی پر گذرتے ہوئے۔ دوسری طرف پہنچ گئے۔ شیخ نے اپنے ہاتھ سے اس عصا کو نکال لیا۔ پھر وہ کشتی چل پڑی پھر یہ تینوں حضرات بیت المقدس میں پہنچے۔ اور اس میں اس دن کی مغرب کی نماز پڑھی۔ وہ شخص اس کے بدلے وہاں بیٹھ گیا۔ اور اللہ عزوجل نے اس کو اس جیسا حال و مقام عنایت کر دیا۔

خبردی ہم کو فقیہ عالم ابو الحسن علی بن احمد بن عبداللہ مصری مؤدب نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو سعد خیر عبدالرحیم بن شیخ بزرگ عالم ابو اسحاق ابی طاہر ابراہیم بن نجا انصاری حنبلی واعظ نے مصر میں کہا۔ کہ میں نے اپنے والد رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ ایک شخص مصر کا رہنے والا تھا۔ جس کا حال عمدہ۔ کشف صاف اور قدم ثابت تھا مگر یہ سب کچھ اس سے جاتا رہا۔ تب وہ شیخ عبدالرحیم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ کو پایا کہ آپ بیٹھے ہوئے ایک برتن میں وضو کر رہے ہیں۔ ان سے کہنے لگا کہ اے میرے سردار میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں۔ کہ اللہ عزوجل کے ساتھ جو میرا حال تھا وہ گم ہو گیا ہے۔

شیخ نے اس سے کہا کہ اس برتن میں جو پانی ہے۔ یعنی وضو کا پانی پی جاؤ۔ اس نے پی لیا۔ تو اس کا سارا حال اسی دم ہو گیا۔

ایک سال نیل کا پانی ٹھہر گیا۔ اور پانی بالکل نہ چڑھا نہ تھوڑا نہ بہت اس کی زیادتی کا وقت جاتا رہا۔ اہل قنا کے لوگ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ سے پانی مانگنے لگے۔ آپ نیل کی طرف آئے۔ کشتی میں سوار ہو کر دوسری جانب گئے۔ برکت اور بارش کی دعا دینے لگے۔ پھر وہ دن ابھی ختم نہ ہوا۔ کہ نیل چڑھ گیا۔ اور اپنی حد تک پہنچ گیا اور عام لوگوں کو اس کا نفع پہنچا۔

خبردی ہم کو قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد مقدسی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو العباس احمد بن شیخ ابی الثناء حامد بن احمد انصاری ارپاق نے کہا کہ میں نے سنا شیخ امام ابا اسحاق ابراہیم بن فرنبل سے مصر میں وہ کہتے تھے کہ ہم کو ہمارے بعض صلحاء نے کہا کہ میرے پاس گیہوں کا ایک ویبہ (۲۴ سیر) تھا۔ اور میرا کنبہ بہت تھا۔ تب میں شیخ عبدالرحیم کی خدمت میں قنا میں آیا۔ اور کثرت عیال و فاقہ کی شکایت کی۔

آپ نے میرے لئے ایک پیالہ گیہوں کا نکالا اور فرمایا کہ اس کو اپنے گیہوں میں ملا دے اور آٹا پیالے ہوز کسی کو خبر نہ کرنا۔

میں نے ایسا ہی کیا۔ میری بیوی ہر روز اس گیہوں میں سے دو پیالہ پیس لیتی۔ اس

طرح ہمارے چار ماہ گذر گئے۔ پھر میری بیوی نے اپنے پڑوسیوں کو یہ حال بتلا دیا تو وہ آنا ختم ہو گیا۔

ابن مزبنل رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ محمد بن احمد قرشی سے یہ کہتے ہوئے کئی دفعہ سنا کہ شیخ عبدالرحیم کا نور اہل مصر کے تمام صاحبان احوال کے انوار پر ان کے وقت میں غالب ہے۔

ابو محمد ابراہیم بن احمد بن حجوں بن احمد بن محمد بن جعفر بن اسماعیل بن جعفر زکی بن محمد بن ماموں بن حسین بن محمد بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب ہیں۔

آپ قنا میں رہتے تھے جو کہ علاقہ مصر کے اعلیٰ جانب میں ایک مشہور شہر ہے وہ اب تک مشائخ کے ساتھ مشہور ہے۔ اور تمام بدعات و منکرات سے ان کی برکت سے محفوظ ہے وہیں آپ نے وطن بنایا تھا۔ اور وہیں ۵۹۲ھ میں انتقال کیا۔ وہیں پیدا ہوئے تھے۔ ان کی عمر ستر سال سے زیادہ ہو گئی تھی۔ وہیں آپ کی قبر ہے۔ جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

آپ کی اصل بلاد مغرب ہے۔ میرا گمان ہے۔ کہ وہیں پیدا ہوئے ہیں۔ جب آپ کا انتقال ہوا۔ تو روایت ہے کہ بلاد مغرب کے ایک بڑے شیخ کھڑے ہوئے تھے۔ اور بیٹھتے تھے نکلتے تھے اور داخل ہوتے تھے۔ ان کو گھبراہٹ پیدا ہوتی تھی۔ اس بارہ میں ان سے پوچھا گیا تو کہا کہ مشرق میں ایک شیخ فوت ہوا کہ جو اپنی طرف میں یکتا تھا۔ ان کا نام عبدالرحیم تھا۔ اگر ان کا جسم تین دن زمین پر رہتا۔ تو جو شخص ان کو دیکھتا وہ حکمت کی باتیں کرتا۔

اور خبر دی مجھ کو شیخ امام تقی الدین ابو عبداللہ محمد بن شیخ امام محی الدین ابی الحسن علی بن وہب قشیری نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابی الحجاج اقصری کے ساتھ شیخ عبدالرحیم کی قبر کی زیارت قنا کے میدان میں کی۔ جب ہم ان کی قبر پر کھڑے ہوئے۔ تو قبر سے ایک نور نکلا۔ جیسے کہ آفتاب کی ٹکیہ اور آیا حتی کہ شیخ ابا الحجاج کو اس نے ڈھانک لیا۔

وہ کہتا ہے کہ میں کہتا تھا کہ یہ شیخ کی روح ہے۔ میں نے شیخ نیک بخت ابا الفتح نصراللہ بن منصور بن احمد قرشی کمی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے فنا کے میدان کی زیارت کی ۵۳۰ھ میں دوپہر کے وقت وہاں میرے سوا اور کوئی نہ تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ شیخ عبدالرحیم اور شیخ ابی الحسن صباغ کی قبروں سے انوار نکلتے ہیں۔ حتی کہ بوجہ شدت انوار کے آفتاب کا نور مجھ سے چھپ گیا۔ اور شیخ ابی الحسن کی قبر سے قائل کو یہ کہتے ہوئے سنا اللہ نور السموات والارض یعنی اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

پھر شیخ عبدالرحیم کی قبر سے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا نور علی نور یهدی الله لنوره من یشاء یعنی وہ نور پر ہے۔ جس کو چاہتا ہے۔ اس نور سے ہدایت کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ پھر میں بے ہوش ہو گیا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو یونس عبداللہ بن فضل اللہ بن احمد سعدی اقصری نے کہا کہ سنا میں نے اپنے شیخ ابو الحجاج اقصری سے وہاں پر وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ عبدالرزاق سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ ایک دن مشائخ سلف کا ذکر ہوا تو شیخ عبدالرحیم نے فرمایا۔ کہ شیخ عبدالقادر دنیا کے مشہور مشائخ میں یکتا اور زمین والوں میں بہتر ہیں۔ وجود کے اوتاد اور شہود کی سیڑھی ہیں۔

شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق بطائحی

یہ شیخ جنگل کے مشائخ میں سے اکابر اور عارفین کے سردار ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ و احوال فاخرہ مقامات بلند صاحب الفتح روشن و کشف واضح ہیں۔ ان کے ابتدائی حالات وہ ہیں۔ کہ جن کی مثل مشکل ہے۔ ان کی نہایات وہ ہیں کہ جن کا بلند مقام ہے۔ ان کے حقائق بلند اور معارف عالیہ ہیں۔ تمکین میں ان کا طور بلند ہے۔ اور تصریف میں ان کا مقام روشن ہے۔

علوم احوال میں ان کا ہاتھ سفید ہے۔ اسرار مشاہدات میں ان کا ہاتھ فراخ ہے۔ مقامات وصول میں ان کا قدم مضبوط ہے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے۔ جہاں میں ان کو تصرف دیا ہے۔ اسرار کا ان کو مالک کر دیا ہے۔ علوات کو ان کے لئے بدلا ہے۔ مغیبات کے ساتھ ان کو ناطق کیا ہے۔ ان کے ہاتھ پر عجائبات کو ظاہر کیا ہے۔ سینوں کو ان کی ہیبت سے اور دلوں کو ان کی محبت سے بھر دیا ہے۔ زمانہ کی طرف قافلے ان کی تعریفیں لے گئے ہیں۔ عراق کے مشائخ ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔ ان کی بزرگی و احترام کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ ان کی کرامات و مجاہدات کو روایت کرتے تھے۔ وہ باادب متواضع اہل علم کے محب تھے۔ زاہد پرہیز گار لوگوں سے منقطع شریف الاخلاق، جمیل الصفات تھے۔

معارف میں ان کا کلام ہم کو تھوڑا ہی ملا ہے۔ اس میں سے یہ ہے۔ ایمان توحید کے اقرار کا نام ہے۔ اس کی مٹھاس موحدین کی زبانوں کی دوست ہے۔ صادقین کے دونوں میں اس کی گرہ ہے۔ اسرار عارفین میں اس کی معرفت ہے۔

جب قدرت میں دیکھنے کے دل کھل جاتا ہے تو زبان واحدنیت کے ذکر سے حرکت کرتی ہے۔ پھر اگر عارف دل کی طرف دیکھے تو اس میں شوق کی آگیں بھڑکتیں ہیں۔ معارف کے انوار اس میں روشن ہوتے ہیں۔

اولیاء کے دل معرفت کے برتن ہیں۔ عارفین کے دل محبت کے برتن ہیں عاشقوں کے دل شوق کے برتن ہیں۔ مشتاقوں کے دل محبت کے برتن ہیں۔ محبت والوں کے دل مشاہدہ کے برتن ہیں۔ مشاہدین کے دل خدائے یکتا کے موتیوں کے برتن ہیں۔ ان احوال میں سے ہر ایک حال کے لئے آداب ہیں۔

پھر جو شخص ان کو ان کے اوقات میں استعمال نہیں کرتا وہ ہلاک ہو گا۔ اس لئے کہ وہ نجات کی امید رکھتا ہے۔ (اور ہر آداب بجا نہیں لاتا)

غافل اللہ تعالیٰ کے حکم میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور عاشق اللہ کی محبت کی بساط پر پھر وہ ان کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔

محبت ایک سمندر ہے۔ جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ اور رات ہے۔ جس کی آخر نہیں غم ہے بغیر خوشی کے۔ بیماری ہے بغیر طبیب کے۔ بلا ہے۔ بغیر صبر کے مراقبہ ہے

بلا محافظت کے ذکر ہے بغیر نسیان کے شغل ہے بغیر فراغت کے۔ رنج ہے بغیر راحت کے سوزش ہے۔ بغیر آرام کے۔ شوق ہے بغیر قرار کے۔ بیماری ہے بغیر شفا کے۔

محبت ایک فریفتگی ہے۔ جس کے شروع میں افسوس ہے۔ اس کی غایت دائمی مرض ہے اس کی نہایت تلف ہے۔ جو اس کو چکھے وہ اس کو پہچانتا ہے۔ جو اس کی پہچانتا ہے اس سے محبت کرتا ہے۔ جو اس سے محبت کرتا ہے۔ اس کی تعریف کرتا ہے۔ عاشق لوگ اللہ عزوجل کے ساتھ ایک قدم پر قائم ہیں۔ اگر آگے بڑھیں تو غرق ہوتے ہیں۔ اگر پیچھے ہٹتے ہیں۔ تو پردہ میں ہوتے ہیں۔ پھر یہ اشعار پڑھنے لگے۔

و لما ر ا یت ا لحب قد شد جسره، و نو بی با لعشا ق قو مو بنا نا سر

جو جت مع ا لحبا ب کیما ا حو زہ، فبا بر فی ا لحر ما ن و ا نقطع ا لجسر

و ما جت بی ا لا مو ا ج من کل جا نب و نا بی منا بی ا لحب قد غرق ا لبصر

خبر دی ہم کو ابو الفرج عبدالملک بن محمد بن عبدالحمود رجی واسطی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابا حفص عمر بن مصدق رجی واسطی سے وہاں پر سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عمرو عثمان بن مرزوق مسطح میں جنگلوں میں گیارہ سال تک پھرتے رہے۔ اس میں کسی سے ان کی دوستی نہ تھی۔ اور نہ کوئی رہائش کی جگہ بنائی تھی۔ مباح چیز کے سوا کچھ کھاتے نہ تھے۔ ایک شخص ان کے پاس شروع سال میں آتا۔ اور صوف کا جبہ لاتا۔ جس کو وہ پہن لیتے۔ پھر اس کو آخر سال تک نہ اتارتے نہ علیحدہ کرتے۔

ایک دفعہ ایک رات تہجد پڑھ رہے تھے کہ ازل کی جانب سے کوئی آیا اور انوار کی تجلی کمال جلال سے ظاہر ہوئی۔ تب آپ اسی جگہ کھڑے ہوئے آسمان کی طرف نظر اٹھائے ہوئے سات سال تک نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے نہ دیکھتے تھے۔

پھر انسانی احکام کی طرف لوٹے اور ان سے کہا گیا اپنے گاؤں کی طرف جاؤ۔ اور بیوی سے صحبت کرو۔ کیونکہ تمہاری پشت میں ایک لڑکا ہے۔ اب اس کے ظہور کا وقت ہے۔ پھر آپ اپنے گاؤں کی طرف آئے۔ اور اپنے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ بیوی نے ان سے باتیں کیں آپ نے اس کو حال بتایا۔ جس کے لئے آپ آئے تھے۔ بیوی نے کہا میں ڈرتی ہوں۔ اگر آپ نے ایسا کیا۔ اور پھر آج رات ہی اپنے مقام کی طرف

لوٹ گئے۔ آپ کا آنا کسی کو معلوم نہ ہو گا۔ تو لوگ میری نسبت ضرور باتیں کریں گے۔

تب آپ اپنے کوٹھے کی چھت پر چڑھ گئے اور لوگوں کو پکار کر کہہ دیا۔ کہ اے گاؤں والو میں عثمان بن مرزوق ہوں۔ تم بھی سوار ہو۔ کیونکہ میں بھی اب سوار ہوتا ہوں۔

خدائے تعالیٰ نے ان کی آواز تمام بستی والوں کے کانوں میں پہنچا دی۔ اور ان کو سمجھا دی جو ان کا مطلب ہے۔ جس شخص نے ان بستی والوں میں سے اس رات اپنی بیوی سے صحبت کی اللہ تعالیٰ نے اس کو نیک لڑکا دیا۔ پھر شیخ عثمان نے غسل کیا۔ اور جنگل کی طرف اپنے مقام پر چلے گئے۔ اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے لگے۔ سات سال تک جیسے کہ پہلے دیکھتے رہے تھے۔

آپ کے بال بڑھ گئے۔ حتیٰ کہ آپ کا ستر چھپ گیا۔ اور آپ کے گرد گھاس اگ آئی۔ درندوں اور وحشیوں نے آپ سے محبت کی۔ پرندے آپ پر جھکنے لگے۔ پھر احکام بشریت کی طرف لوٹ آئے۔ اور چودہ سال کے فرائض قضا کئے۔ ان کے پاس کتے' درندوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ وہ ان کو تکلیف نہ دیتے تھے۔

خبر دی ہم کو ابو زید عبدالرحمان بن سالم بن احمد قرشی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابا الفتح ابن ابی الغنائم واسطی سے سکندریہ میں سنا کہ ایک شخص جنگل والوں سے ایک دبلا بیل لایا۔ جس کو ہمارے شیخ احمد رفاعی کی خدمت میں کھینچ کر لایا۔ اور ان سے کہا اے میرے سردار میرے اور عیال کے لئے اس بیل کے عمل کے سوا اور کوئی گذارہ کا سامان نہیں۔ لیکن یہ کام کرنے سے ضعیف ہو گیا۔ سو آپ اس میں قوت و برکت کی دعا فرمائیں شیخ نے کہا اس کو عثمان بن مرزوق کے پاس لے جا میری طرف سے اس کو سلام کہو۔ اور میرے لئے دعا منگوانا۔

وہ شخص عثمان بن مرزوق کی خدمت میں گیا۔ اور بیل کو کھینچتا ہوا ساتھ لے گیا۔ اس نے آپ کو بیٹھے ہوئے پایا۔ اور شیروں نے آپ کو احاطہ کیا ہوا تھا۔ وہ شخص ڈر گیا۔ کہ کیونکر آگے بڑھوں آپ نے فرمایا کہ آگے آجا۔ وہ آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ

آپ کے قریب جا بیٹھا۔ آپ نے اس کو پہلے ہی جواب میں سلام میں کہا کہ میرے بھائی شیخ احمد پر سلام میرا اور اس کا خاتمہ اللہ تعالیٰ بہتری پر کرے۔

پھر ایک شیر کی طرف اشارہ کیا کہ کھڑا ہو اور اس بیل کو پھاڑ۔ وہ کھڑا ہوا اور اس نے اس کو پھاڑا۔ اور اس میں سے کھا لیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تو اٹھ جا وہ اٹھ گیا آپ نے دوسرے شیر سے کہا کہ تم کھڑے ہو۔ اور اس میں سے کھاؤ۔ پھر اس سے کہا کہ تم اٹھو۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے شیروں کو آپ کھلاتے رہے۔ یہاں تک کہ بیل کا گوشت ختم ہو گیا۔ اور کچھ باقی نہ رہا۔ اتنے میں ایک بیل موٹا جنگل کی طرف سے نمودار ہوا اور آکر شیخ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ شیخ نے اس شخص سے فرمایا کہ اٹھ اور یہ بیل لے لے یہ تیرے بیل کے بدلہ میں ہے۔ وہ اس کی طرف کھڑا ہوا۔ اور اس کو پکڑ لیا۔ لیکن دل میں کہتا تھا کہ میرا بیل تو ہلاک ہو گیا۔ اور میں اس سے ڈرتا ہوں۔ کہ اس بیل کو کوئی میرے ساتھ پہچان لے گا۔ اور مجھے تکلیف پہنچائے گا۔

اتنے میں ایک شخص دوڑتا ہوا آیا حتیٰ کہ شیخ کے سامنے آکھڑا ہوا۔ ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور کہنے لگے اے میرے سردار! میں نے ایک بیل آپ کی نظر کیا ہوا تھا۔ اور اس کو میں جنگل کی طرف لے کر آرہا تھا۔ لیکن وہ مجھ سے جاتا رہا۔ مجھے معلوم نہیں کہ کہاں گیا۔

آپ نے فرمایا۔ وہ ہم تک پہنچ گیا۔ دیکھ لو۔ جب اس شخص نے دیکھ لیا۔ تو شیخ کے قدموں پر گر پڑا اور چومنے لگا اور کہا اے میرے سردار! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر شے معلوم کرا دی ہے۔ اور ہر شے کو آپ کی شناخت کرا دی ہے۔ حتیٰ کہ چوپائے بھی آپ کو جانتے ہیں۔

تب شیخ نے فرمایا اے شخص! حبیب' اپنے حبیب سے کوئی شے مخفی نہیں رکھا کرتا۔ پھر اس شخص کو جو بیل والا تھا۔ کہا کہ تم مجھ سے اپنے دل میں لڑتے ہو۔ کہ میرا بیل ہلاک ہو گیا۔ میں نہیں جانتا کہ یہ بیل کہاں سے آیا ہے۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ کوئی اس کو میرے ساتھ پہچان لے۔

تب وہ شخص رونے لگا۔ آپ نے فرمایا تجھے معلوم نہیں کہ میں جو تیرے دل میں

بات ہے۔ اس کو جانتا ہوں۔ جا اللہ تعالیٰ تجھ کو تیرے بیل میں برکت دے اس نے اس کو لے لیا اور چل دیا۔ پھر اس کے دل میں خطرہ پیدا ہوا۔ کہ مجھ کو یا میرے بیل کو شیر نہ پڑے۔

شیخ نے کہا کیا تو ڈرتا ہے۔ کہ تجھ کو یا تیرے بیل کو شیر نہ پڑے کہا اے میرے سردار! ہاں بات یہی ہے۔ پھر شیخ نے ایک شیر سے جو آپ کے سامنے بیٹھا تھا۔ فرمایا کہ تم اس کے ساتھ جاؤ۔ تاکہ یہ اپنی اور بیل کی فکر سے نجات پائے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ شیر اور شیروں کو اس سے ایسا دفع کرتا تھا۔ جس طرح اپنے بچوں سے دفع کرتا ہے۔ کبھی اس کے دائیں چلتا کبھی بائیں کبھی پیچھے یہاں تک کہ وہ اپنی جائے امن تک پہنچ گیا۔ اور شیخ احمد رفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کو سارا قصہ بیان کر دیا۔ وہ رونے لگے۔ اور فرمایا کہ عورتیں اس سے عاجز ہیں کہ ابن مرزوق کے بعد اس جیسا کوئی پیدا کریں۔

راوی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اس بیل میں برکت دی اور اس سے بچھڑے پیدا ہوئے۔ یہاں تک کہ شیخ عثمان کی دعا کی برکت سے اس سے بڑا مال جمع ہو گیا۔

جانوروں کو زندہ کرنا

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ الحسن بن بدران بن علی بغدادی نے کہا خبر دی ہم کو فقیہ ابو محمد عبدالقادر بن عثمان بن ابی البرکات رزق اللہ بن علی یتمی بروانی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عالم عارف ابا محمد عبداللطیف بن احمد بن محمد ترسی بغدادی فقیہ صوفی سے وہ کہتے ہیں۔ کہ سات خلیجی اس جنگل میں جمع ہوئے۔ جس میں شیخ عثمان بن مرزوق رہتے تھے۔ انہوں نے بہت سے جانوروں کو مارا۔ اور زمین پر شیخ عثمان کے قریب بہت سا ڈھیر جمع ہو گیا۔ پرندوں کا یہ حال تھا۔ کہ خلیلہ کے زور سے لگنے کی وجہ سے زمین پر مردہ ہو کر گر پڑتے اور ان کے ذبح کرنے کا موقع نہ پاتے۔ شیخ نے ان سے کہا کہ یہ تم کو حلال نہیں اور کسی کو یہ مت کھلاؤ۔ انہوں نے کہا کہ کیوں؟ فرمایا کہ یہ مردہ

ہیں۔ انہوں نے ہنسی سے کہا کہ تم ان کو زندہ کر دو۔ آپ نے کہا باسم اللہ واللہ اٹھو خدا وندا ان کو زندہ کرا ے وہ کہ بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کر دے گا۔

تب وہ تمام پرندے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اڑ گئے۔ یہاں تک کہ آنکھوں سے غائب ہو گئے۔ اور شکاری دیکھتے رہ گئے۔

پھر وہ سب اپنی گستاخی سے توبہ کرنے لگے۔ اور شیخ کی خدمت کرنے کو مستعد ہو گئے۔

جذامی اور اندھے کا واقعہ

راوی کہتا ہے کہ جنگل میں سے ان کی طرف دو شخصوں نے قصد کیا۔ ایک تو اندھا تھا اور دوسرا جذامی تھا۔ وہ شیخ کی طرف اس لئے آئے کہ آپ ان کے لئے دعا کریں۔ کہ ان کو صحت ہو جائے۔ ان دونوں کو ایک تندرست شخص ملا۔ جس کو کوئی بیماری نہ تھی۔ اس نے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو۔ انہوں نے حال بیان کیا۔ وہ شخص کہنے لگا کہ یہ بزرگ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نہیں ہے۔ واللہ اگر میں دیکھ بھی لوں کہ تم کو اچھا کر دیا ہو۔ تب بھی تصدیق نہ کروں ۔ اور ان کے ساتھ مل کر چلا۔ یہ سب شیخ عثمانؒ کی خدمت میں پہنچے۔

شیخ نے فرمایا کہ اے اندھے پن اور اے جذام تم دونوں ان دونوں سے نکل آؤ اور اس شخص کی طرف چلے جاؤ۔ پھر اندھا بینا ہو گیا۔ اور جذامی اچھا ہو گیا۔ وہ تندرست شخص اندھا اور جذامی ہو گیا۔

تب اس کو شیخ نے فرمایا کہ اب تو چاہے تصدیق کر' چاہے نہ کر۔ وہ تینوں اسی حال پر شیخ کے پاس سے چلے گئے۔ اور ان میں سے ہر ایک اسی حال پر مرا جس پر شیخ نے چھوڑا تھا۔

شیخ قدیم سے جنگل میں رہتے تھے۔ اور وہیں بڑی عمر کے ہو کر فوت ہوئے وہیں دفن ہوئے اور وہیں ان کی قبر ہے۔ جو اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

اپنی زندگی میں کہا کرتے تھے کہ میری روح بلائی جاتی ہے۔ وہ حکم مانتی ہے۔ جب

ان کی وفات کا وقت آیا۔ تو فرمایا لبیک اتنا کہا اور انتقال فرمایا۔

پھر ان کو بعض مشائخ نے ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا اور کہا کہ اے عثمان اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تیرے بتانے کا نہیں۔ لیکن جب مجھ کو موت آئی۔ تو تیرے رب نے مجھ سے کہا اے میرے بندے میں نے کہا لبیک۔ اور میری روح لبیک کے ساتھ ہی نکل گئی۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن عبداللہ ابرہی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف بقیۃ السلف ابالغنائم مقدام بن صالح بطائحی سے مداویہ میں سنا وہ کہتے تھے کہ ایک شخص شیخ عبدالقادر کے مریدوں میں سے شیخ عثمان بن مرزوق کی زیارت کو جنگل میں آیا۔ تو اسی کو شیخ عثمان نے کہا اے شخص کہاں سے آتا ہے۔ اس نے کہا بغداد سے اور میں شیخ عبدالقادر کا مرید ہوں۔ تب شیخ نے اس سے کہا کہ شیخ عبدالقادر اس وقت میں زمین والوں سے بہتر ہیں۔

شیخ قضیب البان موصلی

یہ شیخ، اولیاء مشہورین کے بزرگوں اور ان بڑے لوگوں میں سے جن کا ذکر ہو چکا ہے ایک ہیں۔ کرامات ظاہرہ احوال فاخرہ اشارات نورانیہ انفاس روحانیہ ہمت عالیہ مقامات روشنہ۔ معارف بزرگ حقائق بلند طور عالی و کشف کے مالک ہیں۔ احکام طریقت کے علوم میں ان کا ہاتھ روشن ہے۔ احوال نہایت میں ان کی تصریف جاری ہے۔ مقامات تمکین میں ان کا قدم مضبوط ہے۔ اسرار قرب میں ان کا مقام بلند ہے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے۔ اور دلوں میں ان کی پوری قبولیت سینوں میں پوری ہیبت ڈال دی ہے۔ جہاں میں ان کو تصرف دیا ہے۔ اسباب کو ان کے لئے بدل دیا ہے۔ ان کے آثار مناقب کو قافلے والے مشرق و مغرب میں لے گئے۔ مشائخ اور اولیاء ان کا اکثر ذکر کرتے تھے۔ ان کی بزرگی کی خبر دیتے تھے۔ ان کی بزرگی کا اشارہ کرتے تھے۔

وہ شیخ عبدالقادرؒ اور شیخ عدی بن مسافر سے خط و کتابت کرتے تھے۔

ان کے حال پر استغراق عشق غالب تھا۔ ان کی کرامات اور خرق عادات تمام اطراف میں چپہ چپہ پر تھیں۔ لوگوں میں ان کے حالات مشائخ و اولیاء کے ساتھ بہت مشہور تھے اور لوگوں کی زبان پر جاری تھے۔ علوم حقائق میں ہم کو ان کا کلام تھوڑا ہی ملا ہے۔ اس میں سے یہ ہے۔ ہدایات کی تصحیح یہ ہے۔ کہ نفس کے پامال کرنے کے لئے رخصت کو دور کر دیا جائے امر کے ماننے کو سنت کی حکومت بنایا جائے۔ طریق میں حکم و عزم کا مشاہدہ آرام کے ترک سے ہو۔ مشائخ کے حکم کی تعمیل بدوں اعتراض کے ہو۔ اجل کے شعور کی وجہ سے عمل کو حقیر سمجھے۔ نجات و خلاص کے لئے اخلاص کے کڑے سے تمسک کرے اور جان لے کہ عالم نہایات کی طرف چڑھنا تحقیق ہدایات (شروع) کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

تحقیق یہ ہے کہ اسرار انفاس کے ساتھ باوجود حضوری کے اس بات کے معلوم کرنے میں کہ جس کے ساتھ نفس لوٹتا ہے۔ یعنی لطائف مواید اور حقائق مواجد مل جائے وہ شخص ہے کہ اس کے انفاس اللہ تعالیٰ کے لئے نکلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ لوٹتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے لئے نکلتے ہیں تو روح روشن ہو جاتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ لوٹتے ہیں تو سر روشن ہو جاتا ہے۔ پھر وہ نوروں کے ساتھ تصرف کرتا ہے۔ تو روح اور نور سر سے پھر ظاہر نور روح کے ساتھ کھل جاتا ہے اور باطن نور سر سے کھلتا ہے۔

یہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین کے گوشوں اوتاد (میخیں) اور مہاد (بسترے) بنایا ہے۔ وہ محنت پر ہوتے ہیں۔ وجود کے نقائص کو ایسی رحمت سے پورا کرتے تھے۔ کہ جس کو اللہ عزوجل نے ان کے دلوں میں ان کے حضور اور تحقیق کے سبب امانت رکھا ہے۔

شیخ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

یا ناھری لما ر قفت بیا به	و ا لر فق با لشا لی ھو ا لا و لی به
ا کذ ا جر ی ر سم ا لذ ین تقد مو ا	یشکو ا لمحب ا لجو ر من ا حبا به

قا ل ا نت تکا نی بعد ما قر بته ‎ ‎ ر جعلت لمح ا لطر ف بعض ثو ا به
فو حق حاجته ا لی و فقر به ‎ ‎ لا و ا صلن نعیمه' بعد ا به
و لا مز جن حیا ته بما ته' ‎ ‎ حتی یقصر و صفه عما به
لا تیعبا لمحبو ب قبل محبه' ‎ ‎ فا ل یه ما یغنیه من ا تعا به
و حیا ته لو سل سیف لحا ظه ‎ ‎ بلغ ا لمنی و ید ا ه فی ثو ا به

خبر دی ہم کو ابوالقاسم محمد بن عبادہ بن محمد انصاری حنبلی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابا الحسن علی قرشی سے دمشق میں سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں شیخ قضیب البان رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ان کے گھر جو کہ موصل میں تھا۔ داخل ہوا۔ میں نے ان کو دیکھا کہ انہوں نے تمام گھر کو بھر لیا۔ اور ان کا جسم خلاف عادت بہت بڑھ گیا ہے۔ تب تو میں ڈر کر وہاں سے نکلا۔ پھر میں دوبارہ ان کی طرف گیا۔ تو ان کو گھر کے ایک گوشہ میں دیکھا کہ وہ بالکل لاغر ہیں۔ حتیٰ کہ چڑیا کی طرح ہو گئے ہیں۔

میں وہاں سے نکل آیا۔ پھر جو گیا تو ان کو اپنی معمولی حالت پر دیکھا۔ میں نے کہا اے میرے سردار! مجھ کو پہلی اور پچھلی حالت کی خبر سنا۔

انہوں نے مجھ سے کہا اے علی! کیا تم نے دونوں حالتیں دیکھ لیں تھیں۔ میں نے کہا ہاں آپ نے کہا ضرور ہے کہ تم اندھے ہو جاؤ۔ تو پہلی حالت تو میرے پاس جمال کے ساتھ تھی اور دوسری حالت میں اس کے نزدیک جلال کے ساتھ تھا۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ قرشی کی آنکھیں اس کی موت سے کچھ عرصہ پہلے جاتی رہی تھیں۔

خبر دی ہم کو شیخ عبداللہ محمد بن منظور کنانی نے کہا کہ میں نے سنا۔ شیخ ابا محمد ماردینی سے قاہرہ میں وہ کہتے تھے۔ کہ میں شیخ امام کمال الدین بن یونس شارح التنبیہ کے پاس موصل کے مدرسہ میں تھا۔ پھر لوگوں نے شیخ قضیب البان کا ذکر کیا۔ اور ان کی برائی بیان کرنے لگے۔ ابن یونس بھی ان کے موافق ہو گئے۔ اور اس حال میں کہ وہ اپنی مجلس میں ان کی غیبت کر رہے تھے۔ کہ ناگاہ شیخ قضیب البان آ گئے۔ تب وہ حیران رہ گئے انہوں نے کہا اے ابن یونس تم ہر اس بات کو جانتے ہو۔ جس کو اللہ تعالیٰ جانتا

ہے۔ اس نے کہا نہیں۔

کہا کہ پھر اگر اس علم میں سے ہو۔ جس کو تم نہیں جانتے تو تم معذور ہو۔ اس بات کو ابن یونس نے نہ سمجھا کہ کیا کہتے ہیں۔

مار دینی کہتا ہے۔ کہ میں نے دل میں کہا کہ ضرور ہے۔ میں آج کے دن اور رات میں ان کی خدمت کروں۔ تاکہ میں دیکھوں کیا کرتے ہیں۔ تب میں نے باقی دن ان کا ساتھ دیا جب عشاء ہوئی۔ تو آپ نے مشکیزہ کو کھولا۔ اور اپنے ساتھ سات ٹکڑے روٹی کے لئے اور ایک گھر کی طرف آئے۔ اس کو کھٹکھٹایا۔ اس میں سے ایک بڑھیا نکلی۔ اور کہنے لگی اے قضیب البان تم نے آج دیر لگائی۔ اس نے اس کو دو ٹکڑے دے دیئے اور واپس چلے آئے۔ یہاں تک کہ موصل کے دروازہ تک پہنچے وہ بند تھا۔ پھر وہ ان کے لئے کھل گیا۔ وہ وہاں سے نکلے اور میں ان کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر چلے تھے کہ کیا دیکھتا ہوں ایک نہر جاری ہے۔ اور اس کے پاس ایک درخت ہے۔ پھر آپ نے اپنے کپڑے اتارے اور اس نہر میں غسل کیا۔ اور لٹکے ہوئے کپڑوں کو جو اس درخت پر تھے لیا۔ اور ان کو پہن لیا۔ صبح تک نماز پڑھتے رہے۔ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو میں سو گیا سورج کی گرمی سے ہی جاگا۔

میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جنگل چٹیل میدان ہے۔ نہ میں وہاں کسی کو دیکھتا ہوں اور نہ مجھ کو وہاں کوئی آبادی معلوم ہوتی ہے۔ نہ قریب اور نہ بعید۔ تب تو میں حیران ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ یہ کون سی زمین ہے۔ پھر مجھ پر سے قافلہ گزرا میں ان کے پاس آیا اور ان سے پوچھا۔ اور یہ کہا کہ میں موصل سے آیا ہوں اور آج کی رات وہاں سے نکلا ہوں۔ عشاء کے وقت وہ میری بات کا انکار کرنے لگے۔ اور کہنے لگے ہم نہیں جانتے کہ موصل کہاں ہے۔

پھر ان میں سے ایک شیخ میری طرف بڑھا۔ اور مجھ سے کہنے لگا۔ تم اپنا قصہ بیان کرو میں نے ان کو خبر دی اس نے کہا واللہ تجھ کو موصل کی طرف وہی شخص پہنچائے گا۔ جو تجھ کو یہاں لایا ہے۔

اے برادر! تم تو بلاد مغرب میں ہو تم میں اور موصل میں چھ ماہ کا راستہ ہے تم

یہیں ٹھہرو شاید وہ لوٹ کر یہاں آئیں۔

انہوں نے مجھ کو چھوڑ دیا۔ اور چل دیئے۔ اور جب رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ قضیب البان آگئے ہیں۔ انہوں نے اپنے کپڑے اتارے اور غسل کیا۔ اور کھڑے ہو کر صبح تک نماز پڑھتے رہے اور جب صبح ہوئی۔ تو وہ کپڑے اتار دیئے اور پرانے کپڑے پہن لئے اور چل دیئے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ تھوڑی دیر گذری تھی۔ کہ ہم موصل میں آپہنچے۔ تب انہوں نے میری طرف توجہ کی اور میرے کان مروڑے۔ کہ پھر ایسا نہ کرنا۔ اور اسرار کے اظہار سے بچنا۔ وہ کہتا ہے کہ ہم نے دیکھا کہ نماز صبح کی پڑھ رہے ہیں۔

شیخ قضیب البان کا صورتیں بدلنا

خبر دی ہم کو شریف ابو عبداللہ محمد خضر بن عبداللہ حسینی موصلی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے موصل کے قاضی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں قضیب البان سے بد ظن تھا۔ ان کی کرامات و مکاشفات مجھ کو بکثرت معلوم ہوئے تھے۔ میں نے پختہ ارادہ کر لیا۔ کہ سلطان سے اس کے بارہ میں گفتگو کروں کہ اس کو موصل سے نکال دے میرے اور اس امر پر سوائے اللہ عزوجل کے اور کوئی مطلع نہ تھا۔ ایک دن اتفاق یہ ہوا کہ میں موصل کے ایک کوچہ میں جا رہا تھا۔ دیکھا کہ قضیب البان کوچہ کے سامنے اپنی اصلی شکل پر آرہے ہیں۔ اور اس کوچہ میں میرے اور ان کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر میرے ساتھ اس وقت کوئی ہوتا۔ تو اس کو میں حکم دیتا کہ اس کو پکڑ لو۔ پھر وہ ایک قدم چلے تو کیا دیکھتا ہوں۔ وہ کردی کی شکل پر ہیں۔ پہلی صورت کے برخلاف پھر آگے بڑھے تو ایک بدو کی شکل پر ہیں۔ پہلی دونوں صورتوں کے بالکل برخلاف۔ پھر چند قدم چلے۔ تو وہ ایک فقیہہ کی شکل پر ہیں۔ پہلی صورتوں کے بالکل خلاف مجھ سے کہنے لگے۔ اے قاضی یہ چار شکلیں تم نے دیکھ لی ہیں۔ تو اب بتاؤ کہ ان میں سے قضیب البان کون ہے۔ تاکہ تم اس کے نکالنے کے لئے بادشاہ سے گفتگو کرو گے۔ تب تو میں قابو میں نہ

رہ سکا۔ اور ان کے دونوں ہاتھوں پر گر پڑا اور ان کو بوسہ دیا۔ اور خدا سے استغفار کی۔

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ محمد بن ابی الحسن علی بن حسین دمشقی موصلی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابوالمفاخر عدی بن الشیخ البرکات عمر نے موصل میں کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ شیخ قضیب البان ہمارے پاس حجرہ میں ایک مہینہ استغراق میں رہے۔ نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے۔ اور نہ زمین پر پہلو رکھتے تھے۔ میرے چچا شیخ عدی ان کی طرف آتے اور ان کے سر پر کھڑے رہتے اور کہتے کہ اے قضیب البان تجھ کو مبارک ہو تجھ کو شہود الٰہی نے اچک لیا ہے۔ اور وجود ربانی نے تجھے غرق کر دیا ہے۔ جو شخص وہاں آتا تھا۔ اس کو کہتے تھے کہ سچے ولی اللہ پر سلام کہو۔ اور ان کی طرف اشارہ کرتے تھے۔

وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک دن ہمارے ساتھ صبح کی نماز امام کے پیچھے پڑھی۔ پھر ایک رکعت تو پوری کی اور دوسری توڑ دی۔ ہم سے الگ ہو کر ایک کونہ میں بیٹھ گئے۔ جب ہم نے نماز کا سلام پھیرا۔ تو میں ان کے پاس آیا۔ میں نے کہ اے قضیب البان تم نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہ پوری کی۔ اس نے کہا اے ابوالبرکات تمہارے امام کے پیچھے تو میں دوڑتا دوڑتا تھک گیا۔ اس نے نماز کا احرام یہاں باندھا۔ پھر شام تک گیا۔ پھر بغداد کی طرف آیا۔ پھر مکہ کی طرف گیا۔ اور جب ہم گھاٹی تک پہنچے تو میں تھک گیا اور نماز کو چھوڑ دیا۔

وہ کہتا ہے کہ پھر میں امام کے پاس گیا۔ اور اس سے یہ حال پوچھا۔ تو وہ کہنے لگا کہ واللہ اس نے سچ کہا۔ میرا اس نماز میں ایک وسواس تھا۔ دوسری رکعت میں مجھے یہ کہتا تھا۔ کہ میں گھاٹی پر چڑھ رہا ہوں۔

چند ساعت میں دور پہنچ جانا

وہ کہتا ہے کہ شیخ صالح ابو حفص عمر عدنی نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دن لالش میں ہم حجرہ میں تھے۔ کہ ظہر کی اذان ہوئی۔ تو قضیب البان کود کر باہر نکلے میں نے ان

سے کہا کہ کیا میں تمہاری صحبت میں رہ سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں براور بشرطیکہ حال کو چھپائے رکھو میں نے کہا ہاں۔ پھر ہم تھوڑی دور چلے تھے کہ ہم ایک شہر میں پہنچے کہ جس کو میں پہچانتا نہ تھا۔ اور نہ جانتا تھا۔ کہ یہ کس ملک کا شہر ہے۔ تب وہاں کے لوگ اٹھے ان سے ملاقات کی۔ ان کی تعظیم میں مبالغہ کرتے رہے۔

دیکھا تو وہ لوگ بڑے ادب والے کامل عقل مند تھے۔ بڑے متواضع تھے۔ پھر ان کے ساتھ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء اور صبح کی نماز پڑھی۔ ان کے پاس سے ہم اسفار کے وقت (یعنی سپیدی صبح) نکلے ہم نے نہ کھایا نہ پیا۔ پھر وہ تھوڑی دور چلے اور مجھ کو طرح طرح کے میوے اور حلوے کھلانے لگے۔ پانی بھی پلایا۔

خدا کی قسم میں نے ایسا لذیذ کھانا ایسا عمدہ پانی کبھی کھایا پیا نہ تھا۔ حالانکہ ہم اس شہر سے ایسے حال میں نکلے تھے کہ ہمارے پاس کوئی شے نہ تھی۔ پھر تھوڑی دیر گزری کہ ہم لالش میں پہنچ گئے۔

میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کونسا شہر ہے انہوں نے کہا کہ اے براور یہ ایک شہر ہے بحرالسند کے پرے وہاں کے لوگ مسلمان ہیں۔ ہر روز ان کو اس زمانہ کے اولیاء میں سے ایک ولی نماز پڑھاتا ہے۔ اور اگر مجھے تمہاری رفاقت کا حکم نہ ہوتا۔ تو تم میری رفاقت نہ کر سکتے۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت سیف الدین ابوبکر بن ایوب بن الحسین و۔النسری نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ عارف ابا عبداللہ یونس بیطارو و۔النسری سے و۔النسری میں سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں شروع میں و۔النسری میں نعلبندی کا کام کیا کرتا تھا۔ ایک دن ایک خچر کی نعل بندی کر رہا تھا کہ اس نے میرے سر پر پاؤں مارا تو میں بیہوش ہو گیا۔ بعض لوگوں نے میری موت کی باتیں کیں۔ ادھر میری والدہ کو یہ خبر پہنچ گئی کہ میں مر گیا۔ وہ موصل میں تھی۔ اس نے قضیب البان سے جا کر کہا کہ مجھے میرے بیٹے کے مرنے کی خبر آئی ہے۔ انہوں نے اس سے کہا کہ تمہارا بیٹا مرا نہیں بلکہ اس کے سر پر خچر نے اپنا سم مارا ہے۔ جس سے وہ بیہوش ہو گیا تھا۔

پھر میری ماں آئی۔ اور مجھے اس نے جو شیخ قضیب البان نے کہا تھا بیان کیا۔

اسی روایت کے ساتھ شیخ یونس بیطار تک وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابا حفص عمر بن مسعود بزاز سے بغداد میں سنا وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی خدمت میں شیخ قضیب البان کا ذکر کیا گیا۔ تو فرمایا کہ وہ ولی مقرب صاحب حال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے نزدیک سچا قدم ہے۔

آپ سے کہا گیا کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اس وقت نماز پڑھتے ہیں کہ تم نہیں دیکھتے۔ اس پر کوئی رات دن ایسا نہیں آتا کہ اس پر کبھی فرض باقی رہا ہو۔

میں اس کو دیکھتا ہوں۔ جب کبھی وہ موصل میں نماز پڑھتا ہو۔ یا اور جگہ زمین کے کسی اطراف میں تو وہ کعبہ کے دروازہ کے پاس سجدہ کرتا ہے۔

شیخ قضیب البانؒ موصل میں رہتے تھے۔ اور اسی کو وطن بنا لیا تھا۔ وہیں ۵۷۰ھ کے قریب فوت ہوئے۔

اور بلاد مغرب میں ایک اور شخص ہیں جن کا نام قضیب البان ہے۔ وہ ان کے بعد ہوئے ہیں۔ جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

خبر دی ہم کو شریف ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن خضر حسینی موصلی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے قضیب البان موصلی کو بارہا شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے سامنے بہ تواضع و انکسار بیٹھے دیکھا ہے۔ میں نے ان سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ شیخ محی الدین عبدالقادرؒ عاشقوں کے قافلہ کے سردار اور کھینچنے والے ہیں۔ وہ اس وقت پیشواء سالکین امام الصدیقین حجتہ العارفین۔ صدر المقربین ہیں۔

شیخ مکارم النہر خالصیؒ

یہ شیخ عراق کے مشہور اکابر اور بڑے عارفوں سے ہیں جو مذکور ہو چکے اولیاء مقربین میں بزرگ ہیں صاحب کرامات ظاہرہ۔ احوال فاخرہ افعال خارقہ۔ مقامات رفیعہ اشارات علیہ انفاس ملکوتیہ ہم بزرگ صاحب فتح روشن کشف جلی سر روشن تھے۔ مواطن قدس میں ان کے بلند مراتب تھے۔ مجالس قرب میں ان کا بلند مرتبہ تھا۔ حقائق میں ان کا طور بلند تھا۔ معارف میں ان کا طریقہ اعلیٰ تھا۔ عالم الغیب میں ان کی نظر خارق تھی۔ حقائق آیات میں ان کے انفاس صادقہ تھے۔ علوم منازلات میں ان کا ہاتھ روشن تھا۔ معانی مشاہدات میں ان کا ہاتھ فراخ تھا۔ مشکلات احوال کے کشف میں ان کا قدم مضبوط تھا۔

وہ ان سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے۔ اور عالم میں ان کو تصرف دیا ہے۔ احوال پر ان کو قدرت دی ہے۔ ان کے ہاتھ پر عجائب خارقہ کا اظہار کیا۔ ان کو مغیبات کے ساتھ متکلم بنایا۔ ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا۔ مخلوق کے سینوں کو ان کی ہیبت سے اور ان کے دلوں کو ان کی محبت سے بھر دیا۔ وہ اس شان کے ایک رکن ہیں۔ ان کے سرداروں کے صدر اس شان کے احکام کے بڑے عالم ہیں۔ سا لکین طریق کے علم۔ عمل۔ تحقیق۔ زہد۔ جلالت۔ ہیبت۔ ریاست میں سردار ہیں۔

ان سے یہ بات مشہور ہے کہ بعض ایسے مشائخ کو ملے ہیں۔ جن کو ان کے معاصر نہیں ملے۔

کہتے ہیں کہ وہ تاج العارفین ابوالوفا کے تمام اصحاب سے ملے ہیں۔ ان کی صحبت سے فائدہ حاصل کیا ہے۔ ان کی خدمات کی برکتیں لی ہیں۔

ان کے شیخ علی بن الہیتی نے۔ جو ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ دوسروں پر ان کو مقدم کرتے تھے۔ ان کی فضیلت پر لوگوں کو خبردار کرتے تھے۔ وہ جہاں تک مجھے علم ہے پہلے ہیں۔ جنہوں نے اپنے شیخ کی خدمت کی ہے۔ وہ فرمایا کرتے کہ میرا بھائی علی

بن ادریس ایک کامل مرد ہے۔ لیکن میری موت کے بعد ظاہر ہو گا۔
سو کہتے ہیں۔ کہ جس رات شیخ مکارم فوت ہوئے ہیں۔ شیخ علی بن ادریس کا معاملہ مشہور ہوا ہے۔

ان کی طرف بلاد نہرالخالص اور اس کے آس پاس میں مریدوں کی تربیت کی انتہا ہوئی ان کی صحبت سے ان کے بردار زادوں شیخ نیک بخت محمد عبدالمولی۔ شیخ ابوالفرج عبدالخالق نے تخریج کی ہے۔ ان کی طرف بڑے بڑے لوگ منسوب ہیں۔ صلحاء کی ایک جماعت ان کی شاگرد بنی ہے۔ ان کے پاس جمع ہوئی ہے۔ ان کے کلام سے نفع حاصل کیا ہے۔ مشائخ و علماء ان کی بزرگی پر متفق ہیں۔ ان کے فضائل کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کے مناقب بیان کرتے ہیں۔

شیخ موصوف متواضع کریم بارونق محب اہل علم تھے۔ آداب شرع سے ادب یافتہ تھے۔ اپنے اوقات کے مراقبہ اور انفاس کی رعایت مجاہدات کے حفظ میں ہمیشہ لگے رہتے یہاں تک کہ ان کی موت آگئی۔

اہل حقائق کی زبان پر ان کا بلند کلام تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔ عارف اپنے علم کے ساتھ اس ہمت پر واقف ہے جس کے سبب ہر غم کو پہچانتا ہے۔ جو اس کے دل میں خطرہ کرتا ہے۔

اور جو شخص ولایت کو طلب کرتا ہے۔ تو اس کو کوئی غایت نہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو طلب کرے وہ اس کو ایک ہی قدم میں جس کا وہ قصد کرتا ہے پا لیتا ہے۔

بندہ کا خدا سے پہلا وصل یہ ہے کہ اپنے نفس کو چھوڑ دے اور بندہ کا خدا کو چھوڑنا یہ ہے کہ اپنے نفس سے ملے۔

قرب کے اول درجات یہ ہیں کہ دل میں شواہد نفس محو۔ اور شواہد حق ثابت ہوں سچا مرید وہ ہے جو اپنے دل میں عدم کی لذت پائے اور اپنے نفس سے درد کی نفی کر دے اور جس پر قلم جاری ہو چکا ہے۔ تسکین پاوے۔

فقیر وہ ہے جو صبر کرے اس کا کھانا تھوڑا ہو اور باادب ہو۔ اس کا خلق اچھا ہو۔ اپنے رب عزوجل کا مراقب ہو۔ اپنے راز کو چھپائے۔ اپنے رب عزوجل کے سامنے

کھڑے ہونے سے ڈرے اپنے حال کو چھپائے۔ اپنے مولا پر بھروسہ کرے ان کے ضرر کا کسی کو شک نہ ہو۔ اللہ عزوجل کی طرف پناہ لے۔ اپنے ہر احوال میں اسی کی طرف عاجزی کرے۔

زاہد وہ ہے کہ طمع کو قطع کرے۔ راحت کو چھوڑے۔ ریاست کو چھوڑے نفس کو شہادت سے روکے۔ ارادوں سے ہوائی نفس کو جھڑکے۔

پرہیز گاری یہ ہے کہ دنیا کو اہانت کی نظر سے دیکھے اپنے مولا کی طرف توبہ کے ساتھ رجوع کرے جو اس پر امانت ہے اس کو ادا کرے دنیا سے اپنی زبان کو روکے اپنے دل کو خواہش سے بند کرے۔ اپنے باطن سے مولیٰ کی طرف بھاگے۔

اللہ عزوجل کا مجاہدہ وہ ہے کہ ست لوگوں سے علیحدہ رہے۔ عبرت و فکر والوں سے معانقہ کرے۔ خشوع اور بیماریوں' حسرتوں کا التزام کرے۔ حقیقت پر کار بند ہو۔ خواہش کرے۔ صفائی کو زندہ کرے محل قضا کی طرف تسلی پائے ایذا سے علیحدہ رہے۔ بڑے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) سے شرمائے۔ مالداری میں راحت کو چھوڑے۔

مراقب وہ ہے کہ جس کا غم لمبا ہو۔ اس کا احسان دائم ہو۔ اپنے غصہ کو کھائے اپنے رب سے ڈرے۔

مخلص وہ ہے کہ اپنی ہمت سے مخلوقات سے نجات پائے۔ اپنے باطن سے کائنات سے بلند ہو۔ سید الخلوق (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کی تعمیل کرے۔

شاکر وہ ہے کہ حاجت کے وقت ملک غلام کے ساتھ صبر کرے۔ خاص و عام سے کسی طرف رجوع نہ کرے۔ تدبیر و اہتمام سے اپنے دل کو خالی کرے۔

متوکل کی نسبت ان سے پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔ کہ جو دل کے ساتھ مخلوق سے اعراض کرے اور خدا سے رزق اور اپنی ہمت سے مولیٰ کے دروازہ پر کھڑا ہو۔ یقین کے ساتھ اس کی عبادت پر استقامت کرے۔ مولیٰ کے دروازہ کے سوا غیر کی التفات چھوڑ دے۔

عاشق کی نسبت ان سے سوال کیا گیا۔ تو فرمایا۔ عاشق وہ ہے۔ کہ خلوت سے رغبت رکھے۔ وحدت سے محبت رکھے۔ اس کی ہمت یکتا ہو۔

عاشق وہ ہے کہ اپنے رب و عزوجل سے شرم کرے اس کے دروازہ پر کھڑا رہے اس کی عبادت کی طرف جلدی کرے۔ اس کی یاد بہت کرے۔ اپنے آنسو بہائے اس کے قرب کو چاہے۔ اس کے فراق سے ڈرے۔ پھر اس کا دل میلوں سے صاف ہو گا اس کا باطن اغیار سے پاک ہو گا۔ اپنے رخساروں کو صبح کے وقت جبار کے سامنے خاک آلودہ کرے۔ آزاد لوگوں کا طریقہ اختیار کرے۔ پھر وہ بہترین انسانوں میں ہو گا۔
شیخ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

ا حبک ا مسنا فا من ا لحب لم جد	لها مثلا نی سا ئر ا لنا س تعر ف
فمن هن حب ا لمحب و ر حمة	لمعر فتی منه ا لذ ی یتکلف
و منهن ا ن لا تحطر ا لشو ق ذ کر کم	علی ا لقلب ا لا کا و ت ا لنفس تتلف
و جب ید ا للجسم و ا لشو ق ظا هر	وحب ا لذ ی نفسی من ا لر و ح ا لطف
و جب هو ا لد ا ء ا لر صا ل بعینه	له قد م یعد و علی نا ب نف
فلا ا نا منه مستر یح فمیت	و لا ا نا منه ما حییت مخفف

انوار کا اثر

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن یحیٰی بن ابی القاسم ازجی نے کہا کہ میں نے شیخ اباالحسن علی نانبائی سے بغداد میں سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ اباالحسن جوستی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں شیخ مکارم کی خدمت میں ایک وقت حاضر ہوا وہ اپنے اصحاب کے سامنے شوق و محبت میں کلام کر رہے تھے۔

پھر اپنے کلام میں کہا کہ مجنوں کے اسرار جب سلطان ہیبت و جلال کے وقت اڑتے ہیں تو ان کے انوار کی وجہ سے ہر چیز اور ہر نور جوان کے انفاس کے مقابل ہو بجھ جاتے ہیں پھر شیخ نے ایک سانس لیا تو مسجد کی تمام قندیلیں بجھ گئیں۔ ان میں تیس سے زائد قندیلیں موجود تھیں۔ تھوڑی دیر سکوت کیا پھر کہا کہ جب ان کے اسرار انس و جمال کے انوار کی تجلّی کے ساتھ اڑتے ہیں۔ تو ان کے انوار ہر ظلمت کو جوان کے انفاس کے مقابل ہو۔ روشن کر دیتے ہیں۔ پھر آپ نے ایک سانس لیا۔ تو وہ تمام

قندیلیں جل اٹھیں اور تمام مسجد جیسے پہلے روشن تھی۔ روشن ہو گئی۔

دوزخ کے منکر کا واقعہ

خبر دی ہم کو ابو محمدؒ حسن بن نجم الدین حورانی نے کہا۔ کہ میں نے سنا ابا محمد علی بن ادریس سے وہ کہتے تھے کہ شیخ مکارم اپنے مریدوں میں بیان کر رہے تھے پھر دوزخ کا ذکر کیا۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کے لئے تیار کیا ہے۔ تب مریدوں کے دل ڈر گئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

وہاں پر ایک بیکار مرد بیٹھا تھا۔ وہ کہنے لگا کہ یہ تو صرف ڈرانا ہے۔ وہاں پر ایسی آگ نہ ہو گی۔ جس سے کسی کو عذاب دیا جائے گا۔

پھر شیخ نے فرمایا:

ولئن مستهم نفخة من عذاب ربك ليقولن يا ويلنا انا كنا ظالمين ○

یعنی اگر ان کو تیرے رب کے عذاب کی لپٹ پہنچے گی۔ تو ضرور کہیں گے کہ اے ہم پر ویل بیشک ہم البتہ ظالموں سے تھے۔

شیخ یہ کہہ کر چپ ہو گئے اور حاضرین بھی چپ کر گئے۔ تب وہ شخص کہنے لگا۔ فریاد اور سخت بیقرار ہوا۔ اور اس کی ناک میں سے دھواں نکلتا ہوا دکھائی دیا۔ قریب تھا۔ کہ اس کی بدبو سونگھے اور بیہوش ہو جائے۔

پھر شیخ نے کہا:

ربنا اكشف عنا العذاب انا مؤمنون ○

اے پروردگار ہم سے عذاب کو دور کر دے۔ بیشک ہم مومن ہیں۔

پھر اس شخص کا خوف جاتا رہا۔ شیخ کی طرف کھڑا ہوا اور ان کے دونوں قدم چومے اور دوبارہ اسلام لایا۔ اپنا اعتقاد صحیح کیا کہنے لگا۔ کہ میں نے اپنے دل میں آگ کی لپٹ و تیزی پائی تھی۔ کہ میرے دل پر آتی ہے اور میرے اندر دھوئیں نے جوش مارا تھا۔ قریب تھا۔ کہ میں مر جاؤں۔ میں نے کسی قائل کو اپنے اندر یہ کہتے ہوئے سنا۔

هذه النار التی کنتم بها تکذبون افسحر هذا ام انتم لا تبصرون○
یعنی "یہ وہی آگ ہے کہ جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے کہ یہ جادو ہے۔ یا تم دیکھتے نہیں۔" اور اگر شیخ نہ ہوتے تو میں خاک ہو گیا تھا۔

پانچ مہمانوں کے احوال

خبر دی ہم کو ابوالفتوح داؤد بن ابن المعالی نصر بن شیخ ابی الحسن علی بن الشیخ ابی المجد المبارک بن احمد بغدادی حریمی حنبلی نے کہا۔ خبر دی ہم کو میرے والد نے اپنے جد ابا المجد رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دن شیخ مکارم کی خدمت میں ان کے گھر پر نہر خالص پر تھا۔ میرے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ کاش میں شیخ کی کوئی کرامت دیکھتا۔ تب شیخ نے میری طرف دیکھا اور تبسم فرمایا اور کہا کہ عنقریب ہمارے پاس پانچ آدمی آئیں گے۔ ایک تو عجمی ہے۔ جس کا رنگ سرخ و سفید ہو گا۔ اس کے دائیں رخسار پر ایک داغ ہے اس کی عمر نو ماہ باقی ہے۔ اس کو جنگل میں شیر پھاڑے گا۔ اور وہیں سے خدا اس کو اٹھائے گا۔

دوسرا عراقی تھا۔ سفید سرخ ہے۔ اور اس کی دونوں آنکھوں میں نقصان ہے۔ اس کے پاؤں میں لنگڑا پن ہے۔ ہمارے پاس ایک ماہ تک رہے گا۔ پھر مر جائے گا۔

تیسرا شخص مصری ہے جو گندم گوں ہے۔ اس کے بائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں ہیں۔ اس کی بائیں ران پر ایک نیزہ کا زخم ہے۔ جو تیس سال ہوئے اس کو لگا تھا۔ وہ بیس سال بعد ہندوستان کی زمین میں تاجر رہ کر فوت ہو گا۔

چوتھا شامی ہے۔ گندم گوں۔ اس کی انگلیاں سخت ہیں۔ حریم کی زمین میں تمہارے گھر کے دروازہ پر سات سال تین ماہ سات دن کے بعد مرے گا۔

پانچواں یمنی ہے سپید رنگ کا نصرانی ہے۔ اس کے کپڑے کے نیچے زنار ہے اپنے وطن سے تین سال کا نکلا ہوا ہے۔ کسی کو اس نے خبر نہیں دی وہ مسلمانوں کا امتحان لینے نکلا ہے کہ کوئی اس کا حال بتلائے۔

عجمی، بھنا ہوا گوشت چاہتا ہے۔ عراقی، مرغابی چاولوں کے ساتھ چاہتا ہے مصری،

شہد اور گھی چاہتا ہے۔ شامی' شام کے میوں میں سے سیب چاہتا ہے۔ یمنی' انڈے تلے ہوئے چاہتا ہے اور ہر ایک دوسرے کی خواہش کو نہیں جانتا۔ اور عنقریب ہمارے پاس ان کے رزق اور خواہشات خاطر خواہ آئیں گے۔ والحمدللہ رب العالمین۔

ابوالمجد کہتے ہیں کہ واللہ ہمیں تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ پانچ اشخاص اسی طرح کے آئے۔ جیسا کہ شیخ نے فرمایا تھا۔ ان کے حالات میں ذرہ بھر کم نہ تھا۔

میں نے مصری سے اس کی ران کے زخم کی بابت پوچھا۔ تو میرے سوال سے اس کو تعجب ہوا۔ اور کہنے لگا کہ یہ زخم مجھ کو تیس سال ہوئے جب لگا تھا۔

پھر ایک شخص آیا۔ جس کے پاس ان کی خواہشات کے مطابق کھانے تھے۔ جو وہ چاہتے تھے اس نے آکر شیخ کے سامنے وہ کھانے رکھ دیئے۔ آپ نے حکم دیا۔ اور ہر ایک کے سامنے اس کی مرضی کا کھانا رکھ دیا۔ ان سے آپ نے فرمایا کہ تم اپنی مرضی کے مطابق کھانا کھاؤ۔ وہ سب بیہوش ہو گئے۔

جب ان کو ہوش آیا۔ تو یمنی نے شیخ سے عرض کیا کہ اے میرے سردار جو شخص کہ مخلوق کے اسرار پر مطلع ہو۔ اس کی کیا تعریف ہے آپ نے فرمایا کہ پہلے یہ جان لو کہ تم نصرانی ہو اور تمہارے کپڑے کے نیچے زنار ہے۔

تب وہ شخص چلا اٹھا۔ اور شیخ کی طرف کھڑا ہوا۔ اور اسلام لے آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ برخوردار جو مشائخ تجھے دیکھتے تھے۔ تیرا حال وہ پہچانتے تھے۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ تیرا اسلام میرے ہاتھ پر مقدر ہے۔ اس لئے انہوں نے تجھ سے کلام نہیں کیا۔

راوی کہتا ہے کہ اسی طرح ان کے مرنے کا حال ہوا۔ جیسا کہ شیخ نے بتلایا تھا۔ اسی وقت اور اسی مکان میں جس کو شیخ نے متعین کیا تھا۔ نہ آگے نہ پیچھے۔ عراقی تو شیخ کے پاس ان کے حجرہ میں ایک مہینہ رہ کر فوت ہوا۔ میں نے بھی اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اور شامی ہمارے پاس حریم میں میرے گھر کے دروازہ پر گرا ہوا فوت ہوا مجھے کسی نے پکارا میں باہر نکلا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی ہمارا شامی دوست ہے۔ اس کی موت اور اس وقت میں جب میں شیخ کے نزدیک اس سے ملا تھا۔ سات سال تین ماہ اور سات ماہ

کا عرصہ ہوا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

شیخ ارض عراق کی نہر خالص کے ایک مشہور شہر میں رہتے تھے۔ اسی کو وطن بنایا ہوا تھا۔ اور وہیں بڑی عمر کے ہو کر فوت ہوئے۔ ان کی قبر وہیں ہے۔ جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ اس علاقہ میں ان کی بڑی شہرت ہے۔

خبردی ہم کو ابو محمد رجب بن ابی المنصور داری نے کہا کہ میں نے قاضی القضاۃ ابا صالح نصر بن الحافظ ابی بکر عبدالرزاق سے بغداد میں سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ مکارم نہر الخالص سے سنا وہ کہتے تھے کہ میری دونوں آنکھوں نے کسی شخص کو شیخ محی الدین عبدالقادر کی طرح نہیں دیکھا۔

شیخ خلیفہ بن موسے نہر ملکی

یہ شیخ عراق کے بزرگ مشائخ اور بڑے عارفین میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ مقامات فاخرہ احوال نفیسہ صاحب معارف روشیہ حقائق غالبہ انفاس قدسیہ معانی نوریہ ہیں قرب میں ان کا معراج بلند وصل میں ان کا طریق روشن ہے' مشاہدات میں ان کا طور بلند محاضرات میں ان کی اعلیٰ مجلس ہے۔ مدارج فتح الٰہی و اطراف کشف ربانی کے جمع میں ان کی مدد کے تقدم میں سبقت ہے۔ بقایا ارادت سے علیحدہ ہونے اور خطوط کے سامانوں سے علیحدہ ہونے اوصاف تربیت کے تحقق میں وہ تنہا ہیں۔

وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے۔ موجودات میں تصرف دیا ہے اور ان کے ہاتھوں پر خارقات کو ظاہر کیا ہے مغیبات کے ساتھ ان کو گویا کیا ہے۔ ان کی زبانوں پر حکمتوں کو جاری کیا ہے۔ ان کو سالکین کا پیشواء مقرر کیا ہے۔ مخلوق کے دل ان کی محبت سے اور ان کے سینے ان کی ہیبت سے بھر دیئے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر بیداری اور خواب میں دیکھا کرتے تھے۔ اور یوں کہا جاتا ہے۔ کہ شیخ خلیفہ کے اکثر افعال نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ملے ہوئے تھے۔ یا بیداری میں یا خواب میں۔

ان کے شیخ سید شریف ابو سعد قیلویؒ ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے ان کے

حق میں یہ کہا کرتے تھے کہ شیخ خلیفہ کامل شیخ ہے۔

ایک دفعہ کہا کہ شیخ خلیفہ اسرار ولایت پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ وہ اس طریق کے ایک رکن ہیں سرداروں کے امام۔ علم۔ عمل۔ حال۔ ہیبت۔ ریاست میں احکام کے بڑے عالم ہیں۔ ان کے وقت میں ان کے شہر اور اس کے اطراف میں مریدین صادقین کی تربیت ان تک منتہی ہوئی ہے۔ ان کی صحبت میں بہت سے صاحبان حال نے تخریج کی ہے۔ ان کی طرف صلحاء کی ایک جماعت منسوب ہے۔ اور ان سے نفع حاصل کیا ہے۔ ان کے زمانہ والوں نے ان کی بزرگی او احترام پر اتفاق کیا ہے۔ ان کے قول کی طرف رجوع کیا ہے۔ ان کی زیارات و نذروں کا حصہ کیا گیا ہے۔

آپ عمدہ صفات کریم الاخلاق۔ وافر العقل کتاب و سنت اور احکام شرع کے پابند۔ اہل خیر کے دوست اہل علم کی تعظیم کرنے والے تھے۔ ان کا اہل معارف کی زبان پر بلند کلام تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔

زاہدوں کا آخری قدم متوکلین کا پہلا قدم ہے۔ ہر شے کے لئے زیور ہے اور صدق کا زیور خشوع ہے۔ ہر شے کی کان ہے۔ صدق کی کان زاہدوں کے دل ہیں۔ ہر شے کا نشان ہوتا ہے اور رسوائی کا نشان یہ ہے۔ کہ نرم دل سے رونا نہ ہو۔ ہر شے کا مہر ہوتا ہے۔ اور جنت کا مہر دنیا اور جو اس میں ہے اس کا ترک کر دینا۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف نفس کشی کے ساتھ توسل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نفس کو ثابت رکھتا ہے۔ اس کو اپنی طرف پہنچاتا ہے۔

افضل اعمال نفس کی خواہش کی مخالفت ہے۔ اور تقدیر کے احکام پر رضامند ہونا درجات معرفت کا وسیلہ ہے۔

جب دل کا خوف ساکن ہوتا ہے۔ تو شہوتوں کو جلا دیتا ہے۔ اپنی غفلت کو دور کر دیتا ہے۔ ہر ایک شے کی ضد ہے اور نور قلب کی ضد پیٹ بھر کر کھانا ہے۔

جو شخص اللہ عزوجل کی طرف انقطاع کو ظاہر کر دے تو اس پر ماسوا کا دور کرنا واجب ہوتا ہے۔ جس کا وسیلہ سچ ہو تو اس کا انعام اللہ عزوجل کی اس سے رضامندی ہو گی۔ ہر شے کا گواہ اللہ عزوجل کا خوف ہے۔

بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان بڑا قوی سبب یہ ہے کہ پرہیز گاری کے ساتھ حساب لیا کرے علم و ادب کا اتباع کے ساتھ مراقبہ کرے۔

جو چیز تم کو اللہ عزوجل کی طرف سے روکے۔ اہل ہو یا مال یا اولاد تو وہ تم پر نحوست ہے۔ جس عمل کے لئے دنیا میں ثواب نہ ہو۔ اس کا آخرت میں بھی ثواب نہ ہو گا اور آخرت میں اس کی جزا نہ ہو گی۔ جب بندہ بھوکا اور پیاسا رہے۔ تو صاف دل ہوتا ہے۔ جب پیٹ بھرے اور پانی خوب پیئے تو اندھا ہوتا ہے۔

جو شخص اپنے نفس کی قیمت کا خیال کرے وہ مناجات کی شیرینی نہیں چکھتا رضا سے قناعت کرنا ایسا ہے۔ جس طرح زہد سے پرہیز کرنا۔ جس نے تین درم کا کرتہ پہنا ہے اس کے دل میں پانچ درم کے کرتہ کی شہوت ہے۔ تو اس کا باطن ظاہر کے مخالف ہے۔ جب دل میں شہوت باقی نہ رہے۔ تو جائز ہے۔ کہ وہ زاہدوں کا لباس پہنے پھر وہ صدق کا طریقہ لازم کرے۔ جب تو وسواس معلوم کرے۔ تو خوش ہو۔ وہ تجھ سے جاتا رہے گا۔ کیونکہ مومن کی خوشی کو شیطان بہت برا جانتا ہے۔ اور اگر تو اس سے غم زدہ ہے۔ تو وہ غم بڑھاتا ہے۔

دل کی دوستی چار خصلتوں میں ہے۔ اللہ کے لئے تواضع اور اللہ کی طرف احتیاج اور اللہ تعالیٰ کا خوف' اور اللہ سے امید۔

نفس کے لحاظ اور اس کے ذکر سے تکبر پیدا ہوتا ہے خوف تم کو خدا تک پہنچا دیتا ہے اور تکبر اس سے قطع کرتا ہے۔ تفویض یہ ہے کہ جو تجھ کو معلوم ہو۔ اس کو اس کے عالم کی طرف لوٹائے۔ تفویض' رضا کا مقدر ہے اور رضا اللہ تعالیٰ کا بڑا دروازہ ہے۔ بندگی پر صبر کرنا چاہئے۔ تاکہ تجھ سے اس پر ہمیشگی فوت نہ ہو جائے۔ اور غضب پر صبر کرنا تاکہ اس پر اصرار کرنے سے تم نجات پاؤ۔

خیرات سے تعلق کا اصل یہ ہے کہ امید کم کی جائے۔ جو شخص اپنے نفس سے صحبت رکھتا ہے اس کو تکبر ہوتا ہے۔ توفیق کی علامت یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اس کے رد ہونے سے ڈرے۔

رسوائی کی علامت یہ ہے کہ اس کی نافرمانی کرے اور امید رکھے کہ تو اس کا مقبول

ہے اور شیخ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے ۔

قلو بنا لشر ا ب ا لحب ا قد ا ح — و مجلس الا نس فیہ الر و ح و الر ا ح

و نحن فی خلو ۃ سکر ی نیا و منا — ا ہل الحقیقتہ کم صا حو ا ر کم با حو ا

بخلو ۃ الو صل قد طا ب السما ع بہیا — حقا و قد رقصت ا لو جد ا ر و ا ح

اور یہ دو شعر بھی پڑھا کرتے تھے ۔

ا سا قی بنفسی ذ لۃ و استکا نتہ — الیٰ الحلتہ العلیاء من جا نب الکبر

ا نا ما ا تا نی الکبر من جا نب الغنی — سمو ت الی العلیاء من جا نب الفقد

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ازدمر نے کہا کہ میں نے سنا شیخ اباالحسن علی نانبائی سے بغداد میں وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ علی بن ادریس یعقوبی سے وہاں پر سنا۔ وہ کہتے تھے کہ مجھ کو میرے مالک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا۔ اور مجھ کو اپنی کرامات سے چادر پہنائی۔ جس کو اس نے آپ اپنی قدرت سے ازل میں بنایا تھا۔ اور اس کو وہی لوگ پہنتے ہیں کہ جن کو وہ اپنی مہربانی سے پسند کرتا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابی المنصور داری نے کہا کہ میں نے شیخ ابوالحسن قرشی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ابو سعد قیلوی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں مقامات توحید میں سے ایک مقام پر اترا۔ مجھ کو وہاں پر قرار نہ آیا۔ یہاں تک کہ مجھ پر اس کے احکام کے مقامات میں سے بعض مقامات نازل ہوئے۔ لیکن میں ان کے طے کرنے پر قادر نہ ہوا۔ میں یہ جانتا تھا کہ وہاں کیا ہے۔

تب میں نے خلیفہ کی روح سے مدد طلب کی۔ میری روح اور ان کی روح ملی۔ اس وقت میں نے وہ منازل طے کئے اور اس مقام کو طے کیا۔ مجھ کو اس کے جمیع احکام ظاہر ہو گئے۔

پس شیخ خلیفہ میرے اصحاب میں سے اعلیٰ ہمت والے اور نفس کے لحاظ سے زیادہ خارق اور نظر کے لحاظ سے یکتا ہیں۔

شیخ علی قرشی کہتے ہیں کہ میں نے شیخ خلیفہ سے اس بارہ میں پوچھا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ اے برادر جب میری ہمت نے ان کی ہمت کو سہارا دیا۔ اور میرا باطن ان کے

باطن کی طرف کھینچا تو میرے احوال میں میرے لئے ایسا دروازہ کھلا۔ کہ میں اس کی فراخی کا مالک نہ تھا۔ پھر عالم غیب سے جو کام مجھ پر مشکل ہوتا۔ یا درجات بلند کے کسی راز پر توقف ہوتا تو اس ٹھکانے کی طرف پناہ لیتا۔ اور اس جذبہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ پھر ہر تنگی میرے لئے فراخ ہو جاتی اور ہر دروازہ میرے لئے کھل جاتا۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن عبداللہ ابہری نے کہا کہ میں نے شیخ ابوالحسن خفاف بغدادی سے بغداد میں سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ ابا مسعود حریمی سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ شیخ خلیفہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر بیداری و نیند میں دیکھا کرتے تھے۔

ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سترہ دفعہ دیکھا۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے خلیفہ تم مجھ سے گھبراؤ نہیں۔ بہت سے اولیاء میرے دیکھنے کی حسرت سے فوت ہو گئے۔ اے خلیفہ کیا تجھ کو وہ استغفار نہ بتاؤں ۔ جو تو دعا میں مانگا کرے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ یارسول اللہ فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہو۔

اللھم ان حسناتی من عطاء ک و سیاتی من قضاء ک نجد بما انعمت علی ما قضیت و امح ز الک بذالک جلیت ان نطاع الا باز نک او تعص الا یعلمک اللھم ما حصیتک استخانا بحقک و لا استھانة بعذابک لکن بسابقیة سبق بھا علمک فا لتوبة الیک والمعذرة لدیک۔

میں کہتا ہوں کہ میں استغفار کو امام زین العابدین علی بن حسینؓ سے لمبا جانتا ہوں۔

قافلہ حجاز کا دیدار

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو محمد حسن بن ابی الحسن علی بن محمد بن احمد تنوخی عراقی نہر ملکی نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے میرے دادا سے اس نے کہا کہ میرے بھائی نے ایک سال حج کیا۔ مجھ کو اس سے بڑی محبت تھی۔ اس کے دیکھنے کا بڑا شوق تھا۔

پھر سفر کے ایک مہینہ بعد میرے دل میں اس کی طرف سے بڑا قلق پیدا ہوا۔

تب میں شیخ خلیفہ کی خدمت میں نہرالملک پر حاضر ہوا۔ اور میرا شوق بھائی کو دیکھنے کا بہت ہوا شیخ نے کہا اے محمد! تم کیا چاہتے ہو کہ اپنے بھائی کو دیکھو۔ میں نے کہا۔ بھلا یہ امر مجھے کہاں حاصل ہو سکتا۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو میرے گھر کے دروازہ سے باہر نکال کر لے گئے۔

میں کیا دیکھتا ہوں کہ قافلہ ہمارے قریب جا رہا ہے کوئی بیس قدم کا فاصلہ ہے اور میں اعلانیہ اس کو دیکھ رہا ہوں۔ اور اپنے بھائی کو دیکھا کہ ایک اونٹ پر سوار ہے۔ تب تو میں کودا کہ اس تک پہنچ جاؤں مگر شیخ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تم ہرگز وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔

میں شیخ کے ساتھ یہ نظارہ دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں میرے بھائی کو اونگھ آگئی وہ اونٹ پر سے گرا شیخ کودے اس کو زمین پر گرنے سے پہلے پکڑ لیا۔ اور اونٹ پر بٹھا دیا۔ پھر میری طرف لوٹ آئے۔ جب قافلہ چل دیا اور ہم سے غائب ہو گیا تو شیخ قافلہ کے راستہ پر گئے۔ ایک رومال اور ایک لوٹا لے آئے اور مجھے لا کر دیا۔ یہ کہا کہ تیرے بھائی کے گرنے کے وقت یہ دونوں گر گئے تھے۔ میں نے وہ دونوں لے لئے اور لوٹ آیا اور بھائی کے دیکھنے سے میرے دل کو اطمینان ہو گیا۔

میں نے اس واقعہ کی وہ تاریخ اور دن لکھ دیا۔ جب میرا بھائی (حج کر کے) آیا تو میں نے اس سے اس دن کا حال دریافت کیا۔ جس کو میں نے لکھ لیا تھا۔ تو اس نے کہا کہ میں اپنے کجاوہ پر سے گر پڑا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ شیخ خلیفہ کی وجہ سے مجھ پر مہربانی نہ کرتا (تو مجھے سخت چوٹ لگتی) شیخ نے مجھ کو زمین پر گرنے سے پہلے پکڑ لیا۔ پھر مجھ کو میرے کجاوہ میں بٹھا دیا مجھے کسی قسم کی چوٹ نہ لگی۔

پھر شیخ چل دیئے مجھے معلوم نہ ہوا۔ کہ کہاں سے آئے تھے اور کہاں کو چل دیئے نہ اس کے بعد میں نے ان کو دیکھا۔ اس وقت میں نے اپنا رومال اور لوٹا کھو دیا۔

راوی کہتا ہے۔ کہ میں اٹھا اور اس کا رومال اور لوٹا لا کر اس کو دے دیا۔ جب اس نے دیکھا۔ تو بڑا متعجب ہوا۔

پھر میں نے اس کو اپنا قصہ شیخ کے ساتھ اس دن کا سارا بیان کیا۔ پھر ہم شیخ مکارم کی خدمت میں نہرالخالص میں آئے۔ اور ان سے یہ قصہ بیان کیا وہ فرمانے لگے کہ جب شیخ خلیفہ کے سامنے تمام مقامات گیند کی طرح لپیٹے جاتے ہیں۔ تو پھر تمام زمین ان کے سامنے ذرہ کی طرح کیسے نہ ہو۔ راوی کہتا ہے۔ کہ اس وقت شیخ خلیفہ کے اور حاجیوں کی منزل میں ایک مہینہ کا راستہ تھا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن ابی القاسم ابن محمد بن ولف حریمی نے جس کا دادا ابن قوقا مشہور ہے۔ کہا میں نے اپنے دادا سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ بغداد کے ہمارے بعض اصحاب صالحین کی حکایت بیان کرتے ہیں۔

وہ کہتا ہے۔ کہ میں ایک رات صبح کے وقت جاگا اور اللہ تعالیٰ سے اس امر پر بیعت کی کہ میں مسجد جامع رصافہ میں ایسا متوکل ہو کر بیٹھوں گا۔ کہ مجھے مخلوق میں سے کوئی نہ معلوم کرے۔ پھر میں اسی وقت جامع مسجد میں آیا۔ اور اس میں۔ پیر۔ منگل۔ بدھ تک بیٹھا۔ میں نے اس میں کسی مرد کو نہ دیکھا اور نہ کچھ کھانا کھایا۔ آخر مجھے بڑی بھوک لگی میں گرنے سے ڈر گیا۔ اور اپنے آپ نکلنے کو مکروہ سمجھا۔ مجھے اس بات کی خواہش ہوئی کہ بھنا ہوا گرم گوشت ہو۔ اور رصائی روٹی ہو۔ برنی کھجور ہو۔ اس وقت اس خیال میں تھا۔ کہ اتنے میں محراب کی دیوار پھٹی اس میں سے ایک بدوی شکل کا مرد پیدا ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک رومال تھا۔ اس نے اس کو میرے سامنے رکھ دیا۔ اور کہنے لگا کہ تم کو شیخ خلیفہ نے کہا ہے کہ اپنی مرغوب شئے کھالو۔ اور یہاں سے نکل جاؤ۔ تم متوکلین میں سے نہیں ہو۔ پھر وہ شخص مجھ سے غائب ہو گیا۔ میں نے رومال کھولا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ اس میں گرم بھنا گوشت ہے اور رصائی روٹی اور کھجور برنی موجود ہے۔ میں نے وہ کھانا کھایا اور باہر نکل آیا۔ پھر نہرالملک میں شیخ خلیفہ کے پاس حاضر ہوا۔ جب مجھے انہوں نے دیکھا تو پہلے ہی سے مجھے فرمایا کہ اے شخص مرد کو لائق نہیں کہ جب تک باطن ظاہر کو اپنے تمام علاقے مضبوطی کے ساتھ قطع نہ کرے۔ متوکل ہو کر بیٹھے۔ ترک اسباب میں گناہ گار ہو گا۔

شیخ نہرالملک کے ایک گاؤں میں جس کو قریۃ الاعراب کہتے ہیں۔ جو کہ عراق کی

زمین میں سے رہتے تھے اور نہر الملک کو وطن بنا لیا تھا۔ یہاں تک کہ وہیں فوت ہوئے قدیمی وہیں رہتے تھے۔ یہاں تک کہ بڑی عمر کے ہو گئے۔ ان کی قبر بھی وہیں ہے جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ وہاں پر آپ کی بڑی شہرت ہے۔

جب ان کی وفات کا وقت آیا۔ تو کلمہ شہادت پڑھا۔ خوشی کے مارے ان کا چہرہ بشاش ہوا کہنے لگے۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے اصحاب ہیں جو مجھے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور رحمتوں کی خوشخبری سناتے ہیں پھر کہا کہ یہ فرشتے ہیں جو مجھے اللہ کریم کی جناب میں لے جانا چاہتے ہیں۔ پھر ہنسے اور کہا کہ جب حق جل جلالہ اپنے مومن بندہ پر اس کی روح کو قبض کے وقت تجلی کرتے ہیں تو اس سے کہتے ہیں یا یھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة یعنی اے اطمینان والی روح اپنے پروردگار کی طرف خوش اور پسندیدہ ہو کر چلی آ۔ اور ابھی آیت کی تلاوت پوری نہ ہوئی تھی کہ آپ کی روح پرواز کر گئی۔

اور جب ان کو چارپائی پر نماز جنازہ کے لئے رکھا گیا۔ تو اطراف سے ایک بلند آواز آئی۔ جس کا منادی معلوم نہ ہوتا تھا کہ اے گروہ مسلمانان نماز پڑھو۔ حبیب قریب پر اور یہ دن ہے۔ جس پر گواہی دی گئی ہے۔

اور یعقوبا میں ایک اور شیخ تھے۔ جن کا نام بھی خلیفہ تھا۔ وہ شیخ علی بن ادریس کے مریدوں میں سے تھے۔ وہ اپنے شیخ ابن ادریس سے پہلے فوت ہو گئے تھے اور یعقوبا میں دفن ہوئے تھے۔ جب شیخ علی بن ادریس پر حال وارد ہوتا تو کہتے کہ اے رب خلیفہ کے لئے بھی ایسا ہی عنایت ہو۔ سو وہ اس شیخ کے بعد ہوئے ہیں۔ جن کا ذکر یہاں کیا گیا ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد حسن بن احمد بن محمد بن ولف حریمی نے کہا۔ خبر دی ہم کو میرے دادا نے کہا کہ میں نے یحیٰ ابن محفوظ بن برکت بغدادی مشہور ابن الدبیتی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ خلیفہ نہر ملکی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دفعہ ملک سودا میں گذرا۔ میں نے اپنے شیخ کو ہوا میں بیٹھے ہوئے پایا۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا آپ ہوا میں کس لئے بیٹھے ہیں۔

کہا اے خلیفہ میں نے ہوا کی مخالفت کی اور تقویٰ کی سواری کی۔ پھر میں نے ہوا میں سکونت کی۔

راوی کہتا ہے کہ میں پھر شیخ عبدالقادرؒ کی زیارت کے لئے ان کی رباط میں آیا۔ تو میں نے ان کو بھی قید میں ہوا میں بیٹھے ہوئے پایا۔ اور اس شخص کو جو ہوا میں دیکھا تھا وہ ان کے سامنے متواضع بیٹھا ہوا ہے۔ پھر اس شخص نے کلام کیا۔ اور آپ سے احکام حقائق میں پوچھا۔ پھر دونوں نے معارف میں ایسا کلام کیا۔ کہ میں اس کو کچھ نہ سمجھا۔ پھر شیخ کھڑے ہوئے۔ میں نے اس شخص سے خلوت کی۔ اس سے کہا کہ میں تم کو یہاں دیکھتا ہوں۔

انہوں نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اور میرے لئے ولی برگزیدہ یا حبیب مقرب نہیں۔ مگر اس کے لئے یہاں تردد و استمداد ہے۔

میں نے اس سے کہا۔ کہ میں تم دونوں کا کلام نہیں سمجھا۔ اس نے کہا کہ ہر مقام کے لئے احکام ہوتے ہیں۔ ہر حکم کے لئے معانی۔ ہر معنی کے لئے عبارت ہوتی ہے۔ جس سے اس کو تعبیر کیا کرتے ہیں۔

عبارت کو وہی سمجھتا ہے۔ جو اس کے معنی سمجھتا ہو۔ معنی کو وہی سمجھتا ہے جس نے اس کے حکم کی تحقیق کی اور حکم کی تحقیق وہی شخص کرتا ہے۔ کہ جو مقام مشار الیہ تک پہنچ چکا ہو۔ میں نے کہا آپ کو شیخ کے سامنے جس قدر متواضع دیکھا ہے اور کہیں نہیں دیکھا۔ اس نے کہا کیوں ایسے شخص کے سامنے بتواضع پیش نہ آؤں۔ جس نے مجھے والی اور متصرف بنایا میں نے کہا آپ کو کیا والی اور کس میں متصرف بنایا۔ کہا کہ مجھ کو ان سو غائب مردوں پر جو کہ ہوا میں رہنے والے ہیں۔ اور جن کو وہی دیکھ سکتا ہے۔ جسے خدا چاہے مقدم کیا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی وما نتنزل الا بامر ربک الایۃ یعنی ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے مجھے ان کے احوال میں قبض و بسط میں متصرف کر دیا ہے۔

ابن الدبیثی نے کہا۔ پھر شیخ خلیفہ نے کہا کہ شیخ عبدالقادر نے اولیاء ابرار ابدال اور ان کے زمانہ کے اور کم درجہ ولیوں میں حکومت کا ہار پہنا ہوتا ہے۔ جو ان کے

احوال و اسرار کو شامل ہے۔ وہ زمین کی جس طرف دیکھتے ہیں۔ وہاں کے رہنے والے مشرق و مغرب کی زمین کے آخر تک ان کی ہیبت نگاہ سے ڈرتے ہیں۔ ان کے نظر کی برکت سے اپنے احوال میں زیادتی کے امیدوار ہیں۔ اور ان کے غلبہ ہیبت سے اپنے حالات کے سبب کا خوف کھاتے ہیں۔

شیخ ابو الحسن جوسقی

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور بڑے عارفین میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ احوال خارقہ مقامات روشنہ مراتب عالیہ صاحب فتح مضبوط و کشف روشن حقائق روشنہ معارف غالبہ ہیں۔ تصرف جاری میں ان کا ہاتھ لمبا تھا۔ علوم مشاہدات میں ان کا ہاتھ فراخ تھا۔ تمکین مضبوط میں ان کا قدم راسخ تھا۔ معالم قدس میں ان کا طور بلند تھا۔

مراتب قرب میں ان کا مقام اعلیٰ تھا۔ عوالم غیب میں ان کی نظر خارق تھی۔ وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف ظاہر کیا ہے۔ وجود میں تصرف دیا۔ احوال نہایت میں ان کو قدرت دی۔ اسرار ولایت کا ان کو ہار پہنایا ہے علاوات کو ان کے لئے بدل دیا۔ ان کے ہاتھ پر کرامات ظاہر کی ہیں ان کو مغیبات کے ساتھ ناطق کیا ہے۔ ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا ہے۔ ان کی محبت سے دلوں اور سینوں کو ہیبت سے بھر دیا ہے۔ وہ اس شان کے ایک رکن ہیں۔ اس کے سرداروں کے سردار۔ علم۔ عمل۔ زہد۔ تحقیق و ریاست کے لحاظ سے اس کی طرف کھینچنے والوں کے امام ہیں۔ وہ شیخ ابا الحسن علی بن الہیتی کی صحبت میں رہے ہیں ان کی حال کے ساتھ خدمت کی ہے۔ انہیں کی طرف وہ منسوب تھے۔ شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر کی خدمت میں اکثر آیا کرتے تھے۔ مدت تک ان کی خدمت کی اور عراق کے بڑے بڑے مشائخ سے ملاقات کی تھی جیسے شیخ بقا بن بطو شیخ ابی محمد عبدالرحمٰن طفسونجی شیخ ابو سعد قیلوی وغیرہ ہم ان کے وقت اس شان کی ریاست بلاد دجلہ اور اس کے آس پاس میں ان تک پہنچی۔ ان کی صحبت میں اکابر کی ایک جماعت نے تخریج کی ہے۔

انہیں کی طرف شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن بن جیش بغداوی منسوب ہیں۔ انہیں کی صحبت سے انہوں نے نفع حاصل کیا ہے صلحاء کی ایک جماعت ان کی شاگرد ہوئی ہے مشائخ و علماء نے ان کی بزرگی و احترام پر اجماع کیا ہے۔ ان کی فضیلت کا اقرار کیا ہے۔ ان کی عدالت کو ظاہر کیا ہے۔ ان کے مناقب کا ذکر کیا ہے۔

وہ شریف الاخلاق اکمل آداب۔ اجمل الصفات احسن خصلت تھے۔ احکام شرع میں ہمیشہ طریق سلف کے ملتزم تھے۔ معارف میں ان کا کلام بلند تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔

معرفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ رہے۔ محبت یہ ہے۔ کہ دل سے سوائے حبیب کی محبت کے ساری محبتیں جاتی رہیں۔

زہد یہ ہے کہ دنیا کی طرف حقارت کی نظر سے دیکھے۔ عزت و کنارہ کشی کے لئے اس سے اعراض کرے۔ جس نے دنیا میں سے کسی چیز کو اچھا سمجھا۔ تو اس نے اس کی قدر پر خبردار کیا۔

شکر کا ثمر خدا کی محبت ہے اور اس سے ڈرنا ہے۔ زبان کا ذکر کفارے و درجات ہیں۔ دل کا ذکر منزلت و قرب ہیں۔ جس کے نزدیک ماسوائے اللہ سب برابر ہوں۔ تو اس نے معرفت پائی۔

تقوے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ باطن کی حفاظت۔ مخلوق کے ساتھ حسن معاشرت کے حفظ ظاہر میں موافق ہو۔ اللہ تعالیٰ کا زیادہ پہچاننے والا اس کے احکام میں زیادہ مجاہد ہو گا۔ اور اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت زیادہ پابندی سے کرتا ہو گا۔ زاہدوں کا رونا آنکھوں سے ہوتا ہے۔ عارفین کا رونا دل سے ہوتا ہے۔

اخلاص کامل

ہر مخلص کا اخلاص میں یہ نقصان ہے۔ کہ وہ اپنے اخلاص کا خیال رکھے۔ اور جب اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے۔ کہ کسی بندہ کو مخصوص بنائے۔ تو اس کے اخلاص سے اس کا اخلاص کو دیکھنا دور کر دیتا ہے۔ پس یہ سچا مخلص ہے۔

توکل یہ ہے کہ زندگی کو ایک کی طرف لوٹائے۔ اور کل کے غم کو دور کر دے جس نے اللہ تعالیٰ کو اشارہ کے ساتھ پایا۔ تو اس نے ارادہ کو پورا کر لیا۔ اور یہ امر انہیں کے لئے سزاوار ہے کہ اپنی ارواح سے کوڑے کو صاف کر دیا ہے۔ اپنے نفوس کو ایسے شخص کے مرتبہ پر اتارا ہے۔ کہ جس کو اس کی کوئی حاجت نہیں۔

اصل وصل یہ ہے کہ ماسوائے اللہ عزوجل ہر طرف التفات چھوڑ دے۔ افضل فقر یہ ہے۔ کہ اپنے قصور کو پہچانے۔ اور نقصان پر اصل ثابت رہنا یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہمیشہ احتیاج رہے۔

علماء کے فساد کی وجہ

علماء کا فساد دو وجہ سے ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ اپنے علم کے موافق عمل نہیں کرتے دوم یہ کہ اس پر عمل کرتے ہیں جس کو نہیں جانتے۔

مرید کی آفت یہ ہے کہ اپنے نفس کی مدد میں غصہ ہونا۔ اور بھید کا ایسے شیخ کے سامنے ظاہر کرنا۔ جو کہ سردار نہ ہو۔ ہر شخص سے محبت کرنا۔

جب فقیر دنیا کی زیادتی طلب کرے۔ تو یہ اس کے ادبار کی علامت ہے شقاوت کی تین علامات ہیں۔ کہ علم دیا جائے۔ اور عمل سے محروم رہے۔ عمل دیا جائے۔ اور اخلاص سے محروم رکھا جائے۔ عارفین کی صحبت نصیب ہو۔ مگر ان کی عزت سے محروم ہو۔ علم پناہ ہے۔ اور جہالت دھوکا ہے۔ صدق امانت ہے اور عذر غم ہے۔ صلہ رحم بقا ہے۔ قطع رحم کرنا مصیبت ہے۔ صبر شجاعت ہے۔ جرات ضعف ہے۔ کذب عجز ہے۔ صدق قوت ہے۔ عقل تجربہ ہے۔ ایسے ہی شخص کی صحبت کر کہ تجھ میں اور اس میں تحفظ کا بار جاتا رہے۔ اور وہ تجھ کو آداب شرع اور تیری غفلت کے وقت حفظ حال پر خبردار کرتا رہے۔ دعا مقبولہ

شیخ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اللھم یا من لیس فی السموات قطرات ولا فی ھبوب الریاح وبحات ولا فی الارض حیات ولا فی قلوب الخلاق خطرات ولا فی اعضا نھم حرکات ولا فی اعینھم لحظات الا وھی لک شاھدات وعلیک والات وبربو

تیبک معتر فات و فی قد ر تک متحیر ا ت فا سئلک بقد ر تک التی تحیر فیها من فی ا لسموات و الا ر ض ان تصلی علی سید نا محمدؐ و علی آ له و ا صحا به و ذ ر یته و ا هل بیۃ اجمعین

پھر جو چاہتے دعا مانگتے۔ شیخ عبداللہ مار دینی کہتے تھے کہ بیشک یہ دعا ان دعاؤں میں سے ہے جو مقبول ہوتی ہیں۔ شیخ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

ا شا ر قلبی ا لیک کیما !	یر ی ا لذ ی لا تر ا ہ عینی
ب ا نت تلقی علی ضمیر ی	حلا و ۃ ا لمسؤ ل و ا لتمنی
تر ید منی ا ختبا ر سر ی	و قد علمت ا لمر ا د منی
و لیس فی سو ا ک حظ	نکیف ما شئنت فا عف عنی

خبردی ہم کو قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد مقدسی نے کہا کہ میں نے شیخ ابا الحسن علی نانبائی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابا حفص عمر بزاز سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ علی بن الہیتی بیمار ہوئے تو شیخ عبدالقادر زریران میں ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ وہاں پر شیخ بقا بن بطو شیخ ابو سعد قیلوی شیخ ابو العباس احمد بن علی جو سقی صرصری جمع ہوئے۔ پھر شیخ علی بن الہیتی نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ دستر خوان بچھائے۔ اس نے دستر خوان بچھایا اور حیران ہوا کہ کس سے ابتداء کرے۔ پھر روٹیوں کو اپنے سامنے رکھ لیا۔ اور اپنے ہاتھ میں بہت سی روٹیاں لیں۔ ان کو چھوڑ دیا۔ اور ان کے چاروں طرف ایک دم چکر دیا۔ کہ جس میں بعض حاضرین کو بعض پر مقدم نہ ہوا اس پر شیخ عبدالقادر نے شیخ بن الہیتی سے کہا کہ تمہارا خادم دستر خوان کو ایک دم بچھانے میں کیا ہی باادب ہے۔ شیخ علی بن الہیتی نے کہا کہ میں اور میرا خادم آپ کے غلام ہیں۔

پھر ابو الحسن کو حکم دیا کہ شیخ عبدالقادر کی خدمت کرے۔ ابو الحسن تو بیٹھ کر رونے لگا۔ تب شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ وہ اسی پستان کو دوست رکھتا ہے جس سے اس نے دودھ پیا ہے۔ اس کو حکم دیا کہ تم اپنے شیخ ابن الہیتی کی خدمت کرو۔

شیطان کو قید کر دینا

خبر دی ہم کو ابو محمد رجب داری نے کہا کہ میں نے شیخ مسعود حارثی رحمہ اللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں اور شیخ عبدالرحمٰن بن حبش عمران زیدی اور دورانی نے شیخ ابوالحسن جوسقی کی زیارت کا قصد کیا جب ہم جوسق کے درجہ مقاتل پر گزرے۔ تو وہاں ہم نے ایک شخص بدشکل سخت بدبودار کو زنجیروں اور طوقوں میں جکڑا ہوا دیکھا۔ اس نے ہم کو پکارا۔ تو ہم اس کی طرف لوٹ کر گئے۔ اس نے ہم سے کہا کہ جب تم شیخ ابی الحسن جوسقی کے پاس جاؤ تو میرے چھڑانے کے لئے ان سے درخواست کرو۔ کیونکہ انہوں نے مجھ کو یہاں قید کر دیا ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ میں حرکت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ جب ہم شیخ ابی الحسن کی خدمت میں داخل ہوئے۔ تو ہم نے قصد کیا کہ آپ سے اس بارہ میں سوال کریں۔

انہوں نے پہلے ہی سے کہا کہ تم مجھ سے اس کے بارہ میں سوال مت کرو کیوں کہ وہ شیطان ہے۔ وہ ان فقرا کے پاس جو ہمارے پاس قطع کر کے بیٹھے ہیں۔ آتا ہے۔ اور ان کو پریشان کرتا ہے۔ وہ جب ان کے احوال میں کچھ تشویش ڈالنا چاہتا ہے۔ تو میں اس کو منع کرتا تھا۔ اور خوف دلاتا تھا۔ پھر وہ قسم کھاتا تھا۔ کہ آئندہ نہ آؤں گا۔ جب اس نے کئی دفعہ ایسا کیا۔ تو میں نے اس کو قید کر دیا۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن یحییٰ بن ابی القاسم الازجی نے کہا میں نے شیخ ابالحسن علی نانبائی سے بغداد میں سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے اصحاب کی جماعت کے ساتھ جوسق میں شیخ ابوالحسن کی زیارت کا قصد کیا۔ جب ہم ان کی خدمت میں گئے۔ تو انہوں نے ہم کو وہ ساری باتیں کھول کر بیان کر دیں۔ کہ جو راستہ میں ہم کو پیش ائیں تھیں۔ جو کچھ ہمارے ہر ایک کے دل میں خطرات گزرے تھے۔ وہ سب واضح کر دیئے۔ ہم نے آپ کے پاس رات کاٹی تو رات کے وقت پسو نکلے۔ ہم سب نے کوشش کی۔ کہ ہم ان کو ماریں مگر ہم قادر نہ ہوئے۔ صبح کے بعد ہم میں سے ایک نے ان سے پوچھا کہ اے میرے سردار جب کسی شخص کو اللہ کے نزدیک مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ تو کیا اس کا مرتبہ تمام شہر کو شامل ہوتا ہے آپ نے کہا ہاں ان کے چوپاؤں

اور حشرات حتیٰ کہ پسوؤں تک کو شامل ہوتا ہے۔

کبڑے کو اچھا کرنا

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو محمد حسن بن علی بن تنوخی نہر ملکی نے کہا کہ ہم نے سنا شیخ عارف ابالفتح شلیل بغدادی سے بغداد میں وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ ابو محمدؒ عبدالرحمٰن بن جیش بغدادی سے سنا وہ کہتے تھے کہ اپنے شیخ ابی الحسن جوسقی کے ساتھ جوسق میں مجلس سماع میں حاضر ہوا۔ اس میں مشائخ و علماء و صلحاء و فقرا کی ایک جماعت تھی قوال نے یہ اشعار پڑھے۔

ا بن غلبا ت ا لشو ق ا لا تطلعها ا لیک و یا بی ا لعد ل ا لا تجنبا

و ما کا ن صد ی عنا نی صد ملا لته و لا ذ ا لک ا لا قبا ل ا لا تقر با

و لا کا ن ذ ا لک ا لحب ا لا و سیلته و لا ذ ا لک ا لا عر ا ض ا لا تھیبا

علی ر قیب منک حل بمھجتی ا ذ ا ر مت تسھیلا علی تصعبا

راوی کہتا ہے کہ تب شیخ ابوالحسن خوش ہوئے اور ایک کبڑے مرد سے جو وہاں پر تھا۔ معانقہ کیا۔ تو اس کا قد سیدھا ہو گیا۔ اور لنگڑا پن جاتا رہا۔ اور وہ دن تھا کہ جوسق میں لوگوں کا مجمع تھا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد الحسن بن قوقا حریمی نے کہا۔ کہ میں نے اپنے دادا محمد بن ولف سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے یحییٰ بن محفوظ مشہور ابن الدبیثی سے بغداد میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک سال جوسق میں ظہر کے وقت گیا۔ تو ابوالحسن جوسقی کو جنگل کے میدان میں دیکھا۔ کہ وہاں پر ان کا غم خوار کوئی اس کے سوا نہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ دائیں بائیں وجد کرتے پھرتے تھے اور یہ اشعار پڑھتے تھے۔

قد با ن بینی ببینی ! فبنت من بین بینی

و تھت فی کل نقه و جد ا لبقر ة عینی

پھر دیر تک روتے رہے

ر و حی ا لیک بکلھا قد ا ممبت حتی یکا ل من ا لبکا تقطعت
لو ا ن فیک ھلا کھا ا قلعت فا نظر ا لیھا نظر ۃ بھو ر ۃ
تبکی علیک بکلمھا فی کلھا فلو بما متحتھا فتمتت

پھر بڑے چلائے اور غش کھا کر گر پڑے۔ جب ان کو افاقہ ہوا۔ تو یہ اشعار پڑھنے لگے۔

ا جلک ا ن ا شکر ا لھو ی منک ا ننی ا جلک ا ن تو می ا لیک ا لا صا بع
و ا صر ف طر نی نحو غیر ک عا مد ا علی ا نہ با لر غم نحو ک ر ا جع

پھر ان کا چہرہ خوشی اور سرور سے دمک اٹھا۔ اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

تبا ۃ ر ت لی حتی ا ذ ا ما تبا ۃ ر ت معا نیک فی معنا می ا ۃ ھشتی منی
و عر فتنی ا یا ک حتیٰ کا ننی ا ر ی کلما ا لبقا ہ من ۃ ھشتمی منی
نو ا ا سفیٰ ا ن فا تنی منک لحظتہ و و ا سفی ا ن حلت من مو ضع ا لطعنی

کھجوروں کا بولنا

راوی کہتا ہے کہ وہاں پر دو کھجوریں تھیں۔ ایک تو پھلدار تھی۔ اور دوسری وہ تھی جس کی جڑ خشک ہو گئی تھی۔ اس کا پھل منقطع ہو گیا تھا۔ پھر میں نے پھل دار کھجور کی طرف سے آواز سنی۔ وہ کہتی ہے۔ کہ ابالحسن میں تم سے اللہ کی قسم دے کر درخواست کرتی ہوں۔ کہ آپ میری کھجوریں کھائیں۔ پھر آپ نے ہاتھ بڑھایا تو کھجور کی شاخیں جھک آئیں۔ حتیٰ کہ ان میں سے شیخ نے کھجوریں کھائیں۔ پھر میں نے خشک کھجور کی طرف سے آواز سنی۔

وہ کہتی ہے کہ اے ابوالحسن میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتی ہوں کہ میرے پاس آکر آپ وضو کریں۔ پھر اس کے نیچے ایک چشمہ پانی کا جاری ہو گیا۔ تو آپ نے اس سے وضو کیا۔ اور اس سے پانی پیا۔ تب وہ کھجور سرسبز ہو گئی۔ اس وقت اس کو پھل آگیا۔ پھر وہ چشمہ بند ہو گیا۔

شیخ وہاں سے لوٹے۔ اور کہتے تھے کہ اے میرے مولیٰ جس سے تو مخاطب ہوتا ہے اس سے ہر شئے مخاطب ہوتی ہے۔ اس کے بعد میں کبھی اس موقعہ پر جایا کرتا اور اس وقت کو یاد کرتا اور روتا تھا۔ اور وہ کھجوریں شیخ ابی الحسن کے تبرک کی وجہ سے کھاتا۔ وہ کھجوریں عراق کی بہتر کھجوروں میں سے تھیں۔

شیخ وہاں سے لوٹ کر جوسق میں رہتے تھے جو کہ نہر دجلہ پر عراق کی زمین میں ہے۔ وہ ہمیشہ اسی میں رہتے تھے۔ یہاں تک کہ وہیں بڑی عمر میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔ وہیں آپ کی قبر ہے۔ جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ ان کی وفات جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ شیخ مکارم نہر خالصی کی وفات سے پہلے ہوئی ہے۔ ان کا لقب لنگڑے پن کی وجہ سے ابو عراج تھا۔

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عمراز جی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابا طاہر خلیل بن شیخ پیشواء ابوالعباس احمد بن علی جوستی صرصری سے وہاں پر سنا اور خبر دی ہم کو ابوالفتح سلیمان بن اسحاق بن احمد ہاشمی ملثی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابالفضل اسحاق بن احمد ملثی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ابالحسن جوستی سے وہاں پر سنا وہ کئی دفعہ کہتے تھے۔ میرے کان بہرے ہو جائیں۔ میری آنکھیں اندھی ہو جائیں اگر میں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر کی مثل اور کسی کو دیکھا ہو۔

شیخ ابو عبداللہ محمد قرشی

یہ شیخ مصر کے مشہور مشائخ میں سے ہیں۔ عارفین مذکورین کے بڑوں میں سے ہیں بڑے کامل محقق ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ۔ احوال فاخرہ۔ افعال خارقہ۔ انفاس صادقہ اشارات روحانیہ۔ محاضرات قدسیہ ہمت روشنہ تھے۔ پختہ ارادوں والے صاحب مقالات روشنہ۔ مراتب علیہ۔ معارف جلیلہ۔ حقائق ربانیہ۔ علوم د۔نیہ تھے۔ مراتب قرب میں ان کا طور بلند تھا۔ قدس کے تختوں پر ان کا طریق اعلیٰ مجالس انس میں ان کا مقام بلند تھا۔ مجازی تقدیر میں ان کا ثبوت بڑا قوی تھا۔

عوالم غیب میں ان کی نظر خارق تھی۔ پوشیدہ اسرار سے ان کی خبریں سچی تھیں۔

احکام ولایت میں ان کا لمبا ہاتھ تھا۔ احوال نہایت میں ان کا ہاتھ فراخ تھا۔ علوم مشاہدہ میں ان کا ہاتھ روشن تھا۔ تصریف جاری میں ان کا قدم مضبوط تھا۔ تمکین مضبوط میں ان کی بڑی قوت تھی۔ بلندیوں کی امداد میں بڑھنے والے تھے۔ شرافت کی اطراف کو جمع کرتے تھے ملکوت کے راستوں میں بڑھے ہوئے تھے۔ موجودات کے مزہ سے علیحدہ تھے۔ ملکوں کی محبت سے بچے تھے۔ جواذب بقایا سے نکلے ہوئے۔ عبودیت میں ثابت تھے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن کو اللہ تعالٰی نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے اور عالم میں تصرف دیا ہے۔ اسباب کو ان کے لئے بدلا ہے۔ ان کے ہاتھوں پر عجائب ظاہر کئے ہیں۔ ان کو حکمتوں کے ساتھ گویا کیا۔ ان کی زبان پر فوائد جاری کئے ہیں۔ دلوں کو ان کی محبت سے اور سینوں کو ان کی ہیبت سے بھر دیا۔ ان کو سالکین کا پیشواء صادقین کے لئے حجت بنایا ہے۔

وہ اس شان کے ایک رکن ہیں۔ اس کے سرداروں کے امام اس کے رؤسا کے سردار۔ اور اس طرف بلانے والوں کے صدر۔ علم و عمل۔ زہد۔ ورع۔ توکل۔ تحقیق۔ تمکین ہیبت ۔ جلالت میں اس کے احکام کے مشہور عالم ہیں۔

یہ وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے کہا ہے کہ میں نے قیامت کو دیکھا۔ وہاں پر لوگوں کے مراتب مقامات انبیاء علیہم السلام کو دیکھا۔

میں نے اعمال کی صورتوں کو جس طرح لوگوں پر ظاہر ہوں گی۔ دیکھا ہے۔ برزخ کو دیکھا۔ اور جو مردوں کا وہاں پر حال ہے دیکھا۔ ایک شخص کو میں نے دیکھا۔ جس کو میں پہچانتا تھا۔ وہ میرے پاس اپنی بدحالی کی شکایت کرتا تھا۔ مجھے اس کے مرنے کی خبر نہ تھی۔ میں نے اس کا حال پوچھا تو مجھ سے کہا گیا کہ وہ مرگیا ہے۔ یہ بھی انہوں نے کہا۔ کہ مجھ کو دنیا ایک بڑی خوبصورت جوان عورت کی شکل میں دکھائی دی۔ اس کے ہاتھ میں جھاڑو ہے اور وہ مسجد میں جس میں کہ میں تھا۔ جھاڑو دے رہی ہے۔ میں نے اس سے کہا۔ تیرا کیا حال ہے۔ اس نے کہا میں اس لئے آئی ہوں کہ آپ کی خدمت کروں۔ میں نے کہا نہیں خدا کی قسم۔ اس نے کہا میں ضرور خدمت کروں گی۔

پھر میں نے اس کی طرف لکڑی سے اشارہ کیا۔ جو میرے پاس تھی۔ اس کے مارنے کا ارادہ کیا تو وہ بڑھیا بن گئی اور مسجد میں جھاڑو دینے لگی۔ پھر میں اس سے غافل ہو گیا۔ تو وہ پھر ویسے ہی بن گئی۔ میں نے پھر اس کو نکالنا چاہا۔ تو وہ پھر بڑھیا بن گئی۔ تب اس پر میں نے رحم کھایا۔ اور اس سے غافل ہو گیا۔ پھر وہ جوان بن گئی۔ میں اس پر خفا ہوا۔ اور اس سے گھبرایا وہ کہنے لگی آپ کچھ کریں۔ میں آپ کی خدمت کروں گی۔ اور ایسا ہی تیرے بھائیوں کی خدمت کی ہے۔

پھر اس دن سے مجھ پر کوئی اسباب مشکل نہیں ہوا اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ مجھ پر قرآن عزیز کے باطنی حقائق کھل گئے ہیں۔ اب اس کے اسرار پر مطلع ہوا ہوں۔

وہ مغرب و مصر کے بڑے بڑے مشائخ سے ملے ہیں۔ اور ان کی بہت سی کرامات دیکھی ہیں۔ ان سے ان کے بڑے بڑے ابتدائی حالات اور ان کے واقعات روایت کئے ہیں۔

اور کہا ہے کہ میں قریباً چھ سو مشائخ سے ملا ہوں۔ ان میں سے چار مشائخ کی پیروی کی ہے۔ شیخ ابو زید قرطبی۔ شیخ ابو الربیع۔ سلیمان بن کتانی مالقانی۔ شیخ ابو العباس خزرجی شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن ظریف' شیخ ابو مدین سے بھی ملے ہیں اور ان کے پاس رہے ہیں۔ ان کی حکایت کہی ہے۔ ان کے مناقب بیان کئے ہیں۔

اور کہا ہے کہ میں شیخ ابو مدینؒ سے جبایہ میں ملا ہوں۔ ان کی عبارات اور شرف ہمت تھی میں ان کے پاس رہا ہوں۔ ان کی مجلس میں حاضر رہتا تھا۔ ان کا کلام سنا کرتا تھا۔ اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ شیخ ابو مدینؒ اپنے باطن سے میری طرف دیکھا کرتے تھے۔ ان کے مشائخ ان کے کلام کو سنا کرتے تھے۔ اس کو بڑا سمجھا کرتے تھے یہاں تک کہ شیخ ابواسحٰق بن ظریف نے کہا ہے کہ لوگ قرشی کو میری طرف منسوب کرتے ہیں۔ واللہ میں نے اس سے زیادہ نفع حاصل کیا ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ اس نے مجھ سے نفع حاصل کیا ہے۔ اس کے سبب مجھ کو بہت سے انکشاف ہوئے ہیں۔ اور شیخ ابوالربیع کہتے ہیں کہ مجھ کو قرشی کے دیکھنے سے وہ امور یاد آگئے جو چالیس برس سے مجھ پر غائب تھے۔

اور یہ بھی کہا ہے کہ میں نے کسی کو ایسا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح کہ اس قرشی کی زبان کرتی ہے۔ شیخ ابو العباس احمد قسطلانی کہتے ہیں کہ میں نے بعض ان مشائخ سے سنا جن کی پیروی کی جاتی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ مشائخ قرشی اس طریق کو نہیں جانتے جس پر شیخ قرشی چلے ہیں۔

ان کے وقت میں مصر میں اس طریق کی ریاست ان تک پہنچی ہے۔ دیار مصر میں ان کے سبب مریدین صارفین کی عمدہ تربیت ہوئی ہے۔ ان کی صحبت سے بڑے بڑے اکابر نے تخریج کی ہے۔ جیسے قاضی القضاۃ عماد الدین سکری شیخ علامہ بہاؤ الدین ابی الحسن علی بن ابی الفضائل ہبتہ اللہ مشہور ابن الحریری شیخ ابی الطاہر محمد بن حسین انصاری خطیب شیخ ابو العباس احمد بن علی قسطلانی وغیرہم۔

بہت سے صاحبان احوال ان کے شاگرد ہوئے ہیں۔ صلحاء کی ایک جماعت ان کی طرف منسوب ہوئی ہے۔ بہت سے علماء و فقراء ان کے پاس جمع ہوئے ہیں۔ ان کے کلام و صحبت سے نفع حاصل کیا ہے۔ ہر ایک طرف سے ان کا قصد کیا گیا ان کی کرامات عالم اطراف میں نقل کی گئیں۔

وہ دانا۔ کریم۔ صاحب جمل۔ سخی۔ ادیب۔ اہل علم کے ساتھ متواضع ان کے دوست۔ ان کے اعلیٰ اخلاق و اشرف صفات تھیں۔ وہ شریف قرشی ہاشمی تھے۔ جذام میں مبتلا تھے۔ اور موت سے کچھ مدت پہلے ان کو اس سے ضرر پہنچا تھا۔

شیخ ابو العباس احمد القسطلانی نے ان کی تعریف میں ایک کتاب لکھی ہے۔ جو ان کے زیادہ حالات دیکھنے چاہے۔ وہ اس کتاب کو دیکھے۔ شرائع و حقائق میں ان کا کلام عالی تھا۔ ان کے کلام میں بہت سے فائدہ کی باتیں لکھی گئیں ہیں۔ منجملہ ان کے یہ ہے۔

جو شخص کاموں میں ادب کے ساتھ داخل نہ ہو۔ وہ اپنے مطلوب کو ان میں نہ پائے گا۔ ایک ہی بات کو عبودیت سے لازم پکڑ۔ اور کسی شے سے تعرض نہ کر کیونکہ تیرا اس کے لئے ارادہ کرنا اس تک تجھے پہنچا دے گا۔

جو شخص احوال قوم کے دیکھتے ہوئے زیادتی طلب نہیں کرتا تو وہ عمل میں قاصر

ہے۔ جو شخص کہ اپنے حقوق کو چھوڑ کر بھائیوں کے حقوق کی رعایت نہیں کرتا وہ صحبت کی برکت سے محروم رہتا ہے۔

جس شخص کا توکل میں مقام نہیں ہے۔ وہ اپنی توحید میں ناقص ہے۔ خطرات کا بندہ مالک نہیں ہے۔ اس پر واجب ہے کہ جو احکام اس پر ہیں ان کو بجا لائے۔ جس شخص نے پختہ امر کو فسخ کیا۔ یا عہد کا نقص کیا۔ تو اس نے اپنا آپ بگاڑ لیا۔ اور اس پر مطالبہ رہے گا۔ کیونکہ پختہ وعدہ تیرے چھوڑنے سے تجھ کو نہ چھوڑے گا۔ اور تیرے ساقط کرنے سے تجھ سے ساقط ہو گا۔ کیونکہ وہ تجھ پر حق ہے تیرے لئے نہیں۔

عالم وہ ہے کہ اشیاء کا مالک ہو اور وہ اس کی مالک نہ ہوں۔ ان میں خلافت سے تصرف کرے اور حریت کے ساتھ ان پر ترقی کرے۔

عالم وہ ہے کہ اپنے مریدوں کو لوح محفوظ سے نہ لے۔ جو شخص اپنے مریدوں کو لوح محفوظ سے نہ لے تو اس کی ان سے لڑائی ہو گی۔ جو شخص کہ وقت میں ایسی چیزوں کے ساتھ مشغول ہو۔ جس کو کہ وقت نہیں لاتا۔ تو وہ تکلف کرتا ہے۔

اور جس شخص کی قرآن حسن خلق کے ساتھ تعریف نہ کرے۔ اور اس پر تغیر سے بے خوف نہ رہنا چاہئے۔ لوگوں کے دل عمدہ اخلاق سے بڑھ کر کسی عمل سے اعلیٰ درجہ تک نہیں پہنچتے۔ اور سب طریق اخلاق میں ہے۔ اور اسی قدر کے موافق لوگ بڑے ہوتے ہیں۔ تمہیں اس قبلہ کو لازم پکڑنا چاہئے۔ کیونکہ کسی پر اس کے سوا نہیں ہوئی۔

اہل حقیقت

جو شخص شریعت میں محقق و ثابت قدم ہے۔ وہ اس کے اسرار پر مطلع ہوتا ہے۔ اہل حقیقت ہی شریعت میں محقق ثابت قدم ہوتے ہیں۔ جو شخص کہ آداب شریعت کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ متقیوں کا امام بن جاتا ہے۔

جو شخص مرید کو اس کے حال سے نکالتا ہے۔ اور اسی کو اس پر رد کرنے پر قادر نہیں۔ تو وہ زیادتی کرتا ہے۔ جو شخص مشائخ کی طرف عصمت کی آنکھ سے دیکھتا ہے وہ

ان کے دیکھنے سے پردہ میں ہوتا ہے۔

شیخ کو یہ مناسب نہیں کہ مرید کو اسباب سے نکلنے کا حکم دے مگر اس صورت میں کہ وہ اس کو اٹھانے پر قادر ہو۔ اور اس کی حفاظت میں حکومت رکھتا ہو۔ جب ان کو اخلاص کے ساتھ طلب کرتا ہے۔ تو ان کے اعمال لاشے ہو جاتے ہیں۔ جب ان کے اعمال لاشے ہوئے۔ تو ان کا فقر وفاقہ بڑھ جاتا ہے۔

پس وہ ہر شے سے اور ہر اس شے سے جو ان کے لئے ہے یا ان کو نقصان دینے والی ہے۔ بیزار ہو جاتے ہیں۔

ولی کی علامت

ولی کی علامت یہ ہے کہ جب اس کی عمر بڑھے تو اس کے عمل زاید ہو جائیں اور جب اس کا فقر بڑھ جاتا ہے تو اس کی سخاوت بڑھ جاتی ہے۔ جب اس کا علم بڑھ جاتا ہے۔ اس کی تواضع بڑھ جاتی ہے۔

جس کی توحید میں سنت ملی ہوئی نہ ہو تو وہ بدعتی ہے۔ فقر ایک سر ہے۔ جس کو انبیاء علیہم السلام اور بعض صدیقین کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ ان کو وہاں کے دیکھنے نے غایت عجز پر ٹھہرا دیا ہے۔

جو شخص وردو واردات کے بعد زیادتی نہ پائے تو وہ دھوکہ ہے۔ سنت کے خلاف عمل کرنا باطل ہے۔ جو شخص اس امر کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ ولی ہے۔ اور جو اس مقام کو پالے۔ یا اس سے اہل کو حاصل کرے۔ تو وہ ابدال میں سے ہے۔ تدبیر و اختیار غفلت کی علامت ہے۔ ولی کے پاس جب کھانا آتا ہے۔ تو اس کا وجود اس کے حضور کی برکت سے بدل جاتا ہے۔

ولی حلال ہی کھایا کرتا ہے۔ جس شخص کے لئے علاوت کے پردے نہیں پھٹتے۔ تو اس کے لئے آخرت کا دروازہ نہیں کھلتا۔ سچے مرید کا وظیفہ اس کی ارادت ہے۔ ہمت محل نظر ہے۔

جس شخص کو احکام مشائخ مہذب نہ بنائیں۔ اس کی اقتداء درست نہیں۔ ہر ایک

مقام کے لئے علم ہوتا ہے جو اس کو خاص کرتا ہے۔ ہر حال کے لئے ادب ہے جو اس کو لازم ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی مرید کو حسن ظن پر پیدا کرتا ہے۔ تو یہ علامت ہے کہ اس نے اس کا ہاتھ پکڑا ہے۔ اس طریق میں کلام کرنا اہل اشراق کے سوا اور کسی کو درست نہیں۔

جب وہ اس کو نہ سمجھیں کہ متبوع کے ان پر کس قدر حقوق ہیں۔ تو ان پر کثرت اتباع آسان ہوتی ہے۔ جب حاجت ثابت ہو تو موجودات بدل جایا کرتے ہیں۔ ارادہ شروع میں غلبہ اور رعونت ہے۔ جو شخص علم حال اس سے لیتا ہے۔ تو زیادتی بند ہو جاتی ہے۔ وہ اس پر فتنہ بن جاتا ہے۔ جس شخص نے حقیقت حال کو معلوم کر لیا۔ تو جمیع مقامات کا حال ان کو دیا گیا۔

ریاضت سے تہذیب اخلاق مقصود ہوا کرتا ہے۔ نہ ورد و احوال۔ اوقات انوار کے ساتھ آتے ہیں۔ پھر خاص و عام اس سے انوار حاصل کرتے ہیں۔ جس کی ضرورت اس کا مولیٰ نہ ہو۔ وہ اس تک نہیں پہنچتا۔

خوف اہل علم کا طریق ہے۔ اور امید اہل عمل کا۔ جب مرید ایسے علم کو سنے کہ اس کا حال اس کو نہ پہنچے اور نہ اس کے منازل سے پہلے اس سے کلام کرے تو اس کا یہ دعویٰ اس کو اس میں وارث بنا دیتا ہے اور جس کا علم اس شان میں منازل و ذوق سے نہ ہو۔ تو اس کی اقتداء نہ کرنا چاہیے۔

خواص کی علامات یہ ہیں کہ جب وہ کسی شے کو دیکھتے ہیں۔ تو وہ ان پر چھوڑ دی جاتی ہے۔ جب وہ کسی شے کی طرف جھانکتے ہیں۔ تو اس کو حرام سمجھتے ہیں۔ جس شخص کی حرکات و سکنات کا علم نہ دیا جائے۔ تو اس طریق میں اس کی اقتداء مناسب نہیں سمجھ قبول کی پہلی خصلت ہے۔ شیخ کو مرید کے ساتھ اس میں کلام کرنا چاہئے۔ جو کہ اس کے مناسب ہو۔ ورنہ اس پر فتنہ ہو گا۔ مرید کو وہی علم حاصل کرنا چاہئے جو کہ اس کے حال کے موافق ہو۔

واردات خدا کی نعمتوں میں سے ہیں اور جب بندہ ان کے پڑوس کا تقید فرمانبرداری اچھی طرح نباہ نہ سکے تو وہ جاتے رہتے ہیں۔ اور جب جاتے رہتے ہیں تو

پھر کم لوٹتے ہیں۔

عقلوں کے موافق ہمتیں بلند ہوتی ہیں۔ اور اشارے بڑھتے ہیں۔ زاہد کا غصہ اس لئے بڑھتا ہے کہ وہ فوت شدہ چیز کو جانتا ہے۔ عارف کو چونکہ آفات کی پہچان ہے اس لئے اس کے حکم میں وسعت ہے۔

عبودیت یہ ہے کہ محل احتیاج میں ٹھہرے۔ عبودیت یہ ہے کہ خواہشوں اور اختیار کو کھو دے۔ جو شخص الہام اور وسوسہ میں امتیاز نہ کرے۔ اس کو سماع مباح نہیں۔

عارف وہ ہے کہ جس کے نزدیک تصریف قدرت و تدبیر حکمت دونوں برابر ہوں احوال اعمال کے ثمرات ہیں۔ اور علوم احوال کے ثمرات ہیں۔ جس کا علم حال سے نہ ہو۔ تو وہ ناقل ہے۔ اصل علم توفیق و الہام ہے۔ اور اس کا مادہ اطلاع و وسعت ہے۔ علماء کے مونہوں پر اللہ عزوجل کا ہاتھ ہے۔ وہ حق کے سوا اور کچھ نہیں بولتے۔

سالک کا آداب یہ ہے کہ ترک اختیار کرے۔ یا عمل یا تہذیب خلق یا کوئی عبادت تو اپنے نفس پر سختی کرے۔ اور اس کے ماسوا پرور گذر کرے۔ کیونکہ جب نفس راحت دنیا نہیں پاتا۔ تو عاجز اور غم زدہ اور ست ہو جاتا ہے۔

جس شخص نے توکل کا پورا عہد کر لیا۔ تو اس کو صرف غیر کے بارہ میں اسباب کے لئے نکلنا مباح ہے۔ جب کہ اس کے فرض میں خلل کا خوف ہو۔ جوانمردی یہ ہے کہ اپنے نفع کی بات چھوڑ دے۔ اور جو فرض اس پر ہے۔ اس کو پورا کرتا رہے۔

بڑی مشقت یہ ہے کہ بندہ پر نقصان آئے۔ اور وہ اس کو نہ جانے۔ ہمت محل نظر ہے۔ اس کے لئے ہر عمل و جہت میں سچ بولنے والی ہے۔ جس کے دل کا ایسا گواہ نہ ہو۔ کہ اس سے اپنی حرکات میں شرم کرتا ہو۔ تو اس کا کام پورا نہ ہو گا۔ جو شخص سنت پر نہیں چلتا۔ وہ ہرگز اعمال کی میراثوں تک نہیں پہنچتا۔ فقر کے فوائد اور ثمرات یہ ہیں کہ بھوک اور برہنگی کے درد کا وجود ہو۔ اور ان دونوں سے لذت ہو۔ اور یہ دونوں زائد ہوں۔ اور ان میں اس کی رغبت ہو۔ آپ کی یہ دعا بھی تھی۔

اللھم امنن علینا بکل ما یقوبنا الیک مقرونا باالعوفی فی الدارین بر

حمتک یا ا رحم الرا حمین اور ان کی دعا یہ دعا بھی ہے۔ اللھم انا نستغفر ک من کل زنب ا زنبتہ ا ستعمد نا ہ ا و جھلنا ہ و نستغفر ک من کل ذ نب تبنا لک منہ ثم عد نا فیہ و نستغفر ک من ا لذ نو ب التی لا یعلمھا غیر ک و لا یسعھا ا لا حلمک و نستغفر ک من کل ما ب عت الیہ نفو سنا من قبل الر خص فا شتبہ ذ لک علینا و ھو عند ک حر ا م و نستغفر ک من کل عمل عملنا ہ بو جھک فخا لطہ ما لیس ر ضی لا لہ الا ا نت یا ا رحم الر احمین اور یہ بھی ان کی دعا ہے اللھم امتنا عنا قبل الموت و احینا بک حیا ۃ طیبہ

اور انہیں سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں شیخ ابو محمد مغاری کی خدمت میں ایک دن گیا۔ تو مجھ سے کہا۔ کیا میں تجھ کو ایسی دعا نہ بتلاؤں۔ کہ جب تو کسی شے کا محتاج ہو۔ تو اس سے مدد لے۔ پھر یہ کہا یا و احد یا احد یا جوا د انفحنا بنفحتہ خیر منک انک علی کل شی قد یر۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اسی میں سے خرچ کرتا ہوں۔ جب سے کہ میں نے ان سے سنا ہے۔ اور یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

ا حر ی الملا بس ا ن تلقی الحبیب بھا	یو م ا لز یا ر ت فی ا لثو ب الذی فلما
نقر و صبر ھما ثو با ن تحتھما	قلب یر ی لفہ ا لا عیا د و ا لجمعا
ا لد ھر لی ما تم ان غبت یا ا ملی	و العید ما کنت لی مر ا ی و مستمعا

شیخ بزرگ عارف ابو العباس احمد بن علی بن محمد بن الحسن قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ اپنی اس کتاب میں کہ جس کو شیخ ابی عبداللہ قرشی کے مناقب میں لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ عبداللہ قرشی سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ میں شیخ ابو اسحق ابراہیم بن ظریف کی خدمت میں حاضر تھا۔ ان کی طرف ایک انسان آیا۔ اس نے آپ سے پوچھا کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے اوپر ایسی قسم کھالے۔ کہ اس کو بغیر حصول مطلب نہ کھولے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں دوست ہے۔ اور حدیث ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے جو کہ نبی نضیر کے قصہ میں ہے۔ استدلال کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔ کہ دیکھو اگر وہ میرے پاس آتا۔ تو میں اس کے لئے خدا سے استغفار مانگتا لیکن جب اس نے خود ایسا کیا ہے۔ تو ہم اس کو چھوڑتے ہیں۔ حتی کہ اللہ تعالی اس

کے بارہ میں حکم بھیجے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سن لیا۔ اور اپنے نفس سے پختہ عہد کیا۔ کہ میں کچھ نہ کھاؤں گا۔ مگر اس کی قدرت کے اظہار کے وقت۔ تب تین دن تک ٹھہرا رہا۔ اور اس وقت میں دوکان پر اپنا کام کیا کرتا تھا۔ اتنے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک شخص میرے سامنے حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک برتن تھا۔ کہا کہ عشاء تک صبر کر اس سے کھانا پھر مجھ سے غائب ہو گیا۔ اور میں مغرب عشاء کے درمیان اپنا وظیفہ پڑھ رہا تھا۔ کہ دیوار پھٹی۔ اور اس میں سے ایک حور نکلی۔ جس کے ہاتھ میں وہی برتن تھا۔ جو اس شخص کے ہاتھ میں تھا۔ اس کی شہد کی شکل تھی۔ پھر وہ آگے بڑھی۔ اس نے مجھے اس میں سے تین دفعہ چٹایا۔ تب تو میں بے ہوش ہو گیا۔ اور مجھ پر غشی طاری ہو گئی پھر مجھے ہوش ایا۔ تو وہ چلی گئی تھی۔

اس کے بعد مجھے نہ کھانا اچھا معلوم ہوتا تھا۔ نہ اس کے بعد کوئی شخص اچھا معلوم ہوتا تھا۔ اور نہ مجھے لوگوں کی باتیں سننے کی طاقت رہی۔ اس حال پر میں ایک مدت تک رہا۔

اور اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں منیٰ میں تھا۔ مجھے پیاس معلوم ہوئی اور پانی نہ ملا نہ میرے پاس پیسہ تھا۔ جس سے میں خرید لیتا۔ پھر میں کوئی کنواں دیکھنے کو چلا۔ ایک کنوئیں پر لوگ جمع تھے۔

میں نے ان میں سے ایک کو کہا کہ میرے اس لوٹے میں پانی ڈال دے اس نے مجھے مارا۔ اور میرے ہاتھ سے لوٹا لے کر دور پھینک دیا۔ میں اس کے لینے کو ایسے حال میں گیا۔ کہ میرا دل شکستہ تھا۔ پھر میں نے اس کو ایک حوض میں پایا۔ جس کا پانی شیریں تھا۔ میں نے پانی پیا۔ اور لوٹا بھر کر اپنے ساتھیوں کے لئے لایا۔ ان سب نے پایا میں نے ان کو سارا قصہ سنایا۔ تب وہ اس مکان کی طرف گئے۔ کہ اس میں سے پانی پئیں۔ لیکن وہاں نہ پانی تھا۔ نہ اس کا کوئی اثر۔ میں نے جان لیا کہ یہ بھی کوئی نشانی ہے۔

اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی سے سنا وہ کہتے تھے کہ

میں جدہ کے سمندر میں تھا۔ میرے ساتھ ایک دوست تھا۔ اس کو سخت پیاس معلوم ہوئی۔ میں نے کسی سے پوچھا کہ پانی کو میرے شملہ (چھوٹی چادر) کے عوض میں دے دے۔ اور مجھ پر اس ڈبہ کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ مگر کسی نے میرے پاس پانی نہ بھیجا۔ میں نے اس سے کہا کہ میرا یہ ڈبہ لے لے اور جہاز کے کپتان کے پاس لے جا۔ وہ اس کی طرف گیا۔ اور اپنے ساتھ لوٹا لے گیا۔ جب وہاں گیا۔ تو اس نے اس کو جھڑکا اور چلایا۔ وہ ایک جوان آدمی گھروں کا مالک تھا۔ لوٹے کو اس کے ہاتھ سے لے کر پھینک دیا۔ وہ سمندر میں گرا۔ بلکہ جہاز میں گرا۔ وہ میری طرف آیا۔ میں نے اس کی ذلت و انکساری دیکھی اور سخت ضرورت دیکھی۔ میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس حال پر نہ چھوڑے گا۔

تب میں نے لوٹے کو لیا۔ اور کھاری پانی سے بھر لیا۔ اس نے پیا۔ حتیٰ کہ سیر ہو گیا پھر میں نے اس کے ہاتھ سے لیا اور پیا۔ حتیٰ کہ میں بھی سیر ہو گیا۔ اور اس کو لوگوں نے جو ہمارے آس پاس تھے اور ان کے پاس پانی نہ تھا پیا۔

میں نے ایک اور لوٹا بھر لیا۔ اور اس سے آٹا گوندھ لیا۔ جب ہم اس سے مستغنی ہو گئے اور اس کے بعد میں نے اس کو بھرا۔ تو اس کو کھاری پایا۔ جیسا کہ پہلے تھا۔

پھر میں نے جان لیا کہ جب ضرورت ثابت ہوتی ہے۔ تو موجودات بدلا کرتے ہیں۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابو عبداللہ قرشی سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ ایک دن میں انگوروں کے میدان میں گزر رہا تھا۔ جب میں قریب گیا تو مجھ کو بعض پھلوں میں سے رونے کی آواز آئی۔ پھر رونا زیادہ ہوا۔ اور مجھ سے چلنا مشکل ہو گیا۔ اور میں واپس آیا اور پکارنے والے کے پاس کھڑا ہوا۔ تو آواز آئی۔ کہ مجھ پر پھل ہے۔ اس کی قیمت دو درم یا تین درم تھی۔ ایک شخص نے اس کی قیمت اصلی قیمت سے زائد دی۔ وہ انگور۔ شراب کے لئے نچوڑا کرتا تھا۔ میں نے کہا کہ اس نے زیادہ قیمت اس لئے دی ہے کہ یہ اس سے شراب نکالے ورنہ پہلے اس سے اور بہت سے پھل دار درخت ہیں۔ کہ اس قیمت کو نہیں پہنچے۔

اس نے میری بات نہ مانی نہ میری طرف متوجہ ہوا۔ تب میں نے اسی قیمت سے

کہ ان سے خریدا تھا۔ خرید لیا۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس قیمت موجود نہ تھی۔ میں نے اپنا کپڑا اتار دیا۔ اور اس کی قیمت میں اس کو دے دیا۔ اور مشتری کے ہاتھ سے میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

سیب سے رونے کی آواز

یہ بھی اس میں لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں بعض مشائخ کی زیارت کو گیا۔ انہوں نے کہا کہ یہاں ایک عورت صاحب کشف اور اہل علم ہے۔ اگر تم اس سے ملتے تو اچھا تھا۔ پھر ایک بچہ سے کہا کہ تم جاؤ۔ اور اس سے کہدو کہ ہمارے پاس ایک بھائی ملنے کو آیا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم یہاں پر اس سے ملو۔ پھر ایک عورت آئی۔ کہ اپنے کپڑوں میں چھپی ہوئی تھی چلنے میں لاغر تھی۔ پھر اس نے ان پر اور مجھ پر سلام کیا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ یہ ایک مرد ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس سے تعارف پیدا کرو۔ پھر ہماری ان کی باتیں ہونے لگیں۔

اس نے اپنے مکاشفات اور جو کچھ اس نے دیکھا تھا۔ بیان کئے۔ وہ باتیں کر رہی تھی۔ کہ میں نے اس کی جیب میں سے رونے کی آواز سنی میں نے کہا کہ اے بی بی جو کچھ تمہاری جیب میں ہے۔ وہ مجھے دیدو۔ اس نے کہا کہ میری جیب میں کیا ہے۔ میں نے کہا کہ اس میں سے جو کچھ ہے نکال لو۔ اس نے ایک سیب نکالا جس کا آدھا رنگ سرخ اور آدھا سبز تھا۔

اس نے اپنے سر میں خوشبو مرکب (غالیہ) رکھی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ مجھ کو دے دو۔ اس نے کہا۔ کہ میرا ارادہ ہے۔ کہ مشرق کی بعض عورتوں کو بطور تحفہ دوں۔ میں نے کہا۔ تم وہاں نہ جاؤ گی۔ اور میری غرض وہاں پر ہے۔ پھر اس نے مجھے وہ سیب دے دیا۔ میں اس کو لے کر شیخ ابی زید کی طرف گیا۔ انہوں نے اس کو کھالیا۔ پھر میں نے معلوم کر لیا۔ کہ اس کا مجھ سے استغنا نہ کرنے کا سبب یہ تھا۔ کہ وہ ولی سے ملنا اور گناہ گاروں کے مقام سے بھاگنا چاہتی تھی۔

اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی سے سنا ہے۔ وہ کہتے

تھے کہ میرے پاس ایک درم تھا۔ میں نے اس لئے نکلا کہ آٹا خریدوں لیکن ایک سائل مجھے راستہ میں مل گیا۔ تو میں نے وہ درم اس کو دے دیا۔ پھر چلا۔ تو میری ہاتھ بند تھا۔ میں نے جو کھولا۔ تو اس میں ایک درم پایا۔ میں نے اس سے آٹا خریدا اور گھر کی طرف لوٹ آیا۔

یہ بھی اس میں لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں شروع میں آٹا خریدتا تھا۔ اس میں سے راستہ بھر میں جو سائل ملتا۔ اسے دیا کرتا تھا۔ اور جب گھر میں پہنچ کر اس کو تولتا۔ تو اس کو اسی قدر پاتا۔ جس قدر کہ لیا تھا۔

اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا طاہر محمد بن الحسین انصاری سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ کو ایک شخص نے خبر دی کہ اس کے دوست کا ایک لڑکا تھا۔ اس کو چار سال ہو گئے تھے۔ کہ زیادہ رونے کی وجہ اس کے ساتھ سو نہیں سکتا تھا۔ اس سے کہا گیا۔ اگر تم شیخ ابو عبداللہ قرشی کی طرف اس کو لے جاؤ۔ کہ وہ اس کے لئے دعا مانگیں۔ تو بہتر ہے۔ اس نے کہا کہ یہ ایسی بات ہے کہ جس میں دعا وغیرہ غیر مفید ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے دل میں پھر آیا۔ کہ اگر میں ان کی خدمت میں لے جاؤں تو کیا حرج ہے۔ وہ مسجد جامع میں جمعہ کے بعد شیخ کی خدمت میں بچہ کو لے آیا۔ اور اپنا حال بیان کیا۔ اور ان سے التماس کی۔ کہ وہ دعا مانگیں۔ تب شیخ نے اس سے فرمایا۔ کہ اس کا نام کیا ہے۔ اس نے کہا یوسف۔ وہ بچہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا کہ اے یوسف آج کی رات مت رونا۔ وہ کہنے لگا کہ میرے دل میں جو انہوں نے کہا اس کا تردد رہا۔ اور میں نے تعجب کیا۔ خیر میں اس کو گھر لے آیا اس رات وہ صبح تک سوتا رہا۔ اس کی والدہ سے میں نے کہا۔ کہ دیکھ اگر اس پر کوئی شے آتی۔ تو میں اس کو نیند گمان نہ کرتا۔ پھر ہم نے اس سے تعجب کیا اور بچہ کا یہی حال رہا۔ یہاں تک کہ بڑا ہو گیا۔ اور کبھی رونے کا نام تک نہ لیا۔

اس میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی سے سنا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ جب میں نے نکاح کیا۔ تو ایک دفعہ بازار میں جا رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص کو

راستہ میں کہتے ہوئے سنا۔ کہ وہ کہتا ہے کہ اس شخص نے نکاح کیا ہے۔ اور ضرور ہے کہ اس کا حال بدل جائے۔ عنقریب وہ دیکھ لے گا۔ پھر میں نے پختہ ارادہ کر لیا۔ کہ اس سال نہ کچھ کھانے کی چیز خریدوں گا۔ اور نہ کچھ اسباب جمع ہونے دوں گا۔ یہاں تک کہ دیکھوں مجھے جس پر ڈرایا گیا۔

پس وہ سال گزر گیا۔ اور اس میں میں نے وہ فوائد و برکت دیکھے۔ جس کا بیان نہیں کر سکتا۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے کسی کا محتاج نہ بنایا۔ بلکہ مجھ پر اپنی عنایت کی۔ یہ بھی اس نے کہا کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں مقامات طے تک پہنچا۔ میں تین دن تک روزہ وصال رکھتا تھا۔ اور اس سے زیادہ پر اقتضائے حال کے مطابق گذار دیتا تھا۔ تین سے چار تک اور اس پر مجھ کو اختیار سے زیادتی کا اتفاق نہ ہوتا تھا۔ تھوڑے مقصود کی وجہ سے نہ مجھ کو کھانا نہ پینا نہ لباس اچھا معلوم ہوتا تھا۔

مجھ کو سال کے قریب گزر گیا۔ اور مجھ پر صوف کا پرانا جبہ تھا۔ میں اس کو اپنے اوپر ملاتا تھا۔ کہ کہیں میرا ستر نہ کھل جائے۔

اور مکہ معظمہ میں مجھ پر ایک روئی دار جبہ تھا۔ اس کے استر کو میں نے پھاڑ دیا تھا۔ تو جوئیں روئی میں پڑ گئی تھیں۔ اور میں ان سے بہت تکلیف اٹھاتا تھا۔

اس کا یہ بھی کہنا ہے۔ کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں غذا میں جسم کے قوام کی نسبت بحث کیا کرتا تھا۔ اور اس کی بابت ان علماء سے جن کو میں ملتا تھا۔ پوچھتا تھا۔ میرا یہی حال رہا۔ یہاں تک کہ بہت دن تک میرا پیٹ خالی رہتا۔ میرا نفس ضعیف ہو گیا۔ میرے سامنے کھانا لایا گیا۔ میں دل میں مراقبہ کرنے لگا۔ کہ کس حد تک میری قوت برتتی ہے میں نے لذت طعام پائی۔ میں چھ اوقیہ (اوقیہ چار درہم کا اور درہم تین ماشہ کا ہوتا ہے) یا چار اوقیہ کے مقدار کھا گیا۔ پھر میرا نفس ہوش میں آیا۔

میں نے طعام کی لذت پائی اس مقدار سے زیادہ کا ارادہ کیا۔ تو میرے سامنے ایک ہاتھ میرے ہاتھ کے نیچے سے نکلا۔ وہ چاہتا تھا کہ میرے ساتھ کھائے۔ میں نے کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو وہ بھی بڑھا۔ پھر میرا حال بدمزہ ہو گیا۔ اور میری آنکھوں میں

اندھا ہو گیا۔ مجھے قدرت نہ ہوئی۔ کہ کچھ اس سے کھاؤں۔ میں وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مجھ سے کہا گیا یہ تمہارے جسم کے قوام کی حد ہے۔ اور اس کے ماسوی تمہارے نفس کے لئے ہے۔ پھر میں اسی حال پر ایک مدت رہا۔ یہاں تک کہ میرا حال مضبوط ہو گیا۔ اور جب میرے پاس کوئی مہمان آتا۔ اور میں اس کے ساتھ کھاتا تو وہ ہاتھ نہ نکلتا۔

شیخ ابو العباس ابن القسطلانی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا۔ کہ تم اس پر کس قدر صبر کر سکتے تھے۔ کہا کہ میں ایک دن رات صبر کرتا تھا۔ میرا حال ہمیشہ ایسا ہوتا تھا۔ میرا نفس ساکن تھا۔ میرے اعضاء نرم ہوتے تھے۔ زبان ذاکر اور دل خوش تھا۔ اس حال پر ایک مدت تک رہا۔

یہ بھی اس میں لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ القرشی سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ ایک گاؤں میں ایک شیخ نے ہماری ضیافت کی۔ ہمارے سامنے کھانا لایا گیا۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کھاؤ۔ اس نے کہا کہ مجھے ہمت نہیں۔ کہ اس کی طرف ہاتھ بڑھاؤں۔ کیونکہ میں اس کو آگ پاتا ہوں۔ میں نے اس کو کہا کہ میں بھی اس کو خون پاتا ہوں۔ پھر ہم عذر کر کے چلے آئے۔ اس شخص کی نسبت پوچھا تو وہ حجام تھا۔

اس نے یہ بھی کہا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابا اسحٰق بن ظریف سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ ابو العباس حکمی سبتہ کے رہنے والے مردوں میں سے تھے۔ ان کی انگلیاں گری ہوئی تھیں۔ میرے دل میں خطرہ گذرا کہ ان سے پوچھوں استرہ کیسے لیتے ہوں گے۔ پھر میں نے ان کو اس کی نسبت پوچھا تو کہا کہ مت پوچھ۔ میں نے اس سے کہا اے میرے سردار تم کو خدا کی قسم ہے ضرور بتلاؤ۔ کہا کہ اے فرزند جب مجھے اس بات کی حاجت ہوتی ہے۔ تو میں کہتا ہوں اے میرے رب تو جانتا ہے کہ یہ ایسا موقعہ ہے کہ اس پر اطلاع مشکل ہے۔ کہ اس کے پاک کرنے پر میرے سوا اور کوئی نائب ہو۔ پھر میرے ہاتھ میں سے انگلیاں اس قدر نکل آتیں کہ میں استرا پکڑ سکتا۔ میں اپنی حاجت پوری کر لیتا۔ پھر میرا حال اپنے حال پر لوٹ آتا۔

شیخ ابو العباس قسطلانیؒ کہتے ہیں۔ کہ پٹھوں کے تشنج کی وجہ سے شیخ ابو عبداللہ قرشی کا ہاتھ کسی شے کو پکڑ نہ سکتا تھا۔ اور ان کی آنکھیں بھی جاتی رہی تھیں۔ میں استرا ان کے ہاتھ پر رکھ دیتا۔ اور ان کی انگلیوں کے درمیان جما دیتا۔ اور چھوڑ دیتا تھا۔ پھر ان کے پاس اس جگہ جاتا۔ تو بالوں کو گرے ہوئے اور استرا بھی گرا ہوا پاتا تھا۔ سو میں اس کو ان کی کرامت سمجھتا تھا۔

یہ بھی اس نے کہا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابا محمد عبدالحق محدث سے جبلیہ میں سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سفرحج کا ارادہ کیا۔ اور ایک جہاز پر سوار ہوا۔ پھر جہاز چلنے سے رک گیا۔ اور جنگل کی طرف ٹھہر گیا۔ میں شہر کی طرف متوجہ ہوا تو کسی ہاتف سے یہ کہتے ہوئے سنا

"یعنی کبھی مرید قریب ہو۔ تب بھی روکا جاتا ہے۔ اور کبھی مراد بعید ہو۔ تو اس کو کھینچا جاتا ہے۔"

اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ مجھ سے ابو العباس احمد بن صالح نے کہا کہ میں راستہ پر گزر رہا تھا۔ وہاں پر جو کوڑا جمع ہوا تھا۔ اس کو دیکھنے لگا۔ اور دل میں اس سے عبرت حاصل کرتا تھا۔ تب میں نے ہاتف کو سنا کہ وہ کہتا ہے۔ انظر الی الهک الذی ظلت علیه عاکفسا ہ کہ اپنے اس معبود کی طرف دیکھ جس پر تو جھکا رہتا ہے۔

اور یہ بھی اس میں لکھا ہے کہ مجھ کو خبر دی شیخ ابو العباس احمد ثوری نے کہ وہ شیخ ابی عبداللہ قرشی کے دونوں قدموں کے موقعہ کو زمین پر دیکھتا تھا۔ کہ ایک تو سونے کا دوسرا چاندی کا۔

یہ بھی اس میں لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میرا ایک دوست تھا۔ اور ہم دونوں میں ملاپ تھا۔ وہ ایک رات سوتا تھا۔ دفعتاً" مجھ سے کہنے لگا۔ کہ اے ابا عبداللہ دیکھ تیرے پہلو کے نیچے کیا ہے۔ میں نے جو تلاش کی تو پتھر پایا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اس کو الگ کر دو۔ کیونکہ اس نے مجھے آج کی رات قلق میں ڈال رکھا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ کیسے۔ اس نے کہا کہ میں پتھر کو اپنے

پہلو کے نیچے پاتا ہوں۔ تو مجھے درد معلوم ہوتا ہے۔ میں تلاش کرتا ہوں تو ملتا نہیں۔ اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ تیرے باعث ہے۔

یہ بھی اس میں لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ میں ایک دفعہ سمندر کے کنارہ پر چلا جا رہا تھا۔ اتفاقاً" ایک بوٹی نے مجھ سے کلام کیا۔ اور کہا کہ میں اس بیماری کی شفا ہوں۔ جو تم کو ہے۔ مگر میں نے اس کو نہ لیا۔ اور نہ اس کا استعمال کیا۔

میں نے کہا اے میرے سردار آپ اس بوٹی کو پہچانتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا کیا وہ مصری علاقہ میں ہے۔ انہوں نے کہا میں نے اس کو دیکھا نہیں۔ اگر دیکھتا تو پہچان لیتا۔

یہ بھی اس میں کہا ہے کی شیخ ابی عبداللہ قرشی کے پاس ایک دفعہ ایک چھوٹی لڑکی زیارت کو آئی۔ اس پر جن کا اثر تھا۔ وہ بے ہوش ہو گئی۔ اس کی حرکت آپ نے سنی۔ لوگوں سے اس کی بابت پوچھا۔ آپ کو اس کی خبر دی گئی۔ آپ کھڑے ہوئے اور آنے والے جن کو سخت جھڑکا۔ اور کہا کہ پھر نہ آئیو۔ وہ ہوش میں آگئی۔ اور پھر اس پر جن نہ آیا۔

یہ بھی اس میں لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں مقام بدر سے حج کے ارادہ پر نکلا۔ راستہ میں تھک کر ایک درخت کے نیچے سو گیا۔ بیدار ہوا تو ایک منزل کو دیکھا۔ اس کی بابت میں نے دریافت کیا مجھ سے کہا گیا۔ کہ یہ خلیص ہے۔ پھر میں تین منزل میں مکہ معظمہ پہنچ گیا۔

جنوں کی بستی

خبر دی ہم کو ابو المعالی فضل اللہ بن سالم بن یونس قرشی تلیسی نے کہا کہ میں نے شیخ ابا العباس احمد بن سلیمان بن احمد قرشی تلیسی مشہور ابن کیساء سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ ابو عبداللہ قرشی مصر کے ایک گاؤں میں گزرے۔ ان کے ساتھ ان کے مریدوں کی ایک جماعت تھی۔ انہوں نے گاؤں کو گھروں اور باغوں سے آباد پایا لیکن کسی کو وہاں نہ پایا۔ پھر شیخ نے ان مکانوں کے لوگوں سے خالی ہونے کا سبب پوچھا۔ تو کہا کہ یہ جنوں کی بستی مشہور ہے۔ جو لوگ اس میں رہنا چاہتے ہیں ان کو وہ بہت تکلیف پہنچاتے ہیں۔ وہاں کے رہنے والے اور بستیوں میں متفرق جاتے ہیں۔

تب شیخ نے بعض فقراء سے کہا کہ تم بلند آواز سے اس بستی کی اطراف میں پکار کر کہہ دو کہ اے جنوں کے گروہ! تم کو قرشی حکم دیتا ہے کہ اس گاؤں سے نکل جاؤ۔ پھر کبھی نہ آؤ۔ نہ وہاں رہنے والوں کو تکلیف دو۔ اور جو اس حکم کے خلاف کرے گا۔ ہلاک ہو گا۔

راوی کہتا ہے کہ اس شخص نے پکار دیا۔ فقراء گاؤں میں شور و غل سنتے تھے۔ شیخ نے فرمایا کہ تمام جن نکل گئے ہیں۔ کوئی بھی ان میں سے نہیں رہا۔ پھر گاؤں والوں نے سنا۔ اور آکر وہاں آباد ہو گئے۔ اس کے بعد وہاں کے لوگوں کو کسی جن نے نہ ستایا۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالرحیم بن شیخ ابو الوفا فضائل بن علی بن عبداللہ مخزومی مشہور ابن جلانے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ رحمہ اللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دن شیخ ابو عبداللہ قرشیؒ کی خدمت میں مصر کے ایک حمام کے الگ کمرہ میں حاضر ہوا۔ میں نے ان کو تنہا پایا۔ ان کو بنیا' ان کے جسم کو چاندی کی طرح سفید دیکھا۔ جس میں کوئی آفت نہیں۔ اس گھر کے کونہ میں ایک میخ کو دیکھا جس پر کپڑا لٹکا ہوا ہے۔

میں نے کہا اے میرے سردار یہ کیا حال ہے۔ اور وہ کیا حال انہوں نے مجھ سے

کہا۔ کیا تم نے دیکھ لیا۔ میں نے کہا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آرام اور بلا دونوں کا لباس پہنایا۔ مجھ کو ان دونوں میں تصرف دیا ہے کہ جونسا لباس پہنوں پہن لیتا ہوں۔ اور جب وہ نہانے سے فارغ ہوئے۔ تو وہ لباس جو کھونٹی پر لٹک رہا تھا۔ پہن لیتا ہوں۔ کہ وہ اندھے ہیں۔ اور مشہور عادت کے موافق مبتلا ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ انہوں نے مصر کی ایک عورت سے نکاح کیا ہوا تھا۔ وہ کہا کرتی کہ جب وہ میرے قریب آتے ہیں تو میں ان کو بینا دیکھتی ہوں۔ اور ان کے جسم کو چاندی کی طرح پاتی ہوں۔ جیسے کوئی بڑا خوبصورت آدمی ہوتا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ان سے سنا وہ کہتے تھے۔ میں دیکھتا تھا۔ گویا کہ قیامت قائم ہے اور انبیاء علیہم السلام کے جھنڈے کھڑے ہیں۔ لوگ ان کے پیچھے ہیں۔ میں بلا والوں کو دیکھتا تھا۔ کہ ان کا جھنڈا کھڑا ہے۔ ان کو ایوب علیہ السلام لئے جاتے ہیں۔ میں اپنے سر پر ایک جھنڈا دیکھتا ہوں۔ جس پر ایوب لکھا ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن عبدالوہاب بن صالح قرشی سمنودی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ ابا محمد عبدالخالق بن ابی صالح بن ابی الفضائل قرشی اموی شافعی نحوی لغوی سے مصر میں کہا۔ کہ شیخ ابو عبداللہ قرشی ملک کامل اور نائب السلطنت نے ایک دن ایک برتن میں جس میں دودھ تھا کھایا۔ لیکن نائب السلطنت نے کھانے سے ہاتھ کو اس لئے روکا کہ قرشی (برص میں) مبتلا ہیں۔

تب شیخ نے کہا کہ اگر تم اس ہاتھ (مبروص) کی وجہ سے میرے ساتھ کھانا کھانے سے ہٹتے ہو۔ تو اپنے ہاتھ کو اٹھاؤ اور لو اس ہاتھ سے کھاؤ۔ اور وہ ہاتھ چاندی کی طرح سفید نکالا۔ جس میں کسی طرح کا عیب نہ تھا۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ قرشی اپنے مریدوں سے کہتے تھے کہ منکر کا باطن سے بطور حال کے انکار اس ظاہری انکار سے جو قال کے ساتھ ہو بڑھ کر ہوتا ہے۔ آپ سے کہا گیا کہ ہم کو اس بات کی نشانی دکھلایئے انھوں نے اپنے مرید شیخ ابو عبداللہ قرطبی سے کہا کہ مجھ کو راستہ میں کسی ٹیلہ پر بٹھا دو۔ اس نے ان کو ایک مسجد کی طرف مصر اور قاہرہ کے دو راستوں کے جدا ہونے کے موقعہ پر لے جا کر اونچی جگہ بٹھلا دیا۔ پھر ایک

خچر گزری۔ جس پر شراب کی ٹھلیاں تھیں۔ قرطی نے ان کو بتلا دیا۔ شیخ کے سامنے خچر پھسل گئی۔ اور ٹھلیاں ٹوٹ گئیں۔ علیٰ ہذا تین خچریں لدی ہوئی اور گزریں جن پر شراب کی ٹھلیاں تھیں۔ آپ ایسا ہی کرتے تھے۔ اور ٹھلیاں ٹوٹی جاتی تھیں۔ پھر شیخ نے کہا انکار ایسا ہوا ہے۔

جن کا نکالنا

خبر دی ہم کو ابوالمعالی فضل اللہ بن سالم بن یونس قرشی تلیسی نے کہا کہ میں نے اباالعباس احمد بن کیساء بلیسی سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ ابا عبداللہ قرشی کی ایک لونڈی خدمت کرتی تھی۔ وہ مرگی میں بے ہوش ہو گئی۔ شیخ آئے اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے۔ اور چمٹنے والے کو ڈانٹا۔ اس سے عہد لیا کہ پھر نہ آئے۔ اس کو آرام ہو گیا۔ پھر ایک مدت کے بعد بیہوش ہو گئی۔ پھر شیخ آئے۔ اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے۔ تب وہ جن بہت گبھرایا اور قسم کھائی کہ پھر کبھی نہ آئے گا۔ اور جب شیخ نے ارادہ کیا کہ بیت المقدس کی طرف سفر کرے تو اپنے ایک پڑوسی سے کہا۔ کہ اگر تم اس کو بیہوش ہوتے دیکھو۔ تو اس کے پاس آؤ۔ اس کے سر کو اٹھاؤ۔ اور اس میخ کو جو زمین میں ہے۔ اس کے سر پر اتنا مارو کہ وہ زمین میں غائب ہو جائے۔ اگر تم کوئی بری آواز سنو تو اس سے ڈرنا مت اور اس پر رحم نہ کھانا۔

راوی کہتا ہے کہ ایک مدت کے بعد وہ بیہوش ہو گئی۔ وہ شخص آیا۔ اور جو شیخ نے حکم دیا تھا۔ وہی کیا۔ تب ایک بڑی بری آواز سنائی دی۔ جس سے وہ ڈر گیا۔ پھر شیخ کی بات اس کو یاد آگئی۔ اور میخ کو مارنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ زمین میں غائب ہو گئی۔ اور آواز بند ہو گئی۔ لونڈی کو ہوش آگیا۔ اس دن کی تاریخ بھی لکھ لی۔ پھر بیت المقدس سے خبر آئی کہ شیخ اسی روز فوت ہوئے۔

راوی کہتا ہے کہ اس دن کے بعد لونڈی کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہوئی۔

شیخ ابوالعباس احمد بن القسطلانی کہتے ہیں کہ شیخ ابو عبداللہ قرشی کی آخر عمر میں بیس

سال تک نیند جاتی رہی۔ وہ دن ہی کو سوتے تھے۔ طلوع آفتاب سے چاشت کے وقت تک۔

اور یہ بھی کہا ہے کہ میں نے ابا عبداللہ قرشی کو سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں شفقت میں اس حال تک پہنچ گیا۔ کہ اس شخص کے حق میں جو مجھے تکلیف دیتا میری دعا مقبول نہ ہوتی۔ اور نہ اس پر عذاب جلدی آتا۔ میں امید کرتا تھا۔ کہ میری وجہ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے اور یہ بھی کہتا تھا۔ کہ شیخ عبداللہ قرشی پر ولایت گواہ تھی۔ یعنی ان کی روشنی نیک ہیبت و تسکین۔

میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے ان کو دیکھا۔ اور اپنی آنکھ ان سے پھیر لی ہو شیخ جب بازار میں چلتے تو آوازیں بند ہو جاتیں۔ اور حرکات ساکن ہو تیں۔ کیونکہ لوگ انہیں کی طرف دیکھنے لگ جاتے۔ جو کوئی آپ کی صحبت میں بیٹھتا وہ آپ کی صحبت میں رشک کھاتا۔ اور اپنے دل میں ان کی برکت کا اثر پاتا۔

اور یہ بھی کہا ہے کہ میں نے شیخ ابا عبداللہ قرشی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں اس راستہ پر پرہیز گاری کی باریکی اور کمال محاسبت کے بغیر نہیں چلا ہوں۔ میں نے اپنے نفس کے لئے اس کے مزوں میں محاسبت پسند نہیں کی۔ حتیٰ کہ مجھ کو وہ علم ہوا ہو۔ کہ اس کی طرف مجھ کو نکال کر لے گیا ہو۔

شب قدر کی شناخت

یہ بھی کہا ہے کہ شیخ ابو عبداللہ قرشیؒ اپنے بھائیوں کی دعا کے بڑے خبر گیرا تھے۔ ان مواقع میں جب دعا مقبول ہوتی ہے۔ ان کو نام بنام یاد کرتے ہیں۔ جیسے رمضان شریف کی راتیں۔ اور عشرہ کی طاق راتیں اور ہم شب قدر کو اس طرح پہچان لیتے کہ وہ اس رات غسل کرتے مردوں اور زندہ بھائیوں کے نام گنا کرتے۔

وہ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابراہیم قرشی ہاشمیؒ ہیں۔ مصر میں رہتے تھے۔ وہاں پر مقیم رہے۔ اور قاہرہ میں بھی کچھ مدت رہے۔ پھر بیت المقدس کی طرف کوچ کیا۔ اور وہیں ۶ر ذی الحجہ ۵۹۹ھ میں فوت ہوئے اور اس قبرستان میں دفن ہوئے جو کہ بیت

المقدس کے مغرب کی جانب واقع ہے۔ وہاں پر آپ کی قبر کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے ان کی ولادت اندلس میں قریب ۵۴۴ھ کے ہوئی ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو محمد عبداللہ بن عبدالوہاب بن صالح بن ابراہیم قرشی سمودی شافعی نے کہا کہ میں نے شیخ فاضل ابا طاہر محمد بن حسین انصاری خطیب سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے زمانہ کے سردار شیخ محی الدین عبدالقادرؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ مقام فنا حد اور مروت ہے۔ شیخ ابوالربیع کہتے ہیں۔ کہ اس کلمہ میں بڑا علم ہے۔ اس میں بڑے بڑے معانی جمع کر دیئے ہیں۔

ابوالطاہر کہتے ہیں کہ میں نے شیخ قرشی سے کہا کیا شیخ عبدالقادرؒ اپنے زمانہ کے سردار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں اولیاء میں سے وہ اعلیٰ اور اکمل ہیں۔ علماء میں سے وہ زیادہ پرہیزگار اور زیادہ زاہد ہیں۔ عارفوں میں سے زیادہ عالم اور زیادہ پورے ہیں۔ مشائخ میں سے وہ زیادہ صاحب مرتبہ اور زیادہ برقرار ہیں۔

شیخ ابوالبرکات بن صخراموئیؒ

یہ شیخ مشرق کے بڑے مشائخ اور بڑے عارفوں میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ احوال فاخرہ۔ مقامات جلیلہ۔ انفاس روحانیہ' علوم دینی۔ معانی نوریہ صاحب فتح روشن۔ کشف جلی قلب روشن قدر بلند ہیں۔ مدارج قدس میں ان کی قدر بلند ہے۔ حقائق میں ان کا طور بلند ہے۔ معارف میں ان کی بلندی ہے۔ ملکوت کے راستوں کے پردوں کے لئے ان کی بصیرت خارقہ ہے۔ مشاہدہ جبروت کے درمیان ان کا دل ساکن ہے۔

احوال نہایت میں ان کا ہاتھ لمبا ہے۔ احکام ولایت میں ان کی ذرہ فراخ ہے۔ تصریف خارق میں ان کا ہاتھ بڑا ہے۔ تمکین مضبوط میں ان کا قدم راسخ ہے۔ حقائق آیات پر ان کا طلوع روشن ہے۔ منازلات مشاہدات کے لئے ان کا اشراق روشن ہے۔ ستون جلالت میں ان کی بلندی ہے۔

محاضرات کی روحوں کی طرف چڑھنا ہے۔ سعادت کی سیڑھیوں پر ان کا پڑھنا ہے۔

عرصات شہود کی طرف چڑھنا گزر ہے۔ اور ان میں سے ایک ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا۔ اور موجودات میں ان کو تصرف دیا ہے۔ احوال پر ان کو قدرت دی ہے۔ ان کے ہاتھ پر خارقات کو ظاہر کیا ہے۔ ان کو مغیبات کے ساتھ متکلم کیا ہے۔ ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا ہے۔ لوگوں کے سینے ان کی ہیبت سے بھر دیئے۔ ان کے دلوں کو ان کی محبت سے آباد کر دیا۔ ان کو کاملین کا پیشواء اور صادقین پر حجت بنایا ہے۔ وہ اس شان کے ایک رکن ہیں۔ اور لوگوں کے امام ہیں۔ جو اس طرف کھینچنے والے ہیں۔ علم۔ عمل۔ زہد۔ ہیبت۔ ریاست میں ان راستوں کے علماء کے سردار ہیں۔ اپنے چچا ابا الفضل عدی بن مسافر کی صحبت میں رہے ہیں۔ اپنے عزیز مکان سے کوہ ہکار کی طرف ان کی خدمت میں ہجرت کی تھی۔ انہیں کی طرف منسوب تھے۔ انہوں نے ان کو اپنی وفات کے بعد مشیخت میں کوہ ہکار کے حجرہ لالش میں خلیفہ بنا دیا تھا۔

وہ ان کی تعریف کیا کرتے اور ان کو مقدم کرتے تھے۔ ان کے بارہ میں کہا ہے کہ ابو البرکات ان لوگوں میں سے ہے۔ کہ ازل میں بلائے گئے اور حضور تک شائقین میں سے ہیں۔

یہ بھی ان کے بارہ میں کہا ہے۔ کہ ابو البرکات میرا خلیفہ ہو گا۔ وہ مشرق کے بہت سے مشائخ سے ملے ہیں۔

ان کے وقت میں مریدین سالکین کی تربیت ان کے حالات مشکلہ کے کشف ان کے امور کے مہمات کے ظاہر کرنے میں کوہ ہکار اور اس کے اطراف میں اس کی ریاست ان تک پہنچی ہے۔ ان کی صحبت میں بہت سے صلحاء نے تخریج کی ہے۔ ان کے صاحبزادہ شیخ بزرگ اصیل ابو المفاخر عدیؒ نے بھی ان سے تخریج کی ہے۔

ان کی طرف ایک جماعت صاحبان حال منسوب ہے۔ بہت سے لوگ ان کے ارادہ کے قائل ہوئے ہیں۔ ہر طرف ان کا قصد کیا گیا ہے۔ ان کا ذکر زمانہ میں مشہور ہوا ہے۔

وہ کامل آباد۔ حسن اخلاق۔ عمدہ خصائل۔ نیک روشن۔ رونق۔ سکوت۔ حیا

والے اہل دین کے دوست اہل علم کی عزت کرنے والے وافر عقل۔ بہت سی بخشش والے بڑے متواضع ہیں۔ اہل حقائق کی زبان پر ان کا بلند کلام ہے۔ اس میں سے یہ ہے۔

محبت ایک لغت کا نام ہے جو کہ بدمزگی میں ہوتی ہے۔ اور اس کی تحقیق کے مواقع دہشت و حیرت ہیں۔ ان دونوں کو شوق لازم ہے۔ وہ دیدار کے دیکھنے کی طرف نفس کے غلبہ کا نام ہے۔ اور یہ جب پیدا ہوتا ہے۔ کہ ذکر حبیب سے دل بھر جائے۔ اور گھبراہٹ محبت کی لپٹ مشاہدہ قریب کی طرف مل جائے۔

جب دل اپنے حبیب کی محبت سے بھر جائے اور اس کے حصہ سے زیادہ اس کو غم تنگ کریں۔ تو ذلت اور عاجزی کی طرف پناہ لیتا ہے۔ آنسوؤں کی بارش کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔

دلوں میں محبت کے دیدار کے ارادہ کی چنگاریاں بے صبری کے ساتھ بھڑک اٹھتی ہیں۔ پس شوق دیدار بڑھتا ہے۔ اور محبت ذات پر پڑتی ہے۔ دل مضطر حریص ہے اور راز ممنوع گھبراہٹ ہے۔

جو شخص کہ محبت کے پیالہ سے نشہ میں ہے۔ اس کو مشاہدہ محبوب کے بغیر ہوش نہیں آتا۔ کیونکہ نشہ ایک رات ہے۔ جس کی صبح مشاہدہ ہے۔ جیسا کہ صدق ایک درخت ہے۔ جس کا پھل مشاہدہ ہے۔ پر اس کا رونا چلانا بڑھ جاتا ہے۔ اور یہ اشعار پڑھتا ہے۔

انا جا جازر کب الشوق فی ر بع لومتی
جعلت له با ب ا لا نین ب لیلا

و قد عا ب لیل ا لعتب ا قمر با لر ضی
و عو ضتی منه ا لکثیر قلیلا

فما با ل خیل ا لمحب فی حلبة ا لو فی
تطر ق للبو مے ا لی سبیلا

سا عقب لللا یا م فیا ع لعلها
تبلغی با لعتب فیک قبولا

اور اس میں یہ ہے کہ اصول الاصول تین چیزوں میں۔ وفا۔ ادب۔ مروت ادب یہ ہے کہ خطرات کی رعایت کرنا۔ اوقات کی حفاظت۔ مقاطعات سے انقطاع ہے۔

مروت یہ ہے کہ قول و فعل پر ذکر پر صفائی کے ساتھ مقام ہو۔ اغیار سے راز کی

ظاہر و باطن میں حفاظت ہو۔ اس چیز کے لئے جو آنے والی ہے۔ اس کا حفظ اوقات اور استدراک اس چیز کا ہو۔ جو فوت ہونے والی ہو۔

پھر جب یہ خصلتیں بندہ میں پائی جائیں۔ تو وہ وصل کی لذت پاتا ہے۔ جدائی کی جلن کی مخالفت ہوتی ہے۔ اس کے باطن میں اشتیاق کی آگ جوش مارتی ہے۔

اس شان کی بنیاد چار چیزیں ہیں۔ دو ظاہر اور دو باطن دو ظاہر تو سیاست اور ریاضت ہیں اور دو باطن حراست و رعایت ہیں۔

سیاست تو حفظ نفس اور اس کی معرفت ہے۔ اسی کے سبب بندہ تطہیر تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کی میزان یہ ہے کہ وفا و عبودیت پر قیام ہو۔ ریاضت نفس کی مخالفت کو کہتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے بندہ تحقیق تک پہنچتا ہے۔ اس کی میزان حکم کے وقت رضا ہے۔ اور حراست اللہ تعالیٰ کی نیکی کا معائنہ ہے اور اسی سبب سے بندہ منازل معرفت تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کی میزان صفائی اور مشاہدہ ہے۔

اور رعایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے رازوں کی حفاظت کی جائے اور اسی سبب سے درجات محبت تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کی میزان حیرت و ہیبت ہے۔ پھر وفا صفائی کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ اور رضا محبت سے ملی ہوئی ہے۔ اس کا علم اس کے علم سے اور اس کا جہل اس کے جہل سے۔

مرید صادق کو چاہئے کہ دس عادات کو عمل میں لائے۔ اور دس عادات سے بچے۔ جن کو کرے وہ یہ ہیں۔ علم۔ حلم۔ مکارم۔ عفو۔ جود۔ خلق۔ شکر۔ ذکر۔ ایثار۔ تواضع اور ان عادات کا قانون یہ ہے۔ کہ غیر محبوب میں زاہد ہو۔ اس کے ساتھ طاعت محبوب کی اختیار کرے۔ اور وہ عادات جن سے بچنا چاہیے یہ ہیں۔ کبر۔ بخل۔ فضول۔ ہوائے نفس۔ دنیا۔ ارادت۔ میں۔ اور تو۔ اور میرے لئے۔

اور ان عادات کا قانون یہ ہے کہ بلا کا دیکھنا۔ استعمال رضا و تسلیم کے ساتھ حبیب کی بخشش ہو۔ اور خدمت کے حال کی اس خوف سے رعایت کرنا۔ کہ کہیں حال فرقت سے حال قربت نہ جاتا رہے۔ پھر بندہ مقام حقیقت میں حال رضا پر ثابت نہیں ہو سکتا۔ جب تک کے عہدوں کی وفا۔ حفظ حدود رضا بالموجود۔ صبر پر۔ مفقود پر۔

موافقت معبود اور نفس کا فنا۔ مجہود میں لازم نہ کرے۔

خاص لوگوں کی علامات میں سے یہ ایک ہے کہ ان کا کلام ذکر محبوب ہے ان کا سکوت اسی میں فکر کرنا ہے۔ ان کا علم اس کی طاعت ہے۔ ان کی نظر اس کے کارخانہ میں عبرت ہے۔ اور اسی سبب کی اصل یہ ہے۔ کہ جو اس کے پاس ہے۔ اس کا یقین ہو۔ اور ماسوائے سے ناامیدی ہو۔

عابدوں کی برہان یہ ہے۔ کہ ان کے اعمال پاک ہوں۔ عارفین کا برہان ان کے احوال کی صفائی ہے۔ محبین کا برہان ان کے انفاس کی بقا ہے۔ عالموں کا برہان عجائب قدرت الٰہی کا ان کے اسرار میں پھیلانا ہے۔

مقربین کا برہان یہ ہے کہ موجودات کی پکار کا ان کے مولا کے خبر دینے سے جواب دینا۔ محبت شیفتگی و سکر خمود۔ ذکر استغراق۔ فکر حیرت و خوف کا نام ہے۔ اب جو کوئی محبت کا دعوی کرتا ہے۔ تو اس کی دلیل یہ ہے کہ دل سے پانی بہانا جگروں کا ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ شکلوں کا دور کرنا۔ جانوں کا خرچ کرنا۔

جس طرح کہ جو شخص علم الٰہی کا دعوی کرے۔ اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ حال کو خرچ کرے اور جو شخص معرفت کا دعوی کرتا ہے تو اس کی دلیل جان کا خرچ کرنا ہے۔ جس شخص کو تم دیکھو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حال یا مقام کا دعوی کرتا ہے۔ اور اپنے اعتقاد میں اللہ تعالیٰ پر تشبیہ یا تمثیل یا تجدید کو جائز رکھتا ہے۔ تو جان لو کہ وہ جھوٹا ہے۔

اور جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں تجدید تشبیہ ناجائز ہے۔ ایسے ہی اس کی صفات ہیں۔ اور اگر شرع اس میں وارد نہ ہوتی۔ تب بھی البتہ عقل کو ضرور واجب بناتی اس کے ماسوی کی نفی کرتی۔ جس طرح حق پر زیادتی کفر ہے۔ ایسا ہی حق سے نقصان بھی کفر ہے۔

جس طرح تشبیہ ممنوع ہے۔ ایسا ہی تعلیل ممنوع۔ جیسے نشانات سنت پر زیادتی بدعت ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ سبحانہ کی صفات میں تاویل بدعت ہے۔ مگر جہاں پر نص وارد ہو۔ یا اس کی طرف دلیل پناہ لے اور حق فی نفسہ اس امر سے قوی ہوتا ہے۔ کہ

اس کو باطل کے ساتھ قوی کیا جائے۔

عزوہ و ثقی یہ ہے کہ جو امر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آجائے۔ بلا کم و بیش اس پر ٹھہر جائے۔ میں نے ان مشائخ کو جن کی اقتدا کی جاتی ہے۔ اسی طریق پر پایا ہے۔ اور بے شک میں ایسے مرد کو جانتا ہوں۔ جو ان لوگوں میں سے تھا۔ کہ جن کے لئے کرامات و مکاشفات کا ظہور ہوتا ہے۔ اور میں اس کا تشبیہ و تجدید کی طرف میلان پاتا تھا۔ پھر جب تک کہ اس سے تمام کرامات چھپتی نہ گئیں۔ نہ مرا دائرہ مباح سے ساقط ہوا۔ اور محرمات کی چراگاہ کی طرف نکل گیا۔ شیخ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

غا نت للعين عند نظر تها	تمو ا ليک کما تسمو ا ا لی ا لنظر
و ا نت ا لمقلب قلب فی تقلبه	يعلو ا ا ليک لدی ا لعليا ء و ا لفکر
و ا نت للو جد و جد فی تو حد ہ	لسطو ۃ ا لتهر لا تبقی و لا تذر

اور یہ اشعار بھی پڑھا کرتے تھے۔

حقيقته ا لحق فی سر سر ئر ہ	ا فتينی من بلا ء ی يا منی شغفی
مکشو فة بين معا نی و مو لا ئی	يا سر سر ی و يا ا نس ر معنا ئی
ا ذ ا تلا لا شعا ع ا لحق فی خلد ی	يا شا هد ی يا ا نيسی يا ر ضا ا معی
فنيت منی فنا ء ا نی با سما ئی	يا نو ر عينی و يا صد قی و ء عو ا ئی

خبر دی ہم کو فقیہ نیک بخت ابو المجد صالح بن شیخ نیک بخت ابی الثناء حامد بن غانم ابن وحشی قرشی مکی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے شیخ بزرگ عارف جاء اللہ ابا حفص عمر بن محمد معدنی سے مکہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں سنا۔ وہ کہتے تھے کہ شیخ ابو البرکات بن عرامومی ظاہر التصریف بڑی کرامات والے اللہ تعالیٰ سے بڑی شرم کرنے والے ہمیشہ مراقبہ کرنے والے اپنے انفاس و اوقات کے لحاظ کرنے والے۔ مجاہدہ و آداب سلف کے طریق پر التزام کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر بڑی شفقت و مہربانی کرنے والے تھے۔

وہ مقبول الدعا تھے۔ ان پر ترک تدبیر و اختیار نفس اور غیر نفس کے لئے غالب

تھا۔ میں ایک دن ان کی طرف گیا تھا۔ میرے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا۔ کہ بندہ مقربین کے درجہ تک کب پہنچتا ہے۔ تو آپ نے میری طرف توجہ کی اور کہا۔ اے میرے سردار عمر جب کہ بندہ اپنی بنیاد کو رضا میں مضبوط کرے۔ تو وہ درجات مقربین تک پہنچ جاتا ہے۔

اور میں ان کے پاس ایک دن حجرہ لالش کے ایک کونہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے دل میں خواہش ہوئی کہ بھنا ہوا گوشت ہو۔ اور گیہوں کی روٹی گرم ہو۔ مجھے اس کی بڑی خواہش پیدا ہوئی۔

میں اس خیال میں تھا کہ ہمارے سامنے شیر آیا۔ اس کے پاس روٹی تھی۔ اس نے شیخ ابو البرکات کا قصد کیا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ شیخ عمر کے سامنے جا کر رکھ دے وہ آیا اور میرے سامنے اس نے روٹی رکھ دی اور چل دیا۔ میں نے دیکھا تو اس میں گوشت بھنا ہوا ہے۔ اور ہمیں ابھی پورا قرار نہ آیا تھا۔ نہ ہم پر ہوا سے ایک شخص اترا۔ جس کے بال پراگندہ غبار آلودہ تھے۔ جب میں نے اس کو دیکھا۔ تو مجھ سے گوشت اور روٹی کی خواہش جاتی رہی۔

تب وہ شخص اس روٹی کی طرف آیا۔ جس کو شیر لایا تھا اس کو اور جو اس میں تھا سب کھا گیا۔ شیخ ابو البرکات سے بیٹھ کر باتیں کرتا تھا۔ پھر جہاں سے آیا تھا۔ ہوا میں چلا گیا۔ مجھ سے شیخ ابو البرکات نے کہا کہ اے شیخ عمر جو خواہش کہ دل میں ڈالی گئی تھی وہ تمہارے لئے نہ تھی۔ بلکہ وہ اس شخص کی تھی۔ جس کو تم نے دیکھا اور وہ شخص مد ن (دلالت کرنے والوں میں) سے ہے۔ جب اس کے دل میں کوئی خطرہ آتا ہے۔ ابھی وہ پورا نہیں ہوتا کہ پورا کیا جاتا ہے۔ وہ اب ملک چین کی طرف رہتا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد عبداللہ بن عبدالوہاب بن صالح سنودی شافعی نے کہا کہ میں نے شیخ عالم، عابد، ابالفتح احمد بن ابراہیم بن علی ہاشمی مقام ابراہیم خلیل علیہ السلام کے امام مکہ معظمہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے شیخ ابا محمد عبداللہ دمشقیؒ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ جب ہمارے شیخ عدیؒ بن مسافر کی شہرت کوہ ہکار میں ہوئی۔ تو ان کی طرف ان کے بھتیجے ابوالبرکات نے خازفار سے جو کہ بقاع عزیز کی زمین سے

ہے۔ ہجرت کی۔ اور جب شیخ ان سے ملے تو ان کو ان کی علامات سے پہچانا۔ جس کو ان کے بچپن میں دیکھا ہوا تھا۔ اور شیخ نے ان کو ان کے باپ عمر کے پاس چھوٹا سا چھوڑا۔

شیخ ابوالبرکات نے ان کو ان کے بھائی (عمر) اور وہاں کے چند لوگوں کے فوت ہونے کی خبر دی۔ جو ان کے اہل میں سے بیت فار میں تھے۔ آپ شیخ عدی کی خدمت میں ٹھہرے۔ اور ان کے تمام مریدان کی تعظیم کرتے تھے۔ جب ان کے چچا (شیخ عدی) فوت ہوئے تو سب نے ان کی طرف رجوع کیا۔ ان کو مقدم کیا۔ اور چچا کی وصیت کے موافق ان کو چچا کی جگہ قائم کیا۔

پہاڑ کے مشائخ کہا کرتے تھے۔ کہ ولایت کا راز ان کے چچا کے بعد ان کی طرف منتقل ہوا۔

خبر دی ہم کو ابوالمحاسن یوسف بن ایاس ۔طبکی نے کہا کہ میں نے شیخ عالم مقری اباالفتح نصر بن رضوان بن نزوان سے وہ کہتے تھے کہ فصل خریف میں ایک دن شیخ ابی البرکات کے ساتھ میں حجرہ سے پہاڑ کی طرف نکلا۔ ان کے ساتھ فقراء کی ایک جماعت تھی۔ آپ نے کہا کہ ہم آج میٹھے اور کھٹے اناروں کو چاہتے ہیں۔ یہ کلام ابھی آپ نے پورا نہ کیا تھا۔ کہ جنگل اور پہاڑ کے سب قسم کے درخت اناروں سے بھر گئے۔

آپ نے فرمایا کہ لے لو۔ ہم نے درختوں پر سے بہت سے انار توڑ لئے۔ ہم سیب آلو بخارا' کشمکش وغیرہ کے درختوں سے انار توڑتے تھے۔ ہم ایک درخت سے میٹھے اور کھٹے انار لیتے تھے۔ ہم نے کھائے۔ حتیٰ کہ سیر ہو گئے۔ راوی کہتا ہے کہ ہم ایک گھنٹہ کے بعد نکلے۔ بحالیکہ شیخ ہمارے ساتھ نہ تھے۔ دیکھا کہ ان درختوں پر انار وغیرہ کچھ موجود نہیں۔

شیخ کا ایک اور واقعہ

خبر دی ہم کو ابواسحاق ابراہیم بن شیخ عارف ابی عبداللہ محمد بن ابی القاسم بن حسن حمیدی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمہ اللہ سے سنا وہ کہتے ۔ کہ میں خضر علیہ

السلام سے عیلوان میں ملا۔ ان سے شیخ ابی البرکات بن محر کی نسبت پوچھا تو کہا کہ وہ زمانہ کے ابدال میں سے ہیں۔

خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو محمد عبداللہ بن شیخ عارف ابی الفرج عبدالرحمان بن شیخ دعابد ابی الفتح نصراللہ بن علی حمیدی شیبانی ہکاری نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میرے باپ رحمہ اللہ تعالیٰ کہا کرتے تھے کہ میرے والد پہاڑ کے کنارہ پر ایسے دن میں کہ تیز ہوا چل رہی تھی۔ چلے جا رہے تھے۔ ہوا جوان پر غالب ہوئی تو وہ اوپر سے گرے شیخ ابوالبرکات پہاڑ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے آپ نے اپنے ہاتھ سے ان کی طرف اشارہ کیا۔ تو وہ ہوا میں پہاڑ اور زمین کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ دائیں بائیں اوپر نیچے کسی طرف ہلتے نہ تھے۔ گویا کسی نے ان کو روک لیا ہے۔ اور حرکت سے منع کر دیا ہے۔ ایک گھڑی تک یہی حال رہا۔ پھر شیخ نے کہا اے ہوا ان کو پہاڑ کی سطح پر چڑھا لے جا۔

تب وہ ان کو آہستہ آہستہ اوپر لے گئی۔ گویا کہ کسی نے ان کو اٹھا کر پہاڑ کی سطح تک پہنچا دیا ہے۔

خبر دی ہم کو ابو محمد سالم بن علی دمیاطی صوفی نے کہا۔ کہ میں نے سنا شیخ عارف ابا البدر بن سعید بغدادی سے وہاں پر وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے شیخ بزرگ عارف ابا البرکات بن معدان عراقی سے بغداد میں سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں ایک سال بصرہ کے باہر نکلا۔ اور سمندر کے کنارے چلا جاتا تھا۔ کنارہ کے نزدیک میں نے ایک چھوٹی کشتی دیکھی۔ جس میں کہ ایک ایسے شخص کے سوا اور کوئی نہیں۔ جس پر قوم (صوفیوں) کی روش و طرز ہے۔

میں اس کے ساتھ کشتی میں بیٹھ گیا۔ اس نے مجھ سے کلام نہ کیا۔ کشتی ہم کو تھوڑی دور لے گئی۔ اور ہم ایک جزیرہ پر چڑھ گئے۔ جس کو میں پہچانتا نہ تھا۔ پھر میرا ساتھی اوپر چڑھا۔ اور میں بھی اس کے ساتھ چڑھا۔ میں نے دیکھا تو وہ ایک جزیرہ ہے بحر محیط کے آخر حصہ میں۔ اس میں بہت سی چیزیں مباحات ہیں۔ اس میں میں نے کسی کو نہ دیکھا۔ ہم وہاں چلتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم ایک مسجد میں جو وہاں پر تھی۔ پہنچ

گئے۔ اس میں سات شخص تھے۔ جن پر، رونق وقار، تسکین انوار معلوم ہوتا تھا۔ اور ان میں ایک مرد ایسا ہے۔ جس کی ہر ایک تعظیم کرتا ہے۔ اور اس کے کلام کو سنتا ہے۔ ان کے بڑے نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ اس نے کہا کہ اس کو تقدیر کھینچ لائی ہے۔ پھر میں مسجد کے ایک کونہ میں بیٹھ گیا۔ اور جب نماز کا وقت ہوا تو سب جمع ہوئے۔ اور ان کے بڑے نے امامت کی۔ پر ان میں سے ہر ایک مسجد کے ایک کونہ میں علیحدہ علیحدہ جا بیٹھا۔ ہر کوئی اپنے حال میں متوجہ تھا۔ کوئی کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔ اور جب مغرب کی نماز پڑھ چکے۔ تو ان میں سے ایک کھڑا ہوا۔ اور اندر کے پردہ میں داخل ہوا۔ تھوڑی دیر ٹھہر کر ایک طباق لایا۔ جس میں روٹی اور کھانا تھا۔ اس نے ان سب کے سامنے رکھ دیا۔ ان سب نے کھایا۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی۔ اور سب نماز کے لئے کھڑے ہوئے صبح تک پڑھتے رہے۔

میں ان کے پاس اس حال میں سات دن تک ٹھہرا رہا۔ مجھ سے کسی نے کوئی کلام نہ کیا۔ ہر رات ان میں سے ایک شخص اس پردہ میں داخل ہوتا۔ اور طباق کھانے کا لاتا۔ جب آٹھویں رات آئی۔ تو ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ آج کھانے میں تمہاری باری ہے۔ پھر میں کھڑا ہوا۔ اور پردہ میں داخل ہوا۔ تو وہاں کچھ نہ دیکھا۔ تب تو میں ان سے ڈرا۔ اور میرا دل شکستہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں رونے لگا۔ اور ان کے طفیل میں نے خدائے تعالیٰ سے سوال کیا۔ کہ ان میں مجھے شرمندہ نہ کیجیو۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ آسمان کی طرف سے مجھ پر ایک طباق اترا ہے۔ میں نے اس کو لیا اور ان کے سامنے جا رکھا۔ وہ کہنے لگے۔ کہ اس اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ جس نے ہم کو نیک بخت بھائی دیا۔ میری طرف کھڑے ہو کر مجھ سے معانقہ کرنے لگے۔ پھر ایک عرصہ کے بعد ایک رات جو میں جاگا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ تیز آندھی چل رہی ہے۔ اور سمندر کی موجوں میں بڑا اضطراب نظر آیا۔ پھر میں نے لا الہ الا اللہ کہا تو ہوا ٹھہر گئی۔ اور وہ سمندر بھی ٹھہر گیا۔

میرے پاس ان کا بڑا آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ سمندر میں فرنگیوں کے بڑے جہاز تھے۔ وہ مسلمانوں کا قصد کرتے تھے وہ کثرت مندی ہوا سے غرق ہونے کو تھے۔ تم نے

جو لا الہ الا اللہ کہا۔ تو وہ ساکن ہو گئی تھی اور سمندر ٹھہر گیا اور اور وہ جہاز بچ گئے۔

وہ کہتا ہے کہ جب ہم نے صبح کی تو ان میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور ہم چلے یہاں تک کہ کنارے پر آئے۔ پھر میں نے اس کشتی کو بعینہ دیکھا۔ جس پر کہ میں پہلے آیا تھا۔ پھر اس میں میرا ساتھی اترا اور مجھ کو بھی حکم دیا کہ اترو۔ پھر وہ تھوڑی دور چلی تھی کہ ہم عبادان کے جنگل میں پہنچ گئے وہ شخص اور کشتی ہر دو مجھ سے غائب ہو گئے۔ اور میں نے ان کو نہ دیکھا۔ میں ان کے معاملہ میں حیران رہ گیا۔ اور ان کے دیکھنے کی مجھے حسرت ہوئی کئی سال کے بعد میں جو شیخ ابو البرکاتؒ کے پاس کوہ ہکار میں تھا۔ ناگاہ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ جلد کھڑے ہوئے ہیں اور دیکھا تو وہی میرا دوست ان لوگوں میں سے بڑا آدمی آیا ہے۔ شیخ ابو البرکاتؒ ان سے ملے اور انکی شان بڑھائی۔ اس کو میں نے دیکھا۔ کہ شیخ ابو البرکات کا بڑا ادب کرتا ہے۔ وہ دونوں دیر تک باتیں کرتے رہے۔ میں نے اس کو دیکھا کہ وہ کھڑا ہوا ہے۔ میں اس کے پیچھے ہوا۔ یہاں تک کہ وہ تنہا ہوا۔ پھر میں نے ان کا ہاتھ چوما۔ اور ان سے دعا کی التجا کی اور رو پڑا۔ انہوں نے میرے لئے دعا کی۔

پھر مجھ سے کہا اے ابو البرکات تم شیخ ابو البرکات کو پکڑے رہو۔ کیونکہ ان کی برکت سے میں ہوا جو ہوا۔

میں جب اپنے دل میں کوئی سختی پاتا ہوں تو ان کی طرف آتا ہوں۔ پھر وہ سختی جاتی رہتی ہے۔ پھر مجھ سے غائب ہو گئے۔

میں شیخ ابو البرکات کی خدمت میں گیا۔ اور ان سے ان کی بابت پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ مردان سمندر کے اوتاد کے سردار ہیں۔ وہ اس وقت بحر محیط کے آخر حصہ میں ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو الفضل معالی بن بنہان بن فصلان تمیمی موصلی نے کہا کہ میں سیدی شیخ ابی البرکات کی خدمت میں سات سال تک رہا ہوں۔ میں نے کسی کو ان سے بڑھ کر بڑی ہیبت و جلال والا نہیں دیکھا۔ اور ان سے بڑھ کر کسی کو رعایت اوقات والا نہیں دیکھا۔ ان کا تمام معاملہ کوشش سے ہوتا تھا۔ ایک دن کھانے کے بعد میں ان

کے ہاتھوں پر پانی ڈالتا تھا۔ مجھ سے کہا اے عامر! تم کیا چاہتے ہو؟۔ میں نے کہا میرے لئے آپ دعا مانگیں۔ کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ حفظ قرآن آسان کر دے۔ اور آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم پر آسان کر دے۔ اور اس کی تلاوت پر تمہاری مدد کرے اور بعید کو تیرے قریب کر دے۔

وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حفظ قرآن آسان کر دیا۔ حتیٰ کہ میں نے آٹھ ماہ میں پورا قرآن "حفظ" کر لیا۔ میں ہر روز ایک سو آیت یاد کر لیا کرتا۔ اور پہلے یہ حال تھا کہ ایک آیت کو تین دن میں حفظ کرتا رہتا تھا۔ تب بھی اس کا حفظ مجھ پر مشکل ہوتا تھا۔ اور دیکھو اب میں دن رات پڑھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ہر بعید کو قریب کر دیا ہے۔ پس مجھ پر جو مشکل کام آتا ہے۔ وہ آسان ہو جاتا ہے۔ مجھ کو کوئی خوف کی چیز آتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو مجھ پر ان کی دعا کی برکت سے بہت آسان کر دیتا ہے۔

شیخ کی بددعا

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ محمد بن ابی الحسن علی بن حسینی دمشقی نے کہا کہ میں نے شیخ ربا الاخر عدی بن شیخ ابی البرکات بن صخر اموی سے سنا وہ کہتے کہ میرے والد نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا۔ اور وہ اپنے ہاتھ سے بہت ہی عبث کام کرتا تھا۔ جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ جب شیخ نے اس کو منع کیا۔ تو وہ باز نہ آیا۔ اور زیادہ بیہودہ کلام کرنے لگا۔ جیسا کہ شیخ کا دشمن ہوتا ہے۔

شیخ نے اس سے کہا تو عبث کام کرنا چھوڑ دے۔ یا اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھوں کو کافی ہو گا۔ پس اسی وقت اس کے دونوں ہاتھ بے کار ہو گئے۔ یہاں تک کہ لکڑی کی طرح ہو گئے۔

پھر وہ شیخ کے پاس چند روز کے بعد روتا ہوا آیا۔ شیخ نے کہا تم کو یہ بات نفع نہ دے گی۔ یہ تو خدائے تعالیٰ کا غضب ہے۔ جو تم پر جاری ہو چکا۔ پھر اس شخص کی یہی حالت رہی۔ حتیٰ کہ مر گیا۔

یہ شیخ ابو البرکات بن صخر بن مسافر بن اسماعیل بن موسی اموی ہیں۔ اور پہلے ہم نے ان کا نسب ادھر تک ان کے چچا شیخ عدی بن مسافر کے ضمن میں بیان کر دیا ہے۔ ان کا اصل گھر فار میں ہے۔ جو کہ ایک مشہور گاؤں ہے۔ بقاع عزیز میں کوہ لبنان کے میدان میں .علبک کے قریب۔

آپ لالش میں رہتے تھے جو کہ کوہ ہکار میں سے ہے۔ اور وہیں رہ کر فوت ہوئے ان کی بڑی عمر ہو گئی تھی۔ اپنے چچا شیخ عدی کے پاس مدفون ہوئے۔ اور ان کی قبر وہیں ہے جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

خبر دی ہم کو ابو الفضل معالی بن .بنہان مذکور نے کہا کہ میں نے شیخ ابا القاسم مذکور سے جو کہ شیخ ابو البرکات کے خادم ہیں موصل میں سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ ابا البرکات سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عبدالقادرؒ نے اپنے زمانہ کے ہر ولی سے عہد لیا ہے کہ ظاہر و باطن میں کوئی تصرف سوا ان کے حکم کے نہ کرے اور وہ ان میں سے ہیں۔ کہ جن کو حضرت قدس میں اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ کلام ہے اور ان میں سے ہیں۔ کہ جن کو موجودات میں بعد موت کے بھی تصرف دیا گیا تھا۔

شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن علی ملقب بہ اعزب

یہ شیخ جنگل کے مشہور مشائخ عارفین مشہور محققین کے صدر ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ احوال فاخرہ معارف روشنہ۔ حقائق روشنہ۔ علم لدنیہ۔ معالی نوریہ۔ صاحب مقامات جلیلہ۔ مراتب علیہ۔ معاون اسرار میں فتح روشن۔ مطالع انوار میں کشف روشن تھے حقائق آیات میں ان کی اطلاع واضح تھی۔ مغیبات کی عروسوں کے لئے ان کی نظر روشن تھی حضائر قدس میں ان کی مجلس بلند تھی۔ چشمہ وصل سے ان کا گھاٹ شیریں تھا۔ قرب کے تختوں میں ان کا محل اونچا تھا۔ ملکوت کے صفحہ پر ملک جبروت کی طرف ان کی روش محکم ہے۔ بلندی کی سیڑھیوں پر حضرت شہود کی طرف امواج اعلیٰ ہے۔ ان کو بلندی میں تقدم ہے اور قرب میں صدر ہے۔

شرافت و بلندیوں کے فائدہ کی طرف ان کو سبقت ہے اطراف سلوات و

مبار کباوی کے درمیان ان کو جمع ہے۔ علوم منازلات میں ان کا لمبا ہاتھ ہے۔ علوم مشاہدات میں ان کا ہاتھ روشن ہے۔ تصریف خارق میں ہاتھ فراخ ہے۔ تمکین وسیع میں ان کا قدم راسخ ہے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے موجودات میں ان کو تصرف دیا ہے۔ عادات کو ان کے لئے بدل دیا ہے۔ ان کے ہاتھوں پر خارقات کو ظاہر کیا ہے۔ ان کو مغیبات سے متکلم کیا ہے۔ ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا ہے احوال نہایت پر ان کو قدرت دی ہے۔ اسرار ولایت کا ان کو والی بنایا ہے۔ ان کو پیشواء حجت بنایا ہے۔ وہ اس شان کے ایک رکن ہیں۔ ان کے سرداروں کے امام اس کے احکام کے مشہور علماء میں سے ہیں۔ علم۔ عمل۔ زہد۔ تحقیق۔ ریاست۔ جلالت میں ہاتھوں اور آنکھوں والے ہیں۔ وہ اپنے ماموں شیخ ابا العباس احمد بن رفاعیؒ کی صحبت میں رہے۔ ان سے علم طریق پڑھا ہے۔ ان سے تخریج کی ہے مشائخ عراق کی ایک جماعت سے ملے ہیں۔

جنگل میں اس شان کی ریاست ان کے وقت میں ان تک منتہی ہوئی ہے۔ جنگل وغیرہ کے بڑے علماء نے ان سے تخریج کی ہے اور اکابر کی ایک جماعت ان کی طرف منسوب ہے۔ صلحاء کی ایک بڑی جماعت ان کی شاگرد ہوئی ہے۔ مریدین صادقین کی ایک جماعت ان کے پاس جمع ہوئی۔ اور ان کی کلام و صحبت سے فائدہ حاصل کیا۔

اپنے باپ ابا الحسن علی کی وفات کے بعد رواق ام عبیدہ میں ان کے خلیفہ ہوئے۔ اس دن ان کے گھر والوں میں سے بہت بڑے تھے۔ ایک زبردست تھے مشکلات واردہ کو حل کیا کرتے تھے۔ پوشیدہ حالات کو ظاہر کر دیا کرتے تھے دانشمند خوبصورت۔ سخی۔ متواضع۔ کثرت حیا۔ عقل۔ صبر والے تھے۔ اہل علم کے دوست تھے۔ اہل دین کی عزت کیا کرتے تھے۔ بڑے متواضع۔ پست بازو اور ہمیشہ خندہ پیشانی سے رہتے تھے۔ بزرگ خصلت و اشرف الصفات۔ اجمل اخلاق اکمل آداب پر مشتمل تھے وہ عالم فقیہہ امام شافعی کے مذاہب پر۔ تھے۔ علماء کا لباس پہنتے تھے اپنے مریدوں کے سامنے وعظ کیا کرتے تھے۔ اہل معارف کی زبان پر ان کا کلام بلند تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔

اصول کی رویت فروع کے استعمال سے ہے۔ اور فروع کی تصحیح اصول کا معاوضہ ہے۔ مشاہدہ اصول تک بجز اس تعظیم کے کہ اللہ تعالیٰ نے وسائل و فروع کو معظم کیا ہے۔ اور کوئی راہ نہیں۔

تیرا ذکر تیرے ساتھ وابستہ ہے۔ یہاں تک کہ تیرا ذکر اس کے ذکر کے ساتھ مل جائے پس اس وقت تو بلند ہو گا۔ اور علتوں سے خلاص پائے گا۔ حدث قدم سے ملتا ہے تو حدث لاشے ہو جاتا ہے۔ اور اصل باقی رہتا ہے۔ فرع جاتی رہتی ہے۔ گویا کہ وہ تھی ہی نہیں۔

لم انقطاع کے پانے تک تبرع وسیلہ ہے۔ حد اختیار پر ٹھہرنا نجات ہے گناہوں کے علم سے بھاگنے کے ساتھ پناہ مانگنا وصل ہے۔ استماع قبول خطاب ہے۔ محل اس میں فراخی عزت ہے اور تصوف مراقبہ احوال و لزوم آداب کا نام ہے۔ جو شخص شاہد ظلم کے ساتھ آراستہ ہے۔ تو وہ توڑا جاتا ہے۔ اور جو شاہد حق کے ساتھ آراستہ ہو وہ بچ جاتا ہے۔

جو حال کہ تم پر آئے اور مشکل ہو جائے تو اس کو علم کے میدان میں طلب کرو۔ اگر تو نہ پائے تو میدان حکمت میں دیکھ۔ اگر اس کو نہ پائے تو اس کو توحید کے ساتھ وزن کر اگر تو اس کو ان موقعوں پر نہ پائے تو اس کو شیطان کے منہ پر مار۔

مقبول تو یہ ہے کہ بندہ اپنے رب عزوجل سے حیاء کرتے ہوئے توبہ کرے تواضع یہ ہے کہ حق کو قبول کر لیا جائے۔ جس سے بھی ہو۔

توکل یہ ہے کہ تیرے دل میں اسباب کی طرف حرکت ظاہر نہ ہو۔ باوجودیکہ تم کو اس کی طرف سخت حاجت ہو۔ اور یہ کہ تو حقیقت سکون سے حق کی طرف ہمیشہ رہے۔

صبر یہ ہے کہ حسن ادب سے بلا کے ساتھ ٹھہرا رہے۔ رضا یہ ہے کہ قلب کی نظر اللہ تعالیٰ کے قدیمی اختیار کی طرف ہو۔

عبودیت چار خصلتوں میں ہے۔ عہدوں کا وفا کرنا۔ حدود کی حفاظت۔ موجود پر راضی ہونا۔ مفقود پر صبر کرنا۔

استقامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے دل تنہا ہو جائے۔ ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ظاہر و باطن میں اچھا معاملہ کرے۔ معرفت کے تین رکن ہیں۔ ہیبت۔ حیاء۔ انس۔ بڑا علم ہیبت و حیاء ہے اور جو ان دونوں سے عاری ہے تو وہ خیرات سے عاری ہے۔

محبت یہ ہے کہ عتاب ہمیشہ قائم رہے۔ شوق یہ ہے کہ انتڑیاں جل جائیں دلوں میں بھڑک ہو۔ جگر پارہ پارہ ہوں۔ جب دل چار چیزوں کو دیکھے یعنی وہ تمام چیزوں کو دیکھے کہ اللہ ہی کی ملک میں ہیں۔ اللہ سے ان کا ظہور دیکھے اور اللہ ہی کے ساتھ ان کا قیام دیکھے۔ اللہ عزوجل ہی کی طرف ان کا مرجع دیکھے تو بیشک اس نے یقین حاصل کیا۔

ولی کی چار علامتیں ہیں اپنے بھید کی جو اس میں اور اللہ عزوجل کے درمیان ہو۔ حفاظت کرنا۔ اپنے اعضاء کی جو کہ اس میں اور اللہ عزوجل کے درمیان ہیں حفاظت کرنا اس تکلیف کو اٹھانا جو اس میں اور اللہ عزوجل کے درمیان ہے۔ لوگوں کی ان کی عقلوں کے تفاوت کے موافق مدارات کرنا۔ اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان وصول کے تین ارکان ہیں استعانت' کوشش' ادب' بندہ کی طرف سے استعانت اللہ عزوجل سے قرب بندہ کی طرف کوشش اللہ عزوجل سے توفیق۔ بندہ سے ادب اور اللہ عزوجل سے کرامت۔

جو شخص آداب صالحین کو اختیار کرتا ہے۔ وہ کرامت کی بساط کے لائق ہے اور جو اولیاء اللہ کے آداب کو اختیار کرتا ہے۔ وہ قرب کے بساط کی صلاحیت رکھتا ہے جو صدیقوں کے آداب کو اختیار کرتا ہے۔ وہ مشاہدہ کی بساط کے لائق ہوتا ہے۔ جو انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آداب کو اختیار کرتا ہے وہ انس و انبساط کی بساط کے قابل ہو جاتا ہے۔

جب تیرا نفس اپنے علم کا دیکھنے والا نہ ہو تو اس کو ادب سکھلا۔ جو کوئی دنیا کی طرف میلان کرتا ہے اس سے دلوں کا غائب ہونا لازمی ہے تمام مقامات دل کے تابع ہیں اور دل اللہ عزوجل کے ساتھ قائم ہے۔

مبتدی کا حکم یہ ہے کہ حقائق کی ہدایت پائے۔ علم کے ساتھ چلے۔ عمل میں کوشش کرے۔ مقربین کی علامت یہ ہے کہ دلوں اور علام الغیوب کے درمیان حجاب رفع ہو جائیں۔ جو شخص کہ نہایت پر اپنے شروع میں سوار ہوتا ہے تو یہ قرب کی علامت ہے۔ پس ایک قوم ہے کہ اس نے داعی کو دیکھا ہے اور ایک قوم ہے کہ اس نے نداء کو دیکھا ہے۔ ایک قوم ہے کہ اس نے بلا کو دیکھا ہے۔ اب جس نے کہ نداء سنی ہے وہ تو جنت کی طرف گیا۔ جس نے بلا دیکھی ہے وہ درجات تک پہنچا۔ جس نے داعی کو دیکھا وہ اللہ عزوجل کی طرف ہو جاتا ہے۔ وہ خواص الخواص ہیں۔ جو اللہ عزوجل سے ایک لحہ بھی حجاب میں نہیں ہوتے۔ وہ ایسے بندے ہیں کہ جن کے غم عدل کی باگوں سے مربوط ہیں۔ اللہ عزوجل نے ان کے عزم کو فتور سے بچایا ہے۔ ان کی نیتوں کو بیماریوں کے آنے سے بچایا۔ ان کے ارادوں کو غیر کی طرف جانے سے قطع کر دیا۔ ان کے دلوں کو اپنے دیدار کے شوق کا پیاسا کر دیا۔ ان کی عقلوں کو اپنی صنعت کے حکم میں جاری کیا۔ ان کے دلوں کو اس کے قرب مراقبہ پر مطلع کیا۔ ان کی ارواح کو اس کی صفات کے درمیان پھیر دیا۔ ان کو اس شخص کی طرح قریب کیا کہ جو اس سے انس رکھتا ہے۔ ان سے اس شخص کو جو اس پر ایمان لاتا ہے۔ ان کو اس شخص کے برابر کیا۔ کہ جس کو اپنے بھید کے لئے پسند کیا ہے۔ ان کا نشان یہ ہے۔ کہ قرب کے وقت حیاء ہو۔ اور شیخ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

تکشف غیم ا لحجد من قبر ا لحب	و ا سفر نو ر ا لصلح من ظلمته ا لعتب
و جاء نسیم ا لا تصا ل محققا	فصا ب نه حسن ا لقلو ب من ا لقلب
و بیت میا ہ ا لو صل فی ر و ضته ا لر ضا	فصا ر ا لھو ی تھیز کا لغصن ا لر طب
و لم ند ر من حسن ا لو صا ل و طیبه	ا نی نز ھته کنا ھنا لک ا م حر ب
فیا من سبی عقلی ھو ا ة تر کتنی	ا نکر ما بین ا لتعجب و ا لعجب

خبر دی ہم کو ابوالفرج عبدالوہاب بن حسن بن اربلی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ اصیل عارف نجم الدین ابا العباس ابراہیم ہمیشہ مراقبہ کرنے والے۔ بڑے خشوع والے بڑی ہیبت والے ہمیشہ سر نیچا رکھنے والے تھے۔ کسی طرف بہ ضرورت سر اٹھاتے چالیس

سال ہو گئے تھے کہ آسمان کی طرف اللہ تعالیٰ سے حیاء کی وجہ سے سر نہیں اٹھایا تھا میں نے شیروں کو بارہا دیکھا ہے۔ کہ ان کے پاس آتے اپنے چہرے ان کے قدموں پر ملتے۔

ایک دن میں نے ان کو سخت گرمیوں میں سائبان کے نیچے سوتے دیکھا ان کے سر کے نزدیک ایک بڑا سانپ تھا۔ جس کے منہ میں نرگس کا پتہ تھا۔ جس کو وہ پنکھے کی طرح ہلاتا تھا۔

ایک دن میں ان کے پاس تھا۔ کہ ایک شخص آیا۔ اس کے ساتھ ایک جوان تھا وہ کہنے لگا کہ میرا بیٹا ہے جو میری سخت مخالفت کرتا ہے۔ اور بڑا نافرمان ہے تب شیخ نے جو سر جھکائے بیٹھے تھے اپنا سر اٹھایا۔ اور جوان کی طرف دیکھا۔ اس نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ اس کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ جنگل کی طرف چلا گیا۔ آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے رہا۔ درندوں کے پاس ٹھکانا کر لیا۔ نہ کھاتا تھا۔ نہ پیتا تھا۔ اور اس حال پر چالیس دن رہا۔ پھر اس کا باپ آیا اور اس کی بدحالی کی شکایت کی۔ پھر شیخ نے اس کو اپنا کپڑا دیا۔ اور کہا کہ اس کپڑے سے اپنے بیٹے کا منہ پونچھ دے۔ وہ گیا اور اس نے ایسا ہی کیا۔ تو اس کو ہوش آگیا۔ شیخ کی خدمت میں آیا۔ اور ان کی خدمت کو لازم پکڑا۔ وہ شیخ کے حاضرین خادموں میں سے ہو گیا۔

خبر دی ہم کو ابوالفرج عبدالملک بن محمد بن عبداللہ محمودی ر جی واسطی نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ نجم الدین اباالعباس احمد بن شیخ ابی الحسن علی بطائحی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے بھائی شیخ ابراہیم اعزب ظاہر و باطن میں کھلے ہوئے متصرف تھے۔ جب کوئی آگ سے بہت خوفزدہ ہوتا تو اس کو کہہ دیتے کہ آگ کی طرف جا۔ اس کو معلوم بھی نہ ہوتا دیکھتا تو وہ آگ میں ہے۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا اس میں ٹھہرا رہتا۔ وہاں سے ایسے حال میں نکلتا کہ اس کے کپڑے بالکل نہ جلتے نہ کوئی اس کو تکلیف ہوتی۔

اگر کوئی شیر سے بڑا ڈرتا تو اس کو کہتے کہ شیروں کی طرف جا۔ تو وہ شیروں کی طرف دفعتاً" پہنچ جاتا اور اس کو اس کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔ دیکھتا ہے کہ اس پر یا تو سوار ہے یا اس کو کھینچ رہا ہے۔ نہ اس کو کچھ خوف ہوتا نہ وہ اس کو ضرر دیتا۔

اور جب کسی ایسے مرد کو دوست رکھتے کہ آپ کی جدائی کی طاقت نہ رکھے۔ تو وہ اپنے دل میں ایک باعث پاتا۔ جو اس کو ان کی طرف خواستہ نخواستہ کھینچ کر لے آتا۔ جب کسی مرد کی جدائی چاہتے تو وہ اپنے دل میں کوئی مانع پاتا۔ جو اس کو شیخ سے روکتا۔ باوجودیکہ اس کو شیخ سے محبت نہ ہوتی۔

تصرف کا دعویٰ اور منکر کا حال

خبر دی ہم کو شیخ ابو زید عبدالرحمٰن بن سالم بن احمد قرشی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابوالفتح واسطی سے سکندریہ میں وہ کہتے کہ مجھ سے شیخ عارف صالح ابوالمجد سعداللہ بن سعدان واسطی رحمہ اللہ کہتے تھے کہ میں شیخ نیک بخت ابواسحاق ابراہیم اغرب ؒ کی مجلس میں حاضر تھا۔ وہ اپنے مریدوں میں کلام کر رہے تھے پھر انہوں نے اپنے کلام میں کہا کہ مجھ کو میرے پروردگار نے تمام حاضرین کے بارہ میں تصرف دیا ہے۔ پس کوئی شخص میرے سامنے کھڑا ہو یا بیٹھے یا حرکت کرے تو میں اس میں متصرف ہوتا ہوں میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ لیجئے میں جب چاہوں کھڑا ہوتا ہوں۔ اور جب چاہوں بیٹھ جاؤں گا۔ آپ نے اپنا کلام قطع کیا۔ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ اے سعداللہ ! اگر تم کو کھڑے ہونے کی طاقت ہے تو کھڑے رہو۔ میں اٹھنے لگا لیکن مجھ میں طاقت نہ تھی۔ تب میں لوگوں کی گردنوں پر سوار ہو کر گھر کی طرف پہنچایا گیا۔ میرا ایک پہلو مارا گیا۔ یہ میرا حال ایک مہینہ بھر رہا۔ اور میں نے جان لیا کہ یہ (بلا) میرے شیخ پر اعتراض کرنے کی وجہ سے ہے۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پکی توبہ کی اور اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو شیخ کی طرف اٹھا لے جاؤ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تب میں نے کہا۔ اے میرے سردار یہ میرا صرف خطرہ ہی تھا۔ پھر شیخ اٹھے اور میرے ہاتھ کو پکڑا اور چلے تو میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ جو مجھ میں تکلیف تھی وہ جاتی رہی۔

جس شخص کو شیخ چاہے وہ ان کے پاس آئے

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابوالفرج عبدالمجید بن معالی بن ہلال عبادانی نے کہا کہ

میں نے اپنے باپ سے سنا وہ اپنے باپ سے روایت کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابراہیم اعربؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ کوئی شخص ہمارے ارادہ کے بغیر ہماری زیارت نہیں۔

وہ کہتے تھے کہ میں نے ان کی زیارت کا قصد کیا۔ اور میرے دل میں یہ خطرہ گذرا اور دل میں کہا لو میں ان کی زیارت کا ارادہ کرتا ہوں۔ وہ ارادہ کریں یا نہ کریں۔ پھر جب میں باب رواق پر آیا۔ تو وہاں پر میں نے ایک بڑا شیر دیکھا۔ جس سے میں ڈر گیا۔ اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ تب میں الٹے پاؤں پیچھے کو پھرا اور بڑا سخت ڈر گیا۔ حالانکہ میں شیر کے شکار کرنے کا عادی تھا۔ جب میں اس سے دور ہو گیا۔ تو میں کھڑا ہو کر اس کو دیکھنے لگا۔ اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ جاتے تھے اور آتے تھے۔ لیکن وہ ان کے درپے نہ ہوتا تھا۔ اور میرے گمان میں وہ اس کو نہ دیکھتے تھے میں اگلے دن آیا۔ تو وہی اسی موقع پر اپنے حال پر قائم تھا۔ اور جب اس نے مجھے دیکھا تو میری طرف کھڑا ہوا۔ پھر میں اس سے بھاگا۔ میرا یہ حال ایک مہینہ تک رہا۔ کہ میں دروازہ پر سے ان کے پاس نہ جا سکتا تھا۔ نہ اس کے قریب ہو سکتا تھا۔

پھر میں جنگل کے ایک شیخ کے پاس آیا۔ اور اپنے حال کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اپنے دل میں سوچ کہ تو نے کونسا گناہ کیا ہے۔ سو میں نے اس خطرہ کا ذکر کیا انہوں نے کہا اسی سبب سے تم پر یہ بلا آئی۔ اور جو شیر تم نے دیکھا ہے۔ وہ شیخ ابراہیم کا حال ہے۔

تب میں نے خدا کی جناب میں توبہ کی اور میں نے نیت کی کہ اعتراض سے توبہ کرتا ہوں پھر میں باب رواق کی طرف آیا تو شیر کھڑا ہوا۔ اور اندر داخل ہوا۔ یہاں تک کہ شیخ کی طرف آیا۔ اور ان سے مل گیا۔ اور مجھ سے غائب ہو گیا۔ جب میں نے شیخ کے ہاتھ چومے تو مجھ سے کہا کہ مرحبا ایسے شخص کو کہ توبہ کر کے آیا ہے۔

شیخ سے غائبانہ دل میں استغاثہ اور ان کا مدد کرنا

خبر دی ہم کو ابو العفاف موسیٰ بن الشیخ ابی المعالی غانم بن مسعود عراقی تاجر جوہری

نے۔ کہا کہ میں نے ایک سال بلاد عجم کے سفر کا تجارت کے لئے ارادہ کیا شیخ ابراہیمؒ
سے رخصت لینے کو آیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اگر تم کسی سختی میں مبتلا ہو جاؤ۔ تو
میرا نام لے کر مجھ کو پکارنا۔ پھر ہم جب خراسان کے جنگل میں پہنچے تو ہم پر سوار نکلے۔
انہوں نے ہمارا مال لے لیا۔ اور چل دیئے ہم دیکھتے رہ گئے۔ تب میں نے شیخ کی بات
کو یاد کیا۔ اور میں اپنے دوستوں کی معتبر جماعت میں تھا ان سے میں نے حیا کی کہ شیخ
کا نام زبان پر لاؤں۔ لیکن دل میں شیخ سے (استغاثہ کیا) اور چلاتا رہا ابھی میرا خطرہ پورا
نہ ہوا تھا۔ کہ میں نے شیخ کو پہاڑ کے اوپر دیکھا۔ کہ ان کے ہاتھ میں عصا ہے۔ جس
سے وہ سواروں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ابھی ہم ٹھہرے نہ تھے کہ وہ لوگ تمام مال
لے کر ہمارے پاس آئے اور سارا مال ہمارے سپرد کیا۔ اور کہنے لگے کہ تم سیدھے
چلے جاؤ۔ کیونکہ تمہارے لئے ایک واقعہ ہے۔ ہم نے کہا وہ کیا ہے۔ کہنے لگے کہ ہم
نے ایک شخص کو پہاڑ پر دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں عصا ہے۔ وہ ہم کو اشارہ کرتا ہے
کہ تمہارا مال دے دیں۔ ان کی ہیبت سے جنگل ہم پر تنگ ہو گیا۔ اس کی مخالفت میں
ہم نے اپنی ہلاکت دیکھی ہم سے بعض نے مال تقسیم کر لیا تھا۔ انہوں نے بھی لوٹا
دیا۔ یہاں تک کہ اس کے عصا سے ہم نے جمع کر لیا۔ پھر ہم نے اس کو نہیں دیکھا۔
ہم ان کو آسمان سے اترا ہوا خیال کرتے ہیں۔

خبر دی ہم کو ابو محمد صالح بن علی دمیاطی صوفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں نے
شیخ نیک بخت بقیۃ السلف ابا الغنائم مقدام ابن صالح نزیل ہدانیہ سے وہاں پر سنا وہ کہتے
تھے کہ میں نے شیخ ابراہیم اغربؒ کے ساتھ شیخ ابو محمد شبنکیؒ کی قبر کی زیارت حداویہ میں
کی۔ شیخ ابراہیمؒ نے کہا السلام علیکم دار قوم مومنین۔ یعنی اے مومنین قوم کے گھر تم پر
سلام ہو۔ پھر میں نے شیخ ابو محمد شبنکیؒ کو قبر میں سے یہ کہتے ہوئے سنا۔ اور تجھ اے
اے شیخ ابراہیم سلام ہو۔ تب شیخ ابراہیم نے ان کی تواضع کی۔ پھر شیخ ابو محمدؒ نے کہا تم
جیسا مکمل شیخ کون ہو سکتا ہے۔ پھر ان سے کہا اے شیخ ابراہیم مجھے مقدام دے دو۔ کہ
وہ میرے پاس رہے۔ کیونکہ میں اس کے قرآن شریف کے پڑھنے کو پسند کرتا ہوں
انہوں نے ان سے کہا کہ اے میرے سردار میں اور مقدام آپ کے سامنے حاضر ہیں۔

انہوں نے کہا کہ تمہاری اجازت اس میں ضروری ہے۔ پھر مجھ کو شیخ ابراہیم نے کہا اے مقدام تم سے جو شیخ نے کہا ہے۔ سن لیا ہے۔ اس نے کہا بہت اچھا بسروچشم حاضر ہوں۔

تیس ہزار ختم کا پڑھنا

میں نے شیخ کو رخصت کیا۔ اور شیخ ابو محمد شبنکیؒ کے مزار پر بیٹھ گیا۔ اور قرآن شریف پڑھتا رہتا تھا۔

ابو محمد دمیاطی کہتے ہیں کہ جنگل کے مشائخ کہتے تھے۔ کہ شیخ مقدام نے شیخ ابو محمد شبنکیؒ کی قبر کے پاس تیس ہزار ختم کلام اللہ کیا ہے۔

سلب مرض

خبر دی ہم کو ابو الفرج نصر اللہ بن یوسف بن خلیل ازجی حنبلی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ ابو العباس احمد بن اسماعیل بن حمزہ ازجی مشہور ابن الطبال سے کہا کہ میں نے سنا۔ شیخ معمر ابا المظفر منصور بن المبارک بن فضل واعظ واسطی مشہور ابن جرادہ سے کہا کہ میں شیخ ابو اسحٰق ابراہیم اعزبؒ کے ساتھ ایک بیمار کی عیادت کے لئے گیا۔ جس کو خارش تھی۔ اس نے شیخ کی خدمت میں اس کی بڑی شکایت کی۔ شیخ خادم کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا کیا تم اس فقیر کی خارش اٹھا لو گے اس نے کہا ہاں اے میرے سردار! پھر شیخ نے کہا کہ تمہاری خارش میں نے اٹھا لی۔ اور اس کو دے دی۔ اشارہ اپنے خادم کی طرف کیا۔

پس اس شخص کی تمام خارش شیخ کے خادم کی طرف آگئی۔ اور اس شخص کا بدن سفید چاندی کی طرح ہو گیا۔

پھر شیخ نکلے ہم آپ کے ساتھ تھے۔ اور آپ کا خادم خارش کے درد کی شکایت کرتا تھا۔ ہم راستہ میں آرہے تھے کہ ہم نے خنزیر کو دیکھا تو شیخ نے خادم سے فرمایا کہ میں نے تمہاری خارش لے لی اور اس خنزیر کو دے دی۔ وہ خارش خنزیر کی طرف بدل

گئی۔ اور خادم اسی وقت اچھا ہو گیا۔

ایک محفل سماع کا ذکر جس میں سات ہزار سے زیادہ آدمی تھے

خبر دی ہم کو شیخ محمد شریف ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابی العباس خضر بن عبداللہ حسینی موصلی نے کہا کہ میں نے سنا۔ شیخ عالم عارف ابا الفرج حسن بن الدویرہ بصری مقری سے وہ کہتے تھے کہ ہم سے ہمارے بعض صلحاء یاروں نے بیان کیا کہ میں ام عبیدہ (مقام) میں سماع کی محفل میں شامل ہوا۔ جس میں شیخ ابراہیم اغربؒ بھی شامل تھے اس میں سات ہزار آدمیوں سے زیادہ لوگ تھے۔ میں سب سے آخر میں تھا کہ شیخ کا منہ دیکھنا مجھ کو مشکل پڑ گیا۔ کیونکہ وہ مجھ سے دور تھے۔ پھر میرے دل میں ان کے (سماع پر) جمع ہونے پر انکار ہوا۔ اور ابھی میرا خطرہ پورا نہ ہوا تھا۔ کہ اتنے میں شیخ ابراہیم لوگوں کی صفیں چیرتے ہوئے آئے۔ حتیٰ کہ میرے پاس کھڑے ہو گئے۔ میرے کان ملے اور فرمایا کہ اے میرے بیٹے خبردار اہل اللہ پر اعتراض نہ کرنا۔ اگرچہ تیرے دل میں کچھ آئے تو ان پر انکار نہ کرنا۔ پھر چلے گئے۔ تب میں منہ کے بل بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اور مجھے لوگ اٹھا کر وہاں سے لے گئے۔ پھر آپ نے کہا اے فرزند عزیز کیا تم کو معلوم نہیں کہ مخلوق کے دل ہمارے سامنے ایسے ہوتے ہیں جیسے پردے کے پرے چراغ کہ آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اور کیا حبیب حبیب سے کوئی چیز چھپا رکھتا ہے۔

بیمار کو شیخ کی تسلی

خبر دی ہم کو فقیہ عابد برہان الدین ابو اسحٰق ابراہیم بن شیخ صالح بقیۃ السلف ابی زکریا یحییٰ بن یوسف عسقلانی حنبلی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا رحمہ اللہ تعالیٰ وہ کہتے تھے کہ میں ایسا بیمار ہوا۔ کہ مجھے اپنے مرنے کا گمان ہو گیا۔ میں نے یہ امر شیخ ابراہیم اغربؒ سے ذکر کیا۔ میں ان کے پاس ام عبیدہ میں زیارت کے لئے گیا ہوا تھا۔

شیخ نے سر نیچا کیا۔ پھر کہا کہ اے میرے سردار تم اس عرصہ میں نہیں مرو گے۔ تمہاری عمر ابھی بہت ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد میرا والد پچاس سال سے زیادہ زندہ رہا۔

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو المحاسن یوسف بن العباس احمد بن شیسب مقری بصری نے کہا کہ میں نے سنا شیخ مقری عالم عادل ابا طالب عبدالرحمان بن ابی الفتح محمد بن عبدالسمیع ہاشمی واسطی سے وہ کہتے تھے کہ شیخ ابو اسحٰق ابراہیم اعزب نے اپنے مریدوں کو جو کہ صاحب احوال تھے۔ جمع کیا۔ ان کو مخاطب کر کے بہت سی باتیں کیں پھر فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے استخارہ کیا ہے۔ کہ تم سے تمہارے حالات لے لوں اور ان کو خدا کے نزدیک رکھوں۔ تاکہ وہ تمہارے حالات کو اپنے نزدیک درست کر دے۔ کیونکہ زندگی کی آفات بہت ہیں۔ اور میں تم پر ان سے ڈرتا ہوں۔

شیخ کا وجد

خبر دی ہم کو ابو محمد احمد بن ابی النجا سالم بن یوسف ہاشمی موصلی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عالم عارف ابا عبدالرحیم عسکر بن عبدالرحیم نصیبنی سے وہاں پر وہ کہتے تھے کہ میں ام عبیدہ کے سائبان میں ایک محفل سماع میں حاضر ہوا۔ جس میں شیخ ابراہیم اعزب موجود تھے۔ قوال نے یہ اشعار پڑھے۔

ر ما نی یا بعد و بہ کما تر ا نی	و ا لبنی ا لحر ا م و قد بر ا نی
و و فتی کلہ حلو لذ یذ	ا ذ ا ما کا ن مو لا ی یر ا نی
ر ضیت بصبنعۃ فی کل حال	و لست بکا ر ہ ما قد ر ما نی
فیھا من لیس یشھد ما ر ا ہ	لقد غیبت من عین تر ا نی

پھر شیخ ابراہیمؒ کو وجد ہوا۔ اور ہوا میں کود پڑے لوگوں کے سروں سے اونچے ہو گئے۔ اور خلاء تک بلند ہو گئے۔ پھر قوال نے یہ اشعار پڑھے۔

ا ن کنت ا ضمر ت غد ر ا ا و همت به — یو ما فلا یلفت ر و حی ا ما نیها
ا و کا نت ا لعین مذ نا ر قتکم نظر ت — شیا سو ا کم فخا نتها ا ما فیها
ا و کا نت ا لنفس تد عو نی ا لی سکن — سو ا ک فا حتکمت فیها ا عا ۃ یها
و ما تنفت ا لا کنت فی نفسی — و لیلته لست ا فنی فیک ا فنیها
حا شی فا نت محل ا لنو ی من بصری — تجر ی بک ا لنفس منها فی مجا ر یها
ما نی جو ا نح صد ر ی بعد جا نحته — ا لا و جد تک فیها قبل ما فیها

پھر یہ اشعار بھی پڑھے۔

مجا ل قلو ب ا لعا ر فین بر و یته — ا لهیته ۃ و نها محب ا لر ب
معسکر نا فیها و محبنی ثما ر ما — قنم ر و ح ا لا ا نس با للّٰہ فی ا لقر ب
حبا ها فا ر نا فجا ز ت مد ا لهو ی — فلو لا مدی ا لا ما ل ملتمت من ا لحب

تب تو شیخ ابراہیمؒ چلائے اور پکار کر کہا اے رجال الغیب۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے رجال الغیب کو دیکھا کہ ان پر ہوا سے اترتے ہیں۔ دو دو تین تین چار چار اور کہتے ہیں لبیک لبیک یعنی ہم حاضر ہیں۔

شیخ ام عبید میں رہتے تھے جو کہ جنگل کے علاقہ میں ایک مقام ہے وہیں ۶۰۹ھ میں فوت ہوئے وہیں مدفون ہوئے۔ ان کی قبر وہاں پر ہے۔ جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ جس روز آپ فوت ہوئے۔ آفتاب کو گرہن ہوا تھا۔ تب شیخ علی قرشیؒ نے کہا۔ بحالیکہ آپ دمشق میں تھے۔ کہ آج آسمان کا آفتاب گرہن وارد ہوا۔ اور زمین کا آفتاب غروب ہو گیا۔ ان سے کہا گیا کہ زمین کا آفتاب کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیخ ابراہیم اغربؒ ہیں جو کہ آج فوت ہوئے ہیں۔

یہ بھی مروی ہے کہ جنگل کے بعض مشائخ نے ان کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

ففبت عن رو میتی عنی بمعناه لا حظته فر ا نی ملا حظتی

لما تحققت معنی کو ن ر و یا ہ و شا ھد ت ھمتی حقا ملا حظتی

ا لی سو ا ہ ففیتی طیب لقیا ہ فلا ا لی فر قتی و صلی و لا سکنی

خبر دی ہم کو ابو القاسم محمد بن عبادہ انصاری جلی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ نجم الدین ابا العباس احمد بن شیخ ابی الحسن علی بطائحی رفاعی سے وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے اپنے بھائی شیخ ابراہیمؒ سے سنا وہ کہتے ہیں۔ کہ شیخ عبدالقادرؒ ہمارے سردار ہیں۔ ہمارے شیخ، سید المحققین، امام الصدیقین حجتہ العارفین، پیشواء سا لکین رب العالمین کی طرف ہیں۔

شیخ ابو الحسن علی بن احمد مشہور ابن الصباغ

یہ شیخ مصر کے مشہور مشائخ سرداران عارفین مذکورین بڑے دانا محققین بڑوں میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ احوال فاخرہ۔ افعال خارقہ۔ انفاس صادقہ۔ بلند ہمت اشارات عالیہ۔ معانی غیبیہ علوم لدنیہ تھے۔

صاحب فتح روشن، کشف ظاہر۔ معارف بارونق حقائق روشنہ تھے۔ معالم قدس میں ان کا طور بلند تھا۔ مشاہد قرب میں ان کا محل اعلیٰ تھا۔ موارد وصل میں ان کا مشہد اعلیٰ ہے۔ مواطن محاسبہ میں ان کو سبقت ہے۔ انس کی چراگاہ میں ان کا تقدم ہے۔

مشاہدہ کی سیڑھیوں میں ان کی بلندی ہے۔ تواصل اور قرب میں ان کو جمع حاصل ہے۔ تخصیص و بلندی کے قمقموں پر ان کا چڑھنا ہے۔ علوم منازلات میں ان کا ہاتھ فراخ ہے۔ معانی مشاہدات میں ان کا ہاتھ بڑا ہے۔ علوم مغیبات میں ان کی نظر خارق ہے حقائق آیات میں ان کی خبر صادق ہے۔ مشکلات احوال میں کشف میں ان کا ہاتھ روشن ہے۔ تمکین میں ان کا قدم راسخ ہے۔ تصریف جاری کی باگوں کے لئے ان کی فراخی مالکہ ہے۔

وہ وہی شخص ہیں کہ کہتے ہیں کہ اس طریق میں مجھ پر سوا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کا احسان نہیں ہے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے ظاہر کیا ہے۔ وجود میں ان کو تصرف دیا ہے۔ ان کے لئے علاوات کو بدلا ہے۔ ان کے ہاتھوں پر خارقات کو ظاہر کیا ہے۔ اسرار ولایت کا ان کو مالک کیا ہے۔ احوال نہایت میں ان کو حاکم بنایا ہے۔ عجائب حکمتوں کے ساتھ ان کو متکلم کیا ہے۔ ان کی زبان پر عجیب و غریب باتیں جاری کی ہیں۔ ان کو پیشوائے سا لکین بنایا ہے۔ عارفین کے لئے ان کو حجت ٹھہرایا ہے۔ وہ اس شان کے آئمہ میں سے ایک ہیں۔ ان کے سادات کے ایک رکن ہیں۔ اس طریق کے بڑے عالم ہیں۔ اس کے احکام میں علم۔ عمل۔ زہد۔ درع۔ تمکین۔ تحقیق۔ ہیبت۔ ریاست میں ہاتھوں اور آنکھوں والے ہیں۔

امام ابن دقیق العید اور شیخ ابن الصباغ

وہ شیخ ابا محمد ابراہیم بن احمد بن حجوان مغربیؒ کی صحبت میں رہے ہیں۔ ان کی طرف منسوب ہیں۔ اور ابا محمد عبدالرزاق بن محمود جزولی کی صحبت میں بھی رہے ہیں۔ مصر اور حجاز میں مشائخ کی ایک جماعت سے ملے ہیں۔ ان کے شیخ عبدالرحیم ان کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ ان کی شان کو بلند کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کے بارہ میں کہا ہے کہ ابوالحسن اس دروازہ میں سے داخل ہوئے ہیں کہ ہم اس میں سے داخل نہیں ہوئے۔

ان کے بارہ میں شیخ ابو محمد جزولیؒ کہتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن کو وہ راز دیئے گئے ہیں کہ ہمیں وہ نہیں دیئے گئے۔ ان کے بارہ میں ابوالعباس احمد بن محمد مشہور برسرؒ فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن بن صباغؒ عزوجل کے نزدیک شیخ مکمل ہیں۔ ان کے وقت میں دیار مصریہ میں اس شان کی ریاست ان تک پہنچی ہے۔ اور مریدوں کی تربیت وہاں پر انہیں سے سرسبز ہوتی ہے۔ وہاں کے بہت سے رہنے والوں نے ان سے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ ابی بکر بن شافع قوصی۔ شیخ علم الدین منفلوطی۔ شیخ امام مجدالدین ابی الحسن علی بن وہب بن مطیع قشیری مشہور ابن دقیق العید وغیرہم

صاحبان احوال کی ایک جماعت ان کی طرف منسوب ہے۔ بہت سے صلحاء ان کے شاگرد ہیں۔ فقہا فقرا کی ایک جماعت ان کے پاس جمع ہوئی تھی۔ انہوں نے ان کے

کلام و صحبت سے نفع حاصل کیا تھا۔ ہر طرف سے وہ مقصود بالزیارت تھے۔ وہ فقیہ فاضل متادب خاشع متواضع کریم تھے۔ اکمل آداب اشرف الصفات اکرم خصلت احسن الاخلاق تھے۔ اہل علم و دین کے دوست تھے۔ ان کے شانوں کی درستیوں کے عارف تھے۔ ان کے بعض مریدوں نے ان کے حالات میں اور مناقب میں ایک کتاب لکھی ہے۔ جو چاہے کہ ان کے اکثر حالات جان لے تو اس کو چاہئے کہ اس کتاب کو دیکھے۔

اہل معارف کی زبان پر ان کا کلام عالی نفیس تھا۔ اس میں سے یہ ہے

مرید وہ ہے کہ پہلے ہی قصد میں اللہ تعالیٰ کی طرف اس کا قصد ہوا۔ اس کے غیر کی طرف نہ چڑھے۔ حتیٰ کہ وہاں تک پہنچ جائے۔ حق عزوجل اشارات سے مقصود ہے۔ اس کے غیر سے اس کا مشاہدہ نہیں ہو سکتا۔ اور اپنے سوا وہ پایا نہیں جاتا۔ ان سے اسماء کے ساتھ حجاب میں رہتا ہے۔ پھر وہ زندہ ہیں۔ اگر ان کے لئے قدرت کے علوم ظاہر ہوں تو وہ ضرور اڑ جائیں۔ اگر ان کے سامنے اپنی حقیقت ظاہر کر دے تو البتہ وہ مر جائیں۔ پس اس کی مراعات کی روح سے صفات قائم ہیں اور اس کی طرف جمع ہونے سے راحتیں ملتی ہیں۔

جب بندہ مقام معرفت تک پہنچ جاتی ہے۔ تو اس کی طرف اس کے دل میں الہام کرتا ہے۔ اور اس کا دل اس بات سے بچاتا ہے۔ کہ غیر حق کا اس میں خطرہ آئے۔ وہ قدم کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جب وہ اپنے تمام مطالب میں خدا کے لئے تنہا ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اس کے مقابل ہوتا ہے تو وہ بہ تمام اس کا منظور بن جاتا ہے۔ اور ظاہر طور پر اس کا مقابل ہوتا ہے۔

جس شخص کو توحید کی آگ نشہ دار کر دیتی ہے۔ اس کو عبادت تجرید سے حجاب میں کر دیتی ہے۔ جس کو انوار تجرید مدہوش بناتے ہیں۔ وہ حقائق توحید سے دیکھتا ہے۔ موحدین کا اپنے مولا سے حیاء کرنا۔ ان کے دلوں سے احسان کی خوشی کو دور کر دیتا ہے۔ اولیاء کا اپنے مولا سے حیاء کرنا۔ ان کے ملاحظہ سے حیاء کرنا۔ ان کے دلوں سے طاعت کے سرور کو دور کر دیتا ہے۔

تیرا دل عزوجل کے ساتھ تصحیح نیت کے بغیر ہرگز صاف نہ ہو گا۔ تیرا بدن بدوں

خدمت اولیاء ہرگز صاف نہ ہو گا۔ کوئی شخص سوائے ملازمت موافقت معانقہ ادب ادائے فرض۔ صحبت صالحین خدمت صادقین کے شریف حالت تک نہیں پہنچا۔

جس شخص کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی معرفت اطلاع اور مواد کی معرفت کے مراعات اور اسی کے یقیناً" مشاہدہ سے صحبت دائمی نہ ہو۔ اس پر اسباب قطعیہ کے پیش آئیں گے۔ اغیار کے ہاتھ اس کو متنبہ کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے اس کے ذکر میں کوئی اس کے عوض قائم مقام نہیں ہوتا۔ جب اس کا عوض قائم ہو گیا۔ تو وہ اس کے ذکر سے نکل گیا۔ ایسے قلب پر جو کہ دنیا کی محبت میں مقید ہے۔ حرام ہے۔ کہ غیوب کے درختوں پر چڑھے۔

جو شخص اس بات کو درست رکھے کہ لوگ اس کے عمل سے واقف ہو جائیں تو وہ ریاکار ہے۔

جو شخص اس بات کو درست رکھتا ہے کہ لوگ اس کے حال پر اطلاع پائیں تو وہ جھوٹا ہے دعویٰ اس کو قتل کر ڈالے گا۔ دل اس کے روکنے کو قبول نہ کرے گا۔ پھر اس کو زبان کی طرف لائے گا۔ پھر اس کے روکنے سے احمقوں کی زبانیں بولیں گی۔ غفلت سے بیداری کے وقت ڈرنا۔ اور خوف قطع سے کانپنا خوش رہنے والوں کی عبادت و طاعت سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ایک ہوا ہے۔ جس کو صحیہ مخزونہ کہتے ہیں۔ وہ عرش کے نیچے ہے۔ استغفار کی نرم آواز وگریہ کو ملک قہار کی طرف اٹھاتی ہے۔

موارد جب آتے ہیں تو وہ شکل بن جاتے ہیں۔ پھر اس سے مل جاتے ہیں۔ پس جونسا سا وارد موافق کو ملے تو اس کو ساکن کر دیتا ہے۔

اللہ عزوجل کے بھید جب کسی سر کے لئے روشن ہوتے ہیں تو اس سے ظن و امیدیں جاتی رہتی ہیں۔ کیونکہ حق جب کسی امر پر غالب آتا ہے۔ تو اس پر غلبہ کرتا ہے اور اس کے غیر کے لئے اس کے ساتھ اثر نہیں رہتا۔

جس شخص کی ہمت اللہ تعالیٰ کے لئے ہو تو اس کو موجودات میں سے کوئی شے بلاتی نہیں۔ اور دارین سے کوئی چیز اس کو خوش نہیں کرتی۔

زہد' دل سے شے کے گم ہونے کا نام ہے اور اس شے کی خوشی کا نفس سے مٹانا ذلت و رضاء حال کو ہمیشہ اٹھانا۔ مراعات میں موت تک سعی کرنا ہے۔

عارف وہ ہے کہ جس کی معرفت اور امراس کے موافق ہو۔ اور کسی حال میں اس کی مخالفت نہ کرے۔

حسنت وہ ہے کہ اس میں کوئی اہل علم نہ جھگڑے۔ زہد دنیا میں۔ اور سخاوت نفس و خیر خواہی مخلوق۔ شیخ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

تسر مد و قتی فیک فھر مر مد	و ا فنیتنی عنی فعد ت مجد ب ا
و کل بکل ا لکل و صل محقق	حقا نق حق فی ب و ا م تخلد ا
تفر ب ا مر ی فا نفر ب ت بفر بتی	نصر ت عذ یبا فی ا لبر یته ا و حد ا

اور شیخ یہ اشعار بھی پڑھا کرتے تھے۔

بقا ی فنا نی بقا ی من ا لھو ی	فیا ب یح قلبی فی فنا ہ بقا ؤ ہ
و جو ب ی فناء فی فناء فا فنی	مع ا لا نس یا تینی ھنیاء ملا ؤ ہ
فیا من بعا ا لمحبو ب سر ا لسر ہ	ا تا ک ا لمنی یو ما ا تا ک فنا ؤ ہ

خبر دی ہم کو شیخ نیک بخت ابو محمد عبداللہ بن ابی بکر بن احمد توصی نے کہا کہ میں نے سنا۔ شیخ عارف ابوبکر بن شافعؒ سے وہ کہتے تھے کہ شیخ ابوالحسن بن صباغؒ اپنے اصحاب کی عمدہ تہذیب و تربیت کرتے تھے۔ ان کو ہر سانس میں مراعاۃ حفظ ادب کے ساتھ دیکھتے تھے۔

جب کوئی شخص ان کے پاس آتا اور اس کا ارادہ ہوتا کہ ان کے پاس قطع تعلق کر کے رہے تو تھوڑی دیر سرنیچا کرتے پھر اگر اس کو یہ کہتے کہ میں تجھ کو لوح محفوظ میں اس سے پہلے دیکھ چکا ہوں۔ تو اس کو اپنے خلوت میں لے کر بٹھلاتے۔ اور اگر اس کو یہ کہتے ہیں کہ تم کو لوح محفوظ میں اپنے مریدوں میں نہیں دیکھتا۔ تو اس کو اپنے پاس نہ بٹھاتے۔

اور یہ کہا کرتے تھے کہ لوح محفوظ ایک دیوان ہے۔ جس میں ہر چیز موجود ہے جو ہو چکی یا آئندہ ہو گی۔ اور مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس پر مطلع کر دیا۔ جو اس میں ہے اس

کا مجھے شاہد بنا دیا۔

شیخ جب کسی کو خلوت میں بٹھاتے تو اس کے حالات اور موارد کو صبح و شام دیکھتے بھالتے۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کے مزاج کے لائق لطف فرماتے۔ اس کو سلوک کے منازل درجہ بدرجہ اتارتے اس سے کہتے۔ کہ فلاں مرتبہ کا تم فلاں دن انتظار کرو۔ کیونکہ وہ ربانی ہے۔ پھر مرید کا وہی بعینہٖ حال ہوتا۔ جو شیخ نے بتلایا ہوتا۔

خبر دی ہم کو فقیہ ابو الفضل اسماعیل بن شیخ صالح ابو القاسم نصر اللہ بن احمد استانی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ شیخ ابو الحسن صباغؒ نے ایک شخص کو بہت خلوت میں بٹھایا۔ آپ دن رات اپنے مریدوں کی خلوتوں کے حال معلوم کرتے رہتے تھے۔

شیخ ایک رات رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اس کے پاس گئے تو اس کو دیکھا کہ وہ روتا ہے۔ اس سے حال دریافت کیا وہ کہنے لگا۔ کہ دیکھئے میں شب قدر دیکھ رہا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں۔ کہ ہر شے زمین پر سجدہ کر رہی ہے۔ اور میں جب سجدہ کا ارادہ کرتا ہوں۔ تو اپنے اندر ایک شے ستون آہنی کی شکل کی پاتا ہوں۔ جو مجھ کو سجدہ کرنے سے روکتی ہے۔

شیخ نے اس سے کہا کہ اے فرزند عزیز تم گھبراؤ مت وہ ستون آہنی جو تم پاتے ہو۔ وہ میرا راز ہے۔ جو تم کو دیا گیا ہے۔ وہ سوائے نیک فعل کے تجھ کو بری بات کی قدرت نہیں دیتا۔ اور تم جتنی چیزیں اس وقت دیکھ رہے ہو۔ وہ شیطانی وارد ہے۔ شیطان کا یہ ارادہ ہے کہ تو اسی کو سجدہ کرے جو تیرے خیال میں ہے۔ اور اس سبب سے تم پر راستہ پا لے گا۔

شیخ کے ہاتھ کی طاقت

راوی کہتا ہے کہ میرے دل میں اس بات کا خیال پیدا ہوا۔ اور یہ خطرہ ہوا کہ اس کی صحت کی ان کے پاس کیا دلیل ہے۔ ابھی میرا خطرہ پورا نہ ہوا تھا۔ کہ شیخ نے مجھ سے کہا کہ میں تجھے یہ کہتا ہوں اور تو اس پر دلیل مانگتا ہے۔ پھر اپنا دایاں ہاتھ

بڑھلیا تو میں نے دیکھا کہ وہ مشرق اقصٰی مشرق تک بڑھا ہوا ہے۔ پھر بائیں کو پھیلایا۔ تو اس کو میں نے مغرب کے آخر حصہ تک بڑھا ہوا دیکھا۔ پھر اس کو آہستہ قبض کر لیا۔ اور وہ نور جس کو میں دیکھتا تھا۔ اور ان اشیاء کو جن کو سجدہ کرتے ہوئے پاتا تھا۔ وہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی ہتھیلی میں ایک گز کے برابر رہ گئے ہیں۔ اور یہ نور اور جو کچھ اس میں تھا۔ ایک انسان کی شکل پر ہو گیا۔ پھر میں نے اس سے ایک بڑی آواز سنی۔ وہ کہتا ہے کہ اے میرے سردار فریاد فریاد میں پھر کبھی اے میرے سردار نہ آؤں گا۔ اور جوں جوں اپنی دونوں ہتھیلیوں کو قریب کرتے ہیں۔ ان کا چلانا بڑھتا جاتا ہے۔ تب شیخ نے اللہ سے کہا۔ تو میں نے ایک بجلی نور کی ان کے منہ سے نکلتی ہوئی دیکھی۔ جس سے ہر شے روشن ہو گئی۔ اور یہ شکل جو کہ شیخ کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی۔ سیاہ اور سخت بدبودار بن گئی۔ اور ایسی خوفناک چلائی کہ عنقریب میری جان نکلنے لگی تھی۔ پھر وہ دھواں بن گئی۔ اور اوپر چڑھ کر گردو غبار ہو کر اڑ گئی۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن یوسف قرشی مصری موذن نے کہا کہ میں نے اپنے چچا شیخ فاضل ابا عبداللہ محمد بن احمد بن سنان قرشی برحمتہ سے سنا وہ شیخ ابا الحسن بن صباغ کی صحبت میں رہ چکے تھے۔ ان کے پاس قنا میں ایک مدت ٹھہرے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابو الحسن کی قنا میں خدمت کی تھی۔ اپنے اہل سے نو ماہ تک غائب رہا تھا۔ وہ مصر میں تھے۔ پھر ایسے وقت میں کہ میں قنا کی رباط میں کھڑا ہوا تھا۔ اور ان کے ملنے کا شوق تھا۔ کہ اتنے میں شیخ ابو الحسن اپنے گھر سے اترے اور مجھے کہنے لگے اے محمد کیا تو اپنے گھر والوں کے دیکھنے کا مشتاق ہے۔ میں نے کہا ہاں اے میرے سردار آپ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور ایک گھر میں مجھے اکیلے داخل کیا مجھ سے کہا زیق پس میں نے ایسا کیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ اب تم سر اٹھاؤ میں نے سر اٹھایا۔ تو اپنے آپ کو مصر میں اپنے گھر کے دروازہ پر پایا۔

میں گھر میں داخل ہوا۔ مجھے میرے گھر کے لوگ ملے اور مجھ کو انہوں نے سلام کہا لیکن میں حیران ہو گیا۔ اور ان سے میں نے اپنا بھید ظاہر نہ کیا۔ ان کے پاس تمام دن ٹھہرا رہا۔ دو دفعہ ان کے پاس میں نے کھانا کھایا۔ میرے پاس تیس درہم تھے۔ وہ

میں نے اپنی ماں کو دیئے اور جب مغرب کی اذان ہوئی۔ تو میں گھر کے دروازہ سے نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ قنا میں رباط کے دروزہ پر ہوں۔ اور شیخ کھڑے ہیں۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا اے محمد کیا تم نے اپنا شوق ان سے پورا کر لیا۔ میں نے کہا ہاں اے میرے سردار۔

پھر اس کے بعد ان کے پاس ایک مہینہ ٹھہرا۔ اور سفر کی اجازت لی۔ آپ نے اجازت دی۔ پھر میں مصر کی طرف پندرہ دن میں پہنچا۔ اور جب انہوں نے مجھے دیکھا تو وہ بڑے خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم تو تم سے ناامید ہو چکے تھے۔ اور خیال کیا تھا کہ تم قتل کئے گئے یا کوئی اور واقعہ تم پر پیش آیا۔ میں نے کہا کہ کچھ خوف نہیں۔ میں نے اپنی ماں سے وہ بیس درہم جو اس دن دیئے تھے لے لئے۔

وہ کہتا ہے کہ میں نے وہ واقعہ بیان نہ کیا حتیٰ کہ شیخ رحمتہ اللہ علیہ فوت ہوئے۔

اژدھا کے منہ سے ایک شخص کو نکالنا

خبر دی ہم کو ابو الفتح رضوان بن فتح اللہ بن سعد اللہ تمیمی منفلوطیؒ نے وہ کہتے تھے کہ میں ایک دن اپنے شیخ ابی الحسن بن صباغؒ کے ساتھ سمندر کے کنارہ پر تھا۔ ان کے پاس ایک لوٹا تھا۔ جس سے آپ وضو کیا کرتے تھے پس اپنے قریب میں لوگوں کی آواز سنی کہ چلا رہے ہیں۔ شیخ نے اس کی بابت پوچھا۔ تو اس سے کہا گیا کہ ایک اژدہا نے کنارہ پر سے ایک مرد کو پکڑ لیا ہے۔ شیخ نے وضو چھوڑ دیا۔ اور جلدی اس جگہ کی طرف دوڑے جہاں لوگ جمع تھے۔ دیکھا تو اژدہا نے ایک آدمی پکڑا ہوا ہے جسے وہ سمندر کے بھنور میں لے گیا ہے۔ شیخ اژدھا پر چلائے کہ ٹھہر جا وہ وہیں ٹھہر گیا۔ دائیں بائیں کہیں حرکت نہ کرتا تھا۔ تب شیخ پانی کے اوپر گزر گئے۔ اور کہتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم گویا کہ زمین پر چل رہے ہیں۔ اور سمندر اپنی بڑی جولانی میں تھا۔ یہاں تک کہ آپ اژدہا تک پہنچ گئے۔

پھر شیخ نے اس سے کہا کہ مرد کو پھینک دے اس نے اس کو اپنے منہ سے پھینک دیا۔ اور مرد کی ران اژدہا کے پکڑنے سے ماری گئی۔ تب شیخ نے اپنا ہاتھ اژدھا پر رکھا

اور کہا کہ مرجا۔ وہ اس وقت مر گیا۔ اور شیخ نے مرد سے کہا کہ جنگل کی طرف چل اس نے کہا اے میرے سردار! میں اپنی ران نہیں اٹھا سکتا۔ اور مجھے تیرنا بھی اچھی طرح نہیں آتا۔ آپ نے اس سے کہا کہ چل یہ راستہ نجات کا ہے۔ اور جنگل کے راستہ کا اشارہ کیا۔ پھر کیا دیکھا کہ سمندر اس مقام سے جہاں کہ شیخ اور وہ شخص تھے۔ ایک سخت پتھر کی طرح ہو گیا۔ پھر شیخ اور مرد چلے۔ یہاں تک کہ جنگل تک پہنچ گئے۔ لوگ یہ واقعہ دیکھ رہے تھے۔ پھر سمندر اپنے حال پر ہو گیا۔ جیسا کہ تھا۔ اور لوگوں نے اژدہا کو مردہ کھینچ کر باہر کیا۔

خبر دی ہم کو شیخ عالم ضیاء الدین ابو العباس احمد بن شیخ عارف ابی عبداللہ محمد بن محمد قرطبی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ علامہ مجد الدین ابا الحسن علی بن وہب قشیری سے قوص میں وہ کہتے تھے کہ شیر اور سانپ ہمارے شیخ ابی الحسن صباغؒ کے پاس آ کر ٹھہرا کرتے اور یوں کہا جاتا تھا کہ عالم میں سے ہر ایک چیز ان سے باتیں کرتی ہے درخت ہوں پتھر ہوں۔ زمین کے مقامات ان سے باتیں کرتے اور ان کو خبر دیتے جو کچھ انسان و جن نے اس میں عبادت و گناہ کئے ہیں۔ نباتات ان سے باتیں کرتی تھیں اپنے خواص اور منافع بیان کرتی تھیں۔

اور فرمایا کرتے کہ جس کو اللہ تعالیٰ خطاب کرے اس کو ہر شے خطاب کرتی ہے۔ میں نے ان کو کئی دفعہ دیکھا کہ ہوا میں سے کسی سے باتیں کرتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں یہ کام کر یہ کام نہ کر اور میں کہتا تھا کہ یہ رجال الغیب ہیں جو کہ ان سے مخاطب ہوتے ہیں اور وہ ان سے مخاطب ہوتے ہیں۔

اور میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ وہ شیروں کے لعاب دہن کی وجہ سے اپنے پاؤں کو دھوتے ہیں۔ جب کہ وہ اپنے سروں کو ان کے پاؤں پر رکھتے ہیں۔

میں نے بارہا ان کو اکیلے بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ اور ان پر ہوا سے مردان غیب دو دو تین تین چار چار اترتے ہیں۔ یہاں تک کہ بہت سے مردان غیب جمع ہو جاتے تھے۔

اولیاء اور غائبین جن و مشائخ ان کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اگر شیر سے

یہ کہتے کہ یہاں سے مت جا۔ وہ وہاں سے نہ ہلتا۔ اور کسی کو تکلیف نہ پہنچاتا۔ یہاں تک کہ شیخ اس سے کہتے چلا جا۔

ان کی تقلیت کا ذکر کیا جاتا تھا۔ میں نے ایک مدت ان کی خدمت کی ہے ظاہر و باطن میں ان کی خدمت کی ہے۔ میں نے کبھی نہ دیکھا کہ انہوں نے ادب ترک کیا ہو۔ اور نہ کبھی کوئی ایسا کلام کیا جو شریعت کے منافی ہو۔ اور نہ ایسا کام کہ جس پر انکار کیا جائے۔

خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو المعالی فضل اللہ بن شیخ عارف ابی اسحٰق ابراہیم بن احمد انصاری نے کہا کہ میں نے سنا شیخ ابی الحجاج اقصریؒ سے وہ کہتے تھے کہ شیخ ابو الحسن بن صباغؒ ایک دن اپنے مریدوں کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے ان سے کہا کہ اے میرے سردار جو شخص انوار جلال الٰہی کا مشاہدہ رکھتا ہو۔ اس کی نظر وجود میں کیسے ہو گی۔ آپ نے کہا سر کی نظر کے ساتھ جو کہ وجود سے قائم ہے۔ جس کے ساتھ ہر موجود کا وجود قائم ہے۔ پھر وہ اگر عاصی کی طرف دیکھے تو اس کو زندہ کر دے۔ اگر بھولنے والے کی طرف دیکھے تو اس کو یاد دلائے۔ اگر ناقص کی طرف دیکھے تو اس کو کامل کر دے۔ اس نے کہا اے میرے سردار جو شخص اس امر سے موصوف ہو۔ اس کی علامت کیا ہے۔ کہا کہ اگر وہ اس پتھر کی طرف دیکھے تو اس کی ہیبت سے گل جائے۔

راوی کہتا ہے۔ پھر شیخ نے پتھر کی طرف جو کہ بڑا اور ٹھوس تھا۔ دیکھا جو کہ آپ کے قریب تھا۔ وہ پگھلا اور پانی بن کر زمین میں دھنس گیا۔

راوی کہتا ہے کہ مصر میں ایک شخص کا حال جاتا رہا۔ اور اس کا حال اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھا۔ وہ شخص شیخ کی خدمت میں آیا۔ اس بات کی آپ کے پاس شکایت اور گریہ زاری کی۔ اس شخص نے آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دی کہ آپ اس کے رد کرنے پر قادر ہیں۔ شیخ نے اس سے کہا کہ تم صبر کرو۔ حتیٰ کہ تمہارے حال کے اوپر میں اذن لوں۔ وہ شخص آپ کے پاس تین دن تک قنا میں ٹھہرا رہا۔ پھر شیخ نے اس کے ساتھ چوتھے دن شہد و دودھ کھایا۔ وہ کیا دیکھتا ہے کہ اس نے اپنا حال دگنا پا لیا ہے۔

تب شیخ نے اس سے کہا کہ میں نے تمہارے حال کے رد کے لئے اذن چاہا تھا سو مجھے اجازت دی گئی ہے۔ کہ تم میرے ساتھ دودھ کھاؤ۔ تو تمہارا حال لوٹ آئے گا۔ میرے ساتھ تیرے شہد کھانے سے تیرا حال دگنا کر دیا گیا۔ لیکن تم اس کی تصریح جب تک میرے اس شہر سے نہیں نکلو گے۔ نہیں کر سکو گے۔

راوی کہتا ہے کہ اس مرد کا یہ حال تھا کہ اس نے اپنا حال اور اس کے ساتھ اس قدر اور حاصل کر لیا تھا۔ لیکن اس کو یہ طاقت نہ تھی۔ کہ اس میں یا اس کے ساتھ تصرف کرے۔ حتیٰ کہ قنا سے باہر نکلا۔

ایک دفعہ شیخ نے ایسے کھانے میں برکت کی دعا کی جو سات آدمیوں کے کھانے کی مقدار تھا۔ سو اس میں سو آدمیوں کی مقدار نے کھایا۔ اور جتنا پہلے تھا۔ اس سے زیادہ بچ رہا۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ ابو الحسن بن صباغؒ اپنے حال سے لوگوں کو رنگنے والے تھے اور مقبول الدعا تھے۔

خبر دی ہم کو شیخ علامہ تقی الدین ابو عبداللہ محمد بن شیخ امام مجد الدین ابی الحسن علی بن وہب قشیری نے کہا کہ میں نے اپنے باپ رحمہ اللہ سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ شیخ ابو الحسن بن صباغ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو بیت الخلوت میں اپنے پاس بٹھلایا۔ پھر اس پر ایک صورت انسان کی صورتوں میں سے نازل ہوئی تو وہ شیخ کی طرف ڈر کر نکلا۔ شیخ نے اس سے کہا اے بچے لوٹ جا اور اپنے مکان میں جا بیٹھ۔

وہ کہتا ہے کہ میں نے ایسا کیا۔ پھر میں نے اپنے بیت الخلوت میں ہاتف کو سنا۔ وہ کہتا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا مومنین پر احسان ہے۔ کہ اس نے ان میں ایک رسول بھیجا ہے۔ کہ گوشت و خون کے لحاظ سے ان میں سے ہے۔ ان کو تعلیم دیتا ہے۔ ان کو ادب سکھاتا ہے۔ ان کو ارشاد کرتا ہے۔ یہ کرتا ہے' وہ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے یہ مطلب سنا تھا۔

خبر دی ہم کو ابو زید عبدالرحمان بن سالم بن احمد قرشی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابا بکر بن شافع سے قنا میں سنا وہ کہتے تھے۔ کہ دو فقیر قنا کے بازار میں ہمارے

لئے شیخ ابی الحسن بن صباغؒ کے زمانہ میں جھگڑے ان کی لڑائی بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ ایک نے دوسرے کی آنکھ نکل ڈالی۔ اور اس کے رخسار پر بہہ کر آگئی۔ وہ اس کو کوتوال کے پاس لے گیا۔ اس نے کہا کہ ان دونوں کا معاملہ شیخ ابی الحسن تک ہے۔ وہ دونوں شیخ کے پاس آئے۔ آپ نے ان دونوں سے کلام نہ کیا اور دستر خوان بچھانے کا حکم دیا۔ ان دونوں نے فقراء کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور قوال کو حکم دیا۔ اس نے کچھ پڑھا۔ وہ دونوں فقراء کے ساتھ اس میں داخل ہو گئے اور جس شخص کی آنکھ نکل گئی تھی۔ اس نے دوسرے کا سر کھول دیا۔ اور استغفار کرتا تھا۔

تب شیخ نے اس سے کہا کہ تم استغفار کس لئے کرتے ہو۔ اس نے کہا اے میرے سردار میں اپنے اس بھائی کے لئے استغفار کرتا ہوں۔ کیونکہ اگر مجھ سے یہ قصور نہ ہوتا کہ زخم کو داجب کر دے تو وہ میری آنکھ نہ پھوڑتا۔

پھر جس شخص نے اپنے ساتھی کی آنکھ نکالی تھی۔ اپنا سر کھولا۔ اور کہا خداوندا میری اس وقت ذلت اور ندامت اور اس کے حلم کے طفیل اس کی آنکھ کو درست کر دے۔ پھر اس کی آنکھ درست ہو گئی۔ جیسے پہلے تھی۔ حاضرین چلا اٹھے۔

راوی کہتا ہے کہ یوں کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کے دل شیخ ابو الحسن کی برکت سے صاف ہو گئے۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو المعالی فضل اللہ بن شیخ ابی اسحٰق ابراہیم بن احمد انصاری نے کہا کہ میں نے شیخ ابا الحجاج اقصریؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ ابو الحسن بن صباغؒ ایک سال ضحی کے وقت قوص کے دو باغوں کے درمیان چلے جا رہے تھے۔ ایک کبوتری کو درخت پر دیکھا۔ کہ غمزدہ آواز سے بار بار بول رہی ہے آپ وہاں ٹھہر گئے۔ اور اس کی آواز سنتے رہے پھر ان کو وجد آگیا۔ اور وجد میں مستغرق ہو گئے اور یہ اشعار پڑھنے لگے۔

حما م ا لا ر ا ک ا لا فا خبر ینا — بمن تھتفینا و من تبد بینا

فقد سقت و یحک نو ح ا لقلب — فا حر یت و یحک ما ء معینا

تعا لیٰ نقم ما تما للفر ا ق و نند ب ا حبا بنا ا نطلعنینا
و ا سعد ک با لنو ح کی تسحد ینی کذ ا ک ا لحزین یو ا سی ا لحز ینا

پھر دیر تک روتے رہے اور یہ اشعار پڑھے۔

ا تبکی حمام ا لا یک من فقد ا لفہا و ا لصبر عنه کیف ذ ا ک یکو ن
و لم ا نا لا ا بکی و ا ند ب ما معنی و ب اء ا لھو ی بین ا لضلو ع و فین
و قد کا ن قلبی قبل حبه قا سیا نا ن و ا مت ا لبو ی فو ف یلین
ا لا ھل ا لیٰ ا لشر ق ا لعبر ح مسمد و ھل لی علی ا لو جد ا لشد ین معلین
سلا م علیٰ قلب تعر ض با لھدی سلا م علیه ا حر قت شبحو ن
و عذ ب ھم یھیتج حز نه فلھم و ا لا حز ا ن فیه فنو ن

پھر بے ہوش ہو کر گر پڑے اور جب ہوش آئی تو یہ پڑھنے لگے۔

غن لی فی ا لفر ا ق صو تا حز ینا ا ن بین ا لضلو ع باء فینا
ثم جد لی بد مع عینک با لله ب کن لی علی ا لبکاء معینا
فسا بکی ا لد ماء فضلاً علی ا لد مع و مثل ا لفر ا ق ا بکی ا لعیو نا
کل ا مر ا لد نیا حقیر یسیر غیر ا ن یفقد ا لفر ین قد ینا

راوی کہتا ہے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور کبوتری زمین پر شیخ کے سامنے گر پڑی۔ اور دونوں پروں کو پھڑ پھڑاتی رہی۔ یہاں تک کہ مرگئی پھر شیخ نے یہ اشعار پڑھے۔

ب ر ب نا علی ا ن ا لھو ی مشر ب عذ ب و حطبه للسفرا شد ت ا لر کب
فلما و ر ب نا ماء ہ ا لھب ا لطسا ا لا من ر ا ی ظما ن ا لھیة ا لشر ب
ا کب ا لھد ی یذ کی علی ز نا ب ہ ا یا قا ر حا ا مک فقد حلق ا لحب
و لو ا ننی ا خلعت قلبی بفیر کم من ا لنا س محبو با لما و سع ا لقلب
تد ی تسمع ا لا یا م منکم بنظر ۃ فنلقی علی ببی ا لر سا ئل و ا لکتب
ا حا بتکم لا عن ملا ل و لا قلی و لکن ا ذ ا مسلح ا لھو ی حسن العتب

پھر اپنی حالت میں مستغرق ہو کر چلے۔ پھر ظہر کی اذان ہوئی اور وہ قتا میں شیخ ابی

محمد عبدالرحیم بن حجون اور شیخ ابی الحجاج بن یوسف بن سلیمان بن قاسم قلوسیؒ کے پاس تھے۔ اس وقت میں یہ دونوں زندہ تھے۔ قنا میں اکٹھے رہتے تھے۔ جب ان کو دیکھا تو یہ اشعار پڑھے۔

خلیلی من طو ل ا لمر و م بہ عا نی لقد جل ما بی فی ا لھو ی و کفا نی
معا الحب قلبی فا ستجا بت جوا رحی و بلت ر مو عی با لذ ی تر یا نی
فیا من تجنیه لبست بذ لته نصر ت و ما ا ن فی ا لو ری ثا نی
کا ن ر قیبا" منک ید عی خو ا طر ی و آ خر ید عی فا طر ی و لسا نی
ا سر بہ ا خفی ما بقلبی من ا لھو ی علی کل حا ل فی ید یک عنا نی
بہ ا نت علی ا لحا لا ت لا شک نا ظر علی ا لقر ب و ا لبعد ا لبعید تد ا نی
فجد سید ی ما بقر ب منک فا ننی ا و مله یا من بذ ا ک یر ا نی

شیخ ابوالحسن یہ اشعار پڑھتے تھے۔ اور دونوں شیخ روتے تھے۔ جب وہ اپنے اشعار سے فارغ ہو چکے تو شیخ عبدالرحیمؒ نے یہ اشعار پڑھے۔

ما ا ن ذ کر تک ا لا ھم یقلقنی سر ی و ذ کر ی و فکر ی عند ذ کر ا ک
حتٰی کا ن رقیبا منک یھتف بی ا یا ک و یحک و ا لتذ کر ا یا ک
ا جعل شھو بہ ک فی لقیا ک تذ کر ہ فا لحق ا ذ کا ن ا یا ک لقیا ک
ا ما تر ی ا لحق قد لا حت شو ا ھد ہ بہ و ا صل ا لکل من معنک مفنا ک

جب شیخ عبدالرحیم اپنے اشعار سے فارغ ہوئے تو شیخ ابوالحجاج نے یہ اشعار پڑھے
ے

ا لبین فیه لمن ز ا ق ا لھو ی ا جل به ا لنفو س عن ا لا جا ر تر تحل
و ا لبین لیکن فی ا عضا له ز منا و نا ر لو عته تذ کر و تشتعل
و ا لبین لو ن لر و ح ا لمستھا م ا ز ا ما قیل قد با ن من تھو ا ہ و ا حتملو ا
یا سا ئل کیف ما ت ا لعا شقو ن فما ما تو ا و لکن با شتیا ق ا لھو ی قتلو ا

شیخ قنا میں رہتے تھے جو کہ ایک شہر ہے۔ مصر کے اوپر جانب کی زمین میں وہیں نصف شعبان ۶۱۲ھ میں فوت ہوئے۔ اور قنا میں اپنے شیخ عبدالرحیم کے مقبرہ کے پاس

دفن کیئے گئے۔ ان کی قبر کی وہاں پر اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

خبر دی ہم کو شریف ابوالعباس احمد بن محمد بن حسینی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ اصیل ابا محمد الحسن بن شیخ پیشواء ابی محمد عبدالرحیم بن محمد مغربیؒ سے تھا میں وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابالحسن بن صباغؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عبدالقادرؒ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف وہ خصوصیتیں ہیں کہ جن کو بہت سے صدیقوں نے نہیں پایا۔

وہ کہتے ہیں کہ شیخ موصوف جب ان کا ذکر کرتے تو یہ شعر پڑھا کرتے۔

حنک لا تنقضی عجا ئبه

کا لبحر حد ث به و لا حر ج

شیخ ابوالحسن علی بن ادریس یعقوبیؒ

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور مشہور عارفین و آئمہ محققین کاملین سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ احوال فاخرہ افعال خارقہ انفاس صادقہ ہمم سماویہ معانی قدسیہ اشارات نوریہ۔ علم لدینہ صاحب مقالات جلیلہ۔ حالات جسیمہ مناقب علیہ کشف جلی فتح روشن و سر روشن قدر بلند ہیں۔

مراتب قرب میں ان کا مقام اعلیٰ ہے۔ منازل قدس میں ان کی مجلس صدر ہے باغ انس میں ان کا مقام اعلیٰ ہے۔ وصل کے چشموں میں ان کا گھاٹ شیریں ہے موارد وصل سے ان کا پانی شیریں ہے۔ مواہب رضا سے ان کا نصیبہ روشن ہے بلندی کی مرغوب اشیاء میں ان کی بڑی کوشش ہے۔ حقائق روشنہ میں ان کا طور عجیب ہے۔ معارف روشنہ میں ان کی ثنا بلند ہے۔ محاضرات ازلیہ میں ان کا طریق مضبوط ہے۔ مشاہدات الیہ میں ان کا مواج اعظم ہے۔ متعد عندیہ کی طرف مشاہدہ ملکوت میں اقدام تجرید کے ساتھ ان کی سعی ہے۔

معالم جبروت میں مجلس فردیت کی طرف توحید کی کامیابی کے ساتھ ان کو سبقت ہے۔ مغیبات کے پردوں کے ساتھ ان کی نظر خارق ہے۔ حقائق آیات کے پردہ سے ان کی خبر صادق ہے۔ علوم احوال میں ان کا ہاتھ روشن ہے۔ معانی موارد میں ان کا

ہاتھ فراخ ہے۔ تمکین واسع میں ان کا قدم راسخ ہے۔ تصریف جاری میں ان کو بڑی وسعت ہے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے اور موجودات میں تصرف دیا ہے۔ عادات کو خرق کیا ہے۔ ان کے ہاتھوں پر خارقات کو ظاہر کر دیا ہے۔ ان کو مغیبات کے ساتھ متکلم کیا ہے۔ احوال نہایت کی ان کو قدرت دی ہے۔ ولایت اسرار کا ان کو ہار پہنا دیا۔ ہدایت کی باگوں کا ان کو مالک بنا دیا بصائر اور ابصار کے انوار میں ان کو حاکم بنا دیا۔ ان کو مجاری حکمت اور تصاریف اقدار پر مطلع کر دیا۔ ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کر دیا۔ لوگوں کے دل ان کی محبت سے بھر دیئے۔ ان کی ہیبت سے ان کے سینے بھر دیئے۔ ان کو سالکین کا پیشواء مقرر کر دیا۔ اور عارفین کی حجت بنا دیا۔ متقیوں کا امام بنایا ہے۔

اور وہ وہی ہیں کہ کہتے ہیں۔ میرے لئے موجودات میں سے ابتداء سے لے کر انتہا تک ظاہر کر دیا گیا۔ میرے لئے ترجے حل کر دیئے۔ اور جس کے لئے ترجے حل نہ کئے جائیں وہ شیخ نہیں۔

شیخ ابو الحسن کی فضیلت

اور یہ بھی کہا ہے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اہل جنت اور اہل نار اہل برزخ اہل سما اہل ارض کا واقف کر دیا ہے۔ ان کے وقت کے مشائخ کہا کرتے تھے۔ کہ شیخ علی بن ادریس انسان جنوں ملا ئکہ پرندوں وحشیوں سانپوں کی بولی جانتے ہیں۔

اور یوں کہا کرتے تھے کہ وہ ہر آسمان کے فرشتوں اور ان کے مقام ان کی تسبیحیں اور ان کی بولیاں جو کچھ وہ خدائے تعالیٰ کی توحید کہتے ہیں جانتے ہیں۔

اور جب وہ شیخ عمر بزاز کے پاس آتے تھے۔ وہ کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور ان کے لئے کئی قدم چلتے۔ دور سے جا کر ان کو ملتے ان کی عزت و احترام کرتے ان سے معانقہ کرتے اور یہ شعر پڑھتے ۔

استم منک نسیما لست انکرہ

کان لمیاء جرت فیک اردانا

اور مشائخ کہا کرتے تھے کہ جب شیخ عمر بزازؒ فوت ہوئے تو عراق کے مشائخ ستاروں کی طرح تھے۔ اور شیخ علی بن ادریسؒ ایک آفتاب طلوع شدہ تھے۔

شیخ ابو الحسن قرشیؒ کہتے تھے کہ شیخ علی بن ادریسؒ اعلیٰ میدان کے رہنے والے ہیں۔ وہ شیخ علی بن الہیتیؒ کی صحبت میں رہے تھے۔ اور انھیں کی طرف منسوب تھے۔

وہ شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادرؒ کی صحبت میں بھی رہے ہیں اور ان کی خدمت کی ہے ان سے روایت بھی کی ہے۔ ان کے بڑے بڑے جلسے دیکھے ہیں ان سے ان کو موارد نفیسہ حاصل ہوئے ہیں۔ ان کے لئے انہوں نے دعا مانگی ہے ان کے حق میں کہا ہے کہ اس لڑکے کی شان عظیم ہو گی۔

ان کو یہ بھی کہا تھا کہ عنقریب ایک زمانہ آئے گا۔ کہ تمہاری احتیاج پڑے گی۔ تم علی (یعنی بلند مرتبہ) ہو گے۔

شیخ علی کہا کرتے تھے کہ میں شیخ عبدالقادرؒ کی دعا ہوں۔ آپ مشائخ عراق سے ملے ہیں۔ جیسے شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی، شیخ بقا بن بطو، شیخ ابی سعد قیلوی، شیخ احمد بقلی یمانی،

شیخ مطر بادرانی، شیخ ابی الکرم معمر وغیرہم۔

ان کے شیخ علی بن الہیتیؒ ان کی عزت کیا کرتے تھے اور ان کو اوروں پر مقدم کیا کرتے تھے۔ ان کی بڑی پرواہ کرتے ان کے بارے میں کہتے کہ ابن ادریس حضرت قدس کے ہم نشینوں میں سے ہیں۔

ان کی زیارت کو بعض اوقات سات ہزار آدمی تک آتے تھے

وہ اس شان کے ایک رکن ہیں ان کے سرداروں کے امام ہیں۔ ان ہادیوں میں جو اس طرف کھینچنے والے ہیں۔ بڑے مشہور ہیں۔ علم۔ عمل۔ زہد۔ تحقیق۔ ہیبت جلالت میں اس کے احکام میں ہاتھوں اور آنکھوں والے ہیں۔ ان کے وقت میں اس امر کی ریاست ان تک پہنچی، صادق مریدوں کی تربیت عراق میں ان کے سبب سرسبز ہوئی۔ اور وہاں کے بہت سے مشائخ نے ان سے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ خلیفہ بن خلف یعقوبی شیخ ابی الشکر ماجد بن حمیدی روحانی، شیخ محمد معتوق بن رضوان نہر ملکی شیخ ابی عبداللہ محمد بن علی رضاقی مشہور سبتی۔ شیخ فاضل ابی ذکریا یحیٰ یوسف بن یحیٰ انصاری صرصری۔ شیخ عالم کمال الدین ابی الحسن علی بن محمد بن وضاح سر آبادی شیخ ابی محمد حسن بن محمد بغدادی مشہور بہ مقصورہ اور ان کے سوا اور بھی بہت سی جماعت نے تخریج کی ہے۔ ان کی طرف بہت سے صاحب حال منسوب ہیں۔ بہت سے صلحاء و علماء ان کے مرید ہیں اور ان کے ارادہ کے موافق بہت سی مخلوق جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ قائل ہوئی ہے۔ ان کے نزدیک یعقوبا میں بہت سے فقہاء فقرا جمع ہوئے تھے۔ ان کی کلام و صحبت سے نفع حاصل کیا تھا۔ ان کا ذکر زمانہ میں پھیل گیا۔ ان کی زیارت کا ہر طرف سے قصد کیا جاتا تھا۔ ان کے دروازہ پر زائرین کی ایک بڑی جماعت تمام اطراف سے قصد کر کے آتی تھی۔ اور اکثر ان کے دروازہ پر ہفتہ تک ٹھہرتے یہانتک کہ ان کو دیکھتے اور بسا اوقات ان کا شمار سات ہزار تک پہنچ جاتا تھا۔ اور جب شیخ عمر بزازؒ فوت ہوئے تو مشائخ عراق ان کی زیارت کو دوڑ کر آئے۔ جیسے شیخ شہاب الدین سہروردی۔ شیخ ابی الطاہر خلیل بن احمد صرصری شیخ بدر الدین خلیل معروف بہ فریہ، شیخ ابی البدر بن

سعید۔ شیخ ابی محمد عبداللطیف بغدادی مشہور مطرز' شیخ ابو العباس احمد بن شریف بغدادی' شیخ ابی الحسن بغدادی مشہور موزہ دوز' شیخ ابی عمر عثمان بن سلیمان مشہور بہ قصر' شیخ ابی الحسن علی بن سلیمان مشہور نانبائی۔ شیخ ابی البدر بن یوسف مشہور تماسکی۔ اور ان کے سوا اور علماء و صلحاء کی ایک جماعت۔

وہ بغداد کی طرف شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کے روضہ کی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ اور ان کے مدرسہ میں باب ازج میں قاضی القضاۃ ابی صالح نصر کے پاس اترا کرتے تھے۔ پھر ان کے پاس بغداد کے اکثر علماء مشائخ اور عام لوگ آیا کرتے تھے۔

اور مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے بغداد میں مدرسہ مذکورہ میں ایک جزو حدیث کی سنی ہے۔ جس کو شیخ عبدالقادرؒ سے روایت کرتے تھے اور تین مجلسوں میں وہ لوگ جنھوں نے ان سے متفرق طور پر حدیثیں سنی ہیں۔ ان کی تعداد دو ہزار مردوں سے زیادہ تھی۔

ان کے قاری شیخ امام محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی بن محمد مشہور توحیدی بن قاضی القضاۃ ابی صالح نصر تھے۔ خلفاء کا یہ حال تھا کہ جب ان پر کوئی بلا نازل ہوتی تو وہ ان کی طرف التجا کرتے اور عاجزی سے پیش آتے۔

آپ بزرگ باہیبت بانشان ادیب متواضع تھے۔ کسی کو اپنے ہاتھوں کو چومنے نہ دیتے۔ اور کوئی ان کو یاسیدی نہ کہہ سکتا تھا۔ کیوں کہ وہ اس کو مکروہ جانتے تھے وہ اشرف اخلاق' اکرم عادت' وافر عقل' کم کلام' ہمیشہ مراتب' بڑی حیا والے اتباع کتاب اللہ وہ سنت نبویؐ کے بہت پابند تھے۔ خوبرو بڑی ہیبت اور وقار والے تھے طریق سلف کے ملتزم تھے۔ ان کا دستر خوان سوا رمضان شریف کے دنوں کے بند نہ ہوتا تھا۔ مجلس کے صدر میں نہ بیٹھتے تھے۔ اور جب وہ چلتے تو ان کے پیچھے سوائے ان کے حکم کے اور کوئی نہ چلتا۔

جس نے آپ کو کبھی دیکھا نہ ہو۔ وہ آپ کو جب تک کہ کوئی بتلائے نہیں پہچانتا نہ تھا۔ لباس بھی دیہاتیوں کا سا پہنتے تھے۔ ان کے پاؤں میں ہمیشہ درد رہا کرتا تھا۔ آخر میں حرکت سے عاجز ہو گئے تھے۔ اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے کئی دن تک مگر اوقات نماز

میں اٹھتے تھے۔ اور کوئی شخص آپ کے پاس سوائے آپ کے حکم کے نہ بیٹھتا تھا۔

تصوف ادب کا نام ہے

ان کا حقائق میں کلام نفیس تھا۔ ان میں سے یہ ہے۔ کرم یہ ہے کہ دنیا کو اس کے لئے چھوڑ دینا جو اس کا محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس لئے متوجہ ہونا کہ تو اس کا محتاج ہے تصوف تمام ادب کا نام ہے۔

ہر وقت کے لئے ادب ہے۔ ہر مقام کے لئے ادب ہے اب جو شخص کہ آداب اوقات کا التزام کرتا ہے۔ وہ مردوں کے مقام تک پہنچتا ہے۔

جو شخص کہ ادب کو ضائع کرتا ہے۔ وہ اس وجہ سے بعید ہے کہ قرب کا گمان کرتا ہے۔ اور اس لئے مردود ہے کہ قبول کا گمان کرتا ہے۔

آداب ظاہر کا حسن آداب باطن کا عنوان ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر اس کا دل نرم ہوتا ہے۔ تو اس کے اعضا بھی نرم ہوتے ہیں۔

سخاوت کے نام کا وہ شخص مستحق نہیں جو کہ بخشش کا ذکر زبانی یا دل کے اشارہ سے کرے۔

جو شخص اپنے احوال و افعال کا ہر وقت کتاب و سنت سے موازنہ نہیں کرتا۔ اور اپنے خطرات کو متہم نہیں کرتا۔ تو اس کو مردوں کے دیوان میں مت گنو۔

جو شخص اپنے نفس کو دوام اوقات پر متہم نہیں کرتا۔ تمام احوال میں اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ تمام دنوں میں اس کو مکروہ کی طرف نہیں چلاتا تو وہ مغرور ہے۔

جو شخص اس کی کسی بات کو اچھی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ تو وہ اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔

ولی وہ ہے کہ کرامات سے مدد دیا جائے اور ان سے غائب رہے نفس کی عمدگی اور دل کی راحت سینہ کی فراخی آنکھ کی ٹھنڈک چار چیزوں میں ہے۔ حجت کے لئے خدا کی طرف رجوع کرنا۔ دوستوں سے محبت۔ سامان پر بھروسہ عنایت کا معائنہ۔

بڑی عقل وہ ہے کہ تجھ کو خدا تعالیٰ کی وہ نعمتیں معلوم کرا دے۔ جو کہ تجھ کو

ہیں۔ اور ان کے شکر کی تم کو مدد دے ہوس کے برخلاف قائم ہو۔

زیادہ نفع دینے والا اخلاص وہ ہے جو تجھ سے ریا و تصنع کو دور کر دے۔

زیادہ نافع اعمال وہ ہیں کہ جن کی آفات سے تو بچا رہے اور وہ مقبول ہوں۔

بڑا نافع فقر وہ ہے۔ کہ جس سے تو بارونق و راضی ہو جائے۔

نافع تر تواضع وہ ہے کہ تجھ سے تکبر کو دور کر دے۔ تیرے غضب کو مار ڈالے۔

نافع تر معاملات وہ ہیں کہ دلوں کے خطروں کی اصلاح ہو۔

نافع تر خوف وہ ہے کہ تجھ کو گناہوں سے روکے اور تیرے غم کو بڑا بنا دے اور تجھ کو فکر لازم کر دے۔

آداب کا سردار یہ ہے کہ مرد اپنی قدرت کو پہچانے۔

جو شخص اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے افضل اعمال پر اس کو سزا دے گا۔ وہ ہلاک ہونے والا ہے۔

کوئی شخص اس سے بڑھ کر مصیبت میں مبتلا نہیں ہوتا۔ کہ اس کا دل سخت ہو جائے۔ اور دنیا سے وہ شخص کیسے فلاح پاتا ہے کہ اس کے نزدیک لوگوں کی محبت سے دنیا کی محبت زیادہ ہو۔

جو شخص کہ دنیا کی حاجت کو ترک کر دے وہ غم سے راحت پا گیا۔

جو شخص اپنی زبان کی محافظت کرتا ہے۔ وہ عذر کرنے سے چھوٹ جاتا ہے۔

جو شخص کہ دنیا کے مصائب سے گھبراتا ہے اس کی مصیبت دین سے بدل جاتی ہے۔

مخلوق کی طرف متوجہ ہونا۔ خواہش نفسانی کا سبب ہے۔ مرید کو بھلا دیتا ہے اور عاقل کو غافل بنا دیتا ہے۔ پھر نہ تو عاقل اپنی بیماری کو پہچانتا ہے نہ مرید اپنی دوا کو طلب کرتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے ساتھ تمسک کرتا ہے۔ وہ بچ جاتا ہے۔ اور جو اپنے نفس کے سپرد کرتا ہے۔ وہ پردہ میں ہوتا ہے۔ پس صحت ورع خوف کی علامات میں سے ہے۔ حسن خلق حسب کی بزرگی میں سے ہے جو عقل رکھتا ہے۔ اس نے یقین کیا جو یقین رکھتا ہے ڈرتا ہے۔ جو ڈرتا ہے صبر کرتا ہے۔ جو صبر کرتا ہے وہ پرہیزگار

ہے جو پرہیز گار ہے وہ شبہات سے رک جاتا ہے۔ اس سے حرص و رغبت جاتی رہتی ہے جس کی عقل کمی ہے۔ اس کا یقین ضعیف ہے۔ جس کا یقین ضعیف ہے۔ اس سے خوف کھویا جاتا ہے۔ جس کا خوف جاتا ہے۔ اس کی غفلت بہت ہوتی ہے۔ جس کی غفلت بڑھ جائے۔ اس کا دل سخت ہوتا ہے۔ جس کا دل سخت ہوتا ہے۔ تو اس کو نصیحت فائدہ نہیں دیتی۔ اس پر دنیا کی محبت غالب ہو جاتی ہے۔ اس کے اکثر اعمال' حقیقت میں خوف خدا کے بغیر ہوتے ہیں۔ محروم وہ ہے کہ سوال سے محروم ہو سوال اجابت کی کنجی ہے۔

وعظ کا وقت

عالم کو لوگوں کو وعظ سنانا جائز نہیں۔ مگر اس وقت کہ کسی انسان کا بدعت میں پڑ کر ہلاک ہو جانے کا خوف ہو اور اس بات کی امید ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس بدعت سے اس نیک نیت کی برکت کی وجہ سے دے گا۔

ابدال کی چار خصلتیں ہیں۔ پرہیز گاری کامل درجہ کی۔ ارادہ صحیح ہو۔ مخلوق کے لئے سینہ سالم ہو۔ خاص و عام کے لئے خیر خواہی۔

اور چار خصلتیں ہوتی ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ بندہ کو بلند کرتا ہے۔ علم' ادب دین اور امانت۔ بڑی قوت یہ ہے۔ کہ تو اپنے نفس پر غالب آئے۔

جو شخص اپنا ادب کرنے سے عاجز ہے۔ وہ اپنے غیر کا ادب کرنے سے زیادہ عاجز ہو گا۔ جو اپنے بڑے کی اطاعت کرتا ہے۔ تو اس کی اطاعت وہ کرے گا۔ جو اس سے کم درجہ پر ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اس سے ہر شے ڈرتی ہے۔

پرہیز گاری یہ ہے کہ حد علم پر وقوف ہو۔ ظاہر کی پرہیز گاری یہ ہے کہ سوا اللہ عزوجل کے (جسم کے) حرکت نہ کرے اور باطن کی پرہیز گاری یہ ہے کہ اس کے دل میں اپنے مولا کے سوا اور کسی کا گذر نہ ہو۔ زہد ملک کی سخاوت کو پیدا کرتا ہے۔ محبت روح کی سخاوت پیدا کرتی ہے۔ جس کو پرہیز گاری نہیں۔ اس کو زہد نہیں۔ اور جس کو

زہد نہیں اس کو محبت نہیں۔ زہد کی تین علامتیں ہیں۔ عمل بدوں علاقہ۔ قول بغیر طمع عزت بدوں ریاست اور شیخ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

غر ست ا لحب غر سا نی فر ا بی — فلا ا سلو لی یو م ا لتنا بی

جر حت ا لقلب منی با تصا ل — فشو قی ز ا ئد و ا لحب با ب ی

سقا نی شر بۃ ا حیی فو ا بی — بکا س ا لحب من بحر ا لو ب ا ب

فلو لا ا للّٰہ یحفظ عا ر فیہ — لھا م ا لعا ر فو ن بکل و ا ب ی

اور شیخ یہ اشعار بھی پڑھا کرتے تھے۔

ا لقلب محتر ق و ا لد مع متبق — و ا لکر ب مجتمع و ا لصبر مفتر ق

کیف ا لقر ا ر علی من لا قر ا ر لہ — مما جنا ہ ا لھو ی و ا لشو ق و ا لقلق

یا ر ب ا ن کا ن شیی فیہ لی فر ج — فا منن علی بہ ما و لم بی ر مق

خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد مقدسی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابا الحسن علی بن سلیمان نانبائی اور شیخ کمال الدین علی بن محمد بن محمد بن وضاح سے بغداد میں ان دونوں نے کہا کہ ہم نے سنا شیخ پیشواء ابا محمد علی بن ادریس سے بغداد میں وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے نفس کو دس سال تک خواہش نفسانی سے روکا۔ پھر میں نے قلب کو اپنے نفس سے دس سال تک روکا۔ پھر میں نے سر کو دل سے دس سال تک روکا۔ پھر ہم پر منازل وارد ہوئے۔ ہم نے ان سب کو محفوظ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر حافظ ہے۔ وہ ارحم الرحمین ہے۔

شیخ کی اک کرامت

خبر دی ہم کو ابو الفضائل صالح بن یعقوب بن حمدون تمیمی یعقوبی نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے باپ نے کہا کہ میرا بیٹا اسمٰعیل بچہ تھا۔ اس کو گنٹھیا ہو چکا تھا۔ اس کی عمر پانچ سال کی تھی۔ وہ ایک جگہ بیٹھا رہتا۔ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ پھر میں نے اس کو اٹھایا اور شیخ علی بن ادریس کی خدمت میں لایا۔ ان سے شفا کے لئے درخواست کی انہوں نے اس پر انکار کیا۔ میں نے اس کو ان کے نزدیک چھوڑ دیا۔ اور اس سے علیحدہ ہو گیا۔ تب شیخ نے اس کو ایک نارنگی جو ان کے ہاتھ میں تھی پھینکی۔ وہ بچہ کے گھٹنوں پر پڑی تو وہ کھڑا ہو کر دوڑنے لگا۔ اس نارنگی کو لے لیا۔ اور سرائے میں دوڑنے لگا۔ تمام لوگوں نے لا الہ الا اللہ پڑھا۔ وہ بچہ میرے ساتھ تندرست ہو کر چلا آیا۔

ایک اور کرامت

خبر دی ہم کو شیخ ابو المعالی عبدالرحیم بن مظفر بن مہذب فرسی نے کہا کہ میں نے سنا اپنے باپ سے وہ شیخ علی بن ادریسؒ کے مریدوں میں سے تھے۔ کہ ہمارے پاس ایک ایسا عامل آیا۔ جس نے ظلم کیا۔ اور ہم سے برا معاملہ کیا۔ میں شیخ علی بن ادریس کی خدمت میں آیا۔ اور ان کے پاس یعقوبا میں تین راتیں ٹھہرا رہا۔ ان کی ہیبت کی وجہ سے ان سے اس بارہ میں کلام نہ کیا۔ پھر چوتھی رات مغرب کی نماز پڑھی اور ان کے مرید' ان کے گرداگرد تھے۔ آپ نے ایک مرید کے ہاتھ میں کمان اور تیر دیکھا فرمایا کہ یہ مجھے دے دے۔ اس نے آپ کو دے دیئے۔ پھر شیخ نے تیر کو کمان کے وسط میں رکھ کر مجھ سے کہا کہ کیا میں پھینکوں میں نے کہا کہ اے میرے سردار اگر آپ چاہیں۔ پھر کمان کو ہاتھ سے رکھ دیا۔ اور پھر پکڑا اور کہا کہ کیا میں پھینکوں۔ میں نے کہا کہ اے میرے سردار اگر آپ چاہیں پھر تیسری دفعہ کمان کو ہاتھ سے رکھ دیا۔ اور کہا کہ کیا میں تیر پھینکوں میں نے کہا اے میرے سردار اگر آپ کی مرضی ہو۔

تب آپ نے تیر پھینکا وہ ایک درخت میں لگا۔ جو آپ کے سامنے تھا۔ آپ میں اور اس میں چار گز کا فاصلہ تھا۔ آپ نے کہا کہ میں نے تیر پھینکا۔ اور ظالم عامل کی گردن پر کاری لگا۔ تب میں نے تکبیر کہی۔ اور تمام لوگوں نے تکبیر کہی۔ اور کمان و تیر کا مالک کھڑا ہو گیا۔ اور دونوں کو لے لیا۔ جب صبح ہوئی تو ہم کو خبر آگئی کہ عامل اپنے مکان میں مغرب کے بعد فرش پر گھر کی چھت پر لیٹا ہوا تھا۔ کہ اس کو غیبی تیر پہنچا۔ معلوم نہیں کہاں سے آیا تھا۔ اس کی گردن کو لگا۔ جس سے وہ ذبح ہو گیا اور مر گیا۔

خبر دی ہم کو ابو الحسن علی بن ازدمر نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابا زکریا یحیٰ بن یوسف صرصری سے سنا کہا کہ یعقوبا میں ایک باغ تھا۔ جس کا پانی کڑوا تھا۔ اس میں نہ کوئی پھل دار درخت ہوتا تھا۔ نہ اس زمین میں کوئی کھیتی ہوتی تھی۔ وہ باغ بالکل بیکار پڑا تھا۔ وہاں کے رہنے والے شیخ علی بن ادریس کی خدمت میں آئے۔ اور آپ سے درخواست کی کہ ان کے لئے برکت کی دعا مانگیں۔ پس آپ اس میں آئے اور وہاں پر وضو کیا۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ان کی برکت کے لئے دعا مانگی اور پھر اس میں کھیتی اگ آئی۔ اور درخت پھل دار ہو گئے۔ اور عمدہ ہوئے۔ اور برکت ہو گئی۔

وہ ابو محمد ہیں جن کو ابو الحسن علی بن زکریا بن ادریس روحانی یعقوبی کہتے تھے۔ روحا ایک گاؤں یعقوبا کے قریب ہے۔ اور ادریس ان کے دادا ادریس کی طرف نسبت ہے۔ آپ آخر ماہ ذیقعد ۶۱۹ھ میں یعقوبا میں فوت ہوئے اور اگلے دن کی صبح کو اس کی رباط میں دفن کئے گئے۔

شیخ علی بن وہب سنجاری

یہ شیخ بڑے مشائخ اور بڑے عارف بڑے آئمہ صادقین زمانہ کے مشہور تھے۔ صاحب فتح روشن کشف جلی قدر بلند کرامات ظاہرہ۔ افعال خارقہ احوال جلیلہ انفاس نفیسہ مقامات میں بلند طور والے تھے۔ معارف میں ان کا محل اعلیٰ تھا۔ حقائق میں ان کا ہاتھ لمبا تھا۔ علوم میں قدم راسخ تھا۔ تمکین میں ان کا مکان مضبوط تھا۔ وہ اس شان

کے ایک امام تھے۔ حال قال و ریاست جلالت میں اس شان کے بڑے عالم تھے۔ ان کے اخلاق شریفہ اور عادات لطیفہ تھے۔ ان کا زہد صادق و تواضع عظیم تھا۔ ان کے اوصاف جلیلہ تھے۔ جن سے بہت سے ابناء زمان سے متمیز تھے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے موجودات میں تصرف دیا ہے۔ ان کو مغیبات کے ساتھ گویا کیا ہے۔ ان کے ہاتھ پر عادات کو بدلا ہے۔ ان کو مخلوق کے لئے ظاہر کیا ہے۔ ان کے نزدیک ان کی بڑی مقبولیت اور ہیبت وافر کر دی۔ اہل طریق کا ان کو پیشواء بنا دیا۔ مریدین مخلصین کی تربیت سنجار اور اس کے ارگرد میں ان تک پہنچی ہے۔ بڑے بڑے لوگ ان کے شاگرد ہوئے ہیں۔ جیسے ابی بکر بن عبدالحمید شیبانی جنازی۔ شیخ قیس شامی۔ شیخ جواب الکبر۔ شیخ سعد صفائی وغیرہم۔ اہل مشرق کے بہت سے لوگ ان کی طرف منسوب ہیں۔ جو کثرت کی وجہ سے شمار میں نہ آتے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ ایسے وقت فوت ہوئے ہیں۔ کہ ان کے چالیس مرید تھے جو کہ سب کے سب اصحاب احوال تھے۔ ان سے بیان کیا گیا ہے۔ کہ جب شیخ فوت ہوئے۔ تو وہ سب ایک باغ میں جمع ہوئے۔ جو کہ ان کے حجرہ کے سامنے تھا۔ ان میں سے ہر ایک نے اس باغ میں سے ایک مٹھی سبزی کی لی۔ اس پر دم کیا۔ پھر تمام سے پھول مختلف رنگ کے ظاہر ہوئے کوئی زرد کوئی سرخ کوئی سبز کوئی ازرق کوئی سفید وغیرہم یہاں تک کہ ہر ایک نے ایک دوسرے کی قدرت و تصریف کا اقرار کیا۔

برگزیدہ ہستیوں کی زیارات

شیخ وہ تھے کہ کہتے تھے مجھ کو خدا تعالیٰ نے ایک خزانہ سربمہر دیا ہے۔ اور عنقریب اس کو سربمہر اس کی طرف اس کی قوت سے لوٹاؤں گا۔ انہیں کا یہ نام ہے۔ رد الحالیت یعنی فوت شدہ چیز کے لوٹانے والے۔ کیونکہ بات مشہور ہے کہ جس شخص کا حال فوت ہو جاتا۔ اور وہ شیخ علی بن وہب کے پاس آتا تو وہ اس کا حال زیادتی کے ساتھ لوٹاتے تھے۔

وہ ان دو مردوں میں سے ہیں کہ جنہوں نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ

سے خواب میں خرقہ پہنا ہے۔ اس کی ہم کو خبر دی شیخ فقیہہ نیک بخت ابو محمد عبدالحمید بن شیخ عارف ابی حفص عمر بن شیخ بزرگ ابی الفرج عبدالمجید بن شیخ پیشواء ابی بکر بن عبدالحمید بن ابی بکر سنجاری شیبانی نے خبر دی مجھ کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے اپنے دادا شیخ ابابکر سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے سردار شیخ علی بن وہب کے ساتھ چالیس سال تک نماز پڑھی ہے۔ میں نے ان سے ان کے شروع حالات سے پوچھا تھا۔ تو انہوں نے کہا تھا کہ میں علم پڑھا کرتا تھا۔ ظاہر بدریہ کی مسجد میں عبادت کیا کرتا تھا۔

میں ایک رات سو رہا تھا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا آپ نے کہا کہ اے علی مجھ کو حکم ہوا ہے۔ کہ تم کو یہ چادر پہناؤں۔ اپنی آستین میں سے طاقیہ نکالی۔ اور اس کو میرے سر پر رکھ دیا۔ جب میں بیدار ہوا۔ تو وہ چادر بعینہ میرے سر پر تھی۔ پھر چند روز کے بعد میرے پاس خضر علیہ السلام آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ اے علی لوگوں کی طرف نکلو۔ وہ تم سے فائدہ حاصل کریں گے۔ تب میں اپنے معاملہ میں ثابت قدم ہو گیا۔ پھر میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے بھی مجھ سے خضر علیہ السلام کی بات کہی۔ میں بیدار ہوا اور ثابت قدم ہو گیا۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسری رات دیکھا۔ تو آپ نے بھی مجھ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات فرمائی۔ پھر میں جاگا۔ اور نکلنے پر پختہ ارادہ کیا۔ اور اس رات کے آخر حصہ میں سویا۔ تب میں نے حق سبحانہ تعالیٰ کو دیکھا۔ اس نے فرمایا اے میرے بندے میں نے تجھ کو اپنی زمین میں پسند کیا ہے۔ تجھ کو تمہارے تمام احوال میں اپنی روح سے مدد دی ہے۔ اور تم کو اپنی مخلوق کی طرف رحمت بنایا ہے۔ اب تم ان کی طرف نکلو۔ اور ان میں وہ حکم لگاؤ۔ جو میں نے تم کو اپنا حکم سکھایا ہے۔ ان میں وہ نشانیاں ظاہر کرو۔ جن سے میں نے تمہاری مدد کی ہے۔ پھر میں بیدار ہوا اور لوگوں کی طرف نکلا۔ تو وہ ہر طرف سے میری طرف دوڑ کر آئے۔

اور ہم کو یہ بات نہیں پہنچی کہ کسی شیخ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نیند میں خرقہ پہنایا ہو اور جب وہ بیدار ہوئے ہوں تو جو خرقہ نیند میں انہوں نے پہنایا تھا وہ

بیدار ہونے کے بعد ان کے سر پر موجود ہو۔ سوائے شیخ ابی بکر بن ہوار اور شیخ علی بن وہب کے اور مشائخ و علماء وغیرہم کا ان کی بزرگی و احترام پر اتفاق ہے۔

اطراف سے ان کی زیارت و نذروں کا قصد کیا جاتا تھا۔ ان کا ذکر زمانہ میں مشہور ہوا۔ ان کا کلام اہل حقائق کی زبان پر بلند تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت مشکل ہے۔ عقل سے معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کی اصل شرع سے لی گئی ہے۔ پھر اس کے حقائق قرب کے موافق متفرع ہوتے ہیں۔ پس ایک قوم ہے کہ جس نے اس کو وحدانیت کے ساتھ پہچانا ہے۔ اور صمدانیت کی طرف انہوں نے راحت حاصل کی ہے۔ اور ایک قوم ہے کہ جس نے اس کو قدرت سے پہچانا ہے۔ پھر وہ حیران رہ گئے۔ ایک قوم ہے کہ جس نے اس کو عظمت کے ساتھ پہچانا ہے۔ سو وہ دہشت کے قدم پر جا ٹھہرے ہیں۔ انہوں نے یقین کر لیا کہ ہرگز کوئی اس کے غیب تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور ایک قوم ہے کہ جنہوں نے اس کو غرہ الہیہ کے ساتھ پہچانا ہے۔ ایک قوم ہے کہ اس نے اس کو اس کی مصنوعات سے پہچانا ہے۔ اس کے عجائبات سے دلیل پکڑتے ہیں۔ پھر انہوں نے اس کا مشاہدہ کیا۔ اس کی پیدائش و صنعت میں اور اس کو اس کے دینے اور منع کرنے سے دیکھا ایک قوم وہ ہے کہ جنہوں نے اس کو تکوین کے ساتھ پہچانا ہے۔ پھر اس نے اس کو ثبات و تکوین دی ہے۔ ایک وہ قوم ہے کہ جنہوں نے اس کو اسی سے پہچانا ہے۔ نہ اس کے غیر سے پھر ان کو اپنی آیات میں سے وہ کچھ دکھلایا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے۔ نہ کانوں نے سنا ہے۔ نہ کسی بشر کے دل پر گذری ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ اس کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کے دل میں ارادہ کو رکھتا ہے۔ پس مرید محب طالب ہے۔ اس کے دل پر شوق غالب ہے۔ غلبہ اس کی طرف کھینچنے والا ہے۔ مراد محبوب ہے۔ مطلوب اور ماخوذ ہے۔ جنات کی طرف کھینچا گیا ہے۔ اس پر شوق غالب ہے۔ کیونکہ اس نے جو طلب کیا پا لیا۔ راستہ قطع کر لیا۔ اور لیٹا۔ اپنے نفس کو دور کیا۔ اور علیحدہ کیا۔ موجودات اس کی نظر سے مٹ گئے۔ ان کو نہ دیکھا۔

زہد ایک فریضہ و فضیلت و قربت ہے۔ پس فرض تو حرام میں ہے۔ فضل متشابہ

میں ہے اور قربت حلال میں ہے۔ زہد ورع سے عام ہے۔ کیونکہ ورع ارتقاء ہے اور زہد قطع کل ہے۔

اخلاص کی علامت یہ ہے کہ تم سے مخلوق مشاہدہ حق میں غائب ہو جائے اور اپنے سے فنا ہونے میں لقا ابد ہو۔ اور جس کا دل غیر اللہ کی طرف ٹھہرتا ہے۔ لوگوں کے دلوں سے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کو نکال لیتا ہے۔ اس کو طمع کا لباس ان میں پہنا دیتا ہے۔ شیخ رحمتہ اللہ علیہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

من ا ظهر و ه على سر فبا ح به	لم بطلعو ه على ا لا سر ا ر ما عا شا
و ا بعد و ه فلم يعم بقر بهم	و ا يد لو ه مكا ن ا لا نس ايحا شا
لا يصطفو ن مز يعا بعض سر هم	حا شا جلا لهم من ذ لكم حا شا

پتھر لفظ اللہ سے دو ٹکڑے ہو گیا

خبر دی ہم کو فقیہ اصیل ابو محمد عبدالحمید بن شیخ بزرگ ابی حفص عمر شیبانی نے کہا کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہا کہ میں نے اپنے دادا شیخ ابا بکر بن عبدالحمید شیبانی سنجاری سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ علی بن دہب شیخ عدی بن مسافر۔ شیخ موسیٰ زولی ایک بڑے پتھر کے پاس جو کہ کوہ سلوبلاد مشرق میں تھا۔ جمع ہوئے۔ پھر ان دونوں نے شیخ علی بن دہبؒ سے پوچھا۔ کہ توحید کیا ہے؟ انہوں نے کہا اس طرح اور اپنے ہاتھ سے اس پتھر کی طرف کیا اور کہا اللہ پھر وہ پتھر دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور وہ اب تک مشہور ہے۔ لوگ ان دونوں کے درمیان نماز پڑھتے ہیں۔

شیخ کے طالب کا کمال

راوی کہتا ہے کہ ان کے زمانہ میں ایک مرد اہل ہمدان میں سے تھا۔ جس کو شیخ محمد بن احمدانی کہتے تھے۔ وہ اصحاب احوال و مقامات تھا۔ لیکن اس کے احوال جاتے رہے تھے۔ اور مقامات اس سے چھپ گئے تھے۔ اس کے بعض حالات یہ تھے کہ ملکوت اعلیٰ کو عرش تک دیکھتا تھا۔ وہ تمام شہروں میں مشائخ کے پاس پہنچا تھا مگر کسی نے اس کے حال کو لوٹایا نہ تھا۔ پھر وہ شیخ علی بن وہبؒ کے پاس آیا۔ شیخ اس سے ملے۔ اور اس کی عزت کی۔ اس سے کہا کہ اے شیخ محمد یہ تمہارا حال ہے۔ جس کو تم نے گم کر دیا تھا۔ اور ابھی میں تم کو اور دوگنا حال دوں گا۔ پھر اس کو حکم دیا کہ آنکھیں بند کرو۔ اس نے آنکھیں بند کیں۔ پھر اس نے ملکوت اسفل کو مقام بھوت تک دیکھا۔ اور کہا کہ یہ ایک امر ہے اور دوسرا میں نے تم کو ایک قدم دیا ہے۔ جس کے ساتھ تم زمانہ میں پھر سکو۔

راوی کہتا ہے اس نے اپنا ایک پاؤں اٹھایا۔ بحالیکہ وہ شیخ علی بن وہب کے پاس سنجار میں تھا۔ اور دوسرا پاؤں اٹھایا تو وہ ہمدان میں تھا۔

راوی کہتا ہے کہ ان کے پاس چند فقراء آئے۔ انہوں نے حلوے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور انار کے چھلکے لئے۔ پھر ان کو دستہ کاغذ پر رکھا۔ اور اس کے نیچے آگ جلائی۔ اور اس کو اپنے ہاتھ سے حرکت دی۔ پھر اس کو برتن میں ڈال دیا۔ اور ان کی طرف نکال کر لائے۔ تو انہوں نے ایسا حلوا کھایا کہ دنیا کے حلووں سے زیادہ مزیدار اور عمدہ تھا۔

پچاس روز تک ایک ہی وضو

خبر دی ہم کو ابو علی احمد بن محمد بن قاسم بن عبادہ انصاری حموی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عارف ابو الفرج عبیدہ بن منیع بن کامل اعزازی عصمی مقری نے کہا کہ میں نے سنا شیخ بزرگ ابا منعہ سلامتہ بن نافتہ فروتی مقبول الدعوی سے جن کا لقب روج تھا کہا کہ میں نے سنا۔ شیخ قیس بن یونس شاہی سے وہ کہتے تھے کہ ایک شخص جس کا نام شیخ احمد بن علی تھا۔ عجم سے سیدی شیخ علی بن وہبؒ کی خدمت میں آیا وہ صاحب قدم و مشاہدہ تھا۔ اس نے شیخ سے کہا کہ میرا ارادہ ہے۔ کہ میں اور آپ ایک گھر میں پچاس دن تک رہیں۔ اس میں نہ کھائیں نہ پئیں نہ سوئیں نہ وضو کریں۔ شیخ نے کہا اے فرزند عزیز! میں اب بڑی عمر کا ہو گیا ہوں۔ اور ہڈیاں ضعیف ہو گئی ہیں۔ میری قوت ضعیف ہو گئی ہے۔ اس نے کہا کہ یہ ضرور کریں گے۔ شیخ نے کہا بسم اللہ۔ دونوں کھڑے ہو گئے۔ اور گھر میں داخل ہوئے۔ شیخ نے کہا کہ میرے پاس کھانا اور پانی لاؤ۔ پھر ہم ہر روز ان کے پاس طرح طرح کے کھانے اور پانی تربوز لاتے۔ وہ رات دن اپنی عادت سے زیادہ کھاتے پھر وہ اس گھر میں پچاس دن تک رہے۔ اس میں وہ کھانے اور گوشت تربوز پانی دودھ اس قدر کھاتے کہ جس کو اللہ تعالٰی کے سوا اور کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ باوجود یکہ اس کے نہ حوائج ضرور یہ کرتے' نہ سوتے نہ وضو کرتے اور اپنی مجلس سے رات دن نہ اٹھتے۔ تب شیخ احمد نے شیخ علی بن وہبؒ کے پاؤں چومے اور ان سے کہا کہ آپ استاذ ہیں۔ ان کی خدمت لازم کر لی۔ یہاں تک کہ وہیں فوت ہوئے۔

تانبے کے برتن سونے چاندی کے بن گئے

راوی کہتا ہے کہ ان کے پاس ایک مغربی شخص آیا۔ جس کا نام عبدالرحمان بن احمد اشبیلی تھا۔ اس نے آپ کے سامنے ایک سونے کی ڈلی رکھ دی۔ اور ان سے کہا اے میرے سردار! یہ میری ترکیب سے ہے۔ فقراء کے لئے پیش کرتا ہوں۔ پھر شیخ نے حاضرین سے کہا کہ جس کے پاس تانبے کا برتن ہو وہ میرے پاس لے آئے۔ تب لوگ بہت سے تانبے کے برتن از قسم طشت طباق وغیرہ لائے۔ ان کو حکم دیا کہ حجرہ کے اندر رکھ دو۔ آپ اٹھے اور ان کی طرف گئے۔. پھر ان میں سے بعض سونے کے ہو گئے اور بعض چاندی کے بن گئے مگر صرف دو طشت باقی رہے۔ پھر شیخ نے برتن والوں سے کہا کہ جس کا کوئی برتن ہو وہ لے لے۔ پھر انہوں نے وہ برتن سونے چاندی کے لے لئے۔ پھر عبدالرحمان سے کہا کہ اے فرزند عزیز! بے شک اللہ عزوجل نے ہم کو یہ سب کچھ دیا ہے مگر اس کو چھوڑ دیا ہے۔ تمہارے زر کے ٹکڑے کی ہم کو حاجت نہیں پھر ہم نے ان سے برتنوں کے اختلاف کا سبب پوچھا تو کہا کہ جب میں نے کہا تھا کہ جس کے پاس کوئی برتن ہو تو وہ ہمارے لئے لائے۔ اب جو شخص میرے کلام پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے دل میں کوئی شبہ پیدا نہ ہوا۔ تو اس کا برتن سونے کا بن گیا۔ اور جس کے دل میں کچھ شبہ پیدا ہوا۔ اس کا برتن چاندی کا بن گیا۔ اور دو شخصوں کے دل میں مجھ سے بدظنی پیدا ہوئی۔ تو ان کے برتن نہ بدلے۔

بیل کا زندہ کرنا

شیخ ایک وقت میں بیلوں کی جوڑی سے کھیتی کیا کرتے تھے۔ اور ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوتے تھے۔ جب ان سے کہتے تھے کہ ٹھہر جاؤ تو وہ ٹھہر جاتے۔ جب ان سے کہتے کہ چلو تو وہ چلتے تھے۔ بسا اوقات گیہوں کا بیج بوتے۔ تو وہ فوراً اگ آتی ایک بیل آپ کا مر گیا۔ آپ آئے اور اس کے دونوں کانوں کو پکڑ کر کہا۔ کہ خداوندا اس کو میرے لئے زندہ کر دے تو وہ کھڑا ہو گیا۔ اور کان جھاڑنے لگا۔

شیخ ر بعی شیبانی موسوی تھے۔ بدریہ میں رہتے تھے۔ جو کہ قتا کی زمین میں سنجار کے علاقہ میں ایک گاؤں ہے۔ وہیں آپ فوت ہوئے۔ ۸۰ سال کے قریب آپ کی عمر تھی۔ وہیں آپ کی قبر ہے۔ جس کی ظاہرا" زیارت کی جاتی ہے۔

آپ عالم فاضل فصیح دانا متواضع تھے۔ اللہ تعالیٰ کی کبھی قسم نہ کھاتے تھے اور جب قسم کا ارادہ کرتے تو کہتے تھے ای مرۃ

خبر دی ہم کو ابو محمد عمران بن عثمان بن محمد بن سنجاری مودب نے کہا خبر دی ہم کو شیخ اصیل ابو عبداللہ محمد بن شیخ بزرگ ابی عبداللہ محمد بن شیخ اصیل ابی محمد حسن بن شیخ ابی عبداللہ محمد بن شیخ پیشواء ابی الحسن علی بن وہب سنجاری نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ اپنے باپ سے بیان کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ عبدالقادرؒ دنیا کے سرداروں میں سے ایک ہیں۔ شیخ عبدالقادر اولیاء میں سے ایک فرد ہیں۔ شیخ عبدالقادر وجود کے تحفوں میں سے ہیں۔ شیخ عبدالقادر اللہ تعالیٰ کے ہدیوں میں سے ہیں مخلوق کے لئے۔ خوش ہو جائے وہ شخص کہ جس نے ان کو دیکھا۔ خوشی اس کو جوان کے پاس بیٹھا ہے۔ خوش ہے۔ وہ شخص کہ شیخ عبدالقادرؒ کے دل میں اس نے رات کاٹی ہے۔

شیخ موسیٰ بن ماہین زدلیؒ

یہ شیخ بڑے مشائخ میں سے ہیں۔ صدر عارفین آئمہ محققین ہیں۔ صاحب کرامات ماثورہ مناقب مشہورہ افعال خارقہ احوال نفیسہ۔ مقامات جلیلہ۔ حقائق روشنہ کشف جلی ہیں۔

وہ اس طریق کے ایک رکن ہیں حال' وقال' زہد' تحقیق' تمکین' ہیبت' زیارت میں ان کے علما کے سردار ان کے سرداروں کے سردار ہیں۔ حکمتوں اور تواضع میں ان کا ہاتھ روشن ہے۔ قرب اور بلندی میں ان کا قدم پختہ ہے۔ مقامات میں ان کی منازل بلند ہیں۔ معارف میں ان کی سیر گاہ اونچی ہیں۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے ظاہر کیا ہے۔ اس

کے مغیبات کے ساتھ گویا کیا ہے۔ عادات کو ان کے لئے بدلا ہے۔ دلوں میں ان کی ہیبت ڈال دی ہے۔ مخلوق کے نزدیک ان کی بڑی مقبولیت ہے۔ اس شان کی ریاست ان تک پہنچی ہے۔ ان کی عزت و حرمت پر مشائخ وغیرہ کا اتفاق ہے۔ حل مشکلات موارد اور پوشیدہ امور میں ان کا قصد کیا جاتا تھا۔ سالکین کی تربیت اور مریدین کی تہذیب ماردین (شہر کا نام) اور اس کے گرداگرد میں ان کے متعلق تھی ان کی صحبت میں بہت سے مشائخ نے بلاد مشرق میں تخریج کی ہے۔ ایک جماعت صاحبان احوال روشنہ نے ان کی شاگردی اختیار کی ہے۔ ان کی طرف بہت سی مخلوق منسوب ہے۔

شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادرؒ کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ ان کی شان بڑھایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ نے کہا تھا کہ اہل بغداد عنقریب تم پر ایک آفتاب طلوع ہو گا کہ تم پر کبھی ایسا طلوع نہیں کیا گیا۔ لوگوں نے کہا وہ کون ہے؟ تب شیخ عبدالقادرؒ نے فرمایا کہ ایک شخص ہے جس کو موسیٰ زولی کہا جاتا ہے۔

پھر لوگوں کو حکم دیا کہ ان کو دو دن کی منزل پر جا کر ملیں۔ جب وہ بغداد میں آئے تو وہ شیخ عبدالقادرؒ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے ان کی بڑی تعظیم کی۔ اور شیخ نے ان کا بڑا ادب کیا وہ بغداد میں اس روز قصد کر کے آئے۔ اہل معارف کی زبان پر ان کا بڑا کلام تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔

رقائق و دقائق تفصیل منازلات کے معانی میں اور محاصرات کے گم کرنے کے نشان ہیں وہ تمام کائنات کی طرف نظر کرتے ہوئے متحد اور متصل ہیں۔ اور بلحاظ صور جزئیات بطریق کشف تشکیل کے متواضع سے منفصل ہے۔ رقائق و دقائق میں ارواح ہیں وہ حکمت ازلیہ کے مقدمہ ہیں۔ پھر اغیار کو اغیار کے ساتھ احاطہ کرتے ہیں۔ انوار انوار کے ساتھ منکشف ہوتے ہیں۔ اگر تیرے لئے بسائط روحانیہ پر یہ حجاب اٹھا دیا جائے البتہ تیری ذات سے مخلوق میں سے اولاد آدم کی تعداد کے موافق تم سے کلام کریں۔ اور بلا شک اپنی ذات کی باریک چیزوں کو راکعین کے ساتھ رکوع کرتے اور ساجدین کے ساتھ سجدہ کرتے دیکھے۔

حقائق بندی کی زلفیں ہیں اور روشنی ارواح کی روحیں ہیں۔ وہ بڑی چمک اور فتح طلوع کرنے والی ہیں۔ جس نے اس کی بساط کو لپیٹا۔ تو سیدھا ہوا اور جو اس کے براق پر چڑھا۔ تو وہ سدرة المنتہی تک پہنچ گیا۔

وہ' وہ ہے کہ قدس پر خوب چمکتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس پر معانی علویہ حجابوں کے نور قرب کی نعتیں خوب چمکتی ہیں۔ پھر اس پر بساط علمی نور کشفی حضور ادبی نئے سرے سے آتا ہے۔ پھر ان سے عارف فوائد وصل کی صورتوں کے انوار کی سیڑھیوں پر حضرت جلال کے ہاتھ اور چمکنے والے اقبال کے سامنے چڑھ جاتا ہے۔ اس طرح کہ اس کے پیچھے نور روشنی پاک ہوا اور بارش ہوتی ہے۔ پھر وہ مقام محمود پر قائم ہوتا ہے۔ ہمیشہ اسی طرح نہایت ہدایت۔ اور پھر عروج۔ حضور۔ نور۔ قبول۔ زیادہ روشنی۔ نفوذ۔ نشاط۔ نہوض۔ جس کی کوئی آخر نہیں ہوتی رہتا ہے۔ پس ہر باطن پر ظاہر کی حقیقت اور ہر اعلیٰ پر ادنیٰ کی حقیقت ہے۔

لوہے کو نرم کرنے کی صلاحیت

خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبداللہ بن ابی الحسن علی بن ابی المحاسن یوسف بن احمد بن محمد قرشی ماردینی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا۔ وہ اپنے باپ سے بیان کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ موسیٰ زولیؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر زیارت کیا کرتے تھے۔ اور ان کے اکثر حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وقوف پانے پر ہوا کرتے تھے۔ جب وہ لوہے کو اپنے ہاتھ سے چھوتے تو وہ نرم ہو جایا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ لبان (ایک قسم کا گوند) کی طرح ہو جاتا تھا۔

ایک دفعہ ماردین میں سخت آگ لگ گئی۔ اور تمام شہر میں پھیل گئی لوگ شیخ کی خدمت میں فریاد کرتے ہوئے آئے۔ آپ نے ان کو اپنا عصا دے دیا۔ اور حکم دیا کہ اس کو آگ میں ڈال دو۔ وہ گئے۔ اور اس کو آگ میں ڈال دیا۔ تو وہ فوراً بجھ گئی گویا کہ کبھی تھی ہی نہیں تھی۔ لوگ آئے اور اس عصا کو نکال لیا۔ دیکھا تو وہ بالکل جلا نہیں۔ نہ سیاہ ہوا۔ اور نہ گرم ہوا۔ آپ کے پاس اس کو لے آئے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ

تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ جس کو تمہارے ہاتھ لگ جائیں۔ اس کو آگ نہ جلائیگی۔

مقبول الدعاء

خبر دی ہم کو میرے نانا شیخ صالح ابو الفداء اسماعیل بن ابراہیم بن زرع بن ابی الحسن مندری مغربی نے کہا کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے اپنے باپ سے وہ کہتے ہیں کہ شیخ موسیٰ زولیؒ غیب کی باتیں بہت بتلایا کرتے تھے۔ اور جب کوئی بات کہتے تو وہ روشن صبح کی طرح اسی وقت اور اسی طرح جیسے خبر دی تھی واقع ہو جاتی۔

میں ایک دفعہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتنے میں ایک عورت ایک بچہ کو لائی۔ اور کہنے لگی کہ یہ میرا بچہ فلاں بن فلاں ہے۔ اس کی عمر چار ماہ کی ہے۔ شیخ نے اس کو بلایا تو وہ دوڑتا ہوا آیا۔ پھر آپ نے اس سے کہا کہ پڑھ قل ھو اللہ احد اس نے سورہ اخلاص پوری پڑھ دی۔ اور بچہ نے بزبان فصیح یہ سورت پڑھی۔ اس کے بعد وہ برابر چلنے اور باتیں کرنے لگا۔ یہاں تک کہ اس عمر تک پہنچ گیا۔ جس میں بچے چلتے اور باتیں کرتے ہیں۔ اور میں نے اس کو شیخ موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے تیس سال بعد دیکھا۔ تو واللہ اس کی فصاحت اور گویائی کچھ اس وقت سے جب کہ وہ بچہ تھا اور شیخ کے سامنے پہلی دفعہ بولنے لگا تھا۔ زیادہ نہیں تھی۔

راوی کہتا ہے کہ شیخ موسیٰ زولیؒ مقبول الدعاء تھے۔ جس اندھے کی نظر کی دعا مانگتے وہ بینا ہو جاتا۔ اور جس بینا کو اندھے ہونے کی دعا کرتے وہ اندھا ہو جاتا۔

جس فقیر کے غنی ہونے کی دعا مانگتے تو وہ غنی ہو جاتا۔ اور اگر کسی غنی کو بددعا دیتے تو وہ فقیر ہو جاتا۔

جس بیمار اور مصیبت زدہ کے لئے دعا مانگتے تو اچھا ہو جاتا۔ جس شے میں برکت کی دعا مانگتے تو اس میں عجیب برکت دیکھی جاتی۔ اور جس کام کے لئے دعا مانگتے اس کا اثر فی حال ظاہر ہو جاتا۔

شیخ کی کنیت جہاں تک مجھے معلوم ہے ابامساور تھی۔ ماردین آپ کا وطن تھا۔ اور

آپ وہیں فوت ہوئے۔ عمر آپ کی بڑی ہو گئی تھی۔ قبر بھی آپ کی وہیں ہے۔ جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

قبر میں نماز

مجھ سے بیان کیا گیا۔ کہ جب ان کو قبر میں داخل کیا گیا تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور لحد ان کے لئے فراخ ہو گئی۔ اور جو شخص قبر میں ان کے اتارنے کے لئے اترا تھا۔ وہ بیہوش ہو گیا۔

شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ خوبصورت بارونق ہیبت والے فاضل تھے۔

ابو علی حسین بن ہمیم حورانی نے کہا میں نے شیخ ابا الفتوح یحییٰ بن سعد اللہ بن حسین تکریتی سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب شیخ موسیٰ زولی رحمتہ اللہ علیہ بغداد میں حج کر کے آئے تو میں اور میرا والد آپ کے ساتھ تھا۔ اور جب شیخ عبدالقادرؒ کے پاس جا کر ملے ہم نے شیخ موسیٰ کو ان کا ادب وغیرہ کرتے ہوئے دیکھا کہ کسی اور کے ساتھ ایسا عزت و احترام نہ کرتے تھے۔ پھر جب ہم علیحدہ تنہا ہوئے میرے والد نے ان سے کہا کہ آپ نے جیسی عزت شیخ عبدالقادرؒ کی کی ہے۔ میں نے اور کسی کی آپ کو عزت کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ شیخ عبدالقادرؒ ہمارے زمانہ میں لوگوں سے بہتر ہیں۔ اور ہمارے وقت میں سلطان الاولیاء و سید العارفین ہیں۔ میں ایسے شخص کا کہ جس کا ادب آسمان کے ملا ئکہ کرتے ہیں۔ کیسے نہ کروں۔

شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردیؒ

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور صدر العارفین اعیان المحققین اعلام العلماء ہیں صاحب کشف ظاہرہ کرامات خارقہ احوال نفیسہ مقامات رفیعہ انفاس صادقہ معارف روشنہ ہیں۔

شیخ نے مدرسہ نظامیہ میں درس دیا ہے اور وہاں کے مفتی تھے

وہ ان میں سے ایک ہیں جنہوں نے مدرسہ نظامیہ میں درس دیا ہے۔ اور وہاں کے مفتی بنے ہیں۔ کتب مفید شریعت و حقیقت میں لکھی ہیں۔ بغداد میں ان کی طرف طالب علم پڑھنے کو آتے تھے۔ مفتی العراقین ان کا لقب تھا۔ فریقین کے پیشواء تھے وہ اس شان کے ایک رکن ہیں اور ان کے سرداروں کے امام ہیں اور اس طرح کھینچے والوں کے بڑے ہیں۔ حقائق میں ان کا طریق اعلیٰ ہے۔ بلندی میں ان کی معراج ارفع ہے۔ قرب میں ان کا مقام بلند ہے۔ تمکین میں ان کا قدم راسخ ہے۔ اشرف اخلاق میں ان کا ہاتھ لمبا ہے۔ عمدہ اصل والے عمدہ صفات والے تھے۔ ان کی عزت و حرمت پر مشائخ و علماء کا اجماع ہے۔ لوگوں کے سینوں میں ان کی پوری مقبولیت تھی۔ دلوں میں اس کی پوری ہیبت تھی۔

ان کی صحبت میں بہت سے مشہور لوگوں نے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ شہاب الدین ابی عبداللہ عمر بن محمد سہروردی۔ شیخ ابی محمد عبداللہ بن مسعود بن مطر رومیؒ وغیرہما۔

ان کی طرف مشائخ صوفیہ کی ایک بڑی جماعت منسوب ہے۔ ان کا ذکر زمانہ میں مشہور ہے۔ ہر طرف سے ان کا قصد کیا گیا تھا۔ ان کا کلام حقائق و سلوک مریدین و آداب صادقین میں بہت اور مشہور ہے۔ اس میں سے یہ ہے مراقبہ اس کا نام ہے۔ صفاء یقین سے مغیبات کی طرف دیکھنا۔ پھر قرب ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے فکر کو ماسوی کے غیب کرنے سے جمع کرنا۔

پھر محبت ہے۔ وہ یہ ہے کہ محبوب کی موافقت اس کے مرغوب و مکروہ میں کرنا۔

پھر امید ہے وہ یہ کہ اللہ عزوجل کی اس بارہ میں کہ اس نے وعدہ کیا ہے۔ تصدیق کرنا۔

پھر خوف ہے کہ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی سطوتوں اور انتقام کے لئے اپنے دل کا مطالعہ کرنا۔

پھر انس ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف مجاری اقدار میں سکون کرنا۔

پھر یقین ہے وہ یہ ہے کہ رفع شک کے ساتھ تصدیق کرنا۔

پھر مشاہدہ ہے وہ رویت تعیین اور رویت علانیہ کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے۔

پھر فواتح لوائح مواتح ہوتے ہیں۔ ان سے عبادت کے خفا کے ساتھ قرب ان تمام حالات کو چاہتا ہے۔ پس بعض ان میں سے وہ ہیں کہ قرب کے حال میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و ہیبت کو دیکھتے ہیں۔ تو ان پر خوف و حیا غالب ہوتا ہے۔ اور بعض وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی و قدیم احسان کی طرف دیکھتے ہیں۔ تو ان کے دل پر محبت اور امید غالب ہوتی ہے۔

مقامات تصوف

اول تصوف علم ہے۔ اس کا اوسط عمل اس کا آخر بخشش الٰہی۔ پس علم مراد کو ظاہر کرتا ہے۔ عمل طلب پر مدد دیتا ہے۔ بخشش غایت امید تک پہنچاتی ہے۔ اس کی امید کے تین درجے ہیں۔ مرید طالب۔ متوسط سائر۔ منتہی واصل۔ مرید صاحب وقت ہے متوسط صاحب حال ہے۔ منتہی صاحب یقین ہے۔ ان کے نزدیک افضل چیز انفاس کا شمار کرنا ہے۔ مرید کا مقام مجاہدات و تکالیف کے کڑوے گھونٹ پینا لذات اور نفس کے فوائد سے علیحدہ رہنا۔

مقام متوسط یہ ہے کہ مراد کی طلب میں خوفوں پر سوار ہونا۔ احوال میں صدیق کی رعایت کرنا۔ مقامات میں ادب کا استعمال وہ ہے۔ کہ آداب منازل کے ساتھ مطلوب ہو وہ صاحب تکوین ہے۔ کیونکہ ایک حال سے دوسرے حال تک چڑھتا رہتا ہے۔ وہ زیارت پر ہے۔

منتہی کا مقام صحو و ثبات ہے۔ خدا تعالیٰ کی اجابت ہے۔ جہاں کہ وہ بلائے وہ مقامات سے بڑھ گیا ہے۔ وہ محل تکوین میں ہے۔ اس کو حالات نہیں بدلتے۔ اور نہ اس پر اثر کرتے ہیں۔ سختی اور نرمی، منع و عطا۔ وفاو جفا میں وہ برابر ہے۔ اس کا کھانا اس کی بھوک کی طرح ہے۔ اس کی نیند اس کی بیداری کی طرح ہے۔ اس کے لذائذ فوت ہو چکے ہیں۔ اس کے حقوق باقی ہیں۔ اس کا ظاہر تو مخلوق کے ساتھ ہے۔ لیکن باطن حق کے ساتھ ہے۔ اور یہ سب باتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے منقول ہیں۔ شیخ یہ اشعار اکثر پڑھا کرتے تھے۔

فتفنی الحقیقة عن ذاتها	ویخفی الضنا عن عیان الحقیقة
وتبقی بلا انت فر ب ابه	انیسا تعوم مجار اعمیقه
وتقدم من غیبها ظاهرا	بکل اشارة ذوق ؛ قیقه
تمیت الحجاب وتحیی اللباب	وهذا انها یته علو الطریقه

شیخ اور مرید

خبر دی ہم کو فقیہ صالح ابو محمد حسن بن قاضی ابی عمران موسیٰ بن احمد خالدی صوفی نے کہا کہ میں نے سنا۔ شیخ امام شہاب الدین ابا عبداللہ عمر بن محمد سہروردیؒ سے وہ فرماتے تھے۔ کہ میرے چچا شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبدالقاہر سہروردیؒ جس مرید کو رعایت کی نظر سے دیکھتے وہ نتیجہ پر پہنچتا اور بڑھ جاتا۔

جب کسی شخص کو خلوت میں بٹھلاتے اور اس کے پاس ہر روز آتے۔ اور اس کا حال معلوم کرتے اس سے کہتے کہ تجھ پر آج کی رات یہ واردات ہوں گے۔ اور فلاں فلاں امر تجھ پر کھلے گا۔ فلاں فلاں حال تم پاؤ گے۔ فلاں مقام تم کو حاصل ہو گا اور عنقریب تمہارے پاس ایک شخص فلاں وقت میں اس صورت کا آئے گا۔ اور یہ یہ کہے گا۔ اس سے ڈرتے رہنا۔ کیونکہ وہ شیطان ہے۔ پھر وہ شخص وہی باتیں پاتا۔ جو شیخ نے جس وقت اور جس طرح کہی تھیں۔

بچھڑے کا بولنا

ایک دفعہ میں ان کے پاس تھا کہ ان کے پاس ایک دیہاتی بچھڑا لایا اور آپ سے کہا اے میرے سردار یہ ہم نے آپ کی نذر کر دیا ہے۔ وہ شخص چلا گیا۔ وہ بچھڑا آیا یہاں تک کہ شیخ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ شیخ نے ہم سے کہا کہ یہ بچھڑا مجھ سے کہتا ہے۔ کہ میں وہ بچھڑا نہیں ہوں جو کہ آپ کی نذر ہے۔ بلکہ میں شیخ علی بن الہیتیؒ کی نذر ہوں۔ اور آپ کی نذر میرا بھائی ہے۔ پھر تھوڑی دیر گزری تھی۔ کہ وہی دیہاتی آیا۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک بچھڑا تھا۔ جو کہ پہلے کے مشابہ تھا۔ دیہاتی نے کہا کہ اے میرے سردار میں نے آپ کے لئے یہ بچھڑا نذر کیا تھا۔ اور شیخ علی بن الہیتی کے لئے وہ بچھڑا نذر کیا تھا۔ جو پہلے آپ کے پاس لایا ہوں۔ یہ دونوں مجھ پر مشتبہ ہو گئے ہیں۔ پھر اول کو لے کر چل دیا۔

یہود و نصاریٰ کا اسلام لانا

ایک دفعہ ان کے پاس تین یہودی اور تین نصاریٰ آئے آپ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ لیکن انہوں نے سخت انکار کیا۔ پھر آپ نے ہر ایک کے منہ میں ایک لقمہ دودھ کا ڈال دیا۔ ابھی وہ اس کو کھا اور نگل نہ چکے تھے۔ کہ اسلام لے آئے وہ سب مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے کہ جب دودھ ہمارے پیٹ میں گیا تو ہم سے اسلام کے سوا سارے دین منسوخ ہو گئے۔ شیخ نے فرمایا عزت معبود کی قسم ہے کہ جب تک تمہارے شیطان میرے ہاتھ پر مسلمان نہیں ہوئے۔ تم مسلمان نہیں ہوئے۔ اور میں نے تم کو خدا تعالیٰ سے مانگ لیا ہے۔ اس نے تم کو مجھے دے دیا ہے۔ پھر آپ نے ان کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیرا تو ان کو اپنے ہم نشینوں کا حال معلوم ہو گیا۔ اور ان سے اسلام کے ساتھ مخاطب ہوئے۔

بکری کے گوشت کا بولنا

خبر دی ہم کو شیخ ابو حفص عمر بن محمد بن عبداللہ بن عبدالسمیع مہاجی نے کہا کہ میں

مقام کے لئے علم ہوتا ہے جو اس کو خاص کرتا ہے۔ ہر حال کے لئے ادب ہے جو اس کو لازم ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی مرید کو حسن ظن پر پیدا کرتا ہے۔ تو یہ علامت ہے کہ اس نے اس کا ہاتھ پکڑا ہے۔ اس طریق میں کلام کرنا اہل اشراق کے سوا اور کسی کو درست نہیں۔

جب وہ اس کو نہ سمجھیں کہ متبوع کے ان پر کس قدر حقوق ہیں۔ تو ان پر کثرت اتباع آسان ہوتی ہے۔ جب حاجت ثابت ہو تو موجودات بدل جایا کرتے ہیں۔ ارادہ شروع میں غلبہ اور رعونت ہے۔ جو شخص علم حال اس سے لیتا ہے۔ تو زیادتی بند ہو جاتی ہے۔ وہ اس پر فتنہ بن جاتا ہے۔ جس شخص نے حقیقت حال کو معلوم کر لیا۔ تو جمیع مقامات کا حال ان کو دیا گیا۔

ریاضت سے تہذیب اخلاق مقصود ہوا کرتا ہے۔ نہ ورود احوال۔ اوقات انوار کے ساتھ آتے ہیں۔ پھر خاص و عام اس سے انوار حاصل کرتے ہیں۔ جس کی ضرورت اس کا مولیٰ نہ ہو۔ وہ اس تک نہیں پہنچتا۔

خوف اہل علم کا طریق ہے۔ اور امید اہل عمل کا۔ جب مرید ایسے علم کو سنے کہ اس کا حال اس کو نہ پہنچے اور نہ اس کے منازل سے پہلے اس سے کلام کرے تو اس کا یہ دعویٰ اس کو اس میں وارث بنا دیتا ہے اور جس کا علم اس شان میں منازل و ذوق سے نہ ہو۔ تو اس کی اقتداء نہ کرنا چاہیے۔

خواص کی علامات یہ ہیں کہ جب وہ کسی شے کو دیکھتے ہیں۔ تو وہ ان پر چھوڑ دی جاتی ہے۔ جب وہ کسی شے کی طرف جھانکتے ہیں۔ تو اس کو حرام سمجھتے ہیں۔ جس شخص کی حرکات و سکنات کا علم نہ دیا جائے۔ تو اس طریق میں اس کی اقتداء مناسب نہیں سمجھ قبول کی پہلی خصلت ہے۔ شیخ کو مرید کے ساتھ اس میں کلام کرنا چاہئے۔ جو کہ اس کے مناسب ہو۔ ورنہ اس پر فتنہ ہو گا۔ مرید کو وہی علم حاصل کرنا چاہئے جو کہ اس کے حال کے موافق ہو۔

واردات خدا کی نعمتوں میں سے ہیں اور جب بندہ ان کے پڑوس کا تقید فرمانبرداری اچھی طرح نباہ نہ سکے تو وہ جاتے رہتے ہیں۔ اور جب جاتے رہتے ہیں تو

نے اپنے شیخ ابا محمد عبداللہ بن مسعود مشہور رومی سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک دفعہ میں اپنے شیخ ضیاء الدین ابی النجیبؒ کے ساتھ سلطانی بازار بغداد میں جا رہا تھا۔ آپ نے ایک بکری کی طرف نظر کی جس کی کھال اتری ہوئی ایک قصاب کی دوکان پر لٹک رہی تھی۔ آپ اس کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اور قصاب سے کہا کہ یہ بکری مجھ سے کہتی ہے کہ میں مردار ہوں۔ تب قصاب بیہوش ہو گیا۔ اور شیخ کے ہاتھ پر اس نے توبہ کی اور آپ کی بات کی تصدیق کی۔

راوی کہتا ہے کہ ایک اور دفعہ میں آپ کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بہت سا میوہ اٹھائے ہوئے ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ کیا یہ میوہ ہے۔ اس نے کہا کہ کیوں (آپ پوچھتے ہیں) آپ نے فرمایا کہ یہ مجھ سے کہتا ہے۔ کہ مجھ کو اس کے ہاتھ سے چھڑائیے۔ کیونکہ اس نے مجھے اس لئے خریدا ہے۔ کہ شراب کے بعد پیئے۔ تب وہ شخص بے ہوش ہو گیا۔ اور منہ کے بل گر گیا۔ پھر شیخ کے پاس آیا۔ اور ان کے ہاتھ پر توبہ کی۔ اور کہا کہ واللہ اس حال کو جو اس نے بتلایا۔ سوائے اللہ تعالٰی کے اور میرے اور کوئی نہ جانتا تھا۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کے ساتھ مقام کرخ میں جا رہا تھا۔ اتفاقاً ایک گھر میں سے شرابیوں کی آواز آئی تھی۔ اور بری بدبو ہم کو معلوم ہوئی۔ پھر شیخ گھر کی دہلیز میں داخل ہوئے اور نماز کی دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر جتنے لوگ گھر میں تھے وہ نیک بن کر نکلے۔ اور ان کے پاس جو شراب برتنوں میں پڑی تھی۔ وہ پانی بن گئی۔ ان سب نے شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی۔

آپ شیخ ضیاء الدین ہیں۔ اور آپ کا لقب نجیب الدین بھی ہے۔ ابی النجیب عبدالقاہر بن عبداللہ بن محمد عبداللہ مشہور بہ عمومیہ بن سعد بن حسین بن القاسم بن نظر بن قاسم بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق سہروردی۔ سہروردی رحمہ اللہ تعالٰی۔ سہروردی سین اور پہلی رائے کے ضمہ کے ساتھ ہے۔

شیخ بغداد میں رہتے تھے۔ یہاں تک کہ وہیں ۵۶۳ھ میں انتقال کیا اور اپنے مدرسہ

میں جو کہ دجلہ کے کنارہ پر پرانے پل کے پاس ہے۔ دفن کئے گئے۔ آپ کی وہاں قبر ہے۔ جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

شیخ عمدہ علوات والے خوبصورت زبردست تھے۔ احوال قوم کی تشریح کیا کرتے چادر اوڑھا کرتے۔ علماء کا لباس پہنتے خچر پر سوار ہوتے تھے ان کے سامنے پردہ (علم) اٹھایا جاتا تھا۔ شیخ شہاب الدین سہروردی نے کتاب عوارف المعارف میں ان سے بہت کچھ نقل کیا ہے۔ اور عمویہ فتح عین مہملہ تشدید میم اور اس کے ضمہ اور اس کے بعد واؤ ساکنہ اور آخر میں یا کے ساتھ ہے۔

خبر دی ہم کو شیخ ابو الحسن علی بن عبداللہ ابہری اور ابو محمد سالم بن علی میاطی صوفی نے ان دونوں نے کہا کہ ہم نے شیخ شہاب الدین ابا حفص عمر سہروردی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں اپنے چچا اور شیخ ابی النجیب کے ساتھ ۵۶۰ھ میں شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی خدمت میں گیا۔ میرے چچا نے ان کا بڑا ادب کیا۔ اور ان کے سامنے کانوں کے ساتھ بغیر زبان کے بیٹھے جب ہم نظامیہ کی طرف لوٹے تو میں نے اس سے اس وقت شیخ کے ساتھ ادب کرنے کے بارہ میں پوچھا تو فرمایا کہ میں ان کا کیسے ادب نہ کروں حالانکہ ان کا وجود تام ہے۔ عالم ملک میں ان کا تصرف ہے۔ وجود ملک میں ان کے ساتھ فخر کیا جاتا ہے۔ عالم موجودات میں وہ اس وقت ایک فرد ہیں۔ میں ایسے شخص کا کیسے ادب نہ کروں کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے میرا مالک بنا دیا ہے۔ میرے دل اور میرے حال میں اور اولیاء کے دلوں اور ان کے احوال میں چاہے تو ان کو روک لے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

شیخ احمد بن ابی الحسن رفاعیؒ

یہ شیخ عراق کے مشہور مشائخ اور بڑے عارفین اور بڑے محققین صدر مقربین ہیں صاحب مقامات عالیہ و جلالۃ عظیمہ کرامات جلیلہ احوال روشنہ افعال خارقہ۔ انفاس صادقہ صاحب فتح روشن چمکتے ہوئے۔ قلب روشن۔ سر اظہر۔ قدر اکبر۔ صاحب معارف غالبہ۔ حقائق روشنہ اشارات عالیہ تھے۔

قرب میں ان کا مکان مضبوط تھا۔ حضور میں ان کی مجلس اعلیٰ تھی۔ تمکین میں ان کا طور بلند تھا۔ قوت میں ان کا مقام اعلیٰ تھا۔ تصریف نافذ میں ان کا قدم راسخ تھا احکام ولایت میں ان کا ہاتھ لمبا تھا۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے خرق عادات کیا ہے۔ اعیان کو ان کے لئے بدلا ہے۔ ان کے ہاتھ پر عجائبات کو ظاہر کیا ہے۔ ان کو مغیبات کے ساتھ گویا کیا ہے۔ وجود میں ان کو تصرف دیا ہے۔ ان کو مسلمانوں پر حجت بنایا ہے۔ علم حال تحقیق میں وہ اس طریق کے رکن ہیں۔ اس شان کے وہ ایک فرد ہیں۔ اسکے سرداروں کے امام ہیں داعیوں اور ہادیوں کے سردار ہیں۔

شیخ کی تعریف

وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن کی تعلیت کا ذکر ہوتا ہے۔ وہ وہی ہیں جو کہ کہتے تھے۔ شیخ وہ ہے کہ اپنے مرید کا نام دیوان اشقیا سے مٹا دے۔

شیخ کا ایک واقعہ

کہتے ہیں کہ ایک شخص جنگل کے ایک شیخ کی خدمت میں گیا۔ جب وہ نکلا تو جس شیخ کے پاس گیا۔ اس نے حاضرین سے کہا کہ میں نے اس مرد کی پیشانی پر شقاوت کی تحریر دیکھی ہے۔ پھر وہ شخص شیخ احمد کی خدمت میں آیا اور ان سے خرقہ پہنا۔ پھر وہ اس شیخ کی زیارت کے لئے آیا۔ تب اس شخص نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بیشک اس کے چہرہ سے شیخ احمد رفاعیؒ کی برکت سے شقاوت کی سطر مٹا دی گئی اور اس کے بدلے سعادت کی سطر لکھ دی گئی۔

وہ وہی ہیں کہ جن سے طاقتور مرد کی تعریف پوچھی گئی۔ تو آپ نے کہا وہ ہے کہ اس کے لئے زمین پر اونچی جگہ میں نیزہ گاڑ دیا جائے۔ اور آٹھوں ہوائیں چلیں تو اس کا ایک بال بھی حرکت نہ کرے۔

شیخ چھ ماہ بعد کھایا کرتے تھے

ان سے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے۔ کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اس کے لئے کھانا سامنے رکھا گیا۔ اس نے کہا۔ جب میرا وقت آئے گا تو کھاؤں گا۔ آپ نے اس سے کہا کہ تمہارا کب وقت ہے۔ اس نے کہ مغرب۔ کہا کب سے یہ عادت ہے۔ کہا چھ ماہ سے۔ جب مغرب کا وقت آیا۔ تو اس کے سامنے کھانا پیش کیا۔ اس نے کھایا اور آپ سے کہا کہ آپ میرے ساتھ کھائیں۔ آپ نے کہا کہ جب میرا وقت آئے گا۔ میں کھاؤں گا۔ اس نے کہا کہ آپ کا وقت کب آئے گا۔ آپ نے کہا چھ ماہ کے بعد کہا کتنا عرصہ ہو چکا کہا چھ ماہ۔

کہتے ہیں کہ شیخ احمدؒ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے کہا کہ میں ایک دن اپنے گھر میں سخت گرمیوں میں داخل ہوا۔ مجھے پیاس لگی ہوئی تھی میں نے پانی پیا۔ جس میں گوندھے ہوئے آٹے کی سفیدی ملی ہوئی تھی۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس کو پیوں۔ تو میرے نفس نے مجھ سے کہا کیا تم کوزہ میں ٹھنڈا پانی نہیں دیکھتے۔ تب میں نے پانی نہ پیا۔ اور خدا سے عہد کیا کہ سال تک نہ کھاؤں گا۔ اور نہ پیوں گا۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جو کہ اپنے احوال پر غالب ہوئے ہیں۔ اپنے اسرار کے مالک ہیں۔ اپنی مراد پر غالب آئے ہیں۔ اپنے امر پر صحت زہد و کثرت حلم شدت تواضع اور بڑے ایثار اور گمنامی نفس کے ساتھ غالب ہوئے ہیں۔ جن کے ساتھ مثالیں دی جاتی ہیں۔ ان جیسوں کی طرف امیدیں بڑھتی ہیں۔ سواریاں کسی جاتی ہیں۔ اور بعض میں تو عمریں فنا ہو جاتی ہیں۔ اور کوئی تعجب نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے دلوں کو محبت سے اور سینوں کو ان کی ہیبت سے بھر دیا۔ اور نفوس کو اس کے ارادہ کی طرف کھینچا اور اس کا ذکر تمام اطراف میں پھیل گیا۔ زمانہ اس کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ پھر لوگوں میں اس طرح ذکر اڑا جس طرح کہ ہوا کے ساتھ آگ پھیل جاتی ہے۔ اور جہاں میں اس طرح بلند ہوا۔ جیسے صبح کے وقت خلد اونچا ہوتا ہے۔ علوم طریق میں ان تک ریاست پہنچ گئی۔ احوال قوم کی انہوں نے شرح کی۔ ان کے منازلات کے مشکلات کو کھولا انہیں کے سبب مریدوں کی تربیت جنگل میں سرسبز ہوئی۔ اس طریق

کے بڑے بڑے عالموں نے ان کی صحبت میں تخریج کی ہے۔ صاحب احوالہ صادقہ کے بے شمار لوگوں نے ان کی شاگردی کی ہے۔ ہر طرف میں ایک بڑا عالم ان کی طرف منسوب ہے۔ ہر طرف سے ایک جم غفیر ان کا تابع ہوا ہے۔

مشائخ و علماء وغیرھم نے ان کو بزرگی و عظمت کی آنکھ سے دیکھا ہے۔ لوگوں نے ان کی عزت و حرمت کی گواہی دی ہے۔ چاروں طرف سے ان کی زیارت کا قصد کیا گیا ہے۔

ان کے عمدہ اخلاق و اشرف صفات و اکمل آداب تھے۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مناقب و فضائل جمع کر دیئے تھے۔ اہل خلائق کی زبان پر ان کا کلام عالی تھا اس میں سے یہ ہے۔

کشف ایک قوت جاذبہ ہے۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ بصیرت کی آنکھ کو غیب کے فیض کی طرف نور آجائے۔ اور اس کا نور اس سے ایسا متصل ہو جیسے شعاع صاف شیشہ سے ملتی ہے۔ جس وقت کہ منبع مجذوب کا مقابلہ اس کے فیض کی طرف ہو۔ پھر اس کا نور الٹا ہو کر اپنی روشنی کے ساتھ قلب پر گرتا ہے پھر عالم عقد کی طرف اوپر کو چڑھتا ہے۔ اور اس سے اس کا اتصال معنوی ہوتا ہے۔ نور عقل کے استفاضیہ میں میدان قلب پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ پھر نور عقل سر کی آنکھ کی پتلی پر چمکتا ہے۔ پھر وہ باتیں دیکھ لیتا ہے کہ جن کا موقعہ آنکھوں سے چھپا ہوا ہوتا ہے۔ اور فہموں سے اس کا تصور مشکل ہوتا ہے۔ آنکھوں سے اس کا دیکھنا چھپا ہوتا ہے۔

زہد احوال پسندیدہ اور مراتب روشنہ کا نام ہے وہ صادقین' اللہ کے قاصدوں' اللہ کی طرف پھرنے والوں' اللہ سے راضی رہنے والوں' اللہ پر متوکلین کا پہلا قدم ہے۔

جس شخص کی بنیاد زہد میں مضبوط نہ ہو۔ تو اس کے بعد اس کی کوئی شے صحیح نہیں ہوتی۔

فقر شرف کی چادر مرسلین کا لباس صالحین کی چادر متقین کا تاج عارفین کی غنیمت مریدوں کی خواہش جبار کی رضامندی اہل ولایت کی کرامت ہے۔

اللہ عزوجل کا انس بندہ کو ہے کہ جس کی طہارت کامل ہے۔ اس کا ذکر صاف ہے

اور ہر اس شے سے کہ وہ اللہ عزوجل سے روکے اس کو وحشت ہے۔ پھر اس وقت اللہ عزوجل اس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ حقائق انس کے حق کے ساتھ اس کا ارادہ کرتا ہے پھر ان کو ماسوائے خوف کے مزہ کے پانے سے پکڑ لیتا ہے۔

مشاہدہ حضور بمعنی قرب ہے جو کہ علم یقین و حقائق متقین کے نزدیک ہے۔

توحید دل میں تعظیم پانے کا نام ہے جو کہ تعطیل و تشبیہ سے منع کرتا ہے۔

پرہیز گاری کی زبان ترک آفات کی طرف بلاتی ہے۔ اور تعبد کی زبان دوام اجتہاد کی طرف اور محبت کی زبان پگھلنے اور حیرانی کی طرف۔ توحید کی زبان ثبات اور صحو کی طرف بلاتی ہے۔

اور جو شخص کہ ادب کے لئے اغراض سے اعراض کرتا ہے۔ تو وہ حکیم با ادب ہے۔

اگر کوئی مرد ذات صفات میں کلام کرے تو اس کا سکوت افضل ہو گا۔ اور اگر قاف سے پرے قاف تک چلے تو اس کا بیٹھنا افضل ہو گا۔ اور اگر گھر کی پری کے موافق کھانا کھالے۔ پھر اس پر سانس لے اور وہ اس کو جلا دے۔ اس سے اس کا بھوکا رہنا افضل ہے۔

مچھلیوں کا آجانا

خبر دی ہم کو شیخ ابو یوسف یعقوب بن بدران بن منصور انصاری نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ امام عالم تقی الدین علی بن مبارک بن حسن بن احمد بن ناسویہ واسطی سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میرے سردار شیخ احمد رفاعی ایک دن (دجلہ) کے کنارہ پر بیٹھے تھے آپ کے مرید آپ کے چاروں طرف تھے۔ آپ نے کہا کہ آج ہم مچھلی بھنی ہوئی کھانا چاہتے ہیں۔ ابھی آپ کا کلام پورا نہ ہوا تھا کہ دریا کا کنارہ طرح طرح کی مچھلیوں سے بھر گیا۔ اور ان سے بہت سی مچھلیاں جنگل کی طرف کود پڑیں۔ اس میں ام عبیدہ کے کنارہ پر اس قدر مچھلیاں جمع ہوئیں کہ کبھی اس قدر دیکھی نہ گئی تھیں۔ شیخ نے کہا کہ یہ تمام مچھلیاں مجھے کہتی ہیں۔ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے حق کی قسم ہے کہ ہم میں سے

آپ کھائیں۔ تب فقرا نے ان میں سے بہت سی مچھلیاں شکار کیں۔ ان کو بھونا۔ اور ایک بڑا دستر خوان بھنی ہوئی مچھلیوں کا شیخ کے سامنے رکھ دیا پھر سب نے کھایا۔ حتیٰ کہ سیر ہو گئے۔ دستر خوان پر بھنی ہوئی مچھلیوں میں سے کسی کا سر کسی کی دم رہ گئی اور کسی کا کچھ۔

بھنی ہوئی مچھلیوں کا زندہ ہونا

پھر ایک شخص نے شیخ سے کہا کہ اے میرے سردار اس شخص کو جو کہ متمکن اور قادر ہو کیا صفت ہے۔ فرمایا یہ کہ تمام مخلوق میں اس کو عام تصرف دیا جائے اس نے کہا اس کی علامت کیا ہے۔ شیخ نے کہا ان مچھلیوں کے بقایا سے کہو کہ تم کھڑی ہو جاؤ اور دوڑنے لگو تو وہ کھڑی ہو کر دوڑنے لگیں۔ پھر شیخ نے ان بھنی ہوئی مچھلیوں کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اور کہا اے بھنی ہوئی مچھلیو! جو اس دستر خوان میں ہو۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے کھڑی ہو جاؤ۔ اور دوڑنے لگو۔ ابھی یہ آپ کا کلام پورا نہ ہوا تھا کہ وہ بقایا مچھلیاں صحیح سالم ہو کر دریا میں کود پڑیں اور جہاں سے آئیں تھیں وہیں چلی گئیں۔

مرغابی کا بھن کر آنا

راوی کہتا ہے اور بیان کیا مجھ سے شیخ کے بھانجے شیخ بزرگ ابو الفرج عبدالرحیم نے کہا کہ میں ایک دن ایسی جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ اپنے ماموں شیخ احمدؒ کو دیکھتا تھا۔ اور ان کے کلام کو سنتا تھا۔ وہ اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر ان پر ایک شخص ہوا سے اترا ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ شیخ نے اس سے کہا مرحبا و تدالارض کو اس شخص نے شیخ سے کہا کہ مجھ کو بیس دن ہو گئے ہیں کہ میں نے کچھ نہیں کھایا۔ اور نہ کچھ پیا ہے۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ آپ مجھے میری خواہش کے موافق کھلائیں۔ شیخ نے کہا تمہاری کیا خواہش ہے۔ اس نے اوپر کو دیکھا تو پانچ مرغابیاں اڑی جاتی تھیں۔ کہا میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے ایک مرغابی بھنی ہوئی ہو اور دو روٹیاں اور سرد پانی ہو۔ شیخ نے کہا اچھا تمہارے لئے یہ ہے۔ پھر شیخ نے اس مرغابی کی طرف دیکھا اور کہا کہ مرد کی بھوک کے لئے جلدی کر ابھی شیخ کا کلام پورا نہ ہوا تھا کہ ان میں سے ایک مرغابی شیخ کے سامنے بھنی ہوئی آموجود ہوئی۔ پھر شیخ نے دو پتھروں کی طرف ہاتھ بڑھایا جو کہ ان کی ایک طرف تھے۔ ان دونوں کو اس کے سامنے دو روٹیاں بنا کر رکھ دیا۔ جن میں سے بھاپ نکلتی تھی۔ جو کہ دنیا کی نہایت عمدہ روٹیوں میں سے دیکھنے میں تھیں۔ پھر ہوا کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس میں ایک سرخ کوزہ سرد پانی کا تھا۔ پھر مرد نے وہ مرغابی کھائی اور اس سے سوا اس کی ہڈیوں کے اور کچھ نہ چھوڑا۔ دو روٹیاں کھائیں۔ اور پانی پیا۔ پھر ہوا میں جہاں سے آیا تھا۔ وہیں چلا گیا۔ پھر شیخ کھڑے ہوئے۔ ان ہڈیوں کو لیا۔ اور ان کو اپنے دائیں ہاتھ پر رکھا۔ اور اپنا ہاتھ ان پر پھیرا۔ اور کہا اے متفرق ہڈیو اور ٹکڑے شدہ جوڑو چلے جاؤ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پھر وہ مرغابی بھنی ہوئی زندہ ہو گئی اور ہوا پر اڑ گئی۔ یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گئی۔

شیخ کی ایک اور کرامت

خبر دی ہم کو شیخ ابو زید عبدالرحمٰن بن سالم بن احمد قرشی نے کہا کہ میں نے شیخ

عارف ابا الفتح واسطی سے سکندریہ میں سنا۔ وہ کہتے تھے کہ مجھ سے بیان کیا شیخ بزرگ ابو الحسن علی بن ہمشیرہ سیدی احمدؒ نے کہا کہ ایک دن میں اپنے ماموں شیخ احمدؒ کے باب خلوت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس میں ان کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ پھر میں نے ان کے پاس آواز سنی تھی اور دیکھا تو ان کے پاس ایک مرد ہے۔ جس کو میں نے پہلے اس سے نہ دیکھا تھا دونوں دیر تک باتیں کرتے رہے۔ پھر میں اپنے ماموں کی خدمت میں گیا۔ اور ان سے کہا کہ یہ کون شخص تھا۔ انہوں نے کہا کیا تم نے دیکھا تھا۔ میں نے کہا ہاں۔ شیخ نے کہا یہ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب بحر محیط کے قطر کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ چار خواص میں سے ایک ہے۔ مگر اتنی بات ہوئی کہ تین رات سے وہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور وہ نہیں جانتا۔ میں نے کہا اے میرے سردار! کس وجہ سے مجبور ہوا کہا کہ وہ بحر محیط کے جزیرہ میں مقیم ہے۔ تین رات سے اس جزیرہ میں بارش ہوئی حتیٰ کہ اس کے جنگل بہ نکلے اس کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ اگر یہ بارش آبادی میں ہوتی تو اچھا تھا۔ پھر خدا سے استغفار کی۔ لیکن وہ چھوڑ دیا گیا۔ اس لئے کہ اس نے اعتراض کیا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے اس کو جتلا دیا کہا کہ نہیں میں اس سے حیا کرتا ہوں۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں ان کو بتلا دوں شیخ نے کہا ایسا نہ کر۔ میں نے کہا ہاں کروں گا۔ انہوں نے کہا سر نیچا کر میں نے نیچا کیا۔ پھر میں نے ان کی آواز سنی کہ اے علی اپنا سر اٹھا میں نے سر اونچا کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں بحر محیط کے ایک جزیرہ میں ہوں۔ تب میں اپنے معاملہ میں حیران ہوا۔ اور اس میں اٹھ کر چلنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص وہاں پر ہے۔ میں نے ان کو سلام کہا اور خبر دی تو کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں کہ جو میں تم سے کہوں وہی کرو۔ میں نے کہا ہاں کروں گا۔ کہا کہ میرے کپڑے کو میری گردن میں ڈالو۔ اور مجھ کو میرے منہ کے بل گھسیٹو اور پکارو کہ یہ سزا اس شخص کی ہے کہ جو اللہ سبحانہ‘ پر اعتراض کرے۔ تب میں نے کپڑا ان کی گردن پر رکھا اور ان کے کھینچنے کا قصد کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی مجھے پکارتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اے علی اس کو چھوڑ دے۔ کیونکہ آسمان کے فرشتے اس پر روتے ہیں اور اس کی سفارش کرتے ہیں۔ بیشک اللہ

تعالیٰ اس سے راضی ہو گیا ہے۔ پھر مجھ پر ایک گھنٹہ تک غشی کا عالم طاری ہو گیا۔ اور کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میں اپنے ماموں کے پاس خلوت میں ہوں اور خدا کی قسم مجھے معلوم نہ ہوا کیسے گیا اور کیسے آیا۔

شیخ جنگل کی پیدائش ہیں۔ گویا کہ آپ اس شخص کی طرف منسوب ہیں جس کا نام رفاعہ تھا۔ ام عبیدہ میں رہتے تھے۔ جو کہ جنگل کی زمین میں ایک قریہ ہے یہاں تک کہ وہیں ۵۷۸ھ میں فوت ہوئے ان کی عمر ۸۰ سال کی ہو گئی تھی۔ قبر بھی آپ کی وہیں ہے۔ جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

موت سے پہلے آپ نے کہا تھا کہ میں اس کا شیخ ہوں۔ جس کا کوئی شیخ نہیں میں منقطعین کا شیخ ہوں۔ میں ہر مسافر بکری کا جو راستہ میں الگ پڑی ہے۔ ٹھکانہ ہوں۔ شیخ شافعی المذہب اور فاضل دانا تھے۔ مجلس کے صدر میں کبھی نہیں بیٹھے تھے اور نہ کبھی سجادہ پر تواضعاً" بیٹھتے۔

ان سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں مجھ کو سکوت کا حکم ہوا ہے۔ پھر وہ بہت تھوڑا بولتے تھے۔

خبر دی ہم کو شریف ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابی العباس الخضر بن عبداللہ حسنی موصلی رحمہ اللہ نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دن سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر" کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے دل میں شیخ احمد رفاعی" کی زیارت کا خیال پیدا ہوا۔ تب مجھ کو شیخ نے فرمایا کہ کیا تم شیخ احمد کی زیارت چاہتے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے تھوڑی دیر سر نیچے کیا۔ پھر مجھ سے کہا اے خضر یہ دیکھو شیخ احمد ہیں۔ میں نے دیکھا تو میں ان کے ایک طرف ہوں۔ میں نے دیکھا شیخ باہیبت ہیں۔ میں کھڑا ہوا اور ان کو سلام کہا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے خضر جو شخص کہ شیخ عبدالقادر جیسے سید الاولیاء کو دیکھے وہ مجھ جیسے کی زیارت کی تمنا کرتا ہے۔ اور میں تو ان کی رعیت میں سے ہوں۔ پھر غائب ہو گئے۔ شیخ کی وفات کے بعد میں بغداد سے ام عبیدہ کی طرف آیا۔ کہ ان کی زیارت کروں۔ جب میں ان کی خدمت میں آیا۔ تو وہ وہی شیخ نظر آئے۔ جن کو کہ میں نے شیخ عبدالقادر" کی ایک طرف اس وقت دیکھا تھا

میرے نزدیک ان کی زیارت نے ان کی معرفت کو زیادہ نہ کیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے خضر کیا تم کو پہلی بات کافی نہ تھی۔

شیخ عبدالقادر کے منکر کا انجام

خبر دی ہم کو ابو القاسم محمد بن عبادہ انصاری حلبی نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابا اسحٰق ابراہیم بن محمود ،بعلبکی مقری سے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ امام ابا عبداللہ بطائحی سے سنا کہ میں سیدی شیخ محی الدین عبدالقادرؒ کی زندگی میں ام عبیدہ کی طرف گیا اور شیخ احمدؒ کے صحن میں چند روز ٹھہرا۔ مجھ کو شیخ احمد نے کہا کہ میرے سامنے شیخ عبدالقادرؒ کے مناقب و صفات بیان کر میں نے کچھ بیان کیا اثنائے گفتگو میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا اس کو چھوڑ ہمارے پاس اس مناقب کے علاوہ اور مناقب بیان کر اور اشارہ شیخ احمدؒ کے مناقب کا کیا۔ تب شیخ احمدؒ نے اس کی طرف غصہ سے دیکھا۔ وہ شخص ان کے سامنے سے مردہ ہو کر اٹھایا گیا۔ پھر کہا کہ کون شخص شیخ عبدالقادرؒ کی تعریف کی طاقت رکھتا ہے۔ اور کون شخص ان کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے۔

آپ وہ شخص ہیں کہ ان کے دائیں طرف شریعت ہے۔ اور بائیں طرف بحر حقیقت ہے۔ وہ ان دونوں میں سے چاہیں چلو بھریں۔ ہمارے زمانہ میں شیخ عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک دن سنا کہ اپنے بھائی کی اولاد اور اپنے اکابر احباب کو وصیت کرتے تھے اور ایک شخص آپ کے پاس رخصت لینے کو آیا۔ اور بغداد شریف کے سفر کا ارادہ کرتا تھا۔ تو آپ نے اس سے کہا کہ جب تو بغداد میں داخل ہو تو شیخ عبدالقادرؒ کی زیارت پر اور کسی زیارت کو مقدم نہ کرنا۔ اگر وہ زندہ ہوں تو اگر فوت ہو گئے ہوں تو پہلے ان کی قبر کی زیارت کرنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا ہوا ہے کہ جو شخص صاحبان حال میں سے بغداد میں داخل ہو اور ان کی زیارت نہ کرے اس کا حال سلب ہو جائے گا۔ اگرچہ موت سے کچھ پہلے ہو۔ پھر کہا شیخ محی الدین عبدالقادرؒ اس شخص پر حسرت ہیں۔ جو ان کو نہ دیکھے۔

یہ آخری تحریر اس کتاب کی ہے۔ یہ کتاب بھجۃ الاسرار و معدن انوار جو کہ شیخ الاسلام قطب العارفین شیخ سیدی محی الدین عبدالقادر جیلیؒ کے مناقب میں ہے۔ اس کو فقیر نے جو اپنے رب غنی کا محتاج ہے نہ اور کسی کا یعنی علی بن یوسف بن حزیر بن معضاد بن فضل شافعی لخمی مشہور شطنوفی نے جمع کیا ہے غفر اللہ لہ ولوالدیہ وا لمسلمین آمین۔

الحمد اللہ کہ یہ کتاب سراپا برکت مجسم رحمت جس کے دیکھنے سے آنکھوں کو سرور دل کو نور حاصل ہو۔ ظلمت بد اعتقادی کا فور ہو۔ آج بتاریخ ۱۷ رجب ۱۳۳۰ھ مطابق ۳ جولائی ۱۹۱۲ خاکسار سراپا گنہگار راجی رحمت ربہ القوی احمد علی عفاعنہ الولی بٹالوی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور کی ایک مدت کی محنت سے حلیہ ترجمہ سے آراستہ ہوئی۔ خداوند کریم اس کو مقبول عام کرے اور طفیل بزرگان دین خصوصاً حضرت سیدی محی الدین شیخ الاسلام سید عبدالقادر جیلانیؒ کے مجھ عاجز کی تقصیرات معاف ہوں۔ ۔

احب الصالحین ولست منهم

لعل اللہ یرزقنی صلاحاً

واخر دعونا ان الحمد اللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء خاتم النبیین شفیعنا و وسیلتنا فی الدارین محمد رسو اللہ وعلی آلہ واصحابہ و اهل بیتہ اجمعین

تمام شد

❖❖❖

سیرت

خاتم النبیین ﷺ

سیرتِ نبوی پر جامع اور مُدلّل تصنیف

ڈاکٹر ماجد علی خان

پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ڈی۔ ٹی۔ ایچ (علیگ) ڈی۔ لٹ (آسٹریلیا) وغیرہ
فاضلِ دینیات۔ مولوی فاضل۔ فاضلِ درسِ نظامی

پروگریسو بکس، ۴۰۔ بی اردو بازار۔ لاہور